بسم الله الرحمن الرحيم

علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات

(تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی' اردو

مقالہ نگار
محمد ایوب صابر

نگران تحقیق
ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

شعبہ اردو' پنجاب یونیورسٹی' اورینٹل کالج' لاہور

۲۰۰۰ء

انتساب

والدہ مرحومہ

کے نام

فہرست

دیباچہ

چوتھا باب: مذہبی اور الہیاتی فکر پر اعتراضات

پانچواں باب: سیاسی اور ملی افکار پر اعتراضات

دیباچہ

اقبال کا کلام نظم و نثر پاکستان، اسلامی دنیا اور عالم انسانیت کے لیے انمول فکری خزانہ ہے۔ اسلامی و انسانی اقدار کو اقبال نے معجزۂ فن بنا کر پیش کیا ہے۔ اقبال کی مقبولیت و عظمت کا یہی راز ہے۔ انہیں بجا طور پر مشرق کا بلند ستارہ کہا گیا ہے تاہم ان کا پیغام شرق و غرب دونوں کے لیے ہے ---- حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ ایک طرف اقبال کا شعری، سیاسی، فکری کارنامہ انسانی تاریخ میں انہیں منفرد مرتبہ عطا کرتا ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اقبال کی وسیع و شدید مخالفت کی گئی ہے اور انہیں منہدم کرنے کی کوششیں پوری صدی کے دوران جاری رہی ہیں۔ ہم فطری طور پر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ اقبال شکنی کے مقاصد کیا ہو سکتے ہیں؟ کیا اقبال پر کیے جانے والے اعتراض علمی نوعیت کے ہیں یا تعصب و عناد پر مبنی ہیں یا دونوں طرح کے ہیں؟ خالص علمی نوعیت کے اعتراضات کی جانچ ہونی چاہیے لیکن اگر مخالفین، پاکستان کی نظریاتی اساس کو کھوکھلا کرنا چاہتے ہیں، اسلامی نشاۃ ثانیہ کے عمل کو روکنا چاہتے ہیں اور ہماری قومی و ملی یکجہتی کو برباد کرنے کے درپے ہیں تو ان کے مقاصد و عزائم کو سمجھنا اور ان کا تدارک کرنا نہایت ضروری ہے۔ اقبال مصوّر و مفکر پاکستان ہیں، اسلامی نشاۃ ثانیہ کے نقیب ہیں اور انسانی برادری کو، مشترک اقدار و افکار کی بنیاد پر متحد دیکھنا چاہتے ہیں، اس لیے درحقیقت انہدام اقبال کی کوششوں کا توڑ کرنا اپنی قومی و ملی زندگی کے تحفظ، امت مسلمہ کے روشن مستقبل اور انسانی اقدار کے فروغ کے تناظرات میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

اقبال مخالف لٹریچر کی کلی چھان بین کی ضرورت و اہمیت پر "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" کے پیش لفظ میں روشنی ڈالی گئی تھی۔ اس لٹریچر کی ایک فہرست بھی دی گئی تھی۔ تب میرا خیال تھا کہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات کا جائزہ پی ایچ ڈی کی سطح کا کام ہے لیکن جلد ہی احساس ہوا کہ یہ منصوبہ بہت بڑا ہے اور پی ایچ ڈی کی سطح کے متعدد تحقیقی مقالات کا متقاضی ہے۔ اقبال مخالف لٹریچر کی جو فہرست "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" میں دی گئی تھی اگرچہ وہ بھی ضخیم تھی لیکن جو مزید مواد بعد کے برسوں میں جمع ہوا، اس سمیت دستیاب لوازمے کا احاطہ و محاکمہ کرنا جوئے شیر لانا اور دشوار تھا۔ اس کے لیے لگن، محنت اور وقت کی ضرورت تھی۔ میرا ارادہ پورے منصوبے پر کام کرنے کا تھا۔ اسے میں نے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔ چنانچہ منصوبے کی نزاکت، وسعت، اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر ایک بہت بڑا فیصلہ کیا اور اس وقت ریٹائرمنٹ لے لی جب ملازمت کے چار برس ابھی باقی تھے اور جس میں گریڈ میں ترقی سال بھر کے اندر ہونا تھی۔ کام کے معیار کو بین الاقوامی سطح تک لانے کے لیے ۱۹۹۱ء میں انگلستان کا سفر کیا اور دو ماہ وہاں رہ کر انڈیا آفس لائبریری سے استفادہ کیا۔ اگلے برس دہلی میں علاوہ اقبال پر منعقدہ ایک بین الاقوامی سیمینار

شرکت کا موقع ملا تو وہاں سے بھی فوائد اکٹھا کیا۔

مخالفین کو تکلیف جس وجہ سے ہوتی ہے، اعتراضات کو اس تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اقبال کی شخصیت اور فکر کے ہر پہلو کو نشانہ بناتے ہیں۔ لیکن ایسا ہوتا ہے کہ یہاں ان کا ہر دعویٰ حرفِ آخر ہے۔ اکثر بعد اکثر باقین آ جاتے ہیں جو ان اعتراضات کو تسلسل و تکرار کے ساتھ دہراتے ہیں۔ یہ اعتراضات متنوع اور بکثرت ہیں۔ اقبال نے ایک طوائف کو قتل کیا۔ (یہ گویا ثبوت ہے کہ کوٹھوں پر جایا کرتے تھے) شراب پیتے تھے۔ معاشقوں اور رنگ رلیوں میں مبتلا ہوتے۔ پہلی بیوی اور بڑے بیٹے سے ناروا سلوک کیا۔ انگریزوں کے آلۂ کار تھے۔ قول و فعل میں تضاد تھا۔ بے عمل تھے۔ بداعمال تھے۔ مایوس انسان تھے۔ فرقہ پرست اور خوف و غم کا شکار تھے۔۔۔ اب اگر کوئی شخص ایسا اور ایسا ہو تو مسلمان اس کی راہنمائی کیونکر قبول کر سکتے ہیں۔

اقبال کی طرح فکرِ اقبال کو بھی متنازعہ اور مشکوک بنایا گیا۔ فکرِ اقبال منتشر ہے۔ اس میں تضاد ہے۔ فکرِ اقبال آفاقیت کے منافی ہے۔ اقبال اسلامی فاشسٹ اور رجعت پسند ہیں۔ خرد دشمن اور مخالفِ علم ہیں۔ عشق کی حمایت کر کے غلطی کی ہے۔ تاریخیت سے بے تعلق رہا تھا۔ پاکستان کا تصور انہوں نے پیش نہیں کیا۔ غلط اردو لکھتے تھے، وغیرہ۔ اب جس کا فکر منتشر ہو اور جو فکری تضاد کا شکار ہو، خرد دشمن، مخالفِ علم اور تاریخیت گریز ہو۔ اس کے فکر کو قومی و ملی تعمیرِ نو کی بنیاد کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ اور اگر تصورِ پاکستان اقبال نے پیش ہی نہیں کیا تو پاکستانی معاشرے کو اقبال کی بصیرت کے مطابق استوار کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

مخالفینِ اقبال کے اپنے اپنے محرومی اور ذاتی تعصبات و مفادات ہیں۔ ابتدا میں اہلِ زبان نے ان کی زبان پر اعتراضات کیے۔ یہ سلسلہ مدتوں جاری رہا۔ "اسرارِ خودی" شائع ہوئی تو وجودی و جبروی تصوف کے حامیوں نے اقبال شکنی کی مہم چلائی۔ اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو مستشرقین کے کان کھڑے ہوئے اور اقبال کو مشرق سے طلوع ہونے والا خونی ستارہ قرار دیا۔ تحریکِ خلافت کا ایک نعرہ ہندو مسلم متحدہ قومیت تھی۔ اقبال ایسی قومیت کے روادار نہ تھے۔ چنانچہ ان کے خلاف الزامات اختراع کیے گئے۔ خطبۂ الٰہ آباد میں الگ مسلم ریاست کا تصور پیش کیا تو ہندو برہم ہو گئے اور اقبال کی شخصیت و فکر کو مسخ کرنے کی بڑے پیمانے پر اور مسلسل کوششیں کیں۔ ہندی قوم پرست مسلمان ان کا ساتھ دیتے رہے۔ اسی طرح فرقہ پرستوں، اشتراکیوں، تاریخیوں، مغربی تہذیب کے مرعوبوں اور قاسمیوں نے اقبال کو طرح طرح کے اعتراضات کا ہدف بنایا۔

مخالفینِ اقبال نے اقبال کی حمایت میں قلم اٹھانے والوں کو بھی طنز و تعریض کا نشانہ بنایا ہے۔ ایسے ہر اقبال شناس کو وہ apologist سمجھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ اقبال پیغمبر نہیں تھے لہٰذا معصوم بھی نہیں تھے۔ ان سے کوتاہیاں سرزد ہو سکتی تھیں اور ہوئی بھی۔ تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ جو خامیاں اقبال میں نہیں تھیں، انہیں اس لیے تسلیم کیا جائے کہ مخالفینِ اقبال ایسا چاہتے ہیں۔ جس الزام کا کوئی ثبوت فراہم نہیں ہوتا اسے ماننے کا کوئی جواز نہیں۔ اقبال کے لیے اقبال کے حامیوں کو معذرت خواہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اقبال نے تو ایک فقیرانہ زندگی بسر کی ہے اور حق کا نور پھیلایا ہے۔ معذرت تو انہیں کرنی چاہیے جو صلیبی جنگوں کے دوران پھیلائے گئے تعصبات سے اب تک باہر نہیں آ سکے۔ معذرت انہیں کرنی چاہیے جو ہزار ہا برس سے شودروں کا استحصال کر رہے ہیں۔ معذرت انہیں کرنی چاہیے جنہوں نے

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک بڑے اور اہم منصوبے پر کام کرنے کی توفیق عنایت کی۔ میری کوشش یہ رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ معروضیت برقرار رہے۔ تحریری اسلوب میں اختصار اور وضاحت کے اصولوں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور تکرار سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ البتہ تصورِ پاکستان کے ضمن میں اعتراضات اور غلط بیانیوں کی نوعیت ایسی ہے کہ کہیں کہیں ضروری تکرار ناگزیر تھی۔

میں ان سب احباب اور صاحبانِ علم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی نوعیت کا میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ان میں جناب وسیم سجاد، جسٹس میاں نذیر اختر، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر سہیل عمر اور ڈاکٹر صابر کلوروی کے نام خاص طور پر اہم ہیں۔ دہلی کے کرم فرماؤں میں ڈاکٹر عبدالحق اور خورشید [illegible] قابلِ ذکر ہیں، اور انگلستان میں مقیم احباب میں سے سلیم الدین قریشی، چوہدری ریاض احمد، حاجی تاج محمد، ڈاکٹر نواز قریشی، ڈاکٹر شریف بقا اور عبدالرحمٰن بزمی کا بھی شکر گزار ہوں۔

ڈاکٹر ایوب صابر

۲۹ جون ۲۰۰۰ء

مرتد کو مرتد کا درجہ دیا ہے۔ معذرت انہیں کرنی چاہیے جنہوں نے ختم نبوت کے عقیدے میں نقب لگائی اور معذرت ان
معذرت ان مسلمانوں کو کرنی چاہیے جن کی نظر خدا کے بجائے یہودیوں کی خوشنودی پر ہے۔

فکرِ اقبال کا گہرا تعلق پاکستان اور عالم اسلام کی سربلندی اور تمام انسانیت کی فلاح کے ساتھ ہے۔ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں پاکستان کے حالات مسلسل مخدوش ہو رہے تھے۔ مسلم ممالک کے بیشتر حکمران، حسبِ معمول، استعماری قوتوں کے اشارے پر چل رہے تھے۔ پاکستان میں بدعنوانیوں کا گہرا اور وسیع جال پھیلا ہوا تھا۔ بعض دانشور برملا کہتے تھے کہ یہ ملک اب سنبھل نہیں سکتا۔ اس حوصلہ شکن ماحول میں، اقبال کے حوالے سے، میں نے پاکستان اور اسلام کے لیے کام شروع کیا۔ مجھے یقین تھا کہ پاکستان کو قائم رہنا ہے، یہاں تبدیلی آئے گی، پاکستان مستحکم ہوگا اور ان شاء اللہ عالم اسلام میں قائدانہ کردار ادا کرے گا۔ حسین نصر نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "اگر ہم موجودہ صورتِ حال کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یاسیت، مگر حقیقت پسندی اختیار کریں اور یہ مان لیں کہ اب کسی چیز کو بچانا ممکن نہیں تب بھی حق کا اظہار سب سے بڑا کارِ خیر ہے اور اس کے اثرات عام طور پر سمجھی جانے والی حدود سے کہیں دور تک پہنچتے ہیں"۔ تاہم میں یاسیت کا شکار نہیں تھا۔ میری ذہنی کیفیت وہی تھی جو ۱۹۰۷ء میں اقبال کی تھی:

سفینۂ برگِ گل بنا لے گا قافلہ مورِ ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش، مگر یہ دریا سے پار ہوگا

پاکستان میں تبدیلی کا آغاز ہو چکا ہے اور مستقبل میں ایماندار، مسائل کا شعور رکھنے والے اور باصلاحیت رہنماؤں کا ابھرنا ممکن ہو گیا ہے۔ ماضی میں اکثر یہ کہا گیا ہے کہ ملکی اہلِ دانش کو آگے آ کر ملک و قوم کی راہنمائی کرنی چاہیے۔ میرے نزدیک اس ضمن میں مراد یہ ہے کہ اقبال کی شخصیت و فکر کو مسخ کرنے کی جو کوششیں ہوئی ہیں، ان کے اثرات زائل کیے جائیں اور اقبال کی شخصیت اور فکر کو اس کے اصل رنگ میں پیش کیا جائے۔ میرے خیال میں اس کا ایک اہم زاویہ یہ بھی ہے کہ فکرِ اقبال کو اس کے مخالفین اور ان کے مطلوب نظاموں کے تناظر میں پرکھا جائے۔ کوئی اہلِ دانش صاحبِ علم اور محقق یہی کر سکتا ہے۔ اگلا کام ان کا ہے جو اختیار رکھتے ہیں اور وہ کام یہ ہے کہ پاکستانی معاشرے کو اقبال کی اسلامی بصیرت کے مطابق استوار کیا جائے۔

زیرِ نظر کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے باب میں اقبال کی شخصیت اور فکر پر اعتراضات کی نوعیت اور محرکات پر گہری توجہ کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ باب کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ دوسرے باب میں اقبال کی شخصیت پر جو الزامات عائد کیے گئے ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تیسرا باب فکری اساس اور بنیادی حیثیت پر اعتراضات کے جائزے کے لیے وقف ہے۔ چوتھے باب میں مذہبی نوعیت کے اعتراضات زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ پانچویں باب میں سیاسی اور چھٹے باب میں فنی اعتراضات کا محاکمہ کیا گیا ہے۔ ساتواں باب حاصلِ بحث پر مشتمل ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک بڑے اور اہم منصوبے پر کام کرنے کی توفیق عنایت کی۔ میری
رہنمائی [illegible] [illegible] [illegible] ۔ تحریری اسلوب میں اختصار اور وضاحت کے اصولوں کو
پیش نظر رکھا گیا ہے اور تکرار سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] میں [illegible] اور [illegible]
ایسی ہے کہ کسی قدر تکرار ناگزیر تھی۔

میں ان سب احباب اور علمائے کرام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی بھی حیثیت کا میرے ساتھ تعاون کیا۔ ان
میں [illegible] ، جسٹس میاں محبوب احمد، ڈاکٹر [illegible] قریشی، ڈاکٹر [illegible] الدین ہاشمی، ڈاکٹر [illegible] اور [illegible]
ڈاکٹر [illegible] ، ڈاکٹر [illegible] الحق اور [illegible] اور
[illegible] احباب میں [illegible] سلیم الدین قریشی، چودھری ریاض احمد، حاجی تاج محمد، [illegible] اور
[illegible] الرحمٰن [illegible] کا بھی شکر گزار ہوں۔

محمد ایوب صابر

۲۱ جون ۲۰۰۰ء

پہلا باب

مالنفسِ اقبال، الوہیت اور قرآنیات

پہلا باب : مخالفتِ اقبال : نوعیت اور محرکات

۱۔ اہلِ زبان

اقبال پر اعتراضات کی ابتدا ایک ادبی معرکے سے ہوتی ہے جو ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء کے دوران رونما ہوا۔ شیخ عبدالقادر کا رسالہ "مخزن" اپریل ۱۹۰۱ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی [illegible] اقبال کا کلام شائع ہوا تھا تاہم اقبال کی شعری [illegible] ایک تسلسل کے ساتھ "مخزن" کے ذریعے منظرِ عام پر آنا شروع ہوئیں۔ ۱۹۰۲ء [illegible] لاہور ہی سے ایک [illegible] اردو رسالہ "[illegible]" کے نام سے جاری کیا [illegible] ۱۹۰۲ء [illegible] اہلِ زبان کی [illegible] پنجاب کی [illegible] اور [illegible] ایک اور مضمون میں "ہماری زبان پر [illegible]" [illegible] اردو کو [illegible] کے [illegible] دنیا کے [illegible] کی طرف [illegible] لکھتے ہیں:

> "تمام ہندوستان [illegible] اہلِ زبان [illegible] اردو کو [illegible] زبان [illegible] مگر کیا کریں
> [illegible] کہ [illegible] کو نہیں کہ جھوٹے شاعروں اور شاعروں
> کے گلدستوں کے [illegible] تمام مقامات میں [illegible] کے لئے [illegible]
> [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کو [illegible] اور
> [illegible] پنجاب اردو کو [illegible] دنیا کے [illegible]
> میں اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔"[۲]

[illegible] ۱۹۰۳ء کے [illegible] میں [illegible] کا [illegible] "اردو پنجاب میں" شائع ہوا۔ اس کا موقف تھا کہ "پنجاب [illegible] اردو [illegible] اہلِ پنجاب کی [illegible] اردو [illegible] کوئی اہلِ زبان بڑھ کر [illegible] زبان کا قائل ہو [illegible] پنجاب کے اردو [illegible] "[illegible]"[۴] اس [illegible] میں [illegible] لکھا:

> "[illegible] میں [illegible] اور [illegible] اقبال [illegible] کا [illegible] پر کوئی [illegible]
> ہے کیا ایسے [illegible] اور [illegible] اہلِ علم کی موجودگی میں [illegible] ہے کہ پنجاب کی [illegible] اردو تصنیف ایسی
> نہیں ہے جسے کوئی اہلِ زبان بڑھ کر [illegible] زبان کا قائل ہو جائے۔"[۵]

[illegible] ۱۹۰۳ء [illegible] "اردوئے معلیٰ" میں شائع ہوا [illegible] کہ [illegible] اقبال کی [illegible] شائع ہو [illegible] پنجاب کا دماغ اور بھی آسمان پر پہنچ گیا ہے [illegible] کے علاوہ اقبال کے اشعار پر بھی اعتراضات کیے جو زیادہ تر روزمرہ و محاورہ سے متعلق تھے[۶] [illegible] کہ [illegible] کے مضمون سے پنجاب میں [illegible] ہوا اور [illegible] کے [illegible] آرا ہوئے"[۷] دراصل [illegible] حسرت کے [illegible] نہیں بلکہ اقبال کی [illegible] اور حمایت میں ہوئی۔ اس طرح ایک ادبی معرکے کا آغاز ہوا۔

میر مہر محمد اساوی نے ایک مضمون بعنوان "اردو اور پنجابی" میں "نکاتِ شعر میرزا" کی خبر لی - یہ مضمون ستمبر ۱۹۰۲ء میں مخزن میں شائع ہوا۔ "مخزن" کے اگلے شمارے میں اسی موضوع پر اقبال کا مضمون شائع ہوا جس میں "شعر میرزا" کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ اس کے بعد متعدد مضامین دونوں طرفوں سے شائع ہوئے۔

اہلِ زبان حضرات کے اس ادبی بحث مباحثے اور مضامین کی روشنی [illegible] کے عہد سے چلی آرہی تھی۔ ڈاکٹر محمد یوسف حافظ [illegible] اشارہ و مصحفی سے [illegible] ذوق تک شعری ادبی معرکوں کا [illegible] اس معرکے نے اہلِ زبان کے رجحانِ طبیعت اور موضوعاتِ شعر کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے۔ خلاصۂ بحث [illegible] وہ لکھتے ہیں:

"مصحفی اور میر کے دور کے معرکوں اور مصحفی [illegible] کا [illegible] - [illegible] آتے ہیں ... [illegible] لفظ نہیں اور [illegible] کو عروض و قواعد [illegible] محاوروں کے [illegible] تصور کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زبان کے تمام مباحث عروض و قواعد کے گرد گھومتے رہے ... ہمارا خیال ہے کہ [illegible] معرکہ آرائیوں کا بڑی رد عمل تھا [illegible] محاوروں کے [illegible] کچھ [illegible] ... ان تمام رد و قدح [illegible] ان کا تعلیمات [illegible] رجحان کی آبیاری [illegible] کر رہی تھی ... [illegible] روایتی [illegible] قیامت برپا کر دی گئی ہے - شاید ذوق کے بیٹے کہا ہو:

ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں
پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے [۱۰]

ان [illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] معرکہ آرائی اہلِ زبان [illegible] شاعری [illegible] عروض اور قواعد تک محدود رہا - اس رد و قدح [illegible] تقلید اور [illegible] کی آبیاری کا درجہ رہی تھی - [illegible] اکثر لوگوں کو اہلِ زبان نہ مانا گیا۔ مصحفی کے حسبِ ذیل شعر سے بھی وضاحت ہو رہی ہے:

بعضوں کا قول ہے کہ ہم اہلِ زباں ہیں
دلی نہیں دیکھی ہے زباں داں یہ کہاں ہیں [۱۱]

تاہم لکھنؤ والوں نے دہلی دبستانِ شاعری کے مقابلے پر "لکھنؤ کا دبستانِ شاعری" قائم کیا اور دونوں دبستان معرکہ آرا رہے - معرکہ آرائی کی یہ روایت دہلی اور لکھنؤ میں رچی ہوئی تھی - اہلِ پنجاب کے سامنے جو اہلِ زبان [illegible] برتری کا احساس و افتخار موجود تھا [illegible] کے ساتھ مل کر لسانی افتخار مذکورہ ادبی معرکے کا سبب [illegible] کے نتیجے میں [illegible] اقبال پر [illegible] ہوئی - جاوید اقبال کی یہ رائے درست ہے کہ اہلِ زبان اقبال کے ہم عصر [illegible] کو [illegible] سمجھتے تھے کیونکہ [illegible] کی زبان [illegible] جو شعرا [illegible] ٹکسالی زبان کے [illegible] اور [illegible] اعتراض [illegible] تقلید [illegible] شاعری کے دلدادہ اہلِ زبان، بحیثیتِ مجموعی، [illegible] وقت تک ایک "پنجابی" کی شعری عظمت کا اندازہ نہ کر سکے۔

"تصحیح محمود" ([illegible]) نے اپنے مضمون "اردو اور پنجابی" کا [illegible] مشہور ہو گیا۔ انہوں نے "[illegible] پنجاب" سے

[illegible] "مولوی مختار علی [illegible] دوست [illegible] ان کی [illegible] ... اگر [illegible] کے [illegible] کے ذریعے سے ہندوستان میں [illegible] اردو مروج ہو جائے تو میرے [illegible] ایسی اردو کے [illegible] ہونے [illegible] نہ ہونا کچھ زیادہ [illegible]"[13]

[illegible] اردو [illegible] کہ یہ سوال [illegible] کہ [illegible] اردو والوں کا [illegible] کہ اہل زبان ہیں تو ہم ہیں اور اردو بولنے کے [illegible] کے [illegible] ہیں تو ہم" مختار علی اہل زبان کے [illegible] پر [illegible] ہوئے [illegible] لکھتے ہیں:

"اہل پنجاب نے اردو زبان کی [illegible] کی [illegible] اور اس میں [illegible] ترقی کی [illegible] اگر کچھ بھی [illegible] تو [illegible] ہیں ← [illegible] کے [illegible] اہل زبان اردو کو اردو [illegible] سمجھتے [illegible] کو [illegible] ان کی طرح [illegible] سمجھتے۔ ہمارے [illegible] اردو کی [illegible] پانی کی طرح ہے جو [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہے اور [illegible] میں [illegible] ہے۔ اردو [illegible] ہوا ہی ہے [illegible] محاورے [illegible] میں انگریزی محاورات [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] استعمال [illegible] میں [illegible] اہل زبان [illegible] اچھے [illegible] کوئی نیا محاورہ [illegible] آتا ہے تو وہ [illegible] کی [illegible] تب [illegible] کے لیے [illegible] اردو [illegible] کے [illegible] اردو لکھنے والے کسی گروہ کی ہنسی اڑانا مضر ہے اور اردو زبان کے ساتھ دشمنی ہے"[14]

[illegible] میں [illegible] کہ ایک [illegible] محاورات اور الفاظ [illegible] مروج [illegible] کے محاورات اور الفاظ کی [illegible] نہیں کہ [illegible] ان کا رواج ہو [illegible] کے لوگوں کا [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اصول ہے اور [illegible] کسی [illegible] میں [illegible] اصول [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کے [illegible] محاورے کا [illegible] محاورے [illegible] استعمال کرے تو اس کو [illegible] کا مرتکب سمجھو۔

[illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] استعمال کیے ہیں [illegible] اور ضرورت کے [illegible] سے احتراز [illegible] کیونکہ [illegible] تعبیر کا [illegible] اصول [illegible] ہونا چاہیے۔

[illegible] بنیادی اصول [illegible] کوئی کام نہیں۔ مولوی مختار علی [illegible] کے [illegible] نظر رکھتے ہوئے ہی استعمال اہل زبان کے [illegible] کو [illegible] کے [illegible] استعمال کے [illegible] آتا ہے [illegible] لکھتے ہیں:

"[illegible] اہل زبان کے محاورے [illegible] ہوتا ہے اور [illegible] ہے لیکن اہل زبان کے [illegible] کی [illegible] [illegible] کو [illegible] ہم بھی [illegible] اختیار [illegible] آپ [illegible]

رہیں مجھے اساتذہ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہے۔ اگر اہلِ پنجاب ان کو (حضرت ناظر کو) بہ ہر وجوہ کامل خیال کرتے
ہیں تو ان کی غلطی ہے۔ زبان کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی دشوار گزار وادی ہے کہ اصول ان
لوگوں کو جو اہلِ زبان نہیں ہیں، ہاں قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے ... اس اوقات میرے تعلق کی
کیفیت یہی نسیم کی ذوق ہے کہ میں باوجود اس کے دلی اور لکھنؤ کے شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ ورنہ مجھے نہ
زباندانی کا دعویٰ ہے نہ شاعری کا۔[15]

اقبال اپنے مضمون میں کے اعلیٰ لسانی شعور کا مظہر ہے۔ ایک مرد کہ اہلِ زبان کے محاورات کی پاسداری ضروری ہے۔ دوسرا بیان دہلی کا واسطہ ہے، ہم اقبال، غالب کی طرح، "تا نبشتیم رہ و رسم کلام" میں مبتلا نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک اہلِ زبان کے تخیلات کی پاسداری ضروری نہیں۔ تو اسے اگر محاورہ ٹھیک ہو [illegible] ہے تو ضروری نہیں کہ اسے ہم بھی نمائندہ طور پر برتیں۔ علم اللسان کے [illegible] اصول کی رو سے اقبال یہی سمجھتے ہیں کہ اردو زبان جہاں جائے گی وہاں کے طریقِ معاشرت اور طرزِ بیان کا اثر اس پر پڑے گا۔ دوسرے الفاظ میں وہ الفاظ و محاورات کی طرح پنجابی کے "ہم معنی" الفاظ اور محاورات کے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں۔ اہلِ پنجاب کی اردو پر [illegible] اور پنجابیوں کی [illegible] انداز کو نامناسب خیال کرتے ہیں اور "دلآزار" الفاظ کے جواب میں "حق اور ضرورت" رکھنے کے باوجود ان الفاظ کا استعمال ترک کرتے۔ اپنے اساتذہ کی "ہمسری" کا دعویٰ نہیں حتیٰ کہ [illegible] "دہلی اور لکھنؤ" کا ذکر کرتے ہیں۔ اہلِ پنجاب کا [illegible] اور [illegible] ان کی تعریف [illegible] ہوتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اہلِ پنجاب اگر مجھے کامل خیال کرتے ہیں تو یہ ان کی غلطی ہے۔ انہیں احساس ہے کہ زبان کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے اور اس دشوار گزار وادی میں غیر اہلِ زبان قدم قدم پر ٹھوکر کھا سکتے ہیں۔ [illegible] اور یہ احساس معرکہ آرائی کا نہیں، راہِ کمال پر گامزن رہنے کا ہے۔ اقبال لاہور کے مشاعروں میں لکھنوی اور دہلوی دبستانوں سے وابستہ شعرا کی ادبی "چپقلش" سے بھی آگاہ رہے تھے[16]۔ حسب ذیل شعر ۱۸۹۵ء یا ۱۸۹۶ء کا ہے:

اقبال لکھنؤ سے نہ دلی سے ہے غرض
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے[17]

[illegible] اقبال کی مشق کا زمانہ تھا۔ غزل کا رنگ [illegible] اس دورِ تقلید میں بھی داغ کی تقلیدی تتبع کے سوا [illegible] ملتے ہیں[18]۔ "تنقید ہمدرد" تک اقبال کا مزاج راسخ ہو چکا تھا اور ان کا سن [illegible] برس ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود اقبال کو "زباندانی" کا دعویٰ ہے نہ "شاعری" کا۔ شاعر کی [illegible] انکسار کی روش ہے حالانکہ غیر مرتب الفاظ میں [illegible] اقبال کو فن کی باریکیوں کا گہرا شعور حاصل تھا[19]۔ اقبال نے "تنقید ہمدرد" کے جوابات [illegible] وہ بہتر ہیں [illegible] اقبال کے وسیع و عمیق مطالعے اور [illegible] تنقیدی شعور کا پتا چلتا ہے۔ [illegible] کی صورتِ حال ہے۔ اقبال [illegible] سے آگاہ ہیں۔ [illegible] اقبال کا تکیۂ کلام [illegible] بجا ہے
اور ان کے قول جگر [illegible] کی [illegible] ہوئی[20] تو اقبال نے [illegible] حسرت میں ڈال دیا[21]۔

الطاف حسین حالی اہلِ لکھنؤ کے تعصب کا شکار ہوئے تھے لیکن خود کسی تعصب میں مبتلا نہیں تھے۔ اکبر حیدری نے لکھا ہے کہ [illegible] زبان کی [illegible] اقبال کے حامیوں میں شامل تھے[22]۔ پیسہ اخبار ہفت روزہ سے روزانہ ہوا تو اخبار کے مدیر کے نام [illegible] ۱۹۰۳ء کو ایک تار کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"خواجہ حالی اردو پر نکتہ چینی کرتے ہیں اہل زبان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اردو زبان ان کے ہاتھوں سے نکل کر

پنجاب میں جا رہی ہے۔ اگر یہی سلسلہ مدت تک جاری رہا تو جس طرح عربی زبان عرب سے نکل کر عراق اور

شام میں چلی گئی یقیناً وہ وقت دور نہیں ہے کہ دہلی اور لکھنؤ کے بجائے لاہور اردو کا مرکز ہو جائے گا۔"[۲۳]

مراد آبادی معرکہ ۱۹۰۸ء کے آخر تک ختم ہو گیا لیکن "اودھ پنچ" نے ۱۹۱۱ء سے اقبال پر اعتراضات کا جو سلسلہ شروع کیا[۲۴] تو اسے

۱۹۳۵ء تک جاری رکھا[۲۵]۔ "اودھ پنچ" مزاحیہ اور طنزیہ انداز میں اقبال کو بے حد ستاتا رہا۔

اقبال کے اپنے مزاج کا اندازہ ان اعتراضات پر اظہار خیال کا ہے۔ ۲ مارچ ۱۹۱۲ء کو مہاراجہ کشن پرشاد شاد کے نام لکھتے ہیں:

"اودھ پنچ نے جو اعتراضات مجھ پر کیے ہیں ان کا مجھ کو علم نہیں۔ وہ پرچہ تلاش کرنا چاہیے۔ ممکن ہے کہ ان

اعتراضوں میں کوئی کام کی بات ہو۔ لکھنؤ والے اور معترض ہمیشہ یہ شکایت کرتے ہیں کہ اقبال شاعر ہے مگر اس میں شاعری سے

زیادہ خیال کا اظہار یا معرفت آفرینی ہے۔ میں نے آج تک اپنے آپ کو شاعر سمجھا ہے۔ مصنف میں اس شاعری کی

صورت دقیق اور مشکل ہے کہ ایک عمر میں ہی انسان کی دسترس میں آتی ہو۔ پھر میں کیونکر یہ بات سمجھ سکتا ہوں جسے

دوسری کے دھوکے سے فرصت ہی نہیں ملی۔ میرا مقصود تو کام کو لکھنے سے صرف اس قدر ہے کہ جو مطالب جو میرے

ذہن میں ہیں ان کو مسلمانوں تک پہنچا دوں اور بس۔"[۲۶]

مشورہ سخن میں "اودھ پنچ" اعتراضات کا حوالہ دیتے ہوئے اقبال نے خود اپنی لکھا:

"میرے دل میں یہ بات نہیں ہے کہ میں کا شاعر ہوں... مصنف کا شعر اور روایتی نگاہ مسلسل

مشق بہر حال ہے مگر مصنف کو کوئی بھی شاعر نہیں مانتا۔ یہ ممکن ہے کہ یہ علم میری اخلاقی کاوشوں میں سے

ہے۔ ہم جو اعتراضات جماعت کی حالتوں پر کرتے ہیں ان کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہو سکتی۔ بہر حال حضرت اکبر

مرحوم کی اصل باتوں کو دیکھا ہی کام رہے ہیں۔ شاعری میں محاورات اور اظہار بیان کی صحت سے بڑھ کر کچھ اور بھی

ہے۔ میرے معیار شعر گوئی کے ادبی معیاروں سے مختلف ہیں۔ میرے ہاں شاعری میں ایک ثانوی حیثیت رکھتی

ہے۔ مجھ کو تو شاعروں کی صف میں شمار کیا جائے اور نہ ہی خواہش ہے کہ دور حاضر کے شعرا میں میرا بھی شمار ہو۔"[۲۷]

اسی طرح ۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو مشورہ سخن میں ہی ایک اور خط کے جواب میں اقبال لکھتے ہیں کہ نظم میں عام عیوب تو ہو سکتے ہیں مگر اس

طرح توجہ نہیں کی اور فرصت نہیں۔ نظم کی خامیاں مباحث اور دوسری باتوں سے پیدا ہوتی ہیں جن کا تعلق اظہار بیان سے ہے۔ لکھنوی ناقدوں کو ابھی

تنقید کے اصول سیکھنے کی ضرورت ہے۔[۲۸]

اقبال شاعر بھی تھے "مرزا ہی مرحوم" سے خود کو "شاعر مشرق" کہا ہے۔ اقبال زبان دانی کا اظہار اور مضمون آفرینی کرنے والے شاعر

نہیں تھے۔ ان کے مرکزی شاعری کا مقصد آسان نہیں اور ان کی پیروی ہر کسی کے لیے آسان نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال اکتساب میں

کسی پابندی کے قائل نہ تھے۔ ہم اگر شعر میں شاعری اور محاورات اور اظہار بیان کی صحت سے بڑھ کر کچھ اور بھی ہے۔ ان کی نظر ان

پر زیادہ ہوتی مطالب پر تھی۔ معترضین کوئی کام کی بات لکھیں تو اقبال استفادہ پر آمادہ تھے لیکن انہیں شکایت ہے کہ لکھنوی ناقد نظر کی اصل[۲۹]

خامیاں نہیں دیکھ پاتے ۔ انہوں نے یہ ذرا بھی ظاہر کی کہ عصری نقادوں کو تنقید کے اصول سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اقبال کی منقولہ نظم میں
خامیوں کی موجودگی کا اعتراف کیا لیکن معاصر شاعروں کے معیار سے اختلاف کیا ۔ معاصر شعرا صاحب کی غلطیوں پر بھی اعتراضات کر دیتے تھے۔
اقبال کا "ترانۂ ہندی" ۱۹۰۴ء میں منظر عام پر آیا تھا۔ لکھنؤ سے لکھا ہے کہ اس ترانے کو نقل کرتے وقت ان سے جو غلطیاں ہو گئیں
وہ اعتراضات کا باعث بن گئیں۲۹۔ یہ نظم "زمانہ"، "اتحاد"، "دلگداز" اور "مخزن" میں شائع ہوئی۔ بقول ڈاکٹر گیان چند،
اقبال نے "دلگداز" کے اعتراض کو رفع کرتے ہوئے ایک مصرع "معلوم ہے ہم کو درد پنہاں ہمارا" بدل کر "معلوم کیا کسی کو درد نہاں ہمارا"
کر دیا تھا۔ حسرت موہانی نے زبان و اصلاح کی تعریف کی اور لکھا کہ حضرت اقبال کی نظمیں زور و اثر زبان کے لحاظ سے صاف ہوتی جاتی
ہیں۔ کاش کہ جیسی توجہ اور اعتنا وہ نظم میں کرتے ہیں ویسی ہی نثر میں بھی کرتے کیونکہ ہم [illegible] دیکھتے ہیں کہ اسی پرچے (مخزن،
اکتوبر ۱۹۰۴ء) میں ان کے لیکچر موسوم بہ "قومی زندگی" میں بہت سے اغلاط موجود ہیں"۳۰ مخزن کے مذکورہ شمارے میں [illegible]
دعا کہ "اس لیکچر کا خلاصہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں"۳۱ چنانچہ حسرت موہانی نے اس لیکچر پر جو اعتراضات کیے ان کا ہدف حسرت کے نزدیک
اقبال [illegible] لیکن درحقیقت وہ اعتراضات [illegible] کی رائے پر [illegible] کی [illegible] ہیں۔ [illegible]
کی اشاعت پر اقبال نے قطعۂ تاریخ کہا جو اس طرح شائع ہوا:

تاریخ کی مجھ کو جو تب ہوئی اقبال　　ہاتف نے کہا لکھ دے "کمال سطر فوق"

[illegible] نے لکھا کہ "یہ مادۂ تاریخ درست نہیں معلوم ہوا [illegible] کے علاوہ شمار کرنے سے غلطی ہوتی ہے" بقول اکبر حیدری "سطر" کا
املا غلط ہے ۔ صحیح "کمال سطر فوق" ہے [illegible]۳۲۔ "نیرنگ خیال" کے اگست ۱۹۳۲ء کے
شمارے میں ایک مضمون بعنوان "دور حاضر کے شعرا کی خامیاں" شائع ہوا جس میں اقبال کی دو [illegible] پر اعتراضات تھے۔ [illegible]
کا تعلق کتابت کی غلطیوں سے تھا۔ یہ مضمون "ناقد ادب" کے فرضی نام سے چھپا تھا۔ اگلے شمارے میں "لمعہ" کے فرضی نام سے کسی نے جواب
لکھا اور املا و کتابت کی [illegible] کی۔ مثال کے طور پر "ناقد ادب" نے "مرا [illegible]" پر اعتراض کیا [illegible] نقل کر کے سوال
اٹھایا کہ مصرع کس بحر میں ہے۔ "لمعہ" نے لکھا کہ "مرا [illegible]" کی بجائے "مرا [illegible]" پڑھیے تو آپ کی مشکل حل ہو جائے گی۳۳
"بانگ درا" ۱۹۲۴ء میں اور "بال جبریل" ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ [illegible] اقبال [illegible] پر بھی اعتراضات کی بوچھاڑ کی
گئی۔ جوش ملسیانی نے "حضرت فراق" کے قلمی نام سے ایک طویل مضمون لاہور کے اخبار "پارس" میں "اقبال کی خامیاں" کے عنوان
سے قسط وار چھپوایا۔ ۱۹۲۸ء میں اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ جوش ملسیانی [illegible] میں اسے دوبارہ شائع کیا۔ بقول اکبر حیدری
[illegible] نے ۱۹۱۲ء میں [illegible] شائع کیا ہے"۳۴ "اقبال کی خامیاں" کا جواب خادم ہوشیارپوری اور
[illegible] نے دیا۳۵ "زمانہ" کانپور کے مدیر دیا نرائن نگم نے مئی ۱۹۲۹ء میں اس پر تبصرہ کیا۔ نگم لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر اقبال کے کلام میں بعض زبان کی خامیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ لیکن ان خامیوں کے باوجود ان کا کلام اردو شاعری
کے ارتقائی دور کی ایک زندہ مثال ہے ... حضرت فراق کو یہ دیکھ کر یقیناً مایوسی ہوتی کہ اقبال کے کلام میں جو
محاسن ہیں ان کے مقابلے میں چند خامیاں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ ان خامیوں کے عیاں کرنے سے اقبال کی

شہرت و عزت بڑی حد تک انہی کی بدولت ہے۔ اس لیے حضرت فراق کی شکر گزاری بھی مشکور ہیں کہ ... ۳۹"

سراج لکھنوی نے میر ناصر علی دہلوی اور شرف الدین ... لکھنوی معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے "اقبال کی خامیاں" کا جائزہ لیا۔ ان کا مضمون بعنوان "اقبال کی شاعری پر ایک تنقیدی نظر" جو پہلے "کلام اقبال پر حضرت فراق کا آلہ فرزانی" ماہنامہ "سروش" لاہور میں، مورخہ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔ فراق نے کتاب کے ابتدائی ۱۳ صفحات میں لکھا تھا:

"ہم اقبال کو کچھ مشق ہونے کے اور کچھ مشق کہنے کے لیے تیار ہیں۔ ... مستحق سفارش اور ... کلام ... غیر مستحب ... اکثر جگہ پائے جاتے ہیں۔ ... جگہ شعر گوئی اور مضمون گوئی میں ... مشکل ہوتا ہے ... اور معنوی تنقید کی مثالیں بھی کچھ کم نہیں ... لفظوں کی عمر بار ہے۔ ... الفاظ کے ساتھ ... اور عروض و قواعد کا کافی ذخیرہ موجود ہے ... لفظی غلطیاں پائی جاتی ہیں ... الفاظ ... کہہ سکتے ہیں کہ ... زیادہ ہے۔ روزمرہ اور محاورہ زبان ... اکثر جگہ شعر میں کمائی ... اور قواعد ... کی ... پائی جاتی ہیں۔ حرکات کی ... بھی پروا نہیں کی گئی ... اسلوب ... ایطائے جلی اور ... قصہ ... کے عیوب ... پر اشعار ... اور تعقید ... الفاظ ... مکمل ... ہو رہی ہیں۔"

یہ اقتباس نقل کرنے کے بعد ... کی ... کی ایک فہرست بھی سراج لکھنوی نے حسب ذیل درج کی ہے:

"(۱) ... حال ... استعمال ہیں (۲) اسی طرح اکثر ... کے ساتھ الفاظ ... سے ... باندھے گئے ہیں جو ... درست نہیں ... (۳) ... کا ... مقبول ... کلام میں ... ۱۰۰۰ سے زیادہ ... وغیرہ کے کلام میں موجود ہے ... شعرا ... کے کلام میں ... الفاظ کی ... سطر آتی ہے۔"[۴۰]

اردو زبان اور محاورات کی غلطیوں کے بارے میں سراج کی ... دہلی اور لکھنؤ کے ... کی طرف رجوع کیا جائے تو بہتر ہے لیکن ... اردو کے ... اصول کی پابندی کا کیا سوال؟ ... سراج نے ... کے بعض اعتراضات کو صحیح قرار دیا۔ اکثر کو ... کیا ... اعتراضات کو ... اور ... قبول کیا اور ... اعتراض ... کو ... قرار دیا ... اقبال پر ... لکھنوی کا یہ تبصرہ ... دلچسپ اور ... ہے۔

... کی کتاب "اقبال کا شاعرانہ زوال" ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کے حصہ اول میں "بانگ درا" کی ... اور ... حصہ دوم میں "اسرار و رموز"، "پیام مشرق" اور "زبور عجم" کی ... پر ... ہے۔ ... اقبال کے اشعار کی اصلاح بھی درج کی ہے۔ ان کے کتابچے "ظالمانہ تبدیلیاں" اور "خود بدولت تبدیلیاں" بالترتیب ۱۹۵۵ء اور ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئے۔ "ظالمانہ تبدیلیاں" میں "بانگ درا" کے ۳۵۵ شعروں میں تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں اور "خود بدولت تبدیلیاں" میں "بال جبریل" کے ... اشعار کو ... کیا گیا ہے۔ بشیر ... کی کتاب "... اقبال" ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی جس میں "اقبال کی خامیاں"، "ظالمانہ تبدیلیاں" اور "خود بدولت تبدیلیاں" پر ... اعتراضات کے جواب ہیں۔ ایک کتابچہ بعنوان "خوشامدانہ تبدیلیاں"

حاتم ... "خود بدولت تبدیلیاں" کے جواب میں لکھا تو ... (۱۹۵۱ء) میں ... شائع ہوا۔ ... کی کتاب

"اقبال کا شاعرانہ زوال" کا، مذکورہ کتابوں [illegible] [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] سے قطع نظر ان کی ساری
تنقید [illegible] ہے۔ "اقبال [illegible] ایک مطالعہ" اکبر [illegible] کی طرف سے [illegible] "اقبال کا شاعرانہ زوال" ہوگا [illegible] کا ارادہ [illegible]

"بال جبریل" شائع ہوئی تو اہل زبان حضرات [illegible] اعتراضوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس ضمن میں اثر لکھنوی لکھتے ہیں:
"حیرت یہ ہے کہ "بانگ درا" کو [illegible] حال [illegible] مضمون کی صفائی کے
دلدادہ اور نئی ترکیبوں، [illegible] تشبیہوں اور دیگر استعارات [illegible] ہیں، اردو اور انگریزی داں طبقہ نے [illegible]
کیا تھا، مگر بال جبریل کی منظومات میں یہ حالت بھی [illegible] ایک [illegible] اور اسالیب بیان
کی [illegible] ایک گروہ نے اقبال کو ٹکسالی اردو
[illegible] تو اردو میں دوسرا اقبال نظر نہیں آتا...
اس کے [illegible] مطالعہ
[illegible] کے باوجود [illegible]
کو [illegible] ہوتی ہے اقبال کی [illegible] "[41]

[illegible] (جون ۱۹۳۵ء) میں "بال جبریل" پر [illegible] ایک مضمون [illegible]
[illegible] اکبر آبادی کا تھا۔ ان کے اعتراضات [illegible] اثر لکھنوی نے ان پر تبصرہ کیا اور [illegible]
[illegible] اعتراضوں کا جواب [illegible]
[illegible] "بال جبریل" پر سیماب اکبر آبادی کے اعتراضوں کا [illegible] اثر لکھنوی [illegible] اہل زبان [illegible] اقبال [illegible]
کیا۔ [illegible] اہل زبان [illegible] اقبال [illegible] اردو [illegible]
[illegible] اقبال کی زبان اور فن شاعری پر اعتراضات کا
سلسلہ جاری رہا [illegible] اقبال میں [illegible] اس میں [illegible] اور [illegible] طور پر
قابل ذکر ہیں۔ (تفصیل "حاشیے" کے زیر عنوان [illegible]) مولانا [illegible] کی "اقبال کامل" ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ
"ڈاکٹر صاحب کے کلام میں [illegible] کے ساتھ نہیں دکھایا ہے [illegible] ہم
[illegible] "[43]
[illegible] کے کلام میں [illegible] ان سب کے یہاں [illegible]
[illegible] ملتی ہیں"[44] [illegible] ان میں سے بیشتر
[illegible] اقبال پر اعتراضات کا طویل سلسلہ [illegible] اور "[illegible]"
[illegible] سیماب کے اعتراضات پر [illegible] جس کے جواب کی
[illegible] "اردو [illegible]" میں [illegible] شائع ہو رہا ہے۔

اختر ہمارے ملک سے حالی کا حال ہے

سیماب پانی پت کی طرح پامال ہے

سردار جعفری لکھتے ہیں کہ "وحشت اور تاجور نے [illegible] بتایا کہ سیماب پانی پت کی طرح کیوں پامال ہوا لیکن مرسوقگی ، توارد ، سرقہ اور رعایت لفظی [illegible] عظمت تسلیم کرنے سے انکار کیا اور [illegible] اقبال کا مذاق اڑایا اور اقبال کی زبان پر اعتراض [illegible] اقبال کی زبان پر اعتراض [illegible] شعرا کے کلام کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف کلام اقبال [illegible] کی کی حیثیت [illegible] اس میں [illegible] کو محفوظ درج کیا جاتا ہے۔

دل جانے لگا تو حیرت ہے کیا	جو ہر روز [illegible] ہوتا رہے
مری بے قراری پہ کہتے ہیں وہ	نکلتا ہے دم تو نکلتا رہے
تمہیں ہم [illegible]	اسیروں کا [illegible] رہے
یہ طولِ سفر یہ نشیب و فراز	مسافر کہاں تک سنبھلتا رہے
کوئی جوہر جوش [illegible] پر	سخن ور [illegible] اٹھتا رہے"[١٣]

[illegible] اور بے کار شاعری ہے [illegible] اقبال کا شعر [illegible] کلام [illegible] ہے۔ ایسے مصرعے زبان کے [illegible] استعمال کا تصور ہی نہیں [illegible] اور زبان کا تخلیقی استعمال ہی اقبال کے فن شاعری کا جوہر ہے [illegible] اشعار [illegible] فقرہ و محاورہ کے [illegible] سے بھی محفوظ نہیں ہیں 'دم نکلنا' کی جگہ 'دم نکلتا رہنا' [illegible] 'مسافر کہاں تک [illegible]' [illegible] 'جوہر دکھانا' [illegible] اور 'جوہر نکالنا' محاورے ہیں 'جوہر اٹھنا' بھی محاورہ ہے [illegible] شعری ذوق کے منافی ہے۔ [illegible] کے کلام اور اقبال کے اشعار [illegible] اس کی [illegible] کا [illegible] ایک مطالعہ [illegible] دیکھیے [illegible] کی کم [illegible] کا اندازہ ہو جاتا ہے [illegible] موصوف معمولی شاعر تھے اور [illegible] اقبال کے معترض کی حیثیت سے [illegible] کا شاعروں میں [illegible] ہے۔ (جوش ملیح آبادی کی اہمیت بھی کم نہیں ہے[٣٢]) [illegible] کا [illegible] لیا گیا ہے [illegible] اقبال کی بدولت [illegible] تاریخ ادب میں [illegible]

[illegible] اقبال کی زبان پر اعتراضات [illegible] آل احمد سرور لکھتے ہیں:

"شاعری کے دو [illegible] ہیں [illegible] کو مرقع [illegible] محاورات [illegible] دیتا ہے۔۔۔ محاورہ [illegible] میں [illegible] تشبیہات [illegible] اسی طرح کہ تو ہمارے تمام اچھے شاعر [illegible] میں منقسم ہو جاتے ہیں [illegible] ذوق [illegible] کو [illegible] زبان کو [illegible] والے ہیں۔۔۔ [illegible] کوئی استعارے اور تشبیہات استعمال کرتا ہے [illegible] باقی ہے۔ [illegible] کے خیال [illegible] اور ملاقی متراد فات [illegible] پوری طرح واقف نہیں ہوتے [illegible] اعتراضات [illegible] ہیں۔"[١٤]

اعتراضات غالب پر بھی ہوئے اور اقبال پر بھی [illegible] کی وجہ [illegible] بیان کی ہے [illegible] غالب کی [illegible] کی کلی [illegible]

یہ محاسنِ کلامِ غالب میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری کا یہی منفرد نقطۂ نظر ہے۔ انہوں نے تشبیہ و استعارہ کو کار آمد بتایا ہے اور محاورے کی اہمیت سے انکار کیا ہے۔ غالب کی شاعرانہ زبان کے بارے میں ڈاکٹر بجنوری لکھتے ہیں:

"مرزا کے دیوان میں محاورے کی صرف [illegible] احتراز کیا ہے … مرزا کی شاعری دل کی گلیوں یا لکھنؤ کے کوچوں کی پابند نہیں، بلکہ آزاد اردو زبان ہے۔ [illegible] فلسفیانہ خیالات کے لیے موزوں الفاظ کی تلاش کی اور اردو کے ذخیرۂ الفاظ کو بہت محدود پایا … مرزا نے خیالات [illegible] اظہار کے لیے نئے الفاظ تیار کرنے۔ مرزا غالب نے بعض اوقات خود اپنی زبان الگ بنائی ہے۔ اس کے متعلق [illegible] اور [illegible] طباطبائی، [illegible] صاحب اور معقول اعتراض کیے ہیں کہ [illegible] منطق کا خارجی پہلو ہے اور شاعری منطق سے آزاد ہے۔ [illegible] تحریر میں [illegible] ہوا کرتا ہے، کلام میں لطف [illegible] اس لیے بعض اوقات شاعر کو اپنے [illegible] کامل اظہار کے لیے خود سے آزادی حاصل کرنا ضروری ہے۔"[50]

یہ [illegible] غالب کے علاوہ اقبال کے ضمن میں بھی درست ہے۔ اقبال نے [illegible] "ترکیب وضع کیں اور عجیب زبان پر اصل مطالعہ کو رکھا"[51]

اور اہلِ زبان کے اعتراضات کا سامنا [illegible] اقبال پر اہلِ زبان کے اعتراضات کے [illegible] اہلِ زبان [illegible] اور [illegible] زبان کے اشعار میں [illegible] کی اردو کو [illegible] جاتے تھے [illegible] میں اقبال کا نام لیا تو اقبال پر [illegible] اعتراضات کا [illegible] شروع ہو گیا۔ دہلی اور لکھنؤ [illegible] کے [illegible] اشعار [illegible] رشید احمد صدیقی جیسے [illegible] نے اقبال کی زبان [illegible] کی تعریف کی ہے۔ [illegible] [52] [illegible] رسالہ اردو کے [illegible] کا ایک مضمون "کلامِ اقبال کی زبان" [illegible] اس مضمون میں کلامِ اقبال پر اہلِ زبان کے [illegible] اعتراض کا [illegible] اردو اقبال کی [illegible] زبان [illegible] اور [illegible] کتابوں میں بھی اردو [illegible] مطالعے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] اہلِ زبان [illegible] دے سکتا۔[53]

ڈاکٹر [illegible] "اقبال اور اہلِ زبان" [illegible] حسبِ ذیل [illegible] توجہ ہیں:

- [illegible] اقبال [illegible] اہلِ زبان [illegible]
- [illegible] شاعری کی [illegible] غالب اور اقبال [illegible] اور امیر کا [illegible]
- [illegible] شعری سلیقہ اور ادبی [illegible] اہلِ زبان [illegible] کی کوئی تمیز نہیں ہوگی۔
- اصل یہ ہے کہ [illegible] شعری [illegible] [illegible] تجربے اور زبان کو وسعت دینے کے عمل سے متعلق ہیں۔
- حقیقت یہ ہے کہ اقبال [illegible] کا نتیجہ تھا۔
- [illegible] کے [illegible] لکھنؤ کے [illegible] نقادوں [illegible] اقبال [illegible]

- اہلِ زبان حضرات زبان کے امور خاص مسئلہ لغت کی بابت پنجاب کے خلاف ہمیشہ تیغ در دست رہے ... وہ دراصل زبان کی وسعت کے قائل نہ تھے اور لسانی تعصب کا شکار تھے۔
- اہلِ زبان پر جماعت کا [illegible] یہ تھی کہ زبان و بیان [illegible] وجہ سے تھی کہ اقبال دہلی اور لکھنؤ کے علاوہ سیالکوٹ میں کیوں پیدا ہوئے ... حالانکہ [illegible] اقبال [illegible] تو گناہ ہیں اور اگر گناہ ہے بھی تو اب کے شہر تک بھی وہی [illegible] کرتے ہیں۔

آج بھی لکھتے ہیں کہ [illegible] ماہرین زبان [illegible] ہوتی ہے تو سمجھا کہ اہلِ زبان [illegible] اہلِ زبان کا [illegible] کرتے ہیں۔ اس [illegible] پیغام [illegible] کیا ہے [illegible] یہ بات ہے کہ [illegible] اردو [illegible] لسانی [illegible] کو [illegible] اقبال [illegible] دہلی اور لکھنؤ [illegible] "اہلِ زبان" حضرات نے اقبال پر اول [illegible] اعتراضات کیے [illegible] اقبال [illegible] دہلی [illegible] پر [illegible] ہوا۔

[illegible] اقبال پر اعتراضات [illegible] لیکن یہ [illegible] بات ہے [illegible] اعتراضات [illegible] اقبال [illegible] اہلِ پنجاب [illegible] اعتراضات کا [illegible] ۱۹۰۳ء اور ۱۹۱۱ء [illegible] اہلِ زبان اور اہلِ پنجاب [illegible] زبان کا [illegible] اور پنجاب کے [illegible] اہلِ زبان اہلِ پنجاب کو [illegible] اقبال کو بھی [illegible] دہلی میں [illegible] اور لکھنؤ [illegible] میں [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال کو [illegible]

- اقبال [illegible] ... آج بھی یہ عالم ہے کہ [illegible] کسی [illegible] دہلوی کا [illegible] اقبال [illegible] شاعرِ مشرق، حکیم الامت، ترجمانِ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] اقبال [illegible] ہیں [illegible]

[illegible]

اگرچہ زبان کو [illegible] ہے [illegible] اقبال کی [illegible]

"[illegible]" [illegible] ہزار درجہ بڑے شاعر اقبال نے "[illegible]" کو [illegible]

ٹھہرایا جائے اور ان کے ساتھ اتنی بھی مروت نہ برتی جائے کہ ایک متقال کی بنیاد پر سارا کو مختلف فیہ تسلیم کر لیا جائے"۵۹

حرش ملیح آبادی کے ہاں ہجو انی قصیدہ عام طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ ایک اور حکایت سے قدم کر دیکھا ہوں ... اقبال کا تذکرہ معلوم کیا ہے

ملک ہو یا والوں سے جوش کو اپنے ہمسروں پر ابھار دیا۔ "دوں کی سوغات" میں رقم طراز ہیں:

"یہ ہے شرافت ہماری کی کہ اپنے لوگوں کو "سرے رواں" سے ہو کر اوں گنوا دیتا ہے۔ میرے "انی ملک

معصوما میرے ہو ، کا اس کے برعکس یہ عالم ہے کہ وہ اپنے ادیبوں اور شاعروں کو گھوڑوں پر بٹھاتا ... اور ان

کے پیچھے اقبال جاتا رہتا ہے ... سب اپنے ہی ہو ، کہ لوگ ... اور ہو اور کن مصیبت کے کٹ گئے ہیں تو

میں یہاں کے ایک ملک والی کے چیتھڑے اتار "زوائے وقت" کی شکایت کیا کروں؟

دوستوں سے ہم نے وہ صدمے اٹھائے جان پر

دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا"۵۸

جوش نے دوستوں اور دشمنوں کو ہوائی اصطلاح سے تقسیم کیا ہے۔ ... کو "نوا" سمجھا ہے لیکن جو کا صفحہ ظاہر کرتا

ہے کہ معاملہ ... اور ... سے ... کے وقت ... اقبال کا

... شاہ جوش سے مختلف ہے۔ ... ۱۹۲۲ء میں لکھا تھا کہ "ہمارے ... کہ ہم اپنے آپ

کو محدود کریں ، مال ... کہ سارے جہاں کو اپنا وطن سمجھتے ہیں"۵۹

اقبال کی زبان پر اہل زبان کے اعتراضات کا ... سے ... کی شاعری سے اس کا اثر تھا۔ ... پر ... ہی لکھا کہ

دہلی ، لکھنؤ ، ... اور ... شعرا مجبوری ... سو برس ... اقبال ... شاعر شروع کی ... غزل گو

شمار کرتے تھے ... بقول ... اقبال "وہ اقبال کی ... شاعری ... " مرزا احسان احمد نے ۱۹۲۵ء میں لکھا

تھا کہ "حضرت اقبال کو ... خبر نہیں کہ ... کس طرف کو ہے ... شاہوں ... نظام ... ہم ... پر

گیا ، ... انسانی کا ... ایک ... اس کو ... کی ... مسعود ... " آپ جانتے ہیں اور ... کا

مرثیہ ... "۶۳ آل احمد سرور لکھتے ہیں کہ "اقبال نے ... کی ... بہت سے ... اور تشبیہات ... ہیں

کے ... کانوں کو ... معلوم ہوتے ... سورج نکلنے ... ستارے کچھ دیر تک ... دل

دوسروں کا مقابلہ کرتے ہیں ، ... ہو جاتا ہے"۶۴

... میں حالی نے جن شاعروں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ... کی شاعری کے دلدادہ تھے۔ اقبال کا

موقف ... روشن ... لیکن ... شاعری ... دلدادہ ... کلام اقبال کی عظمت ، حلاوت

اور لطافت کا اعتراف ... مولانا ... ندوی ... لکھا کہ "اقبال ... میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی"۶۵ مولانا سلام ندوی

غالب مرحوم کی غزلوں کے ضمن میں کہتے ہیں کہ "غزل کی ... خاص زبان ... شیریں ، خوش گوار اور لوچدار ہوتی ہے ،

لیکن ان غزلوں کی زبان ان اوصاف سے بالکل خالی ہے ... غزل میں جو مضامین بیان کیے جاتے ہیں ، وہ خود بھی نہایت لطیف و نازک

ہو گئی ہیں اور ڈاکٹر صاحب کی یہ عبارت اسی قسم کے لطیف معانی سے خالی نہیں ۔[۲۵] عبدالسلام ندوی کے علاوہ بعض دوسرے اسی طرح کے نقادوں نے اس سلسلے میں ملک نے لکھا ہے کہ " نوجوان جماعت ، مغربی تعلیمات و حسیاتی احساس ملازمت کے پرستاروں کے بہلکے سے اقبال کے رومانی اور روحانی نغمہ کو سمجھنے کا نتیجہ ہیں "۲۶ اقتباس ہیں ۔ اپنے معروف نقطۂ نظر کے باعث ، اقبال کو جوش اعتراض کی سایا ہے ، تاہم اقبال کی زبان پر اعتراضات کے ضمن میں ان کی رائے قابل توجہ ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

" ان کی عظیم الشان شخصیت ایک فلسفی اور شاعر سے زیادہ ایک اخلاقی مفکر اور مسلمان راہنما کی حیثیت سے اس طرح چھائی کہ لوگوں نے ان سے اختلاف کی ہمت ، جسارت ... باقی جو کو چھوڑ کر اگر کسی نے کچھ کہا بھی تو اس بودے اور بھونڈے طریقے سے کہ شاعر پر ان کا زمانے کے مصداق ہی بن سکتا ہے ۔ تنقید میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں نکل سکتی ۔ اقبال کے ہاں ادب اور زبان اور محاورے کی غلطی نکالنا ، اقبال کی کمزوری دکھانا نہیں ہے بلکہ اس زبان اور [illegible] کی توہین ہے جو اقبال کی دنیا میں حرف ہی تلاش کرنے کی طرح ہے اور اس طاقت کو نہیں دیکھتی جو نسلوں کی تقدیر بدل سکتی ہے "۲۷

اقبال کی صحت زبان کے ضمن میں اکبر مسرور[illegible] معاصرانہ اور ہمارے معاصر تحریروں کو مسلمہ علم بنا لیتے ہیں ۔ اقبال نے جس طرح زبان کو خلاقانہ طور پر استعمال کیا ہے ، اسے وہ بہت کم سمجھ پائے ہیں ۔ درحقیقت اکثر نے زبردستی تنقید کا بڑا معیار ہے تاہم اس کاوش کا نتیجہ چند تنقیدی مضامین ہوئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے کلام اقبال کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا تھا ، ان کے نام اور ان کی تنقیدیں لوگوں کے اذہان سے اتر گئی ہیں ۔ ان تنقیدوں سے کلام اقبال پر کوئی اثر نہ پڑا اور کی شہرت میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ ان کی شہرت کا نام اور مقام کا یہ عالم ہے کہ کلام اقبال معاشرے میں گونجتا رہا ۔ یہ اوروں کا نام قوم کی زبانوں پر ہے ۔۲۸

رفیع الدین ہاشمی کے مرتب کردہ مجموعے " اقبال بحیثیت شاعر " میں ابوالاعجاز حفیظ صدیقی ، شوکت سبزواری اور آسی ضیائی کی تحریریں شامل ہیں ۔ ڈاکٹر مسعود حسین کی کتاب " اقبال کی نظری و عملی شعریات " اور سید عابد علی عابد کا تحقیقی مقالہ " شعریات اقبال " بھی اسی نوعیت میں شائع ہوئے ہیں ۔ شمس الرحمٰن فاروقی کا معروف " اقبال کا لسانیاتی مطالعہ " اور گوپی چند نارنگ کا معروف " اقبال کی شاعری کا صوتیاتی مطالعہ " گوپی چند نارنگ کے مرتب کردہ مجموعے " اقبال کا فن " میں شامل ہیں ۔ یہ صرف چند مثالیں ہیں ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن حلقوں میں اقبال کی زبان کو بڑے اعتراض کا نشانہ بنایا گیا تھا ، انہی حلقوں کے محقق اور نقاد ، اہل پنجاب سے شرمندہ ، اقبال کی تخلیقی زبان اور فنی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں

حوالے اور حواشی

۱۔ ممتاز علی اردو کے معمار ادب اور بلند پایہ صحافی تھے۔ اصل وطن دیوبند سہارنپور تھا۔ زندگی لاہور میں گزری۔ سرسید کے معین خاص
سے اور امتیاز سے خود بدولت تھے۔ سید امتیاز علی تاج ان کے فرزند ہیں۔ سید ممتاز علی ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۵ء میں
وفات پائی (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحبت میں، اکبر حیدری کشمیری، لکھنؤ، ۱۹۹۸ء، صفحات ۵۱ تا ۵۶)

۲۔ ممتاز علی کے مضمون کا عنوان تھا "اردو زبان میں پنجابی"۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے پنجابیوں کی زبان پر ایک آدھ
اعتراض نہیں کیا تھا جیسا کہ اکبر حیدری نے لکھا ہے (کتاب مذکور، صفحہ ۵۵) بلکہ اپنی زبان پر فخر کرنے والے اہل زبان حضرات عموماً
پنجابیوں کی زبان پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ مذکورہ مضمون کا آغاز ان جملوں سے ہوتا ہے:

"بہت سے کہتے ہیں اہل دہلی اس بات کی کھوج میں رہتے ہیں کہ اہل پنجاب کی تحریروں میں غلطیاں پکڑیں اور
جہاں ان کو کوئی ایسا لفظ ہاتھ آگیا جس میں مذکر کی جگہ مؤنث یا مؤنث کی جگہ مذکر استعمال کیا گیا ہو یا
کوئی غلط محاورہ ان کی تحریروں میں مل گیا تو وہ بہت ہی خوش ہوتے ہیں ... ہمارے سامنے ایسے چند صاحبوں
کا یہ طریق عمل بہت اعتراض کے قابل ہے" (کتاب مذکور، ص ۸۲،۸۳)

۳۔ دیکھیے، ممتاز علی کا مضمون بعنوان "انجمن ترقی اردو" مشمولہ "اقبال کی صحبت میں" صفحات ۸۸ تا ۹۰۔ یہ مضمون یکم جون ۱۹۰۳ء کو شائع
ہوا۔ اس مضمون میں سید ممتاز علی نے خود سر سید کی انجمن ترقی اردو کا صدر نام آخر قرار پانا چاہیے۔

۴۔ ۵۔ دیکھیے، ممتاز علی کا مضمون "اردو پنجاب میں" مشمولہ "اقبال کی صحبت میں" صفحات ۹۱ تا ۹۷۔ یہ مضمون یکم جولائی ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا

۶۔۷۔ اقبال کی صحبت میں، صفحات ۹۸ تا ۱۰۱ اور ۲۲

۸۔ یہ مقالے اکبر حیدری کشمیری نے اپنی کتاب "اقبال کی صحبت میں" میں شامل کیے ہیں۔ ان کے عنوانات کی فہرست حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	عنوانات	نام مصنف	رسالے کا نام	تاریخ اشاعت
۱	حرف مرتب	اکبر حیدری		
۲	مقدمۂ کتاب	؍	—	—
۳	اقبال کی زبان پر ایک ادبی معرکہ	؍	—	—
۴	اردو میں پنجابی	سید ممتاز علی	تہذیب نسواں، لاہور	۱۵ مئی ۱۹۰۳ء
۵	انجمن ترقی اردو	؍	؍	یکم جون ۱۹۰۳ء
۶	اردو پنجاب میں	؍	؍	یکم جولائی ۱۹۰۳ء
۷	اردو زبان ملتان میں	[illegible]	اردوئے معلیٰ علی گڑھ	یکم اگست ۱۹۰۳ء

۸	اردو کے دشمن	سید ممتاز علی	تالیف و اشاعت، لاہور	یکم ستمبر ۱۹۰۳ء
۹	اردو رسال پنجاب میں	بیرنگ ابالوی	مخزن، لاہور	ستمبر ۹۰۳ء
۱۰	اردو کے ماوان دوست	تنقید جمہور	اردوئے معلی، علی گڑھ	یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء
۱۱ —	اردو زبان پنجاب میں	اقبال	مخزن، لاہور	اکتوبر ۱۹۰۳ء
۱۲ —	پنجاب میں اردو	سید ممتاز علی	تالیف و اشاعت	یکم نومبر ۱۹۰۳ء
۱۳	پنجابی زبان اردو میں	؍	؍	یکم دسمبر ۱۹۰۳ء
۱۴ —	تنقید دلچسپ	نورالدین قیصر	پیسہ اخبار، چودھویں صدی، راولپنڈی	۸ دسمبر ۱۹۰۳ء
۱۵	پنجابی اردو	وجاہت حسین جھنجھانوی	تالیف و اشاعت	یکم جنوری ۱۹۰۴ء
۱۶ —	اصلاح زبان پنجاب	تنقید جمہور	اردوئے معلی	فروری ۱۹۰۴ء
۱۷ —	اصلاح زبان	؍	؍	مارچ ۱۹۰۴ء
۱۸ —	کلام اقبال	چکبست لکھنوی	؍	اپریل ۱۹۰۴ء
۱۹ —	زبان اور اہل زبان	اسلم سراج پوری	تالیف و اشاعت	۱۵ اپریل ۱۹۰۴ء
۲۰ —	"کو" کے نحوی استعمال	سید ممتاز علی	؍	؍
۲۱ —	تنقید مخزن	حسرت موہانی	اردوئے معلی	ستمبر ۱۹۰۴ء
۲۲ —	اصلاح بر حسرت	تحقیق	مخزن، لاہور	اکتوبر ۱۹۰۴ء
۲۳ —	ڈاکٹر اقبال	مرزا اقبال احمد	علی گڑھ میگزین، جوبلی نمبر	۱۹۲۵ء
۲۴ —	اقبال کی اردو	خواجہ شمس الدین احمد	مرقع، لکھنؤ	جولائی ۱۹۲۷ء
۲۵ —	اقبال کی شاعری پر حرف زنانی نکتہ چینی	سراج لکھنوی	رسالہ موسوم، لاہور	۱۹۳۱ء
۲۶ —	ایک خط کا بازیافت مسودہ	اثر لکھنوی	جہان پنج	۱۹۴۶ء
۲۷ —	بال جبریل اور معترضین	؍	[اثر کے معتبری معاصر]	۱۹۵۰ء

۹۔ ۱۰۔ اردو کے اول معرکے، صفحات ۳۰ تا ۳۵

۱۱۔ زندہ رود، صفحہ ۹۶

۱۲۔ مجلس اقبال [illegible] نے لکھا ہے کہ "تعمیر ہمدرد" کے نام سے اقبال کے اشعار پر اعتراضات حسرت موہانی نے کیے تھے۔ [اقبالیات ۲ [illegible] ۱۹۸۲ء، صفحہ ۲۲۰] اس سے پہلے اکبر حیدری کشمیری نے بڑے وثوق کے ساتھ اسی موقف کا اظہار کیا تھا اپنے مضمون "اقبال کا [illegible]" میں لکھا کہ "اقبال کی نظم [illegible] اخبارات و رسائل میں شائع ہوئی اور [illegible] کی سطح پر شعری [illegible] نے اقبال کی زبان پر اقبال کے اس [illegible] کے باوجود

[illegible] اردو [illegible] کی بولی ہے [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] شروع کر دی اور بار بار کہتے رہے کہ "اقبال اردو کو اپنی [illegible] سے [illegible]"۔ [اقبالیات [illegible] ۱۹۸۱ء، [illegible]] اکبر حیدری کا مقالہ "اقبال کی زبان پر ایک ادبی معرکہ" ۱۹۹۴ء میں "ہماری زبان" (دہلی) میں [illegible] شائع ہوا۔ اسی سال "صحیفہ" (لاہور) [illegible] میں یہ پورا مقالہ شائع ہوا۔ اس مقالے میں موصوف کہتے ہیں "کہ یہ 'تعمیر ہمدرد' کے نام [illegible] اردوئے معلیٰ" [illegible] ۔ معرکہ آرا مضمون نکلا۔ [illegible] "ہماری زبان" میں "تعمیر ہمدرد" [illegible] مرحوم [illegible] "اقبال کی [illegible]" ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی [illegible] اکبر حیدری کشمیری بڑے وثوق [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] "تعمیر ہمدرد" [illegible] اقبال کی زبان کے خلاف ایک معرکہ آرا مضمون "اردوئے معلیٰ" [illegible] شائع کیا (۱۹۰۳ء) اکبر حیدری [illegible] [illegible] ہے "تعمیر ہمدرد" حسرت موہانی کا فرضی نام ہرگز نہیں ہے۔ مذکورہ مضمون کی [illegible] ۔ [illegible] علاوہ ازیں کئی معرکے ہیں حسرت موہانی [illegible] نے حصہ لیا ہے۔ [مزید دیکھیے: اقبال کا ابتدائی کلام، صفحہ ۱۰۲]

۱۳۔ ۱۵۲۔ دیکھیے: [illegible] صفحات (بالترتیب) ۱۰۲، ۱۰۵، ۹، ۱۱۲، ۱۲۲، [illegible] اقبال کا مضمون "مقالات اقبال" میں بھی شامل ہے۔

۱۶۔ حیات اقبال کی گم شدہ کڑیاں، محمد عبداللہ قریشی، صفحہ ۵۷

۱۷۔ ڈاکٹر [illegible]، عبدالسلام خورشید، شبیر الحق [illegible]، [illegible] اور سید نذیر نیازی کے حوالوں سے اس مقطعے والی غزل کا سال ۱۸۹۵ یا ۱۸۹۶ قرار دیا ہے۔ یہ غزل بہت مشہور ہوئی۔ (دیکھیے: ابتدائی کلام اقبال، صفحہ ۳۹)

۱۸۔ اقبال کے [illegible] از شیخ [illegible] مشمولہ "اقبال [illegible]" مرتبہ پروفیسر [illegible]، صفحہ ۱۸۷

۱۹۔ اقبال۔ چند نئے مباحث، ڈاکٹر تحسین فراقی، صفحہ ۱۱

۲۰۔ [illegible] کا کمال [illegible] اور [illegible] افکار اور [illegible] [illegible] شعری [illegible] اسلامی [illegible] "[illegible]" [illegible] اس کی ابتدائی شکل (ابتدائی کلام اقبال، ڈاکٹر گیان چند، صفحہ ۳۲) میں اور مرتب [illegible] "بانگ درا" (۱۹۲۴ء) کی شکل میں بہت فرق ہے۔ اس سے اقبال کی [illegible] شاعری کی [illegible] کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اقبال [illegible] شعری [illegible] دونوں [illegible] اس کو [illegible] جاتا ہے۔

۲۱. اس کے اردو اعتراضات [illegible] اقبال کے [illegible] جس کیا اور
[illegible] اقبال کی حمایت شروع کر دی۔

۲۲-۲۳. اقبال کی صحبت میں، صفحہ ۱۸

۲۴-۲۵. ایضاً، صفحات ۵۷۸ [illegible]

۲۶. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، مرتبہ مظفر حسین برنی، جلد اول، [illegible]

۲۷-۲۸. ایضاً، جلد دوم، صفحات ۴۳ تا ۴۸

۲۹. دیکھیے، "مقالہ اقبال کے [illegible]" مرتبہ [illegible] صفحات ۳۱۲ تا ۳۲۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۰. ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۲۶

۳۱. دیکھیے [illegible] ۔ (اقبال کی صحبت میں، صفحہ ۲۵۰)

۳۲. اقبال کا [illegible] صفحہ ۵۴
[illegible]
اور دوسرے متعلقہ اداروں کی توجہ کا مستحق ہے۔

۳۳. دیکھیے (۱) اقبال کی صحبت میں، [illegible] (۲) [illegible]

۳۴. اقبال کی صحبت میں، صفحہ ۳۳

۳۵. کلیاتِ اقبال، رفیع الدین ہاشمی، جلد اول، صفحات ۱۰۳، ۱۰۵

۳۶. اقبال کی صحبت میں، صفحہ ۳۲

۳۷. اقبال کی [illegible]، ۱۹۳۱ء، صفحہ ۱۲۳

۳۸. سالنامہ "سروش" لاہور، ۱۹۳۱ء، صفحہ ۱۲۳

۳۹. دیکھیے "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" باب چہارم

۴۰. اکبر حیدری [illegible]
[illegible] (اقبال کی صحبت میں، صفحہ [illegible])
[illegible]
[illegible]

تھا رعالم، شاعر، محقق اور نامور سیر مرکت علی [illegible] گوشہ نشین ۔ " (ایضاً، صفحہ ۲۹۵) اس موضوع سراجی کو اکبر حیدری کے
مرقہ اور جرات کا آئینہ دار کہا جاتا ہے ۔ مقصود یہ ہے کہ گوشہ نشین کا پیرایہ معقول ہے اور وہ ممتاز عالم و محقق تھا [illegible]
کی لوٹی سا تھا ۔ گوشہ نشین کے ان [illegible] اور کلام اقبال پر [illegible] ہیں وہ سب واقف ہیں گوشہ نشین ایک
ایک [illegible] تھا اکبر حیدری کو جی [illegible] کے لکھے ہیں ، ستی پائی جاتی ہے ۔" (ایضاً، صفحہ ۱۸۱)
گوشہ نشینی اور معقول پیرایہ متضاد باتیں ہیں ۔

۴۱۔ دیکھیے ، اقبال کی صحبت میں ، صفحات ۲۸۳ ، ۲۸۴ – ۲۸۹
۴۲ ۔ ۴۳ اقبالِ کامل ، صفحات ۲۲۸ ، ۲۵۳ [illegible] ماخذ ، کے لیے دیکھیے ، [illegible]
۴۴۔ اقبالیات و لی ، صفحہ ۵۷
۴۵۔ عرفانِ اقبال ، صفحہ ۷۳
۴۶۔ ترقی پسند تحریک کی نصف صدی ، صفحات ۵۸ – ۵۹
۴۷۔ "مطربِ کہن" مرتبہ کمال احمد رضوی ، صفحہ ۱۴۳
۴۸۔ گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں کہ یہ تصور [illegible] (نوش بلیع [illegible]
۴۹۔ عرفانِ اقبال ، صفحہ ۷۵
۵۰۔ محاسنِ کلامِ غالب ، صفحات ۱۴ – ۱۵
۵۱ اقبال اپنے مکتوب بنام سید سلیمان ندوی مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں لکھتے ہیں کہ "ملکی حالات رسائل کے مسلسل مطالعہ کا نتیجہ ہے [illegible]
[illegible] قدیم [illegible] اظہار کرنے کا ارادہ ہے [illegible]
[illegible] ہیں ۔ (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال ، جلد اول ، صفحہ [illegible])
اسی طرح [illegible] بنام [illegible] مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں اقبال لکھتے ہیں "آپ کی مرحوم سے [illegible]
[illegible] جو ہو [illegible] ... لہٰذا میں نے [illegible]
مطالعہ کو ترک [illegible] رہا ہوں ۔" (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال ، جلد دوم ، صفحہ ۳۸۱)
۵۲۔ رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں : "علم کا تقاضا [illegible] جانا کہ وہ [illegible] معلوم ہوں [illegible]
[illegible] ڈاکٹر اقبال کی طرح کی [illegible] ایک میں کا [illegible]
[illegible] مرحوم کو اس [illegible]
کہ [illegible] اور [illegible] شفقت اور اقبال [illegible] مروت و مرقت تھی کہ [illegible] کچھ بھول گیا ۔
[illegible] ہوا [illegible] حاصل ہوا ۔" [گنج ہائے گراں مایہ ، صفحہ ۷۶]
۵۳۔ [illegible] اقبال ۔ طبع دوم ، ۱۹۷۰ء ، اقبال نمبر رسالہ اردو بابت اکتوبر ۱۹۳۸ء ، صفحات ۳۸۶ – ۳۸۸
۵۴۔ "اقبال اور ایلیٹ" مشمولہ "معلمِ اقبال" (مجموعۂ مضامین ، ۱۹۶۸ء) سرینگر ، صفحات ۱۱۵ تا ۱۲۲

۵۵۔ اقبال کا ایک تجزیہ، صفحات ۱۰۲ ۲ ۱۰۹

۵۶۔ اثبات و نفی، صفحہ ۵۱

۵۷۔ یادوں کی بارات، صفحہ ۴۲۸

۵۸۔ فکرِ اقبال جانبِ اقبال میں، مرتبہ ڈاکٹر تحسین فراقی، صفحہ ۸۳

۵۹۔ فکرِ اقبال، صفحہ ۵۸

۶۰۔ زندہ رود، صفحہ ۱۶۹

۶۱-۶۲۔ فکرِ اقبال جانبِ اقبال میں، صفحات ۶۹، ۸۳

۶۳۔ عرفانِ اقبال، صفحہ ۶۸

۶۴۔ اقبال کہتے ہیں:

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام اے ساقی! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۰۴)

۶۵۔ اقبال کی شاعری، صفحہ ۱۴۰

۶۶۔ اقبال کامل، صفحات ۱۴۳ - ۱۴۴

[illegible]

۶۷۔ اقبال بحیثیت شاعر، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحات ۱۵۰، ۱۵۱

۶۸۔ روایت اور بغاوت، صفحہ ۶۵

۶۹۔ اقبال کی صحبت میں، مرتب مرتب

۲۔ روایتی عجمی تصوف کے حامی

اقبال کا مغربی اور ایرانی مطالعہ وحدت الوجود کی طرف تھا جو بقول اقبال یورپ جانے کے مطالعے سے زیادہ قوی ہو گیا تھا۔ قرآن پر مرتکز ہونے اور تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقبال وحدت الوجود سے بدظن ہو گئے اور [illegible] حافظ اور رومی کا سبب بنے (۱)۔ "فلسفۂ عجم" پر تحقیق کے دوران اقبال پہلی مرتبہ وحدت الوجود کی مخالفت پر [illegible] ہوا (۲)۔ وحدت الوجود سے اپنے "خودی" یا "خود" (SELF) کی جو کار رجحان پیدا ہوا (۳) اور اسی نفی کا نتیجہ "خودی" اور [illegible] کی شکل میں نکلتا ہے۔

"اسرار خودی" شائع ہوئی تو روایتی عجمی تصوف کے حامیوں نے اقبال کے خلاف علمی ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس کی متعدد وجوہ تھیں۔ [illegible] اقبال [illegible] وحدت الوجود پر [illegible] کی تھی [illegible] کو مرکب [illegible] اسلامی تحریک [illegible] اس مسئلے کی نسبت [illegible] کو آمادہ [illegible] قرآن کی تفسیر اس طرح لکھی کہ وحدت الوجود کو اسلامی [illegible] کا [illegible] ایرانی شعراء نے اس مسئلے کی [illegible] عوام کو متاثر کیا اور [illegible] اسلامی اقوام کو ذوقِ عمل سے محروم کر دیا (۴)۔ اقبال [illegible] وحدت الوجود کی مخالفت کی تو وحدت الوجود کے حامیوں نے اقبال کی مخالفت [illegible] اقبال نے لکھا ہے کہ [illegible] بزرگ [illegible] تھا جو وحدت الوجود کے حامی [illegible] اسی تحریک کی بنا پر اقبال کو [illegible] کا طعنہ دیا گیا۔ "اسرار خودی" میں اقبال نے [illegible] کو [illegible] اول [illegible] کہا اور ان کے "تصوف" پر [illegible] کی اور [illegible] "شکر ہنگامۂ وجود" قرار دیا (۵)۔ حافظ شیرازی کے [illegible] کہا:

ہوشیار از حافظ صہبا گسار　　جامش از زہر اجل سرمایہ دار

آں فقیہ ملت مے خوارگاں　　آں امام ملت بیچارگاں

محفل او درخور ابرار نیست　　ساغر او قابل احرار نیست

بے نیاز از محفل حافظ گذر

الحذر از گوسفنداں الحذر

ان اشعار [illegible] حافظ کے بارے میں اقبال کے [illegible] اشعار [illegible] "حافظ" کو [illegible] کی نسبت [illegible] واحد [illegible] ہے کیونکہ وہ [illegible] ساغر ہی نہیں بلکہ ایک [illegible] ہوں گے۔ جو تسلیم کیے جاتے ہیں (۶)۔ وحدت الوجود [illegible] حافظ کی حمایت کے باعث [illegible] سے یہی خیال کیا کہ اقبال [illegible] تحریک کو [illegible] چاہتے ہیں۔ چنانچہ اقبال کے خلاف ہنگامہ شروع ہوا تو اقبال [illegible] اعتراضات کا [illegible] امام [illegible] ہوئی۔ خودی کو [illegible] قرار دیا گیا اور "اسرار خودی" کو قرآن سے [illegible] بتایا گیا۔ حافظ کی حمایت اور اقبال کی مخالفت میں [illegible] اس کے [illegible] شعر کو [illegible] بنایا گیا۔ خواجہ حسن نظامی نے [illegible] اقبال کے [illegible] مثنوی کو [illegible] قرار دے دیا۔

۱۳۹۷۰

مسلک کا اختلاف دوستوں کو اقبال کا مخالف کر دیتا ہے۔ خواجہ حسن نظامی کے ساتھ اقبال کی دوستی کا عرصہ ... اقبال اور حسن نظامی کی ... معرکۂ اسرارِ خودی ... تصوف اور خواجہ حافظ کا معاملہ تھا جس کا سامنا کرنا پڑا ... خواجہ حسن نظامی تھے۔ معرکۂ اسرارِ خودی کی ... ہنگامہ شروع ہونے پر اقبال کو صوفیوں کی طرف سے کئی کئی معترضانہ آوازیں اٹھتی رہیں۔ حسن نظامی اس ہنگامے کے ... رہنما تھے جو تحریک ... کا علم دیتا ہے۔ اقبال اسلامی اور عجمی تصوف میں فرق و امتیاز کے قائل تھے اور وجودی ... امور کو غیر اسلامی سمجھتے تھے ... خوشگوار صورت کا ... جو کہ ... تصوف کے ضمن میں حسن نظامی اور اقبال سے متفق ہو گئے۔

"اسرارِ خودی" کے خلاف اور ... پہلا مضمون ذوقی شاہ نے لکھا جو ... حسن نظامی کے مرید تھے ... "کشاف" کے فرضی نام سے ایک مضمون شائع ہوا ... حسن نظامی صاحب ظہورِ اسرار ... اہلِ علم اور اہلِ قلم نے اس معرکے میں ... "اسرارِ خودی" کے ... علامہ اقبال ... "اسرارِ خودی" کے ... شائع ہوئے۔ ... اسرارِ خودی کی مخالفت اور تائید کے ... معرکہ ... "اسرارِ خودی" پر مخالفانہ اور معترضانہ مضامین شائع ہوئے۔ ان میں بعض اہم یہ تھے[11]

(۱) مثنوی اقبال،	مظفر ذوقی شاہ،	"خطیب" دہلی،	۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء
(۲) کشاف خودی،	خواجہ حسن نظامی،	"وکیل" امرتسر،	۲۱ دسمبر ۱۹۱۵ء
(۳) ڈاکٹر صاحب کی کمزوریاں،	... محمد دہلوی،	سراج الاخبار دہلی،	۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء
(۴) سرِّ اسرارِ خودی،	خواجہ حسن نظامی	خطیب دہلی	۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء
(۵) اسرارِ خودی دیوانِ حافظ	... قریشی	رہنما، لاہور	۲۴ مارچ ۱۹۱۶ء

... ذوقی کا ... اور مضمون "..." ... سے شائع ہوا۔ اخبار وکیل میں تصوف کے ... کے مضامین چھپے۔ متعدد دوسرے اخبارات میں بھی اس سلسلے کے مضامین شائع ہوئے[12]

علامہ اقبال کی حمایت میں ... مولوی ... اور ڈاکٹر ... نے مضامین لکھے۔ ... کا ... مضمون East and West میں شائع ہوا جس کی گونج یورپ اور امریکہ میں سنی گئی[13] ←

... علی خان، ... اللہ ... مولوی ... کے نام سے ... اقبال کا دفاع کیا ←

... اہلِ علم میں اکبر الہ آبادی، ... حافظ محمد اسلم جیراج پوری اور ... الہ آبادی شامل تھے ... جیراج پوری نے اگرچہ اقبال پر بھی ... حافظ اور تصوف کے سلسلے کے اعتراضات ... اکبر الہ آبادی (... سے مراد ہے ...) نے ... اور ... کا ... پیش کیا تاہم ان کی گفتگو ... غیر ... ہوئی ہے[15]

اسرارِ خودی کے خلاف لکھی گئی مثنویوں کی تعداد چار ہے۔ دو اسی طرح جواب کے دوران لکھی گئیں۔ سب سے پہلے "رازِ بے خودی" کے [illegible] پیرزادہ مظفر احمد فضلی نے یہ مثنوی لکھی جس میں بقول ڈاکٹر سراللہ قریشی اصل بحث کو نظر انداز کر کے صرف افلاطون اور حافظ کی مدح سرائی کی اور ڈاکٹر اقبال کی ذات پر نارِوا حملے کیے۔ اقبال کو ضال اور مرکبِ اہرمنِ اسلام اور رہزنِ ایمان جیسے خطابات سے یاد کیا[16] حافظ محمد اسلم جیراجپوری اس مثنوی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پیرزادہ صاحب کے ان اقوال کو [illegible] خودپا [illegible] اور جس طرح کی میرٹھ میں ہم لوگ [illegible] کی سکی

نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے"[17]

[illegible] [illegible] (لاہور، جہلم) نے جواب کی ایک مثنوی لکھی جس میں حافظ کی تعریف اور اقبال کی مذمت تھی۔[18] [illegible]

[illegible] کے علاوہ اسرار خودی کے خلاف دو اور مثنویاں لکھی گئیں۔ ڈاکٹر عشرت انور کی مثنوی "سرودِ وجودی" کے نام سے ۱۹۵۱ء میں [illegible] شائع ہوئی۔ ڈاکٹر موصوف [illegible] اور [illegible] کار ہو گئے ہیں۔ وہ علامہ اقبال سے اختلاف بھی کرتے ہیں لیکن [illegible] ایک بڑا عالم جو ہمارا اقبال سے مطابقت رکھتی ہیں[19] اس سلسلے کی آخری مثنوی ڈاکٹر [illegible] "سراج الاسرار" [illegible] سے لکھی جو ۱۹۱۲ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ "اقبال [illegible] ایک مطالعہ" کے [illegible] میں اس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

حافظ محمد اسلم جیراجپوری نے اپنے مضمون میں ایک رسالے کا ذکر بھی کیا ہے جو حکیم سرور [illegible] طغرائی نے [illegible] [illegible] [illegible] کیا۔ حافظ موصوف [illegible] کا حافظ کی جو مدح حکیم طغرائی [illegible] ہے وہ شاعرانہ اور خوشامد [illegible] اور [illegible] ڈاکٹر اقبال، حکیم صاحب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اسلم جیراجپوری مزید کہتے ہیں کہ "اسرارِ خودی" میں خواجہ حافظ کے جن اشعار کی طرف [illegible] ہم ان کے جو لطیف معانی حکیم صاحب نے بیان کیے اور جو [illegible] [illegible] سے نکالے ہیں وہ ہر شاعر کے ہر شعر سے نکالے جا سکتے ہیں۔[20]

۲

حکیم [illegible] کا ذکر [illegible] اور [illegible] مشہورِ [illegible] [illegible] اپنے ہی نام "[illegible]" [illegible] لاہور[21]

[illegible] اور [illegible] کی تائید اور مخالفت اقبال کی مخالفت میں جو رسالے شائع [illegible] [illegible] کا نام درج ہوا تھا پہلا رسالہ "[illegible]" [illegible] اور اقبال و تاج"

[illegible] شائع ہوا[22] [illegible] کے اس کتابچے میں لوگوں [illegible] کے خلاف [illegible] لکھا گیا ہے اور ساتھ ہی [illegible] اقبال کی

ہے تاہم اس مقام پر ان امور سے قطع نظر ← ← مخالفتِ اقبال کے ایک محرک جذبے کا ذکر مقصود ہے۔ مذکورہ [illegible] ایک عنوان [illegible] کہا گیا ہے "[illegible] اور [illegible] کے عالم کی بحث میں ڈاکٹر اقبال کی [illegible]"۔ اس عنوان [illegible] کلامِ اقبال سے [illegible] اشعار جمع کیے گئے ہیں۔ کوئی ایک شعر بھی ایسا نہیں ہے جس میں کسی عالم یا صوفی [illegible] آیا ہو۔ علامہ اقبال روایتی تصوف کی خامیوں کو [illegible] اور [illegible] ہے۔ اقبال نے دوسرے [illegible] تصوف [illegible] کا مقصد اصلاح کی خاطر تنقید کرنا ہے۔ اقبال ایسے لوگوں کو صوفیا کے [illegible] جن کا تصوف جمود اور مجبوری کا شکار ہو اور خدا کے دروسے [illegible] شیخ احمد سرہندی کی طرح علامہ اقبال کی تنقید [illegible] تصوف کی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ [illegible] اقبال سے ارادت [illegible]

کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ہم عصر صاحب آواز بھی اٹھتی رہی ہیں۔ ارادت معاملہ! معاندانہ رویے کا اظہار عموماً مرشد کی ذات سے ہوتا ہے۔ سردار عبدالقیوم کے معاملے سے اپنے معتقدات کی مسلمات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ سردار عبدالقیوم کا اقبال پر اعتراض [illegible] روحانیت کا تقاضا تو ہماری مباحثے کا سبب تھا۔ تاہم اس مباحثے کے دوران آگے متعدد عناصر منظر عام پر آ گئے۔

۳

۱۹۸۶ء کے اوائل میں آزادی کے موضوع پر ناروے میں مقیم پاکستانیوں نے ڈاکٹر جاوید اقبال اور سردار عبدالقیوم کو ناروے مدعو کیا۔ وہ موصوف تب آزاد کشمیر کے صدر تھے۔ انہوں نے [illegible] سنت کی پابندی نہ کرنے کے باعث علامہ اقبال کو مرتد قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کلام اقبال سے ہدایت کا اثر سلب کر لیا ہے اور یہ کہ جو ڈاکٹر کا کلام پڑھتا ہے گمراہ ہو گا۔[۲۳]

۱۳ دسمبر ۱۹۸۶ء کو 'نوائے وقت' میں خطابات ناروے کی وڈیو فلم دکھائی گئی اور ان کے ردعمل کے تاثرات شائع کیے گئے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ سردار عبدالقیوم کی بیہودہ سرائی علامہ اقبال کے کلام اور شخصیت سے عدم واقفیت اور جہالت ہے۔ زیڈ اے سلہری نے کہا کہ پاکستان کی حکومت اور عوام کو سردار عبدالقیوم کی تقریروں اور تحریروں کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ بیرسٹر [illegible] خان نے تو تجویز کی کہ آئندہ کسی جاہل شخص کو ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ شرکاء نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ بانیانِ پاکستان کے خلاف زہر افشانی کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے۔

سردار عبدالقیوم خان کے سیاسی حریفوں نے بھی سخت ردعمل ظاہر کیا۔ سردار ابراہیم نے انہیں غیر محب وطن قرار دیا اور ان کے محاسبے کا مطالبہ کیا۔[۲۴] سلطان محمود نے ان پر تحریک آزادی کو نقصان پہنچانے کا الزام عائد کیا، انہیں خود ساختہ مجاہد بتایا اور ان پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا۔[۲۵] کے ایچ خورشید نے بھی ایک بیان میں کہا کہ سردار قیوم کے ریمارکس تحریک آزادی پر حملہ ہیں۔[۲۶] عبداللہ قادری نے علامہ اقبال کے خلاف سردار عبدالقیوم کے بیانات کو بین الاقوامی سازش کا حصہ قرار دیا۔[۲۷] پاکستان مسلم لیگ کے ناروے [illegible] کے صدر نے کہا کہ علامہ اقبال کی شان میں گستاخی گھناؤنی سازش کا حصہ ہے۔[۲۸]

سردار عبدالقیوم خان مذہبی تھے اور ان میں حب الوطنی کی کمی تھی۔ اقبال کے بارے میں ان کا رویہ کسی بین الاقوامی سازش کا حصہ بھی نہ تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ڈھیری والے پیر صاحب کے مرید ہیں۔ اسی ارادت مندی کے باعث سردار عتیق کی شادی پیر صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ [illegible] اپنے تصوف کے دائروں میں مرید کو بچہ سمجھتے ہیں اور اسے [illegible] تصور کرتے ہیں۔ وہی نقطہ نظر ہے [illegible] کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ دل بھی ان کے مرید [illegible] ہوتا ہے جو مرشد بیان کرتا ہے۔ مرشد کی آرا مریدوں کے دل اور دماغ پر نقش ہو جاتی ہیں۔ غیر اسلامی تصوف کی ایک بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ پیر میں رسولؐ کا وجود ہوتا ہے اور مرشد کا درجہ رسولؐ سے بڑھ جاتا ہے۔ گویا مرشد خدا اور رسولؐ دونوں سے بلند تر ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت سے سردار عبدالقیوم ← آشنا ہیں۔ چنانچہ اپنے سلسلہ وار مضمون "خطابات ناروے، علامہ اقبال اور حقیقت"[۲۹] میں لکھتے ہیں:

"عارفوں کے کلام میں اس بات کا نشان بھی ملتا ہے کہ اس قسم کے لوگوں پر ایک محدود وقت ایسا آتا ہے جب وہ روحانی مرشدوں کو ہی سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کو بعض اہلِ تصوف نے اہل

... سب نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ وہ [illegible] عاری لکھ ہوا [illegible] سے عشق سے مجبور

ہر حال ضروری ہوتا ہے [illegible] اس سے عمل کر کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پرخلوص

سے محبت کرے اور حضورؐ کی اطاعت و اتباع کرے یہی اصل ہے جو اصل مقصود ہے۔[30]

اسی راہ پر چلنا کانٹوں کی تلوار پر چلنا ہے تو [illegible] وہی ضروری ہیں۔ اللہ اور رسولؐ [illegible] بات قابل غور ہے کہ

اس دور میں اگر کوئی [illegible] ہو جائے تو قیامت کے روز اس کا انجام کیا ہوگا؟ [illegible] کوئی مسلمان اسلام

کے دائرے سے خارج نہیں ہوتا لیکن اللہ اور رسولؐ کو چھوڑ کر کسی اور کو سب کچھ سمجھے تو اس کا [illegible] سلامت نہیں رہ سکتا۔

سردار عبدالقیوم نے "مقامات اروح، وحدانیت اور حقیقت" پر [illegible] سے غلط فہمی پیدا ہوا ہے۔

[illegible] کہ "تو اقبال کو پڑھتا تو گمراہ ہوتا" قرآن حکیم کی اس آیت کا حوالہ دیا ہے جس میں

بتایا گیا ہے کہ اللہ قرآن کے ذریعے بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اس کے بعد لکھا ہے "میں نے

کہا تھا کہ [illegible] قرآن کریم کا یہ حال ہے تو [illegible] کے کلام کو کیا فوقیت حاصل ہے"[31] [illegible] اس دلیل کی رو

سے قرآن کو بھی نہیں پڑھنا چاہیے [illegible] قرآن حکیم [illegible] اہل اسلام [illegible] کلام کو فوقیت حاصل نہیں ہے، لہٰذا کچھ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔

ایسی باتیں عذر گناہ کو بدتر از گناہ بنا دیتی ہیں۔

۴

سردار عبدالقیوم نے علامہ اقبال کے [illegible] چار تقریریں کیں[32] [illegible] کا قسط وار مضمون شائع ہوا۔ اقبال پر ان کے الزامات

کا جواب متعدد [illegible] قسط وار مضامین [illegible] ڈاکٹر [illegible] ناصر [illegible] اور

ڈاکٹر [illegible] شامل تھے[33] [illegible] مضامین [illegible] اور [illegible] القرآن [illegible]

سردار عبدالقیوم کی حمایت[34] [illegible] دو ادارے لکھے[35] دوسرے ادارے میں مطالبہ کیا گیا کہ سردار صاحب کو

[illegible] وحدت کی تقریبات میں [illegible] سردار

کی مرتبت [illegible][36] اور یہ مطالبہ [illegible] کہ سردار عبدالقیوم خان [illegible] اقبال کی شان میں گستاخی کرنے پر پاکستانی

قوم سے معافی مانگیں۔ سردار عبدالقیوم کا موقف [illegible] معافی [illegible] مانگی [illegible][37]

۲۱ فروری ۱۹۸۸ء کو سردار عبدالقیوم نے [illegible] صاحبان [illegible] کالم نگاروں کے ساتھ مزار اقبال پر حاضری دی[38]۔ [illegible] مارچ ۱۹۸۸ء

میں [illegible] قسط وار مضمون کی اشاعت [illegible] ان کی [illegible] غلطی پر [illegible] بالآخر انہوں

نے مقامات [illegible][39] [illegible] سردار عبدالقیوم خان [illegible] کو

کتابی شکل دینے کے لیے مرتب کروایا لیکن مسودہ غائب ہو گیا [illegible] دوسری طرف [illegible] ڈاکٹر [illegible]

[illegible] شائع ہوا جس میں سردار عبدالقیوم خان کے علاوہ اقبال [illegible] کا جواب دیا گیا ہے۔

اسلامی تصوف تعلیماتِ اقبال میں رچا بسا ہوا ہے لیکن وہ عجمی یا غیر اسلامی تصوف میں شامل غیر ا
سلامی عناصر کو رد کرتے اور علمی استدلال سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ ازمنہ وسطیٰ کا خانقاہی نظام تصوف اقبال کے نزدیک
اسلامیہ کا مداح نہیں ہے[41] ان کے خیال میں تصوف اپنے ابتدائی مرتبے سے ہٹ کر جو روحانی تعلیم کی ایک قوت رکھتا تھا، نیچے
گر کر عوام کی جہالت اور زود اعتقادی سے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بن گیا[42] اقبال کے نزدیک اسلامی تصوف بقول [illegible]
شعائرِ حقہ اسلامیہ میں طاقت پیدا کرنے کا نام ہے[43] اقبال اس تصوف کے خلاف ہیں جو اسلام کی قوتِ عمل کو ضعیف کرتا ہے، حقائق
سے آنکھیں بند کرتا ہے اور عوام کو توہمات میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ سلبی، رہبانی اور وجودی تصوف کو رد کرتے ہیں۔ ان کے
نزدیک یہ عجمی تصوف یونانی ہے۔ وہ "سوزِ مشتاقی" چاہتے ہیں نہ کہ فسانہ ہائے کرامات:

یہ معاملے ہیں نازک جو تری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی![44]

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی — تری نگاہ میں ہے ایک فقر و رہبانی
سکوں پرستیِ راہب سے فقر ہے بیزار — فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی[45]

رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی
فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی[46]

غیر اسلامی تصوف کے بعض مسائل، وحدت الوجود، سریانِ سکر اور رہبانیت وغیرہ کی اقبال نے بھرپور مخالفت کی۔ اس
سے وجودی صوفیہ کے حامی برہم ہوئے اور بقول ڈاکٹر عبداللہ قریشی "مخالفت کا ایک زبردست طوفان اٹھ کھڑا ہوا"[47] جو صوفی طبقہ
وحدت الوجود، سریانِ سکر اور اعیانِ ثابتہ کے قائل ہیں وہ اب بھی اقبال کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ مخالفت ان موضوعات تک
محدود نہیں رہتی بلکہ مخالفتِ اقبال کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کی ایک نمایاں مثال حسین نصر ہیں جو صاحبِ علم اور محقق ہونے کے
باوصف چونکہ ابنِ عربی کے تصوف کے حامی ہیں اس لئے اقبال کو مبہم کرنے کی روش اختیار کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ اقبال نے جو مغربی یا
صوفی مصنفوں میں انسانِ کامل کے اسلامی تصور کو نیٹشے کے فوق البشر کے ساتھ خلط ملط کرکے ایک بڑی غلطی کر ڈالی۔ انہوں نے راسخ الاعتقاد
ظاہر پرستوں کی بڑی مستعدی سے اپنا لیا اور کچھ جدید مغالطہ لکھنے والوں کی طرح، صورت خود اختیار کرکے، چاروں شانے چت
ہو گئے[48] پروفیسر یوسف سلیم چشتی کلامِ اقبال کے سب سے بڑے شارح ہیں۔ وہ وحدت الوجود کے حامی ہیں اور اقبال کو بھی وحدت الوجودی
ثابت کرنے کے لئے مسلسل زورِ قلم صرف کیا ہے۔ ان کے نزدیک ۱۹۱۵ء میں "فصوص الحکم" کو "الحاد و زندقہ" قرار دینا اقبال کی غلطی تھا
اس طرح اقبال کی دو بڑی اہم آراء غلط تھیں۔ چنانچہ ۱۹۲۸ء تک اقبال کو "منکرِ تصوف" قرار دیا ہے اس لئے کہ اقبال کو شیخ الاسلام کا موہوم
مادرانِ دانا بانا ہی میں نظر آتا تھا[49] یوسف سلیم چشتی سے اقبال کی ارادت مندی کے باعث اقبال پر اعتراض کیا ہے۔
ان کے بیان کو شیخ عبدالماجد نے مفصل طور پر نقل کیا ہے[50]

حوالے اور حواشی

۱۔ تفصیل کے لیے، اقبال کا مکتوب بنام خواجہ حسن نظامی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۵ء۔ (خطوطِ اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحات ۱۱۴-۱۱۹)

۲۔ اپنے مکتوب بنام خواجہ حسن نظامی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ "قرآن شریف میں جس قدر آیات [illegible] تصوف سے متعلق ہیں ان کا پتا دیجیے [illegible] آپ [illegible] کسی اور صاحب سے مشورہ کرنے کے لیے بہت جلد [illegible] ہوں۔ اگر ہمارے صاحب موصوف کو یہ ثابت کرنا ہو کہ مسئلہ وحدت الوجود یعنی ہمہ اوست کا اصل مسئلہ قرآن کی آیات سے نکلتا ہے تو وہ کون کون سی آیات پیش کر سکتے ہیں اور ان کی کیا تفسیر کرتے ہیں۔" (مکاتیبِ اقبال، صفحہ ۱۰۸)

اقبال کی منظومات بعنوان "[illegible]" اور "[illegible]" جن میں ہمہ اوست اور وحدت الوجود کے مضامین بیان ہوئے، اس دور کے کلام [illegible] ہیں۔ (دیکھیے، ابتدائی کلامِ اقبال مرتبہ ڈاکٹر گیان چند، صفحات ۳۰۴، ۳۲۱) معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کچھ عرصہ قبل اقبال اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ وحدت الوجود اسلام کے منافی ہے۔

۳۔ اسرارِ خودی کے دیباچہ کے لیے دیکھیے (۱) مقالاتِ اقبال (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) اسرارِ خودی مرتبہ [illegible]

۴۔ دیکھیے (۱) اقبال اور ادبیاتِ پشاور مرتبہ [illegible]، صفحہ ۱۵۰ (۲) کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۳۲ تا ۳۳۔ متعلقہ اشعار حسبِ ذیل ہیں:

> راہبِ اول فلاطونِ حکیم — از گروہِ گوسفندانِ قدیم
>
> گوسفندے در لباسِ آدم است — حکمِ او بر جانِ صوفی محکم است
>
> منکرِ ہنگامۂ موجود گشت — خالقِ اعیانِ نامشہود گشت

مصرعۂ اول میں اقبال نے تبدیلی کر دی تھی۔ ابتدائی نسخۂ اسرارِ خودی میں اس کی شکل یہ ہے: راہبِ دیرینہ افلاطونِ حکیم

۵۔ اقبال اور ادبیاتِ پشاور، صفحات ۱۵۱، ۱۵۱

۶۔ وجودی تصوف کے خلاف اقبال [illegible] ۱۹۰۰ء سے غیر اسلامی سمجھتے تھے۔ تصوف بحیثیت "[illegible]" اسلامی تھا۔ "اسرارِ خودی" کی اشاعت سے [illegible] (جامعہ اسلام) کے سالانہ اجلاس میں "عجمی تصوف اور اسلام" کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام کے سادہ عقائد اور عربی روایات [illegible] منافی قرار دیا تھا۔ (معرکۂ اسرارِ خودی، مقالاتِ اقبال، صفحات ۱۵۲-۱۵۴) تاہم اسی سال [illegible] کو [illegible] کے لیے [illegible] مسلمانوں کی اخلاقی زندگی پر [illegible] کا بہت بڑا اثر [illegible] انہوں نے [illegible] اور مسلمان کو مسلمان بنایا۔ اس [illegible] روحانی تصوف کو عین اسلامی کہا۔ (مقالاتِ اقبال، صفحات ۱۸۰، ۱۸۸) اقبال نے تصوف کو [illegible] وجودی تصوف کو [illegible] اسلام [illegible] کہا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے [illegible] اقبال، ۱۹۳۳ء)

۷۔ [illegible] (۱۸۷۹-۸۰ء تا ۱۹۵۵ء) [illegible] دہلی میں پیدا ہوئے اور درگاہ [illegible] اور اولیا میں مدفون ہیں۔ اقبال نے انہیں خواجہ حسن نظامی کے نام [illegible] شروع کیا تو یہ بھی [illegible] مشغول ہو گئے۔ (خواجہ حسن نظامی [illegible] اور [illegible]، صفحہ ۹) اقبال اور [illegible] کی [illegible] دوستی پر ڈاکٹر اسرار اللہ قریشی نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ (دیکھیے، معاصرین اقبال کی نظر میں، صفحات ۲۴۰ تا ۲۴۸) ذیل میں مکتوبِ اقبال سے

اختلاف و تعلق کی روداد، خواجہ حسن نظامی کے اپنے الفاظ میں، بیان کی جاتی ہے۔ معرکے کے دوران حسن نظامی نے لکھا تھا:

"میں اقبال کی مثنوی پر حملہ نہیں کروں گا۔ اس لیے نہیں کہ وہ میرے دوست ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ بڑے آدمی ہیں، بلکہ اس لیے کہ مسلمان بے حال ہیں میں ان کے خیال و ارادے کو کمزور کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ یہ خوف ہے کہ مثنوی اپنی حالت میں مسلمانوں کے ماننے کے لیے کھلی ہوئی مجرائی سے سخت خطرے پیدا کرے گی اور مسلمانوں کے اصولی معتقدات میں تزلزل پڑ جائے گا۔ درحقیقت یہ مثنوی اقبال کی نہیں بلکہ انیسویں صدی کی تہذیب کی کتاب ہے وقت کی خواہش ہے کہ مشرقی مغربی بن جائیں۔ مگر کیا وہ اب اگر کیے ۹۲ اس سے بہ دو کو نہیں"۔ [کتاب مذکور، صفحہ ۱۸۹]

ایک مضمون میں، جو ۱۹۴۵ء میں لاہور میں منعقد ہونے والے 'یوم اقبال' کے لیے خواجہ حسن نظامی نے لکھا تھا، لکھتے ہیں:

"اس کے بعد اقبال نے مثنوی 'اسرار خودی' لکھی اور حضرت حافظ شیرازی کے کلام پر اور بعض صوفیوں کے عقائد پر حملہ کر دیا۔ میں نے اور حضرت اکبر الہ آبادی نے ان پر خیال کر کے اس سے اختلاف کیا۔ کچھ عرصے تک اخبارات میں اختلافی مضامین شائع ہوئے مگر آخر کار میرا ان کا اختلاف ختم ہو گیا اور میں نے تسلیم کر لیا کہ ترک دنیا کا وہ تخیل جو بعض صوفیا نے پیدا کیا ہے، وہ وقت حاضر کے لیے موزوں نہیں ہے، کیونکہ قرآن میں خدا نے جو دعا سکھائی ہے اس میں دنیا کی بھلائی کو مقدم اور آخرت کی بھلائی کو مؤخر رکھا گیا ہے"۔ [کتاب مذکور، صفحات ۱۴۳، ۱۴۵]

۸۔ اپنے مضمون میں ولی شاہ نے لکھا کہ مثنوی اسرار خودی باعتبار اپنے ماخذ کے ایک حملہ ہے جو اسلام پر اسلام ہی کی آڑ میں ہوا ہے۔ موصوف کا مرکب "تصوف کلیتاً اسلام ہے، اسلام کی روح ہے، اسلام کا حاصل ہے، اسلام کا کمال ہے"۔
ولی شاہ اور کتابوں کے مضامین کے لیے دیکھیے "تنقید اقبال ما سوا اقبال میں" مرتبہ ڈاکٹر قیس نراقی

۹۔ ویسے مثنویاں "اسرار خودی" کے جواب میں بعض لکھی گئیں، اسی طرح مخالفت میں لکھی گئی مثنویوں کی کل تعداد چار ہے۔

۱۰۔ اسرار میں "اسرار خودی" کے بعض مضامین مثلاً خودی، حافظ پر تنقید اور تصوف کے ضمن میں اکبر الہ آبادی کو شکوک تھے، چنانچہ یہ شعر کہے:

حلوا پیر جی بچتے تھے نذر کا جو اس سے قبل
گانا ہیں وہی تھیں اب ہے ان کا انہرا
لیکن مضمون لکھتے ہیں تصوف کے خلاف
الوداع اے ذوق باطل الوداع اے شیخ ما

اکبر الہ آبادی ماہنامہ چمنستان دہلی، ہمارا بہت محبت تھی۔ اکبر اور اقبال کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ "اسرار خودی" کے خلاف ردعمل پر اقبال نے ان سے پوری مثنوی پڑھنے کی درخواست کی۔ مطالعے کی حالت میں اگر کچھ فرق باقی تھا تو وہ اس وقت دور ہو گیا۔ اقبال نے حافظ سے متعلق اشعار مثنوی سے خارج کر دیے۔ علمی نقطہ نظر کے دوران اکبر نے اقبال کی وضاحت سے خوش ہو کر اور بالآخر یہ شعر کہے:

حضرت اقبال اور خواجہ حسن پہلوانی ان میں، ان میں بانکپن
جب نہیں ہے زور شاہی کے لیے آ گئے باتیں فقیری کے لیے

۹

در خشوع ہیں کچھ لگتی ہی سہی — یا تا بالی کی شوخی ہی سہی

ہست در ہر گوشۂ ویرانہ رقص — ای خوش دیوانہ با دیوانہ رقص

لیکن اقبال نے حسب ذیل اشعار میں حسن نظامی کی خواہش کی،

اے خواجہ حسن مرو دِ اقبال گورو — تری رگوں کے ہیں تیلیاں وہ بھی

تم تو ہو حسن کی تیلی میں اگر — ہیں دشمن خستہ رقیباں وہ بھی

ہیروں کے لیے جلوں ہے تم کو اگر — دیروں کے لیے بنے سلیاں وہ بھی

مولوی محمد عبد اللہ قریشی ان اشعار کے بعد دونوں خاموش ہو گئے۔ مطلب یہ کہ خواجہ حسن نظامی خاموش ہو گئے۔ ان حادثات کی تفصیلات کے لیے محمد عبد اللہ قریشی کے حسب ذیل مضامین ملاحظہ کیجیے۔

(۱) اکبر الٰہ آبادی (۲) خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ مشمولہ "معاصرین اقبال کی نظر میں"

(۳) معرکۂ اسرار خودی، مشمولہ "اقبال" اکتوبر ۱۹۵۱ء اپریل ۱۹۵۲ء

۱۱۔ ان مضامین کے اقتباسات "معرکۂ اسرار خودی" میں شامل ہیں۔ دونوں اور خواجہ کے مضامین کے لیے دیکھیے "تنقید نگار ماہنامہ اقبال ہی"

۱۲۔ محمد عبد اللہ قریشی نے اپنے اول مضمون "معرکۂ اسرار خودی" میں کافی معلومات فراہم کی ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے "زندہ رود" کا جو اسے "ملی ہنگامہ" کا عنوان دیا ہے، اس کا مآخذ بھی یہی مضمون ہے۔ اس زمانے میں "مطالعۂ اسرار و رموز" کا مقدمہ تو "مقالات اور ملاحظات مرد اول ہیں" میں اسرار خودی کا مضمون سے شامل ہے اور اس نہایت مضمون سے ماخوذ ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ "اس موضوع پر ابھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے" یہ رائے درست ہے اس لیے کہ اس سال میں سینکڑوں مضامین، بعض اخبارات اور رسالوں میں ۱۹۱۵ء اسرار خودی کی تقریب یا مخالفت میں، دیوبندی نہ موقف پر حق اور ماحول کی وجہ سے اس کے منظر عام پر آئے نہ سرے سے شائع ہوئے" (زندہ رود، صفحہ ۲۱۱)

۔ تحقیق کا اہم پہلو یہ ہے کہ ان تمام مضامین، اسرار خودی کے علاوہ، ان کی مثنویوں، مقالات اقبال، کے دوسرے مضامین اور اسی سلسلے کے متفرق خطوط بھی "تاریخ تصوف" کا مآخذ، مقالات اقبال کے پہلے اور بعد کے کلام نظم و نثر کے مآخذ میں دیا جانا چاہیے۔ اسرار خودی کے علاوہ انھی کی ایک مثنوی "سراج السالکین" کا مآخذ ہے اور نظم کیا تھا "اقبال کی ایک مطالعہ" میں شامل

۱۳۔ ڈاکٹر عبد الحق اور محمد ... کا یہ خود ہر موضوع پر ... اقبال ہمارے درمیان ... نمایاں کر آیا ہے ... شعرا میں روحانی کے آثار پیدا کر دیے"۔ ... امریکہ کے ماہر نقاد اور ادیب ہربرٹ ریڈ نے اپنے مضمون ... میں شامل کیا جو "New Age" میں ۲۵ اگست ۱۹۲۱ء کو شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ "عظمت اقبال" کے عنوان سے "اقبال درون و عالم" میں شامل ہے۔ ڈاکٹر ... کے مضمون کا ترجمہ شیخ محمد اکرام نے "اقبال کی مثنویاں" کے عنوان سے کیا تھا "نوجوان" کے دسمبر ۱۹۲۰ء کے شمارے میں چھپا تھا۔ یہ مضمون "اقبال معاصرین کی نظر میں" مرتبہ ... میں شامل ہے۔ ڈاکٹر عبد الحق ... کے مضمون کا دوسرا ترجمہ ... نے کیا تھا جو ۱۹۲۲ء میں ...

'سرگذشتِ بیال' کے' اقبال نمبر میں شائع ہوا تھا اور 'اقبال کی شعریات' کے عنوان سے 'اقبال اور لوحِ پیکار' میں بھی شامل ہے۔

۱۴۔ اسلم جیراجپوری نے لکھا کہ عالمین کو اصلاحوں کی نسبت کم ... خواجہ حافظ کی بات زیادہ ملال ہے۔ وہ ایک متقدمین بزرگ تسلیم کیے گئے ہیں اور اسی لیے ان کے حامیوں نے اقبال کو ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے۔ مولانا جیراجپوری نے مثنوی کے دوسرے ایڈیشن سے حافظ کے بارے میں کچھ چھٹے اشعار ... کرنے پر ... اور دیباچہ ... پر افسوس کا اظہار کیا (دیکھیے اقبال معاصرین کی نظر میں، صفحہ ۳۲۹) اسلم جیراجپوری نے یہ بھی کہا کہ حافظ کو چھوڑ کر عراقی کو ... ایسا حیرت انگیز ہے۔ (کتاب مذکورہ صفحات ۲۲۲، ۲۲۳) اقبال نے مولانا جیراجپوری سے اتفاق کرتے ہوئے ... کہ ... مثنوی میں ... تو ان اشعار سے مطمئن نہیں تھا۔ دیباچہ حذف کرنے کی وجہ ... بیان کی کہ وہ بہت مختصر تھا اور اختصار کی وجہ سے غلط فہمی کا باعث تھا۔ (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۲، ۹۲)

۱۵۔ ادیب اے آزادی نے صوفی مسلک پر ... تنقید کرتے ہوئے کہا کہ فلسفۂ تصوف کے باعث ... آخر کار خود جہاد کا نام تک باقی نہ رہا اور صرف تصوف ہی تصوف رہ گیا۔ کافروں سے جہاد کرنے کا نام جہادِ اصغر رکھا اور جہاد بالنفس (یا بالفاظِ دیگر خودکشی) کو جہادِ اکبر قرار دیا۔ صوفیوں اور اقبال کا موازنہ بھی تفصیل سے کیا ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں:

صوفی کہتے ہیں کہ اور سب کچھ ہے لیکن ہم کچھ بھی نہیں۔ علامہ اقبال ... کہتے ہیں کہ صرف ہم ہی ہم ہیں اور اور کچھ بھی نہیں۔ ... صوفی کہتے ہیں کہ ہم طالب ہیں اور خدا مطلوب ... علامہ اقبال کہتے ہیں کہ خدا طالب ہے اور ہم مطلوب ... صوفی کہتے ہیں کہ جو شخص ... لوگ تمہارے پاؤں کے نیچے روند کر ... بہت ... بات ... علامہ اقبال کہتے ہیں کہ ... اور ... سامنے آئے ... تو ... مار دو ...' (اقبال معاصرین کی نظر میں، صفحات ۱۸۸، ۱۹۵)

ظاہر ہے کہ اقبال کی یہ تعلیم ... ہے کہ جو کوئی سامنے آئے اسے ... کر مار دو ... شیرِ اسلام' آزاد کے میر ولی اللہ (ادیب اے آزادی) نے اشاعت پرداز کے جوش و خروش میں ... حقائق کو ... کر دیا ہے۔

۱۶۔ پیر زادہ مظفر کے چند اشعار بطور مثال یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

دشمنِ جاں آموزِ اسلام را ... رہزنِ مال آموزِ اسلام را
واسطہ بر ایں پشیمانِ عقل ... ! اولیا را پیش ... (؟)
از دمِ عمر ... الحذر
الحذر از ... الحذر

(مزید اشعار کے لیے دیکھیے 'اقبال'، اکتوبر ۱۹۵۳ء، ص ۸۱)

۱۷۔ اقبال معاصرین کی نظر میں، مرتبہ پروفیسر وقار عظیم، صفحات ۲۱۴ - ۲۲۸

۱۸۔ پچاس یا سو اشعار کی یہ صورت آمیز مثنوی 'اوراقِ گم گشتہ' میں شامل ہے۔ (صفحات ۱۱ - ۱۲) طور پر چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

پیشِ تو ساز و ترانہ دیگر است ... اصطلاحِ میخانہ دیگر است
فارغ از درد ... ایں اشعار تو ... خوارِ ... گفتار تو
از خیالاتِ پریشاں درگذر ... الحذر از ... الحذر

۱۹۔ سرودِ بیخودی کا دیباچہ چار پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ڈاکٹر عشرت حسن نے اپنے موقف کا اظہار کیا ہے۔ خودی کے لیے فنا ہو کر بیخودی کے لیے راستہ ہموار کرنا ایک تصور ہے تو اپنے مسلک تصوف کے باعث ڈاکٹر موصوف کی مجبوری ہے تاہم وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اقبال خودی کو [اللہ کا] تاج بنانا چاہتے ہیں اور یہ اگلے مرحلے خودی کو فنا کرنا اور بیخودی کی طرف مائل ہونا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر جھگڑا کس بات کا ہے؟ ڈاکٹر عشرت حسن ملک، ملت اور مذہب کی بات کرکے اسلامیت کی بات کرتے ہیں اور ملتِ اسلامی کو شرابِ بیخودی سے مست و مسرور دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم آگے چل کر اسلام کو آفاقی صداقت اور اخوت کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ یہاں مصنف کا موقف اقبال سے مطابقت اختیار کر لیتا ہے۔ اقبال جغرافیائی وطن پرستی اور رنگ و نسل کے امتیاز کو مٹا کر وحدتِ انسانی کی حمایت کرتے ہیں (دیباچہ ص۔ اقبال، ص ۲۱۹) تاہم اس کے لیے محکم بنیاد صرف اسلام مہیا کر سکتا ہے۔ اقبال اسلام ہی کے حوالے سے آفاقیت کے علمبردار ہیں۔

۲۰۔ "مثنوی اسرار خودی" از اسلم جیراجپوری، مشمولہ اقبال ماہرین کی نظر میں، مرتبہ پروفیسر وقار عظیم، صفحات ۲۳۰ - ۲۳۱

۲۱۔ مروہ پیر ۲۳، ۲۲، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا مطلب ہے ہم تمام عوق اور ... میں جیسے صاحبانِ تصوف شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی کو صحابہ کرام کا درجہ دیتے ہیں۔

۲۲۔ "بت شکن"، ادارہ ماہنامہ فروغ ... ص ن

۲۳۔ دیکھیے، رپورٹ از اسرار الحق ... بعنوان "ڈاکٹر گست کا ... ڈاکٹر جمیل اور ڈاکٹر جاوید اقبال کی تنازعہ تقاریر، نوائے وقت ۱۱ دسمبر ۱۹۸۷ء

۲۴ تا ۲۸۔ نوائے وقت لاہور، (بالترتیب) ۱۱ دسمبر، ۱۹ دسمبر، ۲۸ دسمبر، ۲۷ دسمبر، ۲۳ دسمبر ۱۹۸۷ء، ۱۲ جنوری ۱۹۸۸ء

۲۹۔ سردار عبدالقیوم نے اس عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا جو روزنامہ جنگ میں، گیارہ قسطوں میں، شائع ہوا۔ پہلی قسط ۳ مارچ ۱۹۸۸ء اور آخری قسط ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی۔

۳۰۔ "معاملات باروسے، ملامت اور حقیقت" قسط نمبر چار، مشمولہ روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۸ مارچ ۱۹۸۸ء

۳۱۔ مذکورہ مضمون، قسط نمبر دو، مشمولہ روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۴ مارچ ۱۹۸۸ء

۳۲۔ دو بار وہ ہیں، انہیں سردار عبدالقیوم خان نے "خطاب بار وہ" کیا۔ ایک "جنگ فورم" لاہور میں جو ۲۸ جنوری ۱۹۸۸ء کو روزنامہ جنگ لاہور میں شائع ہوئی۔ جو تقریر "میٹ دی پریس" پروگرام میں راولپنڈی میں ہوئی۔ اس کی روداد "نوائے وقت" لاہور میں ۱۲ جنوری ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی۔

۳۳۔ ڈاکٹر جاوید کا مضمون، سات قسطوں میں، ۱۵ تا ۲۱ جنوری ۱۹۸۸ء اور محمد ایوب صابر کا مضمون، پانچ قسطوں میں، ۷ تا ۱۱ مارچ ۱۹۸۸ء، نوائے وقت میں شائع ہوئے۔ رانا تحادر کا مضمون، روزنامہ جنگ میں ۲۰ تا ۲۳ فروری ۱۹۸۸ء شائع ہوا۔ ڈاکٹر ملک کا مضمون تین قسطوں پر مشتمل تھا جو ۱۳ فروری تا ۱۵ فروری ۱۹۸۸ء نوائے وقت میں شائع ہوا۔

۳۴۔ م ش کا کالم نوائے وقت مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ اس کا عنوان تھا "اے رہبر کار مرد سو اتم اور تنقل بات پر لیکن مہر جانتے ہو" عبدالقادر حسن شاہی نے دو کالم لکھے۔ پہلا ۵ جنوری اور دوسرا ۲ مئی ۱۹۸۸ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا۔

۳۵. "نوائے وقت" کا پہلا اداریہ یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو شائع ہوا۔ اس کا عنوان تھا "اب پاکستان کی سلامتی اور استحکام کی ضرورت"
دوسرا اداریہ ۲ جنوری ۱۹۸۸ء کو شائع کیا گیا۔ اس کا عنوان تھا "اقبال کے خلاف مہم۔ بس چہ باید کرد!"

۳۶. اقبال کے طور پر دیکھیے، روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۰ مارچ ۱۹۸۸ء

۳۷. روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۸۸ء

۳۸. دیکھیے، "امروز" ۔۔۔ "نوائے وقت" اور "مشرق" مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۸ء۔ اس سے پہلے سردار مرحوم کے اس طرح کے بیانات بھی شائع ہوئے کہ "میں علامہ اقبال کا معتقد نہیں ہوں"۔ اور "ابلیس اپنا مکی دا ہے امام کرتا ہوں"۔
(نوائے وقت" ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء، "مشرق" ۲۳ دسمبر ۱۹۸۷ء)

۳۹. "نوائے وقت" لاہور، مورخہ ۸ اگست ۱۹۸۸ء

۴۰. رجال صدیقی، سردار عبدالقیوم کی تقاریر اور مضامین کو مرتب کیا یہ کتاب شائع ہو رہی تھی۔ انہوں نے راقم کو بتایا کہ مسودہ صاف ہو رہا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ مسودے کو صاف ہوتے ہیں سردار مرحوم کا انتقال ہو گیا۔

۴۱. The Reconstruction of Religious Thought in Islam — ۱۷ میں انگریزی، صفحہ ۱۲۹

۴۲. Thoughts and Reflections of Iqbal مرتبہ سید عبدالواحد، صفحہ ۲۷۹

۴۳. تاریخ تصوف مرتبہ پروفیسر صابر کلوروی، صفحہ ۹۹

۴۴ تا ۴۶. کلیات اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۲۲۰، ۵۱۲، ۳۵۷

۴۷. معاصرین اقبال کی نظر میں ۔۔۔ صفحہ ۳۱۱

۴۸. "اسلام اور عصر کے جدید" ۔۔۔ ندرت نیس عراقی و ادارہ سہیل عمر ۔۔۔ "مقدمہ ۔۔۔" ۱۹۸۵ء

ان [illegible] اعتراض کیا ہے کہ قیس عراقی، اقبال کے ولادہ ادارہ کی ہے اور تاثر [illegible] کی روسے کہیں انتشاری کا نشانہ بنایا ہے اس لیے کہ مخالفین اکثر اس کی پشت پر ہیں۔ (اصلاح اور نئی نسل، صفحات ۹۰ - ۹۱) اسی طرح مظفر صدیقی نے سلیم اختر کی مرتبہ اقبال کی وجہ ایک جماعت اسلامی سے وابستگی بتائی ہے۔ ("اصل"۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء، صفحہ ۳۰) سلیم اختر نے "اقبال بطور شاعر" میں جماعت اسلامی کی ترجمانی میں کی [illegible] روحانی اور سرکاری موقف کے حامی ہیں۔ جماعت اسلامی [illegible] تصوف [illegible] کو [illegible] ہے۔ قیس عراقی بھی ایک [illegible] روحانی تصوف کے اہل ہیں اہم اختر کو ان میں ہیں اقبال [illegible] ہے کہ قیس عراقی اقبال کو [illegible] وحدت الوجودی ظاہر کرتے ہیں۔ [اقبال ایک شاعر، ۹۰۔۹۳ جماعت اسلامی، صفحہ ۱۰۰) قیس عراقی وہ اقبال کے دماغ میں جی لگا ہے اور کہیں کہیں معترضانہ انداز بھی اختیار کیا ہے۔ معترضانہ رجحان کا سبب [illegible] ہے وہ روحانی تصوف کے ساتھ وطنی ہیں [illegible] ہیں ہے کہ وہ اقبال [illegible] پاکستان کے مخالف ہیں۔ قیس عراقی کی پشت پر نہ جماعت اسلامی ہے اور نہ جماعت اسلامی پاکستان کی مخالف ہے۔

۴۹. شرح جاوید نامہ، صفحہ ۲۲۸ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰. فکر اقبال اور تحریک آزادی، صفحہ ۳۸۴

۳ مستشرقین

یورپ کی مسیحی سلطنتیں، متحد ہو کر، اسلامی مشرقِ وسطیٰ[1] کے خلاف مسلسل دو سو سال [۱۰۹۶ء تا ۱۲۹۲ء] تک برسرِ پیکار رہیں۔ مسلمانوں سے مقاماتِ مقدسہ چھیننے کے علاوہ اسلامی مشرقِ وسطیٰ کی دولت و ثروت کو اپنے تصرف میں لانا مقصود تھا۔ اپنے مشترکہ دشمن (اسلام) کے خلاف صف آرائی سے متحدہ یورپ کا تصور پیدا ہوا۔ تیرھویں صدی سے اٹھارویں صدی تک یورپی زعما اور مفکرین مذاکرات کرتے اور منصوبے بناتے رہے کہ یورپ کی قوت کو مجتمع کر کے مشرقی یورپ سے عثمانی ترکوں کو کس طرح باہر نکالا جائے۔ صلیبی جنگوں میں نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی سے اور ابوالعزا [illegible] کا نام پیدا ہوا جن کی عظمت کا لوہا صلیبیوں کو بھی ماننا پڑا[1]۔ انہوں [illegible] آخرہ مسلسل کے دلوں میں [illegible] اور ابوالعزا کا نام [illegible] عثمانی کے خلاف [illegible] کے بیج بوئے اور مسلمانوں [illegible] زوال [illegible] کی تلقین کی۔ یہ انہی صلیبی جنگوں کا ورثہ ہے کہ آج بھی یورپ اور امریکہ عالمِ اسلام کو ہر محاذ پر شکست دینے اور ہر میدان میں [illegible] علمی اور فکری محاذ پر اسلام [illegible] اور مسلم رہنما و مفکرین کے [illegible] نہاں ہے۔ [illegible] اسلامی دنیا میں [illegible] عثمانی سلطنت [illegible] اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کیا گیا۔ [illegible] مشرقِ وسطیٰ کے ملک میں اسرائیل [illegible] قائم کی گئی اور [illegible] کے ذریعے عربوں کے وسائل پر تصرف کو یقینی بنایا گیا۔ [illegible] اتحاد کی طرف [illegible] کی۔ [illegible] اور یورپی مشترکہ [illegible] کی واضح مثالیں ہیں لیکن مسلمانوں کے اتحاد کی راہ روکنا اور انہیں کمزور رکھنا اہلِ مغرب کا ہدف ہے۔ [illegible] مسلمان ملک کا جوہری طاقت [illegible] گوارا ہے [illegible] سوویت یونین [illegible] اور [illegible] کے ٹوٹنے کے بعد عالمِ اسلام [illegible] اور ہر میدان میں اسے بچھاڑنا اور اپنے تصرف میں رکھنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اسلامی نشاۃِ ثانیہ میں مسلمانوں کی طاقت کا راز مضمر ہے [illegible] الجزائر میں [illegible] اور ترکی میں رفاہ پارٹی کی [illegible] لپیٹ دی گئی۔ ان حالات [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا۔

مثال کے طور پر یوں مستشرقین [illegible] کا رویہ [illegible] ہے۔ مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ نے نکلسن (Nicholson)، براؤن (Brown)، گب (Gibb)، ڈینی سن راس (Denison Ross)، نالینو (Nallino)، ماسینیوں (Massignon)، بوسانی (Bausani)، آربری (Arberry) اور شمل (Schimmel) وغیرہ کو سلیم الطبع مستشرق کہا ہے [illegible] مذہبی تعصب اور سیاسی اغراض [illegible] ہیں۔ آربری یورپ میں مطالعۂ اقبال کے سلسلے میں نمایاں [illegible] "رموزِ بے خودی" کا ترجمہ اس سلسلے کی کڑی ہے جس [illegible] آربری نے [illegible] اقبال کے [illegible] علمی تحقیق کروائی۔ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] اور صدیوں تک یورپ میں [illegible]

مذہبی تعصب کی کیفیت رہی ہے۔[3] ڈاکٹر عبداللہ نے مستشرقین کے تین گروہ بتائے ہیں۔ وہ جن کا مطالعۂ اقبال سنجیدہ اور غائر ہے۔
وہ جن کی تحریریں رسمی اور سرسری ہیں اور وہ معروف مستشرق جن کی تحریک معاندانہ ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ کی رائے ہے کہ اقبال پر قلم اٹھانے
والے زیادہ تر اہلِ مغرب نے ہی ملی و مذہبی تعصبات کے تحت لکھا ہے۔ ان مقالوں کی بنیاد یہ ہے کہ اسلام کو مغربیت
(مغربیت) کی طرف راغب کرنے کے سلسلے میں اقبال ان کے دام میں نہیں آئے۔ ڈاکٹر عبداللہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں "اصل مسئلہ یہ ہے
کہ یورپ لکھنے والوں میں اسلام کے خلاف تعصب کی جڑیں بہت گہری ہیں"۔

اقبال کے اولین یورپی معترضین میں ای ایم فورسٹر (E M Forster) اور ایل ڈکنسن (L Dickinson) کے نام نمایاں
ہیں۔ دونوں نے اپنے ریویو پروفیسر نکلسن کے انگریزی ترجمہ اسرارِ خودی کو پڑھ کر لکھے۔ "اسرارِ خودی" کا ترجمہ شائع ہوا تو یورپ میں
[illegible] ہوا [illegible] اکثر ناقدین کا رد عمل یہ تھا کہ اقبال اقوامِ مشرق کو یورپی استعمار کے خلاف
[illegible] ابھار رہا ہے۔ [illegible] یورپی اقوام کو [illegible] اقبال کی تحریروں سے خبردار کیا گیا۔ یہی وجہ ہے
پہلے ڈکنسن نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے ظاہر کی:

> War is war, whatever its avowed object... And if the East once gets going to recover by arms a free and united Islam, it will not stop till it has either conquered the world or failed in that attempt. In either case there will not be much left of Mr Iqbal's philosophy among his coreligionists.
>
> If this book be prophetic, the last hope seems taken away. The East, if it arms, may indeed end by conquering the West. But if so, it will conquer no salvation for mankind. The old bloody duel will swing backwards and forwards across the distracted and tortured world. And that is all. Is this really Mr Iqbal's last word[4]

اس غیر منصفانہ رد عمل کے پس منظر میں صلیبی جنگ ہے جو قرونِ وسطیٰ میں مغرب نے شروع کی اور جو بالآخر ان کی شکست پر منتج ہوئی
عالمِ اسلام کو اہلِ مغرب نے اسی جنگ کی چراگاہ بنایا ہوا ہے اور جنگی صورتِ حال ہی اب رکھی ہوئی ہے۔ مثلاً [illegible] کے پیشِ نظر [illegible] کی سمجھ میں یہ
بات نہیں آتی کہ ان [illegible] ایک فطری رد عمل ہی ہوگا۔ سارا زور اس پر ہے کہ اسلامی دنیا کو کمزور رکھا جائے اور کوئی مسلمان
رہنما یا مفکر جنگ کا نام تک نہ لے۔ اقبال کے جن دو شعروں کو نقل کر کے ڈکنسن نے دو ہولناک نتائج اخذ کیے ہیں (طوالت سے بچنے
کے لیے یہاں پورا متن نہیں دیا گیا) وہ اشعار مجموعی طور پر [illegible] نہیں ہیں اور ان میں صرف [illegible] کا ذکر ہے۔[5] لیکن سمجھ دار مستشرقین

وہ کہتے ہیں کہ اسلامی نشاۃ ثانیہ سے دنیائے اسلام مضبوط اور متحد ہو جائے گی اور آخر اہل مغرب اپنی دراز دستیوں سے باز نہ آئے
تو جنگ بھی ممکن ہے۔ چونکہ "اسرار خودی" اسلامی نشاۃ ثانیہ کی آئینہ دار ہے اس لیے ڈکنسن کے معترضانہ انداز میں شدت ہے۔ اسلامی نشاۃ ثانیہ
کے حوالے سے جن مستشرقین نے اقبال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھا، انہوں نے اقبال شکنی کی۔ نکلسن بھی اسی راہ پر چلے انہوں نے اقبال کو مسلمانوں
اور عیسائیوں دونوں کی نظر میں گرانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کو بتایا کہ فکر اقبال میں غیر اسلامی عناصر ہیں اور عیسائیوں سے کہا کہ اقبال کٹر
مسلمان ہے۔[9] مرحوم بیرن جن اعتراضات کو مخالفین اقبال نے بار بار دہرایا ہے وہ اولاً مستشرقین نے کیے تھے

"اسرار خودی" پر فورسٹر کا تبصرہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۰ء کو، ڈکنسن کے ریویو سے دو ہفتے پہلے، شائع ہوا۔ ایک مضمون بعنوان "محمد اقبال" فورسٹر
کی کتاب کے مجموعۂ مضامین (Two Cheers for Democracy) میں شامل ہے یہ کتاب ۱۹۵۱ء میں شائع ہوئی۔ اپنے
تبصرے میں فورسٹر نے لکھا ہے کہ "اسرار خودی" کے مخاطب صرف مسلمان ہیں۔ اس میں غیر اسلامی عناصر ہیں۔ اپنے دوسرے معاصرین کی طرح
اقبال بھی نطشے سے متاثر ہوئے ہیں۔ اقبال کی ادا ہماری سمجھ میں نہیں آتی جب وہ بڑا بنانا چاہتے ہیں جبکہ یورپ میں بحیثیت معلم اخلاق نطشے کا
کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ ڈکنسن نے لکھا ہے کہ اقبال نے اپنا فلسفہ مغربی مصنفین سے لیا ہے۔ نطشے، برگساں اور میک ٹیگرٹ سے۔
نطشے کا اثر خاص طور پر بہت گہرا ہے۔ اقبال نے پرانی بوتلوں میں نئی شراب بھرنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال کا فلسفہ آفاقی ہے لیکن اس کا اطلاق
مسلمانوں تک محدود ہے۔ سر اقبال جنگ کی تلقین کرتے ہیں اور انسانیت کی آخری امید کو ختم کر دیتے ہیں۔ ان کی حیثیت صرف مبلغ کی سی ہے۔[8]
فورسٹر نے ہی اپنے تبصرے میں لکھا کہ اقبال کا فلسفہ مسلمانوں کا کھویا ہوا وقار لوٹانے کی جانب ایک قدم کہا جاتا ہے۔ سر اقبال کی ضخامت
مرحوم [illegible] اس لیے اسے بین الاقوامی ذہن کا حامل نہیں سمجھا گیا۔[9] یہ بات قابل ذکر ہے کہ اقبال کے مغربی معترضین اقبال سے
متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ مثلاً فورسٹر نے ۱۹۲۰ء میں لکھا تھا کہ گزشتہ دس سال سے اقبال بہت مشہور ہے۔ اقبال کی نظم بھری تھی اس
کی خوشبو میں [illegible] حق کے شعور موجود ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں کہا کہ اقبال [illegible] اور نابغۂ روزگار شاعر ہے۔ میں ٹیگور سے اتفاق اور اقبال سے
اختلاف کرتا ہوں [illegible] اس کے ساتھ چلتے ہوئے میں خود کو راہ گم کردہ محسوس نہیں کرتا۔[10]

اقبال کا ایک بڑا معترض ولفریڈ کانٹول اسمتھ ہے۔ اس کی پہلی کتاب (Modern Islam in India) ۱۹۴۳ء
میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس نے اس میں اپنے مقصد کی وضاحت یوں کی ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مصنف ایک پرجوش اشتراکی ہے
اور اسی نقطۂ نظر سے اقبال کا مطالعہ کیا ہے۔ یہاں اس کا [illegible] مقصود ہے تفصیل "اشتراکی اور دہریت" کے زیر عنوان آئے گی
وہ اپنی تحریروں سے مرحوم [illegible] اور یورپ کے دانشور سراسر [illegible] ہوئے ہیں۔ اس کے اعتراضات کا مشرق و مغرب میں چرچا
رہا ہے۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ آل احمد سرور اور [illegible] جیسے حامیان اقبال بھی اسمتھ سے متاثر ہوئے ہیں۔ آل احمد سرور
نے اپنے مشہور مضمون "اقبال اور ان کے نکتہ چیں" میں اسمتھ کے اعتراضات کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

"اقبال پر یہ جو اعتراضات ہیں وہ پچھلے [اہل زبان اور معانی ترقی پسندوں] اعتراضات کے مقابلے میں زیادہ وقیع
ہیں۔ اس وجہ سے اور بھی کہ مصنف کی نگاہ صرف اقبال کی خامیوں پر ہی نہیں ہے، اس نے اس شاعر اعظم کی خوبیاں
بھی تفصیل سے گنائی ہیں۔ ان میں سے ہر اعتراض کا علیحدہ جواب دینے کے لیے ایک دفتر چاہیے لیکن مجھے

اعتراف کرتے ہیں قوالیس ویشل اس کتاب میں سے بعض اعتراف کرتے ہیں۔ اقبال واقعی جس قدر جرمن فلسفے سے واقف تھے اتنا جرمن سائنس اور جرمن سوسائٹی سے واقف نہیں تھے گو وہ ہمارے ہندوستان کے رسم اللہ کے گھروں میں سمجھنے والوں میں سب سے بیدار ذہن رکھتے تھے مگر اپنی بڑی ہوئی مذہبیت کی وجہ سے بعض اوقات مسلمی مذہبیت کی حمایت میں وہ مذہب کی انقلابی روح کو نظرانداز کر دیتے تھے وہ قوالوں کی دنیا میں رہتے تھے اور بعض اوقات آئیڈیا کو صبح صادق سمجھ لیتے تھے۔ اشتراکیت کا انہوں نے شروع میں اچھی طرح مطالعہ کے بغیر اس کی مذمت کی تھی مگر آخر عمر میں وہ اشتراکیت کی طرف بہت مائل تھے بہت سی باتوں میں وہ گو بظاہر کٹر مذہبی تھے اور کردار کے مذہبی تھے، مگر مارکس ہی سب سے بڑا اخلاقی ہیرو ان کی نظر میں ہوتی تھی۔[۱۳]

آل احمد سرور کے یہ اعترافات اس لیے اہم ہیں۔ سرور نے لکھا ہے کہ "ڈبلیو سی سمتھ نے اقبال کا سرسری طور سے مطالعہ کیا ہے"

خود سرور نے سمتھ کا مطالعہ گہری نظر سے نہیں کیا ہے اور ان کے مقاصد و محرکات کو سمجھ نہیں پائے۔

ایچ اے آر گب کی اسلام پر پہلی کتاب (Wither Islam) ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں اقبال کا ذکر سرسری طور پر آیا ہے اور اقبال کے خیالات سے اقبال کا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔ اس میں علمی اور ادبی رنگ نمایاں ہے۔ معترضانہ نہیں۔ یہ بات کہ اس کا اثر دور دراز انگریزی کے ممالک میں بھی ہوا اور ساتھ ہی اظہار خیال کیا ہے تاہم مصنف کی کتاب پڑھنے کے بعد [illegible] کا اندازہ نظر آتا ہے۔ گب کی اسلام پر دوسری کتاب (Modern Trends in Islam) ۱۹۴۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں اقبال کو ان کا دور اور نظر معاندانہ ہے۔ [illegible] گب نے اقبال پر بار بار تضاد کا الزام عائد کیا ہے۔ گب نے لکھا ہے کہ اقبال نے مغرب سے اپنی [illegible] دا [illegible] کو معلوم رکھا اسی طرح اسلام کا جائزہ لیا۔ دوسری طرح اقبال کو بھی یورپ کی روایت پر حوالگی اور اس میں [illegible] کی تاویل کی۔ گب نے اقبال پر ترقی [illegible] کی غلط تاویل کا الزام بھی عائد کیا[۱۳] اور یہ کہا کہ کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسلام پر اپنی تیسری کتاب (Mohammadanism) میں اقبال کو صوفی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ تصوف کے سلسلوں کا تعلق اسلام سے رہا ہے پھر اقبال کی بنیاد منصوبہ بندی [illegible] کے سہرے اور ہرگسان کے تصور زمان کے مطابق اعمال لیا ہے۔[۱۴]

[illegible] کی طرح ایڈورڈ تھامسن بھی اسلام پاکستان کا مخالف تھا ۱۹۵۱ء میں جب اقبال دوسری گول میز کانفرنس کے سلسلے میں انگلستان میں مقیم تھے، تھامسن نے "پان اسلامی سازش" کے عنوان سے برطانوی کے تحت خلیفۃ المادہ کے رد عمل میں ایک مراسلہ لندن ٹائمز میں شائع کرایا۔ پان اسلامی سازش کا ہیرو بناکر ہم رائے کے قیام کی زبردست وکالت کی گئی تھی اس کے اقبال نے جوابی مراسلہ شائع کروایا۔[۱۵] اور کسی طرح ان کا نظریہ کو کم کرنے کی کوشش کی

ایچ ڈی سورلے کی کتاب "موسیٰ پروگیمر" (Musa Peruagans) ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی۔ سورلے نے مقبول اردو دیباچہ بنیادی مسائل شاعری کا انتخاب منتخب ترجمہ کیا ہے اس میں بانگ درا کی بارہ نظمیں شامل ہیں۔[۱۶] موصوف نے بار بار [illegible] نے اپنے تبصرے میں اس کی [illegible] لکھا ہے کہ اقبال کو نوبل مشاہیر ہونے کے معیاروں سے ماپا جا رہا ہے پاکستان میں اقبال ایسی طرح [illegible] کر رہے ہیں جیسے انگلستان میں سراؤ کے ورڈز ورتھ کا شمار تھا اور اقبال کا حشر بھی سراؤ ینگ جیسا ہوگا۔

۵

رسل ڈی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پاکستان میں اقبال کے ساتھ ارادت مندی (Iqbal Cult) اب پہلے سے کہیں زیادہ ہے — سورلے کی رائے ہے کہ ”اقبال اپنی حدود میں جیسا ایک پختہ شاعر ہے لیکن خیالات اور قوتِ بیان کی پختگی کے ساتھ وہ ایک معمولی شاعر سے زیادہ نہیں“ — اس کے جواب میں رسل ڈی لکھتی ہیں کہ ”قوتِ بیان کی پختگی کے ساتھ“ اقبال نے ”خضر راہ“ اور [illegible] جیسی نظمیں کہی ہیں جنہیں سورلے نے دنیا کی بہترین نظموں میں جگہ دی ہے“۔ سورلے کا خیال ہے کہ ”اقبال بہترین شاعر ہو جاتا اگر ان میں کوہ ایورسٹ پر چڑھ جانے کا جذبہ ہوتا“۔ رسل ڈی لکھتی ہیں کہ سورلے اقبال جیسے شاعر کے کلام کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کچھ دوسرے معیاروں سے پرکھتا ہے اس نے دوسرے پیمانے بنا رکھے ہیں“۔ قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی نے سورلے کے اعتراضات نقل کرکے لکھا ہے کہ ”یہ [illegible] تبصرہ [illegible] محتاج نہیں ہیں“[18]

الفریڈ گیوم (Alfred Guillaume) [illegible] میں جو ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی، [illegible] اقبال پر بھی لکھا ہے اور اقبال کو مسلمان اور عیسائی [illegible] کی کوشش کی ہے[19] گیوم لکھتا ہے کہ اقبال نے مروجہ اسلام سے ہٹ کر، انسانی خودی کو [illegible] کا حامل [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] مسلمانوں کے معتبر تصور کو [illegible] ہے۔ جنت اور دوزخ کے بارے میں اقبال کے [illegible] رکھتے ہیں۔ اقبال کے معتقدات کچھ تو [illegible] اصولوں پر مبنی ہیں اور کچھ دورِ حاضر کے عیسائی افکار پر۔ گیوم نے یہ [illegible] بھی چھوڑا [illegible] مسلمان [illegible] تعصب [illegible] ہیں اور وہ اب گفتگو کا [illegible] اظہار کرتے ہیں۔ گیوم کا اعتراض ہے کہ جب [illegible] کے تحت [illegible] کا سوال اٹھتا ہے تو اقبال اپنی ذمہ داری سے ہٹتے ہیں۔

پروفیسر رالف رسل کا مقالہ بعنوان ”اقبال اور اس کا پیغام“ انجمن ترقی اردو [illegible] ۱۹۶۴ء میں شائع کیا۔ رالف رسل نے لکھا ہے کہ اقبال نے ساری شاعری [illegible] کی ماہر کی [illegible] مسلمانوں سے ایک اہم کام [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] کو [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] تصور [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے۔ اقبال [illegible] کو [illegible] بالعموم [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] مسائل ہیں۔ [illegible] کی توجہ [illegible] کی طرف [illegible] کامل [illegible] انسان کو [illegible] طاقت کے ساتھ [illegible] چاہیے۔ اقبال [illegible] اور [illegible] شاہ [illegible] اور [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] وہ مسلمان تھے

اقبال کو اہل پاکستان [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] وہ [illegible] احساس [illegible] کہ ہم بہت اچھے ہیں“ — میر جعفر اور صادق جیسے [illegible] اور [illegible] دونوں ایک ہی [illegible] تھے۔ [illegible] اقبال نے [illegible] کی [illegible] نے [illegible] اور [illegible] کے درمیان [illegible] اقبال [illegible] مسلمانوں کی حکومت کے [illegible] کے حقوق [illegible] کوئی [illegible] نہیں تھا۔ اقبال [illegible] سامراج کو [illegible] نہیں سمجھتے۔ انہیں [illegible] تھی کہ جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت ہوگی [illegible] حق و انصاف کا دور دورہ ہوگا — ان کو اصرار ہے کہ مسلمانوں کو قوم (Nation) [illegible] قوم [illegible] ہونا چاہیے [illegible] مشرقی [illegible] کے مسلمانوں کا ذکر [illegible] نہیں کرتے۔ پروفیسر رسل نے [illegible] خیال ہی اقبال سے آگاہ نہیں ہے [illegible] کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”خود اقبال کی [illegible] ابہامات اور تضادات کی [illegible]

ہر جو میں نے سال کیے ہیں۔ رسل کا یہ اقبال اتفاق ہے تاہم ان کے اعترافات واقعی توجہ ہیں اور ان کا مجموعہ اپنے اپنے مقام پر بیان کیا ہے۔
یورپ کی زبانیں، انگریزی، جرمن، فرانسیسی، اور اطالوی، عربی، فارسی ان کے علاوہ ان زبانوں میں شعرِ اقبال کے ترجمے نیز کا
ترجمہ شامل ہوتا ہے -- انگریزی کے اس کا اعتراف کیا ہے کہ انگریزی، ... اور روسی کی طرح اقبال شناسی میں ایک مقام رکھتا ہے۔
... ترجمے کے علاوہ دوسرے امور کے ضمن میں بھی دلچسپ ... کی ہیں۔ اکثر اقبال کا وسیع و عمیق مطالعہ ... کر جائے۔
مشرقی تہذیب و ثقافت ... اس کی ... شناسائی ہی ... کا باعث ہی ہے۔ اس کے ... کا باعث ... جب
... سے ملاقات کے لیے آیا تو ... اردو ... اقبال پر ... سے نظم ہو چکا تھا ... نکلسن کے
ترجمہ اسرار خودی ... اقبال مطمئن نہیں تھا۔ ... مثلاً اقبال کا شعر ہے:

تا بکہ دریوزۂ منصب کنی صورت طفلاں ز نے مرکب کنی

اس کا ترجمہ نکلسن نے یوں کیا ہے:

How long wilt though sue for office,
And ride like children on a woman's back

نکلسن نے ... "نے" کو "زنے" پڑھا اور ... کا ترجمہ Reed کی بجائے "زن" کا ترجمہ Woman کر دیا[۳۱] ... کے
ترجمے بقول ... اقبال ... کی ... اصل مفہوم سے دور جا پڑے ہیں۔ مثلاً "لوحِ ... " (... ستارے آسمان ...)
... کا ترجمہ "taste of rum" کیا ہے اور ... "... " ... شراب مراد لی ہے[۳۲] فوسٹر کے خیال میں "اسرار خودی"
کی تخلیق کا زمانہ "رموز بیخودی" اور "پیامِ مشرق" ... ۱۹۱۲ء میں ... [۳۳] ... ۱۹۱۹
... "... " ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی۔ کلامِ اقبال کی ... ترتیب ... کلام ہونے ... فوسٹر نے اقبال کے فکری ارتقا کو ... میں
... کے حصے میں ... کے وقف کو ... کیا ہے۔ کلامِ اقبال کی ... ترتیب سے واقف ہو
کی صورت میں فوسٹر کا زاویۂ نگاہ ... ہوتا[۳۴] ... "اسلام" میں ... اقبال ... ۱۹۲۲ء
... ترجمہ ... نظم ... ہیں۔

حوالے اور حواشی

۱. اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۲، صفحات ۲۰۹ تا ۲۳۰

۲. رسالۂ اقبال، [illegible] ، صفحات ۲۶۹ تا ۲۷۲ ان میں [illegible] اور [illegible] کا خوراست [illegible] موجود ہے۔ [illegible] سے [illegible] اقبال [illegible] اعتراض پایا ہے۔ دیکھیے Gabriel's Wing، ص ۲۸۵

۳. اقبال ریویو، اپریل ۱۹۶۲ء، صفحات ۵۰ تا ۵۱

۴. "The Secret of the Self" مشمولہ The Sword and the Sceptre مرتبہ [illegible] صفحات ۲۸۹–۲۹۰

۵. اقبال کے اصل [illegible] کا انگریزی ترجمہ [illegible] ، [illegible] ہیں:

فرسب حق [illegible] مقصود دار [illegible] مقصود [illegible]

ہیچ شر [illegible] مقصود است میر [illegible] (کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۴۳)

جس [illegible] شعر کے معنے ہیں کہ [illegible] ، [illegible] کا مقصد [illegible] اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اگر جہاد کا محرک [illegible]

[illegible] ہو تو [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال کا [illegible] نے کلمۃ اللہ اور [illegible] حق [illegible] ہے۔ [illegible] اللہ کے لیے [illegible]

۶. [illegible] ، Iqbal and his critics مشمولہ "اقبال ریویو"، اپریل ۱۹۶۲ء، ص ۱۱

۷. دیکھیے، The Secrets of the Self، مشمولہ The Sword and Sceptre صفحات ۲۶۹ تا ۲۸۵

اس مضمون کا ترجمہ [illegible] ، ۱۹۲۱ء میں [illegible] "اقبال [illegible] عالم" میں شامل ہے

دوسرے مضمون کا ایک ترجمہ ڈاکٹر [illegible] میں [illegible] "[illegible]" کراچی کے اقبال نمبر (حصہ دوم) ۱۹۶۸ء میں شائع

ہوا۔ اس مضمون کا ایک اور ترجمہ ڈاکٹر [illegible] کتاب [illegible] مرتبہ [illegible] "اقبال [illegible] عالم" میں شامل ہے

۸. دیکھیے، The Secrets of the Self – مشمولہ The Sword and Sceptre – صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۰ — [illegible]

"اسرار خودی" پر کیے گئے [illegible] کے اعتراضات کا جواب اقبال نے خود دیا (دیکھیے Discourses of Iqbal، صفحات ۱۹۵ تا ۲۰۱)

۹ تا ۱۱. دیکھیے، اقبال [illegible] عالم، صفحات ۱۳۶ تا ۱۵۱

۱۲. عرفان اقبال، صفحہ ۹۶

۱۳. Modern Trends in Islam صفحات ۵۲، ۷۹، ۸۲، ۱۰۰ تا ۱۰۳، ۱۱۰

۱۴. دیکھیے، Mohammadanism۔ صفحات ۱۱۱، ۱۸۵

۱۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۲۱۲–۲۹۳

۱۶. ان مضامین کے نام یہ ہیں — [illegible] ، [illegible] ، [illegible] ، [illegible] ، انسان، خدا — [illegible] ، [illegible] ،

[illegible] ، [illegible] ، [illegible] ، [illegible] اور [illegible] — [illegible] کی کتاب کا اقبال سے متعلق حصہ [illegible]

کے [illegible] مرتب کردہ مجموعۂ مقالات (The Sword and Sceptre) میں شامل کیا ہے۔

۱۷. The Sword and Sceptre صفحات ۱۲۷، ۱۲۸، xxi xx

۱۸. اقبالیات کا تنقیدی جائزہ — صفحات ۱۹۲ — ۱۹۳

۱۹. اسلام — [Islam] صفحات ۱۵۷ تا ۱۵۹

۲۰. اقبال ریویو اپریل ۱۹۶۴ء، ص ۳۳ ۔

۲۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، حیاتِ اقبال، صفحہ ۱۸۸ ۔

۲۲. اقبالیات کا تنقیدی جائزہ، صفحہ ۱۹۱

۲۳. دیکھیے، The Sword and Sceptre — صفحات ۲۸۱، ۲۸۲

۲۴. مکتوب اقبال بنام پروفیسر نکلسن مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۱ء، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال — ۲، صفحہ ۱۳۷

۱

ا ۔ ہندو

ہندو مسلم فرق و امتیاز ایسی حقیقت ہے جسے مسلمان اور ہندو الگ الگ سبھی نے تسلیم کیا ہے۔ البیرونی نے کتاب الہند میں لکھا تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایسی خلیج حائل ہے جو دور نہیں کی جا سکتی۔[1] چودھری [illegible] نے وضاحت کی ہے کہ ہندو مسلم میل جول اور باہمی اثر پذیری کے باوجود آمیزش کی کمی اور وجوہ دور نہ ہو سکیں۔ ہندو اپنے معاشرے سے باہر ہر شخص اور ہر شے کو ملیچھ سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی غیر مسلمان چھو لے تو وہ ناپاک ہو جاتی ہے۔ ہندوؤں کی ذات پات کے نظام نے، بقول سر اسٹینلے ریڈ (Sir Stanley Reed) ان دو قوموں کو ہمیشہ کے لیے تقسیم کر دیا۔[2]

پال کار نے لکھا ہے کہ اسلام نے ہندی قوم کو سر سے پاؤں تک دو حصوں میں چیر دیا اور آج کل کی زبان میں جسے دو الگ قوموں کا وجود کہتے ہیں، وہ واقعہ اسی وقت سے ظہور میں آ گیا تھا۔ یعنی ایک ہی ملک میں دو متوازی قومیں نمودار اور قائم ہو گئیں۔ یہ ہر پہلو سے ایک دوسرے سے جدا ہیں۔[3] رابندر ناتھ ٹیگور کا کہنا ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فرق ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible] کے دور میں اس فرق کا احساس کم تھا لیکن ایک دن آیا جب ہندو نے ہندو ہونے کے شعور کو سرمایۂ افتخار بنایا۔ وہ خوش رہتا اگر مسلمان بھی اس کے افتخار کو تسلیم کرتا اور خاموش رہتا لیکن مسلمان نے مسلمان ہونے کو وجہ افتخار بنانا شروع کیا اور مضبوط ہونا چاہا، ہندو میں ضم ہو کر نہیں بلکہ مسلمان کی حیثیت سے![4] جواہر لال نہرو نے لکھا ہے کہ [illegible] کی اقلیتی [illegible] جو [illegible] میں [illegible] ہندو مذہب [illegible] تھا [illegible] ہر مسلمان ہندو [illegible] کی [illegible] کی طرح ان کے [illegible] کی صورت اختیار کر لی۔[5]

۲

۱۹۰۵ء تک اقبال نے ہندی وطنی قومیت کا پرچار کیا۔ اس دور کی شاعری میں اسلامی اور وطنی قوم پرستی کے رجحانات ساتھ ساتھ موجود ہیں۔[6] انگلستان جانے سے پہلے [illegible] کے دوران وطنی قوم پرستی کا رجحان زیادہ نمایاں تھا۔ 'تصویر درد' ۱۹۰۴ء اور 'نیا شوالہ' ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی نظمیں ہیں۔ [illegible] اشعار اسلام [illegible] کی ترجمانی کے مثالیں ہیں

اجاڑا ہے تمیز ملت و آئین نے قوموں کو
مرے اہل وطن کے دل میں کچھ فکر وطن بھی ہے؟

پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے

ہندو اکثریت کے لیے [illegible] کی طرح [illegible] کے علمبردار بن کر [illegible] قومیت سے [illegible] ہو سکتے تھے لیکن مسلمانوں کے لیے [illegible] مسلم ریاست کا سوال ہی نہ اٹھتا۔ لیکن اقبال جلد ہی اسلام کی طرف آ گئے۔ [illegible]

کے دوران یورپی [illegible] کے مطالعے سے، اقبال کو معلوم ہوا کہ اسلامی دنیا میں نیشنلزم کو فروغ دے کر یورپی اقوام ملتِ اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہیں
ادھر ہندوستان میں ہندوؤں نے تقسیم بنگال [illegible] زوردار احتجاج کیا۔ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت [illegible]
یورپی اقوام اور ہندو قوم کے ان اقدامات نے اقبال کی سوچ کا رخ موڑ دیا۔ اقبال اسلام کے علمبردار بن گئے [illegible] اسلام کے اور مسلم قومیت کا [illegible]
[illegible] تھا جسے اقبال نے [illegible] کیا۔ ہندو [illegible] ہندو نیشنلزم کو [illegible] جس کی ظاہری شکل ہندی نیشنلزم تھی۔ اسلامی فکر سے کلی وابستگی
کے بعد اقبال نے مسلم قومیت یا اسلامی تصور قومیت کو [illegible] سے [illegible] کیا۔ اسلامی قومیت کی تصویر [illegible] کا ایک پہلو تھا۔
اقبال نے اس تصور کی آبیاری ۱۹۰۸ء سے ۱۹۳۸ء تک مسلسل کی۔ [illegible] منظومات بعنوان 'وطنیت' [illegible] 'تھی'۔

[illegible] 'مثنوی رموزِ بے خودی' اور [illegible] میں اس کا اظہار ہوا۔ اقبال کے
[illegible] ملتِ مسلمہ، ملتِ اسلامیہ، مسلمان قوم کی تشکیل کسی وطن یا کسی نسل کی مرہونِ منت نہیں [illegible]
[illegible] مسلمان قوم کی تشکیل [illegible] اسلام کی [illegible] مسلم قومیت اسلام کا [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] تصور [illegible] کی بنیاد [illegible] اسلامی قومیت [illegible] اسلامی افکار کی [illegible]
ہے۔ اقبال اسلامی اتحاد کے علمبردار بھی رہے۔

ہندو [illegible] (اور [illegible] وطنی قومیت [illegible] ختم ہو جاتے) تو مسلمان بحیثیت [illegible] اور [illegible] ہو جاتے (اور
[illegible] کے لیے [illegible]) لیکن اقبال اسلام کی [illegible] اور مسلمانوں کو مضبوط [illegible] ہندوؤں میں
[illegible] اقبال ہندوؤں کا [illegible] ہر [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] اقبال کی شدید مخالفت شروع کر دی۔

اس مخالفت کے نمایاں اسباب حسبِ ذیل تھے:

(۱) اقبال کی اسلام [illegible] (۲) اسلامی قومیت کی [illegible] (۳) مسلم ریاست کے نصب العین کا تعین

[illegible] اسلامی [illegible] اقبال [illegible] اور [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] کی [illegible] کرنے کی کوششوں کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا۔

۴

ہندو [illegible] ایک مشہور نظم [illegible] اس نظم کے [illegible] مصرعے اور کچھ اشعار ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

ع تو کبھی کا دلدادہ تھا قومیت [illegible] میں کیوں آیا؟

ع اے بلبل [illegible] کیوں خار و خس میں [illegible]؟

ع مذہب کے [illegible] باہمی [illegible] ہوئی

ع جس کو ایمان کہتا ہے تو ہندو ہے [illegible]

سے چہرہ [illegible] پہ [illegible] کل تک غازہ سی بیٹھا

[illegible] اب [illegible] سی بیٹھا

سے [illegible] تو [illegible] اب [illegible] رہی

اب تیری [illegible] وہ رہی اب تیری [illegible] رہی

سے اب [illegible] کی حاجت ہے

[illegible] نسلوں کا [illegible] انسان کی [illegible] ہے

[illegible] قابل توجہ ہے کہ [illegible] مولانا [illegible] بڑے شاعر تھے اور ان کی [illegible] کے [illegible] ہے اسلام کے لیے 'خاور [illegible]' کے الفاظ استعمال کیے [illegible] اور [illegible] بر [illegible] کہا ہے۔ ایک اور شعر میں اسلام کو [illegible] اور اسلام کو واپسی کی دعوت دی ہے:

آ [illegible] کو اپنا کر لے۔ [illegible] سے پھر

ہر لب پہ دعا آتی ہے یہی۔ خورشید [illegible] سے پھر

۴

[illegible] ڈاکٹر [illegible] اور [illegible] کے علاوہ [illegible] جیسی [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] اسلامی [illegible] اور وسیع تر اسلامی فکر کی طرف [illegible] اقبال [illegible] کی حیثیت نمایاں ہے [illegible] انہوں نے کئی برسوں کی محنت سے ایک [illegible] Iqbal the Poet and his Message [illegible] ۱۹۶۸ء میں [illegible] شائع ہوئی۔ [illegible] اقبال نے 'ترانۂ ہندی' کے بعد 'ترانۂ ملی' کیوں لکھا اور 'ترانۂ ملی' میں [illegible] الفاظ کیوں استعمال کیے۔ [illegible] لکھا [illegible] غیر مسلم [illegible] وطنی [illegible] کا مفہوم ہی نقل کیا ہے۔"

[illegible] اقبال کے تصور قومیت پر شدید اعتراضات کیے ہیں [illegible] ہندوستان کی تاریخ پر [illegible] مسلمانوں کو ہندوؤں سے الگ قوم ماننے کے [illegible] اسلامی اتحاد [illegible] پان اسلام ازم کو [illegible] قرار [illegible]۔ اس سلسلے میں [illegible] کتاب کے [illegible] تصور اسلام [illegible] اقبال کے تصور اسلام سے بحث کی ہے۔ [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] صرف مسلمانوں کے لیے نہیں تمام انسانوں کے لیے ہے۔ قرآن [illegible]۔ اسلام [illegible] انسانی قدروں کے [illegible] اسلام اور ہیومنزم میں کوئی فرق نہیں!"

[illegible] ضرورت کے تحت [illegible] اپنے موقف میں تبدیلی کر لیتے ہیں [illegible] اسلام کی بہت تعریف کی ہے [illegible] مفہوم مسلمان [illegible] ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اگرچہ اسلام نسل اور رنگ کی تمیز ختم کرنے میں کامیاب [illegible] لیکن اسلام مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تمیز ختم نہیں کر سکا۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ سچدانند سنہا کے مطابق ہندو چونکہ قوم پرستی کے دلدادہ ہیں اور علامہ اقبال اس کے مخالف ہیں اس لیے وہ ہندوؤں کے نزدیک نامقبول ٹھہرتے ہیں۔ سنہا لکھتے ہیں:

"What ever the reason Hindus are literally imbued with the ideals and aspirations of nationalism, therefore, who, whether openly or by implication, will preach against nationalism (as does Iqbal) must run the risk of being unpopular with Hindus"[13]

جہاں تک سنہا کا مطالعۂ اقبال کا اصل محرک یہ ہے کہ اقبال مسلمانوں کی الگ قومیت کی بات کرتے ہیں۔ [illegible] اور اقبال [illegible] متعدد ہندوستانی اہلِ قلم نے سنہا کی پیروی کرتے ہوئے اقبال کے تصورِ قومیت کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ وہ اس لیے کہ اس سے قیامِ پاکستان کی راہ ہموار ہوئی اور یہ تصور کسی وقت اسلامی دنیا کے اتحاد کا باعث بن سکتا ہے

۵

خطبۂ الہ آباد (۱۹۳۰ء) کے فوراً بعد جن ہندو صاحبوں نے علامہ اقبال کی مخالفت میں [illegible] ان میں [illegible] کا نام نمایاں ہے۔ چالیس برس بعد [illegible] کے طالبوں کو ملی [illegible] ڈاکٹر تارا چرن رستوگی تھے۔ انہوں نے محنت سے اقبال مخالف تحریریں جمع کر کے اقبال کو [illegible] کی غرض سے [illegible] کیا۔[14] اسی طرح [illegible] اقبال [illegible] کا اضافہ کیا۔[15] ان کی حسبِ ذیل تحریریں مخالفتِ اقبال پر [illegible]

1. "مطالعۂ اقبال میں [illegible] اقبال" مشمولہ [illegible] ۲
2. "اقبال اور [illegible]" مشمولہ [illegible] اقبال نمبر
3. "اقبال کی ذاتی زندگی کا ایک گوشہ" مشمولہ [illegible]
4. Western Influence in Iqbal (پی ایچ ڈی کا مقالہ)
5. Iqbal in Final Countdown (اقبال [illegible])

[illegible]

اکیاون باون سال کی عمر میں بہت ہی کم سن لڑکی سے شادی کرلی۔ پہلی بیوی اور بیٹے سے برا سلوک کیا اور بیٹے کو [illegible] کے گھر سے نکال دیا۔ عطیہ سے عاشقی میں ناکامی ہوئی۔ [illegible] اسلامی قوانین کی آخر تک [illegible] کے لیے دل میں [illegible] رکھتے تھے۔ امرا اور بادشاہوں کی مدح سرائی کی۔ [illegible] غیرت وطن سے۔ تصور خودی [illegible] پرستی ہے۔ [illegible] بصیرت سے محروم تھے۔ [illegible] کی خواہش تھی۔ ۱۹۲۸ء کے [illegible] بڑی ذمہ دار تھے اور عالمی ادب میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے[۱۶]

علامہ اقبال پر [illegible] پاکستان کا تصور دیا تھا۔ اگر وہ [illegible] نہ کرتے تو [illegible] رتوگی ان کی اسلامی شاعری بھی برداشت کر [illegible] رتوگی نے لکھا ہے:

"If Iqbal's association with the All India Muslim League and the address he delivered at Allahabad, advocating creation of an autonomous region comprising the areas with the Muslims in majority, be shunted off from appraising his urdu poetry, which is of course hardly possible, his urdu poetry does emerge as a great poetry; even the poems and couplets touching upon Islamic objectives do not provoke reactive response"[17]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"As a matter of fact the KHUDI (The Self) Iqbal expounded upon is against the perspective of legendary Islamic history; it is more or less abrasive and aggressive posturing which cannot but remind his role as a Muslim Leaguer"[18]

[illegible] اقبال [illegible] الزامات۔ [illegible] اکثریت کے صوبوں [illegible] مطالبہ کرتے اور مسلم لیگ کا ساتھ دیتے [illegible] کی قیادت میں پاکستان قائم ہوا۔

۶

[illegible] سے اقبال کی وابستگی اسلام سے [illegible] تصور پاکستان کے باعث ہوئی۔ [illegible]

[illegible] اقبال کے [illegible] ۱۹۳۲ء کو "انقلاب" لکھتا ہے:

"[illegible] کوئی ہندو [illegible] ایسا نہیں ہے [illegible] اور [illegible]

[illegible] کی طرح ہندوؤں [illegible] [۱۹]"

لالہ دینا ناتھ نے "پرتاب" میں ایک مضمون بعنوان "شمالی ہند کا ایک فرقہ پرست مسلمان ۔ ڈاکٹر اقبال کی گت بیوں پر چند خیالات" لکھا۔ اس میں علامہ اقبال کے لیے جنون، ستم ایجاد، [illegible]، فرقہ پرست، رہزن، متعصب، تنگ دل، پست نظر، قابل نفرت، کمینہ اور نالائق کے الفاظ استعمال کیے۔ اس کے علاوہ لکھا کہ یہ شخص اقبال کس قدر تنگ خیال واقع ہوا ہے۔ دینا ناتھ رقم طراز ہے۔

"وہ شاعر ہے نہ فلسفی ہے، نہ امن پسند ہے۔ وہ ایک تنگ دل، تنگ نظر و متعصب [illegible] مسلمان ہے۔ وہ اپنی تنگ نظری سے نوجوان مسلمانوں کو عموماً [illegible] کی تعلیم دے رہا ہے ۔ ۔ ۔ اقبال ہندوؤں جیسی دانشمند اور طاقت ور قوم کا کیا بگاڑ سکتا ہے"[20]

حالانکہ اقبال تو "ہندوؤں جیسی دانشمند اور طاقت ور قوم" کے تسلط سے مسلمانوں کو بچانا چاہتے تھے اور اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ ہندوستان کے مشہور دانشور اور مؤرخ [illegible] سنگھ لکھتے ہیں کہ "شاعر مشرق سر محمد اقبال ہی وہ شخص تھا جو مسلمانوں کے جذبات کو [illegible] اپیل کرتا ہے"[21] ڈاکٹر [illegible] نے ایک طویل مضمون بعنوان "اقبال پر ایک تنقیدی نظر" میں بار بار اقبال کی اسلام سے وابستگی، تصور قومیت اور تصور پاکستان کو ہدف تنقید بنایا ہے"[22] اس طرح کے بہت حوالے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے تاہم فراق گورکھپوری کا ذکر ضروری ہے۔ سنہا کے علاوہ فراق کو بھی ہندو دانشوروں میں اہم مقام حاصل ہے۔

"علامہ اقبال سے متعلق خوش بیان" فراق کا مشہور مضمون ہے۔ اسی عنوان سے ایک مضمون ڈاکٹر سلیم اختر نے لکھ کر فراق کے الزامات کا محاسبہ [illegible] کیا ہے"[23] فراق کے [illegible] ایک انٹرویو میں اسلام اور مسلمانوں کو اور علامہ اقبال کو [illegible] کا ذمہ دار قرار دیا ہے [illegible] اقبال نے الگ مسلم قومیت کی آواز بلند کر کے ہندوؤں کو ناراض کر دیا۔ وہ بہت غضبناک ہو گئے۔ ان کی نارواداری، [illegible] کی ملامتی، [illegible]، فراق گورکھپوری کی [illegible] ہے۔ "Thus spoke Firaq" کے [illegible] میں وہ ایک اژدہے کی طرح پھنکارتے ہیں۔ علامہ اقبال پر شدید اعتراضات کیے ہیں اور ہندوؤں کی مسلم دشمنی کی [illegible] اقبال پر عائد کی ہے۔ فراق لکھتے ہیں:

"Iqbal's poetry can produce only one impact. With high sounding and seemingly dignified arguments he has exerted himself to tell the Muslims to keep themselves aloof from non-Muslims and make them enemies for all time to come. Is it not misguiding the Muslims?"[24]

اقبال [illegible] قومیت کی بات کی ہے، تصور پاکستان پیش کیا ہے اس بنا پر ہندو اقبال کا اور مسلمانوں کا ہمیشہ کے لیے دشمن بن گیا ہے۔ ان کا اقبال کی مخالفت کا محرک مذہبی ہے۔ چنانچہ اقبال کی شخصیت، فکری اساس، مذہبی اور سیاسی افکار کو معاندانہ تنقید کا ہدف بنایا گیا ہے۔ اقبال پر تضاد کا الزام عائد کیا جاتا ہے اور اسلام سے وابستگی کی بنا پر اقبال کے پیغام کو

انانیت کے منافی قرار دیا جاتا ہے۔

۷

ہندو سیاست دانوں اور دانش وروں کا اصل ہدف پاکستان اور نظریۂ پاکستان ہے۔ پاکستان کے پس منظر میں علامہ اقبال کا ذکر ہے تو پاکستان کی مقبولی اور پائیدار بنیاد ہے اس بنیاد کو کمزور کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ علامہ اقبال کو اخلاقی اور فکری اعتبار سے فرومایہ ثابت کر کے مجروح کر دیا جائے دوسرا یہ کہ اقبال کا فکری رشتہ پاکستان سے کاٹ دیا جائے۔ اس دوسرے طریقے پر زیادہ عمل ہو رہا ہے۔ متعدد نامور ہندوؤں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اقبال کا تصور پاکستان سے کوئی تعلق نہیں، یا یہ کہ وہ کسی اور کا تصور تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایڈورڈ تھامپسن کی تحریروں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر تارا چند ہندو ... مشہور ہندو ... نے بھی یہی موقف اختیار کیا تھا۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد اور ڈاکٹر امبیڈکر بھی ... پاکستان سے علامہ اقبال کے تعلق کی نفی کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر جاوید اقبال "ہندو لیڈروں کو ہمیشہ خدشہ تھا کہ اگر اقبال کی تحریک پاکستان سے وابستگی ثابت ہوتی ہے تو تحریک کو ایک واضح نظریاتی اساس یا معنویت مل جاتی ہے۔ اگر اقبال کی فکر سے اس کا تعلق ... پائیدار نظریاتی اساس سے محروم رکھے گی اور ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں بھی اس کی موت کا سبب بن جائے۔"[۲۵]

چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر ہندو ذہن میں دو رجحان سامنے آتے ہیں۔ ایک وہی رجحان ہے جو کہ اقبال ایک مسلم قومیت کے ... فرقہ پرست ہیں۔ وہ تصور پاکستان کا خالق ہے لہذا اسے مجروح کرنا ضروری ہے۔ دوسرا رجحان یہ ہے کہ اقبال آفاقی اور عظیم شاعر ہے۔ وہ ... وطن ہے اور تصور پاکستان سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جب کوئی (ہندو وطنی قومیت کا حامی) ... تصور پاکستان کے باعث اقبال کی مخالفت کرتا ہے تو کوئی ہندو اہل قلم اسے ملامت کرتا ہے اور یہ موقف پیش کرتا کہ اقبال تو آفاقی ذہن رکھتے تھے۔ مسلم فرقہ پرستی سے وہ دور تھے اور تصور پاکستان کا ان پر لگانا غلط ہے (تفصیل ... "ہندو مسلمان" ... دیکھیے)

گویا یہ ہے کہ اقبال آفاقی ذہن بھی رکھتے تھے اور انہوں نے تصور پاکستان بھی پیش کیا۔ اسلام سے وابستگی آفاقیت کے منافی نہیں ہے۔ اسلام خود آفاقی دین ہے۔ اقبال فرقہ پرست اس لیے نہیں تھے کہ ہندو مسلم ... کے لیے فرقہ پرستی کی اصطلاح ہی غلط ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اقبال ہندوؤں کے خلاف کسی قسم کے تعصب میں مبتلا نہیں تھے۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ علامہ اقبال کے ... کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"... مشہور ... ہیں کہ اقبال مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن پاکستان ... کے حامی اور تحریک ... تھے لیکن کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا جس کی بنا پر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ وہ غیر مسلموں سے بغض و عناد رکھتے تھے۔"[۲۶]

نظریۂ پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ہندوؤں نے ایک اور رجحان کو بھی فروغ دیا۔ وہ یہ کہ اقبال کو عظیم شاعر ... اور ... مفکر کے درجے سے گرا دیا جائے۔ اس رجحان کو پروان چڑھانے والے ڈاکٹر سچدانند سنہا، فراق گورکھپوری اور تارا چرن رستوگی ہیں۔ یہ رجحان ... مستقل حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر گیان چند جین صاف لکھتے ہیں کہ اقبال کے کلام میں مذہبی اور سیاسی افکار و خیالات کی حیثیت ثانوی ہے۔ اگر اقبال کی شاعری کو الگ کر دیا جائے تو ان کے فلسفیانہ، مذہبی اور سیاسی افکار ریت کی دیوار کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔[۲۷] اس رجحان کو اشتراکی اور ... مسلمانوں کا ایک گروہ بھی فروغ دیتا رہا ہے۔[۲۸]

حوالے اور حواشی

۱۔ بحوالہ "زندہ رود: حیاتِ اقبال کا اختتامی دور"، ڈاکٹر جاوید اقبال، صفحہ ۳۸۴

۲۔ The Emergence of Pakistan ۱۹۶۷ء ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، صفحات ۱ تا ۵۲

۳۔ بحوالہ "اقبال اور مطالبۂ پاکستان" از سید عبدالواحد، مشمولہ ماہِ نو کراچی، ۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء، صفحہ ۱

۴۔۵۔ بحوالہ "اقبال شناسی" ۔ علی سردار جعفری، صفحات ۲۳، ۲۴

۶۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، عروجِ اقبال، ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، صفحات ۱۲۶ تا ۱۸۴

۷۔ "شکوہ از اقبال"، مشمولہ "زمانہ" ۔ فروری ۱۹۱۹ء، صفحہ ۱۸

۸۔۹۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، مطالعۂ اقبال کے چند نئے رخ، صفحات ۲۲۸ تا ۲۸۲۔ نیز "آج کل" دہلی، جنوری ۱۹۵۸ء، صفحہ ۳۰

۱۰۔ Iqbal: The Poet and His Message، صفحہ ۱۹۱

ڈاکٹر سنہا نے اقبال ہی کے ان شعری نمونوں کو منظور کیا ہے:

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے

دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

سچ تو یہ ہے کہ سنہا کو کسی کی پرواہ نہیں ہے کہ اقبال کی زبان ایسی ہو جس سے مسلمان مانوس ہیں

۱۱۔ ڈاکٹر سنہا نے یہ تصورِ اسلام ہندو مسلم متحدہ قومیت کو تقویت پہنچانے کے لیے پیش کیا۔ اپنے مخصوص قومی مقاصد کے لیے کام کرنے کا حق اپنے لیے وہ جائز سمجھ سکتے تھے۔ علامہ اقبال کا بھی حق تھا کہ مسلمان قوم کو ہندو تسلط سے بچانے کی کوشش کرتے۔ لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں کہ میں نے گزشتہ چھ ماہ میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ اسلامی تاریخ اور اسلامی قوانین کے مطالعے میں صرف کیا ہے اور میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ایک امرِ محال اور ناممکن سی بات ہے۔ انگریزوں کے مقابلے میں ہم متحد ہو سکتے ہیں لیکن جمہوری طرزِ حکومت کے مطابق ہندوستان میں نظامِ حکومت قائم کرنے کے لیے ایسا اتحاد ناممکن نظر آتا ہے۔ [تحریکِ پاکستان اور نیشنلسٹ علما، چودھری حبیب احمد، صفحات ۲۵، ۲۶]
لالہ لاجپت رائے کے موقف سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر سنہا کا اعتراض محض بے بنیاد ہی نہیں، حکیم اقبال کی طرزِ فکر حق پر مبنی تھی۔

۱۲۔۱۳۔ کتاب مذکور، صفحہ ۳۰۱

۱۴۔ Iqbal in Final Countdown میں رستوگی نے ایس ریسری کی "فروغِ اقبال" کا خلاصہ درج کیا ہے۔ راقم نے اس کتاب کا تجزیہ "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" میں پیش کیا ہے۔ اس تجزیے کا ماحصل یہ ہے کہ [illegible] کے ایس ریسری کے غلط اعتراضات غلط ہیں۔

۱۵۔ مثال کے طور پر اقبال کے والد گرامی کو "نتھو مستری" لکھا ہے (صفحہ ۲) یہ سراسر غلط ہے۔ ذات پات کے ہندوانہ تعصبات کے باعث مستری کا

۱۶۔ اقبال پر رستوگی نے [illegible] اقبال کو مفہوم [illegible] ہندو [illegible] مستری کی [illegible] نظر [illegible] رستوگی اس کی ایک مثال ہے۔

۱۶ شخصیت پر اعتراضات کے جائزے کے لیے دیکھیے، دو مراسلات، فکری اساس پر اعتراض کے لیے، اپولو اور سیاسی افکار پر اعتراضات کے لیے باب [illegible]

۱۷ - ۱۸، کتاب مذکورہ، صفحات ۲۱، ۲۲-۲۵

۱۹ بحوالہ "حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے" مرتبہ محمد حمزہ فاروقی، صفحہ ۳۲۲

۲۰ دیکھیے، کتاب مذکورہ، صفحہ ۲۵۹ ۔ خطبۂ الٰہ آباد کے خلاف ہندو اہلِ قلم کے جارحانہ ردِ عمل کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:
"اقبال کا سیاسی سفر" ۔۔۔ مرتبہ محمد حمزہ فاروقی، صفحات ۲۱۰ تا ۲۸۸

۲۱. دیکھیے "ہماری زبان" نئی دہلی، ۱۵ جولائی ۱۹۹۲ء، ڈاکٹر عبدالمغنی کا مضمون "اقبال کے کردار پر ایک ناروا حملہ" ۔

۲۲ "اقبال پر ایک تنقیدی نظر" مشمولہ "عصری ادب" جولائی ۱۹۹۰ء

[illegible] کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

"وہ (علامہ اقبال) اس سلسلے میں ایک بہت ہی کمزور، ادھورا اور متعصب نظریہ پیش کرتے ہیں [illegible] جاتے ہیں وہ ملک کی بنیاد پر قوم کا تصور باطل ہے اور قوم مذہب [illegible] سے قائم ہوتی ہے" ۔ (صفحہ ۲۵)

"اسی طرح ہوا اقبال نے اس تمام [illegible] انسانی فکری [illegible] ترک کر دیا [illegible] سے زیادہ [illegible] وطن کا [illegible] کے اور [illegible] تھا۔ (صفحہ ۲۶)

"مذہب سے وابستہ قوم کے تصور نے مذہبی بنا پر ہندوستان کو تقسیم کروا ڈالا [illegible] زیادہ عبرت ناک سیاسی نتیجہ شاید ہی کوئی ہو" ۔ (صفحہ ۳۰)

"ہندوستان میں مسلم اکثریت والے صوبوں کا اقبال کے نام سے الگ ایک ملک کا وجود اسی مذہبی [illegible] کا سیاسی سطح پر [illegible] ہی غلط کارنامہ ہے" ۔ (۳۱، ۳۲)

۲۳. فراق گورکھپوری کا مضمون [illegible] "آجکل" دہلی کے اقبال نمبر، دسمبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اسے "معیار" [illegible] ۱۹۷۸ء کے شمارے میں شامل کر لیا [illegible] ڈاکٹر سلیم اختر کا مضمون "اقبال [illegible]" میں شامل ہے۔

۲۴. Thus Spoke Firaq، مرتبہ [illegible] فراق، صفحہ ۷۹

۲۵. زندہ رود، جلد سوم، صفحہ ۱۰۵

۲۶ علامہ اقبال [illegible] اور ان کی [illegible] "[illegible]" [illegible] مرتبہ [illegible] ڈاکٹر [illegible] صفحہ ۱۲۵

۲۷. مطالعۂ اقبال، [illegible] صفحہ ۸۵

۲۸. [illegible] اور جائزے کے لیے دیکھیے [illegible] کا دلچسپ عنوان "اقبال [illegible] ایک عظیم شاعر"

۵۔ [illegible] پرست مسلمان

ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر اور علامہ اقبال، بیسویں صدی کے آغاز سے کچھ عرصہ قبل، اسلامیانِ ہند کے آسمان پر طلوع ہونے والے، درخشندہ ترین ستارے تھے۔ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں، ملتِ مسلمہ کے موضوع پر، علی گڑھ کالج میں خطبہ پڑھا۔[1] اسی سال محمد علی نے 'کامریڈ' نکالا۔ ابوالکلام کے 'الہلال' کا آغاز ۱۹۱۲ء سے ہوا۔ اقبال خطبہ علی گڑھ، 'شمع و شاعر' (۱۹۱۲ء) اور 'اسرارِ خودی' (۱۹۱۵ء) کے باعث علامہ اقبال بنے۔ 'رموزِ بیخودی' ۱۹۱۸ء میں اور 'پیامِ مشرق' ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی۔ اب تک 'دو [illegible] شکوہ'، 'خضرِ راہ' اور 'طلوعِ اسلام' جیسی نظمیں تخلیق ہو چکی تھیں جو 'بانگِ درا' (۱۹۲۴ء) میں شامل ہوئیں۔

[illegible] محمد علی کی خلافت تحریک ہندوستان کی وحدت [illegible] تحریک تھی۔ ابوالکلام آزاد اس میں پوری طرح شریک تھے۔ خلافت اور ترکِ موالات کی تحریکیں ساتھ ساتھ چلیں۔ شاعری کو خلافت کے ساتھ کیا دلچسپی ہو سکتی تھی لیکن تھوڑی [illegible] اسی دوران اکبر مرحوم کے [illegible] کو فروغ حاصل ہوا اور وقتی طور پر ہندو مسلم اتحاد کی فضا قائم ہوئی۔ دو برسوں میں، ہندوستان میں، نئی بیداری پیدا ہوئی وہ [illegible] تک تھی لیکن تحریک کا خاتمہ خود ہندو [illegible] گاندھی نے فروری ۱۹۲۲ء میں [illegible] کے بعد تحریک [illegible] کا اعلان کر دیا۔[2] مسلمان بہت مایوس ہوئے اور ہندو مسلم فسادات کے باعث اتحاد کا تصور گہنا گیا۔ محمد علی اور ابوالکلام آزاد سے بھی جدا ہو گئے۔ ابوالکلام نے ۱۹۱۳ء میں 'حزب اللہ' قائم کی تھی اور تب سے ان کی امامت پر بیعت کا سلسلہ جاری تھا۔[3] وہ 'امام الہند' بننا چاہتے تھے لیکن مشکل یہ تھی کہ محمد علی جوہر ان کے سب سے بڑے حریف تھے۔[4] آزاد نے امامت کا خیال ترک کر کے خالص سیاسی راستہ اپنا لیا اور کانگریس کے جلسوں اور [illegible] میں ان کا شمار ہونے لگا۔ انہوں نے پہلی مرتبہ [illegible] کانگریس کی صدارت کی تو ان کی عمر صرف ۳۵ سال تھی۔[5]

سید [illegible] علی گڑھ [illegible] کا [illegible] تھی۔ [illegible] کرنے میں بڑے بڑے مشکل پیدا ہو گئے۔ حسرت موہانی اور محمد علی جوہر علی گڑھ ہی کے تربیت یافتہ ہیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام علی گڑھ کا ردِ عمل تھا۔ اس کے مقاصد میں 'ہندوستانی قومیت' شامل تھی۔[6] جامعہ ملیہ کی طرح جمعیت العلمائے ہند بھی ہندو مسلم اتحاد کے دور میں قائم ہوئی اور متحدہ ہندی قومیت کی علمبردار رہی۔ [illegible] علی گڑھ میں اقبال نے ۱۹۱۰ء میں قومیت کا [illegible] کی خرابی [illegible] کاموں کی قومیت [illegible] ہے۔ [illegible] ہندی اردو [illegible] کے باعث سید [illegible] سے ہی مسلم قوم کو ہندو قوم سے الگ تصور کیا تھا ۔۔۔ یہ بات اہم ہے کہ علی گڑھ یونیورسٹی اسلامی تصورِ قومیت کی علمبردار اور آگے چل کر تحریکِ پاکستان کا [illegible] ہے اور جامعہ ملیہ 'متحدہ ہندی قومیت' کا [illegible] باقی ہے۔ دونوں جامعات کا مزاج [illegible] آج بھی واضح ہے۔ قومیت کے مسئلے پر محمد علی نے اقبال کے خلاف معرکہ آرائی کی۔ اسی مسئلے پر دوسرا اور بڑا معرکہ علامہ اقبال اور مولانا حسین احمد مدنی [illegible] ہوا۔ ابوالکلام آزاد اور علامہ اقبال کا کوئی ٹکراؤ نہ ہوا۔ دونوں طرفوں نے ایک دوسرے کو [illegible] درگذر کیا۔ [illegible] حالانکہ خالص ہندوستانی قومیت کے سب سے بڑے علمبردار ابوالکلام ہی تھے۔ انہوں نے 'وحدتِ ادیان' کا موقف اختیار کر کے متحدہ قومیت کے تصور کو تقویت پہنچائی۔ مولانا مدنی اتنا آگے نہیں جا سکتے تھے۔ انہوں نے ابوالکلام کی طرح ←

'ہندوستان کو ہو گیا' 'متحدہ قومیت' کا نظریہ پیش کیا۔[۹] اسلام بہرحال ان کی زندگی پر حاوی تھا۔ مولانا محمد علی کی شیفتگیٔ اسلام بھی کسی
شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ تاہم وہ دو دائروں کے اسیر تھے، ایک اسلامی اور دوسرا ہندوستانی۔ انہوں نے اپنی آخری تقریر
(۱۹۳۰ء) میں یہی بات، زور دے کر کہی۔[۹] ابوالکلام نے بھی ۱۹۱۰ء میں یہی دعویٰ کیا۔[۱] لیکن ان کی سیاست ان کے مذہب پر
حاوی ہو چکی تھی۔ انہوں نے درحقیقت تصورِ قومیت کو نیشنلزم کی بنیاد پر استوار کیا اور سب سے بڑے ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار
بن گئے۔ ان کے ایک پیروکار عتیق الرحمٰن لکھتے ہیں:

"ابتدائی دور میں ان کا ماخذ قرآن، حدیث اور اسلام کی مسلّم روایات سے منسلک ہوا تھا۔ بعد میں یہ صورت
نہیں رہی۔ اب انہوں نے یہ استنباط سوالات کے مطالعہ سے دائل پر غور یا گفتگو کرتے ہوئے غیر ضروری مذہبی معاملے
سے قطع نظر کر لیں۔ رفتہ رفتہ وہ عصری قومیت کے سیاسی دائروں کی طرف بڑھتے چلے گئے اور مسلمانوں میں
اس کے سب سے اہم ترجمان بن گئے۔"[۱۱]

۲

ابوالکلام آزاد نے ہندو مسلم اتحاد کی تلقین 'الہلال' کے پہلے پرچے میں ہی کی تھی۔[۱۱] تاہم وہ دو قوموں کے اتحاد کی بات تھی جو بہرحال
'ہندو مسلم متحدہ قومیت' سے مختلف ہے۔ تب ابوالکلام معاشی وطنی نقطۂ نظر کے خلاف تھے اور پان اسلامی تحریک کے حامی تھے۔ چنانچہ
الہلال کے دور کے تقریباً مرحلے میں، خواجہ حسن نظامی کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"آج کوئی وطنی یا مقامی تحریک مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی، جب تک تمام دنیائے اسلام میں ایک بین الاقوامی
اور پان اسلامی تحریک نہیں ہوگی، زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔"[۱۲]

۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء کے الہلال میں، مقام کلکتہ میں خطاب کرتے ہوئے ابوالکلام نے کہا:

"یہ برادری (یعنی قوم یا ملتِ اسلامیہ) ہر کسی عالم کی ہوتی ہے۔ ہر مسلمان جس نے کلمۂ لا الٰہ الا اللّٰہ کا اقرار کیا،
اس برادری میں شامل ہو گیا۔ خواہ مصری ہو خواہ تاجیر یا کا رہنے والا ہو، وہ قسطنطنیہ کا تعلیم یافتہ ترک۔ لیکن اگر وہ
مسلم ہے تو اس ایک خاندان کا ممبر ہے جس کا گھرانا کسی خاص وطن اور مقام سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ تمام دنیا
اس کا وطن اور تمام قومیں اس کی عزیز ہیں۔"[۱۳]

آگے چل کر ابوالکلام نے وطنی قومی نقطۂ نظر اختیار کر لیا۔ خدا کی تمام کی تمام اسلامی برادری ہونے کی بجائے ہندوستانی قومیت کو ضرورت کا اہل فیصلہ
قرار دے دیا۔ مہاتما گاندھی سے ملاقات (۱۹۲۰ء) کے بعد آپ نے ۱۹۴۰ء میں کانگریس کے صدر کی حیثیت سے اپنے خطبے میں کہا:

"ہماری ہزار برس کی مشترک زندگی نے ایک متحدہ قومیت کا سانچہ ڈھال دیا ہے۔ ایسے سانچے بنائے نہیں جا سکتے
وہ قدرت کے مخفی ہاتھوں سے خود بخود بنا کرتے ہیں۔ اب یہ سانچہ ڈھل چکا اور قسمت کی مہر لگ چکی۔ ہم پسند
کریں یا نہ کریں مگر اب ہم ایک ہندوستانی قوم بن چکے ہیں۔ علیحدگی کا کوئی بناوٹی تخیل ہمارے اس ایک ہونے کو
دو نہیں بنا سکتا۔ ہمیں قدرت کے فیصلے پر رضامند ہونا چاہیے۔"[۱۵]

ہندو اور مسلمان ہونے کی مشترک زندگی کے باوجود الگ الگ قومیں تھیں۔ ابوالکلام کا موقف درست نہیں تھا۔ درست موقف وہی تھا
جسے اقبال نے پیش کیا اور ۱۹۰۶ء سے ۱۹۳۸ء تک مسلسل اس کی آبیاری کی۔ مقلدِ اقبال کا یہ کہنا ہے کہ ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے
اکابر نے [illegible] کا سحر توڑ دیا۔ جب [illegible] مسلمانوں نے ان کی بات رد کر دی اور اقبال کے نظریے کو اپنا لیا۔ پاکستان کی تجویز جب کانگریس نے بھی
مان لی تو ابوالکلام بہت مایوس ہو گئے اور [illegible] آخری سہارے [illegible] خوبی سے [illegible] کر لیا قرآن کے [illegible] کی [illegible] رہی۔[15]

"[illegible] ترجمہ" کے لیے [illegible] ابوالکلام 'امام الہند' [illegible] سکتے تھے بلکہ وہ اسلام کی [illegible] والی قوت ہی کا انکار
[illegible] تھے۔[16] شیخ محمد اکرام [illegible] ابوالکلام کے وسیع مطالعہ، تیز [illegible] اور مذہبی جوش کی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ان میں مذہبی
[illegible] کی ساری [illegible] موجود تھیں لیکن اپنی [illegible] پر انہیں [illegible] وہ شاہ ولی اللہ [illegible] مقام حاصل نہ کر سکے۔ اس کی وجہ اکرام نے خود
ابوالکلام [illegible] کی ہے [illegible] "سیاسی زندگی کی شورشیں اور علمی زندگی کی [illegible] ایک زندگی میں جمع نہیں ہو سکتیں"۔[17] ابوالکلام کی
[illegible] ان کے المیے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ ابوالکلام عالمگیر اسلامی قومیت کا [illegible] ترک کر کے وطنی قومیت پر [illegible] ہو گئے اور
اس [illegible] کو [illegible] ہموار کیا۔[18] اسلامی [illegible] کو [illegible] مقصد کو [illegible] کر کے وہ شاہ ولی اللہ کا سا مقام حاصل کر سکتے
تھے لیکن اپنی [illegible] سیاست اور اسلامی فکر میں [illegible] کے باعث اس [illegible] یہاں تک کہ کلکتہ کے مسلمانوں نے ان کی امامت میں
نماز عید پڑھنا ترک کر دیا تھا۔[19]

[illegible] نے [illegible] ابوالکلام کو [illegible] ابوالکلام نے کبھی [illegible]۔ محمد علی جوہر اقبال کے مداح اور
[illegible] تھے لیکن پوری طرح اقبال کی پیروی نہ کی بلکہ وطنی [illegible] اقبال [illegible] ، [illegible]
[illegible] جامعہ ملیہ کے اہل علم و دانش [illegible] محمد علی کی روایت کو ایک [illegible] رکھا ہوا ہے اور اقبال پر
اعتراضات کا سلسلہ [illegible] ہوا۔ مولانا مدنی کو [illegible] حاصل ہے کہ انہوں نے علامہ اقبال کے خلاف ایک رسالہ بعنوان
"متحدہ قومیت اور اسلام" تصنیف کیا جس میں متحدہ قومیت کے لیے اسلامی دلائل فراہم کرنے کی کوشش کی۔ اس سے پہلے
"[illegible] دین و وطن" کا [illegible] تھا۔ [illegible] وہ علما جو مولانا مدنی کو "شیخ الاسلام" کا درجہ دیتے ہیں
اور اپنا مرشد مانتے ہیں، اقبال کو [illegible] سامنے رہتے ہیں۔ ابوالکلام کے اثرات علما سمیت [illegible]
[illegible] علم [illegible] وسیع ہیں۔ انہیں [illegible] قومی تاریخ میں بھی اہم مقام حاصل ہے۔ حسن اتفاق سے
[illegible] طرح علامہ اقبال کا مقبرہ شاہی مسجد لاہور کے پہلو میں ہے، اسی طرح ابوالکلام کا مزار جامع مسجد دہلی کے سامنے واقع ہے۔
[illegible] مسلمان راہنما کی حیثیت سے ان کا کردار مرکزی تھا۔

ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر اور مولانا حسین احمد مدنی کے اثرات [illegible] کام کر رہے ہیں۔ [illegible] وطنی قومیت کی [illegible]
اور علامہ اقبال کے خلاف [illegible] مہم جاری ہے [illegible] متحدہ قومیت [illegible] پاکستانی علما کو [illegible] کا سامنا ہے۔ دراصل ان کا
[illegible] مولانا مدنی کا [illegible] ہے۔ اقبال شکنی کی مہم اسی وجہ سے جاری ہے [illegible] مولانا اور دانشور [illegible] کی رو
میں بہہ جاتے ہیں۔ اقبال پر ان کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ اقبال نے ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کی تشکیل کا ذہن بنایا۔[20]

مولانا ظفر علی بہت جذباتی انسان تھے۔ بقول [illegible] وہ [illegible] متضاد اور غیر معمولی اوصاف کا مجموعہ تھے۔ وہ بہت محنتی اور نڈر [illegible] والے تھے لیکن بعض اوقات ذرا سی بات پر بگڑ [illegible] اور [illegible] ہٹ دھرمی ہو جاتی تھی[21]

علامہ اقبال کو ۱۹۱۱ [illegible] اور ان سے [illegible] تحریک موالات [illegible] متحدہ قومیت اور سائمن کمیشن کے مقاطعے کے [illegible] اقبال کو [illegible] اعتراضات کا ہدف بنایا۔ ظفر علی جس [illegible] کی مسلسل [illegible] اور [illegible] تھی۔ اسی لیے انہیں اپنا دوست [illegible] صرف علامہ اقبال ہی کی بصیرت تھی [illegible] مسلمانوں کے کام آئی۔ انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے [illegible] ہم آہنگی و تعاون کی حمایت کی [illegible] اسلامی تشخص اور اسلامی قومیت ان کے بنیادی نظریات تھے جن کی اقبال [illegible] اظہار کی۔ وہ [illegible] اقوام کی [illegible] واقف تھے۔ مارچ ۱۹۲۰ء میں جب ظفر علی خلافت کا وفد لے کر یورپ گئے تو علامہ اقبال [illegible] خلافت کی تحریک کو [illegible] سے آگہی کا حصول قرار دیا[22] چنانچہ سات ماہ کی [illegible] کوشش کے بعد وہ خود واپس آگیا۔

[illegible] تحریک [illegible] مسلم عوام گاندھی اور کانگریس کے قریب [illegible] گاندھی [illegible] اس طرح [illegible] ہو کر وہ [illegible] تحریک خلافت اور تحریک موالات کی [illegible][23] مولانا ظفر علی [illegible] موالات کے سلسلے میں [illegible] کو اسلامیہ کالج کو [illegible] لیکن علامہ اقبال [illegible] موالات کو ٹال دیا[24] اس رویے پر ظفر علی [illegible] معترض ہوئے اور اقبال کو [illegible] قرار دیا۔[25]

ظفر علی [illegible] فروری ۱۹۲۲ء میں گاندھی نے [illegible] تحریک عدم تعاون کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ [illegible] مسلمان [illegible] ظفر علی [illegible] ۱۹۲۴ء [illegible] کانگریس [illegible] کی صدارت کی [illegible] کی سیاسی زندگی کا عروج تھا[26] [illegible] ۱۹۲۴ء میں [illegible] خلافت [illegible] کا اعلان کر دیا اس سے ظفر علی [illegible] ظفر علی کی سیاسی حیثیت [illegible] کمزور [illegible] بقول [illegible] ہو گئے تھی کہ وقت ان سے چھوڑے کا حساب مانگنے لگے۔[27]

تحریک موالات کے خاتمے کے بعد ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے۔ لاہور [illegible] ۱۹۲۷ء کے فسادات [illegible] علامہ اقبال [illegible] مسلمانوں کو بار بار ہندوؤں کی [illegible] ظفر علی [illegible] علامہ اقبال [illegible] ہندوستانیوں کے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کا مطالبہ کیا تو ظفر علی کی بیسوا [illegible] قوم پروری [illegible] (متحدہ قومیت پرستی) کے جوش میں علامہ اقبال کے خلاف [illegible] مضامین شائع کیے۔ ان مضامین میں اقبال پر [illegible] الزام عائد کیا گیا۔[28]

اقبال [illegible] مضامین کا کوئی جواب نہ دیا۔ [illegible] ۱۹۲۸ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں [illegible] جس میں اسلام [illegible] ظفر علی [illegible] علامہ اقبال [illegible] ظفر علی کی [illegible] قوم پرستی کا [illegible] علامہ اقبال نے [illegible] اسلام نے اتحاد کی [illegible] ہے۔ [illegible] اسلام کی [illegible] اتحاد و ارتباط کے لیے [illegible] تو [illegible] وطنی قومیت ہے۔ اسی لیے [illegible] کے [illegible] کا فرض [illegible] وطنی [illegible] کی مزاحمت کو دور کریں۔[29]

نہرو رپورٹ تیار ہوئی تو مسلمان لیڈروں کے ایک گروہ نے اس کی مکمل حمایت کی۔ ابوالکلام اسی گروہ میں شامل تھے۔ دوسرے گروہ نے ترامیم منظور کرانا چاہیں۔ جناح اسی گروہ میں تھے۔ تیسرا گروہ رپورٹ کا مخالف تھا۔ اقبال اس میں شامل تھے۔ مرکزی خلافت کمیٹی نے بھی رپورٹ کو مسترد کر دیا تھا۔ محمد علی، کانگرس کے سابق صدر کی حیثیت سے آل پارٹیز کانفرنس کلکتہ میں شریک ہوئے۔ نہرو رپورٹ کے مخالف گروہ نے دسمبر ۱۹۲۸ء کے اواخر میں دہلی میں، آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد کی۔ اس سے پہلے کلکتہ میں، آل پارٹیز کانفرنس میں، نہرو رپورٹ پیش ہو چکی تھی ← محمد علی جوہر جب ترمیم پیش کر رہے تھے تو کانگرسی ارکان نے کھڑے ہو کر انہیں خاموش کرا دیا۔ مولانا ناراض ہو کر دہلی پہنچے اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں شامل ہو گئے۔ اب وہ کانگرس سے بددل ہو چکے تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں جب کانگرس نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو اس میں شرکت کرنے سے قبل محمد علی جوہر نے مسلم مفادات کے تحفظ کی ضمانت چاہی۔ ضمانت نہ ملی تو سول نافرمانی کی تحریک سے الگ رہے۔[۳۰] یہ رویہ علامہ اقبال کی حکمت عملی کے مطابق تھا۔

پہلی گول میز کانفرنس کے دوران، ۱۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو، محمد علی جوہر نے اپنی زندگی کی آخری تقریر کے آخر میں کہا:

"جہاں تک اسلام، خدا اور رسول کے معاملے کا تعلق ہے میں اول بھی مسلمان ہوں، دوئم بھی مسلمان ہوں اور آخر بھی مسلمان ہوں۔ لیکن جہاں تک ہندوستان کا سوال ہے۔۔ میں اول بھی ہندوستانی ہوں دوئم بھی ہندوستانی ہوں اور آخر بھی ہندوستانی ہوں۔ میں دو دائروں سے تعلق رکھتا ہوں جو ہم مرکز نہیں۔"[۳۱]

محمد علی کی مذہبی وطنیت۔۔ یعنی کہ متحدہ ہندوستان کی آزادی کی صورت میں دوسرا دائرہ پہلے دائرے پر حاوی ہو جاتا۔ اسلام، خدا اور رسول۔۔ سے مل کر ہوتا ہے اسلام کی اجتماعی قوت مروجہ کار نہ آ سکی (بجز چند مسلم ملکوں، پاکستان میں بھی مروجہ کار نہیں آ سکی لیکن یہاں اس کا امکان موجود ہے) علامہ اقبال ایک دائرے کے قائل تھے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ دوسرا (وطنیت پرستی کا) دائرہ اسلام سے متصادم ہوتا ہے۔[۳۲] نقطۂ نظر کا یہ اختلاف محمد علی کے حامیوں کو علامہ اقبال پر معترض کرنے کے لیے آمادہ کر رہا ہے۔ مولانا مدنی کے پیروکار بھی اپنے موقف کو تقویت پہنچانے کے لیے (ابوالکلام آزاد کے علاوہ) محمد علی جوہر کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔[۳۳]

۴

دینی علم، ایثار اور تقوے کے اعتبار سے مولانا حسین احمد مدنی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ مسلم لیگ سے الگ ہو کر انہوں نے کانگرس کا ساتھ دیا اور متحدہ وطنی قومیت ← کے علمبردار بن گئے۔ صدر بازار دہلی میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

"موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ دیکھو انگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں، حالانکہ ان میں یہودی بھی ہیں، نصرانی بھی، پروٹسٹنٹ بھی، کیتھولک بھی۔ یہی حال امریکہ، جاپان اور فرانس وغیرہ کا ہے۔"[۳۴]

علامہ نے اپنی عمر کا نصف اسلامی قومیت اور ملت کے اسلامی نقطۂ نظر کی تشریح و توضیح میں گزارا تھا۔"[۳۵] انہوں نے مولانا مدنی کے بیان کی تردید زوردار انداز کے ساتھ کی:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است!

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است[36]

اس طرح مسئلہ قومیت نے دو قابلِ احترام ہستیوں کے مابین ایک معرکے کی شکل اختیار کرلی۔ یہ واقعات ۱۹۳۸ء کے ہیں۔ اس دوران کچھ وضاحتیں مولانا مدنی نے کیں اور ایک معرکہ آرا مضمون علامہ اقبال کا شائع ہوا جو اب "جغرافیائی حدود اور مسلمان" کے عنوان سے 'مقالاتِ اقبال' میں شامل ہے۔ مولانا طالوت نے کوشش کی کہ اس نزاع کا خاتمہ ہو جائے اور علامہ اقبال مولانا مدنی کی پوزیشن صاف کردیں۔ اس میں وہ کامیاب ہو گئے۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد 'ارمغانِ حجاز' شائع ہوئی تو مذکورہ اشعار اس میں موجود تھے۔ مولانا مدنی بھی 'متحدہ قومیت اور اسلام' نامی رسالہ مرتب کر رہے تھے جس پر اقبال کی وفات کے باعث کام روک دیا تھا لیکن ۱۹۳۹ء میں اسے شائع کر دیا[37]۔ اس میں انہوں نے اپنے موقف کی بھرپور وضاحت کی۔ چونکہ متحدہ وطنی قومیت کی دعوت ایک کتاب کی صورت میں دی گئی تھی اس لیے مولانا حسین احمد مدنی متحدہ قومیت کے علمبردار رہنما کی حیثیت سے بہت نمایاں ہو گئے۔ اس رسالے کی ابتدا میں وہ خط و کتابت بھی شامل ہے جو مولانا طالوت اور دونوں اکابر میں ہوئی تھی۔

مولانا طالوت، جن کا اصل نام ... تھا، دوسرے کے ناظم الخلیل تھے[38]۔ انہوں نے پہلا خط مولانا مدنی کو لکھا۔ (اس خط کو بھی رسالے 'متحدہ قومیت اور اسلام' میں شامل کر دیا گیا) مولانا مدنی نے اس خط کے جواب میں وہ باتیں لکھیں جو انہوں نے صدر بازار دہلی کے جلسے میں کہی تھیں۔ وضاحت یہ کی کہ میں نے ہرگز نہیں کہا کہ مذہب و ملت کا دارومدار وطنیت پر ہے۔ یہ بالکل افترا اور دجل ہے۔ مولانا نے یہ بھی لکھا کہ ڈاکٹر اقبال نے ملت اور قوم کو مترادف سمجھ کر اعتراض کیا ہے، جو غلط ہے۔ مولانا نے یہ اعتراض بھی کیا کہ ڈاکٹر اقبال نے محض اخباری پروپیگنڈے کی بنا پر "سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است" کہہ دیا اور اس سلسلے میں کوئی تحقیق نہ کی[39]۔

مولانا مدنی نے اس خط میں واضح طور پر متحدہ وطنی قومیت کی تائید کی۔ فرماتے ہیں:

'لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگانِ ملک کو منظم کیا جائے اور ان کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر کے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایا جائے۔ ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتۂ اتحاد بجز متحدہ قومیت کے نہیں، جس کی اساس محض وطنیت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ کانگریس نے ابتدا ہی سے اس امر کو اپنے اصول و مقاصد میں داخل کیا ہے[40]۔'

مولانا طالوت نے علامہ اقبال کے نام اپنے مکتوب میں مولانا مدنی کا یہ اہم اقتباس درج کر دیا بلکہ ان کے خط کے تمام اہم اجزاء نقل کر دیے جن پر اقبال کو اعتراض ہو سکتا تھا[41]۔ خط کے آخر میں مولانا طالوت نے علامہ اقبال کو لکھا:

"مولانا (مدنی) کی تحریر کے وہ اقتباس ہیں، جو میرے نزدیک ضروری تھے کہ آپ کی نظر سے گزر جائیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے، مولانا کی پوزیشن صاف ہے اور آپ کی نظم کا، باین وجوہ، پروپیگنڈے پر ہے۔ آپ کے مرتبے کی اگر مولانا سے خصومت ہوں، تو مہربانی فرما کر، اپنی عالی ظرفی کی بنا پر اخبارات میں ان کی پوزیشن صاف فرمائیے، بصورتِ دیگر مجھے اپنے خیالات سے مطلع فرمائیے، تاکہ مولانا سے مزید تشفی کرلی جائے۔ ہمارے جیسے نیازمند تو دونوں حضرات کے ←

عقیدت کیش ہیں، دوہرے رنج و عداوت میں مبتلا ہیں۔ امید ہے کہ باوجود عدیم الفرصتی کے ہمیں اس دردناک حیرانی
سے نکالنے میں آپ رحمت ثابت ہوں گے"[۱۱]

علامہ اقبال نے طالوت کے نام اپنے جواب میں لکھا:

"مولوی صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ آج کل قومیں اوطان سے بنتی ہیں، اگر ان کا مقصود ان الفاظ سے
صرف ایک امر واقعہ کو بیان کرنا ہے، تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا، کیونکہ فرنگی سیاست کا نظریہ
ایشیا میں بھی مقبول ہو رہا ہے۔ البتہ اگر ان کا مقصود یہ تھا کہ ہندی مسلمان بھی اس نظریے کو قبول کر لیں،
تو پھر بحث کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے، کیونکہ کسی نظریے کو اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے
کہ آیا وہ اسلام کے مطابق ہے یا منافی ... اگر مولانا کا مقصود وہی ہے جو میں نے اوپر لکھا ہے، تو
ان کے مشورے کو اپنے ایمان اور دیانت کی رو سے اسلام کی روح اور اس کے اساسی اصولوں کے خلاف
جانتا ہوں۔ میرے نزدیک ایسا مشورہ مولوی صاحب کے شایان شان نہیں، اور مسلمانان ہند کی گمراہی
کا باعث ہوگا"[۱۲]

مولانا مدنی نے طالوت کے نام اپنے دوسرے خط میں لکھا:

"میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں، یہ اس زمانے میں جاری ہونے والی
نظریت اور رجحان کی خبر ہے، یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ ہم کو ایسا کرنا چاہیے، خبر ہے انشا نہیں ہے،
کسی ناقل نے مشورے کا ذکر بھی نہیں کیا، نہ امر اور انشا کا لفظ ذکر کیا ہے، پھر اس سے
مشورہ کو نکال لینا کس قدر غلطی ہے"[۱۳]

وطنی قومیت کا مشورہ تو مولانا مدنی نے دیا تھا (طالوت کے نام ان کا یہ خط "انصاری" میں شائع ہو گیا تھا) اس لیے اقبال نے اپنی طرف
سے اعتراض (جس کی توضیح اور وضاحت طالوت کر چکی تھی) حسب ذیل بیان جاری کر دیا جو ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کو روزنامہ 'احسان' میں شائع
ہوا ... اس بیان میں علامہ اقبال نے مولانا طالوت کی خواہش کے مطابق ... صاف صاف ... پوری کر دی۔ اقبال نے لکھا کہ:

"مولوی صاحب کے اس بیان میں جو اخبار 'انصاری' میں شائع ہوا، حسب ذیل الفاظ ہیں:

'لہٰذا اشد ضروری ہے کہ تمام باشندگان ملک کو منظم کیا جائے اور ان کو ایک ہی رشتہ میں منسلک
کر کے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایا جائے۔ ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے
لیے کوئی رشتہ اتحاد بجز متحدہ قومیت اور کوئی رشتہ نہیں، جس کی اساس محض یہی [وطنیت] ہی ہو
سکتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے'

ان الفاظ سے تو یہی سمجھا کہ مولوی صاحب نے مسلمانان ہند کو مشورہ دیا ہے ... خط کے مندرجہ بالا الفاظ سے
صاف ظاہر ہے کہ مولانا اس بات سے صاف انکار کر رہے ہیں کہ انھوں نے مسلمانان ہند کو جدید نظریہ قومیت اختیار کرنے

کا مشورہ دیا جس میں اس بات کا اعلان ضروری سمجھا گیا کہ [illegible] کے اس اعتراف کے بعد کسی قسم کا کوئی

حق ان پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا۔[۵۰]

اس طرح علامہ اقبال نے یہ مسئلہ [illegible] انداز اور خوش اسلوبی کے ساتھ حل کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد مولانا مدنی کا رسالہ "متحدہ قومیت اور اسلام" شائع ہوا تو اس میں "متحدہ قومیت" کا مشورہ موجود تھا بلکہ متحدہ قومیت کی [illegible] اور [illegible] کی گئی تھی "میثاق مدینہ" سے اس کا [illegible] بھی فراہم کیا گیا۔ [illegible] شائع ہوئی تو اس میں [illegible] اشعار شامل تھے [illegible] ختم ہو گئی تھی وہ دوبارہ شروع ہو گئی اور [illegible] شامل ہاری ہے [illegible] مولانا مدنی کے [illegible] کا [illegible] مولانا [illegible] مودودی نے "متحدہ قومیت اور اسلام" کی تردید میں ایک کتابچہ "[illegible] قومیت" کے عنوان سے شائع کیا۔ انہوں نے مولانا مدنی [illegible] درخواست کی کہ اپنی غلطی تسلیم کر لیں اور علماء سیاست کو اسلامی ڈھال فراہم نہ کریں ورنہ آپ کی تحریریں فتنہ بن جائیں گی۔ [illegible] مودودی کی تحریروں کو مرزائیت سے زیادہ خطرناک قرار دیا گیا۔[۴۹]

[illegible] نے [illegible] میں بھی مولانا مدنی کے [illegible] علامہ اقبال کی پیروی کی اور پاکستان قائم ہو گیا۔ مولانا مدنی [illegible] اور [illegible] کی مخالفت [illegible] اور کانگریسی حکومت کی [illegible] [illegible] بلکہ اپنی غلطی تسلیم [illegible] [illegible] ان کے [illegible] میں، علامہ اقبال کی مخالفت جاری رکھے ہوئے ہیں اس کا یہ نکتہ [illegible] کیا گیا [illegible] مولانا مدنی نے [illegible] [illegible] علامہ اقبال نے [illegible] "ملت اور وطن" [illegible] -

([illegible] دیکھیے [illegible]) علامہ اقبال [illegible] کی [illegible] مولانا مدنی کے [illegible] کو [illegible] و حدیث کی [illegible] [illegible] سوانح کا [illegible] علامہ اقبال کا [illegible] اور علامہ اقبال [illegible] کر [illegible] اقبال نے اپنا بیان شائع کرایا [illegible] عالمی ہوئی ہے۔ [illegible] اصل [illegible] مولانا مدنی سے [illegible] کا [illegible] مولانا [illegible] ہیں [illegible] علامہ اقبال سے [illegible] کا بیان [illegible] مولانا مدنی کا [illegible] اور [illegible] مولانا مدنی کے [illegible] کی درخواست [illegible] مولانا [illegible] کا [illegible] ہے۔

مولانا [illegible] کئے گئے ہیں۔ انہوں نے [illegible] شائع [illegible] کی تحریروں سے [illegible] کی ہے[۵۱] (حاشیہ کے لیے دیکھیے [illegible])

مکتوبات شیخ الاسلام کے مرتب مولانا [illegible] کو [illegible] اور ایک عالم اور ملی [illegible] زیادہ [illegible] دینے کو شرعی جرم سمجھتے ہیں۔[۵۲] اقبال دشمنی کی ان کوششوں کے پس منظر میں، ظاہر ہے کہ "عصبیت [illegible]" کارفرما ہے۔

[illegible] علامہ اقبال [illegible] کے [illegible] [illegible] اپنے ہم [illegible] کی مخالفت کا [illegible] اور دوسری طرف [illegible] کے [illegible] کانگریسی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] [illegible] کانگریس کے صدر [illegible] ہے [illegible] کا شکار ہوئے[۵۳] [illegible] کے [illegible] اور [illegible] میں کی [illegible] [illegible] پاکستان میں ہے اور [illegible] آپ [illegible] بہ سیر ہو گئے۔[۵۴] بقول پروفیسر [illegible] "[illegible] مرحوم" ۲۰-[illegible] کی [illegible] کے [illegible] "[illegible]" کہا اور ان کے [illegible] کو [illegible] کی مار [illegible] ہے[۵۵] مولانا [illegible] سے کانگریسی حکومت [illegible] کا ذکر [illegible] نے "[illegible]" میں کیا ہے۔[۵۶]

[illegible]

مولانا [illegible] کا [illegible] اقبال کے [illegible] کے [illegible] سالانہ اجلاس (۱۹۰۶ء) میں وہ شریک تھے۔

قرارداد لاہور (۱۹۴۰ء) کے سلسلے میں بھی ان کا اہم کردار تھا۔ اقبال و ظفر کے رجحانات و مقاصد مشترک تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے مداح اور دوست تھے۔ ۱۹۱۷ء میں شاہی مسجد لاہور میں علامہ اقبال کی تقریر کے دوران حاضرین نے شور مچایا تو اقبال نے ان کے مذہب کی تعریف کرتے ہوئے تقریر ختم کرادی۔ ظفر علی خان نے اپنی تقریر کے دوران معترضین کے رویے کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

"کیا میں آپ سے عرض کروں کہ آپ نے اقبال کی بے حد گستاخی کی ہے جبکہ ان کی تقریر کے دوران اعتراض کیا۔ اقبال پکا مسلمان اور سچا عاشقِ رسول ہے...."

اس پر آوازیں بلند ہوئیں کہ ہم ڈاکٹر صاحب سے معذرت چاہتے ہیں۔ یہ گستاخی کسی مسلمان نے نہیں کی۔[55] اقبال کی وفات پر ظفر نے کہا:

گھر گھر یہی چرچے ہیں کہ اقبال کا مرنا
اسلام کے سر پر ہے قیامت کا گزرنا[56]

یہی وجہ ہے ظفر علی خان ۱۹۲۷ء کے بعد ۱۹۳۱ء تک ۱۹۲۷ء تک علامہ اقبال کے خلاف بیان جاری کرتے، اشعار موزوں کرتے اور مقالات کے ذریعے کام لکھنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ آخر کیا ہے؟

علامہ اقبال تو ۱۹۲۸ء، ۱۹۳۲ء وہی تھے جو ۱۹۲۷ء میں تھے۔ پھر وہ (انگریزوں کے کاسہ لیس اور آزادی کی تحریک کو ... والے) کیسے ہوگئے؟ وجہ دراصل یہ ہے کہ خود ظفر علی خان کی سیاسی رفتار بدلتی رہی۔ جداگانہ انتخاب، سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ کے بارے میں اقبال اور ظفر کا سیاسی اختلاف تھا۔ ... مخلوط انتخاب کی حمایت میں ظفر کہتے ہیں:

اے قربانِ ترا ازل کے خیال میں اسلام کی ہے شرط جداگانہ انتخاب
مخلوط انتخاب کو منظور تو کرو ہو جائے گا جو اس کے بعد انقلاب[57]

سائمن کمیشن دونوں کے مابین شدید اختلاف کا باعث بنا۔ اقبال کا خیال تھا کہ اگر کمیشن کو مسلمانوں کے موقف سے آگاہ نہ کیا گیا تو مسلمان گھاٹے میں رہیں گے۔ ظفر علی خان کانگرس کے ہمنوا اور کمیشن کے بائیکاٹ کے حامی تھے۔ ان کے نزدیک کمیشن کے حامی سرکار کے کاسہ لیس تھے:

کمیشن سے تعاون کرنے والے یہ تو فرمائیں
کہ آخر اس خوشامد کا صلہ ان کو دیا کیا جائے گا
نئی عزت ملے گی کون سی ان کاسہ لیسوں کو
وہ کس سرخاب کے پر ان کی ٹوپی میں لگا دے گا[58]

سائمن کمیشن کی مخالفت میں کانگرس، جمعیت علمائے ہند اور خلافت کمیٹی متحد تھیں۔ ظفر علی خان خود بھی تک کانگرس میں ہی شامل تھے، کہتے ہیں:

زوالِ مسلمیوں کا کسی سے بڑھ کر اور کیا ہوگا
کہ جن کا تھا وہ انگریز کا اقبال ہو جائے
خلافت، کانگرس اور لیگ کا ایکا یہ کہتا ہے
کہ الٹی آسمانِ پیر کی ہر چال ہو جائے[59]

یہی نہیں بلکہ ۱۸ فروری ۱۹۲۸ء کی ایک نظم میں اقبال کو وحدت پسند، آزادی کا مخالف اور قوم کی لٹیا ڈبونے والا قرار دیتے ہوئے یہ چار اشعار کہے:

مانگ کر احباب سے وحدت پسندی کی کدال
قبر آزادی کی کھودی کس نے؟ سر اقبال نے
پھر رہے تھے ڈاڑھی والے یہ اہلِ حق سے
قوم کی لٹیا ڈبو دی کس نے؟ سر اقبال نے[60]

سائمن کمیشن کی مخالفت کا سبب یہ تھا کہ اس میں کوئی ہندوستانی شامل نہ کیا گیا تھا۔ لارڈ برکن ہیڈ نے طعنہ دیا کہ ہندوستانی مدبرین خود کوئی متفقہ دستور مرتب نہیں کر سکتے چنانچہ نہرو رپورٹ تیار ہوئی۔ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ مسلمان راہنماؤں کے تین گروپ بن گئے۔ نیشنلسٹ مسلم پارٹی نے رپورٹ کی حمایت کی۔ اس میں ظفر علی خان، مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری شامل تھے[61]۔ مسلم لیگ نے ترمیمیں پیش کیں جو رد کر دی گئیں۔ مرکزی خلافت کمیٹی، جمعیت اور لاہور لیگ نے نہرو رپورٹ کی مخالفت کی۔

صفر طرح کا اندازہ ہے کہ ۱۹۳۱ء میں ظفر علی خان، کانگرس سے مستعفی ہو گیا اگرچہ ہندو مسلم اتحاد کا علمبردار رہا۔ حسبِ ذیل اشعار ۵ دسمبر ۱۹۲۰ء کے ہیں:

گر چینا کا دل آیا ہے گاندھی جی کی مٹھی میں
تو چینیوں کی غلامی سے وطن آزاد ہو جائے
رواداری کا دل کے ہر ایک منظر میں جو پیدا ہو
ہر ایک مسجد جو اب ویران ہے آباد ہو جائے[62]

صفر طرح لکھتے ہیں کہ مسلم زعماء میں سے مولانا اقبال ہی ایسے رہنما تھے جن کی دانش اعلیٰ نے ہندو جمعیت اور کانگرس سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا[63]۔ علامہ اقبال کے ساتھ پر آتے آتے ظفر علی خان نے کافی وقت لیا۔ انہوں نے ۱۹۲۵ء میں 'مجلس اتحاد ملت' قائم کی جسے ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں ضم کر دیا[64]۔ اسی سال مسلم لیگ کے ٹکٹ پر مرکزی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ہندو سیاست کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر واضح ہو گیا تھا۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۷ء کی ایک تقریر کے دوران انہوں نے کہا ہندو مسلمانوں کو کچلنے کے ارادے سے ... اور ... قائم کرنے لگے[65]۔ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ اس سلسلے میں شاعری بھی ہوتی رہی۔ بعض اشعار زبان زدِ عام ہو گئے۔ ایک شعر اور ایک مصرع درج کیے جاتے ہیں:

وہ بھارت میں جو ٹھیں وہ ہی تو ہیں اک سامراج اک شاہی ہے
اک جیوت کا چتا چکر ہے اک مکری اشتی آنری ہے
نہ مرا ہمارا مل نہیں سکتا بن کے رہے گا پاکستان[66]

وہ ظفر علی خاں جیسے نیشنلسٹ مسلمان راہنما کی حیثیت سے علامہ اقبال کی مخالفت کی اور اس پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے سیدھے راستے پر آنے کے بعد اقبال کی وحدت کو مسلمانوں کے لیے نجات قرار دیا۔

۶

آزاد بھارت میں نیشنلسٹ مسلمان، علامہ اقبال کے حوالے سے، تنقید کا شکار ہیں۔ ہندو دانش وروں کی طرح ان کے بھی دو طرح کے گروہ ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد دعوے کرتے ہیں۔ ایک گروہ نظریۂ توحید اور تصور پاکستان کی بنا پر اقبال کو سخت تنقید کا ہدف بناتا ہے۔ دوسرے گروہ کا دعویٰ ہے کہ تصور پاکستان سے اقبال کا کوئی تعلق نہیں۔ دلچسپ اور المناک صورتِ حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ایک نیشنلسٹ مسلمان بڑے طمطراق سے اقبال پر 'فرقہ پرستی' اور 'تقسیم ملک' کے حوالے سے معترض ہوتا ہے اور کوئی ہندو اہل قلم اسے منھ توڑ جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ اقبال پر مذہبی فرقہ پرستی اور علاحدگی پسندی کی حمایت کا الزام بے بنیاد، گمراہ کن اور بہتان ہے اور یہ کہ اقبال کا تصور پاکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی کا ایک طنز آمیز مضمون بعنوان 'مشترکہ تہذیبی ورثہ اور اقبال' فروری ۱۹۹۶ء کے 'کتاب نما' میں بطور 'اداریہ' شائع ہوا۔ وہ لکھتے ہیں کہ "۱۹۳۰ء کے قریب جب اقبال کچھ عرصہ کے لیے ہندوستان کی عملی سیاست میں داخل ہوئے تو گروہی تعصب اور فرقہ واریت کے تنگ دائروں سے نکل کر اور مشترکہ تہذیبی میراث کی پاسداری کرنے کے بجائے، اپنے فکری منصوبے کے تحت مسلمانوں کے اکثریتی علاقے شمال مغربی ہند میں ایک آزاد اسلامی ریاست کی تعمیر کے امکانات کی طرف اشارہ کرتے ہیں ... اس ناکام کارروائی کے نتیجے میں پورے برصغیر میں انسانیت کس کس طرح لہو میں نہائی ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اگر ہمارے شاعر مشرق کو دوست ہی کی کا خیال آگیا ہوتا تو وہ صرف سیدھی سیدھی شاعری کرتے ... اپنے عہد کی مرحوم سیاست میں گرفتار ہو کے مذہبی فرقہ پروری اور علاحدگی پسندی کی حامل معاندانہ قوتوں کی حمایت کے سبب رسوائی کا جو نقشا بنا ستارہ آج فوراً ... ہوا۔"[۶۷]

اس مضمون کے جواب میں رام پرکاش کپور "مطالعۂ اقبال" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

> "فروری ۱۹۹۶ء کے 'کتاب نما' میں، پروفیسر قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی صاحب کا اداریہ پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ ... بڑی حیرت ہوئی۔ آج کل علامہ اقبال کے خلاف لکھنے اور ان پر تقسیم ملک اور اس کے نتائج کی ذمہ داری ڈالنے کا تو سلسلہ اس بے سر و پا بنیاد پرستی کو ہوا دینے اور اپنے عہد کی مرحوم سیاست میں گرفتار ہونے، مذہبی فرقہ پروری اور علاحدگی پسندی کی حامل معاندانہ قوتوں کی حمایت کا الزام لگانے کا چلن کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے ... علامہ اقبال پر یہ الزامات اور خاص طور پر "مذہبی فرقہ پروری اور علاحدگی پسندی کی حامل معاندانہ قوتوں کی حمایت" کا الزام سراسر بے بنیاد، گمراہ کن اور بہتان ہے ... غلط فہمی کا منبع علامہ اقبال کا ۱۹۳۰ء کے مسلم لیگ کے الٰہ آباد کے اجلاس میں دیا گیا خطبۂ صدارت ہے۔ لیکن اس خطبہ میں علامہ اقبال نے آزاد پاکستان کی نہیں بلکہ انڈین فیڈریشن کے اندر ایک مسلم اکثریت کے صوبے کی وکالت کی تھی جسے توڑ مروڑ کر لوگوں نے آزاد پاکستان کے تصور کے طور پر پیش کر دیا۔ آزاد پاکستان کا تصور علامہ اقبال کے دماغ کی اختراع نہیں تھی بلکہ انگریزوں کی ایک چال تھی۔"[۶۸]

پاکستان کی نظریاتی بنیاد کو منہدم کرنے کے لیے یہ موقف کارآمد ہے کہ آزاد پاکستان کا تصور علامہ اقبال نے پیش نہیں کیا بلکہ یہ انگریزوں کی چال تھی (اس سلسلے میں ملاحظہ کیجیے ساتواں باب) چنانچہ ہندو سیاست دانوں اور دانشوروں کی پیروی میں نیشنلسٹ مسلمان بھی یہ موقف اپنا رہے ہیں کہ علامہ اقبال کا تصور پاکستان سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسے نیشنلسٹ دانشوروں میں آل احمد سرور اور

مسٹر حسین برنی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ تاہم ان صاحبان پر ذکر سے پہلے ایک نیشنلسٹ مسلمان عالم کا تذکرہ ضروری ہے جن کا
علامہ اقبال پر یہ اعتراض ہے کہ اقبال نے تقسیم ہند اور قیام پاکستان کا تصور دیا اور یہ اقبال کی غلط راہنمائی تھی۔
مولانا وحیدالدین خان نے بڑی تعداد میں کتابیں اور کتابچے لکھے ہیں اور ان کی تصانیف بھارت اور پاکستان میں عام طور پر دستیاب
ہیں (۱)۔ ان کے دو مضامین پر بھارت میں اچھی خاصی بحث ہوئی۔ ان مضامین کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

۱۔ زمانہ کو بدلنا ہے۔ ملک و بیرون ملک کے مسلمانوں کے انداز فکر کا جائزہ

۲۔ اقبال کی شاعری سے امت مسلمہ کو فائدہ ہوا یا نہیں؟ اقبال بھارت کے مسائل کی جانب ہی نہ تھا۔

ان تحریروں کے جواب میں متعدد مضامین شائع ہوئے۔ اقبال اکیڈمی حیدرآباد کے رسالے 'اقبال ریویو' میں مولانا کے مضامین اور متعدد
جوابی مضامین، نومبر ۱۹۸۵ء کے شمارے میں شامل کر دیے گئے۔ وحیدالدین خان پہلے مضمون میں لکھتے ہیں کہ انیسویں صدی سے بیسویں
صدی کے آغاز تک مسلم دنیا میں سینکڑوں کی تعداد میں مسلم قائدین اٹھے جن میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ ہے سیاسی اقتدار کو سب
سے زیادہ اہمیت دینا۔ جمال الدین افغانی، عبدالرحمن الکواکبی، محمد عبدہ، علامہ اقبال، ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے سب سیاسی
اقتدار کو اہم ترین چیز سمجھتے تھے۔ یہ واضح طور پر مسلم قیادت کی ذہنی پسماندگی کی علامت ہے۔ ان لوگوں کا ذہن دور قدامت
تک رہا اور وہ اپنا فکر کو دور صنعت تک نہ پہنچا سکے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ امریکی یہودیوں، ہندوستانی پارسیوں اور ہندوستانی [illegible] کے
لوگوں کی طرح اقتصادی ترقی پر توجہ مبذول کریں۔ اسی مشورے کے ساتھ وحیدالدین خان لکھتے ہیں

> "مولانا شبیر عثمانی، علامہ اقبال اور مسٹر محمد علی جناح اگر اس مذہب پر جاتے تو وہ ملک کی تقسیم کی کبھی
> حمایت نہ کرتے کیونکہ غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے یہ موقع تھا کہ ایک پورے برِاعظم میں وہ ہر قسم
> کی تعلیمی، اقتصادی، صحافتی اور دعوتی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں مگر تقسیم کے نتیجہ میں وہ سمٹ گئے اور ان
> تمام عظیم اور وسیع امکانات سے یکسر محروم ہو گئے۔ اس محرومی کی قیمت پر انہیں جو چیز ملی وہ صرف دو
> چھوٹے چھوٹے جغرافیہ میں محدود سیاسی اقتدار تھا اور بس۔"

دوسرے مضمون کا اختتام ان جملوں پر ہوتا ہے:

> "اصل حقیقت یہ ہے کہ اقبال کی راہنمائی ہی درست نہ تھی۔ انہوں نے جس راستہ پر قوم کو دوڑایا وہ
> منزل کی جانب جانے والا راستہ ہی نہ تھا۔۔ برصغیر ہند کے مسلمانوں کے مسائل کا حل ہندوستان کی تقسیم نہ تھا
> بلکہ خود مسلمانوں کو تعلیم و ترقی کے راستے میں آگے بڑھانا تھا۔۔۔ اقبال کا کیس غلط راہنمائی کا کیس ہے
> نہ کہ راہنمائی کو قبول نہ کرنے کا کیس (۲)۔"

[illegible]، [illegible] محدود ادوار سے [illegible] نظریہ کی ایک مثال۔ [illegible] ہندوؤں کی طرح نیشنلسٹ مسلمان بھی
اسی طرح حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ مولانا وحیدالدین خان دوسرے نیشنلسٹ علما سے آگے نکل گئے ہیں۔ انہیں علامہ اقبال کے
علاوہ جمال الدین افغانی، عبدالرحمن الکواکبی، سید قطب اور ابوالاعلیٰ مودودی سبھی گم کردہ راہ دکھائی دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اقتصادی

اور تعلیمی ترقی کے امکانات سیاسی اقتدار (آزادی) کی بدولت زیادہ روشن ہو گئے ہیں۔ اللہ کے آخری پیغمبرؐ نے بھی مدینہ میں آزاد اسلامی ریاست قائم کی تھی۔ اسلام کا عبادات کے علاوہ ایک اجتماعی نظام بھی ہے جو آزادی کے بغیر بروئے کار نہیں لایا جا سکتا۔ ویسے بھی اگر آزادی کی کوئی وقعت نہیں ہے تو ہندوؤں نے اس کے لیے جدوجہد کیوں کی؟

آل احمد سرور بلند پایہ نقاد اور دانشور ہیں ← [illegible] اقبال شناس ہیں اور اقبال پر اہم کتب کے مرتب و مصنف ہیں۔ ان کا معرکۃ الآرا مضمون "اقبال اور ان کے نکتہ چیں" پہلی مرتبہ ۱۹۳۸ء میں "اردو" اقبال نمبر میں شائع ہوا تھا۔ تاہم آل احمد سرور بھارتی ہندو [illegible] قومیت کی تشکیل و تعمیر میں سرگرم ہیں اور اس وجہ سے اقبال کو جب اقبال پاتے ہیں۔ وہ مقام اقبال کو تصور پاکستان کا خالق مانتے تھے لیکن برسوں کی تبدیلی کے بعد اپنا موقف بدل لیا۔ "دانشور اقبال" میں اقبال کو تصور پاکستان سے لاتعلق قرار دیتے ہیں۔ اقبال کے اسلامی نظریۂ قومیت کو ← ہندی قومیت کی شکل میں ڈھالنا مشکل ہے تاہم اسلام کی [illegible] نظر کے مطابق یا تاویل سے بھارتی مسلمانوں میں متحدہ قومیت کا پرچار کیا جا سکتا ہے اور آل احمد سرور یہی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

ہندوستانی مسلمان اب ہندوستانی قومیت کی طرف مڑ چکے ہیں [illegible] کا اسلام کا تصور ان کے سامنے اجزاء کو ٹکرا کر جاتا ہے۔ اسی لیے میں واضح کرتا ہے کہ حقیقی اسلام قومیت (ہندی قومیت) کے مدمقابل میں کوئی خطرہ نہیں سمجھتا"[۴۲]

آل احمد سرور ملی قومیت کو اسلامی قومیت پر ترجیح دیتے ہیں۔ ۔۔ قومیت کا لفظ وطنی قومیت (Nationalism) ہی کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں اور اپنی دانشوری کے زور سے قومیت کو اسلام سے متصادم نہیں مانتے۔

"قومیت آج دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے ۔۔ اس دور کے ذہن کی کسی قومیت ۔۔۔۔ اسلام کی طرح مذہب کا ماخذ اور علیحدہ ہے، قومیت ۔۔۔ سے ملاتی ہے ۔۔۔ قومیت صرف جغرافیہ کی مرہون منت نہیں۔ اس میں تاریخ، مذہب، اقتصادی مفاد کی وحدت بھی ضروری ہے اور [illegible] سے زیادہ یگانگت کے احساس کی۔ قومیں مذہب سے نہیں بنتیں۔ وطن اور دادا کی مشترکہ ۔۔ ہر مذہب سے بنتی ہیں"[۴۳]

سرور لکھتے ہیں کہ ۔۔۔ اقبال نے مارکس کی طرح قومیت کی طاقت کا پورا اندازہ نہیں کیا تھا۔ ۔ اقبال نے لفظ نیشن (Nation) کے سلسلے میں ۔۔۔ (مسلم) لے لیا"[۴۴] مسئلہ قومیت کے سلسلے میں آل احمد سرور اقبال پر بار بار معترض ہو [illegible] کا موقف بطور حوالہ پیش کرتے ہیں۔ مثلاً ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ اقبال نے جغرافی حدود یا وطن یا قومیت کی قوت اور اہمیت سے انکار کر کے India wins Freedom [۴۵] میں آزاد نے اپنی کتاب کی طرف سے [illegible] اقبال نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا۔ اس کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی یہ کہ اقلیتی دو صوبوں کو چھوڑ کر اسلام کی سارے مسلمانوں کے لیے کارآمد نہیں ہو سکا"[۴۶]

آل احمد سرور کا المیہ یہ ہے کہ انہیں یہ شکایت بھی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے ہم وطنوں سے تو کسی دوسرے مذہب کے پیرو ہیں وہ اسی طور پر اتنے قریب نہیں جتنے دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے ہیں"[۴۷] اقبال کے نظریۂ قومیت پر حملہ اور مفکر اقبال کی مخالفت ہر ایک ہندوستانی قومیت کی استواری کے لیے ضروری خیال کرتے ہوئے آل احمد سرور اقبال کو دانشور تو مانتے ہیں، مفکر تسلیم نہیں کرتے۔ پاکستان کی فکری بنیاد پر ہندوؤں

رہی کی طرح دل آزار ہوتے ہیں اور سوال اٹھاتے ہیں کہ "کیا یہ بات غلط ہے کہ پاکستان کا وجود ہندوستانی مسلمانوں کی کاوش سے زیادہ مغربی استعمار پرستوں کی ایک سیاسی مصلحت کا مرہونِ منت ہے؟"[79] اس کے ساتھ وہ یہ شبہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اقبال کو پاکستان کے نظریے کا خالق کہنا سرے سے ہی غلط ہے۔ اسی موقف کو وہ بار بار دہراتے ہیں[80]۔ سرور نے جناح کے نام لکھے گئے اقبال کے خطوط کو بھی مشکوک ٹھہرا دیا ہے۔ 'دانشور اقبال' کے اختتامیے میں لکھتے ہیں کہ "ان خطوط کی اصل کہیں دستیاب نہیں"[80]۔

سید مظفر حسین برنی اہم مناصب پر فائز رہے ہیں۔ … شامل ہے۔ ان کی تصنیف 'محبِ وطن اقبال' ایک خطبے (اقبال اور مولانا مدنی) کی توسیع یافتہ شکل ہے۔ دیباچے میں برنی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے ہندوستان کے ادبی و علمی ماحول میں اقبال کو عام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ 'محبِ وطن اقبال' ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی جب بھارت میں … اقبال مخالف تحریریں بڑے پیمانے پر ہو رہی تھیں۔ اس سے پہلے … کی حمایتی … اقبال کی مخالفت کے لیے … کا ہندوستان میں … شروع کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اقبال … تقسیم کی ذمہ داری … اقبال کے ذمہ ڈال دی گئی ہے۔ اسی وجہ سے اقبال کو … طریقے سے … کیا جا رہا تھا[81]۔ پروفیسر آزاد نے اقبال کا رشتہ تصورِ پاکستان سے کاٹنے کی کوشش بھی کی اور تمام پاکستان کو آل احمد سرور کی طرح 'غلطی' قرار دیا[82]۔ تاہم اقبال کو ہندوستان میں … طریقے سے … کر کے، بھارت میں اقبال کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔ سید مظفر حسین برنی نے اقبال کو … کرنے کی کوشش کی ہے جس میں اقبال کے تصورِ پاکستان کو … قرار دے کر اور تصورِ پاکستان سے اقبال کو لاتعلق ظاہر کر کے[83] ہندوستان کی سرکاری پالیسی … ہے۔ … ہندوؤں کا 'خام خیال' کہا ہے۔

… کی تصنیف 'ایک اہم سیاسی فکر' ان کی … مرتب کر کے ۱۹۹۹ء میں شائع کی۔ پروفیسر … کہ آل احمد سرور … میں کچھ … اپریل ۱۹۹۰ء میں … ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا[84]۔ افسوس ناک … موقف … کہ پاکستان اقبال ہی کا تصور ہے[85]۔ لیکن … اقبال کا رشتہ تصورِ پاکستان سے کاٹنے کی کوشش کرتے رہے[86]۔ … اقبال کی … دعویٰ کرتے ہیں کہ اصل اقبال شاعری میں … خطبات اور خطوط میں … اصل اہمیت … ہے۔ اس خطبے سے ان کے سیاسی خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان مذہبی خیالات کو علما ناپسند کرتے ہیں[87]۔

اس سے پہلے اسی طرح کا استدلال … نے … کیا تھا۔ ان کی انگریزی کتاب 'اقبال، ایک سیاسی تصور' جو ۱۹۶۹ء میں … شائع ہوئی۔ دیباچے میں لکھتے ہیں کہ اقبال … لیکن ان کے سیاسی بیانات اور … کے لیے شاعری درست ذریعہ نہیں ہے (… بیانات اور …) اقبال کے سیاسی تصورات کو سمجھنے کے لیے ان کی نثر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ (شاعری برطرف) نثر میں سیاسی خیالات … (ایسا نہیں ہے) اسی لیے … خطوط کی … اہمیت ہے (…) اقبال نے ان خطوط میں تصورِ پاکستان، جمہوریت، مذہب اور ہندوستانی سیاست پر کھل کر اظہارِ خیال کیا ہے۔ (تصورِ پاکستان، جمہوریت، مذہب اور ہندوستانی سیاست پر دوسرے موضوعات کی طرح، اقبال کی اردو فارسی شاعری، اردو اور انگریزی نثر، شذرات، مقالات، خطوط، خطبات اور بیانات سے … نظر کرنا ضروری ہے۔)

پہلے باب میں مس اکرم نے علامہ اقبال کے تین خطوط کے اقتباسات پیش کیے ہیں، جن میں سے دوسرے خط میں، اقبال نے اپنی الہٰ آبادی تحریر کو "مسلم ہند کی تقسیم" کہا ہے۔ پوری کتاب کی تصنیف کا باعث دراصل اقبال کا یہی خط ہے جسے "شہادت" کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے باب کا عنوان "تصورِ پاکستان" ہے۔ مس اکرم نے اقبال کے خطوط بنام تھامپسن، خطبۂ الہٰ آباد (۱۹۳۰ء) اور خطبۂ لاہور (۱۹۳۲ء) کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "پاکستان" کم از کم اقبال کی نہیں تھی۔ وہ صرف ہندوستان کے اندر ایک مسلم ہند کی تجویز تھی۔ (اس مسئلے کا جائزہ، باب دوم، ۲، تصورِ پاکستان، ذیلی عنوان "ہندوستان کے اندر مسلم ہند" کے تحت لیا گیا ہے۔)

عتیق صدیقی کی تصنیف "اقبال جادوگر ہندی نژاد" ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی۔ ضمیمے کے طور پر شیخ عبدالقادر اور مولانا محمد علی جوہر کے مضامین شامل کرنے کے باوجود یہ مختصر سی کتاب ہے۔ یہ یکجا کی ہیں، اقبال پر خاصا معترضانہ مواد جمع کیا گیا ہے۔ عتیق صدیقی سوشلسٹ ہی نہیں اشتراکی دہریے بھی رکھتے ہیں، اس لیے اقبال شکنی کا موضوع ان کا پسندیدہ ہوگیا ہے۔ انہوں نے تحقیق سے زیادہ اپنی مرضی و منشا کو پیش نظر رکھا ہے اور اس اعتراض کے حصول کے لیے مختلف حربوں سے کام لیا ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ اقبال سوشلسٹ تھے لیکن خوف زدہ ہو کر اس سے لاتعلقی ظاہر کی اور اس کی مخالفت کی۔[88] عتیق صدیقی کے دوسرے نتائج حسب ذیل ہیں:

۱۔ اقبال دوہری شخصیت کے مالک تھے۔[89]

۲۔ اقبال اور ان کی قوم وطن ایک ہی رہا ہے جس میں ملک میں کے ابتدا الفت میں گرفتار ہوئے۔[90]

۳۔ اقبال رجعت پسند تھے، وہ شریعت کے ماہر اور عملی سیاست داں۔[91]

۴۔ انگریزوں کے تمغے میں شریک ہو کر ظلم سہنا اور خطاب پانا سرکار پرستی کا ثبوت ہے۔[92]

۵۔ خلافت اور آزادی ہند کی مشترکہ تحریک میں حصہ نہ لے کر مشکوک ٹھہرے۔[93]

۶۔ خطبۂ الہٰ آباد پاکستان کے تصور سے بالکل مختلف تھا۔[94]

ہندوستان میں نیشنلسٹ رہے ہیں۔ ان میں جمیل مظہری اقبال کے مخالف مقتدر جمیل مظہری کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کلکتہ یونیورسٹی میں، ۱۴ دسمبر ۱۹۶۹ء کو، اقبال صدی تقریبات کے سلسلے میں ایک نظم اقبال کی تصویر کی مخالفت میں کی تھی۔ جمیل مظہری نے اپنے مقالے کے دوران کہا کہ میں خود شاعری میں اقبال کا پیرو ہوں لیکن ان کے دو قومی نظریے سے اختلاف رکھتا ہوں۔ اسے ہندوستان ہی کے لیے نہیں پوری دنیا کے لیے زہرناک سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذہبی قوم کو جوم (قوم) کے بجائے ایک مذہبی و سیاسی حیثیت سے بین الاقوامی کے موڑ پر سوچنا چاہیے۔ اقبال کی شاعری میں قومی منافرت کا کردار رہا ہے اور رہنما صاحب پھول اور راہ سے اس سے اپنے ذہن کو دور کر لیتے ہیں۔[95]

اس سے پہلے اقبال پیغمبر مستعدہ لکھنؤ میں انہوں نے "دو اقبال" کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ اس میں بتاتے ہیں کہ دیگر ہونے کی وجہ سے اقبال کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں دو مذہبی سیاسی بنیاد پر ایک قومیت کی تشکیل چاہی (چونکہ جمیل مظہری اقبال کو مذہبا وحدت کے مخالف ہیں اس لیے ایک اقبال نہیں دو اقبال دیکھتے ہیں۔) اقبال تھی شاعری ہے اور آفاقی شاعری۔ ملی شاعری کی حیثیت سے وہ ملت کا اور آفاقی شاعری کی حیثیت سے انسان کا حامی ہے۔ اقبال کے وقت تبدیلی اور روشنی کا شاعر ہے۔ اقبال میں تضاد ہے جس کی اقبال کو نظرانداز کر دینا چاہیے جو ذہنی کا ترجمان ہے۔[96]

آزادی کے بعد پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ مسلمانوں کی حکمت عملی بدل گئی۔ آزادی سے پہلے وہ متحدہ ہندوستان کے حامی اور نیا پاکستان کے مخالف تھے اب وہ علاقائی، لسانی اور نسلی تعصبات کو ہوا دینے لگے۔ آزاد پاکستان میں پختونستان، سندھو دیش اور بنگلہ دیش کے نعرے علاقائی، نسلی اور لسانی بنیادوں پر لگنے شروع ہو گئے۔ مشرقی پاکستان میں ملی و لسانی تحریک کا ذہن ہندو پروفیسروں نے تیار کیا۔ مغربی پاکستان میں سرحدی گاندھی کے روپ سے مشکلات پیدا ہوتی رہیں۔ ابوالکلام اور مولانا مدنی جیسے اسٹیبلشمنٹ کے رہنماؤں نے پاکستان کے حق میں کلمۂ خیر کہا۔ ابوالکلام آزاد استحکام پاکستان کے لیے دعاگو رہے؟[۹۷] [illegible] نے پاکستان کو مسجد سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ "مسجد جب تک نہ بنے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ بن گئی تو مسجد ہے"[۹۸] لیکن آزاد پاکستان میں متحدہ ہندوستان کے حامیوں نے "نظریۂ پاکستان" کا نعرہ بلند کیا۔ انہوں نے یہ موقف بھی اختیار کیا کہ آزادی کے [illegible] اور پاکستان [illegible] کے نتیجے میں قائم ہوا۔ آزادی کے بعد قربانی دینے کا دعویٰ درست تھا لیکن وہ قربانی متحدہ ہندوستان کے لیے دی گئی تھی اور جب کانگرس نے تقسیم ہند کو تسلیم کر لیا تو کانگرسی قیادت کو بھی دھوکہ دیا گیا [illegible] ہمیں مسٹروں کے آگے ڈال دیا ہے"[۹۹]

اس میں شک نہیں کہ متحدہ ہندوستان [illegible] کے باعث قائم ہوا اور [illegible] کے نتیجے میں دو قومی نظریے کو [illegible] میں غرق کر دینے کی بات کی تاہم پاکستان اہل سیاست ہی مشرقی پاکستان کی شکست کے ذمہ دار تھے۔ پاکستانی حکمرانوں نے پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو [illegible] کرنے کی طرف توجہ دی اور فکر اقبال کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست قائم کرنے کے مقصد کو پس پشت ڈال دیا۔ تصور پاکستان سے مفکر اقبال کا نکلوا دینے کو [illegible] اور قطع کرنے کی کوشش بھی ہوئی۔ [illegible] سرکاری [illegible] "تصور پاکستان پیش کرنے والے [illegible] میں سے اقبال کو بھی ایک بتایا"[۱۰۰] ایک صاحب نے لکھا کہ اقبال کو تصور پاکستان کا خالق قرار دینا تاریخ کو مسخ کرنا ہے"[۱۰۱] ایم اے [illegible] [illegible] نے [illegible] کے اس موقف سے فکری انتشار میں اضافہ کیا۔ ایک عظیم ملک [illegible] [illegible] کا شیرازہ نا [illegible] رہنماؤں کے تصرف میں آ گیا۔

[illegible] اسٹیبلشمنٹ جماعتوں اور افراد کو کھل کھیلنے کے مواقع ملتے رہے۔ مثال کے طور پر [illegible] میں ایسے مضامین شائع ہوئے جن میں پاکستان [illegible] کرنے والے ہر عنصر کی مخالفت کی گئی۔ غلام مصطفیٰ شاہ نے علامہ اقبال، قائد اعظم، اسلام اور اردو زبان سب کے خلاف زہر افشانی کی[۱۰۲] اس شخص کو انعام کے طور پر مرکزی وزیر تعلیم بنا دیا گیا[۱۰۳]

حوالے اور حواشی

۱. عام طور پر مدرسۃ العلوم علی گڑھ کا سال ۱۹۱۰ء لکھا ہوا ملتا ہے۔ احمد عباس نے اپنے دو ورقے مضمون "سر سید، اقبال اور علی گڑھ" میں اس خطبے کی تاریخ ۹ فروری ۱۹۱۱ء بتائی ہے۔ (صفحہ ۲۸) احمد عباس کا تعلق چونکہ شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ہے اور انہوں نے [illegible] لکھا ہے کہ احمد عباس نے اسٹریچی ہال [illegible] اور [illegible] سے یہ مواد اخذ کیا ہے اس لیے یہ تاریخ [illegible] معلوم ہوتی ہے لیکن [illegible] کا دعویٰ ہے کہ یہ خطبہ ۱۹۱۰ء میں دیا گیا تھا (صفحہ ۶، شمارہ ۱۰) ساری [illegible] کا حوالہ کسی نے نہیں دیا۔

۲. سید حسن ریاض لکھتے ہیں کہ ۵ فروری ۱۹۲۲ء کو گورکھپور کے قریب [illegible] چوری چورا میں کانگریس کا جلوس نکلا۔ [illegible] میں ۲۱ کانسٹبل تھے اور ایک سب انسپکٹر تھا۔ جلوس والوں نے [illegible] ساتھ ہو گیا تھا۔ تھانے میں آگ لگا دی۔ تھانے کے سب آدمی جل کر مر گئے — بائیس آدمیوں کی ہلاکت [illegible] تحریک کے خاتمے کا باعث بن گئی۔ (پاکستان ناگزیر تھا، صفحہ ۱۲۴)

۳. تفصیلات کے لیے دیکھیے [illegible] کا مضمون "حزب اللہ — مولانا آزاد کی اصلاحی [illegible] کا ایک ورق" مشمولہ "ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت" مرتبہ رشید الدین خان

۴. دیکھیے "تلاش و تعبیر"، رشید حسن خان، صفحہ ۲۹

۵. "ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت" — صفحات ۵۹، ۸۵

۶. جامعہ کراچی، [illegible] ۱۵، بحوالہ "ابوالکلام آزاد ایک سیاسی مطالعہ"، [illegible] ستیز، صفحہ ۲۸

۷. ابوالکلام آزاد اور علامہ اقبال سے متعلق ڈاکٹر [illegible] کا مضمون بعنوان 'اقبال اور ابوالکلام' [illegible] مشمولہ "مسائل اقبال" اور مولانا غلام رسول مہر کے دو مضامین بعنوان 'علامہ اقبال اور مولانا آزاد' مشمولہ [illegible] اور مولانا غلام رسول مہر [illegible] مطالعہ ہیں۔ [illegible] نے دونوں اکابر کی [illegible] اور [illegible] غلام رسول مہر نے دونوں کی [illegible] پر روشنی ڈالی ہے۔

۸. ابوالکلام کے [illegible] کے لیے دیکھیے [illegible]، صفحہ ۹۵۔ [illegible] متحدہ قومیت کے دعوے کے لیے دیکھیے (۱) ابوالکلام کا ۱۹۲۱ء کا خطبہ بحوالہ "ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت"، صفحہ ۱۰ (۲) مولانا حسین احمد مدنی کا ۱۹۳۸ء میں شائع ہونے والا رسالہ "متحدہ قومیت اور اسلام"، صفحہ ۹۱ تا ۹۲

۹. بحوالہ "چراغِ فکر" مرتبہ قاضی [illegible]، صفحہ ۵۳۹

۱۰. "ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت"، صفحہ ۵۵۲

۱۱. ۱۹۲۲ء میں انگریز کی عدالت میں حلفیہ بیان دیتے ہوئے ابوالکلام آزاد نے کہا:

"[illegible] کے پہلے نمبر میں جس [illegible] کیا تھا؟ میں [illegible] کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ وہ ہندو مسلمانوں کا اتفاق تھا ... ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ [illegible] فرض ہے کہ وہ ہندوستان کے ہندوؤں

سے کامل یکجائی کے ساتھ ظہور محبت کا پیمان باندھ لیں، ورق کے ساتھ مل کر ایک جنس ہو جائیں۔"

(ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت، صفحہ ۴۲۸)

۱۱. یاد رہے کہ ۱۹۱۲ء ہندوستانی مسلمانوں کے اتحاد کی بات کی تھی "دو قوموں" کا رسالہ لیکن ۱۹۲۱ء میں ایک قوم ہونے کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ایک غیر دینی قومیت کی نظریاتی بنیادیں استوار کرنے کے لیے "دین فطرت" کا سہارا بھی لے رہے ہیں۔

۱۲. موجِ کوثر، صفحہ ۲۵۵

۱۳. خطباتِ ابوالکلام آزاد، ایم ثناء اللہ، صفحہ ۱۳

اس زمانے میں اقبال اور ابوالکلام کی پرواز ایک ہی سمت میں تھی۔ اقبال نے ۱۹۰۴ء میں کہا تھا:

قرار سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا

بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے (اشاعتِ کلامِ اقبال، صفحہ ۲۹۲ - کلیاتِ اقبال، صفحہ ۱۳۶)

ابوالکلام کا بیان اور علامہ اقبال کا یہ شعر کس قدر مشابہ ہیں:

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا

مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا (ترانۂ ملی، بانگِ درا)

۱۴. ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، صفحہ ۳۹۸

۱۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، کتاب مذکور، صفحات ۴۵۴ - ۴۵۵۔

۱۶. ابوالکلام آزاد نے "انڈیا ونز فریڈم" میں لکھا ہے کہ مسلم ممالک صرف مذہب کی بنا پر متحد نہیں ہو سکتے۔ یہی بات کہنا والوں کے لیے سب سے بڑا مذہب ہے۔ پہلی صدی کے بعد اسلام صرف اسلام کی بنا پر مسلمان ملکوں کو ایک ریاست میں منسلک کرنے میں ناکام رہا۔

(بحوالہ تقسیم ہند، عبدالوحید خان، صفحہ ۱۲)

۱۷. موجِ کوثر، صفحہ ۲۴۲

۱۸. ڈاکٹر ایچ جادو گڑھ نے ابوالکلام کے اس بیان کی بنا پر کہ "وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو یہ اس کا اندرونی خیال، عقیدہ ہے، اس کو بیرونی معاملات اور آپس کے برتاؤ سے کچھ تعلق نہیں ہے" عام طور پر یہ تاثر لیا ہے کہ ان سے سیکولرازم کی بنیاد پڑتی ہے۔ (ادبی تناظر، صفحہ ۲۲)

۱۹. موجِ کوثر، صفحہ ۲۴۳

۲۰. دیکھیے، اقبال ریویو، حیدر، شمارہ نومبر ۱۹۶۵ء، صفحات ۱۹ تا ۳۰ اور ۵۱ تا ۵۵

۲۱. چراغِ عصر، صفحہ ۱۰۶

۲۱. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۶۲ - نظم کا عنوان ہے "دریوزۂ خلافت"۔ دو اشعار یہاں درج کیے جاتے ہیں:

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا؟ خلافت کی کرنے لگا تو گدائی!

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی!

۲۳. تلاش و تعبیر، رشید حسن خان، صفحہ ۲۳

۲۴-۲۵. دیکھیے، مضامین فرحتی، حصہ دوم، مرتبہ ڈاکٹر سرور، صفحات ۴۲۵ تا ۴۲۶

۲۶-۲۷. اظہار خیال، عظیم الشان صدیقی، صفحات ۱۳۳، ۱۳۵

۲۸. مضامین فرحتی، صفحات ۴۲۴ تا ۴۲۵

۲۹. حیات اقبال کے مخفی گوشے، مرتبہ ڈاکٹر محمد حمزہ فاروقی، صفحہ ۵

۳۰. اظہار خیال، صفحہ ۱۳۶

۳۱. بحوالہ چراغ فکر، صفحات ۵۹۹ - ۶۰۰

۳۲. وضاحت کے لیے دیکھیے، (۱) نظم بعنوان 'وطنیت' مشمولہ 'بانگ درا'، نمبر (۱) ... اقبال، صفحہ ۲۲۴

۳۳. مثال کے طور پر دیکھیے، چراغ فکر مرتبہ ناجی ڈاکٹر زاہد الحسینی، صفحہ ۵۱۹

۳۴. 'متحدہ قومیت اور اسلام'، مولانا حسین احمد مدنی، صفحہ ۴
اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مدنی یورپی نیشنلزم کے نظریے کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس نظریے کی تردید علامہ اقبال
گزشتہ تیس پینتیس برس سے کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ شعر ۱۹۰۷ء میں کہا تھا:

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے (دیکھیے، حاشیہ ۱۳)

۳۵. دیکھیے، علامہ اقبال کا دوسرا خط، طالوت کے نام۔ کتاب مذکور، صفحہ ۱۸

۳۶. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۹

۳۷. متحدہ قومیت اور اسلام، صفحہ ۲۹
مولانا مدنی لکھتے ہیں "... قومیت کی طولانی بحث کے اختتام پر ... مقصد اصلی سے متعلق اٹھانا چاہتا تھا، مگر
جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کے وصال کی خبر شائع ہوئی ... بالکل تحقیق اور معلوم صحیح ہو گئے ... احباب کے تقاضے برابر ہو
رہے تھے ... ضروری معلوم ہوا کہ میں اپنی معلومات اور خیالات کو جمہور بالعموم ملک کے سامنے پیش کر دوں۔"

۳۸. ماہنامہ 'الرشید'، مدنی و اقبال نمبر، صفحہ ۱۵۲

۳۹. اپنے بیان میں متحدہ وطنی قومیت کی جو تلقین مولانا مدنی نے کی تھی اور جو ان کے بیچے خط بنام طالوت میں موجود ہے، وہ اقبال کی مذکورہ
نظم کی بنیاد ہے۔ یہ نظم کسی اخبار والے کی اس بحث پر نہیں کہی گئی۔ اقبال 'قوم' اور 'ملت' کا لفظ بطور مترادف گزشتہ تیس برس
سے استعمال کر رہے تھے مثلاً ع بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے اور یہ کہ ... ترکیب میں 'قوم رسول ہاشمی'
تفصیل کے لیے دیکھیے، ساتویں باب کا ذیلی عنوان "مولانا مدنی اور ان کے پیروکاروں کے اعتراضات"

۴۰. مولانا مدنی کا یہ خط 'متحدہ قومیت اور اسلام' میں صفحات ۳ تا ۱۱ درج ہے۔

۴۱۔ مذکورہ اقتباسات کی تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال اور مودودی کا تقابلی مطالعہ" از [illegible]، صفحہ ۱۹۱

۴۲ تا ۴۵۔ "متحدہ قومیت اور اسلام"، صفحات (بالترتیب) ۱۲، ۱۵، ۱۰، ۱۸، ۲۰، ۲۳-۲۴

۴۶۔ مسئلہ قومیت، صفحہ ۱۰۶، چراغ فکر، صفحہ ۳۸۴

۴۷۔ دیکھیے، چراغ فکر مرتبہ [illegible]، صفحہ ۴۳۰

۴۸، ۴۹۔ "الرشید"، مدنی و اقبال نمبر، صفحات ۳۲۹، ۳۵

۵۰۔ مکتوبات شیخ الاسلام، جلد سوم، صفحات ۱۲۱-۱۲۲

۵۱۔ اردو بک ریویو، نئی دہلی، جولائی اگست ۱۹۹۸ء، (پروفیسر [illegible] کی کتاب "[illegible]" پر تبصرہ) صفحہ ۱۳

۵۲۔ [illegible]

۵۳۔ اقبال ایک مسلم سیاسی مفکر، صفحہ ۹۷۔ ۵۴۔ چراغ فکر، صفحہ ۴۳۰

۵۵ تا ۵۷۔ اقبال اور [illegible]، صفحات (بالترتیب) [illegible] — [illegible]

[illegible]

۵۸ تا ۶۰۔ ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱-۵۲

۶۱۔ ایضاً، صفحہ ۹۱ — [illegible] ۱۲ مئی ۱۹۲۶ء کو ظفر علی خان [illegible]

[illegible]

[illegible] (دیکھیے مکتوب مذکور، صفحہ ۱۲۱)

۶۲ تا ۶۵۔ ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۶

۶۶۔ ایضاً، صفحات ۱۴۸، ۱۵۶

۱۹۲۹ء کے دوران [illegible] کے سلسلے میں ظفر علی خان نے کہا:

رسول اللہؐ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا

[illegible]

[illegible]

[illegible] (اقبال اور ظفر علی خان، صفحہ ۱۲۹)

۶۷۔ [illegible]

۶۸. "کتاب نما"، مئی ۱۹۹۲ء، صفحات ۵۲، ۵۳، ۵۵

۶۹. مودودی کی تصانیف کے ترجمے عربی، انگریزی، عبرانی، فرانسیسی، ترکی اور یوگوسلاوی وغیرہ میں ہو چکے ہیں۔ حکومتِ پاکستان سے کتبِ سیرت کے مقابلے میں ان کی کتاب "تفہیم سلامت" کو پہلا انعام مل چکا ہے۔ [ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعرا، صفحات ۵۷۹-۵۸۰]

۷۰. اقبال ریویو، نومبر ۱۹۹۵ء، صفحہ ۳۶
مودودی صاحب کی روح میں یہ گہرے طرزِ سوچ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات نظر انداز کر دی کہ امریکہ اور یورپ کے یہودیوں کی سب سے بڑی خواہش اسرائیلی سلطنت کا قیام تھا۔ علاوہ ازیں یہودیوں نے اقتصادی ترقی سودی کاروبار کی بنیاد پر کی۔ کیا مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا چاہیے؟ یہ کہنا بھی قابلِ غور ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے قیام سے بھارتی مسلمانوں کی ترقی میں رکاوٹ کیوں؟ اگر ان کے ہاتھوں میں وسائل نہیں ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ وسائل ہندوؤں کے قبضے میں ہیں۔ وہ وسائل پاکستان منتقل نہیں ہوئے۔ اگر پاکستان اور بنگلہ دیش قائم نہ ہوتے تو متحدہ ہندوستان میں بھی آزاد مسلمانوں کے وسائل بھی ہندوؤں ہی کے قبضے میں ہوتے۔ [اس سلسلے میں مزید بحث کے لیے دیکھیے: آٹھواں باب، ذیلی عنوان "وسیع تر دائرہ سے محرومی"]

۷۱. ایضاً، صفحہ ۵۵
مودودی کا انداز نظر جذباتیت سے عاری ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہی اقبال کی راہنمائی پر عمل کرنے کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو نظر انداز کیا گیا تو ... پاکستان میں تصور معدوم ہوتا کہ بھارت کشمیر ... اور ہندوستان کے مسلمان کی بہتری کا باعث ہوتے۔ (مفصل کے لیے دیکھیے، ساتواں باب، ذیلی عنوان "یہ وہ پاکستان نہیں")

۷۲. فکرِ روشن، آل احمد سرور، صفحہ ۹۰

۷۳. ایضاً، صفحات ۸۹، ۹۲۔ سرور صاحب ۱۹۴۷ء تقسیم ہند کے بعد آل احمد سرور کے نزدیک انگریز تھے اور انہوں نے مشترکہ [ہندو مسلم] تہذیبی روایت کو عمرانی شمار کیا۔ اپنے مشہور مضمون "اقبال اور ان کے نکتہ چیں" میں سرور نے اسی ترتیب کو وقت کی رنگی اور اسلام کو عالمگیر ترجمہ قرار دیا تھا۔ (عرفانِ اقبال، صفحہ ۵۳) اب وہ خدا جانے کس مشترکہ تاریخ و تہذیب کی بات کرتے ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی تاریخ اور تہذیب دونوں مشترکہ نہیں، متضاد ہیں۔ ... علاوہ انہیں سرور اور ... ان کی مثالیں ہیں۔ صرف اردو ہندو مسلم تہذیب کی مشترکہ زبان ہی لیکن ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی اختیار کرلی اور بھارت میں اردو کو محدود کیا جا رہا ہے۔

۷۴-۷۵. دانشورِ اقبال، صفحات ۲۱، ۸۳

۷۶. فکرِ روشن، صفحہ ۸۲

۷۷. دانشورِ اقبال، صفحہ ۸

۷۸. فکرِ روشن، صفحہ ۹۰۔ سرور کے ان الزامات کے جائزے کے لیے دیکھیے ساتواں باب، عنوان "پرمعانی کا ارتقا"]

۷۹. مثال کے طور پر دیکھیے: دانشورِ اقبال، صفحات ۱، ۲۳، ۸۲، فکرِ روشن، صفحہ ۲۵
نیز اقبال بحیثیت مسلم ... مرتبہ پروفیسر شبیر الحق، تعارف، صفحہ ط

۸۰. اس الزام کے جائزے کے لیے دیکھیے، ساتواں باب — ۲، عنوان "کیا اقبال کا تصور یہی تھا"

۸۱. "ہندوستان میں اقبالیات"، صفحہ ۱۷

۸۲. "فکر روشن"، صفحہ ۸۲ ۸۳. محبت وطن اقبال، صفحات ۱۰، ۱۲۵ — ۱۲۹ — ان الزامات کے جائزے کے لیے دیکھیے، ساتواں باب ۲۰۱ عنوانات: "یہی اسم عزم" اور "ہندوستان کے افراد کا جواب"۔ تحت وطن اقبال پر تبصرہ کرتے ہوئے [سید اقبال ۲۰۰۶] کی مرحوم مفتی لکھتے ہیں: "اقبال دنیا کے عظیم ترین شاعروں میں ایک ہیں، ان کی [illegible] مشرق اور مغرب [illegible] بے شک شاعر تھا ہے، لہٰذا ہندوستان میں کسی حال کے محتاج نہیں ہیں۔ [illegible] کا سوال [illegible] سے زیادہ ایک خاص قسم کے فرقہ پرست سیاسی حلقے میں [illegible] فکری ماحول [illegible] سوال اٹھائے ہیں۔"

۸۴ تا ۸۷. اقبال ایک مسلم سیاسی مفکر، (i) تعارف (ii) صفحات [بالترتیب] ۹۰، ۱۰–۱۴، ۴۳–۴۸

۸۸. تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال جادوگر ہندی نژاد"، صفحات ۱۲۳، ۱۱–۱۰۲

۸۹. کتاب مذکور، صفحہ ۹ — ان اعتراضات کے جائزے کے لیے دیکھیے، دوسرا باب۔

۹۰. ایضاً، صفحہ ۵۴ — جائزے کے لیے دیکھیے، دوسرا باب، عنوان "مماثلت اور رنگ رشتہ"

۹۱. اقبال شریعت کے ماہر نہیں تھے۔ [illegible] کا مفہوم کیا ہے؟ [illegible] کسی دینی ادارے میں [illegible] نہیں پڑھا تھا تاہم [illegible] وہ دنیا کے [illegible] کے نظریات [illegible] اسلام [illegible] اور اسلامی شریعت سے بھی آگاہ تھے۔ ملتی اور سیاست [illegible] کے لیے دیکھیے، آٹھواں باب، عنوانات "ملتی [illegible]"، "[illegible] سیاست [illegible]"

۹۲. ایضاً، صفحات ۷۷، ۹۲ تا ۹۹ — جائزے کے لیے دیکھیے، دوسرا باب، عنوانات "[illegible]"، "[illegible] کا مطالبہ"

۹۳. ایضاً، ۷۷ و ۹۳ — جائزے کے لیے دیکھیے، دوسرا باب، عنوان "[illegible]"

۹۴. ایضاً، صفحات ۱۵–۱۹، جائزے کے لیے دیکھیے، ساتواں باب ۲، تصور پاکستان، عنوان "ہندوستان کے افراد کا جواب"۔

۹۵. رموز اقبال مرتبہ [illegible]، صفحات ۹–۱۰

۹۶. مطالعہ اقبال، مقالات اقبال [illegible] ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۲۲ تا ۱۲۳

"[illegible]" کے الزام کا جائزہ آٹھویں باب میں اسی عنوان کے تحت دیکھیے۔

۹۷. چراغ [illegible] مرتبہ [illegible]، صفحہ [illegible]

۹۸. [illegible] اقبال نمبر، صفحہ ۲۵۶

۹۹. تفصیل کے لیے دیکھیے، ڈاکٹر صفدر محمود کا مضمون "تحریک پاکستان میں [illegible] کا کردار"، روزنامہ "جنگ"، مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۹۸ء

۱۰۰. شریف الدین پیرزادہ کے علاوہ چودھری خلیق الزماں [illegible]۔ انھوں نے چودھری رحمت علی کو تصور پاکستان کا خالق قرار دیا، [illegible] کی حقیقت سے [illegible] کیا ہے۔ اشتیاق حسین قریشی نے بھی علامہ اقبال کو تصور پاکستان پیش کرنے والوں میں سے [illegible] اور اصل حقیقت کو واضح کرنے میں ناکام رہے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے، زندہ رود، حیات اقبال کا اختتامی دور، صفحات ۲۸۸–۲۸۹]

۱۰۱. دیکھیے، کتاب مذکور، صفحہ ۳۸۹

ان بیانات کے ماخذ کے لیے دیکھیے ساتواں باب ۲، "تصور پاکستان، مسودات"۔ تعلیم مہر کی تحریر پہلے دوسروں سے چھپ چکی تھی اور "پاکستان کے اوّلین محرک، چودھری رحمت علی"۔

۱۰۲۔ علامہ مصطفیٰ شاہ، "سیرہ کوارٹرلی" کے مدیر اور ناشر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "اقبال کم عمروں میں ایک ماسٹر تھا اور استاد بیٹھنے کی طرح بیٹھا تھا"۔ (سیرہ کوارٹرلی، جلد ۱۰، شمارہ ۲۵) "عشق رسول ان کا مشہور جوہر تھا۔ اقبال کا سیرہ کے اسلام سے کوئی تعلق نہیں"۔ (سیرہ کوارٹرلی، ۸۹، ۱۹۸۷ء) "ماڈرنزم اور علامہ اقبال کی عظمت اور بڑی عظمت تھی"۔ (ایضاً جلد ۶، شمارہ ۳۰) "پاکستانی معاشرہ میں ابتدا ہی سے بعض سماجی کمزوریاں اور خامیاں موجود تھیں۔ ان میں بہت سے مخالف اور متضاد مفادات، جتھوں اور عناصر کو آسانی سے قائم رکھنے کے لیے اسلام ایک بہت کمزور رشتہ تھا"۔ (ایضاً جلد ۵، شمارہ ۱۷) تفصیلات کے لیے دیکھیے "گالیاں ہی گالیاں"۔

۱۰۳۔ وفاقی وزارت کا منصب ملنے کے بعد علامہ مصطفیٰ شاہ کے بیانات اخباروں اور رسالوں میں زیرِ بحث آئے۔ مثلاً دیکھیے "ملت" ۱۳ جون ۱۹۸۹ء۔ "نوائے وقت" ۲۵ جون، ۳ جولائی، ۸ اور ۱۸ اگست ۱۹۸۹ء "زندگی" ۲۳ تا ۲۹ جون، ۷ تا ۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء۔ بالآخر، علامہ مصطفیٰ شاہ نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں بڑی باتیں کہیں۔ (دیکھیے روزنامہ مساوات مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۸۹ء) ان کے بیان کا خیر مقدم کیا گیا۔ (امروز مورخہ ۱۲ دسمبر، جنگ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۹ء)

۳۔ تنگ نظری اور فرقہ پرستی

مفکرِ اسلام کی علمی اسلامی عزت کا اعتراف [illegible] اجماع کی شکل میں کیا گیا ہے اس پر ایک عمومی اتفاق رائے (Consensus)

موجود ہے۔ [illegible] فرقہ [illegible] [illegible] اور ہم [illegible] تنگ نظر مولویوں [illegible]

[illegible] اقبال کو [illegible] اعتراضات [illegible] کے مخالف ہیں اور ان [illegible] ہو گئے ہیں [illegible]

اور متحرک نظامِ حیات ہے [illegible] نیابت کے معاملہ پر [illegible] ہے اقبال [illegible]

فرقہ پرستی سے بالاتر اور تنگ نظری سے ماورا ہے [illegible] فرقہ پرستی [illegible] اسلام اور [illegible] کا ہے [illegible]

کے خلاف [illegible] انگیز [illegible] [illegible]

اسلام [illegible] [illegible] کا طریقہ اختیار [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] بریلوی [illegible] علوم و معارف [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] بریلوی، دیوبندیوں [illegible] وہابی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] اقبال [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] بریلوی [illegible]

فرقہ پرستوں کی مخالفت اقبال [illegible] دیوبندیوں اور وہابیوں [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] شائع ہوا ہے جس میں [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اقبال کے خلاف [illegible] اعتراضات [illegible]

[illegible] فرقہ پرستی اور تنگ نظری [illegible] اندازہ نہیں کیا جا سکتا [illegible] غلط فہمیاں

اور گمراہی پھیلاتے ہیں [illegible] فرقہ پرستوں کے اعتراضات [illegible] زیرِ بحث لایا گیا ہے

اقبال کے [illegible] مولویوں اور پیروں [illegible] مولویوں اور پیروں [illegible]

[illegible] تصوف [illegible] تصوف اور پیر پرستی کا [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] تصوف [illegible] علامہ [illegible] اقبال [illegible]

بعض دیوبندی علماء بھی اقبال کے ساتھ ظلم روا رکھا ہے۔ [illegible] اپنی تقاریر اور خطبوں کے دوران [illegible] اور دیوبندی مسلک کے علماء کے علاوہ اہلِ تشیع حضرات بھی [illegible] کوئی خاص نکتہ بیان کرتے ہیں تو اقبال کے اشعار ان کی نوکِ زبان پر آ جاتے ہیں۔ تاہم دوسری [illegible] نے [illegible] کہ اقبال کی روحانی [illegible] سے [illegible] نہیں اٹھایا بلکہ [illegible] اقبال کے خلاف لکھا ہے اور اقبال شکنی کی کوشش کی ہے۔ مولانا [illegible] اور مولانا ابوالحسن ندوی [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] دیوبندی مکتبِ فکر [illegible] اقبال [illegible] کی مخالف قوم پرستی کے خلاف جن اشعار کا [illegible] کے مصادر میں شامل ہے۔

'پاکستان اور مسلمان' [illegible] متحدہ ہندوستانی قومیت کے علمبردار [illegible] کا ذکر پچھلے صفحات میں آ چکا ہے۔ [illegible] اقبال کے مخالف [illegible] مسلمانوں کی [illegible] قومیت اور تصورِ پاکستان کے خلاف [illegible] "عصبیت شیخ" [illegible] اقبال کو مجروح کرنے کی کوششوں میں مشغول رہے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنی [illegible] اور [illegible] کے اشعار سے [illegible] تاہم ان کے متحدہ قومیت کے تصور سے اتفاق [illegible] درست نہیں۔ [illegible] نتیجہ [illegible] متحدہ قومیت کے تصور کا۔ [illegible] اور [illegible] مولانا مدنی [illegible] "[illegible]" [illegible] دیوبندی [illegible] اقبال [illegible] اسلامی نظریۂ قومیت کو درست قرار [illegible] اقبال کو [illegible] [illegible] ان کے [illegible] حال [illegible] اقبال کے [illegible] کی وجہ سے مولانا مدنی کے خلاف [illegible] [illegible] اور جب اقبال [illegible] اور مولانا مدنی کا اخباری بیان ڈاکٹر اقبال کی نظر سے گزرا تو انہوں نے [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] مولانا مدنی سے معافی [illegible] شمار [illegible] ڈاکٹر اقبال صاحب سے معافی مانگنے کی [illegible] ان کے کلمات سے [illegible] خارج نہیں کیا۔[۲]

یہ حقیقت نہیں ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] اور نہ معافی مانگنے کا کوئی سوال ہے۔ علمائے دیوبند [illegible] مولانا مدنی نے [illegible] 'متحدہ قومیت اور اسلام' [illegible] رسالہ [illegible] اسی صورت میں قطعہ کیسے خارج ہو جاتا؟ [illegible] مذکورہ قطعے کو منسوخ قرار [illegible] مذکورہ [illegible] معرکہ آرائی کو [illegible] اقبال [illegible] تصورِ قومیت کو درست ماننے والے دوسرے اہلِ علم نے مولانا مدنی کے [illegible] کی [illegible] آرائی [illegible] [illegible] کا نکتہ [illegible] مولانا مدنی کے حامیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ڈاکٹر اقبال کو ایک شاعر اور [illegible] سے زیادہ حیثیت دینے کو شرعی [illegible] سمجھتے ہیں۔ اور [illegible] [illegible] (اور [illegible] آیات کو [illegible] نظر انداز کرتے ہوئے) قرآن کی نظر میں اقبال کے [illegible] کا [illegible] کر دیا گیا [illegible] ہے [illegible] دیوبندی علماء [illegible] کی ایک خاص شکل "عصبیت شیخ" کی [illegible] ہوتے ہیں۔ یہ صورتِ حال [illegible] ہے۔ [illegible] مسلمانوں کا وطنیت کی [illegible] کا تصور [illegible] سہارا لیا جاتا ہے [illegible] سہارا لیا اور

مولانا حسین احمد [illegible] نے اپنے مکتوب کی [illegible] اس آیت کو نظر انداز کر دیا [illegible] اقبال جیسے شاعر [illegible] ہوا ہے

۳

اقبال نے اہل مذہب/اکابر کے اجتہاد اور [illegible] مغربی ملاؤں [illegible] کی شکل [illegible] سے معلوم [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] کے اہل سنت ان سے متفق ہیں اور اہل تشیع ان کے [illegible] ہیں [illegible] علم [illegible] کا [illegible]
[illegible] کو ڈاکٹر علی شریعتی نے اقبال کو [illegible] کیا ہے [illegible] اور [illegible] مولویوں نے [illegible] اقبال کی کوشش کی ہے
[illegible] اقبال [illegible] نہیں ہے [illegible] کی کوشش [illegible] اقبال نے حضرت ابوبکرؓ [illegible] اور حضرت عمرؓ [illegible]
کیوں کہا ہے [illegible] کے [illegible] ہوتے ہیں۔ اقبال [illegible]
اور تمام فرقوں کو [illegible] کے اصول سمجھتے ہیں اور فرقہ [illegible] اسلام [illegible] کو [illegible] اور [illegible]
مسلک کے نقطۂ نظر سے اقبال کو ہدفِ اعتراض بناتے ہیں۔

حوالے اور حواشی

۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، گفتارِ اقبال، صفحات ۱۰ تا ۱۲

۲. صاحبزادہ [illegible] ایک مسجد کے خطیب ہیں۔ [illegible] اور اپنے مسلک کے [illegible] کا استعمال [illegible] کرتے ہیں اور یہ ایک [illegible] مثال ہے۔ صاحبزادہ موصوف [illegible] برصغیر سے [illegible] ہیں۔ [illegible] اور اسلام کو [illegible] کی [illegible] تقریروں کے نتیجے میں [illegible] ہے۔ [illegible] کو یہ [illegible] ہے کہ [illegible] اسلام [illegible] دیا ہے۔ قرآن حکیم کے اس ارشاد کی [illegible] اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور تفرقہ بازی [illegible] بریلوی دیوبندی [illegible] شیعہ سنی [illegible] ہے۔ [illegible] ہے اور [illegible] معصوم لوگوں کو [illegible] ہے۔ [illegible] ہے اور [illegible] پاکستان کو [illegible] ہے۔ [illegible] ایک بات [illegible] ہے۔ [illegible] کے خلاف [illegible] رکھتے ہیں [illegible] دوسرے کے خلاف اپنی توانائیوں کا خارج کرنا [illegible] کے مترادف ہے، جس کے [illegible] ہیں۔

۳. دیکھیے، حکیم [illegible] کا مضمون مشمولہ "الرشید" مدنی و اقبال نمبر، ص ۲۲۹

۴. تفصیل کے لیے دیکھیے، پانچواں باب، تصورِ قومیت۔

۵. چراغِ فکر، صفحہ ۲۷۵

۶. مکتوباتِ شیخ الاسلام، جلد سوم، صفحات ۱۲۱-۱۲۲

۷. تفصیل کے لیے دیکھیے، "[illegible] اور شیخ العرب والعجم حضرت مدنی پر سر محمد اقبال کی تنقید" از مولانا [illegible] مشمولہ "الرشید" مدنی و اقبال نمبر، صفحہ ۲۱۱

۸. [illegible] ہے۔ [illegible] ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے [illegible] گئی ہیں۔ حضرت صدیق کا ذکر "اقبال: ایک مطالعہ" میں کیا گیا تھا۔

ہے اشتراکی اور دہریے

برصغیر میں، ترقی پسند تحریک کے آغاز و عروج کے دوران، اقبال کو مبہم کرنے کی، نا کامیاب کوشش کی گئی۔ انور علی، حنیف رامے، جوری اور سبط حسن نے اقبال کی رہنمائی پاتے ہیں، انہی اعتراضات کا نشانہ بنایا۔ انور علی نے لکھا کہ اقبال کی شاعری جاری ہے ... اور ... بے اطلاع کی دعوت دیتی ہے۔ ساحر کی طرح رہنمائی ... مائل ہے ... کی طرف کوئی بھی ہے اور رحمت پسموادہ ہوا۔ حنیف رامے جوری نے اقبال کو ... کا ترجمان کہا ... لکھا کہ اقبال کی، ملوکیت اور ... کے خلاف، ذہنی بغاوت سی ہے۔ اقبال جمہور کو حقیر سمجھتا ہے اور مردوروں کی حکومت کو پسند نہیں کرتا[۲] سبط حسن نے دعویٰ کیا کہ اقبال ... کا بخاری ہے اس کے پیغام پر فلسفۂ قوت ... ہے قرآن کا اعجاز نہیں ہے اقبال ... شعشہ اور ... ہے۔

نعوذ بالاحسان مسولینی سے ملاقات کا نتیجہ تھا[۳]

پاکستان کی دہائی میں، اقبال کی اشتراکی معترضین ... ہو گئے، ان میں اختصار میں، کامریڈ ... اور ... شامل ہیں۔ احتشام حسین کے مقاصد اعتراف "روح اقبال پر ایک نظر" (۱۹۴۲ء)، "اقبال بحیثیت شاعر اور فلسفی" (۱۹۴۴ء) اور "اقبال رومانیت کا مسئلہ" (۱۹۵۱ء) شائع ہوئے۔ پہلے دو مقالے "روایت اور بغاوت" میں اور تیسرا مضمون "تنقید اور عملی تنقید" میں شامل ہے۔ احتشام حسین لکھتے ہیں کہ اقبال ... اور ... کے دیا ... ہے ... سماج کا جائزہ پیش کیا ... ملوکیت کا تعلق ... کا پیام ... سماج کی ... کے ... دیا۔

احتشام حسین نے مقالہ اقبال کی ... ہے ... رہنما ہیں ... معلوم ہوتا ہے کہ احتشام حسین کو ... اقبال بہت کچھ تھے ... کہ اقبال اشتراکی ہیں ... احتشام حسین اقبال پر ... اعتراضات ... کہتے ہیں ... اقبال شاعر اسلام ہیں ... کا پیغام ... اقبال ... کے ان ... ہے اور ... کا اشتراکی ... اور ... شاہ ہیں[۵]

کانٹ ویل سمتھ [Wilfred Cantwell Smith] کی "اسلام ہندی" کتاب (Modern Islam in India) ۱۹۴۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی ... ۱۹۴۶ء میں ... شائع ہوا۔ اسی ایڈیشن ... شیخ محمد اشرف ... ۱۹۶۹ء میں لاہور سے شائع کی ... میں اقبال پر ... اعتراضات ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ... پیدا کی گئی ہیں ... دوسری کتاب ۱۹۵۷ء میں Islam in Modern History ... میں ... ہیں ... کہ ... اسلام کے ... عناصر کی، حق الرحمت، تقسیم کر دی گئی ہے[۶]

سمتھ نے اسلام [اور اقبال] کے بارے میں ... جو کچھ لکھا تھا وہ ... مغربی ... کی تحریروں ... آگیا[۷]

دوسری کتاب ... اسلامی اور اقبال ... کا ... سمتھ نے ... اسلامی ریاست کو ... ہے۔

اور پاکستان کی ترقی و خوشحالی کا راز سیکولرازم میں تلاش کیا ہے۔[۹] مادرِ اسلام اقبال احمد[۱] ہیں۔ بالواسطہ طور پر اسلام کو ملامت کا نشانہ
بنانا تک اشتراکی کا تقاضا ہے۔ درحقیقت یہ متضاد باتیں ہیں جبکہ سبط نے تضاد کا الزام اقبال پر عائد کیا ہے۔ سبط کے مطابق ترقی پسند
(اشتراکی ذہن رکھنے والے) مسلمان مذہبی ہیں لیکن اچھے ہیں اور رجعت پسند (راسخ العقیدہ) مسلمان مذہبی ہیں لیکن اچھے نہیں"
گویا اشتراکی ہونا مسلمان ہونے سے بہتر ہے جبکہ علامہ کے نزدیک اشتراکی ہیں راسخ العقیدہ مسلمان نہیں۔ سبط نے اقبال کی فکر کو دو حصوں
ترقی پسند اور رجعت پسند دو خانوں میں تقسیم کر کے تضاد کا مرتکب ٹھہرا دیا ہے جبکہ اقبال کی سوچ اسلامی ہے۔ سبط ہر حال میں اشتراکیت

کا فروغ چاہتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت اقبال کو اشتراکی ظاہر کیا ہے جبکہ اقبال کا تصورِ حیات اشتراکی معاشرے میں دب چکا ہے۔ سبط اور
سبط کو اس بات کا احساس ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اقبال کا اشتراکی معاشرہ تمام شعبوں پر مشتمل ہوگا۔ ہر بات اقبال کی دلیل کا طور طریق کی
چونکہ اقبال سماجیات سے متعلق سوچ رکھتا تھا اس لیے وہ یہ سوچ کر کا معاشرے کی ساخت اپنے افراد کے کردار کو کیسے متاثر کرتی ہے۔[۱۲]

سبط اقبال کے بارے میں پہلے ایک غلط بات کرتا ہے۔ جب اقبال کی دوسری طرح نہیں اترتے تو تضاد کا الزام عائد کر دیتا ہے۔ اقبال
کو اشتراکی ظاہر کرنے کے علاوہ ایک جدید اسلام کا داعی بھی قرار دیتا ہے۔ اقبال چونکہ کسی دینِ اسلام پر یقین نہیں رکھتے اس لیے وہ مسرور ہوتا
ہے کہ اقبال میں تضاد ہے۔[۱۳] سبط خدا کا منکر اور مذہب کا مخالف ہے۔[۱۴] اس کے برعکس اقبال ہی مادرِ خدا کا منکر ہے اور صرف سرمایہ
خدا کا قائل ہے۔[۱۵] اقبال سے رہنما طرف منسوب کر کے سبط نے ان سا فہم اخذ کیے ہیں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ کمیونسٹ پارٹی اور دہریہ سرمایہ
کی طرح اقبال روایتی مذہب پر حملہ آور ہوتے ہیں۔[۱۶] سبط نے اس طرح اقبال کو مخالفِ مذہب اور اشتراکیوں کا ہم نوا ظاہر کیا ہے۔ سبط نے
اشتراکی عینک لگا کر اقبال کو دیکھا ہے اور صرف اسلام کے علمبردار کی حیثیت سے اقبال دوسرے ازموں سمیت ایک ہی طرح کی ابحث کو توڑ
دیتے ہیں تو سبط دوسرے سرکردہ اشتراکیوں کی طرح اقبال کو مبہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

سبط لکھتا ہے کہ اقبال نا شعور ہیں (تضاد کی طرح ما شعور کا اشتراکی بار بار دہرایا ہے)[۱۷] مذہب پرست ہیں۔[۱۸] خرافات
پر یقین رکھتے ہیں۔[۱۹] ان کا تو پیر کردہ راستہ مبہم ہے۔[۲۰] عورت کے معاملے میں خاص طور پر رجعت پسند ہیں۔[۲۱] ان کا فکر صرف مذہبی کا جمود
اور اپنے بزرگوں کے تصورات کو اسلامی رنگ دے دیا ہے۔[۲۲] علامہ اقبال کے خلاف سبط کی تیار کردہ فردِ جرم میں یہ امور بھی شامل ہیں
کہ اپنے ارتقائی ذہن کے باوجود اقبال کا مقصد قوت پر یقین ہے اور وہ افراد کو غیر مسلم مزدوروں کے لیے ساری انسانیت کے دوال ہیں۔[۲۳] (اقبال کو
مرکز قوت قرار دے کے باوجود اقبال ان تمام مسلمانوں کے ہیں جو مسلمان ملکوں میں بستے ہیں، وطنیت اور ریاست کا ادراک کرتے ہیں)[۲۴]
وہ عورت کو مظلوم اور پاک رکھنا چاہتے ہیں۔[۲۵] پاک رکھنے کا ذکر سبط نے پہلے کیا ہے۔ اسے ترکیب بے جا شاید زیادہ بھلا ہو

ممنون گورکھپوری نے اقبال پر سبط حسن، دوسرے اشتراکیوں کے اعتراضات کو دہرانے کے علاوہ ان میں وسعت بھی پیدا کی ہے
"اقبال۔ اجمالی جائزہ" میں لکھتے ہیں کہ اقبال ایک معاملے کا شکار ہیں۔ ان کی شاعری میں ایک سے زیادہ ماورائی گوشے ہیں۔ وہ مذہب و ملت
کے تنگ دائرے میں پھنس گئے۔ اقبال کی حقیقت سے بیگانہ ہو کر رہ گئے کہ ان کے ذہن میں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز ہی نہیں ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ
اقبال کو ترقی پسند قرار دیا جائے یا رجعت پسند۔ عشق مردِ مومن کا اجارہ کیونکر ہو سکتا ہے اور اسے پہنایا گیا کا سنگِ بنیاد بنا لیا ہے

کی دعویٰ ہے کہ اقبال نے نظام کے اصول و اسالیب کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اقبال کے ہاں مادیت اور مزاحمت ہے [illegible]
سے زیادہ [illegible] خلاف اقبال کے ہاں معاشرت کا ہے اور ایک قسم کی [illegible] ہے۔[26]

۲

آزادی کے بعد بھارت میں، علی سردار جعفری کی کتاب "ترقی پسند ادب" اور پاکستان میں، علی عباس جلالپوری کی تصنیف "اقبال کا علم کلام" اقبال پر اشتراکیوں کے اعتراضات کا عروج و کمال ہے۔ "ترقی پسند ادب" ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب بھارت میں [illegible] علامہ اقبال کی حمایت مشکل تھی مخالفت آسان اور پسندیدہ تھی۔ جلالپوری کے مضامین، سلسلہ وار، سہ ماہی "اردو دنیا" میں ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۴ء تک شائع ہوتے رہے۔ "اقبال کا علم کلام" بطور کتاب ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی۔ علی عباس جلالپوری [illegible] اشتراکی ہیں۔[27] ایک سرگرم [illegible] تمام کرنے کے بجائے [illegible] کا حصول اک [illegible] تلاش کیا جانا چاہیے۔[28] جلالپوری نے بظاہر خوش دلی اور [illegible] اقبال پر حملہ کیا اور [illegible] "اقبال کا علم کلام" لکھ کر حقیقی اشتراکیوں کے دل جیت لیے۔

سردار جعفری نے اپنے پیشروؤں کی طرح، اقبال پر [illegible]، فاشزم اور ماضی پرستی کے الزامات کو دہرایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اقبال کی سامراج دشمنی اور اجتماعیت ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔[29] ان کی شاعری میں رجعت [illegible] اور [illegible] ہو گئے ہیں۔[30] اقبال اسلام کی وحدت ہی [illegible] اور اسلام سے گھبرانے لگتے ہیں۔[31] [illegible] بعض معتقدات [illegible] مارکس اور لینن سے [illegible] ہے۔[32] تصور خودی کی [illegible] کی [illegible] ہے۔[33] [illegible] ہے اور [illegible] کا روپ دھار لیتا ہے۔ اقبال اپنے شاہین کو [illegible]، نپولین اور مسولینی کی شکل میں دیکھتے ہیں۔[34] [illegible] اقبال کی شاعری بھی بہت [illegible] ہے۔[35] [illegible] کے حوالے سے لکھا ہے کہ اقبال [illegible] پاکستان کے [illegible] ہندوستان کی تقسیم کا مطالبہ کر کے اقبال نے [illegible] دیا تھا اور [illegible] ہو چکے تھے۔[36] یہ بات واضح ہے کہ اشتراکی معترضین اقبال کو [illegible] سامراج دشمنی کے [illegible] ہیں۔ [illegible] خودی، درویشی، اسلامی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] جبر [illegible] ہیں۔ سردار جعفری لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ یہ درویشی اور [illegible] اور [illegible] اور اجتماعیت
اور تصوف ہمارے [illegible] کی [illegible] کو کوئی [illegible] نہیں [illegible] سکتا۔"[37]

"اقبال کا علم کلام" کے پہلے باب میں، علی عباس جلالپوری نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اقبال ایک متکلم [illegible] ہیں۔[38] دوسرے باب میں علم کلام کے آغاز و ارتقا سے بحث ہے اور [illegible] کی گئی ہے۔ تیسرے باب کا عنوان ہے "اقبال کا تصور خدا"۔ [illegible] جلالپوری کا دعویٰ ہے کہ اقبال کا تصور خدا ماورائی (Transcendent) نہیں ہے بلکہ سریانی (Immanent) ہے۔ چوتھے باب میں اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ اقبال کے [illegible] کا آغاز بھی وحدت الوجود اور سریان سے ہوا تھا اور [illegible] وحدت الوجود اور سریان ہی پر ہوا۔ پانچویں باب کا عنوان "اقبال اور مسائل [illegible] و جبر" ہے۔ [illegible] باب میں عقل کی [illegible] اور

وحوال کی تنقیص کی گئی ہے۔ جالبپوری کے نزدیک اقبال کا عشق برگساں کی خواہش حیات کی طرح [illegible] ہے برگساں ہی کی طرح اقبال کو خرد دشمن بھی قرار دیا ہے۔[۳۹]

چھٹے باب میں 'اقبال کے رومانی افکار' سے بحث ہے۔ رومانیت کی تنقیص کے طور پر علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں کہ اقبال بالطبع رومانی تھے۔ زندگی کے تلخ حقیقتوں سے عمر بھر کے تعلقات و مراعات کی دنیا میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اقبال کی رومانی خود فریبی کی شہادت ان کے مطریہ دوری میں [illegible] ہے جو ظاہر [illegible] سے [illegible] ہے۔ دوسرے رومانیوں کی طرح اقبال بھی ابلیس کی شخصیت کے سحر سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ ان کا تصور ابلیس قرآنی تصور ابلیس سے مختلف ہے۔ اقبال نے روسو کی طرح [illegible] اور مردانگی کی تعلیم دی ہے اور عورتوں کی سرگرمیوں کو ناگوار [illegible] ہے۔ اقبال کی رومانیت کا ایک پہلو بار بار زمانہ قوت کے عروج ہے جو قوت پرستی کی نفی میں بے چارگی اور [illegible] کا احساس ابھرتا ہوا ہوتا ہے۔ اقبال مسولینی، ہٹلر اور [illegible] [illegible] اور نطشے سے متاثر ہوئے ہیں جن کا ماحصل قوت پرستی پر مبنی ہوا ہے۔ رومانی الطبع ہونے کے باعث اقبال ان مسائل، بے روزگاری، اقتصادی، عمرانی اور علمی مسئلوں کا کوئی واضح حل پیش کرنے سے قاصر رہے جو آج مسلمانان عالم کو درپیش ہیں۔[۴۰]

ساتویں باب میں 'تاویلات اقبال' کا بیان اور ان سے تعرض ہے۔ جلالپوری کے نزدیک اقبال کا رویہ فوری مقام [illegible] کا بھی ہے اور اقبال نے نطشے کے سرابی تصور مرد کی قرآنی [illegible] سے کی ہے۔ برگساں کے تصور زماں کو اپنا کر اقبال نے اسے اسلامی ثابت کیا ہے۔ اقبال [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] ابلیس [illegible] کے روح کو قوی سمجھتا ہے [illegible] کی [illegible] اقبال قرآنی آیات سے [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] قیامت اور حیات بعد الموت کے منکر ہیں اور جنت و دوزخ کو حسی کیفیات قرار دیتے ہیں۔ اقبال نے قرآن اور اسلام میں برگساں، [illegible] اور [illegible] وغیرہ کے سرابی تخیلات داخل کر دیے ہیں جو بنیادی طور پر اور [illegible] اسلام جیسے سامی مذہب کی فطرت اور مزاج کے منافی ہیں۔[۴۱] کتاب کے آخری باب میں 'علم کلام کے احیاء' [illegible] دور جدید میں [illegible] نے اسلام میں خرد افروزی کی ضرورت [illegible] کی گئی ہے۔

علی عباس جلالپوری کے بیشتر اعتراضات وہی ہیں جو ترقی پسند فکر کے سرکردہ اشتراکیوں نے بار بار دہرائے ہیں۔ تاہم بعض اعتراضات نئے ہیں۔ اقبال کا نکتہ نظر [illegible] ہے [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] ہے لیکن نطشے کی طرح فلسفیانہ کے وحدت الوجودی تصوف کو اقبال کی نکتہ [illegible] قرار دیا ہے [illegible] بظاہر علی دلیل ہے لیکن اصولاً اقبال کی کوشش میں جلالپوری بہت گمراہ ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا رشتہ وحی سے منقطع کر کے مادیت سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ کتاب کی تان اس سارے پر ٹوٹی ہے کہ جاگیرداری اشتراک اور صرف سنعمال کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ رائے درست ہے لیکن جلالپوری کی تصنیف "تاریخ کا نیا موڑ" ہی سامنے رکھی جائے (مسلم) ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مثالی انسانی معاشرہ روس کا اشتراکی معاشرہ تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ روسی اشتراکی معاشرہ [illegible] کے صرف سنعمال کا شکار رہا ہے۔[۴۲] اقبال [illegible] کی آمیزش کے قائل ہیں لیکن عقل پر وحی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وحی کو مسترد کر کے خرد افروزی پر زور دینا مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنا ہے۔ جلالپوری کی مسرل مادیت کی اشتراکی شکل ہے اور اقبال چونکہ ہر طرح کی مادہ پرستی کے مخالف ہیں اس لیے جلالپوری اشتراکیوں نے اقبال کی ہر رو پر قلم اٹھایا ہے

۵

حاصلِ علم ۔۔۔ علامہ اقبال کے خلاف اشتراکی حضرات کی اس معاندانہ مہم پر حیرت کا اظہار کیا اور اسے افسوسناک قرار دیا [143]

ان میں اشتراکی ذہن کے اہلِ دانش شامل ہیں[141] دراصل مسئلہ صرف کا اپنا ایک مقصد اور ایک لائحہ عمل رہا ہے اور انہوں نے فقدانِ

ہمہ معنوی اور انتہا پسندی کا مظاہرہ کرنے سے اجتناب نہیں کیا۔ (دیکھیے حاشیہ ۱۴۲) اس ضمن میں پروفیسر [illegible] ترقی پسند تحریک

پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ایک وقت تک کے نظریات میں شدت تھی اور یہ اصول کار رہا تھا کہ جو ہمارے ساتھ نہیں ہے وہ ہمارا مخالف ہے۔"[144]

علامہ اقبال اسلامی نظامِ حیات کے نقیب ہیں۔ اشتراکی حضرات نے انہیں اپنے مخالف سمجھا اور منہدم کرنے کی کوشش بھی کی۔ ان کوششوں میں انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اس کے بعد علامہ اقبال کی تعبیریں شروع ہوئیں اور اقبال کے حوالے سے اشتراکیت کی تائید کی لاحاصل مساعی کا آغاز ہوا۔ کل تک جو مخالف تھے اب وہ پرجوش حمایت کرنے لگے۔ کل تک جو حضرات اقبال کو اسلام کا علمبردار اور اشتراکیت کا مخالف سمجھ کر اقبال دشمنی میں مبتلا تھے، وہ اقبال کو اشتراکی ثابت کرنے پر زورِ قلم صرف کرنے لگے۔ [illegible] حیرت ناک ہے تاہم نئی روش بھی پارٹی لائن کے مطابق تھی وہ یہ کہ "اگر تم اقبال کو Condemn نہیں کر سکتے تو اسے Convert کر لو"[145]

۳

اشتراکی ذہن کی عمر ستر برس سے کچھ اوپر رہی۔ برصغیر میں ترقی پسند تحریک کی زندگی اس کے نصف سے بھی کم ہے۔ اس تحریک کا آغاز ۱۹۳۶ء میں ہوا۔ یہ تحریک [illegible] ہندی اور اردو [illegible] ہو گئی۔ [illegible] انتہا پسندی کے باعث [illegible] ٹکڑوں ٹکڑوں میں بکھر گئی اور بیشتر ایک منظم تحریک کے طور پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔ [illegible][146] [illegible] زندہ رہی تو اس کا کردار [illegible] کا حامل ہو گا لیکن پاکستان کا [illegible] اور ترقی پسند تحریک اشتراکیت کا [illegible] مستعمل ہے۔ اہلِ دانش اور حاصلِ علم [illegible] بیان [illegible] اتفاق رائے اس ضمن میں موجود ہے کہ اسلام کمزور اور [illegible] ہے اور پاکستانی معاشرے کو علامہ اقبال کے اسلامی اخلاقی افکار کے مطابق استوار کیا جائے گا تو وہ اقتصادی [illegible] کم ہو جائے گی جس میں بعض عناصر [illegible] ہو رہا ہے۔

میں نے ترقی پسند تحریک کے زوال کا سبب "انتہا پسندی" کو ٹھہرایا ہے۔ [illegible] کا ذکر خاص طور پر کیا ہے "انہوں نے ۱۹۴۹ء میں [illegible] ترقی پسند مصنفین کے سیکرٹری کی حیثیت سے اقبال کو DEMOLISH (منہدم) کرنے کا حکم سنایا تھا۔ [illegible] اس کی [illegible] تردید نہیں کی[148] تاہم صورتِ حال بدل رہی تھی۔ [illegible] کے مطابق "ہمارے ترقی پسند نقادوں میں اقبال [illegible] جوش کو خود برصغیر کے اشتراکیوں کی تنگ نظری [illegible] قبول کیا ہے۔۔۔ سوویت روس نے اقبال کی عظمت کی [illegible] کے اور [illegible] [illegible] اقبالیات کے باب میں [illegible] کا سلسلہ جاری ہے۔ [illegible] اقبال کے خلاف [illegible] اقبال کے حضور [illegible] کا پیکر ہیں۔ علی سردار جعفری سامنے [illegible] سجاد ظہیر نے [illegible] اقبال کے بارے میں اپنی رائے بدل دی تھی[149]

اگرچہ [illegible] اشتراکی جماعت اقبال پر [illegible] رہے [illegible] تاہم اشتراکیوں کا [illegible] بدل گیا۔ اس کا [illegible] [illegible] حیرت ہوتی ہے [illegible] اختر حسین [illegible] علمی [illegible] [illegible]

کی ... موصوف نے یہ اعتراف کیا کہ اس وقت ... "ادب اور رہبری" لکھا گیا تھا جس سے اقبال کا کلام جستہ جستہ پڑھا تھا ... انصاف کا ... تقاضا ہے کہ ان کی شاعری اور شخصیت ... کی عظمت کا اعتراف کروں ... ہم دوراں کا ایک لوح جواں اور عظیم ... اقبال کا ایسا عقیدہ ... ہوا"[50] اقبال کی شاعری اور شخصیت کی عظمت کا یہ اعتراف ... کے ساتھ ... ہے۔

احمد ندیم قاسمی اپنے مضمون "مفکر اقبال عہد ساز تھے" میں لکھتے ہیں ... عہد ... وہ اقبال کا عہد ہے اور ... عہد ... اقبال تک محدود نہیں ہے بلکہ پورے ... ادب پر محیط ہے۔ ... ایسے افکار دکھا سکتی ہیں کہ وہ ایک خاص عہد ... ہو کر ایک نیا عہد تخلیق کرتی ہیں جو آنے والے عہدوں کو بھی متاثر کرتا چلا جاتا ہے ... اپنے مضمون بعنوان "اقبال کے ساتھ انصاف کیجئے" میں اقبال کو اشتراکیت سے آلودہ کیے بغیر ... مذہب ... وسعت ... اور اس ضمن میں اقبال کی ... کا ... ہے۔ ایک اور مضمون بعنوان "پورا اقبال" بھی اقبال فہمی کا عمدہ مظہر ہے۔ قاسمی اس میں لکھتے ہیں:

"کسی بھی زبان کا اور کسی بھی زمانے کے کسی بھی بڑے شاعر نے اپنے دور، اپنے معاشرے، اپنی قوم اور اپنے ... اور ... عالم انسانیت کے تہذیبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظریات کو اتنی وسعت، گہرائی اور ہمہ گیری کے ساتھ شاعری ... علامہ اقبال نے کیا۔ اقبال کی صرف ایک شخصیت ... ہے ... ان انسان اور اس کے مسائل ... اور اس کے امکانات، زندگی اور اس کے تقاضے ... ہونے تک ... ایک ... علامہ اقبال کے افکار ہمہ گیر ہیں ... ہوتے جا رہے ہیں۔"[51]

تینوں مضامین میں قاسمی نے اقبال کی فکری ... کا اصل منبع قرار دیا ہے: اسلام، قرآن اور اسوۂ رسول۔ اقبال شناسی ... شمس الرحمٰن فاروقی نے ... لکھا ہے کہ ترقی پسندوں کی طرف سے اقبال پر شدید نکتہ چینی کی ... سردار جعفری ... [52] ۱۹۵۲ء میں بھارت میں اقبال ... "ترقی پسند ادب" کو مقبولیت حاصل کرنا ... اس کے ... ہوا ... اور ... کتاب کی ... [53] ... احمد ندیم قاسمی اور سردار جعفری کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"آج ان دونوں حضرات کے ... اقبال سے متعلق جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ اقبال ... کی ... Anti Iqbal ... کہا جا سکے۔ بلکہ اقبال ... ایک ... ہے۔"[54]

"اقبال شناسی" ... ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔[55] دیباچے کی ابتدا ان سطور سے ہوتی ہے۔

"اقبال مسلم بیداری کے شاعر تھے ... اقبال ہندوستان کی بیداری کے شاعر تھے ... جس میں پوری تحریک آزادی شامل ہے اور اقبال عالم انسانیت کی بیداری کے شاعر تھے۔ اس میں اشتراکیت کی ... اور کارل مارکس اور لینن کے افکار کی عظمت شامل ہے۔ اقبال کی دوسری اور تیسری حیثیت اس کی پہلی حیثیت کی تردید نہیں کرتی بلکہ ... اس کی توثیق اور توسیع کرتی ہے کیونکہ ہندوستان اور ایشیا کی مسلم ... عالم انسانیت کی بیداری کا ایک حصہ ہے۔ اقبال ... میں عالمی شاعر تھے۔"

اس اقتباس سے سردار جعفری کی "اقبال شناسی" کا طرزِ فکر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس سے وہ اقبال کی تحسین کرتے ہیں اور اقبال پر اپنے سابقہ اردو الزامات کا، حتی الوسع، ازالہ بھی کرتے ہیں۔ مثلاً پہلے ان کا موقف تھا کہ خودی اور اردو خصوصیات کی حامل ہے اور یہ فلسفہ فاشزم آمریت کا روپ دھار لیتا ہے۔ خیالات میں ما نے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اقبال نے ہندوستان کی تحریکِ آزادی اور اشتراکیت کو بھی اپنے فلسفۂ خودی کا ایک حصہ بنا کر دیکھا"۵۶ سردار جعفری کا تبدیل شدہ رویہ، ایک اعتبار سے معروضی اور بے لاگ نہیں ہے۔ وہ اقبال کے حوالے سے اشتراکیت کی بات کرتے ہیں اور اقبال کو کبھی اشتراکی اور کبھی اسلامی اشتراکی ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا ایک معروف عنوان "اقبال اور کمیونزم" آل احمد سرور کے مرتب کردہ مجموعے "اقبال اور مغرب" [۱۹۸۱ء] میں شامل ہے۔ اس میں یہ دونوں رجحانات نمایاں ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ "کارخانے اور زمین دو سب سے بڑے ذرائع پیداوار ہیں اور ان پر انفرادی قبضے کو حرام قرار دے کر اقبال نے کمیونزم کے بنیادی اصول کو تسلیم کر لیا ہے"۵۷

اقبال نے کہیں بھی انفرادی قبضے کو "حرام" قرار نہیں دیا۔ حلال کو حرام قرار دینا دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔ اقبال نے بالشویک خیالات رکھنے (یعنی کمیونزم کے بنیادی اصول تسلیم کرنے) کو بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کے مترادف قرار دیا ہے۔۵۸ اقبال کے پورے کلام سے سرمایہ داری کو سزاوار ثابت کرتے ہوئے، وہ ایک دو اشعار کی من مانی تاویل سے یہ ثابت کرنا غلط طریقِ کار ہے۔ اقبال نے مزدک، آئینِ پیغمبر، مغلوں کو مال و دولت کا امین سمجھا ہے۔۵۹ امانت کا مفہوم یہ ہے کہ تصرف اور اصل مالک کی مرضی کے مطابق اس کا استعمال ہے۔ اشتراکی اور اسلامی نظامِ معیشت میں بنیادی اختلاف یہ ہے کہ اشتراکیت میں ضروری ہے کہ ذرائع پیداوار قومی ملکیت میں رہیں۔ نہ صرف زمین، نہ صرف کارخانے بلکہ گھریلو صنعت اور معمولی کاروبار بھی جہاں باہر کا (کسی ملکیت و مزدور) ہی ہوں، اشتراکی نظام میں اس کی اجازت نہیں۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ اس خاص معاملے میں اسلام اور سرمایہ داری نظام میں یک جہتی ہے۔

سرمایہ داری اور اشتراکیت میں یہ مشابہت ہے کہ دونوں مادہ پرستی پر مبنی ہیں۔ اسلامی نظامِ معیشت دونوں سے اصل اعتبار سے مختلف ہے کہ اس کی بنیاد وحی پر استوار ہوتی ہے۔ بقول اقبال اسلام سرمائے کی قوت سے کام لینے کی اجازت دیتا ہے۔ [مطلب یہ کہ ذرائع پیداوار قبضے میں رکھے جا سکتے ہیں] لیکن اسلام سرمائے کو حدود کے اندر ہی رکھتا ہے تاکہ معاشرہ بہت زیادہ اقتصادی اونچ نیچ سے محفوظ رہے۔ اس مقصد کے لیے، بقول اقبال، قرآنِ حکیم نے قانونِ میراث، حرمتِ ربا اور زکوٰۃ کا نظام تجویز کیا ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ مغربی سرمایہ داری اور روسی اشتراکیت دونوں افراط و تفریط کا نتیجہ ہیں جبکہ قرآن نے اعتدال کی راہ بتائی ہے۔۶۰ قانونِ میراث، حرمتِ ربا اور نظامِ زکوٰۃ کو اسلام نے قانونی ضابطوں کی شکل دی ہے۔ قرآن نے قل العفو کی تلقین بھی کی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت سے زائد جو ہو، خرچ کر دو۔ اقبال اس کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔ اسلام میں حلال اور حرام کی تمیز بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ دولت نہ حرام ذرائع سے کمائی جا سکتی ہے نہ حرام ذرائع پر خرچ کی جا سکتی ہے۔ اسلام ضروریات (Necessities) اور سہولیات (Comforts) پر خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ (قل العفو پر عمل کرنے والے زیادہ تر مسلمان سہولیات سے دست بردار ہو جاتے ہیں) لیکن تعیشات (Luxuries)

کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کے معاشی نظام اور ... معاملوں میں ایک فرق واضح ہے ... کے ہوتے ہوئے اسلام کو سرمایہ
سرمایہ داری قرار دینا بھی اسلام سے عاری ہونے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اقبال پر یہ الزام عائد کرنا کہ وہ سرمایہ داروں کی حمایت
کرتا ہے (جیسا کہ سردار جعفری نے "ترقی پسند ادب" میں کیا ہے) یا اقبال کو اشتراکی ثابت کرنے کی کوشش کرنا بھی اقبال
سے عاری ہونے کے مترادف ہے۔[۶۲]

حیرت کی بات یہ ہے کہ سردار جعفری نے اقبال کو اسلامی سوشلزم کا قائل قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے ڈاکٹر تاثیر نے، جو اقبال سے بہت قریب رہ چکے تھے اور مارکسزم اور کمیونزم پر
اقبال سے تبادلۂ خیال کر چکے تھے، اس حقیقت کا اظہار کیا۔ ... اسلامی سوشلزم کا نام دیا تھا ... بعد میں
اس بات کو دہرایا۔ ایک وقت میں نے اسلامی سوشلزم کو مہمل اصطلاح قرار دیا تھا لیکن اب اپنے خیالات
پر نظر ثانی کرنے کے بعد میں خود اس اصطلاح کو استعمال کر رہا ہوں۔"[۶۳]

یہی سردار جعفری کی ذہنی کشمکش ہے۔ سوشلزم کو اقبال سے منسوب کرنے کے خواہش مند ہیں۔ مطالعۂ اقبال کا یہ انداز معروضی نہیں ہے۔
پاکستان میں بھی اقبال کو زور شور سے اسلامی سوشلسٹ قرار دیا گیا لیکن اب یہ رجحان قصۂ ماضی بن چکا ہے۔ ... اگر
کچھ ہے تو اسلامی سوشلزم کی ترکیب ہے۔ ڈاکٹر تاثیر کے حوالے سے فکر اقبال کو اسلامی سوشلزم قرار دینا کمزور دلیل ہے۔ ملوکیت
اور اقبال کی ... ڈاکٹر تاثیر نے اقبال کی ترجمانی ان الفاظ میں کی:

"ملوکیت بھی جسم پروری ہے اور اشتراکیت بھی جسم پروری ہے۔ ملوکیت والے کسانوں، مزدوروں
کی محنت کو خراج بنا کر طاقت حاصل کرتے ہیں اور اشتراکیت والے مساوات کا نام لے کر دوسروں سے
طاقت چھین کر اپنے قبضہ میں لاتے ہیں۔ دونوں عوام کو دھوکا دیتے ہیں:

ہر دو را جاں ناصبور و ناشکیب ہر دو یزداں ناشناس آدم فریب
زندگی ایں را خروج آں را خراج درمیان ایں دو سنگ آدم زجاج"[۶۴]

ملوکیت کی وجہ سے اشتراکی معترض کو ... مزید وضاحت اشعار کے حوالے سے ... اقبال نے ملوکیت اور
اشتراکیت پر ایک ساتھ وار کیا ہے چنانچہ اقبال کو رجعت کے الزام سے بری کرنا مشکل ہے۔[۶۵] سردار جعفری کو اس شعر ... مشکل ... ہے:

دین آں پیغمبر حق ناشناس بر مساوات شکم دارد اساس

سردار جعفری نے اس مشکل کا حل عجیب و غریب طریقے سے نکالا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ مارکسزم کے معاشی نظریے کی اس بھونڈی تعبیر کے
ساتھ شاعر کی نفرت ہے جو ... کی تردید کی ہے۔[۶۶] حالانکہ یہ تردید اقبال کے ... اشتراکیوں کے مطالعہ کی ہے

حواشی اور حوالے

۱. "آرٹ کا ترقی پسند نظریہ" از اختر حسین، بحوالہ عرفانِ اقبال، آل احمد سرور، صفحات ۷۷-۷۸

۲. "ادب اور زندگی" مشمولہ "ادب"، مرتبہ اختر حسین رائے پوری، صفحات ۳۲۸ تا ۳۳۱ نیز دیکھیے عرفانِ اقبال، صفحات ۸۸-۸۹

۳. "علامہ اقبال" مشمولہ "نقد اقبال حیات اقبال میں"، مرتبہ ڈاکٹر تحسین فراقی، صفحات ۲۲۳ تا ۲۲۸

۴. احتشام حسین کے مضمون "سائنس اور اقبال کا پیغام"، "امریکہ کا پیغام" اور "اقبال کا پیغام" [illegible] ... اسلام کا پیغام، [illegible] اور [illegible] کے معنی ہیں۔ احتشام حسین لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں یہ لفظ [illegible] ہے۔ ثبوت یہ کہ اس شعر میں لفظ شاید استعمال ہوا ہے:

نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی — اماں شاید ملے اللہ ہو سے!

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکوں!

(روایت اور بغاوت، صفحات ۸۵-۸۶ - کتاب اقبال اور [illegible]، صفحات ۲۲۵، ۲۲۶)

احتشام حسین نے یہ نکتہ ابھارا ہے کہ خطابت، شعر اور [illegible] شاعری کا وصف ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال کو [illegible] جبکہ مادیت [illegible] کا علم ہوتا ہے اور اقبال [illegible] کی تربیت چاہتے ہیں۔ احتشام حسین یہ کہتے ہیں کہ اقبال نے [illegible]
فرد کا تعلق جماعت سے واضح نہیں کیا اور سماج کی طبقاتی کشمکش کے حل پر زور نہیں دیا۔ [illegible] اشتراکی نقطۂ نظر
کے [illegible] کا نتیجہ ہیں۔ اسلام میں سرمایہ [illegible] اور فرد و جماعت [illegible] اور [illegible]
اخوت، مساوات اور آزادی کی اقدار فروغ پاتی ہیں۔

۵. ان اعتراضات کا جواب متعلقہ ابواب میں دیا گیا ہے۔

۶. سمتھ کی اس کتاب کا ایک ایڈیشن لاہور سے ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا تھا [illegible] ایڈیشن [illegible] اور
(Towards Pakistan) [illegible] ہے۔ [دیکھیے Islam in Modern History ص ۲۱۳]

۷. Islam in Modern History — صفحات ۲۱۲-۲۱۳

۸. سمتھ نے ہندوستان کے ترقی پسندوں سے [illegible] [illegible] کے [illegible] دکھائی دیتے ہیں [illegible] ترقی پسندوں [illegible] اخوت کا نتیجہ ہے۔ ترقی پسندوں [illegible] آل احمد سرور نے اپنے مضمون "اقبال اور ان کے نکتہ چیں" میں [illegible] کے بعض اعتراضات کو [illegible] قرار دیا ہے۔

۹. حوالہ بالا، صفحہ ۲۵۴ - اصل متن حسب ذیل ہے:

"It should not be too absurd, perhaps, to phrase this point by saying that Pakistan will flourish as a secular state only if its Muslims are able to persuade themselves that the truely Islamic

State is a secular one.

۱۰ تا ۱۲۔ Modern Islam in India، سرورق، ص ۷۲، (بالترتیب) ۱۱۲، ۱۲۹، ۱۰۱، ۱۵۳

۱۳۔ ایضاً، صفحہ ۱۰۰ — سمتھ کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:

"The new religion was radically new, basically different Iqbal enunciated it, boldly, but he himself never really believed it without reservation. ... He was a poet, not a systematic thinker, and he did not hesitate to contradict himself"

۱۴۔ ایضاً، صفحہ ۱۲۶ — سمتھ لکھتا ہے کہ دنیا ابھی [illegible] مسلمان بالخصوص [illegible]

[illegible] "ترقی پسند" [illegible]

۱۵۔ ایضاً، صفحہ ۱۰۵۔ اصل متن "For he (Iqbal) made God immanent, not transcendent."

۱۶۔ ایضاً، صفحہ ۱۰۹ — اصل متن حسب ذیل ہے:

"It is a transcendent immutable God in whom people who do not believe in God do not believe. It is dualist, supernaturalist religion to which anti-religious people are opposed. Iqbal, John Macmurray, the Communist Party and all social progressives, attack traditional religion for the same reason: ..."

۱۷۔ ایضاً، صفحات ۹۰، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱۴۱، ۱۴۴ — ۱۴۵

"Islam in Modern History" [illegible] ۱۹۵۷ [illegible] (۱۹۵۷)

[illegible] کے جائزے کے لیے دیکھیے، ساتواں باب، عنوان "ما بعد"

۱۸۔ Islam in Modern History، ص ۱۲۶ — یہاں سمتھ [illegible] اور تمام پر لکھا ہے کہ ترقی اور

[illegible] (ص ۱۵۴) "[illegible]" کے لیے، دیکھیے، دوسرا باب

۱۹ تا ۲۲۔ ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۵۵، ۱۰۹، ۱۳۵، ۱۳۴

[illegible]

[illegible] (تصورات علی، ص ۱۵۵)

[illegible] کے جائزے کے لیے دیکھیے، ساتواں باب [illegible] کے لیے پانچواں باب

۲۳ تا ۲۵۔ Modern Islam in India، ص ۱۳۴، (بالترتیب) ۱۲۶، ۱۲۵ تا ۱۳۸، ۱۴۰

[illegible] تیسرے باب میں "کیا اقبال [illegible]؟" کے زیر عنوان لیا گیا ہے

۲۶. مجنوں گورکھپوری کے اعتراضات کا مفصل جائزہ میری کتاب "اقبال دشمنی۔ ایک مطالعہ" میں ملاحظہ کیجیے

۲۷. دیکھیے، جلالپوری کی کتاب "تاریخ کا نیا موڑ" جس میں اشتراکیت اور اشتراکی روس کی مخالطہ آمیز ۲۰۲ ... ہے

۲۸. "روایات فلسفہ"، علی عباس جلالپوری، صفحہ ۲۲

۲۹ تا ۳۱. ترقی پسند ادب، صفحات (بالترتیب) ۱۲۲، ۱۴، ۱۲۳

اقبال جس انقلاب کی دعوت دیتے ہیں وہ اسلامی انقلاب ہے ... اور ... میں ... کو ... بنایا ہے (سردار جعفری کے الفاظ میں ... سے محروم ہیں) وہ اشتراکی انقلاب ہے ... طریق کو ... ہی ... برابری

۳۲ تا ۳۴. ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۱۳، ۱۴، ۴۸ - ۴۹

۳۵ تا ۳۷. ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۵ - ۱۲۶

عوام کو ... اشتراکیت ہے ... اشتراکی روس ... عوام ... اور ... ہے

۳۸. جائزے کے لیے دیکھیے، دوسرا باب، عنوان "اقبال ... تھے"۔

۳۹. اقبال کے تصور فقر پر اعتراضات کے جائزے کے لیے ... اور وحدت الوجودی ہونے کے الزام کے ... میں پانچواں باب ملاحظہ کیجیے۔ مرد ... سے متعلق ... پانچواں باب ... اور ... کے جائزے کے لیے آٹھواں باب دیکھیے۔

۴۰. "عمل سے گریز" کے سلسلے میں دیکھیے، دوسرا باب، عنوان "... عمل"۔ ... سے ماخوذ ہے" کے الزام کا جائزہ ... باب ... ہے۔ ... کے ... میں ... ہے۔ ... کے الزام کا جائزہ چھٹے باب میں "... " کے عنوان ... گیا ہے۔

۴۱. غیر اسلامی تاویلات کے اعتراضات کے جائزے کے لیے دیکھیے، چوتھا باب۔

۴۲. یوں تو اشتراکی روس کے بارے میں ... "میں نے روس میں کیا دیکھا" ... افسانہ، ... کی تعلیم حاصل کی اور ... دیا۔ جلالپوری کی طرح ... اشتراکی روس کے بارے میں ... ہے

۴۳. آل احمد سرور نے اگرچہ ۱۹۳۸ء میں اختر حسین رائے پوری، ... اور سبط حسن کے اقبال پر اعتراضات کا ... اقبال ... ملاکر ... ترقی پسند تحریک کے بارے میں ... کار ... ہے ان کا ۱۹۴۶ء کا لکھا ہوا مضمون "ترقی پسند تحریک ..." ... "... مطالعہ اقبال" ... آل احمد سرور نے ان اعتراضات پر ... ترقی پسند تحریک کے سرکردہ ... اقبال پر ... ہیں

۴۴. ... نے "ترقی پسند ادب" میں ... اختر حسین رائے پوری کی ... کو ... کہا ہے اور ان کی "..." کو ... قرار دیا ہے (صفحات ۵۸، ۵۹، ۶۰) وہ لکھتے ہیں کہ ان کی اقبال ... کی تین وجوہات ... (۱) یا تو انہوں نے ... اقبال کا مطالعہ ... کیا ہے (۲) ... اقبال کے کلام کے ... اسلامی اور ... اشتراکی ... (۳) یا وہ ... سے ... برقرار ہیں۔ (ص ۵۹)

مزید اظہر نے دو ہزار دو ستارقی، میں اختر... ذی الدین جیسے ترقی پسند ادیبوں اور شاعروں نے اقبال کی رہنمائی کو خراج تحسین پیش کیا، اس کی کچھ تفصیل لکھی ہے۔ (۱۴۲ - ۱۴۳) "ہم کو ظہیر احمد قاسمی" کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اقبال کے علاوہ مرزا قاسمی کے ایک مضمون کے علاوہ ... مجنوں نے ترقی کے سلسلے میں بالا چھوڑ دیا۔ انہوں نے قاسمی کے اعتراضات کو ... کی بے معنی انتہا پسندی" قرار دیا۔ (صفحہ ۱۲۸) پروفیسر قمر رئیس لکھتے ہیں کہ اس صدی کے چوتھے اور پانچویں دہے میں بعض سماجی ضرورتوں اور وقتی عوامل کے زیر اثر مارکسی مصنفوں کے رویے میں انتہا پسندی اور میکانکیت کا عنصر بڑھتا گیا۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ اعتراضیں جب اقبال کو فاشسٹ قرار دیتے ہیں تو ان کی انتہا پسندی سامنے آجاتی ہے (تنقیدی مضامین، مرتبہ معین الحق، صفحات ۲۲۴-۲۱۵)

۴۵. ہندوستان میں اقبالیات، صفحہ ۱۵

۴۶. اقبالیاتی جائزے، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، صفحہ ۵

۴۷. "ترقی پسند تحریک کا مستقبل" مشمولہ "اظہار خیال"، صفحہ ۸۹

۴۸. علامہ کو ظہیر احمد ہاشمی، ڈاکٹر ایوب مرزا، صفحہ ۱۳۷ – (ii) دیکھیے، رام لعل نابھوی کا مضمون، اقبال کا فلسفۂ شاہین، مشمولہ اقبال محرک فکر، مرتبہ سید مظہر شاہ، صفحہ ۱۷۹

۴۹. اقبال محرک فکر، صفحات ۴۲ - ۴۳

۵۰. دیکھیے (i) ترقی پسند ادب، عزیز احمد، صفحہ ۵۸ (ii) افکار، سردار جعفری اور احتشام، حاشیہ، صفحہ ۳۲۱

۵۱. ان مضامین کے لیے دیکھیے۔ (i) ماضی، حال کے راز، آل احمد سرور، صفحات ۱۷۲ تا ۱۹۲ (ii) اقبال شناسی کے زاویے، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحات ۱ تا ۸ (iii) اقبال شناسی اور مضمون، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحات ۹۰ تا ۹۳

۵۲. اثبات و نفی، صفحہ ۵۷

۵۳ – ۵۴. ہندوستان میں اقبالیات، صفحہ ۱۵

۵۵. دیکھیے، ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعرا، مرتبہ گوپی چند نارنگ و عبداللطیف اعظمی، صفحہ ۱۲۹

۵۶. اقبال شناسی، صفحہ ۴۳

۵۷. "اقبال اور مغرب"، صفحہ ۱۳۰

۵۸ تا ۶۱. دیکھیے، گفتار اقبال، صفحہ ۶ تا ۸ – بحر کا سفر، اقبال اردو، صفحات ۶۵۵، ۵۹۸

۶۲. یہ موقف کہ "اقبال اشتراکی تھے" پانچویں باب میں تفصیل سے زیر بحث آیا ہے۔

۶۳. "اقبال اور مغرب" مرتبہ آل احمد سرور، صفحہ ۱۲۵

۶۴. "اقبال کا نظریۂ فن اور ڈاکٹر نذیر" مرتبہ معین الحق قریشی، صفحات ۹۹ - ۱۰۰ = اشعار کے لیے دیکھیے، کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۲۵۳

۶۵. اقبال - نئی تشکیل، صفحہ ۲۸۹

۶۶. "اقبال اور مغرب"، صفحہ ۱۳۹

۵۔ حاسدین اور طالبانِ شہرت

معترضینِ اقبال میں حریفوں، حاسدوں اور شہرت کے طلب گاروں کا دائرہ وسیع ہے لیکن ان کا تعین مشکل ہے
رقابت، حسد اور شہرت طلبی کے امراض میں مبتلا اکثر حضرات گمنام ہو چکے ہیں۔ مثال کے طور پر حکیم تاج الدین تاج کو، جو اقبال کے
خلاف "مقالہ" بھی لکھتے تھے اور "نفحاتِ شرق" اور "ضربِ استاد" جیسے رسالے شائع کیے، آج کوئی نہیں جانتا۔ اس گروہ میں
شعرا کی تعداد زیادہ ہے۔ تاہم زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی ایسے حضرات موجود رہے ہیں۔ سیاسی رہنماؤں میں
چودھری رحمت علی کا نام قابلِ توجہ ہے۔ شعرا میں جوش ملسیانی، ماہر القادری، مرزا یاس یگانہ، رعنا اکبر آبادی، مجاز گورکھپوری اور
جوش ملیح آبادی کے نام نمایاں ہیں۔ حاسدینِ اقبال کی تحریروں میں عموماً مخاصمانہ کیفیت نظر آتی ہے۔ ان کا مقصد
اقبال کو گرا کر اپنا قد اونچا کرنا تھا اور اسی لیے انھوں نے اقبال کے خلاف عموماً شکستہ زبان استعمال کی ہے اور
یہ بات الگ ہے کہ ایسی زبان استعمال کرنے والے بیشتر برے انجام سے دوچار ہوئے۔ زیرِ نظر باب میں
ایسے حاسدوں کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے جو حسد و رقابت کی آگ میں جلتے رہے اور مخالفتِ اقبال کو شہرت کا ذریعہ بنایا اور
یا اقبال پر اعتراضات کر کے اپنے جذبے کی تسکین کی۔

١

چودھری رحمت علی نے بقول خود پاکستان کا نام وضع کیا اور ان کے اس دعوے کو سند قبولیت حاصل ہے۔ اس طرح
رحمت علی کا نام پاکستان کے اکابرین میں شامل ہے۔ تاہم وہ اپنے اس اعزاز پر قانع نہیں تھے اور خود کو "تصورِ پاکستان
کا خالق" اور "بانیِ پاکستان" (The Founder of Pakistan) سمجھنے پر مصر تھے۔ اسی ضمن میں انھوں نے اقبال اور
قائد اعظم کے خلاف الزام تراشی کی اور دونوں کی مخالفت میں بہت سخت زبان استعمال کی۔ قائد اعظم کے لیے "عظیم غدار"،
[Quisling-e-Azam] اور "عظیم غدار" جیسے الفاظ استعمال کیے۔ (جو حامیانِ رحمت علی کا حشر پاکستان ہونا جانتے ہیں ان کے
لیے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے) جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ رحمت علی کو "ساری عمر یہی تشویش رہی کہ اقبال جن کی پاکستان سکیم
خیالی ہے اور تحریکِ پاکستان کو کامیابی کے ساتھ چلانے اور پاکستان حاصل کرنے کا سہرا غلط طور پر قائد اعظم کے سر
باندھ دیا گیا ہے"[٢٣]۔ خواجہ عبدالرحیم کے نام اپنے ایک خط مورخہ ١١ اکتوبر ١٩٣٥ء میں لکھتے ہیں کہ "اگرچہ میں نے اب [اقبال کو]
اس سرقے کا مجرم پایا تو مجھے ان سب ان تمام گفتگوؤں کا خلاصہ درج کرنا ہوگا جو اس سلسلے میں حضرت ... کمزور دلیل
(مکر و حیل بین تضاد) کی داستان ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پہلو اپنے تک ہی محدود رکھیے۔ بارانِ عالم ...[٢٤]
سرقے کا ارتکاب رحمت علی نے خود کیا اور الزام اقبال پر عائد کر دیا۔ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ چودھری رحمت علی کا
پمفلٹ [Now or Never] جو ١٩٣٣ء میں شائع ہوا، علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد (١٩٣٠ء) اور دوسری تحریروں کی
روشنی میں ہی تھا۔ رحمت علی ... اقبال کے تصور کو ... رحمت علی میں رقابت و حسد

کا مرکز اور جوہر خود اپنی حد سے بڑھا رہا تھا۔ ایسا ہوتا تو ہماری قومی و ملی تاریخ میں وہ بہتر مقام پر فائز ہوتے۔ اسلام، پاکستان
کی مخالفت کر کے انہوں نے اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو خراب کیا۔ تمام پاکستان کے ۱۹۴۰ء کے بعد سے لاہور آتے رہے۔ تحریک پاکستان
کی یادیں ماضی میں تازہ اور محفوظ ہیں۔ حکومت، طالبانِ علم و دانش، صحافت اور عوام کسی نے ان کا استقبال نہ کیا اور
نہ کوئی اہمیت دی۔ [illegible] ان واقعات کو [illegible] کے اعتراف میں [illegible] کیا ہے اور پاکستانی قوم کی [illegible] کو غلط ظاہر کیا ہے۔[5]
حالانکہ یہ مکانات اصل میں [illegible] کے [illegible] اور چودھری رحمت علی کے دوسرے نام لیوا (پنجاب کے چودھری خاندان) موصوف کو تصورِ پاکستان
کا خالق منوانے کے لیے کتابیں چھاپ رہے ہیں لیکن ان کے شعور کی جانب [illegible] گی۔ (رحمت علی [illegible] کی ناکامیوں
کی [illegible] اور اقبال پر [illegible] کے اعتراضات کا جائزہ [illegible] باب میں "تصورِ پاکستان" کے عنوان کے تحت لیا گیا ہے)

۲

مرزا یاس یگانہ خود کو [illegible] کا واحد شاعر مانتے تھے۔ "آیات" میں لکھتے ہیں "سچ تو یہ ہے کہ اک [illegible] میں یگانہ
کے سوا کسی اور کو شاعر سمجھا ہی [illegible] ہے۔"[6] ایک مقام پر [illegible] اپنے علاوہ علامہ اقبال اور اکبر الہ آبادی کی تعریف بھی
کی ہے۔ [illegible] کے نام [illegible] "شہرت عامہ" میں شامل کیا ہے — "آزاد [illegible] مرزا یاس، علامہ اقبال اور حضرت
اکبر الہ آبادی کے [illegible] دیکھیے تو معلوم ہو کہ شاعری کا مرتبہ کتنا بلند ہو چکا ہے۔"[7] تاہم [illegible] مسعود [illegible] یاس اقبال
کا [illegible] ہو گئے۔ اقبال کا نام "اکمل" رکھا [illegible] کی تضحیک کی اور اقبال کے مصرعے [illegible]
بلکہ [illegible] اسے "ہتک مردانہ" پر یوں تنقید کی:

رہا ب کا [illegible] سے [illegible] ابا [illegible] ہو تو بھر کیا پارہ
[illegible] ہو گیا ہے بے چارہ [illegible] بیچارا [8]

یگانہ ایک اچھے شاعر تھے اور بلند مرتبہ حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے اہمیت اور شہرت حاصل کرنے کے [illegible] کی
مخالفت کی۔ غالب، اقبال، حسرت موہانی، [illegible]، جگر مراد آبادی اور جوش ملیح آبادی — ان کا [illegible] اگرچہ قبول
[illegible] مسعود [illegible] یگانہ کی [illegible] ہی ہوتی ہے۔ مثلاً جوش کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں

"وہ زیادہ سے زیادہ [illegible]، رنگیلے، [illegible] الفاظ نظم کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ شعر ہو گیا،
مگر کم سے کم الفاظ، سادہ، [illegible] الفاظ سے زیادہ سے زیادہ [illegible] کے بس کی بات نہیں ہے۔"[9]

[illegible] کی مخالفت سے نقصان ہی ہو سکتا تھا چنانچہ وہ ہوا۔ غالب کی مخالفت یگانہ کی ہندوستان گیر مخالفت کا باعث بنی۔ [illegible]
اسلام کی مخالفت کی اور رسوا ہو گئے۔ عمر کے آخری دور میں یگانہ [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] لکھی [illegible] جاری کی [illegible] یگانہ
کی بد بختی کہ حضورؐ کے خلاف بھی کچھ رباعیاں لکھیں۔ [illegible] رباعیوں کے رد عمل میں سخت اشتعال پیدا ہوا اور لکھنؤ میں ۲۱ مارچ ۱۹۵۲ء کو
بڑی رسوائی کے ساتھ ان کا جلوس نکالا گیا۔[10] [illegible] مسعود لکھتے ہیں کہ ان کے سامان میں
سے قرآن مجید کا ایک نسخہ برآمد ہوا تھا جس کے حاشیوں پر انہوں نے [illegible] اور معانی پر اپنے اعتراضات نوٹ کیے تھے[11]

اس دماغ اور ذہنیت والے نجّار نے اقبال کے خلاف حسبِ ذیل ہجو لکھی جسے شہرت حاصل ہوئی:

مسیح کا شاعر ہے نہ چیرا ہے کا
لیتا ہے نام تو کالا چہرا ہے کا
میں بھی وہی کہتا ہوں جو تم کہتے ہو
اقبال ، اک بال ہے "منہ کالا ہے کا

گھکّر نے لکھا ہے کہ جو مضمون "سرور" لکھنؤ میں شائع ہوا وہ ایک ذاتی دہ تھا اور اشاعت کے لیے نہیں تھا۔ اس مضمون میں نجّار نے خدا کی توہین کی رسول کو گالیاں دیں اور قرآن کا مذاق اڑایا۔ یہ دفعتاً یا مضمون شائع ہو گیا اور نجّار کو مزاح کی مار کھانی پڑی۔ گھکّر نے نجّار کے دماغ میں لکھا ہے تاہم ان کا بیان ہے کہ نجّار کے خلاف لکھنؤ میں جو جلوس نکالا گیا وہ گدھے پر تھا اس کے منہ پر کالک لگی ہوئی تھی اور ان کے گلے میں جوتوں کا ہار تھا۔ ہر راہگیر ان پر تھوکتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔[۱۱]

خان ملیح آبادی نجّار کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے ایک کتاب "مرزا نجّار چنگیزی، حیات اور شاعری" شائع کی۔ اس میں لکھتے ہیں کہ "مرزا بھی سرحد تھے اور سیر آنکھ بھی[۱۲] جو شخص مرزا بھی سرخ رو ہو اور سیر آنکھ بھی۔ اپنے آپ کو اپنے عہد کا واحد شاعر مانتا ہو، مشاہیر کے خلاف بدزبانی کا عادی ہو اور خدا و رسول کی توہین سے باز نہ آئے۔ اس سے اقبال کی جماعت کی توقع دراصل اقبال پر ظاہر نہیں ہوتی۔ مخالفت اپنی عادت کا خود ذمہ دار تھا۔

۳

حکیم تاج الدین کے تین کتابچے علامہ اقبال کے خلاف شائع ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) شکستِ سرود، جواب شکوہ، مورخہ اقبال و تاج (۲) شعلۂ انتقام، عصر ایک۔ (۳) شعلۂ انتقام، عصر دوم۔ تینوں پر مرتب کی حیثیت سے دراصل خود کا نام ہے۔ آخر کے کتابچے پر ۱۹۵۲ء کا سال درج ہے۔ حکیم موصوف کا تعارف "مینار" نے حسبِ ذیل الفاظ میں تحریر کیا تھا:

"لاہور میں ایک صاحب ہیں حکیم تاج الدین احمد تاج۔ آپ حکمت بھی فرماتے ہیں۔ غزل وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ شاعری بھی کرتے ہیں اور صاحبِ دیوان بھی ہیں یعنی اپنے نام کے ساتھ علامہ بھی لکھا کرتے ہیں۔ علامہ ... کو اس لیے بتا دیا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال علامہ تھے۔ حکیم صاحب کو علامہ اقبال کی مخالفت کا دورہ لکھنے کا مرض ہے۔ علامہ مرحوم نے ایک نظم لکھی تھی جس کا مطلع ہے ۔۔۔ سرِ خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ ۔ خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ

حکیم صاحب نے اس کے جواب میں ایک نظم لکھی جس میں اطریفل ربانی کی خوشبو آرہی تھی۔ آج دفتر "مینار" میں ایک پوسٹر موصول ہوا ہے جس میں مورخہ اقبال و تاج کے دو نظمیں چھپی ہیں۔ ایک اصلی علامہ کی اور دوسری بناوٹی علامہ کی۔ عنوان ہے "مقابلۂ عالیہ لوریٹہ دو شاعروں کی" اقبال مرحوم کی نظم پر لکھا ہے "علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم" اور حکیم صاحب کی نظم پر مرقوم ہے "ملک الکلام، ملک ادب، شہنشاہ سخن، تاج الشعرا پروفیسر علامہ حکیم تاج الدین احمد صاحب تاج" ۔۔۔ ، "ادارہ عالیہ خورد لاہور۔" اس سے ظاہر ہے، اقبال و تاج کا کیا مقابلہ؟[۱۳]

کسی نے "نیرنگ" میں تاج الدین تاج کے بارے میں لکھا کہ "مجھے ایسے آدمیوں کی ذہنیت پر رونا آتا ہے، جو اپنا نام مشہور کرنے کی غرض سے بڑے بڑے شاعروں پر حملہ کرنے میں مشغول رہتے ہیں"[۱] مذکورہ کتابوں میں اقبال پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں وہ بیشتر ہوائی ہیں — اقبال نے مادہ پرستی کی مذمت کی، سلطانی کو مٹانے اور جمہوریت کے نظام کی شان میں ... کی، ہوا جس ... کی شان میں گستاخی کی۔ اقبال کو شریعت و طریقت سے کوئی سروکار نہیں ہے "ز روئے مصری"، "با شواہد" اور "رام" ... دل و عمل میں تضاد ہے وغیرہ۔ "شعلۂ احساس" "سر بکف" اور "مسرور" میں شاعروں کا جو رجحان ہے وہ تاج کے "سر بکف" اقبال پر بہت ہیں۔

۴

جوش ملیح آبادی نے اپنی شاعری، "یادوں کی برات" میں، اخبار، کالم اور انٹرویو میں جس طرح اقبال کو مبہم کرنا چاہا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کے علاوہ جوش کے معاصرین ... وہ ... میں گہرائی اور تسلسل ہے ... اقبال کی شاعری ہوائی ہے، ... ہے اور فکر ادھوری ہیں ... اقبال نے بعض الفاظ و تراکیب غلط استعمال کیے ہیں۔ "خرام"، "سیاہ"، غلط ... کالے پیلے اور سیاہ نہیں ہوتے ... اقبال علم کی وادیوں سے کتراتے ہیں۔ مسلم مالک کا ذکر کرتے ہیں ... کا نام نہیں لیتے۔ وہ آفاقی شاعر کے بجائے پیدا کیے گئے ... لاکھ ... آفاقی شاعر بن کر آئے اور محدود ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ... لباس ... میں ... کی خواہش "تازہ پرستی" اور "... " ہے "کسی قدر رنج جو کھڑا ہوا" میں ایک ... خاشی اور ... کی گئی ہے ... اقبال نے "عشق" کو آسمان پر چڑھا دیا" اور "عقل" کو ... "عشق" قرآن کا مردود اور "عقل" محبوب لفظ ہے۔ اقبال تو ... شاعر ہیں اس لیے کہ وہ دوسروں کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کی ذاتی پونجی بالکل ادھوری ہے۔ اقبال نے ... کے "فاروق اعظم" کو حضرت اسلام کہہ کر ... بنا دیا۔ اقبال کی شاعری اقوال، روایات اور عقائد کی طرف جل پڑی۔ اقبال نے تصوف اور مابعد الطبیعات کو "حرکی" کا لیبل لگا کر اپنا لیا۔ انگریز سرکار سے اقبال نے سر ... کا خطاب غداری کے صلے میں وصول کیا۔

جوش کا ایک اعتراض ہی درست ہے۔ ان میں سے جن اعتراضات کا نشانہ وہ خود بنتے ہیں[۵] (اقبال پر جوش کے مذکورہ بالا اعتراضات کا جائزہ اپنے اپنے مقام پر لیا گیا ہے۔) جوش کا دعویٰ "شاعرِ آخر الزماں" ہونے کا ہے:

دیا ہے روز ایں ... ہوں اے دوست ... نقش ہوں اے دوست

کہوں ... سطر پڑھیں ... کلمہ میرا ... "شاعرِ آخر الزماں" ہوں اے دوست

لیکن بقول مرزا ... اقبال ہی کے فن کا رد آنے ہی ... ہے[۲] ... حسن خاں نے لکھا ہے کہ جوش ... اقبال کو ... تصور کرتے تھے ... غلط فہمی کی اسباق ... جوش اور اقبال میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ جوش نے سمجھا کہ جس قدر جذبات ہی پائے گی اور جس قدر زیادہ شور بپا ہوگا اسی قدر شاعری ... کا حق ادا ہوگا۔ ... کی وہ حیثیت ... شاعری کے ... میں سطحی جوش و خروش کتنا ہی ہو اور بیان کی درشتی کتنی ہی ہو، صداقت اور حسن اس قدر کم ہے کہ گویا نہیں ہے[۳]

۵

حوالے اور حواشی

۱. دیکھیے، رحمت علی کی کتاب "پاکستان" ۲۳ واں باب، مزید دیکھیے "رحمت علی ایک سوانح عمری" کے کے عزیز، صفحات ۲۲ ۲۶

۲ - ۳. زندہ رود، صفحات (بالترتیب) ۴۲۵، ۴۲۴

۴. اقبال نے ہندی مسلمانوں کو ایک علیحدہ نام دیا تجویز ہوتے ہوئے کہ ملت کی بنی لیکن رحمت علی نے ذیلی اسٹیٹ کی مسعود ایک ساتھ اقبال نے "اسلامی ریاست" کا تصور پیش کیا تھا لیکن رحمت علی نے اسلام کے اجتماعی سیاسی نظام کے رشتے کو حذف کر دیا۔ اسلامی ۱۰۰۱ کے سیاسی نظام پر بحث رکھنے کے لئے اس چودھری رحمت علی نے ارشد وحید نے ۱۰ بجے نکلتے ہوئے جس اسٹیٹ کو جان ... کی کتاب (Inside India) میں شامل کرایا اور اس مسلم ریاست کے تصور "پاکستان" کا سلام تحریر کیا۔

۵. دیکھیے، کے کے عزیز کی "رحمت علی ایک سوانح عمری" — آخری ابواب

۶ - ۷. تیاپانچہ احوال و آثار، تیر مسعود — صفحات ۸۱، ۸۲

۸. ایضاً، ۴۲۴ — "تیری بکھری او ..." کی سرخ لوسف سلیم چشتی نے لوں کی ہے "یہ شاعرانہ اسلوب بیان ہے اس سے مراد ہے اپنے آپ کو صفات الٰہیہ کے رنگ میں رنگین کرنا۔ اقبال نے اس شعر کا تصور رومی کے اس شعر سے اخذ کیا ہے

مرد بزرگوار کبر باش مرداں اندر / رشتہ جو در چرخ شکار و یزداں گیر

اور مرشد رومی نے یہ تصور قرآن حکیم کی اس آیت سے اخذ کیا ہے — "صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً"

(شرح پیام مشرق، صفحات ۱۶۸ - ۱۶۹)

۹ - ۱۰. ایضاً — صفحات ۴۱، ۵۰

۱۱ - ۱۲. حوالوں اور مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے "اردو کا آخری ستارہ" ار کے کے کرمانی، صفحات ۱۲۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۷

۱۳ - ۱۴. مت شکل المعروف، چاند مسلم موازنۂ اقبال و رنا؟، صفحات ۱۰ - ۱۱، ۳۱

۱۵. راقم نے ایک مضمون بعنوان "مقام اقبال پر بحث" اعتراضات کا جائزہ" الگ سے بھی لکھا ہے۔

۱۶. میزانِ اقبال، صفحہ ۱۲۳

۱۷. تعبیر و تلاش، صفحات ۱۵ - ۱۶

۹۔ قادیانی

کشمیر کمیٹی ۱۹۳۱ء میں قائم ہوئی [illegible] مرزا بشیر الدین محمود تھے [illegible] علامہ اقبال اس کمیٹی [illegible] تحریک کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کشمیر کمیٹی میں مرزائیوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تو ایک مخصوص رویہ، مقاصد اور عزائم
واضح ہوئے [illegible] اقبال کی [illegible] کمیٹی [illegible] ۔ احرار اور قادیانیوں کی باہمی آویزش کے باعث قادیانی مسئلہ [illegible]
تھا، [illegible] اس وجہ سے بھی اقبال نے اس [illegible] اور اس کے [illegible]
کی بے چینی کا بنظر غائر جائزہ لیا۔

[illegible] نے [illegible] اسراف اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کا [illegible] ۱۹۳۵ء
میں علامہ اقبال کا قادیانیت کے خلاف پہلا مضمون (Qadianis and Orthodox Muslims) [illegible]
انہوں نے بتایا کہ [illegible] شروع [illegible] مسلمانوں کی وحدت [illegible]
[illegible] اور [illegible] معاشرے کو [illegible] کا [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] کا [illegible] کام [illegible]
اسلام کی وحدت کے [illegible] تصور کرے گا۔ [illegible] وحدت کو [illegible] کے لیے اس کے سوا [illegible]
کہ [illegible] جماعت کو [illegible]
اس کی وحدت خطرے میں ہو اور [illegible] وہ [illegible]

اقبال نے [illegible] کی رائے [illegible] مشورے [illegible] میں [illegible] کہ اگر کوئی گروہ [illegible] جماعت کے [illegible]
[illegible] حکومت کے لیے [illegible] ہے [illegible] اس کی [illegible] طرح [illegible] ہے، دوسری جماعتوں [illegible]
[illegible] ہو سکتی [illegible] کے [illegible]
ہیں۔ [illegible] ہیں۔

۲

اقبال نے وضاحت کی کہ جس نے حکومت کو یہ مشورہ ہی دیا کہ وہ قادیانی تحریک کا [illegible] میری رائے میں
حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین
مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے[2]

اس سے پہلے ۱۹۲۳ء میں [illegible] کے رہنما [illegible] ہونے والی "[illegible] کانفرنس" میں قادیانیوں کو مسلم
اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہو چکا تھا[3] علامہ اقبال کی تحریر ہر اعتبار سے [illegible] تھی لیکن اس کا [illegible] ردعمل ہوا وہ
ابھی تک جاری ہے۔ مرزائی خود تو مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے لیکن مسلمانوں نے انہیں غیر مسلم قرار دیا تو انہیں [illegible]۔ [illegible]
چنانچہ علامہ اقبال پر اعتراضات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اسی ضمن میں متعدد مضامین "الفضل" میں شائع ہوئے۔ قادیانی جماعت
کے [illegible] نے سارا اعتراض یہ اٹھایا کہ ۱۹۲۵ء سے پہلے ڈاکٹر سر اقبال احمدیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اب کیوں انہیں [illegible] احمدیوں کو الگ
کر دیا ہے [illegible] جماعت کے سربراہ نے ایک انگریزی رسالہ شائع کیا جس میں یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا [illegible] نے [illegible] کا دعویٰ
نہیں کیا [illegible] اقبال کے اس بیان پر [illegible] تصور [illegible] مذاہب کے ساتھ [illegible][4] سول اینڈ ملٹری
[illegible] نے یہ رائے ظاہر کی کہ [illegible] حضرت علامہ [illegible] کہ آپ [illegible] ہے یہ [illegible] سے [illegible]
ہے [illegible] اقبال [illegible] پر ترجیح دیتا ہے [illegible] تو اور کیا ہے[5] یہ اعتراضات علامہ اقبال کی [illegible]
[illegible] نے اقبال پر تناقض کا الزام عائد کرتے ہوئے لکھا کہ پہلے تو اقبال تمام احمدیوں کی [illegible] کرتے تھے [illegible] اس کی مخالفت پر
کمربستہ ہو گئے ہیں۔ روزنامہ "سٹیٹسمین" میں ایک قاری نے احتجاج کرتے ہوئے لکھا کہ [illegible] نے [illegible] تہذیب [illegible] سے
استفادہ کیا ہے۔ اقبال کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] کا کوئی پہلو قابل [illegible] نہیں ۔ [illegible]
اہم سوالات اٹھائے جن کا اقبال کی طرف سے [illegible] اسی دوران [illegible] میں شائع ہوا[1]

یہ مباحث جاری تھے کہ جواہر لال نہرو نے [illegible] میں قلم اٹھایا۔ "ماڈرن ریویو" کلکتہ میں ان کے [illegible] شائع ہوئے
جو [illegible] علامہ اقبال [illegible] نے آگے چل کر ایک مضمون کی شکل اختیار کی اور یہ مضمون "اقبال اور احمدیت"
کے عنوان سے شائع ہوا [illegible] مضامین [illegible] یاد کرتے ہوئے [illegible] لکھا ہے کہ [illegible] احمدیہ کے مراد
سے [illegible] کشمیر کمیٹی [illegible] اور [illegible] تھا کہ اس کے [illegible] مسئلہ کشمیر کے [illegible] اپنے ذاتی اور جماعتی [illegible]
[illegible] میں مصروف ہیں۔ اس خیال سے [illegible] مسلمانوں کی وحدت کا [illegible] کس اصول پر ہے۔ [illegible] سوال کا جواب
[illegible] رہتے تھے [illegible] لکھنا پڑ گیا۔ اقبال کو مرزا [illegible] { [illegible] } [illegible] میں
[illegible] کو سیاسی، اجتماعی اور مذہبی اعتبار سے وحدت امت کی [illegible] کس اصول پر ہے۔ اس سوال کا شائع ہونا تھا کہ طرح طرح
کے سوال پیدا ہونے لگے اور ملک [illegible] اور [illegible] نے [illegible] شروع کر دی۔ [illegible] یہ کہ اقبال نے ایک ایسے [illegible] کا
[illegible] مذہبی عقیدے [illegible] تھا [illegible] سے [illegible] دیا۔ [illegible] وحدت امت کی تشریح کی وہ کانگرس کے [illegible]
[illegible] والے [illegible] سے متصادم تھی [illegible] شائع ہوا تو پنڈت جواہر لال نہرو [illegible] کے [illegible] [illegible] اٹھائے [illegible] اقبال

نے ایک مضمون میں اس کا جواب دیا۔ [8] پھر ایک مزید مضمون نکلا۔ پھر ایک خط کے جواب میں اقبال نے اس بات پر کہ برطانوی حکومت
سے وفاداری کے مطالبے کو الہامی تائید مہیا کرنے کی غرض سے احمدیت ظہور میں آئی۔ قادیانیوں کو اسلام اور ہندوستان دونوں کا غدار قرار دیا۔ [9]
"اقبال اور احمدیت" کے جواب میں "الفضل" قادیان نے جوابی مضمون پر مشتمل سلسلہ مضامین شائع کیا۔ قادیانیوں کے انگریزی
(Review of Religions) کے ایک دعوتی شمارے میں کہ مضمون بعنوان "ڈاکٹر سر محمد اقبال اور تحریک احمدیت" شائع ہوا، جس میں
یہ اعتراض کیا گیا کہ اقبال نے اپنے بیان میں اپنے نظریات پیش کیے ہیں نہیں ان کے حوالوں سے ہی غلط کیا۔ [illegible] اقبال نے کہا
ہے [illegible] لوگوں کے اعتقاد کے نتیجے میں الہام ہم [illegible] ہے۔ اس خیال کو شعر میں یوں ادا کیا ہے:

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے　　غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

جبکہ اکثر انبیاء کرام محکوم اقوام ہی میں مبعوث کیے گئے۔ نبوت کی صداقت کا معیار حاکمیت یا محکومیت نہیں۔ بلکہ وہ الہام کی
روحانیت پر ہے۔ [10] "الفضل" کا یہ مضمون سیریز ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ مئی ۱۹۳۶ء میں قادیانیوں کے اخبار "[illegible]" نے [illegible]
اقبال کی ذات پر حملہ کیا۔ انجمن حمایت اسلام میں قادیانی ارکان بھی تھے اور [illegible] کی جانب سے [illegible] تھی۔ انجمن کے صدر
علامہ اقبال تھے۔ انہوں نے ارکان انجمن کو مشورہ دیا کہ مرزائیت کے ضمن میں انجمن اپنی پالیسی واضح کرنی چاہیئے اور جب ختم نبوت کے
ضمن میں ایک قرارداد پیش کی گئی تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (انجمن کے اہم قادیانی رکن) نے جوش میں آکر اور کھڑے ہوکر کہا کہ "ہماری
رگ میں نبی آسکتا ہے" ڈاکٹر موصوف نے استعفیٰ دے دیا اور وہ غصہ کی حالت میں اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔ [illegible]
پر فالج کا حملہ ہوا جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس واقعے کو ماہنامہ "[illegible] لائٹ" نے [illegible] یوں لکھا

"ایک سہ پہر [illegible] کو ڈاکٹر اقبال نے [illegible] کہ مرزا یعقوب بیگ کافر ہے چنانچہ ڈاکٹر اقبال نے
انجمن حمایت اسلام کو [illegible] دیا کہ مرزا یعقوب بیگ کو الگ کر دیا جائے [illegible]
[illegible] کی [illegible] ایک [illegible] کے رہتے [illegible] ڈاکٹر اقبال تھا
اور ان کے رہبر [illegible] کو مبارک باد دیتے ہیں [illegible] اور ڈاکٹر صاحب انجمن کی
کرسی صدارت کو زینت بخشیں۔" [11]

مرزائیت کے خلاف اپنی تحریروں کے باعث [illegible] اقبال، بقول ڈاکٹر جاوید اقبال، "احمدیوں کے عین عتاب کا نشانہ بنے" [12]
چنانچہ اقبال کو [illegible] بنایا گیا اور [illegible] کی کوششوں کا آغاز ہوا۔ اقبال پر قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ۱۹۳۵ء
تک وہ قادیانیت سے "اچھا حق" رکھتے اور وہ انہیں "مسلمان" کہتے رہے لیکن ۱۹۳۵ء میں ان کی قلب ماہیت ہو گئی اور انہوں نے
احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ اعتراض گزشتہ نصف صدی کے دوران، بار بار اور مختلف تفصیلات کے ساتھ دہرایا گیا ہے
چنانچہ "زندہ رود" کی اشاعت کے دوران شیخ اعجاز احمد نے ڈاکٹر جاوید اقبال کو ایک تحقیقی نوٹ تیار کرکے بھیجا [illegible] میں [illegible] دلائل
اس ضمن میں ہیں کہ ۱۹۳۵ء کے آغاز تک علامہ اقبال کے نزدیک احمدی دائرہ اسلام سے خارج نہ تھے۔ پھر ان کی رائے میں لاہوری جماعت کیوں
ابھی بھی دائرہ اسلام سے یکسر خارج ہو گئی؟ شیخ اعجاز احمد نے یہ نوٹ "مظلوم اقبال" میں بھی درج کیے ہیں [illegible] یہ خیال کہ اقبال

کی رائے میں تبدیلی کی "وجہ کانگریس احرار سازش کے تحت احرار کا دباؤ اور ان کی ریشہ دوانیاں تھیں [illegible] کی نوعیت بھی
سے اپنے دونوں ایک ذاتی معاملہ میں علامہ کا [illegible] ایک تحریری [illegible] حل ہو گئی جس کی وجہ سے احمدیت کی مخالفت [illegible]
میں [illegible] شدت اور تلخی در آئی جو عام طور پر ان کے شیوہ کے مطابق نہ تھی۔"[14]

شیخ اعجاز احمد کے اس دعوے کا سیر حاصل جواب ڈاکٹر جاوید اقبال نے "زندہ رود" میں دیا ہے۔[15] البتہ شیخ اعجاز احمد نے "مظلوم اقبال" میں کسی سے کوئی تعرض کیے بغیر اپنے دعوے کو دہرا دیا ہے۔ البتہ شیخ عبدالماجد نے "زندہ رود" کے متعلقہ مباحث کے جواب میں پوری کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے "اقبال اور احمدیت"۔ "زندہ رود" پر تبصرہ [illegible] ایک اخبار [illegible] تبصرے ہیں، جو کتاب میں شامل ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کو [illegible] دیا ہے کہ وہ اپنی کتاب کے "اقبال اور احمدیت" سے متعلقہ حصوں پر [illegible] کریں یا پھر عبدالماجد کی تحریر کا جواب لکھیں۔[16] ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس مشورے پر عمل نہیں کیا۔ البتہ ڈاکٹر وحید عشرت نے شیخ صاحب کی کتاب پر قلم اٹھایا۔ [illegible] "تجارت" میں [illegible] مضامین شائع ہوتے رہے۔ شیخ عبدالماجد نے جوابی مضامین [illegible] ماہنامہ "تجارت" کے ۲۳ شماروں پر معرکہ گرم رہا۔ [illegible] اس سلسلے کے اپنے آخری مضمون کے ذریعے [illegible] کا فیصلہ دنیا پر چھوڑتے ہوئے، ڈاکٹر وحید عشرت نے بحث کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس بحث سے شیخ عبدالماجد کو یہ فائدہ ہوا کہ انہوں نے "فکر اقبال اور تحریک احمدیہ" کے نام سے ایک اور کتاب [illegible] کے منتشر اوراق" [illegible] ڈاکٹر [illegible] کے مضمون کے جواب بھی شامل کتاب ہیں۔[17]

ڈاکٹر وحید عشرت "اقبال اور احمدیت" پر گہری نگاہ ڈالتے تو [illegible] کی طرح "[illegible] تحقیق" [illegible][18]
شیخ عبدالماجد نے اقبال کے خاندان میں [illegible] احمدیت [illegible] کیا ہے۔ ایک طرف [illegible] انگریز حکمرانوں سے [illegible] کو ثابت کرنا [illegible] ہے۔ اس حوالے کے لیے "علامہ اقبال اور انگریز حکمران" [illegible] اقبال کی وفاداری کا ۲۵ سالہ ریکارڈ [illegible] "اقبال [illegible]" اور "[illegible]" ۱۹۲۵ء سے قبل زبان کیوں نہ کھولی؟" [illegible] عنوانات بھی قائم کیے ہیں۔ [illegible] اقبال کی شخصیت پر اعتراضات ہیں اور اس ضمن میں [illegible] کے تاثرات بھی شامل کیے ہیں۔ "فکر اقبال اور تحریک احمدیہ" کے سرورق پر "[illegible]" اور "[illegible]" کی سرمایہ سرکار [illegible] جیسے عنوانات بھی درج ہیں۔ [illegible] باب میں "دنیا بھر کے ماہرین اقبالیات کو دعوت تحقیق" [illegible] اور یوسف سلیم چشتی کا یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ "اقبال ۱۹۱۱ء تک کٹر مرزائی اور مرزا صاحب کے مخلص متبع تھے۔"[19]

اقبال کا "احمدیت سے گہرا تعلق" ثابت کرنے کے لیے شیخ عبدالماجد نے [illegible] تحقیق [illegible] ہے [illegible] شیخ [illegible] اور [illegible] وغیرہ بھی یہ موقف پیش کر چکے تھے۔ اس کا ایک مقصد تو مرزائیت کو تقویت پہنچانا ہے اور دوسرا مقصد علامہ اقبال کو [illegible] کی نگاہوں میں گرانا ہے۔ اقبال کی شخصیت اور افکار پر اعتراضات کا یہی مقصد ہے۔ اقبال کو مفکر و مصور پاکستان کے اعزاز سے محروم کرنے کی کوششیں بھی کی گئی ہیں۔ شیخ عبدالماجد کا دعویٰ ہے کہ خطبہ الہ آباد [illegible] جماعت احمدیہ کی ۱۹۲۸ء میں پیش کی گئی "کامل خود اختیاری" کی تشریح و تعبیر ہے اور یہ کہ اس کا تقسیم ہند سے کوئی تعلق نہیں۔[20]

حوالے اور حواشی

۱۔ ایک مکتوب بنام سید نذیر نیازی مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء میں اقبال لکھتے ہیں۔ "وہ مضمون جو آپ نے [illegible] دیکھا ہے، تمام انگریزی اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ایسٹرن ٹائمز، ٹریبون، سٹیٹسمین، ٹائمز آف انڈیا، کلکتہ، علاوہ اس کے اردو اخباروں میں اس کا ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ ۱۴ مئی کے سٹیٹسمین نے اسے شائع کیا ہے اور ساتھ ہی اس کے اوپر لیڈنگ آرٹیکل بھی لکھا ہے۔" (کلیات مکاتیب اقبال۔ ج ۴، صفحہ ۱۲۱)

۲۔ یہ مضمون سید عبدالواحد کے مرتب کردہ مجموعے (Thoughts and Reflections of Iqbal)، لطیف احمد شروانی کے مرتب کردہ مجموعے (Speeches and Statements of Iqbal) اور شاہد حسین رزاقی کے مرتب کردہ مجموعے (Discourses of Iqbal) میں شامل ہے۔ [illegible] نے "حرفِ اقبال" کے عنوان سے اس مجموعے کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔

۳۔ نقوشِ [illegible]، ڈاکٹر [illegible]، صفحہ ۱۳۲

۴۔ تفصیل اور حوالوں کے لیے دیکھیے، اقبال اور احمدیت، بشیر احمد ڈار، صفحات ۴۹ تا ۵۳

۵۔ مکتوباتِ اقبال، سید نذیر نیازی، صفحہ ۳۰۰

۶۔ "سٹیٹسمین" کا اہم ترین سوال یہ تھا کہ ایک مذہبی جماعت کے اندرونی اختلافات کی طرف حکومت کہاں اور کب توجہ کرے؟ اقبال کا جواب یہ تھا کہ سکھوں کی [illegible] کہ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں [illegible] قائم کر دیا [illegible] قادیانیوں کے معاملے میں [illegible] سکتی ہے۔ [illegible] نے ختمِ نبوت کے اصول کو [illegible] ساتھ ہی اعلان کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختمِ نبوت کے اصول کو تسلیم کریں اور اس میں تاویلات کو ترک کر دیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال اور احمدیت، ڈار، صفحات ۶۲ تا ۶۵)

۷۔ دیکھیے، مکتوباتِ اقبال مرتبہ سید نذیر نیازی، صفحات ۲۱۰ تا ۲۱۲

۸۔ یہ مضمون بھی سید عبدالواحد اور لطیف احمد شروانی کے مجموعوں میں شامل ہے۔ اردو ترجمہ "حرفِ اقبال" میں ہے۔ دونوں مقالوں کا اردو ترجمہ (یہ دونوں مقالے [illegible]) "اقبال اور احمدیت" از بشیر احمد ڈار میں بھی شامل ہے۔

۹۔ دیکھیے۔ Thoughts and Reflections of Iqbal - ۲۴۸ تا ۳۰۶ Speeches and Statements of Iqbal - ۱۲ تا ۱۱۹

۱۰۔ "تاریخِ احمدیت" صفحات ۱۹۷، ۱۹۸ بحوالہ "اقبال اور احمدیت" — بشیر احمد ڈار، صفحات ۱۱۲ - ۱۱۳

۱۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال اور [illegible]، [illegible]، صفحات ۱۲۱ تا ۱۲۶

۱۲۔۱۳۔ زندہ رود، صفحات ۵۶۹، ۵۷۵

۱۴۔ مطالعہ اقبال، صفحات ۱۹۵ تا ۱۹۹

۱۵۔ دیکھیے، زندہ رود، صفحات ۵۶۹ تا ۵۹۰

۱۶۔ اقبال اور احمدیت، شیخ عبدالماجد، صفحہ ۲۲

۱۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، "فکر اقبال اور تحریک احمدیت" ۱۹۷۵ء، [illegible]

۱۸۔ شیخ و صوفی کی "تحقیق" کا انداز حسبِ ذیل مثال سے واضح ہے:

شیخ عبدالماجد کے قول [illegible] سلسلہ احمدیہ کی روشنی میں [illegible] اسی بات کے قائل ہیں کہ [illegible] نظم کا دور دورہ ہے [illegible] نظم ہی [illegible] کا کام دکھائی ہے۔ چنانچہ نظم کی کشورکشائی کے [illegible] ۱۹۲۲ء میں [illegible] کے اردو میں پڑھی جانے والی نظم [illegible] شعر شامل کیا:

"[illegible] نظم کا دور ہے [illegible] کشورکشائی [illegible] کا شوق کی تلوار کیا" (اقبال اور احمدیت، ۱۲۰ ۱۲۱)

اس شعر کے آخر میں جو سوالیہ نشان ہے اسے عبدالماجد نے حذف کر دیا ہے۔ (دیکھیے، اقبال کا ابتدائی کلام، [illegible] ۱۵۰، ۳۲)

جس سے یہ ظاہر ہے [illegible] کے بعد کے اشعار کے آخر میں سوالیہ نشان ہے۔

۱۹۔ "فکر اقبال اور تحریک احمدیت" — صفحہ ۳۸۹

۲۰۔ اقبال اور احمدیت، صفحات ۲۱ تا ۲۴

۱۔ مشرق

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ " مغربی تمدن کی اشاعت نے مشرق میں ایک سخت کشمکش پیدا کر دی ہے۔ ایک طرف قدیم افکار ہیں دوسری طرف جدید اصول۔ یہی کشمکش عالم اسلامی میں بھی جاری ہے۔ ہمارے یہاں دو جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ایک جماعت قدیم خیال کی ہے جو اپنے تمام تقلیدی رسوم و خیالات پر سختی کے ساتھ جمی ہوئی ہے۔ کسی طرح کی لچک اور حرکت اس میں باقی نہیں۔ دوسری جماعت نئی نسل کی ہے۔ اس نے مغربی تمدن کی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے لیکن اسلامی تعلیم اور آداب سے بے بہرہ ہے۔ [illegible] عام علما اور عوام اسلام کے مذاہب و رسوم ہی کو اسلام سمجھتے ہیں اور اپنی ترقی میں مانع [illegible] اور [illegible] مضطرب ہو گئی ہے۔ دوسری جماعت معمول فکر و نظر کی ہے۔ [illegible] دونوں کناروں کے بیچ [illegible] ہے۔ [illegible] جماعت کی موجودہ تعلیم میں بھی ہوئی ہے [illegible] کی طرح [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے۔ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ مغربی تمدن کی تمام خوبیاں حاصل کی جا سکتی ہیں بغیر اس کے کہ اسلام کی حقیقی اور خالص روح کو نقصان پہنچایا جائے۔"[1]

ابوالکلام آزاد کی اس رائے کو درست ہوتے ہوئے بھی کچھ [illegible] ہیں۔ اسے نقل کرنے کے بعد شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے کہ " اس معاملہ میں قوم پرست سے بڑا اصول امام الہند شاہ ولی اللہ کا ہے۔ انہوں [illegible] اور ماحول کا خیال کر کے قدیم علما کی [illegible] کی اور خود [illegible] ترجمہ کیا۔ اپنی تصانیف میں عقل اور مصلحت کے معاملوں کا پورا خیال رکھا اور دکھا دیا کہ اسلام اور [illegible] اصلاح اور ترقی کا راستہ کیسے طے ہو سکتا ہے۔ اس طریق کار کو سمجھنے کے لیے شاہ صاحب کی کتابیں اب بھی [illegible] ہیں۔ لیکن قدیم اور جدید کی اصل کشمکش شاہ صاحب کے بعد پیدا ہوئی اور اس نے [illegible] خطرناک صورت اختیار کر لی۔ یہ کشمکش ابھی جاری ہے۔ ۔ ۔ ۔ اقبال [illegible] راستے پر چلا اور وہ بھی شاہ ولی اللہ کے مطابق تھا۔ اس کے مطالعہ اور مشاہدے کا نچوڑ تھا:

> زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
>
> دلیل کم نظری قصۂ جدید و قدیم!"[2]

علامہ اقبال کی ایک جامع حقیقت [illegible] ہے۔[3] پاکستان سمیت عالم اسلام کے لیے درست راہ عمل یہی ہے۔ بقول شیخ محمد اکرام " [illegible] دل سے سوچا جائے تو شاید قدیم اور جدید کی [illegible] اختلافات [illegible] اور [illegible] ترقی اور [illegible] دونوں کا مناسب [illegible] ضروری ہے۔ اگر قدیم کو نظر انداز کر دیا جائے تو [illegible] کا رشتہ جس سے قومی شیرازہ [illegible] ہے [illegible] کی طرح [illegible] اور کمزور ہو جائیں۔ [illegible] کا نتیجہ یہ ہے کہ جدید کو نظر انداز کرنے سے ترقی [illegible] اور قوم کی حقیقی خوبیوں اور [illegible] کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر جدید [illegible] ترقی جانے تو مستقبل کی ترقی اور [illegible] ہو جائے اور قومی وجود ایک جامد اور بے جان صورت اختیار کر لے۔"[4]

اقبال کی مخالفت [illegible] نے بھی کی اور جدیدوں نے بھی۔ گزشتہ ادوار میں عہد تنزل کی [illegible] اور [illegible] کے حامیوں میں تنگ نظر اور جامد [illegible] کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ [illegible] اقبال کی اصلاحی [illegible] شاعری کے دل سے [illegible] قدم [illegible]

زیادہ وابستہ ہونے کی وجہ سے ماہرِ اقبال رہے ہیں۔ ان میں ستر [illegible] ندوی، [illegible] ندوی اور ابوالاعلیٰ مودودی جیسے اکابر اقبال شناس شامل ہیں۔ [illegible] میں مستشرقین اور اشتراکیوں وغیرہ کا ذکر آچکا ہے۔ انکے علاوہ مغرب زدہ حضرات، مثلیت پرست، مغربی فکر، فلسفے، ادب اور تہذیب کے شیدائی اور جدیدیات کے [illegible] ماہرین شامل ہیں۔ اقبال کا لسانی جائزہ لینے والوں کی تنگ دلی کا۔ [illegible] کے نام اقبال کے بعض ذہنی [illegible] ہے جو ۱۹۰۹ء میں رسالہ اردو [illegible] کے دوران لکھے گئے۔ مغرب کے سیاہ ٹیوں میں جلوہ عوام [illegible] حتیٰ کہ مغرب [illegible] اقبال کا ہر شعر [illegible] جانوروں کی لاش نظر آتا ہے۔ مسلمان [illegible] قرآن کے [illegible] اور [illegible] اور اقبال کے تصورِ خودی کو ایک [illegible] قرار دیا۔ [illegible] ایسے اشعار جن کو اقبال نے بہتر قرار دیا ہے ان اقبال کی [illegible] ہیں۔ [illegible] کے مطابق [illegible] قرآن اور [illegible] علوم کی طرف [illegible] مسلمانوں کے لیے اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہے، احساس کمتری کی مظہر ہے۔ انکے بقول "یہ بات نہیں ہو سکتی کہ سائنس کو تو لے لو اور [illegible] کی روح سے اور [illegible] کو بھی [illegible] کا ثوب برقرار رکھو، ان دو باتوں کا میل نہیں ہو سکتا"[۸] جمیل [illegible] قرار دیتے ہیں کہ اقبال [illegible] شاعری میں ان حالات کا اظہار کرتے ہیں جو [illegible] ہیں جو [illegible] کی جدید علوم کے حصول کی تحریک کے دوران [illegible] ملّا کہا کرتے تھے ... مقام مغرب میں ہونے والی تحریک [illegible] علوم کو شیطان قرار دیتے ہیں[۹] [illegible] ایم ایس رشید، پروفیسر حبیب الرحمٰن، [illegible] اور [illegible] عشرت وغیرہ شامل ہیں۔ [illegible] ایسے بھی ہیں جو خطباتِ اقبال کو مغرب سے مرعوبیت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ یہ [illegible] جیسے [illegible] اقبال سے محروم ہوئی۔ ڈاکٹر عشرت [illegible] اور [illegible] جیسے اقبال شناسوں کے توسط سے [illegible] ہی۔ اقبال نے [illegible] اسلام کی [illegible] ہرگز اور [illegible] اور [illegible] کی مخالفت بھی کی اور حمایت بھی۔ ان کا نقطۂ نظر اور متوازن رویّہ غیر اقبال شناسوں کی نوعیتِ مخالفت حسبِ ذیل اشعار سے واضح ہے:

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے، نہ غربی
گھر میرا نہ دلّی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند!
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں، نہ تہذیب کا فرزند!
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند![۱۰]

۲

ایسے معترضین بھی ہیں جن کا اقبال سے [illegible] دوستی یا رشتہ وغیرہ کا تعلق ہے لیکن اقبال ان کی [illegible] کے مطابق [illegible] تو انہوں نے اقبال کے خلاف الزام تراشی کی (یہ بات [illegible] پر بھی صادق آتی ہے۔) ان معترضین میں سیاسی شخصیات شامل ہیں۔ وہ [illegible] کے مضامین اور [illegible] منظومات کا ذکر ہو چکا ہے۔ دوسرے سیاسی لوگ خصوصاً سر فضل حسین [illegible] اقبال کو بدنام کرتے رہے۔ شیخ اعجاز احمد کہتے ہیں کہ ایک [illegible] کہ اقبال نے [illegible] عقیدت تھی۔ وہ اقبال سے ملنے آئے تو [illegible] خالی ہونے کے باوجود [illegible] پر [illegible] اور [illegible] پہلے یہاں بیٹھنا ہی قابل [illegible] ہے۔ ان [illegible] سے بھی اقبال کو دوں [illegible]

۲

پیر تابش اور علی بات کیسے تاثر تا ہے۱۱ سیاسی اور مذہبی نقطۂ نظر کے اختلاف کی وجہ سے مشکلوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے بھی اس دور کے
اعمار کیے۔ مثنوی کلمہ نے پس منظر میں مذہبی، [illegible] اندرے اسے سیاسی رقابت کا بہتر عمل کہا ہے۱۲

عطیہ اور اقبال کی دوستی تھی۔ یہ دوستی ساری عمر تک ہو سکتی تھی لیکن ۔ ہوئی [illegible] ان کی وفات کے باوجود اقبال [illegible] عطیہ [illegible]
سے عطیہ نازلی پرٹس اور اقبال پر دیانتداری اور ریاکاری وغیرہ کے الزامات عائد کیے ہیں کا اقبال [illegible] دو مصوری کے ساتھ [illegible]
عطیہ کی کتاب "اقبال" ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی اس میں وہ لکھتی ہیں کہ "ہندوستان، ایران کی [illegible]، شاعری اور [illegible] دونوں [illegible]
ہو گیا تھا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا بجائے اس کی ساری شعوری طاقت پر چھا گیا تھا۔"۱۳

آفتاب اقبال [illegible] اپنے عالم کے پوری طرح کو [illegible] کی اور [illegible] اسلامی خیالات کی [illegible] انہوں [illegible] کی وجہ اس طرح
کی [illegible] کی مخالفت میں بہت آگے نکل گئے علامہ اقبال کی وفات کے [illegible] آفتاب اقبال نے [illegible] ایک تھا۔
بعنوان "علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی" [illegible] والدہ آفتاب اقبال [illegible] سے شائع کی۔ اس کتاب میں خود کو اور اپنی والدہ کو [illegible]
کے سلوک کا [illegible] کے لیے علامہ اقبال کو [illegible] ظالم قرار دیا۔ آفتاب اقبال کی وفات ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔ راقم کی کتاب
"اقبال دشمنی ایک مطالعہ" ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں پہلی مرتبہ اقبال پر [illegible] الزامات کا تفصیلی جائزہ [illegible] کیا گیا [illegible]
سامنے آئے تو [illegible] آفتاب اقبال [illegible] اور مذکورہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا اس ایڈیشن [illegible] راقم کی کتاب پر
تبصرہ شامل ہے۔ [illegible] تبصرے میں اقبال [illegible] الزامات [illegible] اور راقم کے [illegible] کی گئی ہے [illegible] آفتاب اقبال
والدہ [illegible] کیا ہے۔ [illegible] آفتاب اقبال کو حضرت یوسف [illegible] اور [illegible] کو زلیخا [illegible]۱۴

حوالے اور حواشی

۱۔۲۔ لوح آخر، دیباچہ

۳۔ یہ حرف حریر و ترمیم کہ روح و بدن، دین و دنیا، مذہب اور سائنس، مرد اور عاملت، مشرق و مغرب، عقل و عشق، جلال و جمال اور فکر و نظر کے اشارے اقبال کے ہاں کس درجے کا انحراف ہے۔ مزید دیکھیے، پروفیسر قاضی تنویر کا مضمون [illegible] اقبال کی شاعری کا ایک پہلو" مشمولہ "میزان اقبال"۔

۴۔ لوح کوثر، دیباچہ

۵۔ فکر اقبال، صفحہ ۲۰۱

۶۔ دیکھیے، Iqbal's Concept of God از ایم ایس زبیر

۷۔ دیکھیے، اقبال ایک مطالعہ

۸۔ دیکھیے، پروفیسر تنویر کا معروف مضمون "معرفت قدیم اور مذہب اقبال"۔ مشمولہ "اقبال بحیثیت ایک مکمل مفکر"، مرتبہ: [illegible]

۹۔ دیکھیے، اقبال ہمارے عظیم شاعر، پہلا باب

۱۰۔ کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۱۳

۱۱۔۱۲۔ نظام اقبال، صفحہ ۲۳۰

۱۳۔ اقبال، عطیہ بیگم، مترجم ضیاء الدین احمد برنی، صفحات ۴۳۔۴۰،

اگر اقبال کی ساری شعوری عامت پر گہری چھا گیا ہوتا تو محض مکروفن کی صورت میں ان کا جو کارنامہ سامنے آتا ہر زیادہ فکرمند ہوتا اقبال مرد مومن ہے اور اس کی اپنی شخصیت کا کچھ شاعر ہی تھا

۱۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، (۱) مقدمہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی (۲) اقبال بحیثیت ایک مطالعہ، باب دوم (۳) پروفیسر ایوب صابر کی کتاب "اقبال شناسی ایک مطالعہ" پر تبصرہ مشمولہ مقدمہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی، مترجم شدہ ایڈیشن،

دوسرا باب

اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ

دوسرا باب: اقبال کی شخصیت پر اعتراضات

۱۔ اقبال کا خاندان : اعتراضات کی زد میں

اقبال کے اجداد کشمیری پنڈت تھے جو سپرو کہلاتے تھے۔ یہ بات اقبال کو اپنے بزرگوں سے معلوم تھی۔ شیخ عطا اللہ لکھتے ہیں کہ "میں نے اپنے دادا جان سے سنا ہے کہ ہمارے اجداد میں سے کسی نے [illegible] برس ہوئے ترک ہندو مت کر کے اسلام قبول کیا وہ [illegible] کے عرف سے مشہور ہوئے کیونکہ انہوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ [illegible] کی عادت حاصل کی ... اس خاندان کے متعلق دادا جان نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سنا ہوا تھا وہ انہوں نے چچا جان (علامہ اقبال) کو بھی بتلایا ہوا تھا اور انہیں اس روایت کی تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں انہیں اپنے اس مورث کا سراغ مل گیا"[۲]

اجداد اقبال کی طرف سے خاندان اقبال کو بھی اعتراضات کا ہدف بنایا گیا ہے جن میں تارا چرن رستوگی اور [illegible] قوم پرست مسلمانوں میں محمد عظیم فیروز آبادی اس ضمن میں پیش پیش ہیں۔ اول الذکر نے ۱۹۷۲ء میں ایک مضمون لکھ کر اس کا آغاز کیا اور اقبال کے برہمن نژاد ہونے کی نفی کی۔[۳] ۱۹۷۹ء میں مؤخر الذکر نے بھی کہا کہ دونوں صاحبان نے [illegible] مضامین ڈاکٹر اقبال کے والد اور ماموں [illegible] کے متعلق عجیب و غریب [illegible] اپنے مضمون بعنوان "علامہ اقبال کا خاندان اور آبائی مذہب" میں اس دعوے کو دہرایا۔[۴] ڈاکٹر رستوگی نے اپنی کتاب ([illegible]) میں، ڈھٹائی کے ساتھ، یہ دعویٰ دہرایا کہ اقبال برہمن نژاد نہیں تھے۔[۵] رستوگی اور عظیم فیروز آبادی کا دعویٰ ہے کہ [illegible] اقبال کے والد کا نام رتن لال تھا۔ شیخ نور محمد [illegible] اور ان کا تعلق ایک [illegible] خاندان سے تھا[۶]

۲

ڈاکٹر رستوگی نے، حسب ذیل دلائل کی بنیاد پر، اقبال کے برہمن نژاد ہونے کی نفی کی ہے:۔

(۱) کوئی برہمن اسلام یا عیسائی مذہب قبول کر کے بھی درزی کا پیشہ اختیار نہیں کرتا مگر اقبال کے والد درزی تھے اور اقبال کے چچا غلام قادر نہر کے محکمے میں چپڑاسی یا مستری تھے۔ کسی زمانے کے برہمن ان پیشوں سے تحقیر کا احساس کرتے تھے۔

(۲) شیخ کشمیر کا ہر مسلمان اپنے کو اصلاً برہمن ہی بتاتا ہے جس کے معنی تو یہ ہوئے کہ برہمنوں کے علاوہ کشمیر میں کسی ذات کا وجود ہی نہیں تھا۔

(۳) اقبال کا شجرۂ نسب دیکھنے سے مایوسی ہوتی ہے کیونکہ اقبال کی پیدائش سے پہلے سب کے سب مزدور علم کی روشنی سے بیگانہ محض ہی دکھائی دیتے ہیں۔

(۴) گوتر سلسلہ کسی نہ کسی رشی کا ہوتا ہے۔ سپرو نام کا کوئی رشی ہوا تو [illegible] موجود ہی ہوتا ہے، لہٰذا سپرو کوئی گوتر نہیں ہو سکتی البتہ کوئی [illegible] ہو سکتا ہے۔

ان دلائل کا جائزہ [illegible] دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ درزی کے پیشے کو رستوگی نے برہمنوں کے [illegible] سے کمتر

درجے کا پیشہ سمجھا ہے حالانکہ ہندوؤں میں دری کا کام کرنے والے کو بھی شودر یا اچھوت نہیں سمجھا گیا۔ مسلمان ہو جاتے ہیں اور پھر جب کسی برہمن نے اسلام قبول کر لیا تو اس کی نظر میں اس بات کی کیا اہمیت باقی رہ گئی کہ دری کا پیشہ [illegible] رتبے کا پیشہ ہے یا پست مرتبے کا۔ اور یہ سوچنا [illegible] اخبارات اور [illegible] میں سوچی کے تو اس [illegible] کی [illegible] ہے۔ شیخ نور محمد کے ایک ہی بھائی تھے اور ان کا نام [illegible] تھا۔ وہ شہر کے محلے میں [illegible] [illegible] اور سیالکوٹ اور [illegible] ضلع انبالہ میں متعین تھے۔

ڈاکٹر [illegible] رسول کی کتاب کے [illegible] کشمیر کے سبھی مسلمان [illegible] آباء و اجداد کو برہمن ہی سمجھتے ہیں [illegible] [illegible] کے حالات [illegible] بات کا سہارا ہے۔ [illegible] برہمن [illegible] ہونے [illegible] مشکوک قرار دیا [illegible] کے خاندان میں علم و عمل کی [illegible] کا فقدان تھا، بقول [illegible] منظر [illegible] کے سوا کچھ بھی نہیں۔ روایت خواہ علم و عمل کی ہو خواہ جہل و ضلالت کی، [illegible] نہیں رہتی۔ روایتیں زمانے کی گردش [illegible] اور [illegible] رہتی ہیں۔ یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ خاندان میں علم و عمل کا [illegible] سے مفقود تھا۔ علامہ اقبال کے دادا (شیخ محمد رفیق) کے بھائی، شیخ محمد رمضان، بقول [illegible] فارسی کی [illegible] کے مصنف تھے۔

سپرو گوت (گوتر) کے متعلق جو کچھ ڈاکٹر رسول نے لکھا ہے صحیح ہے۔ [illegible] یا گوتر ایک ہے۔ محض ذات (Caste) ہے جس کی وجہ تسمیہ کچھ بھی ہو سکتی ہے۔

۳

علامہ اقبال کی برہمن زادگی پر کچھ اعتراض ڈاکٹر اکبر حیدری نے کئے ہیں۔ ان کے مطابق [illegible] کی روایت کے مطابق [illegible] تھے اور [illegible] کی [illegible] سے متعلق [illegible] تھے۔ [illegible] مصور آہ دے [illegible] برہمن زادگی کی کہانی [illegible] گھڑی ہوئی نہیں ہے بلکہ ان کے خاندان کی روایت ہے۔ [illegible] اقبال کا [illegible] برہمن زادگی یا [illegible] سے بہت ملتا ہے۔ اکبر حیدری لکھتے ہیں [illegible] تاریخ کشمیر میں کس بنا پر [illegible] سال پہلے [illegible] اقبال کا [illegible] قرار دیا گیا۔ [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] کو لوگ بھی [illegible] اور دو [illegible] علامہ اقبال کے خاندان میں پہلے سے چلا آ رہا تھا۔ مثلاً ان کے زمانی اور مکانی تعلق کا [illegible] تاریخ کشمیر اعظمی سے مشکل حل ہوگی۔ اکبر حیدری نے یہ بھی لکھا ہے کہ [illegible] لاولد مرے تھے، اس لیے کہ شادی کے [illegible] سے پہلے [illegible] بیوی کو طلاق [illegible] لیکن [illegible] لکھتے ہیں کہ اکبر حیدری کے نزدیک یہ بات تاریخ کشمیر اعظمی سے ثابت ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

[illegible] کی [illegible] کے پہلے باب میں [illegible] اور [illegible] متعلق بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر [illegible] اقبال نے [illegible] شاہ [illegible] کی تصنیف، تاریخ کشمیر اعظمی اور [illegible] [illegible] کی [illegible] تحائف الابرار فی ذکر الاولیاء و الاخیار سے اقتباسات نقل کیے ہیں۔ [illegible] کے بیان سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] تعلقات قائم ہوئے سے پیشتر ہی علیحدگی ہو گئی۔ [illegible] کی تصنیف [illegible] سو برس پہلے کی ہے اور بقول [illegible] اقبال [illegible] کا بیان زیادہ صحیح ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ [illegible] نے نکاح سے بیشتر اسلام قبول کیا اور کچھ مدت بیوی کے ساتھ بسر کرنے کے بعد علیحدگی ہوئی۔

مڈل سکول سیالکوٹ کے سرٹیفکیٹ اور ولادت کے رجسٹر کی بنیاد پر جس میں اقبال اور ان کے بھائی بہنوں کی ولادت درج کی ہوئی ہے، محمد عبداللہ قریشی / فیروز آبادی نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اقبال کے والد کا نام نتھو تھا۔ ۱۸۹۵ء کا ایک حوالہ نقل کر کے لکھتے ہیں:

"اس حوالے سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اقبال کے والد کا نام شیخ نتھو ولد غلام محمد تھا دوسری یہ کہ ان کی قوم شیخ تھی سپرو نہیں تھی"[۱۲]

ڈاکٹر رفیق ... مولوی ... کی بنیاد پر دعویٰ کیا ہے کہ ۱۸۹۵ء تک اقبال کے والد کا نام شیخ نتھو تھا"[۱۳] ایک اور علمی دستاویز کی بنیاد پر معلم فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ اس کا مقصد ... یہ ثابت کرنا تھا کہ اقبال کی قوم سپرو تھی اور والد کا نام شیخ نور محمد تھا ... ولادت کے خیال میں علامہ اقبال نے اپنے والد کا نام نور محمد رکھ لیا تھا"[۱۴] اقبال کی تعلیمی اسناد پر ان کی ولدیت نور محمد ہے۔ اس مشکل کا حل فیروز آبادی نے یہ نکالا ہے کہ اقبال کی مسٹر/ ... اور بی اے اور ایم اے کی اسناد کو جعلی قرار دے دیا۔[۱۵] یہ عجیب بات ہے کہ "ماہنامہ طلوعِ اقبال" میں معلم فیروز آبادی کے مضامین ("اقبال کی تاریخ ولادت" اور "اقبال کے والد کا نام") کو "مقالہ افتتاحیہ" کی حیثیت حاصل ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"بظاہر یہ مضامین، علامہ کی تاریخ ولادت اور ان کے والد کے نام سے بحث کرتے ہیں لیکن ان میں اقبال شکنی اور اقبال دشمنی کا شعوری کاوش بہت نمایاں ہے۔ انھوں نے اقبال پر لکھنے والوں کی "اقبال پرستی" یا "اقبال فروشی" کا شکوہ کیا ہے، لیکن ان کا مضمون "اقبال دشمنی" کا شاہکار ہے۔ اقبال کے بارے میں فیروز آبادی صاحب کا تعصب اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ وہ ہر جگہ اقبال کی کمزوریوں کے تذکرے (ص ۳۳) میں سارا (ص ۲۹) سرگرم (ص ۳۷) اور سوانح کا نکارے (ص ۴۱) اقبال کی کوئی خوبی یا اچھائی انہیں دیکھنے کو نہیں ملی، اور وہ انہیں ہیٹا ثابت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں دیتے۔ جہاں اقبال کی کوئی کمزوری نظر آتی ہے، تو وہ کھل کھیلتے ہیں اور بھرپوری خوشی سے اور بیان سے غیر مہذب اور ناشائستہ الفاظ میں ان پر وار کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اقبال کی غزل کی سند فرضی اور بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں جعلی اور مصنوعی ہیں۔ فیروز آبادی صاحب نے تحقیق میں صداقت اور غیر جانبداری پر بہت زور دیا ہے اور پروفیسر جگن ناتھ آزاد کو ان کے "علمی تعصبات اور غیر ادارہ لا برائی" پر ڈانٹ پلائی ہے، مگر ان کا ... کہ "حیاتِ اقبال" (۱ ج کپی) کو عطیہ بیگم کی تصنیف بتایا ہے (ص ۳۴) "تصریحِ اقبال" کا سنہ ۱۹۳۵ء ایک جگہ ۱۹۲۸ء اور دوسری جگہ ۱۹۳۹ء متعین کیا ہے۔ قریشی ملتانی کی "اقبال کی جانیاں" کو "اقبال کی لسانی ..." بنا دیا، اور "معلوم اقبال" کو اقبال کی "... ..." سمجھ بیٹھے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اقبال کے والد کا اصل نام نتھو تھا مگر اقبال ڈاکٹر اور بیرسٹر ہو گئے تو والد کا نتھو ہونا انہیں کھٹکنے لگا اور احساسِ کمتری دور کرنے کے لیے اسے نور محمد (یا میر محمد) سے بدل دیا، فیروز آبادی صاحب نے جو "تحقیق" مضمون لکھا ہے، اس میں بکثرت یہ انداز ملتا ہے: قرین قیاس یہ ہے ... ہو سکتا ہے ... اندازہ یہ ہے ... گمان یہ ہوتا ہے ... لکھا ہوگا

"۔۔۔۔ قومی احساس ہے ۔۔ [illegible] ہوا ہوگا" ۔ یہی "شاعر" کی اشاعت خاص میں شائع شدہ "مکاتیبِ اقبال بنام [illegible]"
(ص ۵۲۹) میں والدِ اقبال کا نام "نور محمد المعروف شیخ نتھو" دیکھ کر اس ہرا [illegible] پایۂ تحقیق کی دیمک کھل گئی ہوگی"[۱۲]

ڈاکٹر ہاشمی نے یہ بھی لکھا ہے اور [illegible] رہا ہے۔ مطلب محض طول طویل اقتباس پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علم معرور آزادی کی [illegible]
اور ان کے پایۂ تحقیق کا اندازہ ہو سکا۔ معرور آزادی کا مضمون "کیا اقبال کشمیری پنڈت تھے؟" (شائع شدہ ماہنامہ [illegible] ۱۹۹۰ء)
پڑھ کر ایس فرودی، عالم خاص حسین اور قرۃ العین حیدر نے محنت کی تو موصوف نے اسی عنوان کے تحت ایک مضمون (مشمولہ اردو [illegible] اقبال [illegible])
میں اعلان کیا کہ "میں علامہ اقبال کا احترام ہی نہیں کرتا ان سے محبت بھی کرتا ہوں"۔ اس کی بیان کو سوائے جھوٹ اور منافقت کے
کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔

"نتائج ناشرانِ اقبال و کرم الٰہی" (۱۸۹۳ء) "شاعر" بمبئی اقبال نمبر میں ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ اسے دیکھ کر ڈاکٹر رستوگی پر یہ ایک بڑی تحقیق
کی حقیقت کھلی ہوگی لیکن ڈاکٹر موصوف نے اس کا سامنا کیے بغیر Iqbal on Final Countdown (۱۹۹۱ء) میں یہ بات پھر دہرا دی۔
اس میں شک نہیں کہ شیخ نور محمد کے نام سے زیادہ ان کا عرف "شیخ نتھو" مشہور تھا اور سبق اموزات [illegible] کے نام سے ہوا
لیکن مسلمان گھرانوں میں، خواہ وہ بہت ہی مرتب کیوں نہ ہوں، بچے کا نام ضرور رکھا جاتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ [illegible] نے اس نام
روایت کو نظر انداز کیا ہو۔ سرکاری [illegible] کی عادت میں [illegible] پہلے ہی عقل [illegible] ڈاکٹر رستوگی کا موقف اس انداز میں رد کر دیا تھا:

"ڈاکٹر رستوگی نے ایک سامنے کی بات پر غور نہیں کیا۔ شیخ نور محمد کے والد شیخ محمد رفیق نے جب اپنے
بچے کا نام محمد رکھا (اور خود ان کے بھائیوں کے نام سراج الدین، محمد رمضان اور عبداللہ تھے) تو نور محمد کی پیدائش کے وقت
وہ اپنی خاندانی روایت کیسے فراموش کر گئے"[۱۴]

۵

کوتاہیوں اور غلطیوں سے مبرا، علامہ اقبال تھے اور نہ ان کا خاندان تھا۔ شیخ نور محمد کا عرف "نتھو" اس لیے مشہور ہوا کہ ان کی
پیدائش کے بعد، ان کے ناک میں چھوٹی سی نتھ ڈال دی گئی تھی۔ اس سے پہلے شیخ محمد رفیق کے دس لڑکے ایام شیر خوارگی میں فوت ہو چکے
تھے۔ گیارھویں بچے کے ناک میں نتھ ڈالنے کا مقصد موت کے فرشتے کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش تھی کہ یہ بچہ لڑکا نہیں بلکہ لڑکی
ہے"[۱۵] یہ سراسر توہم پرستی تھی۔ اسی طرح اقبال کو ۱۹۰۸ء میں جب بیرسٹری کی سند دی گئی تو اس کے والد کا نام شامل ہے
Mr Mohammad کی جگہ Noor Mohammad درج کیا گیا۔ اقبال کو چاہیے تھا کہ انگلستان چھوڑنے سے پہلے اس غلطی
کی تصحیح کرا لیتے۔ ان سے یقیناً کوتاہی ہوئی۔ چاہے اسی وجہ سے جب کورٹ میں بطور بیرسٹر ان کا نام درج ہوا تو سند
کے مطابق ولدیت "میر محمد" لکھی گئی"[۱۶]
شیخ نور محمد کے والدین کی توہم پرستی اور علامہ اقبال کی کوتاہی اپنی جگہ لیکن ان واقعات کو [illegible] طرح اچھالا گیا وہ بھی مناسب
نہیں ہے۔ محمد سلیم نیرور آزادی کا دعویٰ ہے کہ اقبال نے دانستہ اپنی ولدیت بدل کر لکھوائی تھی اور اس کا محرک وہی "نتھو" کا مخمصہ
اثر رہا ہوگا"[۱۷] نیرور آزادی نے ۱۸۹۵ء کے بیچ اے سے اصل کے والد کی توہم "شیخ" مستقل کی تھی۔ [illegible] اعتراض [illegible]

لکھتے ہیں کہ ان کی قوم "منہاس" تھی۔ اسے بعض اوقات منہاس بھی کہا جاتا ہے۔ ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ تقسیم ہند سے پہلے سیالکوٹ محلہ
چوڑی گراں کے دو سجادہ نشین مولوی چراغ دین اور حاجی میر ولایت جو کہ ان کے ہمسائے آباد تھے حضرت ڈاکٹر اقبال کے
رشتہ دار تھے اور منہاس برادری سے منسلک تھے[21]۔ ڈاکٹر سلیم ... آزادی کا ... ثابت نہیں ہے ... قوم ...
کہاتے ہیں[22]۔ علاوہ ازیں ان کی تحریر اور تحقیق کا معیار اقبال شناسی ہوتا ہے ایسی صورت میں ان کا بیان کیا ہوا کوئی قصہ کسی صورت
میں قابل قبول ہو سکتا ہے۔ ان کی تصدیق کسی دوسرے ذریعے سے نہیں ہو سکی۔ سیالکوٹ کے کسی باشندے نے اقبال کا تعلق منہاس
برادری سے بیان نہیں کیا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ... کے باوجود شیخ اور ڈار کی برادری "ڈار" ہیں "کشمیری" تھی
مولوی چراغ دین کے بزرگوں کے کاروبار ... شیخ اور ڈار کی برادری منہاس کیسے ہوگی۔

اقبال کی قوم کشمیری تھی کہ آباؤ کشمیر سے سیالکوٹ آئے تھے۔ ان کی قوم "شیخ" بھی تھی جو اس لیے کہ جد اعلیٰ ... مسلمان
ہوئے تھے۔ برادریاں اور قومیں اسی طرح بنتی ہیں ... پہچان ہوتی ہے۔ اقبال کی قوم "سپرو" بھی تھی کہ ان کا تعلق سپرو
گوت سے تھا یا ... کہ ان کے بزرگوں نے ... جیسے ... کی تھی۔ اور اقبال کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیری پنڈتوں سے تھا[23]۔
کرنل خواجہ عبدالرشید کا یہ خیال درست ہے کہ اقبال کی قوم "ڈار" بھی اور ان کی ... "... تھے"[24]۔ ڈاکٹر سلیم ... کے
اس قیاس میں کوئی صداقت ہے کہ اقبال کا تعلق "منہاس" برادری سے تھا۔

حواشی اور حوالے

۱. ڈاکٹر صوفی جی (؟) مرتضیٰ نے لکھا ہے کہ اقبال کے اسلاف برہمن تھے اور کشمیری پنڈتوں کی "سپرو" گوت سے تعلق رکھتے تھے ←
(جناب اقبال کی غیر مطبوعہ تحریریں، صفحہ ۲۰) مقالہ اقبال نے ایک خط میں سن ۱۱ سے اپنے والد سے حاصل کردہ معلومات یوں کی گئی ہیں مکتوب
مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ء میں سال کریں۔ اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیری برہمنوں کے جس گروہ سے ہمارے بیٹھے
کہ مسلم حکومت کا اعتماد حاصل کیا وہ "سپرو" کہلایا۔ غلام نبی ناظر کی تحقیق یہ ہے کہ سپرو کسی گوتر یا ذات کا نام نہیں
بلکہ ضلع تحصیل کولگام کشمیر کے سپر گاؤں سے نقل وطن کر گئے اور ان کے آبائی گاؤں "سپر" سے تعلق سے یہ ساکن ہو
طور پر کشمیر میں ہوا ہے۔ اپنے نام کے ساتھ "سپرو" لگا لیا۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے اس تحقیق سے اتفاق کیا ہے۔
("اقبال" لاہور، جنوری اپریل ۱۹۸۸ء، صفحات ۲۹ تا ۳۱)

۲. مقالہ اقبال، صفحہ ۱۰۔ شیخ اعجاز احمد، مقالہ اقبال کا خط بنام شیخ عطا محمد مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء درج کیا ہے ("انوار اقبال"
اور کلیات مکاتیب اقبال میں یہ خط شامل ہے) اس میں اقبال لکھتے ہیں کہ والد مکرم نے جو کچھ اپنے بزرگوں سے سنا ہے وہ
حیثیت تاریخی درست ہے۔ والد صاحب کشمیر کے مشہور سادات میں سے تھے۔ ان کا ذکر ۔۔۔ اسلم کی "تاریخ کشمیر" میں موجود ہے
گیا ہے۔ ان کا گاؤں لوچر تھا، موضع چکو پرگنہ آدون تھا۔
غلام نبی ناظر لکھتے ہیں کہ سپر گاؤں کا دوسرا نام ۔۔۔ ۔ کی اسلاف کے ۔۔۔ پرگنہ بجو بجوارہ ۔۔۔
پیچھے اقبال کے آبا کا تعلق چکو جولہر کے ساتھ یوں نے ظاہر کیا ہے یہ ۔۔۔ ہے۔

۳. حوالہ۔ مقالہ اقبال کا خاندان اور آبائی گاؤں" از جگن ناتھ آزاد، "اقبال" مذکورہ شمارہ، صفحات ۱۸ تا ۲۰

۴. "کیا اقبال کشمیری برہمن تھے؟"، ڈاکٹر سلیم سرور آزادی، مشمولہ "ہمارا زبان" دہلی۔ مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۱ء

۵. Iqbal in Final Countdown، صفحہ ۲

۶. کتاب مذکور، صفحہ ۲ "سیر اقبال کے اجداد کا" از ڈاکٹر سلیم سرور آزادی، مشمولہ "شاعر" بمبئی اقبال نمبر، ۱۹۸۷ء

۷. تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال" مذکورہ شمارہ، صفحات ۱۸ تا ۲۵

۸. حوالے اور تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال کی برہمن زادگی اور ڈاکٹر اکبر حیدری" از محمد سرور آزاد، مشمولہ "نگار" کراچی
۱۹۶۹ء، "اقبال" مذکورہ شمارہ، صفحہ ۲۷

۹. زندہ رود۔ صفحات ۵-۱

۱۲. دیکھیے، سلیم سرور آزادی کا معروف مضمون "کیا اقبال کشمیری برہمن تھے؟" مشمولہ سہ ماہی "اردو ادب" دہلی، اقبال نمبر ۱۲ ،
"سیر اقبال کے اجداد کا" مشمولہ "شاعر" بمبئی، اقبال نمبر، صفحات ۷۳ تا ۷۵

۱۳. رشتوں نے لکھا ہے۔ The legal deed executed contains the buyer's name as
Seikh Naththu Iqbal's father thus remained Seikh Naththu Mistri until

1895 when the house was bought

بیع نامے میں 'شیخ نتھو' درج ہے۔ رشوتی رام نے "شیخ نتھو مستری" بتایا ہے۔ [illegible] اور رشوتی کا املا ہے تو یہ
املا شیطانی ہے۔ رشوتی نے اپنے قبضۂ عمل کا اظہار ستور کی [illegible] ہے۔ حکیم [illegible] اور رشوتی دونوں [illegible]
اندر لکھتے ہیں تاہم صورت کو مستقل طور پر، جج [illegible] مشکل ہوتا ہے۔

۱۴۔ سہ ماہی "اردو ادب" اقبال نمبر، صفحات ۱۸، ۱۷۔ مذکورہ دستاویز کے لیے دیکھیے، روزگارِ فقیر، جلد دوم، صفحہ ۱۲۰
۱۵۔ "اقبال کے والد کا نام" مشمولہ "شاعر" بمبئی، اقبال نمبر، صفحہ ۲۶
۱۶۔ اقبالیات کے تین سال، صفحات ۱۲۴ تا ۱۳۶ —
۱۷۔ "اقبال" لاہور، جنوری / اپریل ۱۹۸۵ء، صفحہ ۲۱
۱۸ — ۱۹۔ دیکھیے، مطالعۂ اقبال، صفحات ۲۲، ۲۵
۲۰۔ "شاعر" اقبال نمبر، صفحہ ۲۷
۲۱۔ "اردو ادب" اقبال نمبر، صفحات ۱۹-۲۰
۲۲۔ مثال کے طور پر "اردو ادب" کے اقبال نمبر میں شامل ان کے زیرِ بحث مضمون "کیا اقبال کشمیری برہمن تھے؟" میں اقبال کی [illegible] کے بارے میں شیخ عطا اللہ کو ایس ڈی او لکھا ہے حالانکہ وہ اوورسیئر تھے۔ اس طرح اقبال کے مصرعے: "مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے" کو "مرا طریق امیری نہیں غریبی ہے" لکھا ہے۔ اس مضمون کی ابتدا میں علامہ اقبال کا احترام اور ان سے محبت کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ محلِ نظر ہے — مذکورہ مضمون اور "شاعر" اقبال نمبر کے "مقالۂ افتتاحیہ" کے علاوہ "اقبال کی جانشینی ما شفقت" میں مضامین اقبال کو متہم کرنے کی غرض سے لکھے گئے ہیں۔ ایسے "محقق" کے بیان کردہ نقاط پر اعتبار کرنا مشکل ہے۔
۲۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: i. زندہ رود، جلد اوّل، باب اوّل، سلسلۂ اجداد ii. اقبال و آثارِ اقبال چند پہلو، ڈاکٹر ظفر اقبال، صفحات ۵۲ تا ۵۹
iii. مطالعۂ اقبال، ۱۲۲ — ۱۲۰ تا ۱۲۴ iv. اقبال کی ابتدائی زندگی، ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین، صفحات ۱۹ تا ۲۱
v. حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں، ڈاکٹر صابر کلوروی / [illegible] قریشی، صفحات ۱۹ تا ۲۲۸

ڈاکٹر ملک حسن اختر نے "اقبال کا وصیت نامہ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر ڈاکٹر تنظیم فیروز آبادی کی ایک غلط فہمی کو دور کیا ہے۔
دیکھیے: [اقبال اور نئی نسل، صفحات ۱۱ — ۱۲]

۲۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: روزگارِ فقیر، جلد دوم، صفحات ۱۲۰ تا ۱۲۱، نیز مطالعۂ اقبال، صفحات ۲۰-۲۱

۲۔ برہمن زادگی پر فخر

خلیفہ عبدالحکیم نے لکھا ہے کہ اگرچہ اسلام کے زیرِ اثر اقبال ذات پات اور نسل پر افتخار کو بُرا سمجھتے تھے تاہم ان کے اشعار میں اس بات کے اشارے ملتے ہیں کہ ان کو اپنے برہمن زادہ ہونے پر فخر تھا۔ برہمنوں کی ذہانت اور فلسفہ دانی سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے اور غالباً ہر دو کے ماحول و وراثت اقبال کو اس میں اچھا خاصا حصہ ملا۔[1] ڈاکٹر فرمان فتحپوری اور متعدد دوسرے ناقدوں نے بھی یہ بات اپنے اپنے انداز میں دہرائی ہے۔[2] اگرچہ یہ اظہارِ خیال بظاہر اعتراض نہیں ہے لیکن ان تحریروں کے باعث ڈاکٹر معظم میرور آزادی اور مخالفینِ اقبال نے یہ اعتراض جڑ دیا ہے کہ اقبال کو اپنے برہمن زادہ ہونے پر فخر تھا۔[3]

اقبال کے جن اشعار سے برہمن زادگی پر فخر ثابت کیا جاتا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:

مرا بنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمی بینی
برہمن زادۂ رمز آشنائے روم و تبریز است
میر و میرزا بہ سیاست دل و دیں باختہ اند
جز برہمن پسرے محرمِ اسرار کجاست[4]

ان اشعار میں واقعیت ہے اور فخر والی بات واضح طور پر موجود ہیں۔ معمولی شاعرانہ تعلّی کا یہ شعری اسلوب پیشِ نظر قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ اقبال کے حسبِ ذیل اشعار قابلِ توجہ ہیں:

میں اصل کا خاص سومناتی آبا مرے لاتی و مناتی
تو سیدِ ہاشمی کی اولاد میری کفِ خاک برہمن زاد[5]

کوئی چاہے تو ان اشعار سے فخر ثابت کر دے لیکن سومناتی اور لاتی و مناتی ہونا اقبال کے نزدیک قابلِ فخر ہوتا تو ایسا ہوتا اگر اقبال غزنوی کے ساتھی ہوتا۔ اقبال کاروبارِ لات و منات کے مخالف ہیں اور اہلِ حرم کے سومناتوں پر بھی حملہ آور ہوئے:

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات[6]
حرم ترا تو دیں غیری ! معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات[7]

حسبِ ذیل اشعار سے ڈاکٹر جاوید اقبال اور شیخ اعجاز احمد نے ثابت کیا ہے کہ اقبال کو برہمن زادگی پر فخر نہیں تھا۔

مت پوچھ کہ مرے پیشِ نظر واقعی ہے
یادِ ایامِ گزشتہ مجھے شرماتی ہے
ہے جو پیشانی پہ اسلام کا ٹیکہ اقبال
کوئی پنڈت مجھے کہتا ہے تو شرم آتی ہے[8]

پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی رائے عموماً متوازن ہوتی ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

"اقبال [illegible] کی سرزمین زادہ ہونے کا ذکر اکثر کیا ہے [illegible] ہندوستانی شاعروں کا یہ حال [illegible]
ہے کہ اقبال نے [illegible] برہمن زادہ ہونے کا ذکر ہر جگہ [illegible] ہے کیا ہے۔ [illegible] کا پہلو کہیں کہیں
موجود ضرور ہے جیسے کہ مذکورہ بالا شعر میں ہے [illegible] لیکن اپنی برہمن زادگی کے ضمن میں ہر گز
[illegible] اور [illegible] کا پہلو موجود نہیں [illegible] اس کی روشن مثال ہے۔"[9]

پروفیسر آزاد نے جس شعر میں [illegible] کا پہلو دیکھا ہے وہ حسب ذیل ہے:

مرا بنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمی بینی
برہمن زادۂ رمز آشنائے روم و تبریز است[10]

اس شعر کا ترجمہ ہے "مجھے دیکھ کہ ہندوستان میں تجھے میرے جیسا کوئی اور ایسا برہمن زادہ نہیں ملے گا جو روم و تبریز کے اسرار کا
محرم ہو [illegible] کا پہلو ہے؟ بلکہ وثوق سے یہ بات کہی جا سکتی ہے [illegible] اقبال [illegible]
نادانی قرار دیتے تھے اور رنگ و نسب کے غبار کو [illegible] کی تلقین کرتے تھے:

ہر نسب نازش مشرق نادانی است
[illegible] تن [illegible] نادانی است

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

حواشی اور حوالے

۱. مقالاتِ حکیم ، صفحہ ۱۱ — ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ اقبال اک ذہنی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے [illegible] پر جا بجا فخر کیا ہے ۔ (صفحات ۱۰۴-۱۰۱)

۲. اقبال سب کے لیے ، صفحات ۸۰۰ — نیز دیکھیے ، اقبال ریویو ، حیدرآباد ، اپریل ۱۹۹۵ء ، ص ۷۶ — ۳۲-۳۱

۳. سہ ماہی اردو ادب ، اقبال نمبر نئی دہلی ، صفحہ ۲۲ — نیز دیکھیے ، تنقیداتِ [illegible] اقبال ، ۴۴ ، ۱۱

۴. اقبال سب کے لیے ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری ، صفحہ ۷ — نیز دیکھیے ، ڈاکٹر خورشید نعمانی ردولوی کا مضمون سوال یہ کہ اقبال میں [illegible]
مشمولہ ، اقبال ریویو ، حیدرآباد ، اپریل ۱۹۹۵ء ، صفحات ۳۱-۳۲

۵ تا ۷. کلیاتِ اقبال اردو ، صفحات (بالترتیب) ۴۸۰ ، ۴۰۴ ، ۵۶۸

۸. دیکھیے ، [illegible] ، حصہ اوّل ، صفحہ ۲ ، نیز مطالعۂ اقبال ، صفحہ ۲۰ — ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے بھی یہ اشعار نقل کر کے لکھا ہے کہ
اقبال اپنے آپ کو [illegible] [illegible] تھے ۔ (اقبال سب کے لیے ، صفحہ ۸)

۹ — ۱۰. اقبال ، [illegible] اپریل ۱۹۸۸ء ، صفحات ۲۲ ، ۳۱ — کلیاتِ اقبال فارسی ، صفحہ ۵۴

۱۱. کلیاتِ اقبال فارسی ، صفحہ ۹۳

۱۲. کلیاتِ اقبال اردو ، صفحہ ۲۴۳

۳۔ طوائف کا قتل

اقبال کے بارے میں جو قصے کہانیاں مشہور کی گئیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایام جوانی میں اقبال نے ایک طوائف کو قتل کر دیا تھا۔ یہ داستان اس انداز سے اقبال کی [illegible] کا [illegible] کرنے کی غرض سے گھڑی گئی۔ اقبال نے قتل کیوں کیا تھا؟ داستان گو نے اس پر روشنی نہیں ڈالی۔ ڈاکٹر رستوگی نے اسے اقبال سنگھ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ ان کی کتاب (The Ardent Pilgrim) سے حسن و عشق کے قصے نقل کرنے اور عطیہ بیگم اور ایما ویگے ناسٹ کی "دلچسپ" باتوں کا ذکر کرنے کے بعد رستوگی لکھتے ہیں: "اقبال سنگھ کا اظہار [illegible] ہے [illegible] اس بات کا انکشاف انہوں نے اپنے ایک مضمون میں کیا تھا جو "آرگنائزر" ۱۹۴۸-۴۹ء کے کسی شمارے میں مشمول تھا۔ اقبال سنگھ اس دور کے بازار سے متعلق ایک کوٹھے والی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال نے ایک طوائف کا گلا دبا ہی دیا تھا۔ اگر اس کو بچانے والے بروقت نہ آ جاتے تو وہ اس کوٹھے سے شمشان پہنچ گئی ہوتی۔"[۱]

اس اقتباس سے حسب ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(i) اس معاملے میں ڈاکٹر رستوگی کا ماخذ اقبال سنگھ کا کوئی مضمون ہے

(ii) رستوگی کا حوالہ نامکمل ہے۔ اصول تحقیق کی رو سے یہ حوالہ معتبر نہیں ہے۔ مذکورہ حوالہ ایک سنگین الزام کو ثابت نہیں کرتا

(iii) اقبال سنگھ سے منسوب کر کے جو کچھ رستوگی نے لکھا ہے، اس سے ثابت تو یہ ہوتا ہے کہ اقبال نے طوائف کو قتل نہیں کیا۔

الزام یہ ہے کہ اقبال نے طوائف کا گلا دبا ہی دیا تھا لیکن دوسروں نے اسے ہلاکت سے بچا لیا [illegible] فرق [illegible] امر واقعہ یہ ہے کہ یہ واقعہ [illegible] ہے یا نہیں [illegible] کتاب (The Ardent Pilgrim) میں اقبال سنگھ نے اس واقعے کا ذکر [illegible] اقبال کے خلاف الزام تراشیاں کی ہیں اور اس ضمن میں کسی کی [illegible] یا رعایت سے کام نہیں لیا۔

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں دہلی سے شائع ہوا۔ اس میں ایک باب کا اضافہ کیا گیا ہے جس کا عنوان ہے "غیر اہم معاملات" (Matters of No Importance)۔ یہ پورا باب الزام اقبال کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ اقبال کی زندگی میں آنے والی عورتوں و خواتین سے اقبال کے تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ [illegible] سے زیادہ ذکر خواتین کا ہے۔ تین بیویوں کا [illegible] ذکر کیا گیا ہے۔ آفتاب اقبال کے حوالے سے اقبال سنگھ نے لکھا ہے کہ اس تعدد ازدواج کی بدولت اقبال کو [illegible] کی۔ دوسری عورتیں جن پر اقبال سنگھ نے توجہ مرکوز کی ہے وہ عطیہ، ویگے ناسٹ، عطیہ فیضی اور امیر ہیں۔ عطیہ فیضی کے ضمن میں بہت کچھ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ امیر کے ذکر کو [illegible] کر کے شکایت کی ہے کہ اقبال نے اپنی شاعری میں امیر کو وہ مقام نہیں دیا جو داغ نے [illegible] کو دیا تھا۔

عورتوں میں سب سے طویل ذکر آفتاب کی ماں کا ہے اور اس حوالے سے اقبال سنگھ کی کوشش [illegible] ہے۔ [illegible] کی ماں [illegible] کو بے قصور قرار دیا ہے اور آفتاب [illegible] بی بی کے ساتھ اقبال کے رویے کو ظالمانہ بتایا ہے[۲]۔ آفتاب کے بیان [illegible] کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے [illegible] بیان کیا ہے ۔۔۔ کہ ۱۹۳۶ء میں محمد علی جناح نے علامہ اقبال سے ملاقات کی [illegible]

آفتاب کا سوتیلا دوسری ... ہیں کہ اس ... وہ دلیل موجود تھے۔ اقبال سنگھ ... نے لکھا ہے کہ اس دعوے ... [illegible] مشکل ہے۔[4] اس کے باوجود موصوف نے ... [illegible] ... ہے۔ ... آفتاب ... اقبال نے ... [illegible] ... میں ... [illegible] ... معصر ہے ... [illegible] ... سے کہا کہ ... اور ... اقبال ... [illegible] ... اقبال سنگھ کے ... [illegible] ... ہے ... [illegible] ... پاکستان ... [illegible] ...

اقبال نے پہلے دور کی نظم "زہد اور رندی" میں خود کو "مجموعۂ اضداد" کہا ہے۔ دوسرے دور کی ایک نظم "... [illegible]" میں اس کی تکرار کی ہے۔ یہ بنیاد تھی جس پر اقبال سنگھ نے تعصب کی ... [illegible] ... دوسروں کا اقبال پر اعتراض ہے تاہم اپنے ... اقبال ... [illegible] ... بہت کچھ کہا ہے۔ وہ ... [illegible] ... کے علاوہ ... [illegible] ... کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اقبال نے یہ بھی لکھا ہے کہ اقبال نے ایک مرتبہ عطیہ کو بتایا کہ میرا ظاہر اور باطن مختلف ہے۔ اس سے اقبال سنگھ نے اقبال کے قول و عمل میں تضاد کا سراغ لگایا۔ ۱۹۱۸ء کی مشہور نظم "پنجاب کا جواب" سے اقبال کی ... [illegible] ... کا اشارہ بھی دیا ہے۔

... [illegible] ... کے بیانات میں سے بعض ... [illegible] ... ہے۔ بعض میں جزوی صداقت ہے لیکن بیشتر ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... ہیں۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کے باوجود اقبال سنگھ نے یہ نہیں لکھا کہ اقبال نے کسی طوائف کو قتل کیا یا اس کا گلا دبانے کی کوشش کی۔ اس واقعے کے ... [illegible] ... ایک کوئی دلیل ہے۔[5]

حوالے اور حواشی

۱۔ "اقبال کی ذاتی زندگی کا ایک گوشہ" ... [illegible] ... ماہنامہ "... [illegible]" ... [illegible] ... ۲۰۱

۲۔ آفتاب اور سردار بیگم سے متعلق اقبال ... [illegible] ... درست نہیں ... [illegible] ... تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال دشمنی ایک مطالعہ، دوسرا باب

۳۔ اقبال کا ابتدائی کلام، صفحات ۲۲۱ تا ۲۳۴

۴۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (۱)، زندہ رود ... [illegible] ... اقبال ... ۱۸۰

(ب) اقبال ... [illegible] ... نامہ، ... [illegible] ... صفحات ۱۳۲-۱۳۳

۲۔ شراب نوشی

"رموزِ بے خودی" کے آخری حصے میں، علامہ اقبال کا ایک شعر ہے:

بادہ ہا با ماہ سیمایاں زدم ۔۔۔ بر چراغِ عافیت دامن زدم

اس سے پہلے کا، بانگِ درا، حصہ دوم کی نظم "عاشقِ ہرجائی" میں یہ شعر ملتا ہے:

میں شعلہ ہے کہیں پنہاں ہے تری صورت ریز ۔۔۔ کہ ترے مسلک میں رسمِ مشربِ مینا بھی ہے

ان اشعار کو اقبال کی شراب نوشی کا ثبوت مانا گیا۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم[1] اور عبدالمجید سالک نے یہ نقطہ پیش کیا کہ کسی زمانے میں اقبال نے شراب پی تھی لیکن بعد میں ترک کر دی۔ ان اشعار کے تناظر میں، اقبال کے ان معتوب شعروں کا خیال بظاہر درست معلوم ہوتا ہے۔ ایک اور اقبال شناس، ماہر عبدالحکیم، کے ایک جملے سے اس موقف کو تقویت ملتی ہے:

"نے وقتی طور دوسروں کے لیے نشہ آور وہ رہا تھا وہ کل شخص کو خود مانے کس سوز و گداز کے عالم میں پہنچا دیتا تھا۔"[2]

خود شراب نوشی کے ارادت مند۔۔۔ ایک انٹرویو میں کہہ دیا کہ علامہ اقبال نے تقریباً بے نوشی کو ترک کر دیا تھا"[3] عطا آزاد لی ہی سے، مگر لندن میں ایک روز اور مواصلہ لکھ کر۔ دعویٰ کیا کہ اقبال نے کبھی شراب پی ہی نہیں تو ترک کر دینے کا کیا سوال ہے؟[4]

تاہم سوال یہ ہے کہ "بادہ ہا با ماہ سیمایاں زدم" اور "میں شعلہ ہے کہیں پنہاں ہے تری صورت ریز" کے شاعر کا اظہارِ بیان اور تو وہ" کے الفاظ میں "زہری کا اشتہار"[5] قرار دے کر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ شاعر کا حقیقی مفہوم (View) یہی ہے؟ ایسا موقف اختیار کرنے کے لیے مزید شواہد درکار ہوں گے۔ کسی نتیجے تک پہنچنے کے لیے ہم اقبال کے حسبِ ذیل ادوار پر ایک نظر ڈالنا مفید رہے گا:

(۱) سیالکوٹ میں ایف اے تک کی تعلیم کا زمانہ

(۲) قیامِ لاہور کے دوران طالب علمی اور ملازمت کے ادوار، ۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۵ء

(۳) قیامِ یورپ، ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء

(۴) قیامِ لاہور، ۱۹۰۸ء تا ۱۹۳۸ء

اس آخری دور کے بھی دو حصے کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا ۱۹۱۳ء تک جب اقبال کی شادی سردار بیگم سے ہوئی اور بقول عبدالمجید سالک "شاعر کی رنگ رلیاں ختم ہو گئیں"[6] اور دوسرا وفات تک۔ سیالکوٹ کا زمانہ تعلیم اور زندگی کے آخری پچیس برس کا عرصہ کسی معتوب شعر کے الزامِ شراب نوشی سے مبرا ہے۔ لہٰذا ہمیں لاہور کا زمانہ طالب علمی ہی ساتھ کر لینا چاہیے۔[7] اب صرف لاہور کے زمانہ ملازمت، قیامِ یورپ کے تین برسوں اور قیامِ لاہور کے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۳ء تک کے پانچ برسوں تک محدود ہو گیا ہے۔ یہ اقبال کے زمانہ جوانی کا وہ حصہ ہے جو ۱۸۹۹ء تا ۱۹۱۳ء یعنی چودہ برسوں پر محیط ہے۔

۲

لاہور کا زمانہ ملازمت ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک کا ہے۔ اس دوران رقص و سرود کی محفلوں میں اقبال کے شریک ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔[8]

— اقبال کے ایک خط بنام سید نذیر نیازی سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال بیئر سے بے تکلفی رکھتے تھے۔ تاہم اقبال کی کسی تحریر سے شراب نوشی کا ثبوت نہیں ملتا۔ اسی زمانے کے بارے میں سید نذیر نیازی، شاہ [illegible] عادر اور فقیر وحید الدین کے بیانات [illegible] ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی اقبال کے شراب پینے کا ذکر نہیں کیا۔[11]

یورپ میں شراب کا عام رواج ہے۔ "زندہ رود" اور "[illegible]" کے مطالعے سے یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اقبال نے وہاں شراب نوشی کی ہو تاہم کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ سر عبدالقادر اور عطیہ بیگم سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں اقبال [illegible] کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان کے نہ پینے پر ان کی تعریف بھی کی۔ [illegible] شراب نوشی کی تردید کم از کم دو مرتبہ خود اقبال نے بھی کی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۱۲ء میں جب وہ کیمبل پور میں ایک دعوت میں شریک تھے۔ اس موقع پر [illegible] سراسر ہی موجود تھے۔ اقبال کو [illegible] شراب پیش کی گئی تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے یورپ میں بھی شراب نہیں پی۔ اس واقعے کے چشم دید گواہ [illegible] ہیں۔[12]

دوسرا چشم دید واقعہ [illegible] نے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ [illegible] کے سلسلے میں علامہ اقبال [illegible] وہاں ایک سب سے بڑے ہوٹل میں [illegible] کا استقبالیہ رکھا گیا جس میں مسلم اور غیر مسلم حاضرین موجود تھے۔ لنچ سے پہلے ہوٹل کے بیروں نے میزوں پر پڑے ہوئے گلاسوں میں مشروبات ڈالنے شروع کیے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ شراب پئیں گے تو علامہ اقبال نے جواب دیا کہ میں نے کبھی انگلستان میں بھی شراب نہیں پی۔ یہ سن کر آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو [illegible] ہوئی۔[13]

ان شواہد کی روشنی میں مذکورہ اشعار، شاعر کا ذاتی تجربہ (personal) نہیں ہو سکتے۔ [illegible] اقبال [illegible] اس شعری [illegible] کی تصدیق نہیں کرتی۔ ایسی صورت میں اشعار کا حوالہ غلط نتائج تک لے جا سکتا ہے۔[14]

جو شاعر شراب پیتے رہے، ان کے بارے میں [illegible] ثبوت اور واقعات مل جاتے ہیں — غالب، [illegible] اور [illegible] کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ علامہ اقبال کے بارے میں [illegible] کوئی ثبوت نہیں ملتا [illegible] بات کی صاف صاف تردید کی ہے۔ [illegible] اقبال پر جو کچھ لکھا ہے اس میں شراب نوشی کا ذکر نہیں۔ سردار امراؤ سنگھ شیرگل اور خواجہ عبدالوحید شراب نوشی کے الزام کی تردید کرتے ہیں۔ اقبال کی [illegible] کا کہنا ہے کہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے ان کے مشاہدے میں کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا جس سے یہ شبہ ہو سکتا کہ اقبال [illegible] کا شوق کرتے تھے۔ شیخ اعجاز احمد لکھتے ہیں کہ میں اپنے علم اور مشاہدے کی بنا پر وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اقبال پر مے نوشی کا اتہام [illegible] ہے۔[15]

شیخ عبدالماجد نے میجر اقبال کا [illegible] "[illegible]" میں [illegible] یہاں درج کرنا ضروری سمجھا کہ "وہ شراب پیتے ہوں گے [illegible] دکھائی [illegible] گھر میں ایک دو گھونٹ لگا لیا کرتے [illegible]"[16] [illegible] اقبال کے بیان سے اقبال کی شراب نوشی کا ثبوت فراہم نہیں ہوتا۔ [illegible] کا اظہار کہ "وہ شراب پیتے ہوں گے" یا "گھر میں ایک دو گھونٹ لگا لیا کرتے تھے" [illegible] کی روایتوں کے زبانی [illegible] قابل اعتنا نہیں۔ ایک غلط روایت سے غلط نتائج [illegible] ہر حال غلط ہے [illegible] حالی [illegible] کہ ایسی [illegible] اور [illegible] نے اقبال پر [illegible] الزام لگائے ہیں۔ [illegible] "شعلۂ انتقام" کے مصنف [illegible] ان معزز مخالفین اقبال نے بھی اقبال پر شراب نوشی کا الزام عائد نہیں کیا۔ یہ الزام کے بے اصل ہونے کا ایک بڑا ثبوت ہے۔

حوالے اور حواشی

۱. زندہ رود، ڈاکٹر جاوید اقبال، صفحہ ۱۲۹

۲. مقالاتِ حکیم، جلد دوم، مرتبہ شاہد حسین رزاقی، صفحہ ۹۱

۳-۴۔ "چٹان ادب" (ہفتہ [illegible]) میں ۱۹ ستمبر ۱۹۹۶ء کو [illegible] کا [illegible] شائع ہوا۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو "چٹان ادب" ہی میں [illegible] شائع ہوا۔ اس مراسلے کے آخر میں لکھتے ہیں کہ "مولوی [illegible] تم ابھی [illegible] کے دور میں معتقد اقبال کے [illegible] کی ملاقات [illegible] کیا کرتے تھے۔ [illegible] اقبال [illegible] کا [illegible] ہے" [illegible] مولانا [illegible] اقبال کے [illegible] تھے [illegible] کے تمام [illegible] اقبال [illegible] پہنچے تھے [illegible] اقبال اور [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] نے [illegible] کہا کہ "اقبال کے پاس [illegible] وہ [illegible] پہنچے [illegible] صاحب [illegible] بالمشافہ [illegible] نے، [illegible] بیان کی تھی۔

۵. مولانا [illegible] نے "[illegible]" (صفحہ ۲۲) میں لکھا ہے کہ اقبال میں کچھ [illegible] بنا پر اپنی [illegible] کے اشتہار دینے میں انہیں [illegible] آتا تھا۔

۶. ذکرِ اقبال، صفحہ ۷۰

۷. ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ "لاہور میں [illegible] کی [illegible] کے [illegible] میں [illegible] شراب [illegible] کا کوئی ذکر نہیں ملتا [illegible] اقبال کے وسائل بھی محدود تھے کیونکہ [illegible] کے لیے وہ بڑے بھائی کے دستِ نگر تھے" (زندہ رود، صفحہ ۱۲۶)

۸. زندہ رود، صفحہ ۱۲۵

۹. ملفوظاتِ اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحہ ۶۸

۱۰. زندہ رود، صفحہ ۱۲۶

۱۱. تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) [illegible] (۲) زندہ رود، صفحہ ۱۲۶

۱۲. مظلوم اقبال، صفحہ ۱۲۶

۱۳. "نقوش" — اقبال نمبر ۲، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء

۱۴. زندہ رود، صفحہ ۱۲۸۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے [illegible] حافظ شیرازی اور [illegible] کا حوالہ دیا ہے۔

۱۵. دیکھیے (۱) [illegible] صفحہ ۱۲۶ (۲) اقبال [illegible] صفحہ ۱۲۳ (۳) مظلوم اقبال، صفحہ ۱۲۶

۱۶. مکتوباتِ اقبال اور [illegible]، صفحہ ۶۵

۵۔ معاشقے اور رنگ رلیاں

عطیہ بیگم کی کتاب "اقبال" ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۔ ضیاء الدین برنی نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو ۱۹۵۶ء میں اشاعت پذیر
ہوا۔ عطیہ کی کتاب سے معاشقہ اقبال کے "رومانی دور" [یعنی یورپ] اور "خراماں دور" [اور یہ ۱۹۰۵ء سے آگے کا عرصہ]
پر روشنی پڑتی ہے۔ عطیہ یہ تاثر دیتی ہیں کہ اقبال کا ان پہلا رومان ہے شادی کر لینے لیکن شادی ہو نہ سکی [illegible]
کر سکے۔ بقول عطیہ "ان کی جیبری کی وجہ سے غیر معمولی ذہانت رکھنے والے سب سے مردوں اور عورتوں کی دلچسپیاں ماند پڑ
گئی ہیں اور اقبال کی مثال ایک نہایت طالبانہ شہرت کی حیثیت رکھتی ہے جو اسی قسم کی ماورائی صورت کا نتیجہ تھی ... [illegible]
ان کی ذکاوت، ملائمی اور آب و تاب کو گھن سا لگ گیا تھا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا وہ گہیں ان کی ساری شعوری لاانتہا پر چھا گیا تھا۔"
اس کتاب میں اقبال کے خطوط بنام عطیہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ عطیہ بیگم کے اقبال کے بارے میں علمی اور شعری مباحث اور
کا وہ خود ایک معترف چشم دید ہیں۔ ان خطوط اور عطیہ کی تحریروں کے اقتباسات اور حالات میں تکرار، پڑھنے والا ان میں
شک نہیں کہ اقبال کے معاشقوں کا موضوع اس کتاب کی بدولت اچھالا گیا۔

یورپ جانے سے پہلے کی اقبال کی لاہوری زندگی کی رنگینیاں "داستانِ اقبال" سے بیان کی ہے۔ ان کی کتاب ۱۹۵۱ء میں
"پرجوش مسافر" [The Ardent Pilgrim] کے نام سے شائع ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ "اقبال ... عام طور پر ... کی
کی داستان مشہور ہے۔ اقبال اور ان جیسے طالب علم ... کرتے ہیں، وہ کوچہ حسن و شباب سے [illegible]
اپنے قدر دانوں کو ... سے پوری ... نہیں۔ اقبال ... [illegible]
کے مجالس سے ... اٹھایا۔ اقبال ... موجودہ داستان کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔ ... پچاس برسوں کے دوران کافی مواد
ان کے ... اور انہوں نے ... کے دوسرے ایڈیشن (۱۹۹۷ء) میں ایک باب کا اضافہ کیا۔ اقبال کا ... ۱۹۰۲ء ... [illegible]
حسن بن "امیر" کا ذکر ... ۲۲ اپریل ۱۹۷۷ء کو روزنامہ "امروز" میں شائع ہوا تھا۔[۱۲] اقبال ... سے ... [illegible]
... جو عطیہ اور امیر اور ... کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئیں تو ان کی ... ہوئی ... [illegible]
اپنا انار ہزاروں کا رنگ ... اقبال کے "معاشقوں" کے قصے بیان کیے ... لکھتے ہیں کہ بقول ... عطیہ بیگم بھی اقبال
کے دل کی دھڑکن" (heart-throb) تھیں۔ ... لکھتے ہیں کہ "اقبال کے دل کی دھڑکن" اور بھی تھیں ... لکھا ہے
کہ اقبال اور ... ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار تھے۔ اقبال ... ہزاروں "امیر" کے بارے میں ... ان کے لیے
اسے وہی حیثیت رہی ہے جو دانتے کے نزدیک بیٹرس کی تھی۔

"ذکرِ اقبال" کی اشاعت ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔ اس سے اقبال کی "رنگ رلیوں" کا تاثر عام ہوا۔ عبدالمجید سالک لکھتے ہیں کہ "...
کا ذکر آ گیا تو یہ بھی سن لیجئے کہ اقبال ... میں اپنے ... دوسرے ... سے مختلف نہ تھے ... کی بھی ...
رہی ... مشہور ... کی ... لیکن آج بھی ان کے ... کئی ... موجود ہیں ... رنگین صحبتوں کا ذکر

۲

سینے سے لگائے ہوئے ہیں"۵ (اشارہ علامہ مرزا جلال الدین کی طرف ہے جو بعض تعلقوں کے مالک ہیں) سالک لکھتے ہیں کہ "اقبال کو ان سرگرمیوں کا اعتراف تھا جس کا اظہار "رموزِ بے خودی" کے بعض اشعار میں ہوا ہے"۶ عبدالمجید سالک نے بھی [illegible] لکھا ہے جن میں سے ایک مصرع یہ ہے (تفصیل آگے آرہی ہے) کہ امیر سے کئی روز ملاقات نہ ہوئی تو اقبال کی حالت خراب ہوگئی اور جب دوبارہ امیر کو لے آئے تو اقبال کا چہرہ کھل اٹھا [illegible] سالک نے جس کو مشورہ سے اپنی کتاب [illegible] کر دیا گیا۔ [illegible] کی یہ تحریر [illegible] کے اقبال نمبر (۱۹۸۸ء) میں نقل ہوئی۔ اس نمبر میں [illegible] کی کتاب "اقبال کے حضور" [illegible] اس طرح یہ قصہ زیادہ مشہور ہوا اور [illegible] سمجھا گیا [illegible] تحریر اقبال سنگھ کی نظر سے گزری اور انہوں نے اس پر عشق و محبت کی ایک داستان رقم کردی۔ [illegible] اقبال سنگھ کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری میں امیر کو وہ مقام دے دیا جو دانتے نے بیاتریس (Beatrice) کو دیا تھا اور [illegible] اس طرح مکمل کر اعتراف نہیں کیا جو [illegible] سب سے بڑھ کر [illegible] کا شعار رہا ہے۔ اقبال سنگھ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنی نظم "سرگزشتِ آدم" میں اقبال نے امیر کا ذکر کیا تھا اور یہ نظم "مخزن" میں ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔۹ اس کا [illegible] "خاموش" میں بھی امیر کا ذکر [illegible] کے روپ میں ہوا ہے۔۱۰

اقبال کی رومانی شاعری سے اقبال کی "لو ابھری" کا سراغ لگانے کی [illegible] کوشش عاشق حسین بٹالوی نے کی۔ ان کی کتاب "کلامِ اقبال کا بے لاگ تجزیہ" ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی۔ [illegible] کے خیال میں اقبال کی "محبت" [illegible] [illegible] کا ثبوت ہیں۔ [illegible] "عاشق ہرجائی" میں اقبال نے [illegible] کیا ہے۔ نظم "وصال" "پیغِ گل" [illegible] اقبال کا عشقِ مجازی کی طرف منتقل ہوا۔ [illegible] یورپی ماحول میں اقبال کا اظہار [illegible] ہوئی۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی محبوبہ کا نام "خورشید" تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کو [illegible] ناکامی ہوئی۔ ناکامی کا اظہار [illegible] کے علاوہ "عاشق ہرجائی" سے ہوتا ہے۔۱۱

پروفیسر محمد عثمان کا مقالہ بعنوان "حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور" اپریل ۱۹۵۹ء میں مجلہ "اقبال" میں شائع ہوا [illegible] کے "جذبۂ عشق" پر اظہار ہے۔ انہوں نے اقبال کی [illegible] عطیہ فیضی کی عبارت سے [illegible] کیا۔ [illegible] نے اپنی نظم "وصال" [illegible] عطیہ کو بھیجی اور نظم کے آخر میں [illegible] پروفیسر عثمان کا [illegible] کہ جس [illegible] اقبال کو [illegible] اور جو [illegible] عطیہ فیضی کا وجود تھا۔

یورپ کی فضا اور حسن [illegible] عطیہ کے علاوہ ویگے ناسٹ [illegible] پروفیسر [illegible] مس [illegible] اور مس [illegible] وغیرہ سے اقبال متاثر ہوئے [illegible] پروفیسر عثمان حیاتِ اقبال کے جذباتی دور [illegible] ہیں۔ پروفیسر عثمان کے نزدیک اقبال یورپ سے [illegible] شادی [illegible] ازدواجی زندگی [illegible] تھا۔ لیکن یورپ اور [illegible] کی علمی [illegible] اور لاہور میں اقبال کے گھر کی فضا میں [illegible] تفاوت تھا جس سے اقبال کے اضطراب کا آغاز ہوا۔ اقبال کے دل میں معاشرے اور [illegible] کے خلاف [illegible] اٹھتی ہے اور [illegible]

پاتا ہے۔ چنانچہ اقبال کی مرحومہ والدہ امام بی بی، ذہنی کشمکش اور اس کی علمی وجاہت " کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ " اقبال اپنی [illegible]

ن کا اپنی پہلی بیوی سے بیزار ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر [illegible] کے مقالہ مضمون میں بعض تفاصیل ہیں وہ عطیہ بیگم کی کتاب [illegible]

تستور اقبال کی طرح بیگم کے اس کے بیٹے ان کی زندگی کا رخ بدلا ہوگیا۔ علاوہ ازیں وہ اقبال کی ازدواجی زندگی کے احوال [illegible] سے [illegible]

نے اس بیٹے اپنی بیوی سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ دوسرا انہوں اقبال کی عادات جن کی کشش وشباب سے متاثر ہو کے

میں ، غزلیں بیگم کے حوالوں سے ، اقبال کا مطالعہ کیا ہے ۔ تاہم ان کے مقالات سے مخالفین اقبال نے فائدہ اٹھایا۔ آغا [illegible] اقبال"

باپ کو ظالم اور ماں ، مظلوم قرار دیا اور سلیم اختر نے "شعر اقبال" کے حوالے دے کر اقبال اور کا عطیہ کا معاشقہ ثابت کیا

ڈاکٹر مظہر کا مضمون "اقبال اور حسن پرست" مارچ / اپریل ۱۹۷۷ء کے "ساتھ رنگ" (کراچی) میں شائع ہوا [illegible] ڈاکٹر عبدالعلیم صدیقی [illegible]

کے نام سے اہم مضمون ہیں ۔ مضمون ، " اقبال کی ساتھ معاشقہ " یہ مضمون ہے " نگار " (کراچی) کے اقبال نمبر میں شائع ہوا۔ مولانا [illegible]

" یہ مضمون میں وہ پاک کے رنگ میں [illegible] کیا گیا ہے " ! مضمون کا آغاز اقبال کے اس شعر سے ہوا ہے۔

حسن کی تاثیر پر غالب نہ آسکتا تھا علم

اتنی نادانی جہاں کے سارے داناؤں میں تھی

مضمون نگار نے لکھا ہے کہ " اپنی داؤں میں ایک [illegible] اقبال ہی تھے "۔ ان کے کچھ اور [illegible] درج ذیل ہیں۔

- اب ہر ہی حوالی آئی تھی ۔ ۔ ۔ نوجوان [illegible] عورتیں ۔ یہ اور [illegible] ہر تم ہو تی ہے ۔ ۔ اقبال کا معمول " کالج میں ہوا اقبال ہو جی ہے سنہری پیا " سے ہی تھا۔
- [illegible] اقبال کی [illegible] زندگی کالی [illegible] وہ لڑکوں پر فوقیت [illegible]
- اقبال کے بعض [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ عطیہ سے وہ کچی محبت کرتے تھے ۔
- [illegible] اقبال نے [illegible] کی [illegible] ۔ [illegible] مرزا جلال الدین [illegible] کے ہاں ٹھہرے رہتے گیارہ بجے [illegible] ان کے آنے ان کا معمول تھا [illegible] مرزا [illegible] کے ہاں [illegible] صبح ہونے وہ گھر لوٹتے۔ کیونکہ انہیں ان میوزک سے کوئی دلچسپی نہ تھی
- وکٹوریہ کالج کی طالبہ کو بھلا دینا آسان نہیں تھا۔

اقبال کی معتقبہ [illegible] کے ثبوت میں ... سے کلام اقبال اور اقبال [illegible] کی غزلیں [illegible] ہیں۔ " [illegible] " " عاشق ہرجائی " " وصال " اور " پھول کا تحفہ عطا ہونے پر " اشعار کے علاوہ " [illegible] " کو [illegible] مثال کیے ہیں جن میں اقبال نے اپنی رنگین [illegible] کا اعتراف کیا ہے

[illegible] " میں ڈاکٹر عبدالعلیم صدیقی آبادی کا ، اسی ضمن میں ، دوسرا مضمون بعنوان " اقبال کی حیات معاشقہ کے بارے میں کچھ اور " شائع ہوا۔ اس مضمون کے بعض حصے درج ذیل ہیں:

- جلال الدین کے یہاں رقص وغیرہ کی محفلوں میں شریک ہوا کرتا تھا اور [illegible] کا ذوق تھا اور [illegible] سے زیادہ دلچسپی رہی [illegible]

- عطیہ یا عطیہ سے قسم کی آزاد خیال عورتوں سے ان کا شادی کرنا خود ان ... کا منشا ہے کہ وہ ان سے نامزد ہو چکا تھا
- بڑے بیٹے آفتاب اقبال سے تعلقات کا انقطاع بھی کسی حسینہ کی شرارت کا نتیجہ تھا ... (ورنہ) آفتاب سے ان کی ناراضگی کی وجہ کیا تھی اور کوئی نہیں بتاتا۔
- عبدالمجید سالک نے لکھا ہے کہ اقبال جوانی میں اپنی رنگین رابطوں کے لیے مشہور تھا۔

حکیم فیروز آبادی نے شکایت کی ہے کہ جوش ملیح آبادی نے تو اپنے معاشقوں کا برملا اعتراف کیا اور ان رنگین داستانوں کو رنگین تر بنا کر پیش کیا لیکن اقبال ایسا کرنے میں ناکام رہے۔

حامد جلالی کی کتاب "علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی سیمی والدہ آفتاب اقبال" ۱۹۹۲ء میں منظر عام پر آئی۔ آفتاب اقبال ... سے لکھوا کر شائع کیا۔ دوسرے ایڈیشن (۱۹۹۴ء) کی ناشر بیگم آفتاب اقبال ہیں۔ کتاب کا ایک اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے:

"علامہ چونکہ صورت، سیرت، وجاہت، ذہانت اور ذہانت و ملاحت کے اعتبار سے غیر معمولی کشش رکھتے تھے اس لیے یورپ کی رنگین فضا میں جو اپنی مرجعیت و امتیازی ... بن سبب ہوئی وہ کسی دوسرے کے لیے ممکن نہ تھی۔ خواہ جرمنی ہو یا شمال، مراوتی وگیگے ناست، مس سٹرس بیری، عطیہ فیضی جیسی دیو قامت، خوبصورت، جوان عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر آئے۔ یہ رنگین، دلچسپ علمی اور طویل صحبتیں اور بھرپور سرور کی شاداب راتیں یورپ میں ایسی نہ تھیں جو علامہ کو اور ان کے دل سے محو ہو جاتیں اس لیے واپسی وطن کے بعد اکثر آپ کا دل بے چین رہتا اور اسی حالت میں پرانے زمانے کی شریف و پردہ نشین بیوی، بال بچے دار بیوی اگر مطلوب نہ ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں"[۱۵]

ضیاء الدین زبیری نے "عروج اقبال" (۱۹۸۶ء) میں لکھا ہے کہ "وہ شریف خاتون (اقبال کی پہلی بیوی) ایک دولت مند ... کی اکیلی بیٹی تھی اور اردو سے بھی بالکل ... تھی اور کوئی اس قابل کر سکتی تھی کہ ان کا شوہر مصر کی ملکی بن پائے" پھر "علامہ خود عطیہ بیگم کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتے تھے اور جب انہیں اپنی کوششوں میں ناکامی اور مایوسی نظر آئی تو ان کے تعلقات مرکز ... ہوگیا"[۱۶]

"شاعر" بمبئی کا اقبال نمبر اور "نقوش" لاہور کا "ادیبوں کا حاشیہ معاشقہ" نمبر بالترتیب ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئے۔ ان میں اقبال کی رنگین رابطوں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ "نقوش" کے خصوصی نمبر میں ڈاکٹر عبدالحق کا مضمون "جناب اقبال کا رومانی دور" اور ڈاکٹر رستوگی کا مضمون "اقبال کی رومانی کا ایک گوشہ" شائع ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالحق علامہ اقبال کے اردو کے مصر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عطیہ کے نام خطوط سے اقبال کی جیتی جاگتی اور مرمریں تصویر نظر آتی ہے۔ اُن کے من و عشق کی ہزار شیوہ جانی عام ہے۔ عطیہ سے شبلی اور اقبال دونوں کے ساتھ مریضانہ رومانی تعلق ... رستوگی نے مضمون کا مدار اقبال کے اس شعر سے کیا جسے حکیم فیروز آبادی نے اپنے مضمون میں درج کیا تھا۔ اقبال سنگھ اور سالک کے اقتباسات سے "ساونِ عراق" کا ثبوت پیش کیے۔ سیر ۱۹۱۰ء کی ڈائری، دعوت نامہ عطیہ اور اقبال کی رومانی محبوب ... استنباط کیا ہے۔ رستوگی کا موقف ہے کہ "تو پورا ذیغ کر اقبال کو پہلی بیوی مہارانی ... "پھر اگر اقبال، عطیہ کو مائل کر چکے ہیں تو انہیں ... ہو نے تو تعدد ازدواج سے بچ گئے ہوتے"۔ رستوگی کے مطابق عطیہ سے رفاقت کبھی اعتماد کی منزل پر نہیں پہنچ سکی اور اقبال کو ... ناکامی ہوئی جس سے انہیں الم و دل شکستہ کر ڈالا۔ انگریزی (۱۹۹۰ء میں) رستوگی کی کتاب (Iqbal in Final Countdown)

۵

شائع ہوئی۔ رنجوری نے اس کتاب میں اقبال پر [illegible] عائد کیے ہیں۔ اقبال [illegible] کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ [illegible] طوائفوں کے کوٹھوں پر اقبال بکثرت جایا کرتے تھے اور اقبال کا اٹھنا بیٹھنا [illegible] بیگموں میں تسکین پاتا تھا۔ مرشد زادہ [illegible] کے حوالے سے [illegible] شاعر کے اقبال نمبر میں شائع ہوا۔ مرشد زادہ کی یہ رائے درج کی ہے کہ اقبال کی اپنی بیوی [illegible] کی وجہ سے تھی اور اس کے بعد وہ [illegible] اور [illegible] رنجوری کا دعویٰ ہے کہ اقبال [illegible] کی طرح [illegible] اس مرد میں [illegible] اقبال [illegible] شامل ہے۔ اس کا حوالہ رنجوری نے بطور ثبوت درج کیا ہے۔[۱۸]

ہندوستان میں [illegible] اقبال [illegible] کو [illegible] کر [illegible] ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور [illegible] کا ایک مضمون [illegible] سے شائع ہونے والے [illegible] میں ۱۲ مئی ۱۹۹۳ء کو شائع ہوا۔ اس کا عنوان ہے "عشق باز شاعر کا [illegible]" ڈاکٹر [illegible] کے [illegible] اقبال [illegible] اور بے وفائی کی۔[۱۹]

۲

اقبال کے معاشقوں اور رنگ رلیوں پر [illegible] والے بیشتر وہ صاحبان ہیں جو [illegible] اقبال [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] اقبال [illegible] کی تاریخ [illegible] ہو سکتا ہے۔ جہاں [illegible] تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہیں [illegible] کی وضاحت کا [illegible] الزامات [illegible] ذیل ہیں۔

(۱) اقبال دلی میں رنگ رلیوں کے لیے مشہور تھے۔

(۲) اقبال طوائفوں کے کوچے میں بکثرت جاتے تھے [illegible] اٹھنا بیٹھنا [illegible] تھا۔

(۳) اقبال نے امیر، عطیہ فیضی اور ویگے ناست کے ساتھ معاشقے کیے۔

(۴) عشق باز اقبال نے ان عورتوں کے ساتھ بے وفائی کی۔

(۵) اقبال کو [illegible] میں ناکامی ہوئی اور وہ [illegible] ہوئے۔

(۶) پہلی بیوی [illegible] اقبال [illegible] امیر، عطیہ بیگم اور ویگے ناست تھیں [illegible] بیوی اس کی نظر سے اتر گئی۔

ان الزامات اور [illegible] کے ضمن میں عطیہ بیگم، [illegible] اور [illegible] تاریخی حیثیت سے [illegible] گئے ہیں۔ اقبال کی حسن پرستی اور معاشقوں [illegible] کا [illegible] اپنے موقف کی [illegible] میں کلام اقبال [illegible] کیا گیا ہے۔ [illegible]

۳

عطیہ [illegible] کا بیان ہے [illegible] کہ اقبال دلی میں [illegible] رنگ رلیوں کے لیے مشہور تھا۔[۲۰] [illegible] حیثیت [illegible] معلومات [illegible] اور شوق [illegible] اقبال اپنی [illegible]

٩

چنڈول میں داخل ہونے کو مقبول مرزا جلال الدین "چشتی کی طرح اللہ اکبر کے دیگر بد نام مصروں میں ان کا بھی مقام کیا گیا ہے[٦١] [illegible]
اس کے سالک نے، دعویٰ کیا ہی ہے کہ اقبال جوانی میں رنگ رلیوں کے لیے مشہور تھے۔ فیروز آبادی کی تاسیس کے [illegible] کے
معاملات میں ہر پہلو سے [illegible] طرف سے تامل کر بیٹھے ہیں۔ خود سالک نے "رنگ رلیوں" کا جو الزام عائد کیا ہے اس کا [illegible]
پس منظر ہے۔ [illegible] کے مقول" کچھ اس کی [illegible] روایات ہیں اور کچھ چشم مشاہدات کی [illegible]
کے متعلق [illegible] رکھتے تھے اور بڑی دستوں کی وفاداری سے واقف ہیں ہو سکتے تھے[٦٢] ایک پہلو اور بھی ہے [illegible]
تھا۔ [illegible] "سرکاری [illegible] سر پر گئے اقبال" کہا تھا۔ [illegible] کچھ شاعر تھے اور زیادہ [illegible] تھے لیکن [illegible]
سے اقبال کو [illegible] ہے میر امیر کے ضمن میں ایک [illegible] کی وضاحت کا [illegible] ہے ([illegible] اقبال [illegible]
کے سلسلے میں آ رہی ہے۔) اس لیے سالک کا دعویٰ معتبر نہیں ہے۔

یہ درست ہے کہ [illegible] کا شوق اقبال کو [illegible] تھا اور ایام جوانی میں رقص و سرود کی محفلوں میں شریک [illegible][٦٣] [illegible]
اس ماحول میں غلط تاثر کو نام کا گیا اور [illegible] کر کے بیٹھ گئے۔ مثال کے طور پر [illegible] فیروز آبادی [illegible] لکھا ہے

"ہندوستان [illegible] کر سب اقبال [illegible] کی [illegible] سے لوٹ کر آ [illegible] دوست مرزا جلال الدین مرحوم کے
یہاں ٹھہرا [illegible] رقص و سرود [illegible] اس کے [illegible] کا معمول تھا [illegible]
مرزا صاحب کے یہاں [illegible] اور صبح ہو [illegible] گھر [illegible] کوئی [illegible][٦٤]

رقص و سرود سے محظوظ ہونے کے ضمن میں [illegible] اقبال [illegible] مرزا جلال الدین کے مضمون "میرا اقبال" [illegible] ہے جو
"ملفوظات اقبال" میں شامل ہے۔ سالک کی یہ تحریر " [illegible] کے بعد ایک [illegible] موجود ہیں [illegible] رنگین [illegible]
کی یاد کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں" اس عبارت سے [illegible] کہ "میرا اقبال" سے ہی تاثر ابھرتا ہے۔ تاہم "رنگ رلیوں" [illegible]
[illegible] ہے اور [illegible] اقبال [illegible] مرزا جلال الدین کے بیانات میں [illegible]

"میرے ان [illegible] کے وقت [illegible] رقص و سرود [illegible] ہوا کرتی جس میں [illegible] دوست شریک ہوا کرتے۔ [illegible]
[illegible] ملاقاتوں میں [illegible] بسر ہوتا۔ رات کے [illegible] تک [illegible] کی تیاری [illegible]
[illegible] اور [illegible] میں [illegible] سے [illegible] معمول ہو جاتے اور [illegible]
وہ [illegible] جوش [illegible] کے لیے ایک [illegible] قائم کرتے [illegible] اقبال کی
[illegible] کے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] میں ایک [illegible] اضافہ ہو گیا[٦٥]"

"رنگ رلیوں" سے [illegible] سالک کی مراد [illegible] یورپ سے واپسی کے بعد [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] کی ہے[٦٦] لیکن اس سے زیادہ [illegible] آ رہی ہے [illegible] فیروز آبادی کی [illegible] ہوئی ہے [illegible]
[illegible] آزادی ہے۔ [illegible] یورپ سے واپسی کے بعد [illegible] اقبال کی بیوی [illegible] لاہور [illegible]
کی [illegible] کہا کہ " [illegible] ہو [illegible] وہ گھر [illegible] کیونکہ انہیں اپنی بیوی سے کوئی دلچسپی نہ تھی" قابل غور ہے۔ [illegible]

مرزا جلال الدین اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ اقبال عشق پرست یا حسن پرست تھے۔ ان کے مطابق "اقبال کی آزادہ روی کی داستان کی یہی تو خوبی ہے کہ تمام مخالف عناصر سے مردانہ وار جنگ آزما ہو کر اس کے باوجود خیر طلب راہوں میں اپنے تجربات سے جادۂ مستقیم تلاش کر لیا ہے"۔ ٢٧

بقول ابوالاعلیٰ مودودی اقبال کو اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں ... تھا۔ اقبال دشمنوں نے ان اشعاروں کو اقبال کو زک دینے کے لیے استعمال کیا ہے لیکن کلام اقبال ہی سے اس کی تردید ہو جاتی ہے ... کو تسلیم نہیں کرتا۔ "زہد اور رندی" ۱۹۰۲ء کی نظم ہے جس سے مخالفین اقبال نے کچھ استشہاد کیا ہے۔ اس نظم میں اقبال نے واعظ مولوی صاحب کی زبانی ہی کہا ہے کہ:

ہے دروغ ہے یا منزِ سحر کی جوانی

معظم فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ "اس کو تسلیم کرنے کو جی نہیں چاہتا"۔ فیروز آبادی ان مخالفوں کو "درد طلب" مرزا ... "وہ بیاباں ویراں" کا ساتھ جوڑتے ہیں۔ فیروز آبادی کی خواہش ہے کہ اقبال "خراب رسوا" کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی مخالفوں کا سامنا اعتراف کرتے۔ ٢٨ فیروز آبادی اور رسوائی کی بیان کردہ اقبال کی مخالفوں میں یہ بات شامل ہے کہ اقبال طوائفوں کے کوچے میں کثرت سے جاتے تھے جہاں ان کا اچھا خاصا ... رکھی پایا جاتا تھا۔ اقبال کے خلاف یہ کہا جاتا اور مشہور ہے ایک الزام ہے۔ اس الزام کو اول اول مرزا جلال الدین اور اقبال سنگھ اور دیگر لوگوں نے اقبال سنگھ اور سالک کے حوالے سے بیان کیا ہے ٢٩ مگر حقیقت یہ ہے کہ مرزا جلال الدین اور عبدالمجید سالک کی تحریریں اس الزام کی تصریح کرنے سے قاصر ہیں۔ اقبال سنگھ نے البتہ اس الزام کو بیان کیا ہے مگر ... میں جو اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے وہ رسوائی کا ہے۔ ترجمہ اصل سے زیادہ "مؤثر" ہے۔ گویا اس الزام کا ماخذ اقبال سنگھ کی کتاب "The Ardent Pilgrim" ہے جس کی اشاعت ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔

اقبال سنگھ نے اپنا کوئی ذاتی مشاہدہ پیش نہیں کیا ... وہ ایسا کر سکتے تھے۔ کوئی مستند حوالہ بھی نہیں دیا ... ہے شاید الزام کا مستند حوالہ ممکن ہی نہیں تھا۔ اقبال سنگھ نے ... "مشہور" بات بیان کی اور اعتراف کیا ہے کہ اس کی صداقت کا ثبوت پیش کرنا ممکن نہیں۔ گویا اقبال سنگھ نے علامہ اقبال کے خلاف ایک پروپیگنڈے کو تحریر کا جامہ پہنایا۔ مذکورہ الزام کو اقبال سنگھ کے حوالے سے بیان کرنے والے اس ... کے سبب ان جملوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اقبال سنگھ نے لکھا تھا

Whether these stories are true or not we shall never know for certain. Some of them are obviously and wholly apocryphal; others less so.[30]

یعنی "یہ کہانیاں سچی ہیں یا جھوٹی ہم کبھی یقینی طور پر معلوم نہیں کر سکیں گے۔ ان میں سے بعض واضح طور پر اور کلی طور پر غیر معتبر ہیں۔ باقی کم ایسی ہیں"۔ جو کہانیاں واضح طور پر اور کلی طور پر غیر معتبر ہیں ان میں کسی طوائف کا ... شامل ... اور یہ الزام بھی کہ "اقبال اپنی شامیں اکثر طوائفوں کے کوچے میں گزارا کرتے تھے" ایک ... طوائفوں کے کوٹھوں پر کثرت جایا کرتے تھے اور ان کا ... شباب جلوں میں تسکین پاتا تھا"۔

ہے اور اس کی تفصیل پیش کی ہے۔ ہیر رانجھے اور شیریں کے معاشقے کا دوہرا، اقبال اور امیر کے "معاشقہ" پر کیا ہے اور خوب جال ڈالی ہے۔ [illegible]

نے لکھا ہے کہ "اس بازار میں پھرتے پھراتے مجھے ایک کمرے میں ایک ماسٹر موتی بی مالک کی طرف تھی۔ ایک زمانے میں علامہ اقبال اس کی آواز ...

وش ہوتے تھے۔ اس کا نام امیر تھا ... میں نے ادھر ادھر کے تا کے بعد سوال کیا کہ وہ مجھے اقبال کے بارے میں کیا بتا سکتی ہے لیکن [illegible]

دے گئی ... واپس آکر میں نے سالک صاحب سے یہ ذکر کیا تو وہ امیر کے نام سے ششدر رہ گئے۔ پوچھا اس کی رونق [illegible]

کیا "ڈی ٹل" پھر ایک واقعہ سنایا۔" عبدالمجید سالک کا سنایا ہوا "واقعہ" جسے "شاعر" میں "اقبال کے امیر سے جذباتی تعلق کے

بارے میں عبدالمجید سالک کا بیان" کے عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے، اختصاراً حسب ذیل ہے:

"ایک دن مولانا گرامی لاہور تشریف لائے تو مجھے دفتر سے اٹھا کر علامہ اقبال کے ہاں لے گئے۔ علامہ ان دنوں

بازار حکیماں میں رہا کرتے تھے۔ علی بخش سے پتا چلا کہ علامہ بیمار ہیں۔ دیکھا کہ لیٹے ہوئے تھے۔ داڑھی بڑھی ہوئی،

چہرہ اترا ہوا، آنکھیں دھنسی ہوئیں۔ گرامی دیکھتے ہی آبدیدہ ہو گئے۔ پوچھا خیریت ہے؟ معلوم ہوا کہ امیر کی ماں نے ان

ملاقات بند کر دی ہے۔ تین روز سے ملاقات نہیں ہوئی ... علامہ۔ جو مکیں تھے گرامی نے علی بخش سے کہا گاڑی

تیار کرو۔ مجھے ساتھ لیا اور ہم بازار کو روانہ ہو گئے۔ امیر کے مکان پر پہنچے۔ دستک دی، امیر کی ماں نے گرامی کو دیکھا تو

خوش دلی سے خیر مقدم کیا ... گرامی نے اپنی داڑھی کا واسطہ دیا اور دو گھنٹے کی شخصی سماجت کے بعد امیر کو ساتھ لے

آئے۔ میں علی بخش کے ساتھ، گرامی امیر کے ساتھ گھوڑا گاڑی میں علامہ کے ہاں آ رہا تھا۔ علامہ کے یہاں پہنچے تو گرامی نے

مسکراتے ہوئے کہا "اقبال، آگئی امیر"۔ "ہیں ہیں" علامہ نے حیرت سے پوچھا۔ امیر سامنے کھڑی تھی

دفعۃً ان کا چہرہ کھل اٹھا۔"[۳۳]

اس واقعے کی صداقت کا انحصار دو بنیادی امور پر ہے (۱) اقبال جب بازار حکیماں میں رہتے تھے تو کیا اس دوران [illegible]

میں رہا، اس صورت میں کہ وہ کسی امیر سے وابستہ ہوں؟ (۲) کیا اس وقت تک وہ مولانا گرامی سے متعارف ہو چکے ہوں؟

اقبال نے یورپ سے واپسی پر، بقول سالک، موجودہ اردو بازار میں ایک مکان کرائے پر لیا۔ دو تین ماہ بعد انارکلی بازار [illegible]

میں آ گئے جہاں ۱۹۲۲ء تک قیام رہا۔ اگلے بارہ برس میکلوڈ روڈ والی کوٹھی میں بسر ہوئے اور اس کے بعد جاوید منزل۔ [illegible] ۲۵

اسلامیہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۵ء تک بھاٹی دروازے کے اندر ایک مکان میں رہے[۳۶]۔ یہی سالک کا "بازار حکیماں" ہے۔ ان کی پیدائش ۱۳ دسمبر ۱۸۹۴ء کو

ہوئی[۳۷]۔ اپنی "سرگزشت" میں وہ لکھتے ہیں کہ "بٹالہ کوٹ میں مڈل تک تھا اور میں نے ۱۹۰۷ء میں کہ میری عمر بارہ سال تھی، مڈل کا امتحان

پاس کر لیا تھا"[۳۸]۔ اسی "سرگزشت" سے معلوم ہوتا ہے کہ سالک ۱۹۱۲ء میں ملازمت کی تلاش میں لاہور آئے لیکن ۱۹۱۲ء میں [illegible]

چلے گئے۔ دوبارہ ۱۹۱۵ء میں لاہور آئے اور اسی کے مولوی ممتاز علی کے "دارالاشاعت" میں ملازمت مل گئی اور ایک دفتر کے [illegible]

ہوئے[۳۹]۔ اسی دوران مولانا غلام قادر گرامی سے تعارف ہوا۔ سالک لکھتے ہیں:

"جنوری ۱۹۱۳ء میں جس میں متعدد بار ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن اس کے بعد دو سال بٹالہ کوٹ میں

قیام کی وجہ سے انقطاع ہو گیا۔ [illegible] کے ۱۹۱۵ء میں قیام لاہور ہوا اور خوب صحبتیں رہنے لگیں۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب ...

اپنے مضمون بعنوان "اقبال کی حیاتِ معاشقہ کا ایک ورق" میں سلیم [illegible] آزاد نے لکھا ہے کہ "سر سکندر حیات [illegible] کی دعوتوں میں شرکت ہر ایک کا شوق تھا اور راجہ کا معمول تھا اور [illegible] کی دلچسپی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں [illegible] پر روشنی ڈالنے کے لیے سر [illegible] موصوف کا مضمون "میرا اقبال" اور اقبال سنگھ کی کتاب The Ardent Pilgrim کافی ہیں [illegible] اس قدر [illegible] لاہور سے باہر [illegible] اور [illegible] میں [illegible] تو کوشش کرتا [illegible] ایک [illegible] مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں شرکت کے لیے [illegible] دعوتوں اور [illegible] کو [illegible] دامن میں [illegible] شامل ہو گیا۔[٣٦]

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ [illegible] اور [illegible] سے متعلق مصاحبین اقبال کے "اعلیٰ" [illegible] (١) [illegible] کی کتاب "[illegible]" اور (٢) مرزا جلال الدین کا مضمون "میرا اقبال"۔ اقبال [illegible] کے [illegible] لکھا ہے۔ اس مضمون کے [illegible] مرزا جلال الدین کا بیان یہ ہے کہ اقبال [illegible] اور [illegible] دامن میں [illegible] کا وسیع کرنا۔ موصوف [illegible] لاہور سے باہر اقبال [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible] ایجوکیشنل کانفرنس میں شرکت کے لیے اقبال [illegible] مرزا جلال الدین [illegible] کے لیے یہ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کہ "اقبال [illegible] ہے"[٣٢] [illegible] کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور طوائفوں کے کوٹھوں سے متعلق جو قصے مشہور کیے گئے ان میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

۵

اقبال سنگھ نے اپنی کتاب [The Ardent Pilgrim] کے [illegible] میں [illegible] سے متعلق بہت کچھ [illegible] اقبال [illegible] کرے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] ضروری ہے۔ موصوف نے [illegible] اقبال کو [illegible] ہو گئی۔ [illegible] ١٩٠٣ء [illegible] سے ظاہر ہے [illegible] سے لکھا تھا [illegible] ([illegible]) اور آخری ([illegible]) حصہ حسبِ ذیل ہے۔

"[illegible] بیگم! آج [illegible] کا [illegible] اور [illegible]
[illegible] خدا کی پناہ [illegible] آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ [illegible] ہوئی
[illegible] ہے [illegible] کے لیے [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] (٣٣)"

خط میں [illegible] کے [illegible] واضح ہے [illegible] ہے۔ [illegible] اضافہ کیا [illegible] (love affair) میں [illegible] کیا [illegible] ہوا؟ یا یہ ایک عارضی [illegible] کی [illegible] محبت کے ان شواہد کو دیکھنا پڑے گا [illegible] اقبال سنگھ نے [illegible] شواہد پیش کیے ہیں۔

اقبال سنگھ نے "شاعر" کے اقبال نمبر (١٩٨٨ء) میں درج شدہ شورش کاشمیری کی کتاب "[illegible]" کے اقتباس کا حوالہ دیا ہے [illegible]

انارکلی لاہور کے ایک بالاخانے میں رہتے تھے اور "اسرار خودی" کی ترتیب میں مصروف تھے۔ انہی کے ہاں مولانا گرامی سے تعارف ہوا[۱۰]

سالک کی یہ تحریر ظاہر کرتی ہے کہ ۱۹۱۵ء سے پہلے لاہور میں وہ کسی صحبت سے وابستہ تھے۔ مولانا گرامی سے ان کا تعارف ۱۹۱۳ء میں ہوا۔ اس کے بعد ہوا۔ اس زمانے میں اقبال کے گھر [illegible] وہ موجود تھیں اور یہی امیر کے ورود کا کوئی امکان نہ تھا۔ سالک ہی مانتے ہیں کہ "شادی ہو جانے (۱۹۱۳ء) کے بعد اقبال [illegible] کی صورت کی طرف [illegible] شاعری کی ہو گئی"[۱۱] پھر اس زمانے میں اقبال "انارکلی" میں نہیں بلکہ انارکلی میں تنہا رہتے تھے۔ لہٰذا مذکورہ واقعہ اقبال کے سفر یورپ سے پہلے کا ہو سکتا ہے جب وہ بقول سالک "انارکلی" میں رہتے تھے۔ تب سالک کی عمر بھی گیارہ برس کی تھی اور ان کا قیام لاہور میں نہیں بلکہ پٹھانکوٹ میں تھا اور لاہور میں کسی امیر سے تعلق اور اقبال و گرامی سے تعارف ابھی دور کی بات تھی۔ چنانچہ اقبال کی سرخی چڑھی داڑھی، اترا ہوا چہرہ، دھنسی ہوئی آنکھیں اور دھریلی [illegible] ہوا اور امیر کے آنے پر چہرے کا کھل اٹھنا سب خود ساختہ ہے۔ یہ ایک افسانوی تخیل ہے جس میں حقیقت نہیں ہے۔

سالک کی طرح شورش بھی صحافی تھے، محقق نہ تھے۔ جہاں کسی کے ہیر ایک بات واقعہ کو کسی رنگ سا [illegible] کی اشاعت کی طمع رہا ہے۔ یہ صحافت ہی ہیں مگر ورود صحافت [illegible] سالک اور شورش جیسے حضرات نے "سوانح اقبال" [illegible] تو بیان کی فضول اور بے کاری کے چکے بنالا دیے [illegible] میں۔ یہ کانٹے نکھرے ہوئے ہیں اور آج بھی ان کانٹوں کو اپنی پلکوں سے چننا پڑ رہا ہے۔

ترکیب "دولت" والوں کی مجالس میں اقبال کے ملاوہ ان زبانوں کا ذکر ہوا ہے [illegible] ان کا ماہر ہو۔ [illegible] "ذکر اقبال" میں [illegible] وجود رہا ہے۔ مولانا سالک کی مجلس میں مرحوم "اقبال" [illegible] سے تعارف کرتے [illegible] کے والد وہاں تاڑ رہی تھے[۱۲] "ذکر اقبال" میں بتاتا ہے کہ [illegible] اقبال کے مجموعہ کو کسی "منقوب" [illegible] ایک مضمون لکھ دیا کہ ان کا تعلق ظاہر کیا ہے[۱۳]۔ خود شورش نے اقبال شادی میں [illegible] اور [illegible] بیت کے ساتھ میں [illegible] "اصلی ورا" قرار دیا!

امیر سے شناسائی کے ثبوت میں اقبال سنگھ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ "سرگزشت" (۱۹۰۱ء) کے مجموعہ میں امیر کا ذکر ہے:

> عجیب شے ہے صنم خانۂ امیر اقبال
> میں بت پرست ہوں رکھ دی کہیں جبیں میں نے[۱۴]

اقبال سنگھ نے لکھا ہے کہ اقبال کے صرف اس ایک شعر میں امیر کے نام کا بلاواسطہ ذکر ہوا ہے مگر [illegible] سے [illegible] گیا[۱۵]۔ یہ ایک غلط فہمی ہے کہ اس شعر میں داغ کے وطن امیر کا ذکر ہے۔ اس غلط فہمی میں بعض دوسرے لوگ بھی مبتلا ہو گئے ہیں[۱۶]۔ اس شعر میں کلیدی لفظ "صنم خانہ" ہے حالانکہ امیر کا کوئی صنم خانہ نہیں تھا۔ درحقیقت اس شعر میں امیر مینائی کا تذکرہ ہے اور "صنم خانۂ امیر" سے مراد امیر مینائی کا دیوان ہے جس کا نام "صنم خانۂ عشق" ہے۔ ڈاکٹر گیان چند نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے[۱۷]۔

معظم حسین مرزا لکھتے ہیں کہ "اقبال کا ارادہ امیر مینائی مرحوم کی زندگی اور شاعری پر ایک مضمون انگریزی میں لکھنے کا بھی تھا۔ اور وہ ولایت کے کسی پرچے میں چھپوا کر مشرق کے اس شاعر کی شاعرانہ عظمتوں کا اعتراف مغرب والوں سے کرانا چاہتے تھے۔ اسی کی دراصل کا اظہار انہوں نے حلقوں کے ذریعہ امیر مرحوم کے [illegible] سے بھی کیا اور [illegible] کے ذریعے بھی اعلان کیا[۱۸] اور ایک طویل مراسلہ لاہور کے بعض روزنا

اخبار "پنجۂ فولاد" میں بھی شائع کرایا۔[49] ان سرگرمیوں سے واضح ہے کہ [illegible] "[illegible]" سے بہت متاثر تھے۔

اقبال شناسوں کی آخری دلیل یہ ہے کہ اقبال نے "جاوید نامہ" میں امیر کا ذکر بالواسطہ طور پر کیا ہے [illegible] طرف

کار محال گناہوں کو چھپانا ہے۔ وہ [illegible] کی کوشش کرتے رہے۔ اس [illegible] کے گناہوں کا [illegible]

کرتے [illegible] سے [illegible] کیا ہے۔[50] اقبال شناسوں کی آخری دلیل [illegible] جاوید [illegible]

"[illegible]" کے [illegible] "جاوید نامہ" میں [illegible] کے لیے اقبال نے [illegible] "[illegible]"

کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اس کے لیے کسی [illegible] امیر کا اظہار [illegible][51] اقبال کی [illegible]

سے بچنے کے دور میں وہ "امیر سے بے حد متاثر تھے"[52] زیادہ سے زیادہ بس یہی کہا جا سکتا ہے [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اقبال نے لکھا ہے [illegible] امیر کے لیے اقبال [illegible] اظہار [illegible]

[illegible] عاشقوں کا ذکر [illegible]

اقبال اس [illegible] گناہوں کے چھپانے کا رجحان نہیں تھا۔ وہ اپنے گناہوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے [illegible]

[illegible] اشتہار [illegible][53] [illegible] اقبال کا [illegible]

کا [illegible] اور اشتہار [illegible] ظاہر کرنا [illegible] نہیں تھی۔

۶

اقبال [illegible] عطیہ فیضی اقبال کے "دل کی دھڑکن" (Heart throb) تھیں [illegible] عطیہ [illegible]

اس طرح [illegible] کو [illegible] اور [illegible] ہوگی [illegible] اقبال [illegible]

ہی کا [illegible] اقبال کے [illegible]

ہے [illegible] نے لکھا ہے کہ "اقبال اور [illegible] کے زمانے میں عطیہ کے [illegible] میں [illegible][54] [illegible]

لکھتے ہیں کہ "اقبال [illegible] یورپ سے [illegible] عشق کا [illegible] بڑھا چڑھا [illegible]

کی [illegible] یورپ [illegible] اقبال کی [illegible] کیا جاتا ہے"[55] [illegible]

"بیان کیا جاتا ہے" [illegible] ڈاکٹر جاوید اقبال [illegible] کی [illegible] اقبال اور

عطیہ فیضی کے درمیان ۱۹۰۷ء [illegible] ۱۹۰۸ء میں [illegible] عطیہ فیضی

انہیں اپنے [illegible] میں [illegible]

[illegible] تھوڑی مدت تک [illegible] ۱۹۱۱ء میں ختم ہو گیا۔[56] [illegible] ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ [illegible]

میں [illegible] معقولیت [illegible] اور [illegible]

کوئی تعلق نہیں ہے۔[57] ڈاکٹر جاوید اقبال نے [illegible] لکھا ہے "[illegible] اقبال کے دل کی دھڑکن ہوا" "اقبال [illegible] عطیہ [illegible]

ہوا" [illegible] یورپ [illegible] عطیہ [illegible] کے لیے [illegible] اور "تھوڑی مدت کا [illegible]" [illegible]

حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہرحال اقبال کا یہ حال ہی درست ہے کہ کرب و اضطراب کے دور میں (جس کا ذکر [illegible] بھی) اقبال کو روحانی طور پر بھی [illegible] ہمارا کوئی [illegible] [illegible] کی دلکشی اور اس کا ہر پہلو [illegible] جیسی [illegible] نے اپنی [illegible] توجہ کے ذریعے مطلوبہ سہارا دیا۔[?]

تاہم ایک مسئلہ جو عطیہ سے کہیں زیادہ اور وہ اس کی ازدواجی زندگی سے متعلق تھا [illegible] اس بات سے ہی کہ اپنی بیوی اور بچوں کو یورپ لے جا کر اسلام سے ملوایا) کہ قیام یورپ کے دوران ہی ان کے دل میں اقبال سے شادی کی خواہش پیدا ہو چکی تھی۔[?] اقبال کی ازدواجی بے سکونی اور کرب و اضطراب کی بابت عطیہ کے [illegible] مسئلے کا حل دونوں کی باہمی شادی تھی۔ چنانچہ اقبال کو بار بار [illegible] بلا لیا گیا۔ اقبال [illegible] کے [illegible] رہتے تھے۔ اقبال عطیہ کو خوش کرنے کے لیے [illegible] کرتے تھے [illegible] اپنے [illegible] ۱۳ [illegible] ۱۹۰۹ء میں اقبال نے شہری [illegible] کرے اور کی کا انتساب ایک ہندوستانی خاتون کے نام کرنے کا ذکر کیا [illegible] ۱۹۱۱ء کے خط میں "انتساب" کے دوسرے درج کے [illegible] اسلامی نام کا ہے [illegible] انتساب کی نظم "جنبش [illegible]" [illegible] اور "شاعر" [illegible] کے اقبال [illegible] اس سے عطیہ کے لیے اقبال کے [illegible] کا پتا چلتا ہے۔ دو مصرعے ملاحظہ ہوں:

ع جنبش کش ہے در معشوق کی [illegible]
تا ہے تیرے دم سے شہرِ [illegible] خاکستر مری
ع عشق لیکن [illegible] محرومی سے پاتا ہے کمال
تا تیرے [illegible] پہ تعلق ہے [illegible] مری*

یہ نظم عطیہ کے [illegible] تو وہ یقیناً بہت خوش ہوئی ہوں۔ اقبال کا [illegible] مزاج جیسی معمولی بات نہیں تھی۔ تاہم عطیہ کی [illegible] کا اور شہری [illegible] کے انتساب سے نہیں [illegible] اقبال کے انتساب سے وابستہ تھا اور اقبال کی جانب سے کوئی [illegible] عطیہ کی ناراضگی شروع ہو گئی [illegible] اقبال پر الزام تراشی شروع کر دی۔ اقبال کو [illegible] خط میں [illegible] [illegible] عالم تھا کہ لاہور آئیں تو اسلامی کو [illegible] نہ دی۔ اقبال نے مکتوب بنام عطیہ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۱۰ء میں ان کی [illegible] ہے [illegible] اقبال نے لکھا ہے کہ "شادی کے متعلق میں اپنے دل میں کسی قسم کا ولولہ محسوس نہیں کرتا اور آپ ہی اس کی ذمہ دار ہیں"

اسلامی علم سے عطیہ اقبال تعلق کو عاشقانہ [illegible] ایسا [illegible] ہیں [illegible] اقبال کے خطوط بنام عطیہ کی حیثیت [illegible] ہے جس سے [illegible] ثابت نہیں ہوتا چنانچہ اقبال پر [illegible] "[illegible]" کا الزام عائد کیا گیا[۶۳] [illegible] ان اشعار میں وہ [illegible] نہیں جو [illegible] کی [illegible] ہے۔ اتنی بات واضح ہے کہ عطیہ اقبال کا آئیڈیل نہیں تھیں مگر اقبال عطیہ کا آئیڈیل تھے[۶۴] [illegible] عطیہ نہیں [illegible] اور اقبال کے خطوط [illegible] عطیہ اقبال عاشقانہ ثابت کرنے والے [illegible] اقبال نے عطیہ کو ہی لکھا کہ "میں ایک لڑکی کو [illegible] ہوں [illegible] اچھی اور [illegible] ہے"[۶۵] [illegible]

[۶۶] [illegible] اقبال اور [illegible] اور اقبال کے خطوط [illegible] عطیہ سے [illegible] کی طرح [illegible] ہو جاتا ہے

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے "اقبال اور مستوِ خُتْل" کے زیرِ عنوان مقالے میں لکھا ہے "اقبال" جو گہرا معنوی رشتہ ہی ہے اور اقبال کے دور ابتدا ایام جوانی سے تاسف کا اظہار کیا ہے" انہوں نے واضح طور پر ... کہ اقبال کا "گل" مطلب یہی ہیں جس ... دیکھئے ... تاہم یہ قصہ ... ہی ہا ہے کہ اقبال معصوم رہا ہے کے لیے یورپ گئے ہے اور وہی اس کی بلی تربیت رہی — اقبال اور ... ایک دوسرے کے لیے ... جن سے ... میں ... ہیں تھا ... اور دوسرے ... تربیت ... اقبال کا ساتھی ہوا اور ... تھا" یہ تاثر دو مصرعوں "حسن و عشق" اور "وصال" سے عیاں ہے — "وصال" کے دو اشعار حسب ذیل ہیں:

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے — خوبیٔ قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے
مہر سے ... کی اے ... — جاندنی جس کے ... ہے

"حسن و عشق" ... ہے۔ پہلے دو منزل مصرعوں پر ختم ہوتی ہیں:

ع ہے ترے سیلِ محبت میں یونہی دل میرا

ع حسن کامل ہے ترا، عشق ہے کامل میرا

حسن و عشق کی یہ کاملیت ... "مستوِ گل" سے قالب کے مصرعوں میں ہے ... کامل ہی ہر اقبال کی طرح پہلے ہی تھی اور اسے ... ہے ... کا مسئلہ کامل ہی ... ہے — نظم کا آخری مصرع ... کا ... :

ہے مرے باغِ سخن کے لیے تو بادِ بہار — میرے بیتاب تخیل کو دیا تو نے قرار
جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں — نئے جوہر ہوئے پیدا مرے آئینے میں
حسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریکِ کمال — تجھ سے سرسبز ہوئے میری امیدوں کے نہال

قافلہ ہو گیا آسودۂ منزل میرا [۲۱]

ان سطور میں ... شاعرانہ ... ہے ... حقیقت ... معلوم ہوتی ہیں ... تاہم اقبال کا ... محبت ... ہے۔ ڈاکٹر ... کہ اقبال پر عشق کا ... زیادہ ... ہوا تھا ... ڈال بھی ... ہیں کہ اقبال کی یہ معلومات ... تیر ... ہیں ... محبت کی ... اس ... کرنا بہت مشکل ہے کہ اقبال کا اس دور میں ... کی طرف ... ہوا ... یہ محبت "تحریکِ کمال" ... تھا ... کے دوران ... "تحریکِ کمال" کے اسیر رہے اور ... یورپ کے دوران ہی اس کی ... کامل ... رہی ... سے محبت کمال کی راہ میں دیوار ... "تحریکِ کمال" کا باعث بنی — ... کے ... ہیں۔

"اقبال اس کے ... اور ... میں کسی ... ہیں ... ظاہر ہے کہ یہ ... بالکل پاک اور معصوم تھی" [۲۳]

پروفیسر ... نے ... میں "محبت اور ..." میں فرق کیا ہے ... کے معنوں ... اور ... تھیوڈور ریک (Theodor Reik) کے ... کہ حسن اور محبت ... ہیں — حسن ...

سے ہے، محبت کا تعلق شخصیت کے انجذاب سے ہے جس ایک مکمل اثبات ہے، محبت ایک خصوصی تجربہ ہے جبلی معروض کی مادیت [illegible]

تہذیب و شائستگی کا اشتعال ایک مصاحب کا حصول ذہنی ہے، دوسری شخصیت کو بیدار کرتی ہے۔ جس ایک تکمیل ہے، محبت ایک [illegible]

ہے۔ جس میں فریقین کی چاہت [illegible] ساری و [illegible] محدود ہوتی ہے، محبت میں تعلق خاطر کو فروغ حاصل ہوتا ہے [illegible] اقبال اور

عطیہ کا تعلق محبت کا تھا، جنس کا نہیں تھا۔ عطیہ کے نام اقبال کے خطوط سے یہ بات واضح ہے۔ [illegible] شادی کی [illegible]

تعلق ہی قائم ہوتا لیکن اس کی نوبت نہیں آئی۔ حالات سازگار ہوتے تو اقبال عطیہ کے سامنے شادی کی تجویز رکھتے لیکن حالات کبھی سازگار

نہ ہوئے۔ قربت کے اس عہد کا احساس عطیہ کو اقبال سے پہلے ہوا۔ اقبال اسے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "آپ نے لکھا تھا کہ آپ

نے بڑے طوفانوں میں سے گزرنے کے بعد ہی طمانیت تامہ دوبارہ حاصل کی ہے۔ میں نے سمجھا کہ آپ میرے [illegible]

نہیں کرنا چاہتیں، اور اس بات سے مجھے [illegible] رکھ ہوا۔ اب مجھے [illegible] کا خط وصول ہوا ہے اور اس سے مجھے مسرت ہوئی ہے"

اقبال نے یورپ واپس جانے اور وہاں عمر بتانے کا ارادہ بھی ظاہر کیا [illegible] وہ ایسا کر نہیں پائے۔ [illegible] اور بھی

جو سدّراہ ہی رہیں۔ ایک ذمہ دار انسان ہی جس سے اقبال کو اپنے فرائض کا احساس ہی تھا۔ والدین اور بھائی کی محبت کے علاوہ وہ

بھائی کے اخلاقی قرض میں بھی جکڑے ہوئے تھے۔ دوسری اور تیسری شادی سے چار برس پہلے اقبال ہی ایسے [illegible]

طوفانوں سے گزرنے کے دو سال بعد پہنچ چکی تھیں۔ اقبال عطیہ کے نام اپنے خط مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۹ء میں لکھتے ہیں کہ "میں یہاں اکیلا

اکیلا رہتا ہوں اور خود کو تنہائی پاتا ہوں۔ ہماری قسمت ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ ایک اعلیٰ و عظیم قوت ہے جو ہماری زندگی

کو منظم کرتی ہے" اقبال یورپ جانے اور عطیہ سے ملنے کی خواہش ظاہر ہی کرتے رہے لیکن پھر کبھی یہ ملاقات نہ ہو سکی۔ [illegible] کچھ

مزید دکھ سہتا رہا ہے۔ [illegible] اقبال اس عظیم قوت کے آگے جو ہماری زندگیوں کو منظم کرتی ہے، سر جھکا لیا۔ اقبال کی شعر

اسلامی نشأۃ ثانیہ کے لیے جس میں ایک عظیم کردار کے لیے انتظار کی گئی تھی اور جیسے [illegible] دراصل [illegible] اقبال نے

اس منشور پر عمل شروع کر دیا جو مارچ ۱۹۰۷ء والی نظم میں، یورپ ہی میں متعین ہو چکا تھا۔

۷

ایک طرف اقبال بلند سے بلند تر ہوتے گئے۔ محبت ہی کی توانائی کو ان کے آئینے میں [illegible] اور اس سے [illegible] کمال کی

نئی جان پڑی ـــــ دوسری طرف مخالفین اقبال پر [illegible] ہیں تاکہ [illegible] مار رہے ہوتے ہیں اور [illegible]

اقبال پر کیچڑ اچھالنے میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ ان حضرات کے بیانات کہیں مشترک ہیں، کہیں مختلف ہیں اور کہیں متضاد ہیں۔

بعض کا یہ موقف ہے کہ اقبال عطیہ کو حاصل کرنے میں ناکام ہوئے اور محبت کی اس ناکامی نے اقبال کو محروم و دل شکستہ کر دیا

بعض کے مطابق ابتدا میں اقبال کی محبت کامیاب رہی اور بعد میں ناکامی سے دوچار ہوئی۔ کامیابی کی دلیل اقبال کی منظومات

بعنوان "حسن و عشق" اور "وصال" ہیں اور ناکامی کا ثبوت نظم بعنوان "نوائے غم" (۱۹۱۱ء) ہے۔ کسی نے اقبال کو

بے وفا کہا اور کسی نے عطیہ فیضی پر بے مروتی کا الزام عائد کیا۔ اقبال دشمنی میں سلیم [illegible] آبادی کا [illegible]

کہ دونوں قسم کے دعوے کیے ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے [illegible] ہو سکتا ہے کہ جس وقت عطیہ کو یہ خط ملا ہو تو [illegible] دل ہی دل [illegible]

ہو اور اس خطۂ ارض کی نوکری میں ڈال دیا"[٧٨] اس میں وہ بلاد کہتے ہیں جس میں اقبال نے شعوری طور پر کسے دوسرے کا [illegible] اظہار کیا ہے۔ قیاس کرنے والے نے یہ بھی سوچا کہ ١٩٠٩ء میں جو خط ردّی کی ٹوکری میں ڈالا گیا ایک طویل عرصے کے بعد، ١٩١٠ء میں اس کی اشاعت کیسے ممکن ہوئی۔ بہرحال بیرو رتارٹ کے خیال میں عطیہ نے اقبال کو رد کیا۔ ایک اور مقام پر موصوف لکھتے ہیں کہ "عطیہ یا عطیہ کی قسم کی آزاد خیال عورتوں سے اس (اقبال) کا شادی کرنا خود اس بات کا اعلان [illegible] ہو چکا تھا"[٧٩] گویا شادی اقبال اور عطیہ میں ہی کی اور عطیہ یا دوسری آزاد خیال عورتوں کو اس لیے رد کیا کہ اقبال ان سے آزردہ ہو چکے تھے۔ اس کے برعکس رستوگی کا موقف ہے کہ "یہ رشتہ کسی اصلاحی مسئلے پر نہیں ٹوٹا بلکہ"[٨٠] شاید مطالعے کہ عطیہ کا جانا، ڈاکٹر نیفی، انگلستان اور جرمنی میں عطیہ کے ساتھ رہا، یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ جس کا کوئی شہادت سے کسی صورت پر اس طرح کا انتزاع ثابت کرنا تو ہے اور اسلامی شریعت میں اس کی سخت سزا ہے۔

اقبال کی نظم "نوائے غم" (١٩١١ء) سے اقبال کی محبت میں ناکامی ثابت کی جاتی ہے۔ اس نظم کے دو اہم شعر درج ذیل ہیں:

آہ! امیر محبت کی ہر آئی شہ بھی
جو شے مطرب کی اس ساز نے کھائی شہ بھی
جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رمِ سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے غم سے![٨١]

پروفیسر محمد عثمان کو اصرار ہے کہ پہلا شعر "ناکامیِ محبت" کی دلیل ہے[٨٢] حالانکہ اس شعر سے مراد عام ناکامی ثابت نہیں ہوتی۔ ١٩٠٩ء اور بعد کی نظموں سے بھی شکستِ آرزو اور ناکامی کا سراغ لگایا گیا ہے۔[٨٣] "نوائے غم" کا مرکزی کلمہ "غم" ہے اور غم میں اقبال کی عام فطرت مضمر ہے۔ "غم" کا اظہار اس نظم میں بھی ہے جو ایک شام "دریائے نیکر کے کنارے" ہوئی تھی:

اے دل تو بھی خموش ہو جا
آغوش میں غم کو لے کے سو جا[٨٤]

اس کے ساتھ ہی دوسری نظم "تنہائی" ہے۔ جس کے اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

تنہائی شب میں ہے حزیں کیا؟ — انجم نہیں تیرے ہم نشیں کیا؟
موتی خوش رنگ پیارے پیارے — یعنی ترے آنسوؤں کے تارے
کس شے کی تجھے ہوس ہے اے دل
قدرت تری ہم نفس ہے اے دل[٨٥]

نظم بعنوان "انسان" بھی اسی دور کی ہے۔ اس کا آخری شعر ہے:

کوئی نہیں غم گسارِ انساں
کیا تلخ ہے روزگارِ انساں[٨٦]

اقبال نے اصرار فرمایا کہ اسے قرار دیا جائے کہ وہ اقبال نے وطن میں گزارے تھے۔ وطن کی مسرتوں کے دن تھے۔ ان دنوں کے دوران "ایک شام"، "تنہائی" اور "انسان" کہی گئیں۔ "بانگِ درا" سے "نالۂ فراق" اور "ثباتِ ملت" تک درست نہیں۔ حضرت حسن نے اپنی توثیق اور موقف کے مطابق "عاشقِ ہرجائی" سے بھی یہی مطلب نتائج اخذ کیے ہیں۔ اس حصہ میں آپ تنہائی سے آشنا ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس نظم میں اقبال نے اقبال ہرجائی ہے وہ صرف عاشق تھے بلکہ ہرجائی بھی تھے۔ مرجع کہتے ہیں کہ "افلاسِ تخیل" کی ترکیب سے بے وفائی کے علاوہ یہی اعتدال ظاہر ہوتا ہے جو تین شادیوں کا باعث بنا۔[۸۷] اس نظم کا پہلا حصہ اعتراضات پر مشتمل ہے۔ دوسروں کے اعتراضات اقبال پر۔ نظم کا عنوان "عاشقِ ہرجائی" اقبال ہرجائی ہے بلکہ اعتراضات کا عنوان ہے۔ تفریح کرنے والوں نے اعتراضات ہی کو حقائق کے طور پر لیا۔ اس نظم کے حسبِ ذیل اشعار بطورِ حوالہ پیش کیے جاتے ہیں[۸۸]

حسنِ نسوانی ہے بجلی تیری فطرت کے لیے پھر عجب یہ ہے کہ تیرا عشق بے پروا بھی ہے

ہے حسینوں میں وفا نا آشنا تیرا خطاب اے تلون کیش! تو مشہور بھی، رسوا بھی ہے

نظم کے دوسرے حصے میں ان اعتراضات کا جواب ہے۔

گو حسینِ تازہ ہے ہر لحظہ مقصودِ نظر حسن سے مضبوط پیمانِ وفا رکھتا ہوں میں

موجبِ تسکیں تماشائے شرارِ جستہ؟ ہو نہیں سکتا کہ دل برق آشنا رکھتا ہوں میں

ہر تقاضا عشق کی فطرت کا ہو جس سے خموش آہ! وہ کامل تجلی مدعا رکھتا ہوں میں

جستجو کل کی لیے پھرتی ہے اجزا میں مجھے حسن بے پایاں ہے، دردِ لا دوا رکھتا ہوں میں

زندگی الفت کی درد انجامیوں سے ہے مری عشق کو آزاد دستورِ وفا رکھتا ہوں میں

سچ اگر پوچھے تو افلاسِ تخیل ہے وفا دل میں ہر دم اک نیا محشر بپا رکھتا ہوں میں[۸۹]

روایتی غزل میں "وفا" کا تصور بے ہر اور "وحدتِ حسن و وجود" کا نظریہ جس طرح پیش ہے ان اشعار کو اسی طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ "وفا" کے ضمن میں میر اور غالب کا ایک ایک شعر درج کیا جاتا ہے۔

وہ کیا چیز ہے آہ، حسن کے لیے ہر ایک جیسے دل اٹھا کر چلے[۹۰]

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں

خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں[۹۱]

دونوں اشعار میں مقصود اصلی محبوب (صرف ایک صورت) ہے۔ تن، من، دھن سب کچھ اس پر نثار ہو سکتا ہے۔ آپ ہر چیز، حصولِ علم، آرزوئے کمال، والدین، وطن اور دین و ایمان، سب سے دست بردار ہو سکتے ہیں لیکن ایک محدود صورت سے ہیں ایک صورت کا ہو کر رہ جانا اور اس پر تمام مادی شے کو قربان کر دینا افلاسِ تخیل ہے؟ اقبال اپنے عشق (آرزوئے حسن) کو ایسی وفا کے دستور سے آزاد رکھتے ہیں۔ یہ نقطۂ نظر روایتی شاعری کی روح کو موڑنے کے مترادف ہے۔

قیامِ یورپ کے دوران اور اس سے پہلے اقبال نے متعدد ایسی نظمیں اور غزلیں کہیں جو "وحدتِ حسن و وجود" کی آئینہ دار ہیں۔[۹۲] مثلاً

[illegible] سے بڑھیں تارہ "ایک حسنہ شیراز" ہے۔ اقبال کے لیے وجہ زیبائش نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی فطرت کے سلسلے میں [illegible]
نہیں بلکہ "کامل تجلی" ہے۔ اس کے عشق (آرزوئے حسن) کا ہر تماشا اسی سے مانوس ہو سکتا ہے جس کا [illegible]
"شیراز حسنہ" سے وابستہ ہو کر رہ گیا اور دوسرے تمام اجزا (عناصر) اور تمام طور پر "کامل تجلی" (اعلیٰ ترین [illegible]
جسے یہاں "نمونہ" کہا ہے) سے دست بردار ہو [illegible] قبول ہے۔ دنیا کے روایتی تصور [illegible] اقبال [illegible]

عطیہ فیضی کی تجلیات کے جواب میں [illegible] پیدا کی تھی[93] دوسری طرف [illegible] کے لیے اقبال کا باعث
روایتی "مادۂ عشق" [illegible] تھا۔ انہوں نے اس بات سے بڑی دوسری صفت کو قربان کیا۔ ایسا نہیں ہوا کہ ہر چیز [illegible] اٹھا کیا ہو کہ
علمی سرگرمیوں کا انہماک [illegible] لکھنے میں [illegible] ایک [illegible] کو لکھتے ہیں کہ "مجھے اس قدر
مصروفیت رہی کہ میں آپ کو خط نہیں لکھ پایا ہوں [illegible] کی سرشتہ [illegible] کہ میں اسیر رکھا جو [illegible] لیے معاف کر دیں
گی"[94] اقبال [illegible] ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء میں وہ عطیہ کو لکھا کہ "[illegible] تیس برس [illegible]
آپ سے اتنے سال گزرے [illegible] پہلے میں کہہ چکا تھا [illegible] مجبوریاں حائل ہو گئیں اور [illegible]
[illegible] ان مجبوریوں [illegible] سے [illegible] حسن کی اسیر [illegible]
گیا۔ چنانچہ اس شعر کی [illegible] ہے جو [illegible] وقتی تاثر کے تحت اقبال نے کہا تھا اور جسے عظیم فیروز آبادی اور تاج پوری [illegible]
نے اپنے اپنے مضامین کی پیشانی پر درج کیا ہے[96]

تاثر [illegible] اقبال "بیاض لاہور" (۱۱-۵-۱۹۰۵ تک) اور "بیاض یورپ" (۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء) کے دوران [illegible]
[illegible] اور "عقیدہ عشرت امروز" [illegible] مغربی محافل اور [illegible] کا ذکر [illegible]
عطیہ اور اقبال کا ایک ساتھ گزرا ہوا وقت اقبال کے [illegible] کی وحدت کا [illegible] خود عطیہ کی یہ تحریر [illegible] ہے۔

> "... [illegible] اقبال [illegible]
> کا احساس [illegible] اقبال [illegible]
> [illegible] تو میں نے [illegible] فطری [illegible] کا اظہار [illegible] ہوتا"[97]

عطیہ نے اقبال کی فطری [illegible] کا اندازہ کرنے میں غلطی کی۔ انہوں نے اپنی اور اقبال کی فطرت کو ایک سمجھا [illegible] اقبال کی فطرت [illegible]
تھی۔ اقبال [illegible] اہم مرحلے سیالکوٹ میں طے کر لیے تھے۔ بیاض لاہور کے دوران "علم کی شمع" [illegible]
وہ "حرم رتبہ کمال" کے اسیر رہے[98] اور جب [illegible] ان کی فطری خواہش کا اظہار اس شعر سے ہوتا ہے:

> مقام ہمسفروں سے ہو کس قدر آگے کہ سمجھے منزل مقصود کاروان لذت کو[99]

[illegible] وقت [illegible] مذہب [illegible] خارج کر رہا ہے۔ اقبال نے "بیاض لاہور" اور "بیاض یورپ" کے دوران [illegible] کی
[illegible] ایک [illegible] اور [illegible] ہو سکتا ہے اقبال [illegible] خواہش کی طرح [illegible]
اقبال اپنے عاشقوں کی [illegible] اور بے پردہ ہے۔ یہی حسن میں اقبال اور عشق کا ایک [illegible] دونوں کی

داستاں مختلف ہے ۔ بتیا ایک کی بیگم بنی ۔ راہ روی اور ماسٹنوں کی مورچی اور دوسرکی علی تش نے ، اسے مسترد کی ہیں ، علاوہ
سادیا ۔ حوالہ علی گڑھ (۱۹۷۱ء) اقبال کے علاوہ " ہونے کا مطلب ہے ۔ تیسری کی عمر ۳۲ اور ۳۴ برس کے درمیان تھی

۸

بعض ماہرین محققین اور خاص طور پر طالبانِ اقبال نے اقبال کی تین شادیوں کو ہی ملحوظ رکھا ہے ۔ ان میں ۳ ، ... اقبال ،
امین زبیری ، حامد دہلوی ، عطیہ سرور آزادی ، تارا چرن رستوگی ، اقبال سنگھ اور ان کے علاوہ بہت سے لکھنے والوں نے عجیب ...
شگوفے کھلائے ہیں ۔ رستوگی ، " قصہ " کے نام ۔ " کے نام لیے ہوئے اقبال سے منسوب ... ۔ ... اقبال کی
محبت سے راہ روی اور " ان باہر " اقبال کے سفر کو بیٹی اور مہر رکھا ۔ رہا ہے ۔ اس کا ایک ... لیا ... ہوئے ...
کے لکھا ہے کہ اقبال دوسری شادی کا دن ہوا ہے ۔ ساتھ لائے تھے اور ... پہلی بیوی سے بیزاری ... ۔ یہ مطابق کا
ملتا ہے ۔ پہلی بیوی سے کر ... ، بنگلہ ماہ سے قبل ہو چکی تھی ۔ ۱۹۰۵ء تک ، پانچ بچے ہوئے ... کے دوران ، اقبال ...
لاہور میں کرائے کا مکان تھا ۔ اس عرصے میں بیوی ان کے ساتھ ... ہوئی ۔ ... اقبال نے ... کی حالت میں ... ۔ دوسری
شادی کی ضرورت بھی دوران ... ہو چکی تھی ۔ ... اس کا ... ، ... اقبال کا ... لاہور کی ... ہوئی تھی
بلکہ ... والی بیوی ... ظاہری صورت ... اقبال ... اور ... کی منسوبہ ہوئی ۔

عطیہ سرور آزادی ، لکھا ہے کہ " ... میں اقبال کی دوسری شادی ہوئی ... وہ ... کی عمری ... ،
ان کے ذاتی حسن کو ... " ۱۱ سرور آزادی کا ... ، یہ تو درست ہیں ۔ پہلی بیوی کی ... ، دوسری ... ہوئی
ہوئی ۔ ... " استاد ... " کے ... اقبال کو وہ ... شوہر کا ... ہوتا ہے ... ان ... اولاد ... کی
بیوی اور اقبال کے درمیان اختلاف کا سبب ... اور عطیہ بیگم سے ... خاطر کو ٹھہرایا ہے ۔ ... ہو
کو سبب قرار دیا ہے جبکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ " اس حق کی ایک وجہ ... کا کوئی ... معلوم ہوتا ہے ... جس کے ...
ساتھ اقبال ... رستوگی ... ہو گئے اور ... کے دوران ... گیا " ۱۲ یہ ... ان ... نے
لکھا ہے ، ... کی حقیقی ہیں ، ... سرور ... ، ... بہائی ۔ راقم ... لڑکی ... ... اول
اقبال سے منسوب کا ثبوت ... کی تو ... کی ... نہ آتی ۔

سرور آزادی کا ... کہ " ... کا ... کو ... سال ... تھا " ... سرور ...
ہے ۔ سردار بیگم کا ... کی ... اقبال ... " ۱۲ سرور آزادی ، ... لکھا ہے ... ،
میں ... ہیں ۔ اقبال کی ... شادیاں ... " کا ... معلوم ہوتی ہیں ... ۱۵
ہے کہ سردار بیگم سے نکاح کے بعد اقبال کو ... میں ... ، چنانچہ انہوں نے ایک اور شادی کی اور ... کے ...
کے بعد سردار بیگم سے ہی شادی ہوئی ... ہے ۔ ... ہیں ۔ اس کا ثبوت اقبال کی ... " ۱۶
... کی ... ہے ۔ ... ہے ... کا ... ہے ۱۰۵

تارا چرن رستوگی نے کے ایل گابا کے حوالے سے، اقبال پر "بہت کمسن لڑکی" سے شادی اور "جنسی بیماری" کا الزام عائد کیا ہے۔ گابا نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے:

> Iqbal, unfortunately, did not have a very happy domestic life his son was a brilliant man but he had differences with his father who had married more than once and finally a women much younger to him So he had his problems and whenever I met him he was very quite and very reserved [106]

یعنی "اقبال کی گھریلو زندگی بہت پر مسرت نہ رہی (وجہ یہ تھی کہ) ان کا بیٹا جو بہت ذہین تھا اس کے اپنے والد سے اختلافات تھے [اختلافات کی وجہ یہ تھی کہ] اقبال نے ایک سے زیادہ [illegible] کی تھیں اور آخر میں ایک ایسی [illegible] سے شادی کی جو ان کی [illegible] کم عمر تھی۔ لہذا اقبال کے اپنے مسائل تھے [جن کا تعلق جنسی بیماری سے بہرحال نہیں تھا] اور جب کبھی میں ان سے ملا انہیں [illegible] اور بہت سنجیدہ پایا" رستوگی نے مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے [illegible] کی۔ [illegible] گابا کے الفاظ [illegible] درج کیے ہیں

> Iqbal had married a girl much younger to him and so had serious problems. [107]

دونوں عبارتوں میں الفاظ کا فرق ہے۔ گابا کے ہاں woman کو رستوگی نے girl لکھا ہے اور his problems کو serious problems [illegible] بنا دیا [illegible]

[illegible] چنانچہ رستوگی اور ہیرو ورشپ [illegible] [illegible] ہے [illegible]

[illegible] شخص کے حوالے سے ایک دعویٰ [illegible] کی تردید نہ ہو سکے [illegible] ہیرو ورشپ [illegible] اقبال کو [illegible] کرنے کے لیے وہ [illegible] کا حوالہ دیا۔ رستوگی نے اقبال کی "جنسی بیماری" کے ثبوت کے لیے زیادہ [illegible] راہ اختیار کی۔ گابا کی کتاب میں اقبال [illegible] دل میں [illegible] دہلی [illegible] ملاقات کی بابت [108] اس ملاقات کا ذکر کرتے لکھا ہے:

> "انہوں نے بتایا کہ اقبال مقویات و [illegible] کے عادی ہو چکے تھے۔ کیونکہ بڑھاپے میں یعنی ۵۱/۵۲ سال کی عمر میں ایک بہت کم سن لڑکی سے شادی کر چکے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکے [illegible] جواب دے گئے [illegible] بری طرح متاثر ہوئی۔ [illegible] نے بتایا کہ ڈاکٹر [illegible] سے انہیں یہ معلوم ہوا کہ اقبال وی ڈی (VD) جیسی علامات رکھنے والے [illegible] مرض کے [illegible] میں آئے ہوئے ہیں۔ بالآخر اپریل ۱۹۳۸ء [illegible] انتقال کر گئے۔" [109]

یہ داستان [illegible] ہے۔ اقبال کو [illegible] اور جنسی [illegible] ظاہر کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے۔ [illegible]

غرض سے اقبال پر یہی بھی تحقیق کر کے اسرار نرگسی اور بہتان طرازی کی جاتی رہی ہے۔ ۱۹۷۱ء سے رستوگی کی [حقیقی یا فرضی] ملاقات ۱۹۴۸ء میں ہوئی[۱۱۱] ۱۹۷۱ء کے حوالے سے ایک بات ۱۹۹۰ء میں کہے گئے جب اس "ملاقات کا" ادیبوں کی ساتھ معاشقہ "مشہور ہوا سپو ڈاکٹر کا نام رستوگی کو یاد رہا، حالانکہ بنیادی حوالہ وہی سپو ڈاکٹر تھا۔ سپو ڈاکٹر مقبول اور کے ایل گابا مرحوم) - بابو رستوگی کے بیان کی تصدیق یا تردید کرنے والا کوئی موجود نہیں۔ تاہم داستان کے بعض اجزا کے بارے میں بیان میں شک ہے اور اس سے جھوٹ سچ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سردار بیگم کی شادی اقبال سے ۱۹۱۳ء میں ہوئی اقبال کا سال ولادت ۱۸۷۷ء مانا جائے تو ان کی عمر اس شادی کے وقت، چالیس برس بنتی ہے جبکہ اقبال کی پیدائش ۱۸۷۷ء میں ہوئی[۱۱۱] اور ۱۹۱۳ء میں وہ ۵۰ یا ۵۲ برس کے نہیں تھے، جیسا کہ رستوگی نے گابا کے حوالے سے بیان کیا ہے، بلکہ ان کی عمر اس وقت ۳۶ سال تھی جہاں تک "بڑھاپے میں بہت کم سن لڑکی" سے شادی کا تعلق ہے تو اس الزام میں کوئی صداقت نہیں۔ اقبال اور سردار بیگم کا نکاح ۱۹۱۰ء میں ہوا۔ تب سردار بیگم کی عمر اٹھارہ یا بیس برس تھی[۱۱۲] شادی کے وقت، ۱۹۱۳ء میں، وہ کم از کم بائیس برس کی تھیں۔ چھتیس برس کا مرد بوڑھا نہیں ہوتا اور نہ بائیس برس کی لڑکی "بہت کم سن" ہوتی ہے۔

جو لوگ اقبال پر اعتراض اقبال کی خاطر قلم اٹھاتے ہیں ان کو معذور سمجھنا چاہیے۔ ہماری قومی زندگی کی سرل کھولی ہے ان کا مقصد ہے انکا پول کھولنا لکھی ہے لیکن انہیں اقبال ذہنی کی سطح سے بار رکھنا بہت مشکل ہے۔ زیادہ افسوس اپنے لوگوں پر ہوتا ہے جن میں سے سلیم اختر نے خود کو "اقبال پرست" لکھا ہے[۱۱۳] (اور یہ ترکیب موقع سے برمحل ہے[۱۱۴]) اور اس کے باوجود اقبال کی شخصیت پر معروضے قائم کر کے اور جنسی سماجی اقوال کے باعث، چھینٹے اڑائے ہیں۔ انہوں نے جس طرح اقبال پر "جنسی سماجی" کا الزام عائد کیا ہے، وہ لائق توجہ ہے۔ لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر افتخار احمد نے ایک بار لکھا تھا کہ اقبال بڑی عمر کی عورت کے جذبات سے بہت ڈرتے تھے۔ بڑی عمر کی عورت ... کا خوف، جنسی، حلقی زندگی کا خوف ہی تو ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اقبال میں یہ خوف کیوں پیدا ہوتا ہے؟ کبھی کبھی میرے دل میں ایک خطرناک خیال آتا ہے لیکن میں کسی ذریعے سے اس کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ کیا اقبال کسی خطرناک جسمانی (جنسی؟) عارضے میں مبتلا تھے؟ جنس اور جنسی کا خوف اکثر اسی قسم کے کسی سقم کے نتیجے کے طور پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مجھے اعتراف ہے، ثبوت کے بغیر اس کی حیثیت میری قیاس آرائی سے زیادہ نہیں۔"[۱۱۵]

کوئی عورت بڑی عمر کی ہو تو مباح نہیں ہو جاتی چنانچہ اس کے جواب سے ڈرنا "تقویٰ" بھی ہو سکتا ہے، بلکہ یہی تقویٰ ہے ورنہ سردار بیگم بھی بڑی عمر کی نہیں تھیں جن سے اقبال نے شادی کی۔ سلیم اختر نے بڑی عمر کی عورت کے جواب سے ڈرنے کو جنسی خوف بتایا اور جنسی خوف کی بنیاد پر جنسی بیماری کا مفروضہ قائم کیا۔ دوسری طرف پروفیسر عثمان کے حوالے سے لکھا ہے کہ (۱) اقبال کو جنسی بیماری سے مشق ہے[۱۱۶] (۲) وہ اس سے وصال میں کامیاب ہوئے تھے (۳) یورپ جانے سے پہلے ان کی جوانی مصروفیات "حسن فروشوں" سے جڑی ہوئی تھیں[۱۱۷] ان دعووں میں تضاد ہے۔ یہ حج رہے کہ پہلا دعویٰ پروفیسر عثمان نے کیا۔ بقیہ دو باتیں ان سے منسوب کر دی گئی ہیں۔ سلیم اختر کو چاہیے تھا کہ حوالہ دے کر پروفیسر عثمان کی عبارت نقل کرتے معلوماً جبکہ وہ لکھتے ہیں کہ "یہ افواہ کتنی خطرناک ہے۔" جنسی بیماری کی قیاس آرائی پر گرفت ہوئی تو اپنی قیاس آرائی کو ہر دیا تک قرار دے کر سلیم اختر نے یہ الزام جنسی سماجی ادوں کی بنیاد پر دہرایا[۱۱۸] اسلامی نقطۂ نظر سے جنسی سماجی باتوں کو سماں کرنا جھوٹا ہونے کے مترادف ہے۔

حوالے اور حواشی

۱۔ دیکھیے، "اقبال" از عطیہ بیگم، اردو ترجمہ، صفحات ۴۳-۴۱

۲۔ The Ardent Pilgrim پہلا ایڈیشن، ص ۱۸ = اردو ترجمہ رستوگی کا ہے۔ (آشنائے اوریوں کی، ماہنامہ مسر، ص ۳۲، ۲۰۱)

۳۔ بحوالہ "خطوطِ اقبال" مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحہ ۳۱

۴۔ The Ardent Pilgrim — دوسرا ایڈیشن، ص ۱۰

۵۔ ذکرِ اقبال — صفحات ۷۰-۷۱

۶۔ سالک کے نقل کردہ چار اشعار میں سے دو حسبِ ذیل ہیں:

مرتے با والہ رویاں ساختم عشق با مرغولہ مویاں باختم

بادہ ہا با ماہ سیمایاں زدم بر چراغِ عافیت داماں زدم

۷۔ "حرفِ اقبال" کا ماخذ "اقبال دشمنی، ایک مطالعہ" میں شامل ہے۔ ایس رجری کے ایک اور اعتراضات سے قطع نظر ان کی پوری کتاب نادرا الزام تراشیوں کا مجموعہ ہے۔

۸۔ The Ardent Pilgrim — دوسرا ایڈیشن، صفحات ۱۲۹، ۱۳۱

۹۔ "سرگزشتِ آدم" کا مذکورہ متروکہ شعر یہ ہے:

عجیب شے ہے صنم خانۂ امیرِ اجل

میں مست ہوں رکوع کرتی میں نے (ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۲۶)

۱۰۔ "طاسینِ گوتم" میں مرزنیشہ، ہے کہ گوتم ایک "رقاصۂ عشوہ فروش" کو پاکیزہ زندگی کا درس دیتے ہیں اور وہ ان کا وعظ ... کر لیتی ہے۔ (جاوید نامہ، صفحات ۴۸ تا ۵۱) اس ... لکھا ہے کہ اقبال کا یہ خیال ہے کہ اسے پالیا، مردہ کی تعلیم سے ... مرکی ... اقبال ... کے اک خیال سے ... کل ہے کہ "جاوید نامہ" کی "رقاصۂ عشوہ فروش" کی صورت میں امیر کا ذکر ہوا ہے۔

۱۱۔ کلامِ اقبال کا بے لاگ تجزیہ، صفحات ۶۸ تا ۶۹

۱۲۔ دیکھیے: "اقبال" — اپریل ۱۹۵۹ء، صفحات ۴۳ تا ۵۳

۱۳۔ "اقبال کی پانچ ماشقہ کے بارے میں کچھ اور" — شمولہ "اردو ڈائجسٹ"، اگست ۱۹۷۷ء

۱۴۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۲۹

۱۵۔ مقامِ اقبال اور ان کی پہلی بیوی، دوسرا ایڈیشن، صفحہ ۸۰

۱۶۔ دیکھیے، حرفِ اقبال، صفحات ۱۴ تا ۱۵

۱۷. "انشا" کلکتہ، "ادیبوں کی حیاتِ معاشقہ نمبر" — صفحات ۱۹۸ تا ۲۰۲

۱۸. Iqbal in Final Countdown صفحہ — ۳۱۲، ۱۶۹، ۰

۱۹. "اقبال کے حضور پر ایک نادرہ ۔۔۔" مشمولہ "ہماری زبان" نئی دہلی، مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۳ء

۲۰. اردو ڈائجسٹ ہما — اگست ۱۹۷۷ء، صفحہ ۳۲۲

۲۱. ملفوظاتِ اقبال مع حواشی و تعلیقات، ابواللیث صدیقی، صفحہ ۹۶

۲۲. سرگزشتِ اقبال، ایک خاکہ، صفحہ ۱۸

۲۳. بی کی ڈائریکٹر اقبال سے روایت کی ہے کہ "یورپ سے واپسی کے بعد ایک عرصہ تک وہ تنہا رہے۔ سردار امیر الدین کی رقص و سرود کی محفلوں میں شرکت کرتے تھے لیکن اقبال کی یہ روش ۱۹۱۲ء میں ختم ہو گئی۔ تھا سے کا شوق، البتہ آخر تک رہا۔" (روداد، صفحہ ۱۰۶)

۲۴. "اقبال کی حیاتِ معاشقہ" — مشمولہ سالنامہ نگار، ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴۶

۲۵. ملفوظاتِ اقبال، صفحات ۱۱۵ – ۱۲۹

۲۶. مقول ڈائریکٹر اقبال "رند رند ... [illegible]" ... رقص و سرود کی محفلوں میں اقبال بھی ... [illegible] ... (ملفوظاتِ اقبال ...)

۲۷. ملفوظاتِ اقبال، صفحہ ۱۱۵

۲۸. سالنامہ نگار، ۱۹۴۲ء، صفحہ ۴۳

۲۹. دیکھیے، اردو ڈائجسٹ ہما صفحہ ۳۱۶ اور "انشا" کا "ادیبوں کی حیاتِ معاشقہ نمبر" — صفحہ ۲۰۱

۳۰. The Ardent Pilgrim بحوالہ جوش، صفحہ ۱۸ — ...

۳۱. اردو ڈائجسٹ ہما، اقبال صدی نمبر، اگست ۱۹۷۷ء، صفحہ ۲ سردار امیر الدین کے حال کے لیے دیکھیے، ملفوظاتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، صفحات ۱۱۸، ۱۱۹

۳۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال کا معاشقہ رنگین" مشمولہ "اقبالیات" ... ۱۹۸۱ء، صفحہ ۵۰، ۵۸

۳۳. خطوطِ اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحات ۶۸-۷۰ مزید دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، صفحات ۵۵۴، ۵۵۵
اس خط کے ضمن میں اقبال نے بے تکلفی برتی ہے، اس میں اس کا یہ شعر بھی درج ہے:

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

۳۴. "شاعر" — اقبال نمبر ۱۹۸۸ء، بمبئی، صفحات ۵۴۰–۵۴۱

۳۵. دیکھیے، ذکرِ اقبال، صفحات ۶۳، ۶۴، ۱۹۳

۳۶. دیکھیے، حکیم احمد شجاع کا مضمون "اقبال کا قیامِ لاہور" مشمولہ "نقوش" اقبال نمبر ۲، ۱۹۷۷ء، صفحات ۵۵۴، ۵۵۵

۳۷. خفتگانِ خاکِ لاہور، پروفیسر محمد اسلم، صفحہ ۲۲۹

۳۸ تا ۴۰۔ "سرگزشت" — عبدالمجید سالک، صفحات ۴۸، ۴۹، ۵۱، ۵۶ – ۵۷

۴۱۔ ذکرِ اقبال، صفحہ ۶۰

۴۲۔ اقبالی مجرا، شورش کاشمیری، صفحہ ۳۳

۴۳۔ ذکرِ اقبال، صفحہ ۲۱۰

۴۴۔ اجزائی کلامِ اقبال، صفحہ ۲۶۴

۴۵۔ The Ardent Pilgrim — دوسرا ایڈیشن، صفحہ ۱۸۱

۴۶۔ "کلیاتِ مکاتیبِ اقبال" میں اس شعر کو اس سے "عشق طاہر کا اظہار" رفیع الدین ہاشمی کے مرتبہ مجموعے "خطوطِ اقبال" کے حوالے سے بتایا گیا ہے (جلد اول، صفحہ ۸۰۷) "خطوطِ اقبال" کا حوالہ غلط ہے۔

۴۷۔ اجزائی کلامِ اقبال، صفحہ ۲۶۵ نیز دیکھیے، عروجِ اقبال، ڈاکٹر افتخار صدیقی، صفحات ۴۲ – ۴۳

۴۸ – ۴۹۔ دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اول، صفحات ۶۹ تا ۷۱

۵۰۔ The Ardent Pilgrim — دوسرا ایڈیشن، صفحہ ۱۸۱

۵۱۔ دیکھیے "جاوید نامہ" — صفحات ۴۸ تا ۵۱

۵۲۔ بقول ڈاکٹر جاوید اقبال کے ہیں۔ (زندہ رود، صفحہ ۱۸۶) جو اقبال کے معاشقے میں سرمایہ دارانہ کا کلی رویہ رکھتے ہیں۔ ایسی تحریروں سے مقامِ اقبال کے دماغ کی [illegible] بڑی ہے اور کہیں کہیں توجیہات کی۔

۵۳۔ جو سرگزشت نگار اور رستوگی جیسے اقبال دشمنوں کا اندازِ نگاہ کا ہے۔

۵۴۔ مثلاً دیکھیے (۱) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اول، صفحہ ۱۰۷ (۲) کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۳۹

۵۵۔ اقبالیات سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرتبہ سمیع اللہ، [illegible]، صفحہ ۳۲

۵۶۔ اقبال جادوگرِ ہندی نژاد، صفحہ ۴۵

۵۷۔ اجزائی کلامِ اقبال، صفحہ ۳۱۸

۵۸ تا ۶۰۔ زندہ رود، صفحہ ۱۸۹

۶۱۔ دیکھیے، عروجِ اقبال، صفحات ۳۲۳ تا ۳۲۴ نیز "اقبال ذہنی ارتقا ایک مطالعہ"، صفحہ ۱۰

۶۲۔ دیکھیے (۱) روزگارِ فقیر، جلد دوم، فقیر سید وحید الدین، صفحات ۳۲۴ تا ۳۲۶

(۲) "نقوش" — بمبئی، اقبال نمبر ۱۹۸۸، صفحہ ۵۳۳

۶۳۔ عطیہ [illegible] کہتے ہیں کہ "زیرِ [illegible] اقبال کے بعض Love Letters کا حوالہ [illegible] ہیں لیکن [illegible] اور [illegible] ان سے ان کی والہانہ [illegible] کا پتا چلتا ہے"۔ ([illegible] شمار ۱۹۹۲، صفحہ ۴۹) ڈاکٹر رستوگی لکھتے ہیں کہ "اقبال نے عطیہ بیگم کو لکھے گئے خطوط میں نہایت [illegible] جذبہ نظر رکھا، [illegible] کی [illegible] پیروی [illegible] کرتا ہے [illegible]"

چھپے نہیں رہ سکتے۔ (ماہنامہ انشا: ادیبوں کی جانب معاشقہ، صفحہ ۲۰۱) پروفیسر محمد عثمان نے "اقبال کے رازدارانہ گوشے" کا لانا مروّق تالم کرتے لکھا ہے کہ "اس دور کی بہت سی نظمیں اقبال نے خود اپنے ہاتھوں سے کر ڈالیں اور اس حال سے تلف کیں کہ ان کی وجہ سے وہ ضرورت سے پرائیویٹ تھی۔ ان کی اس احتیاط کا حال معلوم ہوتا ہی ہوا کہ بہت بڑی شہادت ہے۔ مگر یہ ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ ... بعض نظموں کا یہی درجہ فنی ہونے کا امکان اور ان کا اتلاف آخر کس بات کا غماز ہے؟" (اقبال، اپریل ۱۹۵۹ء، صفحہ ۵۲)

اسی ضمن میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ "جس طرح اقبال نے دوسری اور تیسری اسرار اور ی کے رنگ میں اشعار کہے اسی طرح قیام یورپ کے دوران، جرمن رومانی شاعری کے تتبع میں بعض داستانی نوعیت کی نظمیں بھی لکھیں۔ اقبال طبعاً رومانی شاعر نہ تھے اس لیے انہوں نے سوائے چند کے باقی نظمیں غیر ضروری سمجھ کر تلف کر دیں۔ اسی طرح انہوں نے جو مکتوبات بے تکلفی کی طرز میں لکھے، اگر اقبال اپنی زندگی کے جوانی دور یا ادھیڑ عمر کے پرائیویٹ معاملات کی پردہ پوشی کرنا چاہتے تھے تو اس عہد کی لکھی ہوئی تمام نظموں کو تلف کر سکتے تھے۔" (زندہ رود۔ صفحہ ۱۸۰)

۶۴۔ دیکھیے، عطیہ کی ڈائری (مشمولہ "اقبال" از عطیہ بیگم) نیز اقبال دشمنی، ایک مطالعہ — صفحہ ۴۹

۶۵۔ اقبال از عطیہ بیگم، صفحہ ۳۸

۶۶۔ دیکھیے، اقبال یورپ میں، ڈاکٹر سعید اختر درانی، صفحات ۸۵ تا ۱۴۱

۶۷۔ عروج اقبال، صفحات ۲۲۹ تا ۲۴۰

۶۸۔ اقبال کی یہاں غرض حصول علم رہی۔ کو تفصیل درس ہو گئی۔ حصول علم کی غرض سے ہی جرمنی گئے اقبال اپنی عنقا درالسنہ سے ہو گئے۔

۶۹۔ منقول پروفیسر محمد عثمان سوالی حسن سے جرمنی میں متاثر ہونے اور ان کا ذکر قرآن میں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے "نقوش" اپریل ۱۹۷۱ء، صفحہ ۴۳

۷۰ – ۷۱۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۱۲۰، ۱۱۹

۷۲۔ اقبال نے اسی دور میں منظوم کی نظمیں بھی ہیں جو "نظریۂ وحدت حسن و عشق" کی ترجمانی ہیں۔ اس نظریے کی رو سے حسن حقیقی اور حسن مجازی میں کلی اور جز کا فرق ہوتا۔ حقیقت اور مجاز کا فرق نہیں ہوتا۔ لہٰذا سوال کا کوئی سوال نہیں ہے۔

۷۳۔ اقبال یورپ میں، صفحہ ۹۵

۷۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے "اقبال" اپریل ۱۹۵۹ء، صفحات ۵۸ تا ۶۰

۷۵ تا ۷۷۔ اقبال یورپ میں، صفحات (بالترتیب) ۱۱۶، ۱۲۴، ۱۲۶

۷۸۔ سالنامہ نگار، ۱۹۶۲ء، صفحہ ۶۴

۷۹۔ اردو ڈائجسٹ، اگست ۱۹۷۷ء، صفحہ ۲۱۵

۸۰۔ ماہنامہ "انشا" — ادیبوں کی جانب معاشقہ نمبر، صفحہ ۲۰۱

۸۱۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۲۵

۸۲ – ۸۳۔ "اقبال" اپریل ۱۹۵۹ء، صفحات ۵۶ – ۵۷

۸۴تا۸۶۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۲۷

۸۷۔ کلامِ اقبال کا بے لاگ تجزیہ، صفحات ۵۰، ۴۲

۸۸۔ دیکھیے، مسعود گابازی کا مذکورہ مضمون، مشمولہ سالنامہ "نگار"... ۱۹۶۲ء، صفحہ ۴۳

۸۹۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۱۲۲۔۱۲۳

۹۰۔ میری غزل گوئی، ایک جائزہ، راشد آزر، صفحہ ۱۳۹

۹۱۔ دیوانِ غالب، تاج ایڈیشن، صفحہ ۱۰۹

۹۲۔ مثال کے طور پر چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

حسنِ ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے ۔ انساں میں وہ سخن ہے، غنچے میں وہ چٹک ہے (جگنو، بانگِ درا)

ہر چیز میں ہے نمایاں یوں تو جمال اس کا

آنکھوں میں ہے سلیمیٰ! تیری کمال اس کا (سلیمیٰ، ")

حسنِ ازل ہویدا لالہ و گل میں ہے نہاں ... [illegible] ... کے لیے (ارتقا، ")

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں ۔ جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں، تارے میں (غزل، بانگِ درا، ۱۹۰۵ء)

اس ضمن میں مزید دیکھیے، شعریات کلامِ اقبال، مقدمہ، ڈاکٹر [illegible] صدیقی، صفحات ۸ تا ۱۲

۹۳۔ اقبال اپنے مکتوب بنام عطیہ بیگم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۹ء میں لکھتے ہیں کہ "بہت سے لوگوں نے میرے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے... میں اب ان خیالات کا عادی ہو گیا ہوں۔ آپ اپنے "فرلو" کے اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گی ... اپنے متعلق دوسروں کے خیالات کا اظہار تو ... [illegible] ... ہے"

(کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحہ ۱۸۹)

۹۴۔ اقبال یورپ میں، صفحہ ۱۱۱، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحہ ۱۲۲

۹۵۔ متعلقہ خطوط اور اقبال مرحوم کے بارے میں ... [illegible] ... کی رائے کے لیے دیکھیے، اقبال یورپ میں، صفحات ۱۰۰ تا ۱۱۰

۹۶۔ جس غزل میں زیرِ بحث شعر ہے، اسی غزل کا اگلا شعر ہے:

میں نے اے اقبال! یورپ میں اسے ڈھونڈا عبث

بات جو ہندوستاں کے ماہ سیماؤں میں تھی (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۳۹)

اس شعر سے یہ قیاس کرنا کہ اقبال نے عطیہ سے محبت کی، درست ہے۔ اقبال کی محبت کی بات ہے ... [illegible] ... کلامِ اقبال سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے رمزی معانی اور دوسرے متعلقہ امور کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح اقبال کا شعر ہے:

نہ پوچھ اقبال کا ٹھکانا، ابھی وہی کیفیت ہے اس کی

کہیں سرِ رہگزار بیٹھا ستم کشِ انتظار ہوگا! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۴۲)

یہ وہی مشہور غزل کا شعر ہے جو انگلستان میں کہی گئی اور مارچ ۱۹۰۷ء میں "مخزن" میں شائع ہوئی۔ اس شعر میں بھی [illegible] کی گئی ہے کہ بیان کی گئی ہے کہ مرد [illegible] وجاہت رکھنے والے اقبال کے لیے، عطیہ جیسی خاتون ہو، "شہر رنگ دار" بیٹھ کر [illegible] پر [illegible] سوال تھا۔ اقبال نے داغ کے رنگ میں غزلیں کہی تھیں، اس رنگ کو علم ترک کر دیا۔ اکبر الہ آبادی کے رنگ میں "ظریفانہ" [illegible] رنگ کو بھی چھوڑ دیا۔ [illegible] کے قیام کے دوران [illegible] شاعری [illegible] کا آغاز ہی کیا۔ ابتدائی کلامِ اقبال [illegible] رنگ موجود ہے۔ اگرچہ اقبال نے اسے ترک کر دیا لیکن کہیں کہیں اس کی جھلک ابھر کر آتی ہے۔ [illegible] ہے:

ہو گا کسی دیوار کے سائے کے تلے میر
کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو

۹۷۔ اقبال از عطیہ بیگم، صفحہ ۱۲

۹۸۔ "بچے کی دعا" کا یہ مصرع ہے "علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب"۔ [illegible]

۹۹۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۹۶

۱۰۰۔ راقم کے مضمون "مقدمہ اقبال پر [illegible] کے اعتراضات کا جائزہ" سے اس مرقع کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱۰۱۔ "سات رنگ"۔ کراچی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، صفحہ ۱۱

۱۰۲۔ "شاعر" — بمبئی، اقبال نمبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۵۱۶

اس کے سلسلے میں [illegible] کو [illegible] کہا جاتا ہے۔ ایک [illegible] اقبال کا یہ بیان کہ "راقم کی [illegible] کے مطابق [illegible] کا تعلق [illegible] کے ایک گھرانے سے تھا لیکن وہ [illegible] کی [illegible] (زندہ رود، جلد ۲، ۱۸۵) [illegible] اقبال پر [illegible] کے [illegible] اعتراف کیا کہ "[illegible] ہے [illegible] کی خرابی" (زندہ رود [illegible]) [illegible] "[illegible]" یا "[illegible]" میں اقبال کے [illegible] کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ [illegible] کی [illegible] تھا۔ [illegible] اقبال [illegible] میں رہتی تھی۔ (The Ardent Pilgrim [illegible]، صفحہ ۱۴۹)

اقبال [illegible] "[illegible]" کی [illegible] اقبال [illegible] کے حوالے سے [illegible] ہے۔ دشمنِ اقبال نے "مقدمہ اقبال" سے "[illegible]" اور "[illegible]" سے [illegible] منسوب کیے ہیں۔ [illegible] ہے۔

۱۰۳-۱۰۴۔ دیکھیے (۱) روایاتِ اقبال، صفحات ۱۲۲-۱۲۳ (۲) [illegible] اقبال، صفحہ ۷۰ (۳) زندہ رود، صفحہ ۱۲۲ (۴) اقبال درونِ خانہ، صفحہ ۱۲

۱۰۵۔ اقبال درونِ خانہ، صفحہ ۱۲۹ — "اقبال درونِ خانہ" میں شامل مضمون "[illegible] ہے [illegible] کی خرابی" [illegible] میں تشنہ ہونے کے باوجود لائقِ مطالعہ ہے۔

۱۰۶۔ Friends and Foes — [illegible]، صفحہ ۱۴۷

۱۰۷-۱۱۰۔ "[illegible]" [illegible] کی حیاتِ معاشقہ [illegible]، صفحہ ۲۰۵

۱۱۱۔ دیکھیے: (۱) زمزمہ [illegible]، صفحات ۲۹ تا ۴۹ (۲) [illegible] اقبال، صفحات ۸۱ تا ۹۷

۱۱۲۔ دیکھیے: زمزمہ [illegible]، صفحہ ۱۶۶

۱۱۳-۱۱۴۔ سلیم اختر کے حسبِ ذیل بیانات غور طلب ہیں:

(۱) یہ بس بات کا ستم [illegible] ہے کہ ہم نے اقبال کو ایک مدت ماہ کی پرستش میں [illegible] کی کتنی اہم [illegible] کو [illegible]

(۲) خواجہ [illegible] اقبال پرستوں کی اسی اصول علم پرستی ہے کہ وہ اقبال کے ساتھ کسی کا تصور بھی کرنے کے لیے تیار نہیں

(۳) پروفیسر شوکت سبزواری اور پروفیسر غفور احمد [illegible] [illegible] اقبال پرست [illegible]

(۴) "اقبال ایک شاعر" میرے لیے اقبال سے محبت کے اظہار کا [illegible] اظہار ہے اور کسی اور کے لیے اس کی کوئی [illegible]

تو میرے لیے یہ میری "اقبال پرستی" کا [illegible] ہوئی ثبوت ہے (اقبال ایک شاعر بار دوم، صفحات ۱۱۳، ۱۳۲، ۱۲۲، ۱۲۸)

اقبال پرستی، اقبال کو [illegible] سامنے [illegible] پرستی، زر پرستی اور مادہ پرستی کی دوسری تمام [illegible] شرک [illegible]

اور رحمت للعالمین[۲] کی پرستش بھی [illegible] ہے تو اقبال پرستی کا کیا جواز ہے؟

۱۱۵-۱۱۶۔ اقبال ایک شاعر، صفحات ۱۱۶، ۱۵۵

۱۱۷۔ سلیم اختر لکھتے ہیں:

"[illegible] اور [illegible] کہ میرے اس مفروضے [illegible] بعض [illegible] حضرات کو تکلیف پہنچائی... تاہم

یہ مفروضہ [illegible] میں نے ایک بددیانتی کی، اور وہ یہ [illegible] بخش [illegible] کر کے اس کی [illegible]

خود اقبال [illegible] کی وجہ سے [illegible] جیسے لوگوں کو میرے خلاف [illegible] کا موقع مل گیا حالانکہ [illegible] اقبال

کے [illegible] مرض کا ذکر متعدد لوگوں سے [illegible] اور [illegible] کہ اس کا طبی ریکارڈ بھی [illegible] ہے

اگر یہ روایت [illegible] ہے اور [illegible] کہ [illegible] لوگوں کے درمیان [illegible] ہے تو [illegible]

سے زیادہ [illegible] ہے کہ [illegible] تا کہ جو [illegible] کر سکتے ہیں وہ اس کی تردید کریں

سینہ بہ سینہ [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ہوتا ہے!" (اقبال ایک شاعر، صفحات ۱۵۶، ۱۵۷)

[illegible] پیش کرنا اس کا کام ہے جو دعویٰ کرے۔ سلیم اختر کو چاہیے تھا کہ [illegible] طبی ریکارڈ کو سامنے لاتے [illegible]

جن لوگوں نے ان سے اقبال کے [illegible] مرض اور طبی ریکارڈ کا ذکر کیا تھا، [illegible] سے کہتے کہ وہ یہ ریکارڈ سامنے لائیں۔ اقبال کی [illegible]

پر اقبال کے [illegible] سے [illegible] روشنی پڑتی ہے۔ [illegible] (مثلاً دیکھیے، حکیم [illegible] کے مضمون "[illegible]" کا [illegible]

حصہ، مشمولہ "اقبال نامہ" مرتبہ چراغ حسن حسرت، صفحات ۳۸ تا ۵۱) [illegible] ہی نہیں اور [illegible] کوئی ریکارڈ

موجود ہی نہیں تو تردید کی بنیاد کیا ہوگی۔

[illegible] کا تبصرہ "الاعلام" لاہور، [illegible] ۱۹۸۲ء میں بعنوان "اقبال ایک شاعر: ایک تنقیدی مطالعہ" شائع ہوا تھا

[illegible] تبصرہ نگار کے پیش کردہ شواہد اور [illegible] دلائل کا سامنا [illegible] سلیم اختر نے اس کی تحریر کو "ہرزہ سرائی" کہا ہے۔

۶۔ پہلی بیوی اور آفتاب سے ناروا سلوک

"علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی" [illegible] ۔ حامد جلالی کی تصنیف ۱۹۷۲ء میں [illegible] اقبال اکیڈمی [illegible] کی طرف سے شائع ہوئی [illegible] اقبال [illegible] ۔ ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] کی جس [illegible] آفتاب اقبال دونوں آفتاب اقبال فوت ہو چکے تھے ۔ اس کتاب میں حامد جلالی نے لکھا ہے کہ اقبال نے پہلی بیوی کو [illegible] وراثت سے اس لیے محروم کیا کہ وہ معصوم اور شریف عورت [illegible] احترام میں کمی کی بیس کی اور نہ کبھی اپنے کسی حق کا مطالبہ کیا [illegible] ۲

آفتاب اقبال نے جو کچھ حامد جلالی کو بتایا [illegible] ۔ راقم نے "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" میں اس کتاب کا جائزہ لیا تو سبھی اعتراضات غلط ثابت ہوئے ۔ اس معاملے سے متعلق علامہ اقبال کے خطوط اور آفتاب اقبال کے ... حیدرآباد دکن کی دستاویزات میں آفتاب اقبال اور [illegible] کے سامنے آجانے کے بعد آفتاب اقبال کی تمام الزام تراشی کا پول کھل گیا ہے اور [illegible] اب [illegible] ۔ مثلاً "[illegible]" کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی [illegible] لکھتے ہیں ۔

"اقبال کی خانگی زندگی کا ایک اہم سوال یہ ہے کہ اقبال نے اپنی پہلی بیوی سے کیوں قطع تعلق کیا ۔ [illegible] ۔ . . . پھر یہ کہ علامہ نے آفتاب اور ان کی والدہ کو جائیداد سے محروم کر دیا اور [illegible] حقیقت یہ ہے [illegible] آخر ایک غیر معقول اور ناقابل فہم اعمال کا [illegible] مرتکب کیا [illegible] اور ان کی والدہ کا ذکر [illegible] کے باوجود [illegible] گفتگو [illegible] نہیں [illegible] "۴

"شاعر مشرق علامہ اقبال [illegible] علامہ اقبال کے خطوط [illegible] کا مطالعہ کرنے [illegible] لکھتے ہیں :

"اندازہ ہوتا ہے کہ [illegible] ان کی والدہ [illegible] سے اقبال [illegible] تھے ۔ [illegible] کو وضاحتاً لکھتے ہیں کہ [illegible] کے لیے [illegible] ۔ [illegible] سے کوئی [illegible] اقبال آفتاب سے [illegible] ان کے لیے [illegible] "[illegible]" اور "مردود" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں [illegible] والدہ آفتاب کے حقوق [illegible] میں ان کا رویہ [illegible] ہے ۔"۵

"علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی" نامی کتاب میں علامہ اقبال پر جو بہتان لگائے گئے ان کا جائزہ "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" میں پیش کیا گیا ہے ۔ یہ مباحث وہیں دیکھے جا سکتے ہیں ۔ البتہ مذکورہ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں راقم کے جائزے کے جواب میں دو مضامین شامل کیے گئے ہیں ۔ پہلا مضمون شیخ آفتاب اقبال کا ہے اور دوسرا [illegible] نادری کا ۔ نادری مرحوم کے مضمون کا عنوان ہے "علامہ اقبال اور ان کے ناموں کی کردارکشی کی مذموم کوشش" ۔ یہ مضمون "ستارہ" کے [illegible] ۱۹۸۵ء میں بھی شائع ہوا ۔ [illegible] مولانا مودودی کے خلاف اقبال کا ذکر [illegible] کیا ہے لیکن آخری عمر میں مخالفین اقبال کے کیمپ میں شامل ہو گئے تھے ۔ ان کے مضمون کے جواب میں

راقم کا مضمون اسی عنوان سے ماہنامہ "ستارہ" کے سالنامہ ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ تفصیل مذکورہ مضمون میں دیکھی جا سکتی ہے۔

یہاں صرف ایک نکتے کی وضاحت مطلوب ہے۔ [illegible] رقم طراز ہیں:

"رستوگی صاحب تحریر [illegible] کہ آغا صاحب اقبال سے میرے [illegible] تعلقات تھے۔ آغا صاحب نے [illegible] کہا تھا کہ

ان کے والد [illegible] اپنی بیوی پر شک ہو گیا تھا اور اسی شک سے مجبور ہو کر آغا صاحب کو گھر سے نکال دیا گیا۔۔۔ رستوگی

نادر الفرات [illegible] اقبال پر اور اپنے [illegible] اقبال کے سر تھوپ دیا ہے۔ آغا صاحب [illegible]

[illegible] ہیں، لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی ماں (چاہے سوتیلی ہو) اس کی عزت پر [illegible] کا

[illegible] ہی گئے۔ آغا صاحب کا ایک ایسا [illegible] کہ اگر اس میں کچھ صداقت بھی ہوتی تو [illegible]

صاحب علم و فضل اور غیرت مند انسان آغا صاحب کو کبھی [illegible]"

[illegible] آغا صاحب [illegible] اقبال [illegible] آغا صاحب [illegible] ۱۹۲۲ء یا

۱۹۲۷ء میں [illegible] اقبال [illegible] اتفاق سے میں بھی [illegible] وہاں موجود تھا۔ [illegible]

[illegible] کے حاشیوں [illegible] رومانی ترکیب [illegible] مرحوم کی اپنی رومانیت کی بنا پر [illegible] آغا صاحب اقبال اور

نادر الفرات رستوگی پر اعتبار کر کے مضمون میں اقبال کے [illegible] نادر الفرات پر [illegible] اقبال اپنے والد [illegible]

۲ دسمبر ۱۹۱۸ء میں لکھتے ہیں:

"[illegible] والد [illegible] کا مطلب [illegible] ایک سوانح سے

[illegible] ہر انسان کو حق ہے کہ وہ اپنی عزت و آبرو بچائے اور اسے محفوظ رکھے [illegible]

[illegible] کسی اور کو تکلیف نہ پہنچے۔"

[illegible] آغا صاحب [illegible] کا شعور [illegible]

[illegible] اختیار کر لیا اور میں نے [illegible]

[illegible] کیا [illegible] ہو۔"

[illegible] راقم کا [illegible] اپنے مضمون میں درج کیا ہے اور رستوگی سے متاثر ہو کر [illegible] وہ حسب ذیل ہے:

"آغا صاحب [illegible] سے پہلے [illegible]

لیکن آغا صاحب اقبال اپنی [illegible]

[illegible] اقبال کے لیے اپنی عزت و آبرو [illegible]

ہے۔ آغا صاحب اقبال [illegible] عزت و آبرو کا [illegible]

[illegible] آغا صاحب سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔"

راقم کی یہ عبارت [illegible] اقبال کی [illegible] رستوگی سے متاثر ہو کر [illegible] آغا صاحب کو [illegible]

۴

علامہ اقبال کی مرتب کردہ معلومات کو نظر انداز کیا ہے اور فرضی کہانیاں گھڑنے والوں کی حمایت کی ہے

بیگم رشیدہ آفتاب نے اپنے مضمون میں آفتاب کو حضرت یوسف سے اور زوجۂ اقبال (سردار بیگم) کو زلیخا سے تشبیہ دی ہے[10] گویا آفتاب مصر یوسف کی طرح بے قصور تھا اور سردار بیگم زلیخا کی طرح۔ حقیقت میں معاملہ برعکس تھا۔ اس بزرگی کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں، خصوصاً اس لیے کہ اپنی حمایت کے باوجود، اور [illegible] نے بھی، آفتاب کے لیے "عیاش" اور "بدکار" کے الفاظ لکھے ہیں۔ ایسے شخص کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے زوجۂ اقبال کی کردار کشی زیادتی پر مبنی ہے۔ اپنے مرحوم شوہر آفتاب کی طرح، رشیدہ آفتاب نے بھی، اقبال کے خلاف الزامات عائد کیے ہیں۔ ان کے باوجود اپنے نام کے ساتھ، مگر ساری اولاد کے نام کے ساتھ "اقبال" کا پیچھا پڑا ہے۔ جس شاخ کو جس سے کاٹا ہے، اسی کو کاٹنے میں مصروف ہیں۔ تاہم یہ طویل مہم اب ناکام ہو رہی ہے۔

دو کتابیں اقبال کی پہلی بیوی اور [illegible] کو معصوم اور بے قصور ثابت کرنے کے لیے منظر عام پر آئی ہیں، منافق ان میں کی ... رہے ہیں۔ "اقبال اور گجرات" ڈاکٹر صابر کلوروی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اقبال کی پہلی شادی کے افسوس ناک انجام پر تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے اور ایسی روایات بھی درج کی ہیں جن کا اس افسوس ناک انجام سے کوئی تعلق نہیں ہے[11] ڈاکٹر صابر کلوروی نظر سے "اقبال شناسی ایک مطالعہ" ہاں گزری تھی تاہم ان کے بعض نکات ہیں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے حسب ذیل وضاحت کی ہے:

"ہم کو ڈاکٹر صابر کلوروی کی بعض آرا سے پوری طرح اتفاق نہیں ہے۔ مثلاً کریم بی بی کی طلاق ملازمت کا تاثر درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اقبال بر حال میں اس سے چھٹکارا پانا چاہتے تھے، دوسرے اقبال اور ان کی پہلی بیوی کے درمیان کشیدگی اور دوری مالی امور کی وجہ سے نہیں، [illegible] کی تفصیل اور واقعات تو مستند ہیں مگر قرائن بتاتے ہیں کہ اصل سبب کچھ اور تھا۔ دونوں خاندانوں میں معاشی تفاوت کی وجہ سے کریم بی بی میں ایک گونہ احساس برتری تھی، وہ فطرتاً ضدی اور سیر چشم تھیں، وہ ہر چند کہ اس کا اظہار نہیں کرتی تھیں، ان کی بیٹی (معراج بیگم) کی شہادت موجود ہے کہ اقبال کے ذکر پر والدہ صاحبہ کی رعب دار ہیں رہتی اور ان کو ہر وقت ہر حال سے یاد کرتی ہیں"[12]

علامہ اقبال کے برادر اکبر آفتاب اقبال، بیگم رشیدہ آفتاب کی تصنیف ہے۔ یہی کتاب ہے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے:

"والد ماجد جاوید کی کتاب "اقبال کی پہلی بیوی" کوئی تحقیقی کتاب نہیں ہے لہٰذا اس کے نام پر ماخذ کو تسلیم کرنا مشکل ہے۔ انہوں نے شاندار انداز میں قول نقل کیا ہے۔ جہاں تک اقبال کی ازدواجی زندگی کا تعلق ہے اقبال کے تعلقات پہلی بیوی سے اچھے رہتے اور معاشی طور پر آفتاب اقبال ماں کی طرف تھا جس سے اقبال کو رکاوٹ تھا۔ رہا ملازمت میں ان کی مالی مدد، خاص طور پر اقبال کا نام استعمال کر کے دوستوں کی مدد کا طالب ہونا اقبال کو ناپسند تھا..."[13]

اقبال کی ازدواجی زندگی پر جو کچھ لکھنے والے کچھ اقبال کا اور زیادہ تر ان کی پہلی بیوی کا بتاتے ہیں۔ ... جیراں کی طرف سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف یہیں معاملہ دو قسم کا دکھائی دیتا ہے اور دوسری طرف مصنف "آفتاب بیگم" کو جو ماموں کے ساتھ منسلک کرتے ہیں معراج تھی اور حامد کی الملاک کے شعور سے عاری تھی۔ اقبال کی ازدواجی زندگی کو اسی لیے آزادی کی ازدواجی زندگی سے وابستہ دیا بھی ناانصافی ہے[14] یہ بات بہت سطحی ہے۔ حقیقت میں دونوں کا معاملہ مختلف تھا[15]

حواشی اور حوالے

۱. مظلوم اقبال، صفحہ ۲۱۳

۲. علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی یعنی والدہ آفتاب اقبال، دوسرا ایڈیشن، صفحات ۲، ۷، ۸

۳. ایضاً، صفحہ ۲۱۔ بیگم آفتاب اقبال لکھتی ہیں "صورت حال یہ ہے کہ مولانا دہلوی نے آفتاب اقبال سے انٹرویو کے ذریعے بہت سی معلومات حاصل کیں ان معلومات کو انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں سپرد قلم کیا اور یوں کتاب مرتب ہوئی"

۴. اقبالیاتی جائزے، صفحہ ۱۱۱

۵. اقبالیات کے نقوش، صفحہ ۲۸

۶. "ستارہ" سالنامہ ۱۹۵۰ء، صفحہ ۲۲ علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی، دوسرا ایڈیشن، صفحات ۳۵، ۳۶

۷. ماجد اقبال ملاقات کی جو روداد آفتاب نے بیان کی ہے، اس کے حسب ذیل نکات لائق توجہ ہیں:

- علی بخش سے جب ڈاکٹر صاحب کو بتایا گیا کہ ماجد صاحب چلے آئے ہیں تو وہ اطلاع پا کر وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔
- ماجد صاحب کو انتظار کرتے ہوئے دس منٹ گزر گئے تو علی بخش نے آگے انتظار سے ڈاکٹر صاحب کو مطلع کیا
- ماجد صاحب اس ماحول مادہ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ تقریباً بیس پچیس منٹوں کے لیے اکمل خاموشی طاری رہی

کیا یہ باتیں فی الحقیقت ماجد کی شخصیت سے مطابقت رکھتی ہیں آفتاب نے یہ بھی کہا ہے کہ خطبہ الہ آباد کے منظر عام پر آنے کے بعد ماجد صاحب نے nonsense کہا تھا [آفتاب اقبال سے عربی زبان کا فرحی انٹرویو" مشمولہ "نقوش اقبال نمبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۱۸]

آفتاب کے بیان کے برعکس ڈاکٹر انور لکھتی ہیں کہ "ڈاکٹر صاحب ماجد کی تشریف آوری کا کئی دن سے انتظار رہتے تھے اور گھر میں اس واقعے کا بہت چرچا تھا" (Iqbal as I knew him ــــ ص ۳۷)

ماجد اقبال ملاقات ۶ مئی ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ علامہ اقبال اپنے مکتوب بنام اکبر حیدری مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۷ء میں لکھتے ہیں،

"اس خط کا لکھنے والا (آفتاب) میرے لیے قطعاً اجنبی ہے اور عرصہ دراز سے ہے … وہ آپ کو یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کسی قسم کی مفاہمت ہو رہی ہے یہ بات قطعاً غلط ہے" (کلیات مکاتیب اقبال، جلد چہارم، صفحہ ۲۱۴)

۸. کلیات مکاتیب اقبال، جلد اوّل، صفحات ۷۹۲ - ۷۹۳

۹. اقبال دشمنی ایک مطالعہ، صفحہ ۱۳۱

ساقب نے ۱۹۱۸ء میں سردار بیگم کی عمر ۱۸ برس لکھی ہے یہ درست نہیں۔ اگر شادی کے وقت (۱۹۱۳ء میں) وہ اٹھارہ برس کی ہوتیں تو ۱۹۱۸ء میں پورے تیئیس برس ان کی عمر ہوتی ان کی منگنی جب ہوا تھا (۱۹۱۰ء میں) جاوید اقبال کے اندازے کے مطابق انیس برس تھی [زندہ رود، صفحہ ۱۹۶] چنانچہ ۱۹۱۸ء میں وہ کم از کم ستائیس برس کی تھیں

رستگی کے حوالے آفتاب لکھتا ہے کہ "علامہ ماجد کو اپنی بیوی پر شک پیدا ہو گیا تھا"۔ یہ ایک فقرہ اقبال اور ان کے خاندان

(سردار بیگم) کی گھریلو زندگی کا کافی ثبوت ہے۔ یہ خط اقبال کی اس تصویر سے مختلف ہے کہ جنگ تو ہوا ہی ہوں ہو اور نکال باہر کیا بیٹے کو

راقم نے "بدتمیزی" کا لفظ استعمال کیا جو دونوں قسم کی ہو سکتی ہے۔ نور لطیف بخاری نے (اور رشیدہ آفتاب نے بھی) اسے "بدلہ"

لکھا ہے۔ ایک لفظ تو عمر مشتمل مبہم کا حامل (suggestive) یا اس سے مختلف مفہوم کا حامل (definite) ہے۔

اور اسی طرح راقم کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ علامہ اقبال اپنے والد شیخ ... لکھتے ہیں: "میرا ماں کو حق ہے کہ وہ اپنی مرضی ... جائے

اور اسے محفوظ رکھنے کے لیے مناسب طریقہ اختیار کرے" آفتاب کو گھر سے نکالنے کی وجہ ماں کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے

کہ آفتاب نے سردار بیگم کے ساتھ کوئی بدتمیزی ضرور کی ورنہ اقبال انتہائی قدم نہ اٹھاتے۔

١٠۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی، مرتبہ ... ایڈیشن، صفحہ ٢٨

١١۔ اقبال اور گجرات، صفحہ ١٢

١٢۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، علامہ اقبال اور ان کے صاحبزادے آفتاب اقبال، صفحات ١٧-١٨

ڈاکٹر جاوید ... کی یہ رائے کہ "فطری طور پر آفتاب اقبال ماں کی طرف تھا" درست تو ہے لیکن جامع نہیں ہے۔ آفتاب ...

جب علامہ اقبال نے گھر سے نکال دیا تو ماں کی طرف داری آفتاب کی ضرورت بھی تھی۔ ماں کی طرف داری اور باپ کی مخالفت اب

آفتاب کا ذاتی مسئلہ بن گیا تھا۔ ایسا کر کے آفتاب نے ماں اور نانا سے خوب فائدہ اٹھایا اور ان سے جو کچھ وصول ہو سکا اسے تعلیم سے

زیادہ معمول فرنچ اور عیش پر خرچ کیا۔ نانا روپے ارسال کر کر کے تنگ آ گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آفتاب کو ماموں نے

بھی رقم بھیجنے میں انہیں تامل تھا۔ اپنے ٢١ ... کے نام آفتاب کے ١٩٢٢ء کے ایک خط سے اس صورت حال پر روشنی پڑتی ہے۔ اس خط

میں آفتاب بار بار والدہ کی طرف داری کا ذکر کرتے ہیں اور آخر میں نانا کو بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔

١٣۔ اکبر علی ... زادہ لکھتے ہیں کہ "اقبال کی طرح اکبر الہ آبادی بھی ... تھے۔ ان کے سوانح اور اشعار دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ علامہ اقبال

اور اکبر الہ آبادی کی ازدواجی زندگی میں بڑی یکسانی ہے۔" (شاعر، اقبال نمبر، صفحہ ٥٢٤)

١٤۔ ڈاکٹر خواجہ ... لکھتے ہیں کہ ... اکبر الہ آبادی کی شادی لڑکپن میں ہوئی تھی چونکہ ... میں ان کا معاشرتی رتبہ بہت بلند

ہو گیا تھا اس لیے، جیسا کہ دنیا کا دستور ہے، وہ اس بیوی سے نباہ نہ کر سکے۔ (اکبر الہ آبادی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، ٣٢)

نوجوان ... اکبر کے ... سید ... حسین کے ... سید ... کا بیان نقل کیا ہے جس میں وہ بتاتے ہیں کہ اکبر نے اپنی

پہلی بیوی اور ان کی اولاد کے ساتھ جس ظلم اور ناانصافی کو روا رکھا اس کے متعلق جو کچھ کہا جائے وہ کم ہے ... خود ان کو

تا زیست عشرت منزل میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ملی" (کتاب مذکور، صفحہ ٣٧)

خواجہ ... سے اکبر الہ آبادی کا بیاہ کم سنی میں ہوا۔ ... ان کا معاشرتی رتبہ بلند ہو گیا تھا۔ اقبال نے لاہور میں جب ملازمت

شروع کی اور کرایے پر مکان لیا تو کریم بی بی کو انہیں ساتھ رہنا چاہیے تھا ایسا نہیں ہوا۔ ... کے خیال میں کشیدگی اسی زمانے

سے شروع ہو گئی تھی۔ اکبر پہلی بیوی کو عشرت منزل میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتے جبکہ اقبال دوسری بیویوں کے اصرار پر پہلی بیوی کو

سر کا خطاب[1]

یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو علامہ اقبال کو "نائٹ ہڈ" یعنی "سر" کا خطاب ملا۔ اس خطاب یا تمغے پر مختلف اطراف سے اعتراضات ہوئے۔ مولانا عبدالمجید سالک کی حسب ذیل نظم ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء کو "زمیندار" میں شائع ہوئی:

لو مدرسۂ علم ہوا قصرِ حکومت ۔۔۔ افسوس کہ علامہ سے سر ہو گئے اقبال

پہلے تو مسلمانوں کے سر ہوتے تھے اکثر ۔۔۔ جب آئے اب حضرت سرکار کے سر ہو گئے اقبال

کہتا تھا یہ کل ٹھنڈی سڑک پر کوئی گا کر ۔۔۔ سرکار کی دہلیز پہ سر ہو گئے اقبال

سر ہو گیا ترکوں کی شجاعت سے سمرنا ۔۔۔ سرکار کی تدبیر سے سر ہو گئے اقبال

سودائے غمِ عشق سے سالک تو ہوا تیر ۔۔۔ اور تری قسمت ہے کہ سر ہو گئے اقبال[1]

مولانا سالک نے اپنے کالم میں بھی اس خطاب کو ہدفِ تنقید بنایا۔ ۸ جنوری ۱۹۲۳ء کے "افکار و حوادث" میں مولانا نے لکھا کہ میاں فضلِ حسین کو خطاب ملا تو کسی نے پروا نہ کی۔ ہم انہیں اپنا نہیں سمجھتے۔ اقبال قوم کی آنکھ کا تارا ہے۔ ہم سے چپ رہا نہ گیا تو مقامِ ماتم ہے۔[2] مولانا ظفر علی خاں نے بھی ایک نظم لکھی جس کا مطلع ہے:

سرفروشوں کے ہیں ہم سر، آپ ہیں سرکار کے
آپ کا منصب ہے سرکاری، ہمارا غازیگی[3]

قمر علی جوہری خطاب یا تمغے پر معترض تھے۔ وہ مکتوب بنام ۔۔۔ میں لکھتے ہیں کہ میں اس اللہ کے ظہور کو دوسرا سمجھتا تھا مگر جب مسلم ممالک کے سلاطین اپنے ۔۔۔ سب پر چھا جاتا ہے تو میں نے ضروری سمجھا کہ مبارک باد کے ساتھ ان کو یہ بھی ۔۔۔ کہ اسلامی دنیا ان سے کیا کیا توقعات رکھتی ہے۔[4] ماہنامہ "ہمایوں" لاہور کے مدیر میاں بشیر احمد نے بھی اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ علامہ اقبال اگرچہ اپنی عالمگیر شہرت کے باعث محتاجِ تعارف نہیں اور آپ کے علمی و ادبی کارنامے ہندوستان کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں، ہم سر کا خطاب ملنے کے بعد اقبال کا ادبی و ملی شغف کیا رنگ اختیار کرتا ہے یہ دیکھنا ہوگا۔[5]

"بندے ماترم" ہندوؤں کا اخبار تھا۔ اس نے اپنے اداریے میں دعویٰ کیا کہ اگرچہ ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ سر اقبال کو اردو اور فارسی کا بلند پایہ شاعر ہونے کی حیثیت سے خطاب دیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خطاب اقبال کی گزشتہ اور آئندہ سیاسی خدمات کے صلے میں ملا ہے۔ مذکورہ اخبار نے اپنے دعوے کے لیے دلیل یہ پیش کی کہ اقبال کو پنجاب کے مسلمان طالب علموں اور وکیلوں کے سوا کوئی بھی مستند اور مسلم الثبوت شاعر نہیں مانتا۔ "اسرار خودی" کا انگریزی میں ترجمہ ہو جانا بھی اعزازِ "سر" کا باعث نہیں ہو سکتا۔ حالی اور آزاد کے ترجمے انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں ہو چکے ہیں مگر ان کو عزت "سر" بھی دیا نہ گیا۔[6]

۲

جیسے دوست، ہمدرد قوم پرست شاعروں، سیاستدانوں اور اقبال مخالف دوسرے لوگوں کی طرف سے اقبال پر اس اعتراض کو دہرایا جاتا رہا ہے۔ عتیق صدیقی نے "اقبال جادوگر ہندی نژاد" میں [illegible] سے "خسرو" کا عنوان قائم کر کے [illegible] کے ساتھ "سر" کے خطاب پر تبصرہ کیا ہے۔ نیز اقبال کے حسب ذیل متروک اشعار نقل کیے ہیں۔

اتنی خوشت کی ہے تعلق اللہ کی — دیکھیے ہوتے ہیں کب "سر" مالوی

مسلم نادان کو کیا معلوم ہے — کس خدا کے ہیں پیغمبر مالوی

ایسے معلوم ہوتا ہے۔ "یہ اشعار اقبال نے کب اور کیوں کہے تھے؟ اس کا ہمیں علم نہیں ہے لیکن ۱۹۲۳ء میں ڈاکٹر اقبال "سر" ہو گئے۔ خلافت اور ترک موالات کی تحریکوں کے باعث [illegible] ان کے سلوک سے ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں ان کی طرف سے شکوک پیدا ہو رہے تھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ خلافت اور ترک موالات کی تحریکیں عروج پر تھیں۔ [illegible] یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو سرکار [illegible] کی جو فہرست اخباروں میں چھپی اس میں اقبال کا نام بھی تھا۔" اسی طرح شیخ عبداللہ نے اپنی کتاب "اقبال اور [illegible]" میں ایک [illegible] کا عنوان رکھا ہے۔ "علامہ اقبال اور انگریز سرکار: اطاعت و وفاداری کی کہانی" اس باب کے ایک ذیلی عنوان "انگریزی حکومت سے سر کا خطاب قبول کرنا" کے تحت، "تحریک ترک موالات" اور "تحریک خلافت" کا ذکر کیا ہے اور مخالفین [illegible] کی [illegible] میں، اعتراضات کو دہرایا ہے۔ اپنی "گزارش" بیان کرتے ہوئے لکھا ہے "کہ اگر اقبال سیاسی بیداری کے اس دور میں، انگریزی حکومت کے اعزاز، ضمیر و ایمان [illegible] ہو چکے تھے تو آپ نے انگریزوں سے سر کا خطاب کیوں قبول کیا؟ [illegible] کا گلہ کیا؟ ___ "سر" کے خطاب پر سب سے شدید اعتراض جوش ملیح آبادی نے کیا ہے۔ روزنامہ "[illegible]" کے ایک ادبی کالم میں رقم طراز ہیں۔

"اور اس طوق کو ڈال دینے والے وہ تھے جو جگہ جگہ ہندوستان کے راجاؤں کے سینوں پر تمغے سجا رہے تھے اور ان کو [illegible] میں [illegible] مار رہا تھا، اس وقت ہم (شعرائے اردو) اسی سرکار کے حلقے میں انگریز سرکار سے "خان بہادر" اور "سر" کا خطاب وصول پا رہے تھے۔"

۲

دشمن دوست سب مانتے ہیں کہ [illegible] کی [illegible] نہیں ہوتی۔ جوش نے تمام پاکستان کی مخالفت کی تھی اور اب اقبال کے اسی پاکستان میں قیام تھا۔ "ہم شعرائے اردو" کہہ کر اقبال کی [illegible] اور [illegible] کا اسرار ظاہر کر کے [illegible] اقبال کو مجرم اور خود کو مختار کر دیا۔ اسلام کی حمایت کرنے اور خدا کو [illegible] والا [illegible] جوش [illegible] ہندوستان کا [illegible] اقبال "تحریک خلافت" اور "ترک موالات" کا ساتھ دیتے تو [illegible] تمام پاکستان کی [illegible] تھی

"[illegible]" کے ادارے میں [illegible] ہے جو جوش نے ظاہر کیا ہے۔ شیخ عبداللہ جو [illegible] ہیں، ان کا مقصد اقبال کو انگریز سرکار کا وفادار ثابت کر کے [illegible] اقبال کی وفاداری کا [illegible] ہے۔ عتیق صدیقی [illegible] لکھا ہے۔

"اقبال کے [illegible] اور سر شیخ جیسے حضرات [illegible] کے ساتھ [illegible] کے سیاسی رجحانات کو دیکھ کر [illegible] حال [illegible] تھا [illegible] ہے کہ وہ (اقبال) [illegible] میں آزاد خیال تھے، عملی زندگی میں آزاد خیالی [illegible] کو چھوڑ کر

ہی نہیں گھڑی تھی، بلکہ وہ انگریز کے غلام تھے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے ... سیاست میں ان کا نصب العین محض کامل آزادی ہی نہ تھا بلکہ وہ آزاد ہندوستان میں 'دارالاسلام' کو اپنا مقصود حقیقی جانے ہوئے تھے۔ اس لیے وہ کسی ایسی تحریک کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ تھے جو ایک دارالکفر کو دوسرے دارالکفر میں تبدیل کرنے والی ہو۔ صرف یہی وجہ تھی کہ انہوں نے عملی سیاست میں ان لوگوں کے ساتھ مصروف تعاون کیا جو برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ ہندو راج کے قیام کی مخالفت کر رہے تھے۔ گو مقاصد کے اعتبار سے ان میں اور ان کے بیچ میں کوئی ربط نہ تھا، مگر صرف اس مصلحت نے ان کو اس شے کے ساتھ جوڑے رکھا۔" ۹

یہ اقتباس نقل کرکے، مشتاق صدیقی نے اس پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

"مولانا مودودی کے طرزِ استدلال کے بارے میں وہ اہم نکتہ اتنا ہی معتبر ہے۔ انہوں نے اقبال کے منہ میں اپنی زبان رکھنے کی کوشش کی ہے۔ 'دارالکفر' اور 'دارالاسلام' کی جو اصطلاحیں [illegible] کے لیے استعمال کی ہیں، اقبال انہیں یقیناً پسند نہ کرتے۔"

مولانا مودودی کا اسلوب سادہ اور سیدھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ حقیقت وہی ہے۔ جو اصطلاحیں اصل کی ہیں وہی اصطلاحیں اقبال نے استعمال کی ہیں۔ ہندو مسلم مسئلے کے سلسلے میں اقبال کی حسب ذیل رائے کلیدی حیثیت رکھتی ہے:

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے انگریزی راج کے بت توڑنا اور اس کے اقتدار کا خاتمہ ہمارا فرض ہے اور اس آزادی سے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ ہم آزاد ہو جائیں بلکہ ہمارا اوّل مقصود یہ ہے کہ اسلام قائم رہے اور مسلمان طاقتور بن جائے۔ اس لیے مسلمان کسی ایسی حکومت کے قیام میں مددگار نہیں ہو سکتا جس کی اساس انہی اصولوں پر ہوں، جن پر انگریزی حکومت قائم ہے۔ ایک باطل کو مٹا کر دوسرے باطل کو قائم کرنا چہ معنی دارد؟

ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کلیتہً نہیں تو ایک بڑی حد تک دارالاسلام بن جائے لیکن اگر آزادیٔ ہند کا نتیجہ یہ ہو کہ جیسا دارالکفر ہے، ویسا ہی رہے یا اس سے بھی بدتر بن جائے تو مسلمان ایسی آزادیٔ وطن پر ہزار مرتبہ لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی آزادی کی راہ میں لکھنا، بولنا، روپیہ صرف کرنا، لاٹھیاں کھانا، جیل جانا، گولی کا نشانہ بننا سب کچھ حرام اور قطعی حرام سمجھتا ہے۔" ۱۰

خلافت اور ترکِ موالات کی تحریکوں نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ ہندو مسلم متحدہ تحریک نے متحدہ ہندی قومیت ابھاری جس کا خمیازہ برصغیر کے مسلمان اب تک بھگت رہے ہیں۔ نیشنلسٹ مسلمانوں نے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی۔ آزادی کے بعد پاکستان میں علاقہ پرستی کو فروغ دیا اور جارحیت پسند طاقتوں کے اتحاد میں رکاوٹ کا ایک بڑا سبب ہیں۔

'ضربِ ماترا' کا مصرعہ تعصب پر مبنی تھا۔ اس سے پہلے 'اخبار مشرق' الہ آباد نے لکھا تھا کہ ہندوستان میں سرکاری خطابات
ایسے لوگوں کو کم ہی ملتے ہیں جن کو عوام بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہوں لیکن اس سال حکومت ہند نے نابغۂ روزگار اور عدیم المثال شاعر
ڈاکٹر شیخ محمد اقبال کو ذاتی قابلیت کی بنا پر سر کا خطاب دیا ہے۔ اس سے نہ صرف قوم اقبال کی عزت افزائی ہوئی ہے بلکہ حکومت ہند
کے خطابات کی وقعت کو بھی قائم رکھا ہے۔ 'اخبار مشرق' نے خوش ہونے کا اظہار کیا لیکن 'ضربِ ماترا' نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے
وہ موقف اختیار کیا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

خطاب کی اصلی وجہ اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ اور اس پر یورپ اور امریکہ میں چھپنے والے متعدد ریویو تھے اور یہی بات اقبال
نے مہاراجہ کشن پرشاد کو بتائی تھی۔[11] اس کے علاوہ 'ضربِ ماترا' کی دلیل یہ تھی کہ حالی اور آزاد کے بھی ترجمے ہوئے لیکن وہ عزت
کے 'سر' بھی نہ سمجھے گئے۔ حالانکہ حالی اور آزاد کو بھی 'شمس العلماء' کا خطاب ملا تھا۔ اقبال کے بارے میں ایک تو ہر [illegible] کے
خطاب ہی کی بھی لیکن اقبال نے انکار کر دیا تھا۔ سر ذوالفقار علی خاں نے بھی اس کی مخالفت کی تھی۔[12]

غلام بھیک نیرنگ کے نام ۱۹۲۳ کے خط کے جواب میں اقبال نے خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر لکھا تھا کہ دنیا کی کوئی قوت اسے حق گوئی
سے باز نہیں رکھ سکتی۔[13] خطاب کے سلسلے میں [illegible] لاہور کی طرف سے اقبال کو [illegible] تکبیر میں [illegible] پارٹی دی گئی۔ اس میں
اقبال نے اپنی نظم 'طلوع اسلام' کا ابتدائی حصہ سنایا۔[14] اس نظم کا پہلا بند کا پہلا شعر ہی ملی تعمیر نو کی زبردست نوید ہے۔ اس
پارٹی میں گورنر پنجاب [illegible] موجود تھے اور مذکورہ نظم اقبال کی حق گوئی اور ملی وابستگی کا ثبوت تھا۔ وقت گزرنے کے
ساتھ ساتھ انہوں کے خدشات اور منکروں کے الزامات غلط ثابت ہوتے گئے۔ مخالفین اقبال کے لیے اب صرف ہکر بیٹھے کا کام
باقی رہ گیا ہے۔

۴

پنجاب کے اس وقت کے گورنر سر [illegible] نے لکھا ہے میری نظر میں اقبال کو سر کا خطاب ملا تھا۔ ان کی شخصیت میں
مقناطیسی قوت تھی اور وہ اپنے سامعین پر جو [illegible] زبردست کیفیت طاری کر دیتے تھے۔[15] علامہ اقبال نے خطاب ملنے کی روداد سر [illegible] اور
منشی [illegible] کو خود سنائی تھی۔ عبدالمجید سالک نے بھی [illegible] مسلم اور کالم [illegible] خطاب یافتگی کا حال لکھا ہے۔ عبدالسلام خورشید نے
ان مآخذ سے حاصل شدہ معلومات کو تلخیص کیا ہے۔[16] ان روایات سے جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اقبال نے خطاب کے لیے رضامندی
ظاہر کی تھی اور دوسرے مسلمانوں کی طرح دوڑ دھوپ نہیں کی تھی۔ یہ خطاب انہیں علمی ادبی خدمات کے باعث دیا گیا تھا۔ اپنی خطاب کی خبر کی
[illegible] سے رد و قدح کے بعد انہوں نے قبول کیا۔ اقبال کے مزاج میں ایسے اعزازات کی کوئی وقعت نہ تھی۔ نیرنگ [illegible] کے طور
تھے۔ خطاب کے بعد ان کی حق گوئی میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حق گوئی کی تاثیر میں اضافہ ہوتا گیا۔

اقبال مغربی تہذیب کے بہت بڑے ناقد ہیں۔ انہوں نے زوال مغرب کی پیش گوئی کی تاہم اقبال کا ذہن متوازن اور آفاقی
تھا۔ وہ اس تہذیب کے بعض اہم پہلوؤں کو اسلام کی عطا قرار دیتے تھے۔ انگریز تب دنیا کی بڑی قوم تھی۔ وہ مشرق کے ایک عظیم ستارے کو
اعزاز پیش کرنا چاہتی تھی۔ اقبال نے اسے رد کرنے کے بجائے قبول کر لیا۔ جس پر اعتراضات کا کوئی جواز نہیں ہے۔

حوالے اور حواشی

۱ تا ۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، ڈاکٹر حسیب شاہد کا مضمون "سرچشمۂ اقبال" مشمولہ صحیفہ اقبال نمبر (حصہ دوم)، شمارہ نمبر ۱۱۰، جنوری فروری ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۳۸ تا ۱۴۱

۴۔ سرگذشتِ اقبال، عبدالسلام خورشید، صفحہ ۱۶۰

۵۔ اوراقِ گم گشتہ، مرتبہ رحیم بخش شاہین، صفحہ ۲۰۹، نیز دیکھیے ڈاکٹر حسیب شاہد کا مذکورہ مضمون

۶۔ تفصیل کے لیے دیکھیے "سرچشمۂ اقبال" مشمولہ صحیفہ اقبال نمبر (حصہ دوم) ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۴۴ - ۱۴۵

۷۔ اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحہ ۹۳

۸۔ بحوالہ میزانِ اقبال، پروفیسر ڈاکٹر منوّر، صفحات ۱۳۱ - ۱۳۲

۹۔ (۱) حیاتِ اقبال کا ایک سبق، مشمولہ [illegible] اقبال نمبر، صفحہ ۲۲، (۲) اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحات ۹۸-۹۹۔ [illegible] نے اقتباس میں شامل کرنا مناسب خیال نہیں کیا، وہ حسبِ ذیل ہیں:

> "ان کے [illegible] وہ لوگ ہیں [illegible] وسطی ایشیا [illegible] کی روحانی زندگی اور ان کے اندرونی خیالات کا علم ہے [illegible] سیاست سے ان کو خیال اور عمل [illegible] سمت ملتی تھی [illegible] حکومت سے [illegible] تھے۔ سرکار اور اس کے پرستار [illegible] سے سخت بدگمان تھے اور ان کی ذات کو اپنے مقاصد میں حارج سمجھتے تھے۔"

۱۰۔ "علامہ اقبال، [illegible] اور مسلمان" مشمولہ معاصرِ اقبال، صفحہ ۲۲۹

علامہ اقبال اور سید ابو الاعلیٰ مودودی کے بارے میں [illegible] تحریکِ خلافت [illegible] یہ مغالطہ پیدا کیا ہے کہ جب ہندوستان کے [illegible] اردو [illegible] رہے تھے۔ چورا چوری والے واقعے کے بعد گاندھی نے ترکِ موالات کی تحریک کے خاتمے کا اعلان کر دیا تھا اور یہ واقعہ ۵ فروری ۱۹۲۲ء کا ہے۔ اسی طرح [illegible] ترکی کی قومی اسمبلی نے یکم نومبر ۱۹۲۲ء کو خلافت کے [illegible] دوچار ہو گیا تھا" (اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحہ ۹۵) اس میں شک نہیں [illegible] اقبال [illegible] زیادہ [illegible] تاہم [illegible] ترکِ موالات کے نتیجے میں جو کچھ ہونا تھا، وہ ہو چکا تھا۔

۱۱۔ مکتوبِ اقبال بنام مہاراجہ کشن پرشاد شاد، مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال جلد دوم، صفحہ ۴۲۱

۱۲۔ دیکھیے (۱) اقبال کا سیاسی کارنامہ، ڈاکٹر محمد احمد خاں، صفحہ ۴۴۳ (۲) ذکرِ اقبال، صفحہ ۸۸

۱۳۔ مکاتیب، کلیاتِ اقبال جلد دوم، صفحہ ۴۱۶

۱۴۔ دیکھیے (۱) میر جلال الدین کا بیان، ملفوظاتِ اقبال، صفحہ ۱۲۵ (۲) اقبال کا سیاسی کارنامہ، محمد احمد خان، صفحہ ۴۲۳

۱۵۔ اقبال یورپ میں، سعید اختر درانی، صفحہ ۶۵

اقبال نے اپنے اعزاز میں دی جانے والی ڈنر پارٹی کے موقع پر 'طلوعِ اسلام' جو رہبر سرما شاہ کی ... دہلی میں سنائی تھی۔ بلکہ نے ۱۵ برس اس موقعے کا تاثر بیان کیا ہے۔

۱۶۔ (۱) میر جلال الدین کا بیان، ملفوظاتِ اقبال، صفحات ۱۲۳ تا ۱۲۵ (۲) مفتی ... کا تحریر ... مولانا غلام رسول مہر کا بیان، روزگارِ فقیر، صفحات ۴۱ تا ۴۴ (۳) ذکرِ اقبال، صفحات ۱۱۸ تا ۱۲۰ (۴) سرگزشتِ اقبال، صفحات ۱۲۱ تا ۱۲۴

حالات ... پر اثر انداز ... ہے اور ... مطالعہ ہے۔ دیکھیے اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۱۲۱ تا ۱۲۵

سیاسی کارنامہ، صفحات ۶۲۴ تا ۶۲۵

۵۔ انگریز دوستی

اقبال پر انگریز دوستی کا الزام عائد کرنے والوں کے دلائل، بقول ڈاکٹر جاوید اقبال، حسب ذیل ہیں

۱: انگریز حکام کی مدح میں یا فرمائش پر نظمیں لکھنا۔
۲: خلافت یا ترکِ موالات کی تحریکوں میں حصہ نہ لینا۔
۳: سر کا خطاب قبول کرنا۔
۴: پنجاب کونسل کی رکنیت کے ذریعے انگریز کے ساتھ حکومت سے تعاون کرنا
۵. کونسل کے اندر سرکاری استعمار کو مستحکم کرنے کی خاطر انگریز عہدیداروں کی تعداد میں اضافے کی خواہش کا اظہار کرنا۔
۶: سائمن کمیشن سے تعاون کرنا
۷: سر فضل حسین جیسے برطانیہ کے حاشیہ بردار کا ساتھ دینا۔
۸: انگریز کے اشارے پر خطبہ الہ آباد میں مسلم ریاست کا تصور پیش کرنا۔
۹: دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کر کے انگریزی حکومت کی امداد کرنا۔
۱۰: انگریز کے اشارے پر ہندو مسلم مفاہمت میں رخنہ انداز ہونا۔

خرم علی شفیق اور ڈاکٹر جاوید اقبال نے ان دلائل پر سیر حاصل بحث کی ہے[1] جس سے اقبال پر انگریز دوستی کا الزام غلط ثابت ہوتا ہے۔ تاہم شیخ عبدالماجد (مالیر کوٹلوی) نے "زندہ رود" کا جواب لکھا ہے اور انگریز حکام کی مدح میں لکھی گئی نظموں کے معاملے میں جاوید اقبال سے اختلاف کیا ہے۔ جاوید اقبال کا موقف یہ ہے کہ "اقبال نے کئی وقتی نظمیں کہی ہیں جو اسی طرح کے مواقع پر انہوں نے لکھیں، اور انہیں یا مصلحتاً تحریر کیں اور انہیں اقبال نے مناسب نہ سمجھا کہ اپنے مطبوعہ کلام میں شامل کریں"[2] [illegible] (۱۹۱۸) میں پڑھی جانے والی نظم "پنجاب کا جواب" [illegible] ... جاوید اقبال نے تصریح کی ہے کہ اس فرمائش کو ٹالنے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی، کیونکہ اقبال نے ... "علم المعیشت"[3] [illegible] انگریز حکمرانوں کے ساتھ اقبال کی "اطاعت و وفاداری کا بیان" کی ہے اور "انگریزی حکومت سے اقبال کی وفاداری کا ۳۵ سالہ ریکارڈ" پیش کیا ہے[4]۔ شیخ موصوف کو اس وفاداری پر اعتراض نہیں ہے۔ ان کے نزدیک انگریز حکمرانوں سے سچی وفاداری "تحریک احمدیہ کے بانی کی تعلیم" تھی۔ [illegible] چنانچہ سر سلطان محمد شاہ آغا خان کی انگریز حکومت کے ساتھ خیر خواہی اور وفاداری کو سراہا، ... موقف اختیار کرنے کی تلقین کی اور مرزا قادیانی کا ملفوظہ ... فقرہ اپنے اخبار میں شائع کیا[5]۔ شیخ عبدالماجد کا اعتراض یہ ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے [illegible] کا دفاع غلط کیا ہے۔ علامہ اقبال نے یہ منظومات دینی تقاضوں کے مطابق کہی ہیں۔ شیخ موصوف لکھتے ہیں:

"علامہ نے انگریز حاکموں کی مدح میں جو کچھ کہا یا علامہ کے استاد مولانا میر حسن، سر سید احمد خان،

مولانا الطاف حسین حالی، انجمن حمایتِ اسلام اور الندوہ وغیرہ نے جو مصالحت کی یا اطاعت کا اظہار کیا تو سب نے
اپنے موقف کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے مزین کر کے اسے "مصلحتاً یا مجبوراً" والا جواب محل نظر ہے۔"

شیخ عبدالماجد . انگریز حکمرانوں کے ساتھ اقبال کی وفاداری کا ریکارڈ مرزا غلام احمد کی "جرم دانش" کے حوالے کے طور پر پیش کیا ہے۔
تاہم اس ریکارڈ کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ اگر عبدالماجد کا موقف درست ہے اور اقبال نے واقعی مرید ہو کر انگریز حکمرانوں
کی مداحی کی ہے تو وہ صرف اقبال کے مخالفوں بلکہ حامیوں کے نزدیک بھی پریشان کن اعتراض ہے بلکہ اقبال کی "اطاعت و وفاداری" کے
۲۵ سالہ ریکارڈ سے موصوف نے اقبال کی جو تصویر بنائی ہے، اس سے مطابقاً قول پر مبنی ان کی ترتیب جو اقبال نے کی ہے

۲

اس ۲۵ سالہ ریکارڈ کے خاص خاص نکات (اختصار سے) شیخ عبدالماجد کے الفاظ میں، پیش کیے جاتے ہیں :-

۱۹۰۱ء : ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء عیدالفطر کے روز، برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ کی وفات ہوئی۔ علامہ نے اس موقع پر ۱۱۰ اشعار کا مرثیہ لکھا
مرثیہ میں علامہ انگریز حکمرانوں کو "سایہ خدا" قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ خدا"

۱۹۰۲ء : انگریز گورنر جناب کے انجمن حمایتِ اسلام کے جلسے میں، ان کے موقعے پر علامہ انگریزی اطاعت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

ہاں ۹ دن ... سے جناب — کرتی ہے اطاعت کی تعمیر
جو ہر اسی ہے طاعت کا رشتہ ... — نورس ماہ رو ہر ماہ کی تسخیر
اسی اصول کو ہم کیمیا سمجھتے ہیں — یہی ہے امر اطاعت جہاں میں اکسیر

۱۹۰۹ء : [شیخ عبدالماجد نے کشمیریوں کی طرح جس عرفی اور حالی کے نام کی خاطر اقبال نے ایک سرکاری کام کیا ہے]

۱۹۱۰ء : ۱۔ انگریز حاکموں کی خدمت ... اور انگریزی حکومت کی برکات پر مشتمل "رحمت علی" کا ایک مضمون ... نام سے شائع
ہوا تھا۔ (اس مضمون ...) جس ... "سرکار دولت مدار" ... معاونت کے
لیے شامل ہے ... شکریہ ہے۔ اس میں ... ڈاکٹر ... شیخ محمد اقبال ہیں۔

۲۔ علامہ اقبال نے ۲۷ اگست ۱۹۱۰ء کے پیسہ اخبار میں، مصر میں ایک عالمگیر اسلامی کانفرنس میں شرکت سے احتراز کی صلاح دی۔

۱۹۱۱ء : ۱۔ انگریز بادشاہ کی تاجپوشی کے موقعے پر فرماتے ہیں:

ہمارے ... سعادت ... — کرتا جپوشی ... تاجدار ...
بہی سے ... — ہی کے ... ہے دل ...

۲۔ آخر ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کا دن آن پہنچا جس کا علامہ اقبال سمیت تمام مسلمانوں کو انتظار تھا۔ علامہ کا روز پیش ... کی ...
مراسم کے سلسلہ میں ... جہاں علماء کرام نے مسلمانوں کو بتایا کہ ... قرآن و حدیث ... کے ساتھ
لیے مخلصانہ تعلقات ... علامہ اقبال نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسلمان نہ صرف ... حاصل کرنے کے ...
کے وفادار ہیں بلکہ مذہباً وہ بادشاہِ وقت کے وفادار ہوتے ہیں۔"

۱۹۱۸ء: آئیے! لاہور کے ٹاؤن ہال میں چلتے ہیں۔ یہاں سرکار برطانیہ کی مدد کے لیے روپیہ جمع کرنے اور بھرتی کرنے کے
سلسلے میں عظیم الشان جلسہ ہو رہا ہے۔ جلسہ میں علامہ اقبال بھی موجود ہیں۔ ہم وطن مسلم سرکاری غیر سرکاری حاضرین تمام اہلِ لاہور
سے حاضرین ... گورنر پنجاب سر مائیکل او ڈوائر صدارت کر رہے ہیں۔

مولوی رحیم بخش نے اپنی تقریر کے دوران "ہمارے معبود ہیں شہنشاہ ظل اللہ" ... دراصل وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ
علامہ اقبال، کچھ عرصہ قبل، انگریز ملکہ کو "سایۂ خدا" کہہ کر بچے تھے۔ مولوی رحیم بخش نے ... کے معبود کی تائید
میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا شعری مقولہ پڑھ کر سنایا۔ (اس) مولوی کے دریدہ دہنی ... کو ...
شاعری کی ضرورت تھی، جو ... پیش کر کے ... کے جلسے میں ... کے لیے ... پیدا کرتا"
یہ ضرورت علامہ اقبال نے اپنی نظم "پنجاب کا جواب" پیش کر کے پوری کر دی۔ جس کے اشعار ملاحظہ ہوں

اخلاص بے غرض ہے صداقت بھی بے غرض
خدمت بھی بے غرض ہے اطاعت بھی بے غرض
عہد وفا و مہر و محبت بھی بے غرض
تخت شہنشہی سے عقیدت بھی بے غرض

شاہنشہ! وفا میں ہمارا سر قبول ہو
اہلِ وفا کی نذرِ محقر قبول ہو

جب تک چمن کی جلوۂ گل پر اساس ہے
جب تک فروغِ لالۂ احمر لباس ہے
جب تک نسیمِ صبح عنادل کو راس ہے
جب تک کلی کو قطرۂ شبنم کی پیاس ہے

قائم رہے حکومت آئیں اسی طرح
دبتا رہے چکور سے شاہیں اسی طرح

مصنف (ماورائے اقبال) کو چاہیے تھا کہ وہ علامہ کے کلام پر "مصلحتاً و مجبوراً" کے پردے ڈالنے والے معترضین کو
جواب دیتے کہ علامہ نے شعری بنیاد پر ... حکومت کی ... کی ہے۔ ... یہ نظم ... لکھا گیا
علامہ کا دل ... کی زبان کا رفیق تھا۔ علامہ میں منافقت کا رنگ نہیں پایا جاتا تھا۔

۱۹۲۳ء: یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو سر کا خطاب ملنے پر اقبال کے ... مبارک باد ... کا اہتمام ... ہوا۔
سے مقررہ ... میں کیا گیا۔ سر اقبال ... نے ... میں کہا کہ ... گورنمنٹ نے اردو ... کے ...
کی عزت افزائی کی ہے۔ (اس مقام) پر ... مخالفانہ تبصرے اور اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ ان میں ...

اور ہندو اخبار "بندے ماترم" کے تبصرے اور مولانا ظفر علی خاں کے اشعار شامل ہیں)

۱۹۲۲ء: ۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کے خط میں علامہ نے اپنے بڑے بھائی صاحب کو سیالکوٹ لکھا۔ "میں دسمبر کے پہلے ہی ماہ … ہو سکتا۔ کام کے علاوہ بہت سی اور مصروفیتیں ہیں۔ نئے گورنر صاحب کے بہت سے ڈنر ہیں۔ وہاں جانا ہے۔"

۱۹۲۵ء: مولانا میر حسن کے صاحبزادے ڈاکٹر علی نقی اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو پنجاب کے گورنر نے انہیں چائے کی دعوت دی۔ اس موقع پر علامہ اقبال نے ڈاکٹر نقی کو یہ شعر لکھ کر دیا تھا جو خط لکھوا کر ان مرحوم نے گورنر کو پیش کیا

پنجاب کی کشتی کو دیا اس نے سہارا — اللہ ہمیشہ رہے ہیلی کا ستارا

۱۹۲۷ء: (رسالت لاہور کے دوران علامہ اقبال نے انگریز افسروں کی تعداد میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ اس پر مولانا ظفر علی خاں نے … منقول مولانا جو "ہمدرد" کی تین چار قسطوں میں درج ہے۔ موکی)

۱۹۲۹ء: (اقبال نے ایم بی چوہدری کو تصدیقی سرٹیفکیٹ دیا …) "میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ سب کچھ … احباب و رفقاء کی … کے حصول کی غرض سے کیا ہے" (یہ سرٹیفکیٹ علامہ … مرحوم نے … لکھا ہے) ظاہر ہے علامہ کے نزدیک انگریزی گورنمنٹ کی وفادارانہ خدمات باعث فخر ہیں کہ بطور سفارش پیش کی جا سکتی ہیں۔

۱۹۳۰ء: علامہ اقبال اپنے مکتوب بنام سر فرانسس ینگ ہسبنڈ میں فرماتے ہیں:

"مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر ہندو ہم پر حکومت کریں بشرطیکہ ان میں حکومت کرنے کی اہلیت … اور … ہو … لیکن دو آقاؤں کی غلامی اقبال برداشت نہیں … ہندو اور انگریزوں میں سے صرف ایک ہی کا تسلط گوارا کیا جا سکتا ہے۔"

۱۹۳۲ء: مصنف روزنامہ … "گول میز کانفرنس کے ایام" میں … اقبال نے اپنی … پر واضح کیا کہ … حکومت برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ پر خلوص اور دوستانہ تعلقات استوار رکھے ہیں۔"

۱۹۳۳ء: اقبال نے اپنے خطوط میں بادشاہ کے دو اوصاف پر … کا خصوصی اظہار کیا۔ ایک یہ کہ بادشاہ بڑا دیندار اور … بادشاہ تھا، دوسرے یہ کہ بادشاہ کے حکومت برطانیہ کے ساتھ بہت دوستانہ تعلقات تھے۔

۱۹۳۵ء: اپنی … سے … تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے … کر کے ضلع لاہور کے "چیدہ چیدہ … اور … شاہ … " کی فہرست میں اپنا نام لکھوا کر سرخرو ہو گئے۔

۱۹۲۷ء میں اقبال نے … پنجاب کونسل میں … وفاداری … علامہ … کا … کہتا ہے کہ اقبال کا … میں … انہی کے حوالے سے … اس وقت کے … میں رہا گیا … ۱۹۱۵ء میں دوبارہ شائع کیا اور … نے ۱۹۱۵ء کے تحت اسے دوبارہ درج کیا۔ اس … کو شامل کر کے ۳۵ سالہ اطاعت و وفاداری کا کل ریکارڈ … پر مشتمل ہے۔ اس ریکارڈ کا … سے پیشتر یہ وضاحت ضروری ہے کہ انگریز حکومت کے ساتھ اطاعت و وفاداری کا اظہار اگر کسی مصلحت یا مجبوری کے تحت تھا تو یہ ایک سوال … ہے اور اگر … کی … تھا کہ علامہ … تو یقیناً قابل اعتراض ہے۔

۵

اقبال جیسے ہیں تھے اور ان سے ملتی کا ارتکاب نہیں تھا۔ تاہم شیخ عبدالماجد مرزا صاحب [illegible] مانتے ہیں۔ ایک ہی [illegible] کے ساتھ اظہار اطاعت و وفاداری رسم ہی تھا۔ مرزا صاحب نے "تریاق القلوب" (۲۵۳۲) میں لکھا ہے:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔"[۸]

شیخ عبدالماجد نے [illegible] اسلامی شریعت کے خلاف [illegible] کا احساس [illegible] مبالغہ آرائی سے کام لے[۹] [illegible] مرزا قادیانی کی اس تحریر میں مبالغہ آرائی یا جھوٹ سے [illegible] اور [illegible] ہے، تاہم اس بیان سے مرزا صاحب کا انگریز حکمرانوں کے ساتھ مخلصانہ اطاعت چولی دامن کا ساتھ ہے۔ شیخ عبدالماجد [illegible] مرزا صاحب [illegible] مذکورہ [illegible] یہ ذکر موجود ہے۔ چنانچہ یہ وضاحت [illegible] سرسید احمد خان، مولوی نذیر حسین، الطاف حسین حالی اور دوسرے [illegible] کی تحریریں، انجمن حمایت اسلام، ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند کا موقف — "انگریزی حکومت کی [illegible]" [illegible] کلام "نیز انگریزی حکومت سے وفاداری کے اظہار میں علما کے فتوے"[۱۰] ایسے شخص کو [illegible] کی اطاعت و وفاداری کے اظہار [illegible] [illegible] کا [illegible] اقبال نے [illegible] کا مطالعہ کیا ہے۔ [illegible] اطاعت و وفاداری [illegible] اور [illegible] پایا

پیش کردہ ریکارڈ میں شیخ عبدالماجد [illegible] علامہ اقبال کی جو تصویر ابھاری ہے وہ اصل کے مطابق نہیں۔ یہ ریکارڈ ادھورا اور [illegible] ہے۔ اہم فرق حقیقت یہ ہے کہ اس [illegible] مختلف اور اس کے برعکس ایک ریکارڈ اور بھی ہے [illegible] [illegible] کیا ہے۔ علامہ اقبال کی پوری اور اصل تصویر کچھ اور ہی ہے

۲

سرسید کے بتائے ہوئے راستے "انگریز حکمرانوں کی اطاعت و وفاداری" پر اقبال کس حد تک چلے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے برعکس حصول آزادی اور حقیقی [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] کیا کردار ادا کیا، اس کا اندازہ اقبال کے منتخب کلام اور سرمایۂ نثر سے ہوتا ہے۔ [illegible] ریکارڈ سے بہ اندازہ [illegible] مدد مل سکتی ہے

۱۹۰۱ء: شیخ عبدالماجد نے انگریزی [illegible] کو بہت اچھالا ہے اور [illegible] کے بعض اشعار کو "مخزن" اور [illegible] کے سرورق کا عنوان (Title) [illegible] [illegible] تصویر بھی دی ہے جو اقبال کی تصویر سے [illegible] ہے۔ انگریزی [illegible] [illegible] کا [illegible] اظہار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گیا [illegible] [illegible] کے دیباچے میں [illegible] نے لکھا تھا کہ اب ہمیں دنیا میں [illegible] [illegible] کی وفات سے ہندوستان [illegible] [illegible] اور اقبال نے اسی معاملے کی ترجمانی کی۔ تاہم یہ مصرع بھی اسی دور کا ہے:

"دب کے رہنے نہیں کسی سے بھی جو زمانے میں آن والے ہیں"

۱۹۰۲ء: انجمن حمایت اسلام کے [illegible] میں [illegible] کی شرکت بھی ایک [illegible] موقع تھا۔ [illegible] [illegible] نظم پیش [illegible] [illegible] اور [illegible]

کا ذکر، وطن کے مفاد کے پیشِ نظر، رجحاناً تھا ورنہ اقبال نے جوشِ اہلِ وطن کو جگانے کی فکر میں تھے

دل کھول کر بہاؤں اپنے وطن پہ آنسو　　سرسبز جس کی نم سے ہو تخمِ امید کا پھر

اس عاشقی میں جائیں اپنے جگر ما لے　　نالوں کے قافلے کو میری صدا درا ہو

ہر درد مند دل کو رونا مرا رلا دے

بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے ۱۲

۱۹۰۳ء تا ۱۹۰۸ء

شیخ عبدالقادر کے پاس اس عہد میں [illegible] کے لیے کچھ ہیں تھا مگر اس دور ان پہلے اشارے [illegible] ہیں اور سارا علم کو اقبال نے حصولِ آزادی کی بات کی [illegible] الامت و وفاداری کے [illegible] اسی دوران [illegible] اور [illegible] مناجاتِ نابغہ کی [illegible] کی اور [illegible] مسلک کا تعین اور منشور کا اعلان کیا "سید کی لوحِ تربت" (۱۹۰۲ء) میں [illegible] کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے اپنا حق مانگنے کی تلقین کی ہے مگر "رمزِ امامت" کے معنی بھی دیے ہیں اور "قوتِ فرماں روا" کے سامنے مردِ مومن کو [illegible] ریائی اور بے خوفی کی تلقین اور سونے والوں کو جگانے اور "خرمنِ باطل" کو جلانے کی ادا بھی ہے:

اپنے حق کے مانگنے میں رکھ ذرا سا تو نظر　　یا ہے سائل کو آدابِ طلب مدِ نظر

معنیِ رمزِ امامت کی یہ ہر کس کو خبر　　راہ پہ دنیا کو [illegible] کی صحبت سے چلا

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے

قوتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے

خرمنِ باطل جلا دے شعلۂ آواز سے ۱۳

"فریادِ امت" (۱۹۰۲ء) میں حسبِ ذیل اشعار قابلِ توجہ ہیں:

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے　　لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

جس کی تاثیر سے یک جاں ہوں ہزاروں قالب　　وہ [illegible] وہ طرزِ وفا کون سی ہے؟

نالہ جس سے وداں ہو سوئے منزل دنیا　　ناقہ وہ کیا ہے؟ وہ آوازِ درا کون سی ہے؟ ۱۴

پہلا شعر [illegible] ہے اور [illegible] کی [illegible] و وفاداری [illegible] ہے۔ دوسرے شعر میں بھی "طرزِ وفا" کا تعین یا ہتھیں جو ساری امت کو متحد کر کے [illegible] ناقہ اور "آوازِ درا" کی آرزو ہے جو امت کو منزل کی جانب رواں کر دے۔ "ایک پرندے کی فریاد" (۱۹۰۳ء) میں آزادی کی خواہش استعارے کے رنگ میں ہے ۱۵ جبکہ فریاد کی یہ لے "تصویرِ درد" (۱۹۰۴ء) میں بلند آہنگ ہوئی ہے اور [illegible] ہر دو جماعت سے معمولِ آزادی کا ذکر ملتا ہے ۱۶ مارچ ۱۹۰۷ء والی غزل میں اقبال کی مثبتی تصویر نمایاں ہوتی ہے۔ وہ مغرب کو خبردار کرتے ہیں اور استعمار کی بلا خیز قوت کے [illegible] مسلمانوں کو آزادی کی نوید سناتے

ہیں اور اپنے منشور کا اعلان کرتے ہیں:

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا!
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا
سفینۂ برگِ گل بنا لے گا قافلہ مورِ ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا
میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری نفس مرا شعلہ بار ہوگا"[17]

"زمانہ آیا ہے بے حجابی کا" (۱۹۰۷ء) کے پہلے مصرعے (زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا) سے ظاہر ہے کہ اقبال کا پیغام انگریزوں کی اطاعت و وفاداری کا نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے کہ انہوں نے بیدار کرنے کا پیغام دیا ہو۔ منظم ہو جاؤ، متحد ہو کر دوسرے مسلمانوں کی بات کا جو منشور اقبال پیش کر رہے ہیں اس پر انہوں نے عمل کیا۔ ملاؤں میں بیداری اور دانشوروں کی شراکت میں منظم ہو کر انقلاب لانے سے ہم کنار ہونا ہے۔ کوئی ضروری نہ تھا کہ کاروائی کا بیان ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ نظم کے آخری مصرعے (رہے جو غم کے سرپہ تم غضب کیا ابھی) سے انگریزوں کو غضب کرنے کا منشور دیا ہے۔ "ابھی" کے لفظ سے ظاہر ہے کہ اقبال "غضب کیا" کو چھپایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ غزل اور مذکورہ نظم اقبال کی زندگی میں سامنے ہوئیں جو انگریزی حکومت کی توہین کا شاخسانہ نہیں، صرف دل سے ہوئے تھے اور انگریز حکمرانوں کی اطاعت و وفاداری ان کا عقیدہ تھا۔"

۱۹۰۹ء — ۱۹۱۰ء

اس دورمیں بھی، شیخ عبداللہ کے ساتھ کر کے ایسی واقعے سے انگریز حکمرانوں کے ساتھ اقبال کی "اطاعت و وفاداری" کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ کشمیریوں کی فوج میں بھرتی کا معاملہ "اطاعت و وفاداری" کے ضمن میں نہیں تھا بلکہ وہ کشمیری مسلمان کشمیریوں کے مفاد کے پیشِ نظر اس کے لیے کوشاں تھے۔ عبداللہ صاحب نے خط تحریر کیا ہے۔ اردو کے اس اقبال کے رابطے کی منظوری کر رہے ہے:

"کمیٹی کوشش کر رہی ہے کہ ہمارا ملک ... جس میں ہماری برادری کے ممبر قومی پیشہ ور اور اہلِ دولت سے شامل ہوں، جس پر بھرتی کرنے والے افسر ... صاحب بہادر کا نمبر انصاف کی حدمت میں پیش کریں سے عام طور کشمیری مسلمانوں کی رجمنٹ یا نوکری رجمنٹوں میں ... میں کبھی داخلہ ملنے پانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اگر سردار اپنے قوم نے ... اور ... عمل کرنے کا وعدہ کر دیجئے تو غالب توقع ہے کہ ... ضرور ہماری گزارش پر توجہ فرمائے گی"[19]

[illegible] رحمت علی نے انگریز حاکموں کی موافقت [illegible] "شہری فرشتے" کے ضمن میں [illegible] نے اقبال کا شکریہ ادا کیا۔

"صرف اہلِ سرکار ہو وفادار" میں اقبال کا نام شامل کیا تو یہ تمثیل [illegible] واقعہ نہیں ہے۔

معصر میں عالمِ اسلامی کا [illegible] جس میں اقبال کا حقیقی موقف شیخ عبدالقادر نے درج کیا [illegible] اقبال کے [illegible]

ہوتا۔ خوفِ طوالت کے باوجود وہ اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"جب تک ہم کو یقین نہ ہو جائے کہ کسی [illegible] کے پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے، جب تک کوئی [illegible] (یعنی ماموں کا [illegible] اور [illegible] شاید [illegible] اسلامی ممالک کی حالت کا [illegible] کیونکہ حکومتِ برطانیہ کے [illegible] اور آزادی اس ملک کے لوگوں کو حاصل [illegible] عالم کے کسی [illegible] میں کوئی [illegible] تحریک [illegible] ایک ایسی قوم میں پیدا ہو سکتی ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] ...[23]

اس اقتباس [illegible] شیخ عبدالقادر نے اقبال کی طرف سے پیش کردہ [illegible] ہے تو "اس [illegible] کے ساتھ [illegible]" [illegible] ہے۔ [illegible] مسلمانوں کے لیے [illegible] کی حالت [illegible] ۲۲ اگست ۱۹۱۰ء کو "پیسہ" اخبار میں شائع ہوا۔ اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ اقبال کے [illegible] ابھی [illegible] انگلستان [illegible] کی حالت سے کسی [illegible] کا احتمال تھا[?] [illegible] کی تحریک سے انگریز [illegible] اسلامی [illegible] اور اس [illegible] اقبال کی [illegible] احترام کے حق میں [illegible] [illegible] اقبال کی مجبوری یہ تھی کہ انگریزی [illegible] کمزور تھے۔ "شکوہ" (۱۹۱۱ء) اور "جوابِ شکوہ" (۱۹۱۲ء) اسی تناظر میں لکھی گئیں۔ بعض تحریروں میں اقبال [illegible] احتیاط [illegible] اور [illegible] مصلحت [illegible] احتیاط اور مصلحت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسلام [illegible] اقبال [illegible] مسلمانوں [illegible] حالت [illegible] کسی [illegible] کے قائل [illegible] چنانچہ مشورہ دیتے ہیں:

[illegible] شور [illegible] اور ذرا تھام [illegible][24]

۱۹۱۱ء [illegible] جارج پنجم کے جشنِ تاجپوشی کے موقعے پر اقبال نے دو اشعار [illegible] نظم لکھی اور اس ضمن میں جو اطلاع [illegible] شیخ عبدالقادر [illegible] میں ہوا، اس میں اقبال نے بھی تقریر کی۔ ان اشعار اور [illegible] کے [illegible] وقتی [illegible] اور [illegible]

[illegible]

جا سکتا ہے، اسی لیے کہ اس دور میں اقبال کی معرکہ آرا نظمیں سامنے آئیں۔ یہ نظمیں اسلامی نشاۃ ثانیہ کی [illegible]

اور اقبال اسلام کو "باطل" کے مقابل بطور پیش کرتے ہیں۔ یہ اشعار بطور خاص لائق توجہ ہیں:

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم — سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا — اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا (ترانۂ ملی)

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے — اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے (وطنیت)

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کر دے — مور بے مایہ کو ہمدوش سلیماں کر دے (شکوہ)

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے — جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

احساس عنایت کر آثار مصیبت کا — امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے (دعا)

۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۷ء

"اطاعت و وفاداری کی کہانی" کے ضمن میں ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۷ء تک، جو پانچ برسوں کا عرصہ بنتا ہے، اس میں علامہ اقبال کی [illegible]

اس دور کے علامہ اقبال سے ہی منتخب کہانی کی [illegible] ہوتی ہے۔ "شمع و شاعر" (فروری ۱۹۱۲ء) میں [illegible] آغاز [illegible]

اور ملت [illegible] عالمی قیادت کے [illegible] اور اسلامی نشاۃ ثانیہ کی پیش گوئی ہے۔ درج ذیل اشعار [illegible] ہیں:

آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک — بزم گل کی ہم نفس باد صبا ہو جائے گی

دیکھ لو گے سطوت رفتار دریا کا مآل — موج مضطر ہی اسے زنجیر پا ہو جائے گی

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے — یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے!!

"جواب شکوہ" کی [illegible] عالمی سیادت [illegible] ہیں

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

۱۹۱۵ء میں "اسرار خودی" شائع ہوئی [illegible] یورپ اور امریکہ تک بھی [illegible] نے اقبال کو جنگ کی [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] تھی۔ وہ شیخ عبدالماجد کو [illegible] کا [illegible] تھا

اشعار کے [illegible] ۱۹۱۸ء کی ایک غزل [illegible] ہیں — پہلا شعر آزادی اور عالمی انقلاب کا

اشارہ ہے اور دوسرے میں [illegible] کا ذکر ہے:

شیوۂ عشق ہے آزادی و دہر آشوبی — تو ہے زناری بت خانۂ ایام ابھی

خبر اقبال کی لائی ہے گلستاں سے نسیم — نو گرفتار پھڑکتا ہے تہ دام ابھی [25]

۱۹۱۸ء: شیخ عبدالماجد کی [illegible]

ہے یہی موقف "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" میں اختیار کیا گیا تھا ۲۷ یہ ظلم کسی ذہن کے لیے قابلِ قبول نہیں ہے جو خود کلامِ اقبال کا سرسری مطالعہ [illegible] ہے ۔ تاہم شیخ عبدالماجد کا یہ دعویٰ حقائق پر مبنی نہیں ہے کہ انگریزی حکومت کی [illegible] میں ، اقبال نے ، شعری بنیاد پر کی ہے ۔ لاہور والے اجلاس ۲۷ میں [illegible] نے انگریز بادشاہ کو ظلِ اللہ کہا ۔ اس ضمن میں شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ یہ "دراصل وہی سلطنت تھا جس کا [illegible] علامہ اقبال کچھ عرصہ قبل انگریز ملکہ کو "سایۂ خدا" کہہ کر چکے تھے" ۲۸ یہاں "کچھ عرصہ قبل" کے الفاظ بھی محلِ نظر ہیں ۔ ملکہ وکٹوریہ کا مرثیہ سترہ برس قبل ۱۹۰۱ء میں کہا گیا تھا تب اقبال نہ علامہ تھے ، نہ منزل آشنا تھے اور نہ خود آگاہ تھے ۲۹

"شعری بنیاد" والا موقف بہرحال محلِ نظر ہے کم از کم اقبال کے حوالے سے [illegible] کا معاملہ [illegible] ہے [illegible] اگرچہ [illegible] کی فرمائش اور اقبال کے دوست [illegible] ذوالفقار علی خان کا اصرار شامل [illegible] تھا ۔ ذوالفقار علی خان سے اقبال کے گہرے مراسم کا اندازہ [illegible] اس مصرعے سے ہوتا ہے : "آ [illegible] ذوالفقار" سے "اقبال" [illegible] میں ۳۰ [illegible] زمانہ ایسا [illegible] تھا کہ اس فرمائش کو ٹالنے کی کوئی صورت نہ نکل سکی تھی ۳۱ [illegible] نے [illegible] لکھا ۳۲ شیخ عبدالماجد کے ہم [illegible] شیخ [illegible] نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس فرمائش کو ٹالنا ممکن نہ تھا ۳۳ اقبال نے [illegible] اور [illegible] ظاہر ہے کہ یہ نظم اقبال کے اپنے [illegible] سے قابلِ اعتراض تھی ، چنانچہ "جشنِ فتح" کے موقع پر [illegible] صورتِ حال پیدا ہوئی جس گورنر کی فرمائش اور [illegible] سر ذوالفقار علی خان کا اصرار تو اقبال نے مزاحمت کی [illegible] نے جو ان دنوں لاہور میں تھے اسی طرح بیان کی ہے :

"[illegible] کے خاتمے پر سرکاری اہتمام میں [illegible] سے [illegible] جشن [illegible] منایا گیا لاہور میں بھی بڑے بڑے [illegible] ہوئے ۔ ۔ ۔ چونکہ میں ان دنوں لاہور میں تھا اس لیے بیشتر اہتمامات اپنی آنکھوں سے دیکھے جشن کے سلسلے میں [illegible] گورنر [illegible] نے لاہور کے ایک [illegible] اور [illegible] کو [illegible] بلایا ان میں اقبال بھی شامل تھے گورنر نے [illegible] پہلے اقبال کے ایک نہایت [illegible] دوست سر ذوالفقار [illegible] کو تاکید کی کہ وہ اقبال سے [illegible] کے سلسلے میں ایک نظم لکھوائیں ۔ ۔ ۔ ۔ گورنر ہاؤس سے نکل کر سیدھے اقبال کے یہاں گئے اور بات بتائی ۔ اقبال نے کہا ایسا کرنا میری موت ہے ۔ ۔ ۔ سر ذوالفقار کسی طرح اپنے مطالبے سے [illegible] دست بردار ہونے پر تیار نہ ہوئے تو اقبال نے اس شرط پر حامی بھری کہ وہ نظم کی نقل کسی کو نہیں دیں گے اور نہ کسی جریدے میں شائع ہوگی ۔ اتنی احتیاط کے باوجود دوسرے روز ایک اخبار میں شائع ہوگئی"

اس تحریر کو نقل کرکے اقبال کے معترض [illegible] نے لکھا ہے کہ "ان واقعات کی تصویر تشہیر کی جائے جس یہ دعویٰ کوئی بھی شاید نہ کرے گا کہ یہ ساری باتیں اقبال نے [illegible] رضا و رغبت کی تھیں اس میں سب سے زیادہ دخل جبر کو تھا" ۳۴ اقبال نے [illegible] جھوٹی [illegible] اور اردو نظمیں سنائیں ۳۵ ان میں [illegible] والی کوئی بات نہیں تھی ۔ [illegible] جنگ کے دوران میں [illegible] پر جو [illegible] تھی اس کے پیشِ نظر وہ [illegible] پر اظہارِ ناراضی نہیں کر سکتے تھے ۳۶ چنانچہ اپنے

ساری دنیا امریکہ کی چاکری سے بیزار ہو چکی ہے ۔ بیدار ہوا! جہاں کی از سر نو تعمیر کے لیے اٹھو،

اس خوابِ گراں خوابِ گراں، خوابِ گراں سے بیدار ہو، خوابِ گراں سے بیدار ہو۔[۴]

شیخ عبدالماجد کا مرتبہ کردہ "ریکارڈ" کسی رسالہ ، اصل ، نامعقول اور گمراہ کن ہے۔ اس میں یہ دو نکات قابلِ غور ہیں۔

(۱) اقبال کی جس مرثیہ ملکہ ... کو موصوف نے اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے، اقبال نے انہیں کوٹا سمجھ کر ... "بانگِ درا" میں جگہ نہ دی۔ ۱۹۱۱ء میں علامہ اقبال ... سرافراز ہوئے اور انہیں ترک اور رد کر دیا۔ انگریز سے وفاداری کا بظاہر کوئی نقش تھا تو اسے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ یہ سطریں "مرثیہ" کہی گئی ہوتیں تو آپ ناپائیدار ثابت نہ ہوتیں۔ چنانچہ ان متروک نظموں کی بنا پر اقبال کو موردِ الزام ٹھہرانے والے حق بجانب نہیں ہیں۔

(۲) شیخ عبدالماجد نے مرزا غلام احمد قادیانی کی، حسبِ ذیل تحریر "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ ۱۳۱ پر درج کی ہے۔

"اے دانشمندو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف، تمہاری طرح، میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ وہ لوگ جو ... ہیں وہ (انگریزوں کے روبرو ان کی خوشامد کرتے ہیں اور ان کے آگے جھکتے ہیں اور پھر گھر آ کر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔"

اس تحریر سے علامہ اقبال کا دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور علامہ اقبال کے درمیان ... اقبال کا واسطہ ان لوگوں سے ہی رہا ہے جن پر مرزا قادیانی نے تنقید کی ہے۔ اقبال نے جو کچھ کہا، انگریز کے عہد میں ... مرتے دم تک استعمار کے خلاف اور اسلامی نشاۃِ ثانیہ کی حمایت میں کہی گئی منظومات ان کی کتابوں میں شامل ہوئیں۔ "اسرارِ خودی" کا ۱۹۲۰ء میں انگریزی ترجمہ شائع ہوا اور انگریز دانشوروں نے، مگر اقبال پر تشویش کا اظہار کیا۔[۴۱] ۱۹۲۲ء میں "سر" کے خطاب کی خبر تھی ... شاہدہ میں ... انگریز ... اقبال نے "ملوکیتِ اسلام" ... پر تنقید

۱۹۲۹ء : [ریکارڈ میں ۱۹۲۸ء کا خانہ خالی ہے]

ایم اے قریشی کے بیٹے اقبال نے جو تصدیق نامہ دیا اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اقبال انگریزی حکومت کی "وفادارانہ خدمات" کو "قابلِ قدر" خیال کرتے تھے، حالانکہ ... کوئی شخص کسی خدمت کا معاوضہ، تنخواہ یا کمیشن کی صورت میں، وصول کرتا ہو تو دیانتداری سے کام کرنا اس کا فرض منصبی بن جاتا ہے۔

۱۹۳۰ء :

سر ... ہیسٹنگز کے نام مکتوبِ اقبال کے منقولہ حصے اس بات کا ثبوت نہیں ہیں کہ اقبال مسلمانوں پر ہندوؤں کی حکومت کے لیے تیار ہو گئے تھے (اس سلسلے میں راجا صاحب محمودآباد سے موازنہ بے معنی ہے[۴۲]) ... اقبال کا موقف ... ہندوؤں اور مسلمانوں ... تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ انگریز حکمرانی کے خاتمے کے بعد مسلمان ہندوؤں کے زیرِ تسلط نہ آ جائیں۔ اسی مقصد کے تحت اقبال نے خطبۂ الٰہ آباد (دسمبر ۱۹۳۰ء) میں "مسلم ریاست" کا تصور پیش کیا۔

سر ... ہیسٹنگز کے نام مکتوب کا بھی اصل مقصود یہی ہے کہ انگریزوں کو ہندو مسلم مسئلے کے منصفانہ حل کے لیے آمادہ

ریکارڈ میں پیش کرنے کے لیے "ذکر شیخ" کے سوا عبدالماجد کے پاس کوئی مواد نہیں تھا۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۲ء : ان چار برسوں کے دوران میں شیخ عبدالماجد کو ۲۵ سالہ ضخیم ریکارڈ سے کوئی مسالہ نہ ملا۔

۱۹۲۳ء : اس سال کے تحت "انگریزی حکومت سے سر کا خطاب قبول کرنا" کے زیر عنوان عبدالماجد نے [illegible] اقتباسات پر مشتمل چار صفحات ذکر کیے ہیں [illegible] علاوہ ازیں "فرنگی زدہ ذہانت" کے ذیلی عنوان کے تحت [illegible] اور [illegible] ہے کہ "اس دور میں، اس طوفانِ خیز اور ہنگامہ آرائی دور میں، اقبال کا کیا حال تھا؟ وہ کس طرف تھے؟ آزادی کے شیدائیوں اور ملت کے فداکاروں کے ساتھ یا قوم کے دشمنوں اور ملک کے غداروں کے ساتھ"۲۵

بعض ملاقاتی حضرات تمام پاکستان کے سوچنے [illegible] اس حقیقت کا ادراک نہ کر سکے کہ "آزادی کے شیدائی اور ملت کے فداکار" ہندوؤں کے ساتھ اشتراکِ عمل کے ذریعے "متحدہ ہندی قومیت" کے فروغ کا باعث بن رہے تھے۔ اقبال اس اشتراک [illegible] ہندی وطنی قومیت کے بت پرستوں سے کنارہ کش رہے تھے اور یہ عمل جاری تھا اور اس کے نتیجے میں [illegible]
یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ شیخ عبدالماجد نے رشید احمد صدیقی کی تحریر کا اہم حصہ نظر انداز کر دیا جو حسبِ ذیل ہے۔

"تحریکِ خلافت و کانگریس کے دو بڑے رہنما اور سورما مولانا محمد علی اور شوکت علی [illegible] اور [illegible] تھا لیکن دل میں ان کا [illegible] اقبال کا [illegible] تھا۔ اقبال کے حضور [illegible] اقبال پر [illegible] اقبال ہی ہمارا معلم ہے۔ اقبال نہ ہوتا تو ملت کے لیے مر مٹنے کا جذبہ ہم میں کبھی بیدار نہ ہوتا۔ وہ اقبال ہی تو تھا [illegible] جس نے [illegible] کو ایک نیا تصور دیا تھا"۲۶

[illegible] اقبال [illegible] محمد علی نے پایا اقبال کو پوری طرح [illegible] جہاں انہوں نے اقبال [illegible]
کھائی۔ یہ نتیجہ تھا اقبال کے اسلامی تصورِ قومیت سے [illegible] کا، چنانچہ محمد علی آخر تک [illegible] کے ساتھ ہندو [illegible] کے اسیر رہے۔ وہ کانگریس سے بیزار ہو چکے تھے لیکن اس کے متبادل [illegible] سے [illegible] ہو گئے۔

۱۹۲۳ء کے سال کا اصل مسئلہ عبدالماجد نے سر کا خطاب قبول کرنا بیان کیا ہے۔ یہ مسئلہ [illegible] کے تحت زیرِ بحث آ چکا ہے۔

۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۵ء

اقبال نے ۱۸ نومبر ۱۹۲۲ء کو خواجہ حسن نظامی کے نام خط لکھا، اس کا متعلقہ حصہ درجِ ذیل ہے۔

"اگر جاوید اور اس کی والدہ تندرست ہیں تو بہتر ہے ۱۰ نومبر تک آ جائیں۔ [illegible] نومبر کے پہلے [illegible] حاضر نہیں ہو سکا۔ کام کے علاوہ اور بہت سی مصروفیتیں ہیں۔ [illegible] صاحب کے بیٹے سے [illegible] اس کے علاوہ [illegible] کے ایک پروفیسر [illegible] سے ملنے کے لیے آ رہے ہیں۔ وہ مصر سے متعلق کوئی کتاب لکھنا چاہتے ہیں۔۔۔"۲۷

گویا نومبر کے دوران سیالکوٹ نہ جا سکنے کی چار وجوہ تھیں۔ تیسری کا تعلق [illegible] سے تھا [illegible] کوئی امر حسی نہیں تھی۔ جاوید کی پیدائش ایک ماہ پہلے ہوئی تھی۔ [illegible] اور ان کی والدہ تندرست تھے۔ عبدالماجد نے تحریر کیا ہے کہ اقبال کا سیالکوٹ جانا ضروری تھا لیکن "[illegible] کے حضور حاضری کی اہمیت" (یہ عنوان قائم کیا ہے) اقبال کو روک [illegible]

اتنی ریاں تھی کہ بیوی اور بچے کو سوار کر دیا ۔ تو اس سے بھی ان کی عقل اور دیانت پر ... چاہیے تھی کہ ایک نے ساری بات کو ...

اطاعت و وفاداری کا ثبوت نہ ملتے ۔ اسی طرح ۱۹۲۵ء میں ، سیٹھ میر حسن کے صاحبزادے ، ڈاکٹر علی حق نے اقبال سے ایک ...

ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے دی جانی والی اعزازی پارٹی میں انہوں نے جشن کیا ۔ اس سے یہ ثابت کرنا کہ اقبال ، مرد و نظام ...

کی طرح ، انگریزوں کے مطیع و وفادار تھے ، ایک معقول بات ہے ۔

۱۹۲۷ء : "ریکارڈ" میں ۱۹۲۷ء کے تحت کوئی اندراج نہیں ہے ۔ ۱۹۲۷ء میں ، مسلمانوں کے دوران ، علامہ اقبال نے انگریزوں ...

کی تعداد میں اضافے کا مطالبہ کیا ۔ مولانا غلام علی نے "زمیندار" کی [تین چار قسطوں میں نہیں بلکہ] پانچ قسطوں میں اقبال پر ...

کی ۔ سوال یہ ہے کہ "مولانا غلام علی چوہدری و مرحوم سید" کا مقصود تمام کرنے کی تنقید کے ہدف آخر ہونے تا ترد ...

جبکہ یہ تنقید بے بنیاد تھی ۔ اقبال انگریزوں سے اطاعت و وفاداری کا اظہار نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ مسلمانوں کے مفاد کی ...

تھے ۔ مولانا غلام علی کے اعتراضات کا جائزہ ، چند صفحات آگے ، الگ سے لیا گیا ہے ۔

۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۷ء — علامہ اقبال کا اصل کردار

اس دس سالہ عرصے میں اقبال کا حقیقی کردار کیا تھا ؟ اس دوران ان کی حسب ذیل کتابیں شائع ہوئیں :

(۱) رموزِ بے خودی : ۱۹۱۸ء

(۲) پیامِ مشرق : ۱۹۲۳ء (اسی سال "اسرار و رموز" کا ثانی چھپا)

(۳) بانگِ درا : ۱۹۲۴ء

(۴) زبورِ عجم : ۱۹۲۷ء

ان شعری مجموعوں میں اللہ ، رسول ، اسلام اور امت مسلمہ کے ساتھ اقبال کی وفاداری کے بکثرت شواہد ملتے ہیں ...

ہیں لیکن انگریز حکمرانوں کے ساتھ وفاداری کا کوئی اظہار نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبال "افرنگ" کی جگہ "معمار حرم" کی ...

عالمی قیادت پر فائز دیکھنا چاہتے ہیں ۔ "بانگ درا" کی صرف آخری دو نظموں ("خضر راہ" اور "طلوع اسلام") اور "زبور عجم" ...

ایسے بیسیوں شواہد ہیں جن سے مولانا غلام علی کے "ریکارڈ" اور "گواہی" کے پرخچے اڑ جاتے ہیں ۔ "معمار حرم" ... "زبور عجم" کی ...

نظم کے ایک بند کو نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

> فریاد ز افرنگ و دل آویزیِ افرنگ   فریاد ز شیرینی و پرویزیِ افرنگ
>
> عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیِ افرنگ   معمار حرم ! باز بہ تعمیر جہاں خیز
>
> از خواب گراں ، خواب گراں ، خواب گراں خیز
>
> از خواب گراں خیز ! ۲۹

جہاں سالک مرحوم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے :

افرنگ اور اس کی دل آویزی سے فریاد ! افرنگ کی شیرینی اور حیلہ گری سے فریاد !

اسی دنیا اور جگہ کی بیگانگی سے مجبور ہو گیا ہے، معاذ اللہ! جہاں کی ازسرِ نو تعمیر کے لیے اٹھو،

اس خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں سے بیدار ہو، خوابِ گراں سے بیدار ہو!

شیخ عبداللہ کا مرتب کردہ "ریکارڈ" ایک دلچسپ، [illegible]، معقول اور مجموعہ [illegible] ہے۔ اس میں دو نکات قابلِ غور ہیں:

(۱) اقبال کی جن مرحوم معلومات کو [illegible] نے اپنی کتب کی زینت بنایا ہے، انہیں نے انہیں [illegible] کر دیا [illegible] "[illegible]" میں [illegible]۔ ۱۹۱۹ء میں [illegible] سے مستعفی ہو گئے اور انہیں ترک اور رد کر دیا۔ انگریز سے [illegible] کا مظاہر کوئی حس تھا تو [illegible] علماء کی طرح شمار [illegible] "[illegible]" [illegible] تو [illegible] ہوتی [illegible]

ان [illegible] کی بنا پر اقبال کو [illegible] ٹھہرانے والے حق بجانب ہیں۔

(۲) شیخ عبداللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی، حسب ذیل تحریر "اسلام اور احمدیت" کے صفحہ ۱۳۱ پر درج کی ہے:

"اے عزیزو! گورنمنٹ انگریزی کی سرپرستی، تمہارا فرض، میری قلم سے [illegible] نہیں نکلی [illegible]

ہیں (کذا) انگریزی کے روبرو [illegible] کی خوشامد کرتے ہیں اور ان کے آگے جھکتے ہیں اور پھر گھر آ کر کہتے ہیں کہ جو

شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔"

اس تحریر سے علامہ اقبال کا [illegible] مسلک [illegible] مرزا غلام احمد قادیانی اور علامہ اقبال [illegible]

اقبال کا [illegible] سے بھی ہوا ہے [illegible] نے تقریر کی ہے۔ اقبال نے جو کچھ کیا، انگریز کے [illegible]

[illegible] کے خلاف اور اسلامی [illegible] کی [illegible] معلومات ان کی کتابوں میں شامل ہو گئیں۔ "اسرارِ خودی" کا

۱۹۲۰ء میں انگریزی ترجمہ شائع ہوا اور انگریز [illegible]، مگر اقبال پر تشویش کا اظہار کیا۔ ۱۹۲۲ء میں "سر" کے خطاب

[illegible]، شاعر [illegible] گورنر [illegible] انگریز [illegible] اقبال نے "علمائے اسلام" [illegible]

۱۹۲۹ء: [ریکارڈ میں ۱۹۲۸ء کا اندراج غلط ہے]

ایم اے کی ڈگری کے لیے اقبال نے جو [illegible] کہ اقبال انگریزی حکومت کی "[illegible]"

کو "اسبابِ [illegible]" [illegible] کرتے تھے، [illegible] کسی حکومت کا [illegible]، [illegible] میں [illegible]

کرنا پڑ کر دیانت داری سے کام کرنا اس کا فرضِ منصبی بن جاتا ہے۔

۱۹۳۰ء:

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام مکتوبِ اقبال کا [illegible] اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اقبال [illegible] ہندوؤں کی

حکومت کے لیے تیار ہو گئے تھے (اس سلسلے میں [illegible] صاحب [illegible] سے موازنہ بے معنی ہے[۳۲]) [illegible] اور [illegible]

اقبال کا موقف کانگری ہندوؤں اور [illegible] تھا۔ وہ یہ تھا کہ انگریز حکمرانی [illegible] کے بعد [illegible] ہندوؤں

کا [illegible] تسلط نہ آ جائے۔ اسی مقصد کے تحت اقبال نے خطبۂ الہ آباد (دسمبر ۱۹۳۰ء) میں "مسلم ریاست" کا تصور پیش کیا۔

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام مکتوب کا بھی اصل مقصد یہی ہے کہ انگریزوں کو ہندو مسلم مسئلے کے منصفانہ حل کے لیے آمادہ

۱۱

کا ما ہے۔ اس دور کا مندرجہ ذیل اقتباس اقبال کے اصل موقف کی وضاحت کرتا ہے:

"آج کل ہندوستانیوں کی ... سے بڑی ضرورت ہندو مسلم سمجھوتا ہے جو ناممکن ہے اور کل میں تمام ... واقعات مانے گی اور یقین رکھیے کہ جب ہم ... دونوں مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں ہمیں برطانیہ کی امداد کی ضرورت ہوگی بشرطیکہ اس کے افراد نیک نیتی پر مبنی ہوں۔

آئندہ گول میز کانفرنس میں اگر برطانیہ نے دونوں قوموں کے اختلافات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو آخرکار یہ بات دونوں ملکوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اگر برطانیہ اپنے کسی ... مفاد کے تحت غیر ہندوؤں کو سیاسی اختیارات سونپ دے اور اسے برقرار رکھے تو ہندوستان کے مسلمان اس بات پر مجبور ہوں گے کہ سوراجیہ یا ... سوراجیہ رہا) ... کا مطالبہ ... برطانوی حکومت کے خلاف کیا جائے"[۱۲]

ہندوؤں کو سیاسی اختیارات سونپنے سے مراد ... ہیں ... اقبال نے برطانوی سرکار کو ایک اور ... ہے - یعنی ہندوؤں کو اختیار سونپنے کا ... یہی شکل ہو سکتا ہے کہ انڈیا کے تمام ... کی گرفت میں ... جمیع مسلمانوں کی ... کا ... کسی تحریر کا ضروری اقتباس نقل کر کے اس کے اصل ... پر پردہ ڈالا جائے اور اس کا وہ مفہوم سامنے لایا جائے جو اصل مفہوم اور منشا کے برعکس ہو۔

۱۹۳۲ء

نیشنل لیگ لندن ... کے استقبالیہ میں اقبال کی تقریر کا مکمل ... اوپر ... اس بیان کا ... کا اظہار ہے کہ ... مطالبات کا ... ہے ... حصہ ... یہ ہے:

"مسلمانوں میں جرأت ہے اور انہوں نے برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ پر خلوص اور وفاشعاری تعلقات استوار رکھے ہیں لہٰذا انہیں توقع ہے کہ آخری فیصلہ کرتے وقت ... مسلمانوں کی خواہشات کا خیال اور ان کے مطالبات کا ... کیا جائے گا"[۱۳]

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی شکست ہوئی۔ ہندوستان پر قابض ہو کر انگریزوں نے مسلمانوں کو ... دیا ... کی تلوار اور ... سترہ سال ... انگریزی تعلیم و تہذیب کی طرف مائل کر کے اور انگریز دوستی کی طرف ... کر ... مسلمانوں کو ... سے ... کا ... کیا - ... [illegible] ہو سکتا ہے اور کیا گیا ہے ... اقبال نے ... (۱۹۱۱ء) میں اس تعلیم کے نتائج ... سیاسی ... اور ... تہذیب سے وفاداری کو ... [illegible] ... لیکن ... کرنے والے ... اس ... کا ... سال میں ... سرسید کے پیروکاروں نے ... "وفاشعاری اور وفاشعاری کے تعلقات" کی بات ... ہندو ... کے ... کا ... کرنے کے ... برطانیہ ... کی کوشش کی - ... سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہندو مسلم سمجھوتا ناممکن ہے - اقبال نے خطبہ الٰہ آباد (۱۹۳۰ء) میں مسلم ریاست کا تصور پیش کیا جو اسلامی ... کا ... تھا اور ... برطانیہ ... تھا ... کا موقف ہے کہ اقبال کا ... سرسید کے ... ہے - یہ بات ضروری طور پر ... اقبال نے ... [illegible]

مسلمانوں کی وفاداری کا رخ تبدیل کر دیا تھا۔ تاہم انگریزوں کے ساتھ وفاشعاری کی ایک تاریخ تھی اور اس سے فائدہ اٹھا[illegible]

کی ضرورت بھی، خصوصاً اس لیے کہ ہندو عزائم ارادے تھے اور مسلمان ہندوؤں سے مطمئن نہیں تھے۔ اقبال کا اصل منشا انگریزوں کی

ضرورت کا نہیں تھا۔ وہ مسلمانوں کو بار بار ہندوؤں اور انگریزوں کی معاندانہ سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہیں اور اپنے

پاؤں پر کھڑا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔[illegible]

۱۹۳۲ء: خاکسن کے نام اقبال کے خط میں یہ فقرہ کہ "نادر شاہ کے حکومت برطانیہ کے ساتھ نہایت دوستانہ تعلقات تھے" دیگر [illegible]

ٹکڑوں سے اقبال کی اطاعت و وفاداری کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ ثبوت مولانا مہر کے لیے "ڈوبتے کو

تنکے کا سہارا بہت ہے" کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۹۳۵ء: حکومت کی طرف سے سلور جوبلی منانے کے لیے اپیل پر اقبال نے ایک سو روپے چندہ دیا۔ اس واقعہ کو مولانا مہر نے

نمک مرچ لگا کر بیان کیا ہے۔ "حد درجہ مالی پریشانی" میں "اتنی بڑی مالی قربانی" سے وہ ثبوت کو اجاگر ہوا کہ تاج برطانیہ

کے لیے اقبال کے دل میں "غیر معمولی عقیدت مندی کے جذبات موجزن تھے"[illegible] مگر ہر کوئی تقریب چندہ دے سکتا ہے۔ اقبال نے

چندہ دے دیا۔ وہ کچھ بھی ہو یہ "غیر معمولی عقیدت مندی" کا اظہار نہیں تھا۔ غیر معمولی عقیدت مندی کے جذبات [illegible]

کے دل میں موجزن تھے اس کے برعکس ثبوت موجود ہیں، اور وہ ایسے ثبوت ہیں جن کی موجودگی [illegible] ہے۔[illegible]

۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۵ء تک اقبال کی دو اہم غیر منظوم [illegible] "جاوید نامہ" [۱۹۳۲ء] اور "بال جبریل" [۱۹۳۵ء] [illegible]

"جاوید نامہ" میں اقبال نے فرنگی استعمار کو رد کیا ہے اور "حکومت الٰہی" کی جھلک بیان کی ہے۔[illegible] "بال جبریل" میں انگریزوں [illegible]

کے خلاف اقبال کی لے اتنی تیز ہے کہ [illegible] اقبال پر ایک بڑا اعتراض [illegible]

کا بھی ہے جس میں انگریز دوستی شامل ہے۔ ([illegible]) درحقیقت اقبال نہ انگریز دوست تھے، نہ انگریز [illegible]

اسلام دوست ہیں اور اسلام نے ان کی [illegible] روح کو [illegible] کیا ہے۔ [illegible]

کا شکار ہو [illegible] اقبال کو انگریز کی نوکری میں رونق محسوس نہ ہوئی۔ [illegible] عزت اور وقار کے ساتھ [illegible]

استعمار کی غلامی [illegible]۔ اقبال نے [illegible] اسلامی ریاست وجود میں آ گئی ہے۔

مسلمانوں کو تازہ ولولہ اقبال نے دیا جس میں [illegible] کا شکر ادا کیا ہے لیکن ایک شکایت بھی کی ہے:

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند!
لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند![illegible]

اقبال نے تصورِ پاکستان دیا جو انگریز کی غلامی سے نجات اور ہندو تسلط سے بچنے کی ضرورت تھی۔ یہ تصور اسلامی ریاست [illegible] کی طرف ایک

پیش قدمی ہے۔ [illegible] اقبال اسلامی [illegible] اور اسلامی ریاست کے نقیب ہیں۔ ان کا یہ کارنامہ مغربی استعمار پر کاری ضرب ہے۔

اقبال کے آخری چند برسوں کی ، انگریز حکمرانوں سے "اطاعت و وفاداری کی کہانی" شیخ عبدالماجد نے بیان کی ہے۔ بہاریہ کے
انہیں جتنے بھی دستیاب ہو سکے جبکہ مغربی استعمار کے خلاف ، اقبال کا فکری جہاد ، آخر تک جاری رہا ـ عبدالماجد نے اطاعت و وفا
کے ۲۵ سالہ ریکارڈ کا ڈھنڈورا بہت زور و شور سے پیٹا لیکن اس موضوع پر کچھ بھی جو معلومات کے علاوہ انکے پاس کوئی ٹھوس مواد
تھا ان معلومات کو بھی "بانگ درا" میں شامل کر کے اقبال نے ترک کر دیا تھا جبکہ اسلامی نشأۃ ثانیہ کے حصول کی
"بانگ درا" اور دوسرے شعری مجموعوں میں شامل ہوتی رہیں عبدالماجد کا مقصد تھا کہ علامہ اقبال کو غلام احمد قادیانی کی طرح ، انگریز
حکمرانوں کا نیاز مند ثابت کیا جائے اس کے لیے انہوں نے مصر مطلب "ریکارڈ" اکٹھا کیا اور علامہ اقبال کے اصل کردار کو پس پشت ڈال
کوشش کی موصوف کے دعووں میں جان نہیں ہے اقبال کی وفاداری اللہ کے ساتھ ہے اور "حبر مطول مغلوب مصری کے درمیات"
جناب رسالتمآب سے وابستہ ہیں اس کے شواہد اقبال کے سارے کلام میں بکھرے ہوئے ہیں دو اشعار حسب ذیل ہیں :

میرا نشیمن نہیں درگہ میر و وزیر!
میرا نشیمن بھی تو ، شاخ نشیمن بھی تو [۵۰]

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو! [۵۱]

اقبال نے کلمۂ توحید ، دین اسلام کے ساتھ بیان کیا ہے [۵۲] اور وہ اللہ کی غلامی اور محمد کی وفاداری پر فخر
کیے [۵۳] جبکہ مرزا غلام احمد انگریز حکمرانوں کے حقیقی پاسدار تھے ـ ان کی تعریف و توصیف کرتے رہے اور انہی کی غلامی پسند کی
مرزا قادیانی اور علامہ اقبال میں زمین آسمان کا فرق ہے ـ اس فرق سے اقبال بخوبی آگاہ تھے اسی لیے انہوں نے کہا :

خیل کرد و طواف شمله و صبح جهاد
خود غلام احمد سمجھا جیسا قادیان
"لا الٰہ الا فرنگی" کلمۂ دینش ہنوز
"الفرنگی اکبر" آواز اذان قادیان [۵۴]

۲

۱۲ اگست ۱۹۲۷ء سے ۱۷ اگست ۱۹۲۷ء تک ، دس دن کے دوران ، پانچ مضامین علامہ اقبال کے خلاف تحریر کر
نے "جمہور" میں شائع کیے ـ یہ مضامین "مقالات محمد علی" حصہ دوم میں شامل ہیں ـ مہرؤں کے مقابلے پر انگریزوں کا ساتھ
کے ضمن میں ، اقبال پر محمد علی کے اعتراضات حسب ذیل ہیں :

(۱) گاندھی کی تحریک عدم تعاون کے سلسلے میں ہم لاہور پہنچے اسلامیہ کالج کو علی گڑھ سے بھی زیادہ نرم کر کے حوالات کے
مستفر پایا مگر ڈاکٹر اقبال صاحب سیکرٹری تھے ـ آپ نے جن سے ہم نے اسلام سیکھا تھا ہماری دعوت کو ٹال دیا

(۲) تحریک موالات کے سلسلے میں جب ہر کوئی جیل جا رہا تھا ، اقبال جیل نہ گئے ـ ہم جیل سے باہر آئے تو "اقبال

ڈاکٹر سر محمد اقبال بن چکے تھے ۔

(۳) لاہور کے حالیہ فسادات کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے اخلاقی عہدوں کے لیے انگریز افسروں کا مطالبہ کیا
اقبال نے پنجاب کونسل میں یہ مطالبہ دہرایا ۔ "شمع و شاعر" کا مصنف لبرل شاعر اور اس کے ہم وطنوں کا ادراک رکھ
سر اقبال کی سچی بات یہ ہے کہ ... بیان کر دے ۔ یہ باتیں شاعر کا مشہور ...
ترجمانی یوں کرتا ہے کہ ہندوستانیوں کو ہندوستانیوں پر اعتبار ہی کہاں ہے ۔۔ انہیں تو انگریز حکام چاہییں

(۴) اقبال پنجاب کونسل میں ملک معظم اور ان کے ورثا کی وفاداری کا حلف اٹھا کر شریک ہوئے ہیں
خلافت اور ترک موالات کی تحریک نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو بیداری پیدا کی، اقبال نے اسے "عطیہ" کہا ہے ...
کی تعریف کی ہے[55] گاندھی کی تعریف "مرد پختہ کار و حق اندیش و باصفا" کے الفاظ سے کی[51] لیکن بطور ہندو ہندوستان ...
کی راہنمائی جانا تھا کے ہاتھوں میں دیا، اقبال نے تحریک ترک موالات کی پیروی سے منحرف ہو کے مترادف ... اقبال
محمد علی کی بہت تعریف کی[58] ... یورپ کی اقوام غالب اور متحدہ ہندوستانی قومیت کے معاملے میں اقبال کی انفرادی ...
تھی ۔ اسلامی نشانیوں کو وہ خوب ... تھے ۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی نے خلافت وفد لے کر لندن ...
تو اقبال نے ایک نظم بعنوان "دریوزۂ خلافت" لکھ کر مذمت کی تھی ۔ محمد علی نے ناکامی کے بعد اس تنقید کو درست ...
کہا[59] اسی طرح جب گاندھی نے تحریک کے خاتمے کا اعلان کیا تو ہندو مسلم فسادات کی شکل میں متحدہ ہندوستانی قومیت ...
غبارے سے ہوا نکل گئی ۔

مسلمانوں کے حقوق محفوظ کیے بغیر اقبال ہندو مسلم اتحاد کے خلاف تھے ۔ متحدہ ہندوستانی قومیت ... وجہ ...
تھے ۔ وہ مسلمانوں کو اسلامی عقیدے کی بنیاد پر الگ قوم تصور کرتے تھے ۔ اسلامی اتحاد اور اسلامی روایات کے ...
ادارہ کو ضروری سمجھتے تھے[60] لیکن ... تحریک کا ساتھ دینا ... اس کے لیے ... جو ہندو ... متحدہ ...
ہی تھی اقبال کے لیے مشکل تھا ۔ ہندو مسلم اتحاد کی گہری روایت تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات سے پیدا ہوئی ۔ ...
... ہندو تاثر ... اور مسلمانوں کی حقیقی اور دوررس ... سے محروم رہے ۔ اس بات کا قوی امکان تھا کہ اگر ...
کچھ عرصہ اور زندہ رہتے تو ... علامہ اقبال ... کو پوری طرح اپنا لیتے ۔ ۱۹۲۰ء میں کانگریس کی تحریک ترک موالات
سے الگ رہنا اس اعتبار سے قابل توجہ ہے ۔ اس سیاق کی روشنی میں مولانا محمد علی کے اس اعتراف کا کوئی جواز نہیں ... کہ تحریک ...
کے سلسلے میں اقبال نے ہماری دعوت کو ٹال دیا ۔

"سر کا خطاب" انگریزوں کے تحت زیر بحث آ چکا ہے ۔

آزادی کی خواہش اقبال میں کسی سے کم نہیں تھی ۔ فرنگی استعمار کا رعب اور ... توڑنے اور آزادی کا ولولہ پیدا کرنے میں اقبال
کا کردار مسلمہ مثال ہے ۔ یہ بات کہ اخلاقی عہدوں کے لیے اقبال نے انگریز افسروں کا مطالبہ کیا، اس کی وجہ ہندو مسلم فسادات تھے ۔
ان فسادات کے دوران ہندو اور مسلمان افسر (مسلمان افسر بہت کم تھے) اپنی اپنی قوم کا ساتھ دیتے تھے[61]

اس کا مستقل حل بھی اقبال ہی نے پیش کیا اور وہ یہ کہ [illegible] علاقوں کے لیے، ان کی مرکزی اکثریت کا لحاظ، مسلم اکثریتی علاقوں میں ایک
الگ ریاست قائم کی جائے۔ مولانا محمد علی نے اپنی جوشیلی طبیعت کے باعث، انگریز افسروں کے مطالبے کو کانگرس کی اطاعت کے
جال میں پھنسا قرار دیا۔ یہ الزام درست نہیں۔ درست بات یہ ہے کہ محمد علی، عرصۂ دراز تک، کانگرس کے جال میں پھنسے رہے۔ وہ
کانگرس سے مایوس ہونے تو [illegible] کے لیے زندگی نے انہیں مہلت نہ دی۔

جہاں تک ہمارے اسمبلی میں طلب وفاداری کا تعلق ہے تو یہ [illegible] یقینی وفاداری کا مطالبہ نہیں [illegible] کی کارروائی [illegible] ہر
اعتراض کرتے ہوئے [illegible] نظر میں رہنی چاہیے کہ [illegible] جمہوری تو [illegible] ملکی [illegible] پارلیمان [illegible]
سے وفاداری کا مطالبہ اٹھا [illegible] درست ہوتا؟ [illegible] مسلمانوں کو سیکولر دستوروں [illegible]
سے وفاداری کا مطالبہ اٹھانا پڑتا ہے [illegible] کے مٹنے کا [illegible] سوچنے والے اقبال تھے۔ اس تناظر میں [illegible]
کا قیام کتنا اہم واقعہ ہے [illegible] مولانا محمد علی نے [illegible]
[illegible] کے لیے کیا حاصل کیا؟ مسلم ریاست کا مؤثر اسلامی [illegible] پیش کیا تو محمد علی [illegible] اس سے ظاہر [illegible]
اسلامی دائرے کے ساتھ ساتھ ہندوستانی دائرے کے اسیر بھی تھے۔[illegible]

حالات کے جبر کے ساتھ ایک حد تک [illegible] اور وقتی سمجھوتا کرنے کے باوجود اقبال کی نظر [illegible] کو [illegible]
کے پیش نظر رہے تھے۔ ان کی وفاداری، [illegible] مشروط اور [illegible] وفاداری اللہ اور رسول کے ساتھ تھی۔

۳

سائمن کمیشن سے مطالبہ کی بنیاد یہ تھی کہ اس کے ارکان میں کوئی ہندوستانی کو شامل نہیں کیا گیا۔[۶۳] حیرت کا یہ مظاہرہ [illegible]
کا ترجمان تھا۔ بڑے بڑے مسلم رہنما اس بائیکاٹ میں شریک ہو گئے حالانکہ ہندو لیڈر مسلم مطالبات کو [illegible]
کر رہے تھے۔ اس صورت حال میں ضروری [illegible] کہ کمیشن کے سامنے مسلم [illegible] پیش کیا جائے۔[۶۴] سر محمد شفیع پر انگریزوں کی
حاشیہ برداری کا الزام درست سہی لیکن وہ ہندوؤں کے حاشیہ بردار نہیں تھے۔ مسلم سیاست کے نقطۂ نظر سے ان کا کردار ہندوؤں کے
حاشیہ بردار مسلم زعماء سے بہتر تھا۔ وہ جداگانہ انتخاب کے مستقلاً حامی رہے اور اقبال کے نزدیک یہ بات بہت اہم تھی [illegible]
سے دست برداری کو اقبال مسلمانوں کی سیاسی موت تصور کرتے تھے۔[۶۵] محمد علی جوہر ابھی تک کانگرس میں شامل تھے، محمد علی جناح بھی
مشروط طور پر، جداگانہ انتخاب سے دست بردار ہو چکے تھے۔[۶۶] انہوں نے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ میں بھی کانگرس کا ساتھ دیا اور ان کا
مشترکہ اقبال کا جواب ہی بنتے۔[۶۷] علامہ اقبال، مولانا حسرت موہانی اور سر محمد شفیع نے سائمن کمیشن کا خیر مقدم کیا۔ اقبال اور سر شفیع
کا راستہ ایک تھا لیکن یہ ساتھ مسلم مطالبات کے تحفظ کی حد تک تھا۔ اسی موقع پر جب سائمن کمیشن کے لیے تیار کردہ یادداشت
میں سر شفیع نے صوبائی خود مختاری کا مطالبہ [illegible] کر دیا تو اقبال، شفیع مسلم لیگ کی سیکرٹری شپ سے مستعفی ہو گئے۔ اقبال نے
سر شفیع کا ساتھ چھوڑ دیا اور دونوں کے راستے الگ ہو جاتے اگر سر محمد شفیع اپنی غلطی کا ازالہ نہ کر دیتے۔ اقبال کی جد وجہد مسلم
مفادات کے لیے تھی۔ ہندوؤں اور انگریزوں سے مفاہمت کی کوشش دراصل اسی [illegible] کی تعبیر ہے۔[۶۸] محمد علی جوہر اور محمد علی جناح

ہی مسلم مطالبات ہی کے علمبردار تھے وہی اقبال کے موقف سے اختلاف کرکے اور نہرو رپورٹ پر اعتماد کرکے پشیمان ہوئے ۔ سائمن کمیشن
سے اقبال کے تعاون پر ، مولانا ظفر علی نے ، جنھیں جوش [illegible] میں ، لکھا کہ " یہ پنجاب کی بدقسمتی ہے کہ سر محمد اقبال جیسے لیڈر ،
سر محمد شفیع جیسے وفادار کو اپنی آزادی [illegible] کی سطح تک [illegible] کے ملک [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی سر محمد شفیع کی
وفاداری کی پست سطح پر اتر آئے ہیں ۔ چنانچہ کمیشن کے متعلق [illegible] کا [illegible] کے صدور [illegible] زیادہ [illegible]
کا ہے ۔ پنجاب حقیقتاً اپنے فرزندوں کا [illegible] کی جاتی ۲۴ مولانا ظفر علی خاں [illegible]
کی کمزوری کس نے سر اقبال [illegible] " بیت مصرعے موزوں کیے ۔ وہ [illegible] کانگرسی معاونوں [illegible] تبدیلی پیدا [illegible]
سائمن کمیشن ناکام ہوا ۔ دستور کے لیے نہرو کمیٹی [illegible] کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی ۔ ظفر علی خاں [illegible] مطالبات کی منظوری
مخلوط انتخاب کو مشروط کیا تھا وہ [illegible] کلکتہ میں نہرو رپورٹ منظور ہو گئی ۔ ظفر علی خاں [illegible]
کی اس کے خلاف شور مچایا گیا ۔ [illegible] دہلی میں کلکتہ [illegible] کا توڑ کرنے کے لیے شفیع [illegible] لیگ [illegible] آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا
اہتمام کیا ۔ مولانا ظفر علی کلکتہ سے [illegible] دہلی پہنچے اور مسلم کانفرنس میں شریک ہو گئے ۔ ظفر علی خاں نے کلکتہ کنونشن میں [illegible]
[illegible] کی گئیں ۔ اس کے بعد انہوں نے جو [illegible] مرتب کیے ہیں ، جداگانہ انتخاب سمیت آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے [illegible]
مطالبات شامل تھے ۔ ان واقعات سے اقبال کے [illegible] موقف اور سیاسی بصیرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔

یہ اعتراض کہ انگریز کے اشارے پر [illegible] مسلم ریاست کا تصور [illegible] کیا گیا ، [illegible] (تفصیل کے لیے دیکھیے ، باب [illegible]
میں "تصور پاکستان" کا ذیلی عنوان " [illegible] پاکستان انگریز کی چال ہے ") یہ اعتراض بھی [illegible] ہے کہ دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس [illegible]
علامہ اقبال کو انگریزوں نے نامزد کیا ۔ تینوں گول میز کانفرنسوں کے [illegible] شرکا کو انگریزوں ہی نے نامزد کیا تھا ۔ ان شرکا میں [illegible]
اور مولانا ظفر علی شامل تھے ۔ انگریز کے اشارے پر [illegible] ہونے کا اعتراض [illegible]
[illegible] مسلم مطالبات کو [illegible] ہندو مسلم مفاہمت کی [illegible] کوشش [illegible] مفاہمت نہ ہو سکی [illegible]
۱۹۱۱ء میں جداگانہ انتخاب کا اصول تسلیم کر لینے کے باوجود ان کے خلاف [illegible] باقی رہی ۔

۴

مولانا [illegible] اقبال کے [illegible] کو "برطانوی سحر سے ماؤف" بتاتے ہیں ۔ وہ مسلم [illegible] کو برطانوی [illegible]
اس کی حمایت کو برطانوی " [illegible] " کی [illegible] اور [illegible] کو برطانیہ کی [illegible] تصور کرتے ہیں ۔ ان کے ارشادات [illegible] :

(۱) " [illegible] حکومت [illegible] کی انگریزی پالیسی [illegible] مشہور [illegible] کانگرس کے پیدا ہونے کے [illegible] انتہائی [illegible]

(۲) " برطانیہ کی کوششوں سے مسلم لیگ کی [illegible] ٹولیوں سے ظہور پذیر ہوئی " ۲۱

(۳) " [illegible] جن کو برطانیہ [illegible] تعلق ہے ان کے دماغ اور قلب برطانوی [illegible] کے سحر سے ماؤف ہو چکے ہیں ... " ۲۲

(۴) " جناب ڈاکٹر صاحب کی [illegible] کوئی معمولی [illegible] نہ تھی ... مگر باوجود کمالات [illegible] ، ساحرین برطانیہ کے سحر میں مبتلا ہو جانا [illegible]
مسلمانوں میں [illegible] جانا اور [illegible] کا [illegible] سے محفوظ رہنا کوئی تعجب خیز بات نہیں " ۲۳

(۵) "ہندوستانیوں کا وطنیت کی بنا پر متحدہ قومیت بنانا انگلستان کے لیے جس قدر خطرناک ہے ... یہ جذبہ اگر ہندوستانیوں کا پیدا ہو جائے ... انگریزی شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا"۷۴

انصاف کی بات یہ ہے کہ علامہ اقبال پر "ساحرِ سرمایہ کے سحر میں مبتلا ہونے" کا الزام غلط ہے۔ سرمایہ کا مغرب کے سحر کو جس ہستی نے توڑا وہ علامہ اقبال تھے۔ اس ضمن میں، علاوہ ازیں ۱۲۲ میں، متعدد اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ کچھ اور یہاں درج کیا جاتا ہے:

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے
فرنگ رہگزرِ سیلِ بے پناہ میں ہے! ۷۵

پردہ اٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب ۷۶

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے! یہ جوئے خوں ہے!
طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ! ۷۷

غمی نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، قم باذن اللہ ۷۸

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں! ۷۹

سحرِ فرنگ توڑنے کے باوجود، فرنگ کے ضمن میں، ڈاکٹر اقبال پر یہ الزام ہے۔ علامہ سید مودودی کے الفاظ میں "وہ ان کی نگاہ میں حق اور باطل کا معیار مغرب — برطانیہ میں محدود ہو گیا ہے"۸۰ اسلامی ... کے ساتھ میں اقبال کی نگاہ دور رس تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کے باعث مسلمان ہندوستانی معاشرہ کے سیلاب میں تنکوں کی طرح بہہ جائیں گے اور یہ سیلاب انہیں بہا کر کی طرف لے جائے گا۔ اقبال نے اس کا تدارک کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "میرا دین تھا کہ آگے بڑھوں اور نئی نسل کے سامنے اسلامی تعلیمات کے حقیقی معانی رکھ دوں۔ میں خوش ہوں کہ انہوں نے میری بات سن لی ہے اور انگریزوں نے بھی کچھ حد تک اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہندوستانی مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور انہیں اپنے اصولوں کے مطابق آزادانہ ترقی کرنے کے لیے مواقع ملنے چاہئیں"۸۱

پاکستان قائم ہو گیا۔ متحدہ قومیت کے حامی کے بقول انگریزی "شہنشاہیت" کا خاتمہ ہو گیا۔ مولانا مدنی بھارت میں رہ گئے۔ "متحدہ قومیت اور اسلام" میں انہوں نے "متحدہ قومیت" اور کانگریس کے دوسرے اصولوں کی حمایت کی تھی۔ ان اصولوں کا مولانا کو ذاتی تجربہ ہو گیا۔ مولانا کے سوانح نگار اور مداح عقیدت مند پروفیسر ... لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی حکومت کی نظروں میں دارالعلوم دیوبند کی ... اور ... کی قربانی کا ماہانہ ... کی تلاشی لی گئی۔ اس موقع پر کسی شاعر نے نظم لکھی جو پروفیسر موصوف نے نقل کی ہے۔ دو اشعار درج ذیل ہیں:

آج حسین احمد آزاد کا آنسو ہوں میں — کسی ناکام وفا کا ہی پہلو ہوں میں
آج کہتے ہو مسلمان وفادار نہیں — سچ کہو تم تو خطاکیش جفاکار نہیں ۸۲

۵

اقبال کو انگریز دوست، انگریز نواز بلکہ انگریزوں کا کاسہ لیس کہنے والے بیشتر اسی الزام کے دہرانے میں لگے ہوئے ہیں، جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔ افسوس ہے جو اسی طرز کی ملامت رکھنے والے یا کسی دوسری وجہ سے اقبال شکنی کے [illegible] حضرات نے بھی اپنے اپنے رنگ میں اس اعتراض کو دہرایا ہے۔ تاہم انہوں نے اقبال کو انگریزوں کا وفادار ثابت کرنے کی کوشش اس لیے کی تاکہ مرزا غلام احمد کی، انگریز سرکار سے وفاداری کا جواز نکالا جائے۔ اس ضمن میں پیش کیے گئے سال بہ سال ریکارڈ کا جائزہ لیا گیا ہے اور چھپائے گئے شواہد کی نشاندہی کر کے اقبال کے اصل کردار کا تعین کیا گیا ہے۔ اس تناظر میں مزید دو نکات لائق توجہ ہیں:

(۱) [illegible] نے متعدد تفصیلات بیان کرنے کے بعد اسی موضوع کو سمیٹتے ہوئے لکھا ہے:

"اقبال نے گورنمنٹ کالج لاہور کی پروفیسری سے استعفیٰ دیا، لیفٹیننٹ گورنر کی کوششوں کے باوجود گورنمنٹ کالج کے شعبۂ تاریخ کی پروفیسری قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے، انڈین ایجوکیشن سروس میں حکومت کے پیش کردہ عہدے کو مسترد کر دیا، اپنی وکالت چمکانے کے لیے انگریز عہدیداروں کی منت خوشامد نہ کی۔ وائسرائے کی دعوتوں کو ٹھکرایا، افریقہ میں حکومت کے ایجنٹ جنرل [illegible] کو بھی انکار کر دیا، [illegible] ماسٹری اور پبلک سروس کمیشن کی رکنیت کے مواقع کھو دیے — اور ساری عمر قلیل ترین آمدنی پر گزارہ کیا۔ ان کے باوجود مکتبیں اور مستشرقین یہی کہتے رہے کہ اقبال سرمایہ کا ہوا خواہ، انگریز کا نیاز مند اور جاگیردار کا دوست ہے۔ واہ رے سرکار کے اقبال!!!" ۸۴

اس سے پہلے [illegible] ایک سوال بھی اٹھایا ہے "کیا انگریز سے ہوا خواہوں اور سرکار کے نیاز مندوں کی زندگی کا یہی حال رہا ہے؟" — ڈاکٹر جاوید اقبال نے سر فضل حسین کے حوالے سے میاں فضل حسین کے اقبال پر احسانات نقل کیے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سر فضل حسین نے اقبال کو مالی طور پر کامیاب بنانے کے لیے [illegible] لیکن اقبال نے [illegible] مجوزہ منصب قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یا حکومت پر "بے نام تنقید" یا "شدید نکتہ چینی" کر کے سرکاری حلقوں کی ہمدردیاں کھو دیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی [illegible] کا سوال دہرایا ہے "کیا انگریز کے ہوا خواہوں اور سرکار کے نیاز مندوں کی زندگی کا یہی حال رہا ہے؟" ۸۵

(۲) اقبال کے چوٹی کے بہت سے مخالفین نے اقبال پر انگریزوں کی نیاز مندی اور استعمار کا آلۂ کار ہونے کا الزام بھی لگایا ہے۔ یہی حال اشتراکیوں اور مستشرقین کا ہے۔ پروفیسر رالف رسل نے اس الزام کے برعکس، اقبال کے حسبِ ذیل شعر پر اعتراض کیا ہے:

جعفر از بنگال و صادق از دکن

ننگِ آدم ننگِ دیں ننگِ وطن ۸۶

رالف رسل لکھتے ہیں — "میر جعفر اور صادق کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے ۱۸ ویں صدی کی جنگِ اقتدار میں انگریزوں کا ساتھ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنہوں نے میدانِ جنگ میں انگریزوں کی مخالفت کی وہ اغراض و مقاصد ان لوگوں سے ذرا بھی مختلف اور اعلیٰ تر نہ تھے جنہوں نے انگریزوں کی حمایت کی۔ دونوں اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے کوشاں تھے ... دونوں ہی اسی قسم کے حکمران تھے [illegible]

کے نزدیک قابلِ نفرت ہیں کیونکہ وہ (لوگ) ملوکیت کے علمبردار تھے"۸۴

مسلکی مقاصد یا پروپیگنڈے کی بات الگ ہے لیکن جس کسی نے [illegible] کسی سطح پر علمی اصول کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے، اس نے اقبال پر مذکورہ الزام عائد نہیں کیا۔ ڈاکٹر سبط حسن، فراق گورکھپوری اور تارا چرن رستوگی نے اقبال پر کیا اعتراضات نہیں کیے۔ رستوگی نے اقبال شکنی کے لیے کتاب کا سہارا ہی لیا ہے۔ فراق ہندو بھی ہیں، اشتراکی بھی ہیں اور اقبال کے علاوہ جوش کا طرفدار بھی۔ اقبال کو زیرِ بحث لاتے ہوئے برہم ہو جاتے ہیں۔ تاہم دونوں صاحبان اس الزام کے حق میں ناکافی ہیں۔ سبط حسن نے اقبال شکنی کے لیے سب سے زیادہ محنت کی، ایک ضخیم کتاب ترتیب دی اور اقبال پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ مذکورہ الزام سے انہوں نے بھی دامن بچایا ہے۔ [illegible] ہمارے عبداللہ یوسف علی کا ایک اقتباس نقل کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اقبال مغربی تہذیب اور مغربی استعمار دونوں کے ناقد و مخالف ہیں۔ ہم نے اس رائے سے اتفاق کیا ہے۸۸ اقبال نے طویل مدت تک، جو تیس برس سے زیادہ بنتا ہے، مغربی تہذیب اور مغربی استعمار کی مخالفت مسلسل کی۔

[illegible] کے ہفت روزہ "[illegible]" نے وفاتِ اقبال پر جس میں لکھا تھا کہ یہ تو حضرت علامہ [illegible] کی [illegible] درحقیقت سے مرعوبیت کا [illegible] یہ اقبال [illegible] کو [illegible] بنا ہے۔ یہ [illegible] ۸۹ [illegible] مستشرقین کی کم مائیگی کے عکاس ہیں۔ توحید اور رسالت پر ایمان کے اثبات میں اللہ اور رسولؐ سے اقبال کی [illegible] [illegible] غیر معمولی بصارت و بصیرت کی ضرورت ہے۔ یہ انوار اقبال کی سطر سطر میں روشن و نمایاں ہیں۔ مغربیت کا [illegible] جس میں بھی اقبال کا کردار نمایاں اور واضح ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

> "[illegible] (اقبال نے) [illegible] انہوں نے مغربیت اور مغربی مادہ پرستی پر پوری قوت کے ساتھ ہر لگائی ... [illegible] اقبال [illegible] مغربیت، [illegible] مادہ پرستی، مغربی [illegible] اور مغربی افکار پر [illegible] [illegible] ہر مذہب کی جو مرعوبیت طاری تھی وہ کافور ہونے لگی اور واقعہ یہ ہے کہ اس مرعوبیت کو توڑنے میں اقبال کا کارنامہ سب سے بڑھ کر ہے"۹۰

جن لوگوں کا سطحی طور پر انگریزوں سے [illegible] اقبال سے واقف تھے [illegible] انگریز [illegible] [illegible] اور [illegible] تھے۔ مہر [illegible] لکھتے ہیں کہ "ہم نے کئی مرتبہ ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ وہ بھی کھانے پر [illegible] [illegible] کریں۔ انگریز [illegible] کرنے کا بہترین طریقہ اسی دعوت کی [illegible] ہے ... مگر ڈاکٹر صاحب [illegible] ہمارے مشورے [illegible] ہوتے اور یہی جواب دیتے کہ وہ ایسی تقریبات پر روپیہ ضائع کرنا نہیں کرتے"۹۱ اس کے [illegible] [illegible] جب خدا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کی طرف سے لاہور آئے تو اقبال [illegible] انہیں [illegible] کھانے پر بلایا۹۲

حوالے اور حواشی

۱۔ دیکھیے، (۱) اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۶۱۱ تا ۶۵۴ (۱۱) زندہ رود، صفحات ۳۹۸ تا ۴۰۷

۲۔۳۔ زندہ رود، صفحات ۳۹۹ ـ ۴۰۰

۴۔ اقبال اور احمدیت، چوتھا باب

۵۔۶۔ ایضاً، صفحات ۱۳۰ ـ ۱۳۱، ۱۲۶

۷۔ ایضاً، صفحات ۱۱۲ تا ۱۲۲

۸۔ دیکھیے، نقوشِ جاوداں، لاہور نمبر، صفحہ ۳۶ ـ عکسی حوالے کے لیے صفحہ ۳۸

۹۔۱۰۔ اقبال اور احمدیت، صفحات، ۱۲۲، ۱۲۸ تا ۱۵۵، ۱۳۰

۱۱۔ اجزائے کلامِ اقبال، صفحہ ۷۹

۱۲۔ ایضاً، صفحہ ۱۸۲، نقل کردہ اشعار میں سے آخری دو "بانگِ درا" میں شامل ہیں۔ (صفحہ ۳۶)

۱۳۔ ایضاً، صفحہ ۱۸۹، نقل کردہ اشعار میں سے آخری دو "بانگِ درا" میں شامل ہیں۔ (صفحہ ۴۳)

۱۴۔۱۵۔ اجزائے کلامِ اقبال، صفحات (بالترتیب) ۱۹۴، ۱۹۸ ـــ ۲۰۱ ـ ۲۰۲

۱۶۔ ایضاً، صفحات ۲۳۹ تا ۲۴۵

حسبِ ذیل اشعار بطورِ خاص، قابلِ توجہ ہیں۔

نشانِ برگِ گل تک بھی نہ چھوڑ اس باغ میں گلچیں تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

یہ خاموشی کہاں تک؟ لذتِ فریاد پیدا کر زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

جو تو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں غلامی ہے اسیرِ امتیازِ ما و تو رہنا

یہ اشعار "بانگِ درا" میں شامل ہیں۔ (صفحات ۶۵، ۶۹، ۷۱)

۱۷۔ ایضاً، صفحہ ۲۱ ـــ یہ اشعار بھی "بانگِ درا" میں شامل ہیں۔ (صفحات ۱۵۰ تا ۱۵۲)

۱۸۔ دیکھیے، اقبال اور احمدیت، شیخ عبدالماجد، صفحہ ۱۲۱

۱۹۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم، صفحہ ۱۸۶

۲۰۔ اقبال اور احمدیت، صفحات ۱۱۵ ـ ۱۱۶

۲۱۔ دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم، صفحات ۲۱۳ تا ۲۱۶

۲۲۔ سر فضل حسین، اقبال کو خطرہ سمجھتے تھے اور اقبال کو ہر وقت تشویش سا رہتا تھا۔ اقبال نے آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ

۱۹۱۱ء میں، جس کے دوران مولانا شبلی نے اقبال کو پھول پہنائے، ایک تعبیر کا ذکر اجتناباً کیا لیکن دل کی بات زبان پر آگئی اور اپنی رائے اور ارادوں کا برملا اظہار کر دیا۔ اقبال نے کہا:

"میری نظروں سے مخفی نہیں ناعاقبت اندیش لوگوں نے غلط باتیں مشہور کر رکھی ہیں اور مجھ کو بھی پان اسلام ازم کی تحریک چلانے والا بتایا جاتا ہے ... مجھ کو پان اسلامزم ... کا مرادف ہے اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ ہماری قوم ایک شاندار مستقبل رکھتی ہے اور جو مشن اسلام کا اور ہماری قوم کا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ شرک اور باطل پرستی دنیا سے ضرور مٹ کر رہے گی اور اسلامی روح آخر کار غالب آ کے رہے گی۔" (مقالاتِ اقبال، ص ۱۸۴)

۲۳. ایک مثال سے اقبال کی احتیاط اور مصلحت کا اندازہ ہوگا۔

۱۹۳۰ء میں اقبال نے "خطبۂ الٰہ آباد" میں شمال مغربی ہند میں "مسلم ریاست" کا تصور پیش کیا۔ جیرالڈ ورائٹ مکتوب کا سیکرٹری ... نے لکھا کہ "مجوزہ اسلامی ریاست ایک نصب العین ہے" (مکاتیب، مکاتیبِ اقبال ج۲ ص ۱۸۸) بلکہ ڈاکٹر تھامسن نے جب خطبۂ الٰہ آباد کو "بین اسلامی سازش" قرار دیا تو اقبال نے اس سازش ہونے کی تردید کی اور ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کے اپنے مکتوب بنام تھامسن مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں "مسلم ریاست" کو "مسلم صوبہ" کی تجویز لکھ دیا۔ اقبال جانتے تھے کہ پان اسلام ازم کا ہوا کھڑا مسلم ریاست کے قیام میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اس سے بعض "محققین" نے علامہ اقبال کا تصور پاکستان سے ربط منقطع کر دیا حالانکہ یہی تجویز ۱۹۳۷ء کے "جمعیت وار" خطوط بنام جناح میں اقبال نے وضاحت سے دہرائی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ساتویں باب میں "تصور پاکستان" کا ذیلی عنوان "آزاد مسلم ریاست یا ہندوستان کے اندر مسلم صوبہ")

۲۴-۲۵. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۷۸

۲۶. تاہم ذیل حسبِ ذیل نکات کی وضاحت بھی کی گئی:

(۱) اس نظم کا عنوان "پنجاب کا جواب" تھا اور "مہاسر قبول ہو" میں "سر" سے مراد اقبال کا سر نہیں ہے بلکہ پنجاب کا "سر" (جانوں کی قربانی) مراد ہے۔ اہلِ پنجاب کو اہلِ دہلی کہا گیا ہے اور یہ بات، تب، بڑی حد تک درست تھی۔

(۲) اقبال اس نظم سے دست بردار ہو گئے اور اسے "بانگِ درا" میں شامل نہ کیا۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال دشمنی ایک مطالعہ"۔ پروفیسر ایوب صابر، صفحات ۸۱-۸۲

۲۷. عبدالمجید سالک کے بیان کے مطابق اقبال نے یہ نظم (پنجاب کا جواب) دہلی میں منعقدہ دربار شعر کے لیے لکھی تھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال اور عبدالسلام خورشید کے بیانات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ "پنجاب کا جواب" لاہور کے ایک مشاعرے میں پڑھی گئی اور ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کے "پیسہ اخبار" میں شائع ہوئی۔ عبدالمجید سالک نے بھی لکھا ہے کہ "یہ نظم یونیورسٹی ہال لاہور میں پڑھی گئی"۔ شیخ اعجاز احمد لکھتے ہیں کہ یونیورسٹی ہال لاہور میں، حکومتِ برطانیہ کی امداد کے لیے، دربار منعقد کیا گیا جس میں اقبال نے بادلِ ناخواستہ شرکت کی اور مذکورہ نظم سنائی۔ شیخ اعجاز احمد اس درباری مشاعرے میں موجود تھے۔ ان بیانات کو ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "جشنِ فتح" سے پہلے لاہور کے یونیورسٹی ہال میں (نہ کہ ٹاؤن ہال میں جیسا کہ مولانا درج کیا ہے)

دربار منعقد کیا گیا، جس میں یہی نظم سنائی گئی جو دہلی کی دربار کا عرس سے منسوب ہے۔ غلام رسول مہر نے "سرود رفتہ" [صفحات ۵۵ تا ۵۷]
کے حوالے سے لکھا ہے کہ "اقبال نے غالباً نظم بعنوان "پنجاب کا جواب" لکھی اور دہلی کے مشاعرے میں جاکر پڑھی"۔ جبکہ "سرود رفتہ"
میں دہلی کی دربار کا عرس اور مشاعرے کا ذکر نہیں ہے۔ (دیکھیے، ذکر اقبال — صفحات ۸۶-۸۷، زندہ رود — صفحات ۳۹۹-۴۰۰،
سرگزشت اقبال صفحات ۱۳۴-۱۳۵، معلوم اقبال۔ صفحہ ۱۲۱، اقبال اور احمدیت ۹ تا ۱۲۳) "باقیات اقبال" مرتبہ
عبدالواحد معینی اور محمد عبداللہ قریشی میں اس نظم کے بارے میں لکھا ہے کہ ... کی ... ہوئی تھی اور ۱۹۰۸ء کے ایک مشاعرے میں پڑھی گئی
بیان کہ یہ نظم دہلی کی دربار کا عرس کے لیے لکھی گئی، محض ... سال کی ہے۔

۲۸. اقبال اور احمدیت، صفحہ ۱۲۰

۲۹. "زہد اور رندی" ۱۹۰۲ء کی نظم ہے (دیکھیے، اقبال کا ابتدائی کلام، صفحات ۲۳ تا ۲۲۳ء) جس کا مقطع ہے:

اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں، واللہ نہیں ہے

۳۰. روایات اقبال، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، صفحہ ۱۵۹

۳۱. "سرود رفتہ" — صفحہ ۵۵

۳۲. معلوم اقبال، ۱۲۱

۳۳. اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحہ ۸۰

۳۴. سرگزشت اقبال، صفحات ۱۳۴-۱۳۵

۳۵. "اقبال اور احمدیت" — شیخ عبدالماجد، صفحہ ۱۳۲، اقبال اور سیاست ملی، صفحہ ۳۷۳

۳۶. اقبال اور سیاست ملی، صفحات ۳۷۴-۳۷۵

۳۷. کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، صفحات ۵۵۹-۵۶۰

۳۸. بلاد اسلامیہ، جزواشعار، یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

آ بتاؤں تجھ کو رمز آیۂ انّ الملوک
سلطنت اقوام غالب کی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری
اس سراب رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

ربط و ضبطِ ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات

ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر (مصرعہ، بانگ درا)

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے

وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے (طلوعِ اسلام، بانگ درا)

مغرب ز تو بیگانہ، مشرق ہمہ افسانہ
وقت است کہ در عالم نقشِ دگر انگیزی (زبورِ عجم، صفحہ ١٠٠)

ز سلطاں کنم آرزوئے نگاہے
مسلمانم از گِل نہ سازم الٰہے (" ، صفحہ ١٠١)

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد؟
گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن (" ، صفحہ ١٠٢)

من درونِ شیشہ ہائے عصرِ حاضر دیدہ ام
آنچناں زہرے کہ از وے مارہا درپیچ و تاب!
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب (" ، صفحہ ١٣٦)

٣٩. زبورِ عجم، صفحہ ١١٨

٤٠. مکاتیبِ اقبال نازی، سلیس اردو ترجمہ، جلد اوّل، صفحہ ١٦٩

٤١. ٢٤ دسمبر ١٩٢٠ء کو "دی نیشن" لندن میں ایل ڈکنس کا "اسرارِ خودی" پر تبصرہ شائع ہوا۔ ڈکنس لکھتا ہے:

And if the Eeast once gets going to recover by arms a free

and united Islam, it will not stop till it has either conquered the world or failed in that attempt. In either case there will not be much left of Mr Iqbal's philosophy among his coreligionist.

[The Sword and Sceptre, Edited by Riffat Hassan, P 289-290]

۴۱. عبدالماجد نے لکھا ہے کہ "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" مطبوعہ ۱۹۲۸ء میں اقبال نامہ البرید سے [چھوٹوں کے کام سے ...] لکھا کہ مسلمانوں کو جیسی حالت میں پورے طور پر اپنے آپ کو "ہندو کلچر کے آگے ذلیل کر اپنی قومی ترقی کو کھو دینا پڑے گا" (اقبال اور ... ملفوظات، ۱۴۰، ۱۴۱) اسی مضمون سے ایک سیاسی اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال حاصت الحریہ کی تجویز "ایک دو ملک ... اراد ... " کی تھی (کتاب مذکور، ص ۲۴۰) جبکہ اقبال ۱۹۲۴ء سے "زمانہ ... سرحد، کشمیر اور بلوچستان کو ملا کر ایک اسلامی ... قائم کرنے" کی بات کر رہے تھے۔ (اقبالیات سے متعلق ... سعید اللہ (دہلی، ص ۳۰)

۴۳. حرف اقبال، صفحہ ۱۵۵

۴۴. دیکھیے (۱) اقبال اور احمدیت، صفحہ ۱۲۱ (ب) زندہ رود، صفحہ ۱۴۳

۴۵. اس طرح کی کثرت مثالوں میں سے چند ایک بیان پیش کی جاتی ہیں :

(۱) مئی ۱۹۲۸ء میں ... جماعت ... سے ... خطاب کرتے ہوئے اقبال نے کہا۔ "آج ہمیں جن باتوں سے ... ضروری ... کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ ایک طرف ہندوؤں کی کوششیں ان کے خلاف ہو رہی ہیں، دوسری طرف حکومت کے ... کی ... ناموں کے خلاف ... ہیں۔" (گفتار اقبال، ص ۲۷ - ۲۸)

(۲) مئی ۱۹۳۱ء میں ... لاہور کے ایک ... اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اقبال نے کہا "اگر کوئی ... ہے کہ دوسری قوم یا انگریز ان کی دست گیری کرے گا تو وہ ... ہے۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ ورنہ تمہیں کوئی ... نہیں کر زندہ رہو" (گفتار اقبال، صفحہ ۱۱۸) نیز دیکھیے، کلام اقبال جو زیر نظر مقالے میں پیش کیا گیا ہے

۴۶. اقبال اور احمدیت، صفحہ ۱۴۴

۴۷. قریشی ... نے اپنی کتاب "... " کا ... اس ... کے موضوع کے لیے وقف کیا ہے ... تاریانی کی تحریروں ... بھی کتاب میں شامل ہیں۔ ... لائق مطالعہ ہے۔ یہاں مرزا تاریانی کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے :

سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری

جماعت کو ایک خاص معاصت اور ہمارا دی سطرے دیکھیں"۔ (کتابِ مذکور، صفحہ ۲۸)

۴۸. بطور نمونہ یہاں چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

سرّہ حق ... بیار ار ہر متا — نے غلام او را ... وکس را مقام

سرّۂ حق مردِ آزاد است و بس — ... واتیش ... دست و بس

وائے ... مجبور مرگ — مردہ تر ... مرداد ار ... فرنگ (جاوید نامہ، صفحات ۷۸، ۷۹)

۴۹-۵۱. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۲۸۵، ۲۸۲، ۴۰۴

۵۲. مثال کے طور پر دیکھیے، "ضربِ کلیم" کی نظم "لا الٰہ الا اللہ" — ایک شعر درج ذیل ہے:

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

۵۳. کتنا نادر ہے یہ شعر:

گفتند لب ببند و ز اسرار ما مگو
گفتم کہ خیر! نعرۂ تکبیر عادت است

۵۴. اقبال اور مغربی مفکرین، صفحہ ۱۴۰

۵۵. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، صفحہ ۳۵۴

۵۶. ذکرِ اقبال، صفحہ ۱۱۲

۵۷. سرگزشتِ اقبال، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، صفحہ ۱۱۴

۵۸. ملاحظہ کیجیے، نظم "اسیری" مشمولہ "بانگِ درا"

۵۹. مقالاتِ ... ، مصدر دوم، صفحہ ۲۵۴

۶۰. "خضرِ راہ" کا یہ شعر اقبال کے موقف کو ظاہر کرتا ہے:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

خطبات میں اقبال نے خلافت کے اختیارات منتخب پارلیمان کو سونپنے کی حمایت کی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اقبال خلافت کے ادارے کو اسلامی سیاسی نظام کا اہم پہلو تصور کرتے ہیں۔

۶۱. ہندوستان میں یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ مثلاً بابری مسجد کی شہادت کے موقع پر ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی بے چینی کا اظہار کیا تو ان کے خلاف بڑے پیمانے پر قتل و غارت گری کی کارروائی ہوئی۔ اس کارروائی کی نگرانی پولیس نے کی۔ ایک مضبوط اقتدار ... ایک متحدہ خلافت ور عالمِ اسلام ہی دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی، جو اپنے اپنے ملکوں میں اقلیت میں ہیں، مدد کر سکتا ہے۔

۶۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، راقم کا مضمون بعنوان "علامہ اقبال پر مولانا محمد علی جوہر کے اعتراضات کا جائزہ" مشمولہ "قومی زبان" کراچی، اپریل ۱۹۸۱ء

۶۳. یہی اعتراض اقبال کو بھی تھا۔ چنانچہ ۹ نومبر ۱۹۲۷ء کے بیان میں انہوں نے کہا "کمیشن میں کسی ہندوستانی کا نہ ہونا میرے نزدیک [illegible] اور تکلیف دہ ہے ... میرے نزدیک بائیکاٹ کی تجویز ایک بہت بڑی غلطی ہے"۔ (گفتار اقبال، صفحات ۴۹-۵۰)

۶۴. ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء کے بیان میں اقبال نے کہا "ہم ان [illegible] کو متنبہ کرتے ہیں [illegible] کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں اس [illegible] مراعات کا [illegible] ... یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے ان حقوق کا تحفظ کریں جو ہندو ہمیں دینے سے انکار کر رہے ہیں"۔ (گفتار اقبال، صفحہ ۵۴)

۶۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، مکتوب [illegible] ڈاکٹر [illegible] مشمولہ "مطالعہ اقبال"، صفحات ۲۱۸ تا ۲۲۱

۶۶. دیکھیے، "پاکستان کا تخمینہ تھا"، سید ریاض حسن، صفحات ۱۵۷-۱۵۸

۶۷. گفتار اقبال، صفحہ ۵۶

۶۸. دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، محمد احمد خان ـ اول تا آخر

۶۹. "زمیندار" ـــ ۱۵ نومبر ۱۹۲۷ء، بحوالہ "اقبال کا سیاسی کارنامہ" صفحہ ۷۰

۷۰ تا ۷۴۔ "مسئلہ قومیت اور اسلام" صفحات (بالترتیب) ۱۰، ۱۱، ۲۹، ۳۰، ۵۶، ۵۷

۷۵ تا ۷۹۔ کلیات اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۳۴۱، ۳۹۲، ۴۲۲، ۵۲۷، ۶۳۹

۸۰. مسئلہ قومیت، صفحہ ۸۲

۸۱. مکتوب اقبال بنام [illegible] مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۳ء، مشمولہ Iqbal: His Political Ideas at Crossroads، ۲۵۳

۸۲. حرف اقبال، صفحات ۲۲۶ تا ۲۲۸

۸۳. اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحہ ۶۵۱

۸۴-۸۵. زندہ رود، صفحات ۴۰۵-۴۰۶

۸۶. کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۳۰۷

۸۷. اقبال اور ان کا پیغام، صفحہ ۱۹

۸۸. Iqbal the Poet and His Message ـ صفحات ۳۰۲-۳۰۳

۸۹. بحوالہ "مکتوبات اقبال" مرتبہ سید نذیر نیازی، صفحہ ۳۰

۹۰. "اقبال کا اصل کارنامہ" مشمولہ "اقبالیات سید ابوالاعلیٰ مودودی" مرتبہ سلیم منصور خالد، صفحہ ۳۲ [illegible] ۔

۹۱. ملفوظات اقبال، صفحہ ۱۰۷

۹۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحبت میں، ڈاکٹر عبداللہ چغتائی، صفحات ۱۲۶-۱۲۷

۹ - مغرب زدگی

اقبال پر مغرب دشمنی کا الزام لگانے والوں میں ایک اہم نام خلیفہ عبدالحکیم کا ہے۔ یوں تو اہلِ مغرب نے بھی اقبال
کو اسلامی فاشسٹ قرار دینے والوں کی کمی نہیں لیکن یہ ایک الگ موضوع ہے (اس کا جائزہ چوتھے باب میں آرہا ہے) مگر یہاں بھی
جس اعتراض کو زیرِ بحث لانا ہے اس کی نوعیت زیادہ تر تہذیبی ہے اور ادبی سیاسی بھی ہے۔ خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں:

"اقبال کے ہاں مغربی تہذیب کے متعلق زیادہ تر مخالفانہ تعبیر ہی ملتی ہے اور یہ مخالفت اس درجہ تک بھی
اس قدر رچی ہوئی ہے کہ اس اکثر غزلوں میں جا و بے جا مغرب کا ذکر ہو ... ضرب رسید کر دیتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ
اثر ہوتا ہے کہ اقبال کو مغربی تہذیب میں خوبی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ اس کے اندر اور باہر فساد ہی فساد دکھائی
دیتا ہے گویا یہ تمام کارنامہ ابلیس کی تخلیق ہے۔ بعض نظمیں تو بالکل اسی مضمون کی ہیں۔ ایسی غزلوں میں بھی ←
حکمت و عرفان، تصوف اور ذوق و شوق کے اشعار کہتے کہتے یوں ہی ایک آدھ ضرب مغرب کو رسید کر دیتے ہیں۔
... اچھے اشعار کہتے کہتے ایک شعر میں فرنگ کے متعلق بیزاری کا اظہار کر دیتے ہیں اور پڑھنے والے
صاحبِ ذوق انسان کو دھکا سا لگتا ہے کہ ... سے لطف ہی لیکن یہاں اس کا ذکر ... کیا آرہا تھا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ... بیٹھے ... اٹھا رہے تھے کہ ان میں یک بیک ایک مردہ جانور کی لاش
بھی ... سامنے آگئی ... فرنگی تاراج کو ختم ہو گیا اور ... آئندہ نسلوں کے لیے فرنگی کا
تاراج ... کا ایک قصۂ پارینہ بن جائے گا۔ اس زمانے میں اس شعر ... لطف اٹھائے گا؟ پچاس سو
سال کے بعد جا بجا اس دور آفرین غزل کو گانے والے اس شعر کو ... قطع کر دیں گے لیکن ... فرنگ نے بیچارے
اقبال کو اس قدر بیزار کر رکھا ہے کہ وہ اپنی غزل میں بھی اس کے ذکر سے باز نہیں آسکتا"[۲]

اس اقتباس کے خاص خاص نکات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) اقبال کو مغربی تہذیب کے اندر اور باہر فساد ہی فساد دکھائی دیتا ہے۔

(۲) اقبال کے مغرب مخالف اشعار سے صاحبِ ذوق کو دھکا لگتا ہے اور ایسے وہ مقام ... ہوئی مردہ جانور کی لاش
کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔

(۳) افرنگی راج کے خاتمے کے بعد ایسے اشعار بے کار ہو جائیں گے۔

(۴) اقبال ... فرنگ سے اتنا بیزار ہے کہ وہ اپنی غزلوں میں بھی اس کے ذکر سے باز نہیں آسکتا۔

۲

خلیفہ عبدالحکیم کی یہ رائے کہ اقبال کو مغربی تہذیب کے اندر اور باہر فساد ہی فساد دکھائی دیتا ہے اور اس میں ان
کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا اور تہذیبِ مغرب کی مخالفت اقبال کی رگ و پے میں رچی ہوئی ہے ـــــ اگر درست ہوتی تو خلیفہ موصوف

یہ نہ لکھتے کہ "فرنگ میں جو ظاہری پاکیزگی اور حسن و جمال ہے اقبال اس کا معترف ہے۔ تمدنِ فرنگ کے اس پہلو کو، جو اس کو ارتقائی کمرگی سے ممتاز کرتا ہے، اقبال بھی قابلِ رشک سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ مشرق میں بھی جنتِ ارضی کے یہ جلوے نظر آئیں:

فردوس جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند[3]

۔۔۔ اقبال مغرب کے عیوب کے ساتھ ساتھ اس کی خوبیوں سے بخوبی واقف اور ان کا مداح تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مسلمان وہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں"[4]۔

خلیفہ عبدالحکیم جب یہ رائے بھی رکھتے ہیں تو مستزاد شاعرانہ عبارت آرائی کی کیا ضرورت تھی۔ "فکرِ اقبال" کے ... باب "مغربی تہذیب و تمدن پر علامہ اقبال کی تنقید" میں خلیفہ عبدالحکیم نے مغربی تہذیب کی نمایاں خوبیاں بیان کی ہیں۔ وہ معترف ہیں کہ "مغرب اگر بودے دین کو چھوڑ کر دین کی حقیقت کی طرف آتا تو مادی مغرب کی تسخیر اور علوم و فنون میں اس کی حیرت انگیز ترقی اور اس کے مسلسل ارتقا کا باعث ہوتی"[5]۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب کی نظر کو خیرہ کرنے والی ظاہری چمک (dazzling exterior) تنقیدِ اقبال کا زیادہ تر ہدف بنی ہے۔ اس تہذیب کا INNER CORE بقول اقبال اسلامی تہذیب کے بعض اہم پہلوؤں کی توسیع ہے[6]۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس کی عمدہ توضیح کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن نے ایک جانب مظاہرِ فطرت کو آیاتِ الٰہی کا درجہ دے کر مطالعہ اور دوسری جانب منطق کو استخراج کی تنگنائیوں سے نکال کر استقرا کی پہنائیوں سے روشناس کرایا۔ اس طرح جدید سائنس کے لیے میدان ہموار کیا گیا۔ ڈاکٹر خلیفہ نے بھی یہ باتیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اپنے انگریزی خطبات میں اقبال نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ طبیعی اور تجربی سائنس مسلمانوں کی پیداوار ہے جسے یورپ نے اولاً مسلمانوں سے حاصل کیا اور اس کے بعد مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے اس کو انتہا ترقی دی۔ پہلے ہی خطبے میں یہ کہا ہے کہ زمانۂ حال میں مسلمانوں کے فکر کا رخ مغرب کی طرف ہے اور میرے نزدیک یہ میلان خوش آئند ہے۔ کیونکہ یہ اندازِ فکر یورپ نے خود مسلمانوں سے حاصل کیا"[7]۔

تہذیبِ یورپ کا ایک حصہ اقبال کے نزدیک اسلامی ہے اور دوسرا حصہ غیر اسلامی۔ بقول ڈاکٹر اسرار احمد "یہ بات نہایت اہم اور ضروری ہے کہ ان دونوں اجزا کو علیحدہ علیحدہ پہچان لیا جائے اور دونوں کے ساتھ ایک طرزِ عمل اختیار کرنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ رویہ اختیار کیا جائے"[8]۔ ڈاکٹر موصوف نے دونوں اجزا کی وضاحت قرآنِ حکیم اور کلامِ اقبال کی روشنی میں کی ہے اور لائقِ مطالعہ ہے[9]۔ انہوں نے روحانیات کا فقدان، عریانی، حقوق اور معاشی عدل و انصاف کو INNER CORE کے تحت بیان کیا ہے۔ اقبال ان اقدار کے علمبردار ہیں جبکہ مغرب کی جارحانہ قوم پرستی اور مادہ پرستی کے تمام تر مظاہر کی اقبال نے شدید مخالفت کی ہے۔ اس مخالفت پر کسی قسم کا اعتراض ہونا دور کی بات ہے۔ تنقیدِ اقبال کا ہدف اولاً صرف مغرب نہیں، مشرق بھی ہے۔ وہ دونوں کی شام کو سحر کرنے کے متمنی ہیں۔ ثانیاً اقبال کی تنقیدِ مغرب میں کمال درجے کا توازن ہے۔ توازن ہی ہے اور ... اس اعتبار سے کوئی دوسرا مفکر اور دانش ور اقبال کے مقابلے پر نہیں لایا جا سکتا۔

۳

وہ جاہان ذوق جنہیں اقبال کے مغرب مخالف اشعار پڑھ کر دھکا سا لگتا ہے اور ایسے اشعار انہیں مصطفائی میں مردہ بادوں کی تیرتی ہوئی لاشوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں، مسوفی رنگ کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر خلیفہ کی اسی قسم کی سعی کے بابت شورش کشمیری نے اپنی "اقبال کا حرا" کیا۔ شورش لکھتے ہیں کہ "خلیفہ صاحب خود ایرہ منزل کا شکار تھے اور اسی کا معاملہ ہی۔ ان کی زندہ مثال ہے ... اقبال کی بصیرت پر فرنگی دانشوروں کی چھاپ لگانے کی نظر اقبال نے ساری تصورات کو تسلیم نہیں کیا۔ مطالعۂ مشرق کی لطافتوں سے محروم لیکن مطالعۂ مغرب کی علامتوں میں مفترسہ ہوتے تھے!" اگر ڈاکٹر خلیفہ ذاتی ذوقی رجحانات کے تحت اقبال پر سرسری تنقید نہ کرتے تو شورش کی غیرت کا تنقید کا ہدف نہ بنتے۔

۴

خلیفہ عبدالحکیم کی یہ رائے حیران کن ہے کہ افرنگی ردعمل کے نقطۂ نظر سے ... کے لئے ایسے اشعار سے کوئی راہ نہیں رکھتے تا وہ شکار ہو جائیں گے جس شعر کے ساتھ کر دینے کی پیش گوئی ڈاکٹر خلیفہ نے کی ہے، وہ حسب ذیل ہے:

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

اس دلآویز شعر کی بے توقیری کر کے ڈاکٹر خلیفہ واقعتاً خود ایرہ بیانی کا شکار ہوئے ہیں۔ شعر میں 'افرنگی'، 'شیخ' اور 'برہمن' تلمیحات ہیں، جس طرح حسب ذیل شعر میں "سکندر" اور "چنگیز" تلمیحات ہیں:

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک! [۱۱]

اگر سکندر اور چنگیز کے الفاظ کا ذکر ہیں تو "فرنگی" کا لفظ، بطور تلمیح، بے کار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حسب ذیل مصرعوں کی معنویت کا انحصار تلمیحات پر ہے جو کسی سورہ وسار زمانی کی ذریع رتاپے واری!

ع دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراری

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ع خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر

ع یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے [۱۲]

ابولہب نے اسلام کو زک دینے کے لیے بہت زور لگایا تھا۔ اس کی مذمت میں ہی سورہ "اللہب" مکی دور میں نازل ہوئی تب وہ زندہ تھا۔ جنگ بدر میں اپنے لوگوں کی شکست سے اتنا رنجیدہ ہوا کہ سات آٹھ دنوں میں موت ہو گئی [۱۳]۔ حضورؐ کی مخالفت اس نے کم و بیش چودہ پندرہ برس کی لیکن اس پر قرآن کا عادلانہ تبصرہ چودہ سو برس سے پڑھا جا رہا ہے اور تا قیامت پڑھا جاتا رہے گا۔ اس کے مقابلے میں، عالم اسلام کے خلاف، مغرب کی استعماری سرگرمیاں اور مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں صدیوں پر محیط ہیں اور "فکر اقبال" کی

۴

اوّلین اشاعت (۱۹۲۳ء) کے سو برس بعد بھی مشرقِ وسطیٰ پارہ پارہ نہیں ہوا تھا۔ اس استعمار نے اسے جتنے ٹکڑے کیے ہیں جن کی چالاکیاں ابھی پوری طرح آشکار نہیں ہوئیں۔ اسرائیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقبال نے کہا ہے:

فتنہ را کہ دو صد فتنہ در آغوشش بود

دخترے ہست کہ در مہدِ فرنگ است ہنوز

تاہم، فرنگی استعمار جو بالآخر تاریخ کا نقشہ پارہ پارہ ہو جانے کا ایک مقصد پر لپیٹا ایک تہذیب تاریخِ انسانی میں یاد رکھی جائے گی۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا فرعون تاریخ میں معروف ہے تو امریکی استعمار کا ذکر ختم کیسے ہو جائے گا۔ اس امر کے پیشِ نظر ڈاکٹر صاحب کی یہ رائے کہ اقبال کے صرف مخالف اشعار بے کار ہو جائیں گے یا ان سے کوئی لطف نہیں اٹھا سکے گا، کوئی وزن نہیں رکھتی۔ رشید احمد صدیقی تو ڈاکٹر علیم سے مختلف ذوق و رجحان رکھتے ہیں۔ اقبال کے اس اشاراتی رمز کو درست تسلیم کی ہے۔۱۵

۵

علیم صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ علامہ مرحوم نے بیسویں صدی کے اسلامی، اخلاقی و سیاسی مسائل میں بھی، علامہ مرحوم کے دلائل، صرف مسلمانوں کے اشعار شامل کر دیے ہیں۔ یہ اعتراض عجیب و غریب ہے۔ اور ڈاکٹر علیم کی 'روایہ مصری' کا مظہر ہے۔ کیا کلامِ اقبال کا مقصود ... ہے؟ اور کیا جس استعمار نے ملتِ بیضا کو صدیوں سے غلام اور اپنی شکار گاہ بنا رکھا تھا اس کی ستم رانیوں کے خلاف اقبال آواز نہ اٹھاتے؟ اور ملت کو بیدار نہ کرتے؟ اقبال کی شاعری کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ تہذیبِ فرنگ کے اسیر ... ذوق کے لیے ... کا سامان بنے۔ اقبال کی شاعری کا مقصد یہ ہے کہ ملت بیدار ہو، غلامی سے نجات حاصل کرے، دنیا میں عزت کے مقام پر فائز ہو اور اپنی تعمیر کے بعد دنیا کی تعمیرِ نو کرے۔ ... اقبال کے صرف ایک شعر سے واضح ہے:

عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیِ افرنگ معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز۱۶

لیکن افسوس کہ ڈاکٹر علیم نے وہی کچھ کہا جس کے خلاف اقبال سراپا احتجاج ہیں:

آشنائے من ز من بیگانہ رفت از خمستانم تہی پیمانہ رفت

من شکوہِ خسروی او را دہم تختِ کسریٰ زیرِ پائے او نہم

او حدیثِ دلبری خواہد ز من رنگ و آبِ شاعری خواہد ز من

کم نظر بے تابیِ جانم ندید

آشکارم دید و پنہانم ندید۱۷

حوالے اور حواشی

۱۔ اس شعر سے مراد حسبِ ذیل شعر ہے:

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۱۳)

۲۔ دیکھیے، فکرِ اقبال، صفحات ۲۰۱، ۲۰۴–۲۰۵

۳۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۴۳

۴–۵۔ صفحات ۲۰۳، ۲۱۹، ۲۱۵

۶۔ The Reconstruction of Religious Thought in Islam — [?]

۷۔ اقبال اور ہم، صفحات ۵۰، ۵۱

۸۔ فکرِ اقبال، صفحہ ۲۸

۹۔ اقبال اور ہم، صفحات ۵۶ تا ۵۷

۱۰۔ اقبال [?]، صفحات ۶۰–۶۲

۱۱، ۱۲۔ دیکھیے، کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۱۶۱، ۳۰۹، ۳۲۹، ۳۳۳، ۴۹۳، ۴۷۷

۱۳۔ تفہیم القرآن، جلد ششم، صفحہ ۵۲۵

۱۴۔ کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۶۲۴

۱۵۔ اقبال، شخصیت اور شاعری، صفحہ ۱۰۳

۱۶–۱۷۔ کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات (بالترتیب) ۴۷۵، ۱۸۷

۱۰۔ تضادِ فکر و عمل

مولانا محمد علی جوہر نے ۱۹۲۸ء میں علامہ اقبال کے خلاف دو تین مضامین لکھ کر "ہمدرد" میں شائع کیے تھے اور بار بار ان
مقالات میں "انگریز نوازی" کے ریمارکس دیا ہے۔ پہلے مضمون کا عنوان ہے "سر ڈاکٹر اقبال"۔ اس مضمون میں محمد علی لکھتے ہیں:

"اگر اس سے پہلے حضرت کا قول کچھ تھا تو اب ضرور کچھ ہو گیا کہ آج وہ [illegible] ہے جو رہ جاں بھی نہیں...
ڈاکٹر اقبال صاحب کو ہم "اقبال مرحوم" ہی مانتے ہیں اور ان کی بعض [illegible] کلام کے سیکڑوں اشعار جو ہمیں
یاد تھے [illegible] جیل خانے میں [illegible] زمانے تھے تو [illegible] ہوتا [illegible] والوں کے
علم ہوتا [illegible] ایک چھوٹی لڑکی کی شرمناک [illegible] کے ارشاد کے باعث [illegible] کل گئی ہو... کاش ہمارا محبوب و معشوق
اقبال ہم کو کسی دور [illegible] میں اسلام کی صراطِ مستقیم کا [illegible] اقبال ہماری ہی طرح کسی جیل خانے میں ہوتا... لیکن اگر
مرحوم جیل خانے سے چھوٹے تو "اقبال مرحوم" ڈاکٹر سر محمد اقبال تھے... غزل انہی کے اب تو یہی کہا جا سکتا تھا کہ:

وا مغاں ہم چو [illegible] منصب پرست — اعتبارِ ملّتِ بیضا شکست

پیشتر باراں سرازپی تو پیر ما — رخ سوئے میخانہ دارد پیر ما"

"ہمدرد" میں "جمہور قوم پرست مسلمان" کے ریمارکس، مولانا محمد علی کے علاوہ، مولانا ظفر علی خان کے [illegible] وہ بھی [illegible]
۱۹۲۸ء اور اس کے بعد [illegible] کمیشن کے [illegible] نہرو رپورٹ اور مسلم [illegible] کے جس میں ظفر علی خان نے [illegible]
اور علامہ اقبال کی بھرپور مخالفت کی۔ اقبال کو "انگریز کا اقبال" اور "آزادی کا [illegible]" تک کہا۔ "زمیندار" [illegible]
[illegible] شائع کی گئیں [illegible] ان ماتریوں نے اقبال کو "انگریز [illegible] کار" قرار دیا [illegible] کے [illegible]
جمہور قوم پرستوں کا [illegible] تھا انہوں نے اپنے [illegible] اقبال کی [illegible] تمام [illegible] اقبال
کے خلاف [illegible] مسلمانوں نے [illegible] وہ [illegible] علم [illegible]
[illegible] انگریز کے [illegible] نہیں تھے اور اقبال [illegible] اپنے ایک مضمون میں [illegible] اقبال ایک [illegible] کے
[illegible] اقبال کی زندگی میں شائع ہوا [illegible] لکھتے ہیں۔ "یہ ایک حقیقت ہے کہ اقبال کی [illegible] زندگی [illegible] ہونی چاہیے:

گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا"

اسی طرح آل انڈیا [illegible] آزاد سے [illegible] ہوئے تو ان [illegible] "سر" کے خطاب، پنجاب کونسل کی ممبری اور [illegible] کمیشن سے تعاون
وغیرہ کے [illegible] ظاہر کی تھی۔ وہ اپنے مشہور مضمون "اقبال [illegible]" میں لکھتے ہیں:

"یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ اقبال کی شاعری میں تضاد ملتا ہے یا نہیں اور یہ تضاد کہاں تک ان کی شاعری
کی [illegible] خیال [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] وہ [illegible] ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک کے دور پر
نظر رکھتے ہیں [illegible] ۱۹۲۲ء میں اقبال کو "سر" کا خطاب ملا [illegible] صاحب نے ایک [illegible] کا [illegible] تھا

سرکار کے دربار میں ممتاز ہوگئے اقبال

پھر وہ پنجاب کونسل کے ممبر منتخب ہوگئے ۱۹۲۸ء میں انہوں نے سر شفیع کے ساتھ سائمن کمیشن کا استقبال کیا اور ۱۹۳۲ء میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کے لیے سرکاری نامزدگی کی حیثیت سے انگلستان تشریف لے گئے۔ اقبال کی ۶۱ سالہ زندگی میں صرف آخری [illegible] سال ایسے گذرے ہیں جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان کی شاعری کے عام رجحان سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ عام طور پر اقبال کی زندگی اور ان کی شاعری میں صرف تضاد ہی ثابت باقی ہے۔ اور تھوڑے سے عرصے کو چھوڑ کر مسلمان کے قدم اور شعر الگ ہوگئے۔ نہ ساری عمر وہ اسی راستے پر گامزن رہے جو ان کی شاعری کا تقاضا تھا۔[۱]

ہندی قوم پرست مسلمانوں نے [illegible] اکابر کی ہجووں میں [illegible] طرح ان الزام کی اشاعت کی [illegible] اسی کے دو نمونے یہاں [illegible] مولانا عبدالمالک آروی "اقبال اور سیاسیات نمازِ تکبیر و عمل" کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ [illegible] حکم [illegible] کے الفاظ میں [illegible] "حرام و یکی خندہ در بطحا" کو سیاست سے تعبیر کرے [illegible] کی قدرت آسان اور [illegible] کوشش بن جائے [illegible] حق و باطل میں تمیز ہی نہ ہو، اقبال کے اس نعرۂ تکبیر و عمل پر [illegible] نے خوب خوب پھبتیاں اڑائی ہیں۔"[۴] عتیق صدیقی رقم طراز ہیں کہ اقبال نے اپنی زندگی کے دو حصے بنا رکھے تھے۔ ایک کا تعلق تفکر سے تھا اور دوسرے کا عمل سے۔ تفکر کی دنیا میں وہ حسن و درد [illegible] عمل کی دنیا میں اس سے شدید تر [illegible] انہوں نے اپنے اوپر [illegible] کر رکھی تھی، اور کوئی ایسا اقدام کرنے پر وہ خود کو آمادہ نہیں کر پاتے جس سے حکومت کی [illegible] اور برہمی پیدا ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہو۔[۵] ایک نام نہاد "ماہرِ اقبال" اور [illegible] اقبال کا ایک شعر نقل کرکے لکھتا ہے کہ "یہ شعر خود ان کی ذات پر بالکل درست ہے جہاں تک ان کی زندگی اور عمل کا تعلق ہے۔ ان کا پورا گھریلو معاشرہ [illegible] ڈھال [illegible] بود و باش پوری طرح مغربیت [illegible] سے متاثر نظر آتا ہے۔"[۶]

۲

مندرجہ بالا آراء سے حسبِ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) مولانا [illegible] کے نزدیک اس دورِ اقتدار میں بھی اقبال نے [illegible] قائم رکھا یعنی وہ [illegible] گویا اقبال ادبی اعتبار [illegible] اور عملی اعتبار سے غلط تھے۔ [illegible] اور کسی [illegible] کے شریک [illegible] کے شرائط۔

(۲) [illegible] پنجاب کونسل کی ممبری، سائمن کمیشن سے تعاون اور گول میز کانفرنسوں میں شرکت اقبال کے ساتھ [illegible] تھے۔ آخری سال زندگی میں آخری دس برس کا عرصہ ہے تو کہ اقبال بے قدم مستقل ہو گئے ہیں۔ [illegible] اور [illegible] اقبال کی شاعری کے عام رجحان سے ہم آہنگ نہیں ہیں [illegible] اقبال کو حق و باطل کی تمیز نہ رہی۔

(۳) عتیق صدیقی کے نزدیک اقبال کے تفکر و عمل میں اختلاف تھا۔ ان کی زندگی میں تفکر اور عمل کے [illegible] عمل کے زمانے میں انگریز پرستی کا رواج تھا۔

(۴) اقبال کی زندگی ان کی شاعری کے برعکس تھی [illegible] ان کا گھرانہ انگریزیت کا نمونہ تھا اور چال ڈھال، رہن سہن، بود و باش، مغربیت سے متاثر تھی

جیل جانا یہ جانا حق و باطل کا معیار بن [illegible] تحریک خلافت کی تحریک کے دوران جیل جانا جہاں انگریز دشمنی کا مظہر تھا وہاں ہندو دوستی کا مظہر بھی تھا۔ [illegible] مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف ابھار رہے تھے۔ یہ بات حق تھی لیکن ساتھ ہی ہندوؤں سے بھائی چارے کا درس دے رہے تھے۔ اس دور میں ہندو قوم پرستی کا عامل مضمر تھا جو اقبال کی حق میں شاعروں پر [illegible] تھا۔ قرآن آج تک اسلامی اور ہندوستانی دو دو نظروں سے دیکھ رہے [illegible] اگر کامیابی حاصل ہوتی تو [illegible] اسلامی [illegible] اسلامی معاشرے پر حاوی ہو جاتا۔ اقبال ایک باطل سے نجات حاصل کر کے دوسرے باطل کے چنگل میں پھنسنے کے خلاف تھے۔ ان کا صرف ایک نظریہ تھا، اسلامی نظریہ جس نے جو صراط مستقیم دکھائی تھی وہ "اسلامی نشاۃ ثانیہ" کی تھی۔ اقبال [illegible] سرگرمیوں کی مگر [illegible] [illegible] قیادت پر ماتم کرنے کا تھا۔ جس زمانے میں جیل جانے [illegible] اقبال پر انگریز دوستی کا الزام عائد کیا جا رہا تھا [illegible] انگریز دشمنی اور کچھ نہیں بلکہ اقبال کو "[illegible]" [illegible] رہے تھے اور یہ الزام عائد کر رہے تھے کہ اقبال عالم اسلام کو متحد کرنا چاہتے ہیں اور بقول [illegible] "اگر عالم اسلام [illegible] اور [illegible] ہو گیا تو وہ دنیا کو فتح کرے گا اور پاکستان میں [illegible] بنائے گا"[9]

خطاب کی قبولیت کے بعد اقبال کے قدم جادۂ مستقیم پر قائم رہے۔ کیا ان کا سر اقبال ہی کے حصے میں [illegible] اعتراض کیوں؟

اقبال کا [illegible] میں [illegible] سیاست کے میدان [illegible] تھا۔ ان کا فائدہ ہوا، اس لئے [illegible] میدان کا مرکز تھا۔ سائمن کمیشن سے تعاون [illegible] تعاون کے حق میں [illegible] گول میز کانفرنس اقبال نے مسلمانوں کی نمائندگی کی [illegible] انگریز [illegible] جیسے [illegible] کی [illegible] گول میز کانفرنس [illegible] کی [illegible] سرکار ہی کرتی تھی۔ اقبال کا کوئی اسلامی معاشرے کے منافی نہیں تھا۔ ان کا ہر اقدام مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے تھا۔ ۱۹۳۰ء کی تحریک [illegible] کی تحریک سے [illegible] الگ رہے۔ [illegible] حقوق کے تحفظ کی ضمانت حاصل کئے بغیر [illegible] کے لئے تیار نہ تھے۔ ان کے [illegible] جیل جانا حق کا معیار بن رہ گیا تھا۔ [illegible] کے ساتھ ساتھ اقبال کے عمل کی [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] اور روشن ہوتی گئی اور [illegible] ہمالیہ [illegible] جن کا منصوبہ اقبال کی [illegible] اقبال پر [illegible] صاف ہو گیا۔ ممتاز حسن نے بھی اعتراف کیا کہ "اس مقالے میں چند چیزیں ایسی ہیں جن سے آج مجھے خود بھی اختلاف ہوگا۔ مثلاً اقبال کے قول و فعل کے فرق کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے آج [illegible] [illegible] لکھوں گا اور [illegible] یہ ہے کہ [illegible] ہوں"[10]

یہ حال کہ اقبال کی چال ڈھال اور لباس [illegible] تھی اور ان کا [illegible] انگریز [illegible] تھا۔ [illegible] اسلامی اور [illegible] پرستی [illegible] مقامہ بھی ہے[11]۔ اقبال کی چال ڈھال [illegible] نہیں تھی۔ انہوں نے انگریزی لباس ضرور پہنا لیکن یہ ان کی [illegible] نہیں تھی، ان کی پسند بھی نہیں تھی۔ وہ زیادہ [illegible] لباس کے ہی دلدادہ تھے اور [illegible] کو بھی منع کرتے تھے[12]۔ انہوں نے [illegible] اور اسلامی لباس استعمال کیا [illegible] اس کی علامت [illegible] تھیں[13]۔ ان کا [illegible] انگریزیت سے دور تھا۔ بقول مرزا جلال الدین "انہوں نے کبھی اپنے گھروں کو مغربی فیشن کے مطابق آراستہ نہ کیا"[14]۔ [illegible] اقبال کا "پورا گھریلو معاشرہ" اسلامی اقدار کا [illegible] تھا [illegible] کرتے تھے اور [illegible] کھانا [illegible] بقول ڈاکٹر [illegible] اقبال [illegible] انسان تھے[15]

عطیہ اقبال کی رومانیت خواہش اور کوشش رہی ہے کہ اقبال کی شخصیت پیر مکر کو خانوں میں تقسیم کر کے ہر ایک میں تضاد [illegible] کیا جائے۔ فکری تضاد کی [illegible] آخری منزل میں آ گئے تھے۔ یہاں ان اصحاب کا جائزہ لینا مقصود ہے کہ اقبال دوہری شخصیت کے مالک تھے جس طرح "ناگفتہ درد" کے آخری شعر [illegible] اقبال کو صرف "گفتار کا غازی" کہا گیا اور "کردار کا غازی" ماننے سے انکار کیا گیا۔ اسی طرح اقبال کے ایک خط کی بنیاد پر جو انہوں نے ۱۹۰۷ء میں عطیہ بیگم کو لکھا تھا، اقبال کو دوہری شخصیت کا حامل قرار دے دیا گیا۔ مثال کے طور پر [illegible] لکھا ہے کہ "اپنے اکثر ہمعصر شاعروں کی طرح اقبال بھی دوہری شخصیت کے مالک تھے کہ اقبال میں یہ خصوصیت زیادہ نمایاں تھی"[۱۸] خود کے طور پر اقبال کا ... اور مذکورہ خط پیش کیا ہے ... اقبال سنگھ نے اقبال کی دوہری شخصیت کے علاوہ ان کے قول و فعل کا تضاد بھی "ثابت" کیا ہے۔ اقبال سنگھ لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ اقبال نے عطیہ کو بتایا کہ میرے اندر ... دو انسان ہیں۔ میرے اندر ایک داخلی اور ایک خارجی شخصیت ہے دونوں متصادم نہیں تو مختلف ضرور ہیں۔ اس سے ییٹس (Yeats) کا یہ قول درست ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے چہرے پر ایک نقاب چڑھا لیتا ہے اور جو کچھ وہ اصل میں ہوتا ہے اس سے مختلف دکھتا ہے۔ اس سے غالباً اقبال کی متضاد تحریروں کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ وضاحت ہوتی ہے کہ کیوں اقبال اکثر ایک بات کہتے ہیں اور اس کے برعکس کرتے ہیں۔ ہم سب ہی بار بار ایسا کرتے ہیں، لیکن جس طرح کی تلقین اقبال نے کی ہے اس میں قول کا عمل سے اعراض درست نہیں۔"[۱۹]

اقبال سنگھ نے ایک عام سیدھی بات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اقبال نے عطیہ سے جو بات کہی تھی وہ یہ ہے کہ "میں دو انسان ہوں۔ ظاہری شخصیت کارآمد اور عملی ہے اور باطنی شخصیت خواب دیکھنے والے فلسفی اور صوفی کی سی۔"[۲۰] ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ "وہ (اقبال) بیک وقت ایک حقیقت پسند اور خواب بین (Visionary) انسان ہیں۔ اپنی روانی زندگی میں وہ حقیقت پسند اور اپنی تمام وقت کے لیے ایک خواب بین۔"[۲۱] اس مفہوم کی توثیق اقبال کے اس شعر سے ہوتی ہے:

> اُٹھ کر مری بزم سے کیا فکرِ جمال
> دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب

اقبال سنگھ کی ساری تاریخی صورتحال سے عاری ہے۔ مگر اقبال کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ عطیہ کے نام خط مورخہ ۷ جولائی ۱۹۰۹ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ "میں سیدھی سادی، بامقصد زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میرا دل اور میری زبان ایک دوسرے کے ساتھ کامل ہم آہنگ ہیں"[۲۲] علی شریعتی کے بقول "وہ (اقبال) ایک ایسے عظیم انسان ہیں جو بکھرے ہوئے نہیں ہیں، ٹکڑے نہیں ہوئے، ایک ایسے مثالی انسان ہیں جن کی شخصیت کی ایک ہی روح باقی ایک ہی پہلو کی اسیر ہو کر نہیں رہی وہ مکمل و سالم انسان ہیں"[۲۳] اقبال کا عمل ان کے فکر کے مطابق تھا۔ عطیہ بیگم کے حوالے سے ان کی وضاحت ہو چکی ہے [illegible] ۱۹۱۰ء کا [illegible] اقبال نے دوستوں سے ملنے کے لیے نہیں کیا تھا [illegible] ایک اور محرک تھا کہ مختلف اور ہر حالی [illegible] سے متاثر ہو؟ [illegible] سے یہ سمجھ سکتا ہے ... اقبال سے شادی کر لیتیں تو بیوی کی وجہ سے ... کر سکتے تھے لیکن یہ واسطہ خودداری کا نہیں تھا۔ اسی لیے اقبال نے انکار کیا۔ اقبال فکری اعتبار سے جس عورت کی طلب کرتے ہیں، عطیہ اس سے مختلف تھی، چنانچہ اقبال نے عطیہ کی ملازمت ہی سہی لیکن ان سے شادی نہ کی۔

حوالے اور حواشی

۱. مضامینِ محمد علی، حصہ دوم، صفحات ۲۱۹ تا ۲۸۴

۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، محمد حمزہ فاروقی، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۲۰۰ تا ۲۱۴

۳. اقبال معاصرین کی نظر میں، مرتبہ وقار عظیم، صفحہ ۱۲ — نیز دیکھیے: مقالاتِ عبدالحق، مرتبہ [illegible] الحق حقی، ۱۹۷۰ء، ۳۵۲ ـ ۳۵۳

۴. عرفانِ اقبال، صفحات ۴۲ ـ ۴۳

آل احمد سرور کا یہ خیال درست نہیں کہ اقبال کو "سر" کا خطاب ۱۹۲۴ء میں ملا۔ یہ خطاب انہیں یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو [illegible] اس طرح خود محمد سرور کے مرتب [illegible] اقبال کی ... [illegible]

۵. اقبال کی شاعری، صفحہ ۳

۶. اقبال اور دیگر جیسی [illegible]، صفحہ ۱۰۳

۷. اقبال کا شعر: خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۱۰)

۸. تنقیداتِ [illegible] بر نظریاتِ اقبال، صفحہ ۱۸

[illegible] ... کا اصل [illegible] شکل میں یوں ہے ... "پوری طرح ... اور ایک انگریز [illegible] متاثر نظر آتا ہے" ... "پوری طرح ... اور ایک انگریز ..." ... موصوف نے اقبال کی ... ہے وہ "مصنف و مرتب و مؤلف" ہیں [دیکھیے سرورق] ... کی شکل میں ہے

۹. دیکھیے، The Sword and Sceptre مرتبہ ریاست حسن، صفحہ ۲۸۹ ـ ۲۹۰

۱۰. اقبال معاصرین کی نظر میں، صفحہ ۳۳۴

۱۱. اس ضمن میں تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے (i) اقبال نامہ مرتبہ [illegible] (ii) "اقبال ایک ادیب کی حیثیت سے" مشمولہ "جے الہ نام" مرتبہ [illegible] (iii) اقبال درونِ خانہ مرتبہ خالد نظیر صوفی، صفحات ۵۰ ـ ۷۲ (iv) "Iqbal as I knew him" ڈاکٹر [illegible]

۱۲. جے الہ نام، صفحات ۲۲۸ ـ ۲۲۹

۱۳. دیکھیے (i) ایضاً، صفحہ ۲۳۶ (ii) روایاتِ اقبال، صفحات ۷۷ ـ ۷۸ (iii) روزگارِ فقیر، صفحہ ۲۲۰ (iv) Iqbal as I knew him صفحہ ۱۱

۱۴. ملفوظاتِ اقبال، ۱۹۷۷ء ایڈیشن، صفحہ ۱۰۳

۱۵. روایاتِ اقبال، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، صفحہ ۷۴

۱۶. Iqbal as I knew him ـ صفحہ ۱۰

۱۷. اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحات ۹-۱۰

۱۸. The Ardent Pilgrim، دوسرا ایڈیشن، صفحہ ۱۴۹

۱۹. اقبال از عطیہ بیگم — مترجمہ ضیاء الدین احمد برنی، صفحہ ۱۱

۲۰. اقبال میرا قرین، صفحہ ۳۳۴

۲۱. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۹۲

۲۲. اقبال از عطیہ بیگم — مترجمہ ضیاء الدین احمد برنی، صفحہ ۱۵

۲۳. "اقبالیات-۲" — اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر، صفحہ ۷۶

۲۴. دیکھیے، اقبال از عطیہ بیگم، صفحات ۵۲، ۹۰

II بے عملی

جولائی ۱۹۲۱ء تک ڈاکٹر علامہ اقبال نے ترک موالات کی تحریک سے تعاون نہیں کیا۔ مولانا محمد علی لکھتے ہیں، کہ کانگریس کی ایک خاص اجلاس
کے سلسلے میں ہم لاہور پہنچے۔ اسلامیہ کالج کو علی گڑھ سے بھی زیادہ ترک موالات کے لیے مستعد پایا۔ مگر ڈاکٹر سر اقبال جو
سیکرٹری تھے۔ آپ نے جن سے ہم زیادہ امید لگا سکتے تھے، ہماری دعوت کو ٹال دیا۔[1] چنانچہ ہندی قوم پرست اور ان کے سیاسی
اعتبار سے، جو تمام ترک موالات کے حامیوں اور جیل جانے والے سیاسی رہنماؤں کو دیکھ رہے ہیں، اقبال کو ان کا مستحق نہیں سمجھتے۔
عبدالمالک آروی نے "موازنۂ محمد علی و اقبال" کے دیباچہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ سیاسی کردار کے لحاظ سے اقبال کو محمد علی سے
کوئی نسبت نہیں۔ جہاں تک کردار کا تعلق ہے، اقبال سیاسی دنیا میں جوہر، تلک، اجمل اور نہرو کی صف میں جگہ
ہم اقبال کو ملی رہنما نہیں مانتے۔[2] ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اقبال نے "شاعر" کی سطح سے تجاوز نہیں کیا اور ادیبوں نے
ان سے زیادہ توقعات اقبال سے تمام کیں وہ مالکی پر تھے۔[3] مخالفینِ اقبال میں سے متعدد اہل قلم نے اقبال کو گفتار کا غازی مانا
ہے لیکن کردار کا غازی تسلیم نہیں کیا اور ثبوت میں اقبال کا یہ شعر پیش کیا ہے:

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا[4]

ترقی پسند مصنفین نے ۱۹۳۸ء اقبال کی مہم کے دوران اقبال کی شاعری کو خیالی تصور کیا اور یہ رائے ظاہر کی کہ وہ بے عملی کی
کی طرف کھینچتی ہے۔[5] جب بعض اشتراکی دانشور اقبال کو اپنے رنگ میں پیش کر رہے تھے، اسی دوران علی عباس جلالپوری نے
اقبال کو روحانی قرار دے کر عملی جدوجہد سے لاتعلق بتایا۔[6] ڈاکٹر جیوا لال سنہا نے مولانا یوسف علی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اقبال ایک
پبلک آدمی کی حیثیت سے کامیاب نہ تھے، اس لیے کہ وہ داعی زیادہ تھے اور عملی سیاست داں کم۔[7] احسان رشید نے اقبال کے
"اعمال" پر پورا باب [A Chapter of Deeds] تحریر کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اقبال ایک عملی اور سیاسی آدمی کی حیثیت
سے ناکام رہے۔[8] ان کے علی سردار کا خیال ہے کہ اقبال کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ نہیں ہے، انہوں نے ۶۵ برس تک ایک عام
اور سیدھی سادی زندگی بسر کی۔ انہوں نے اپنے وقت میں مجتہد کا منصب لیا جو ان کے تخیل کو متحرک کرتے یا ان کے حرکت کو ابھارتے
ہیں۔ اقبال ایک بہترین شاعر ہوتے، اگر ان میں کوہ ایورسٹ پر چڑھ جانے کا جذبہ ہوتا۔[9] سلیم اختر نے "اقبال ایک شاعر" میں اقبال کو محض
حرف مار دے قول کہا ہے بلکہ ناکام بھی قرار دیا ہے۔ سلیم اختر کے دعووں کی تردید کی گئی جس کا جواب بھی انہوں نے لکھا۔ اس پر الگ سے
سطر ... کی ضرورت ہے۔ بے عملی کا الزام، اقبال کے خلاف، عام طور پر مانا جاتا رہا ہے۔[10] ایس ریمزی نے لکھا ہے کہ اقبال سیاسی اور عملی زندگی
کے مردِ میداں نہ تھے۔ "اقبال رُشدی اکبر مطالعہ" میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔" اسے دیکھ لیا جا سکتا ہے

۲

ان اعتراضات کو، تنقیدی تجزیہ کی خاطر، حسب ذیل شمار کی شکل میں ترتیب دیا جا سکتا ہے:

(۱) اقبال عملی انسان اور کردار کے غازی نہیں تھے -

(۲) ان کی شاعری خیالی ہے اور بے عملی کی طرف کھینچتی ہے -

(۳) اقبال کامیاب سیاست دان نہیں تھے -

"عمل" کے تناظر میں اقبال کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو ہمیں "بے عملی" کا الزام بلا ثابت ہوتا ہے - ابتدائی سوانح کا بیان، عام طور پر ملتا اور محرک کن ہے کہ اقبال نے ۶۵ برس تک ایک عام اور بے پناہ مصروف زندگی بسر کی - اقبال کی ۶۱ سالہ [اور قمری حساب سے ۶۳ سالہ] زندگی سے اس دعوے کی نفی ہوتی ہے - سیالکوٹ میں اقبال نے ایف اے تک تعلیم پائی اور تین زبانوں (اردو، فارسی اور عربی) میں دستگاہ حاصل کی - لاہور پہنچ کر بی اے اور ایم اے کے امتحانات پاس کیے - قانون اور سول سروس کے امتحانات کی تیاری کی - جرمن، فرانسیسی اور علوم کو سمجھنے کے لیے سنسکرت سیکھی - تاریخ، معاشیات، فلسفہ اور انگریزی زبان و ادب کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی - اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج کی ملازمت کے دوران ان مضامین کی تدریس بھی کی - ان کا پہلا انگریزی مضمون "ڈاکٹرین آف ایبسولیوٹ یونٹی" میں ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا - ۱۹۰۱ء میں "علم الاقتصاد" کی اشاعت ہوئی - ۱۹۰۳ء میں کونسٹبل کا اور ۱۹۰۴ء میں ایسٹ کا ترجمہ کیا - یہاں ایک مضمون "قومی زندگی" مخزن میں شائع ہوا - اس سے پہلے ۱۹۰۲ء کا ایک مضمون "بچوں کی تعلیم و تربیت" مخزن میں شائع ہوا تھا - ۱۹۰۱ء سے اقبال کا کلام مخزن میں شائع ہو رہا تھا - ۱۸۹۹ء میں انجمن حمایت اسلام کی ادبی جماعت کے رکن منتخب ہوئے - اس کے علاوہ مضمون "اقبال کی منظومات" نے دھوم مچا دی - انہی کے سٹیج سے انہوں نے "نالۂ یتیم" کا خطاب دیا - جلسوں میں ملی تو قومی اور ہر قسم کا ہر موقع پر نظمیں پڑھا کرتے - اقبال جیسا شاعر انہی جیسا ہی تھا - اس دور میں ہندو قوم پرستی بھی، اقبال کی بعض نظمیں ہندوستان بھر میں مقبول ہوگئیں اور "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" کی طرح ملک کی ہم قومی تحریکات اور سیاسی اداروں میں بھی سنائی دیتی ہے —— اقبال کی وہ غزل ماہنامہ "زبان" دہلی میں ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی تھی !! اعلیٰ علم کے لیے یورپ روانگی (۱۹۰۵ء) تک اقبال پورے برصغیر کے شعر اور ادب کا شاعر کی حیثیت سے معروف و مشہور ہو چکے تھے - ان کی دوسری جہات بھی وقت کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں

۱۹۰۵ء میں اقبال یورپ گئے اور ۱۹۰۸ء میں واپسی ہوئی - جانے ہوئے اور واپسی پر اور قیام یورپ کے دوران مختلف مقامات کی سیر اور مشاہدے کے دوران اقبال کی نظر میں وسعت پیدا ہوئی - انہوں نے کیمبرج سے بی اے، میونخ سے پی ایچ ڈی اور لندن سے بیرسٹری کا سند حاصل کیں - اسی دوران انسوانی ؟ کو اصل نے قریب سے دیکھا - اہم وہ حال پر تو یقیناً تھے لیکن رومان روپ پر گہرا اثر - یہ سچ ہے کہ تمام لاہور کی طرح قیام یورپ کے دوران بھی اقبال رومان سے زیادہ ہم رتبہ کمال کے اسیر رہے - مولوی ہی نے جس طرح اقبال کو رومانی قرار دے کر عملی جدوجہد سے وابستہ بنایا ہے اس میں کوئی صداقت نہیں - اقبال نے یورپی تہذیب اور ادب کا گہرا اور وسیع مطالعہ کیا اور ایک ذہنی انقلاب سے گزرے - یہ ان کا توسیع تھا - اقبال ہندوستان کی محدود سرحدوں سے اوپر اٹھ کر ایک ایسی ملت سے وابستہ ہوئے جو ان کے مطابق سرحدوں سے ماورا، نہایت مکانی ہو رہی - اقبال ذہنی سفر اور عملاً مصروف تھے - چنانچہ ایک وقت ایسا کا تقاضا کی اور حق کے لیے زندگی وقف کر دی - اس میں شک نہیں کہ یورپ سے واپسی پر اقبال چند برسوں تک شدید ذہنی اضطراب سے گزرے - اردو کی اول ۱۹۱۳ء تک ... مکمل وہ جذباتی دور سے اس طرح آگے بڑھتے کہ ذاتی اضطراب ملی اضطراب میں تبدیل ہو گیا - ان چار پانچ برسوں کے دوران اقبال نے شاعری سے

میں کامیابی کے لیے محنت کی ۱۳ ۱۹۰۹ء میں انجمن کشمیری مسلمانان کے جنرل سیکرٹری اور ۱۹۱۰ء میں پنجاب یونیورسٹی کے فیلو بنائے گئے ۱۹۱۰ء ہی میں انجمن حمایت اسلام کی کام کمیٹی کے ممبر رہے۔ اسی سال صدر انجمن کا ممبر ہی کیا۔ ۱۹۱۱ء میں نظم "شکوہ" پیش کیا اور اسی سال آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تیسرے اجلاس کی صدارت کی ۱۴ ۱۹۱۲ء میں ، باغ بیرون موچی دروازہ میں ، ایک جلسۂ عام کا اہتمام کیا گیا جس میں انہوں نے صدارت کی اور "جواب شکوہ" اور اسلامی تقریر کی ۱۵ تاہم اسی اثنا میں ... ایسی متعدد مجالس میں اقبال نے نظمیں ، جو ان کی ... کا مظہر ہیں ۱۹۱۳ء میں کانپور ، الہ آباد اور دہلی کا سفر کیا ۱۶ ۱۹۱۴ء میں ... شروع ہوئی جس کے دوران اقبال صاحب اسرار و رموز ہے "اسرار خودی" ۱۹۱۵ء میں اور "رموز بیخودی" ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی ۱۹۲۳ء میں دونوں مثنویاں یکجا شائع کی گئیں۔ اسی سال "پیام مشرق" چھپی۔ ۱۹۲۴ء میں "بانگ درا" منظر عام پر آئی۔ ۱۹۲۷ء میں "زبور عجم" ۱۹۳۰ء میں چھ انگریزی خطبات ۱۹۳۲ء میں "جاوید نامہ" ۱۹۳۴ء ... ۱۹۳۵ء میں "بال جبریل" ۱۹۳۶ء میں "ضرب کلیم" اور "پس چہ باید کرد" اسی سال "پس چہ باید کرد" اور "مسافر" دونوں یکجا کر کے شائع ہوئیں "ارمغان حجاز" ۱۹۳۸ء میں اقبال کی رحلت کے بعد شائع ہوئی ۱۷

جنگ عظیم کے بعد اقبال کی مختلف النوع سرگرمیاں جاری رہیں ۱۸ ۱۹۲۶ء میں پنجاب مجلس قانون ساز کے انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔ اسمبلی میں اقبال کی کارکردگی پر پروفیسر ... نے ایک کتاب بعنوان "اقبال اسمبلی میں" لکھ کر شائع کی ہے۔ ... کے علاوہ جہاں میں مقام اقبال سے ... نگر گفتار کا غازی ہے ... ملک ... کونسل کی رکنیت ... مسائل حل کرنے کے لیے کردار کا غازی ہونے کا ثبوت دیا ۱۹ معترضین کو مغالطہ ہوا ہے اقبال کی ... شعری ، علمی ، فکری ، سماجی اور سیاسی سرگرمیاں ، ان کے کردار ، غازی ہونے پر شاہد ہیں۔ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ ... کے مفادات ... خطرناک ... کو توڑ کے لیے ۱۹۲۷ء میں باغ بیرون موچی دروازہ میں دو عام جلسے ہوئے۔ دونوں کی صدارت علامہ اقبال نے کی ۲۰ جو حضرات اقبال کو "مرد بیں آسمان" قرار دیتے ہیں اور اس بات کو حتمی تصور کرتے ہیں ... ایک یہ کہ ... دوسری عملی سرگرمیوں کی بجائے ... خود ... اہم ہے ... یہ عمل ... دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اہم قومی امور کے ضمن میں اقبال نے ، اپنے موقف ... اور کسی غفلت کا شکار نہیں ہوئے۔ ۱۹۲۷ء ہی میں ، مساوات ... کے دوران ، اقبال نہیں ، ... شہر کے مختلف مقامات پر دکھائی دیتے ہیں ۲۱ قومی اور ... معاملات میں بھی اقبال نے اپنے موقف ... اور کبھی ... کے خواب ... ہمیشہ ... اور اس ضمن میں کبھی خود اور جسمانی تساہل کو کبھی ... دیا ۲۲ پروفیسر مرزا منور کا حسب ذیل اقتباس مبنی بر حقیقت اور لائق توجہ ہے :

> " وہ (اقبال) بڑے ہی مصروف آدمی تھے ان کا جہاد محض فکری جہاد ہی نہ تھا ، وہ عملاً بھی شامل جہاد تھے قوم کے اکثر و بیشتر معاملات میں دلچسپی لیتے تھے اور رہبری کا حق ادا کرتے تھے تحریر بھی فرماتے تھے ۔ ان کے مقالات اور ... تو اس دور کے جرائد میں شائع ہوتے رہتے ، ... وہ سیاسی و دینی جلسوں ، کانفرنسوں اور مذاکرات میں ہمت و جرأت کے ساتھ حصہ لیتے رہے ہزاروں ... علمی اور فکری ... ہیں۔ پھر انہوں ... کی ... اس وقت تک ... ۲۳"

۴

حقیقی اہمیت کا حامل ہوا۔ جیسا کہ "مسلم لیگ" بیان ہوا ہے۔ اس زمانہ میں اقبال اس راہ پر گامزن رہے جو بالآخر پاکستان پر منتج ہوئی۔
۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن سے تعاون [illegible] کے مسئلہ پر ایک معرکہ برپا ہوا۔ اس معرکے میں اقبال اور [illegible] ہمنوا تھے
تاہم جمہوریتوں میں [illegible] کی مراد پوری ہوگئی [illegible] اقبال [illegible] (۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء تا یکم جنوری ۱۹۲۹ء) [illegible]
[illegible] کے صدر اقبال [illegible] کے لیے [illegible]۔ مدراس میں [illegible] انگریزی خطبات پیش کیے۔ یہ خطبات مشہور [illegible]
میں ہی [illegible] اسی سال [illegible] علی گڑھ میں [illegible] ۱۹۳۰ء میں [illegible] اقبال نے [illegible] میں [illegible] ریاست کا تصور پیش کیا
۳۱ء اور ۳۲ء کے [illegible] میں دوسری اور تیسری گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی۔ [illegible] مصر، فلسطین [illegible] اور [illegible]
۱۹۳۲ء کا ایک اہم واقعہ [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible] کا [illegible] اور ۱۹۳۴ء میں [illegible] ۱۹۳۵ء [illegible]
[illegible] کی مرتبہ [illegible] اس سال [illegible] جاوید منزل [illegible]
کی [illegible] کا [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] میں [illegible] اقبال نے [illegible]
[illegible]۔ [illegible] کی خواہش پر ۱۹۳۶ء میں پنجاب مسلم لیگ کی صدارت قبول کی۔ ۱۹۳۷ء [illegible] اقبال [illegible]
تصور پاکستان کی تکمیل کرتے ہیں۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] اقبال [illegible]
[illegible]۔ [illegible] کے ابتدائی [illegible] کی [illegible]
کے حامیوں نے [illegible]۔ [illegible] جس میں اقبال کے خلاف معرکہ آرائی ہوئی۔ [illegible]
کے خلاف بہت شور ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں اقبال [illegible] اور آخری معرکہ [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہوا۔ [illegible] ریاست کے [illegible] اقبال [illegible] کہ [illegible]
کے [illegible] تاہم [illegible] دوسرے معرکوں [illegible] اقبال کے [illegible]
معرکوں میں اقبال کی کامیابی کا [illegible] اور [illegible] کا [illegible]۔ آخری [illegible] میں اقبال نے [illegible]
کی۔ اس کا مضمون [illegible] اپنی [illegible] سے ہلا نہ سکا۔

حیات اقبال کا یہ سرسری خاکہ [illegible] کہ اقبال [illegible] اور [illegible]
[illegible] تاہم [illegible] کی [illegible] اقبال [illegible] طور پر [illegible] رہے [illegible]
[illegible] اور بیماری کے دوران [illegible] اور [illegible]۔ اقبال [illegible] کے [illegible]
سے صرف چھ سات ماہ پہلے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] ۱۹۳۷ء میں [illegible] اقبال [illegible] سے رابطہ رہا اور [illegible]
کی شکل میں [illegible] کی [illegible] کا مرجع تھا اور علمی، [illegible] ادبی اور سیاسی موضوعات
پر گفتگو ہوتی رہتی۔ [illegible] قائم رہی۔ [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] ڈاکٹر صاحب سے [illegible]
کا ذکر کیا جس نے اپنی کتاب (Rambles and Recollections) میں [illegible] ہے کہ "ہندوستان کے [illegible]

وسیع پیمانے پر بحث ہوئی ہے اس شعور سیاسی، ورکسی قوم میں نہیں ہے" پروفیسر منیر لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے ان سے کہا کہ [illegible] کی عبارت نقل کر کے انہیں بھیج دو۔ میں جب دوبارہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب [illegible] اصل کتاب منگوا کر دیکھ چکے ہیں [illegible] اقبال کا کل سرسری اور ادھورے مطالعے سے اتنی بات واضح ہے کہ اقبال کا مطالعہ ان لیڈروں کی نسبت زیادہ ثروت و وسعت کا حامل ہے جو تحریک خلافت میں حصہ لیتے، دھواں دھار تقریریں کرتے اور جیل کے اندر یا باہر بھوک ہڑتال کرنے کو کمال سمجھتے تھے۔ اقبال کی بصیرت اسی لیے ان کی ہم عصری اپنے اندر زیادہ وسعت و ثقافت رکھتی ہے۔ اگر اقبال [illegible] کی شعور شعور [illegible] مشکوٰۃ نبوی کی [illegible] کو قرآن کریم [illegible] کلامِ اقبال کی صورت میں ہمارے پاس [illegible] ہے، [illegible] امت [illegible] مرحوم ہو جاتی

۳

اقبال کا عہد تیسری دہائی کا مفکر ہے۔ فکرِ اقبال [illegible] میں ہی موجود ہے [illegible] کے سانچے میں ڈھل کر [illegible] اظہار کی ہے۔ کلامِ اقبال [illegible] ہے جس کے اثرات [illegible] اور وسعت ہمہ گیر ہیں۔ امت کو [illegible] کے لیے اقبال نے شعور و فکر سے کام لیا۔ یہ شعور و فکر قرآنی تعلیمات کا ثمر ہے اور قرآن کی روح سے عمل میں داخل ہے[31] اقبال اس نکتے سے آگاہ تھے کہ "تعمیرِ فکر" سے پہلے "تطہیرِ فکر" ضروری ہے:

پس نخستیں بایدش تطہیرِ فکر
بعد ازاں آساں شود تعمیرِ فکر[32]

تطہیرِ فکر کے بغیر مولانا [illegible] کی سیاسی سرگرمی [illegible] قومیت کو پروان چڑھانے کا باعث ہوئی۔ وہ اقبال کو [illegible] بلکہ استاد کی سیاسی فکر سے [illegible] بلکہ اسے [illegible] اقبال [illegible] تحریکِ خلافت کی تحریک میں [illegible] کے ساتھ اشتراکِ عمل مسلم سیاست کو [illegible] تھا اور اقبال نے ان [illegible] کا اظہار کیا[33] ۱۹۲۰ء میں جب کانگرس نے [illegible] کی تحریک شروع کی تو [illegible] شامل ہو گئے [illegible] کی جماعت کے بغیر ہندوؤں کا ساتھ دیتے [illegible] رہے۔ قابلِ مطالعہ بات یہ ہے کہ تحریکِ خلافت میں شمولیت اگر ۱۹۲۰ء میں اسلام کا [illegible] تھا تو ۱۹۲۰ء میں ہی [illegible] مولانا آزاد کا یہ کہنا کہ اقبال [illegible] اقبال اور نہرو [illegible] ہے۔ ان [illegible] اور اقبال کا واسطہ ہی ہوتا تھا۔ پاکستانی [illegible] کی [illegible] ہندوستانی [illegible] کی ترجمانی کی ہے — قیامِ پاکستان کے حامی اس پر اتفاق نہیں کر سکتے [illegible] علامہ اقبال اور قائداعظم کا ہے وہ ان لیڈروں کا [illegible] کی سیاسی سرگرمیاں [illegible] اور مسلم ریاست [illegible] کے منافی تھیں [illegible] کو [illegible] اور اپنی جدوجہد سے [illegible] میں [illegible] اقبال کا ہے کسی اور کا نہیں ہے[34] [illegible] کے بھی [illegible] ہوتے ہیں۔ وہ فکر [illegible] کی صلاحیت رکھتے ہیں اور [illegible] کو ہلا سکتے ہیں[35] کلامِ اقبال [illegible] نہیں، اعمال کا محرک اور سرچشمہ بھی ہے۔

اقبال کو [illegible] کہنے والے [illegible] کی صف میں [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ضمن میں، عام طور پر یہ کہا گیا" ایسے پیغام کا پیش کرنا کسی بے عمل آدمی کا کام نہ تھا بلکہ [illegible] جس کو قوت سے فعل میں لانے کے لیے اقبال نے اپنے دل و دماغ کی [illegible]

طاقتوں کا بورا استعمال کیا ہے۔ یہی اعمال نامہ [illegible] سے بڑا کارنامہ اور [illegible] ہے کہ [illegible] میں ملاقہ [illegible] ہے
عمل کی تعمیر [illegible] کی قوت کے [illegible] ملی طور [illegible] حالانکہ عالم محسوس کے علاوہ عالم روح میں کوئی زبردست انقلاب ہو
برپا ہی نہ ہو۔ کم طور پر اعلیٰ درجے کا عمل ہے ہم [illegible] حاصل ہے کہ ذاتی طور پر ہم عمل کی ایک شکل کو دوسری شکل پر ترجیح دیں
لیکن ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ایک [illegible] کو تو عمل تسلیم کریں اور دوسرے کو بے عملی قرار دیں"۲۵

شیخ اقبال نے [illegible] میں اعمال [illegible] مضمون لکھا ہے عمل کی اقسام میں اور علم [illegible] ہے۔ [illegible] مولانا [illegible]
تھا۔ نظر تیز تھی۔ قلم اور زبان میں جادو تھا۔ [illegible] مذہبی [illegible] بے پناہ تھا [illegible] کی ساری [illegible] موجود ہیں،
لیکن [illegible] ایسی [illegible] ہوا [illegible] ابوالکلام کے [illegible] ہیں کہ "سیاسی زندگی کی شورشیں اور علمی زندگی کی [illegible]
زندگی میں جمع نہیں ہو سکتیں ... ہیں [illegible] گروہوں کو [illegible] جمع کروں [illegible] ایک طرف [illegible] کے اسرار [illegible]
دوسری طرف [illegible] ہمارا تھا [illegible] معلوم تھا اور مجھے حق نہیں کہ [illegible] کا [illegible] ہوؤں"۲۶

علامہ اقبال [illegible] بقدر ضرورت، عملی سیاست میں حصہ لیا اور [illegible] کو [illegible] قوم پرستی کے طوفان میں بہ جانے سے بچالیا کی
سیاست اسلام سے جدا نہیں تھی، [illegible] تھی"۲۷ [illegible] ابوالکلام نے [illegible] کے تحت [illegible] اسلام کی [illegible] کے نظریے کو اپنا کر
ہندی مسلمانوں کو ہندی قوم پرستی کی راہ پر [illegible] جدید جمہوری سیاست کے [illegible] وہ اسلامی قومیت کے نظریے سے ہٹ [illegible]
اس کی علمی زندگی سیاسی شورشوں کی نذر ہوگئی جاپہ وہ شاہ ولی اللہ جیسا مقام حاصل نہ کرسکے [illegible] اقبال کو [illegible] حاصل [illegible] تھی،
اور انہوں نے بہترین استعمال کیا۔ آج فکر اقبال [illegible] عالم اسلام تک عالم انسانیت کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ [illegible] دنیا میں [illegible]
[illegible] اسلامی [illegible] سب سے زیادہ [illegible] وہ علامہ اقبال ہیں۔

[illegible] شکل [illegible] کو [illegible] میں [illegible] حضرت موسیٰ کو اور پوری طرح حضرت [illegible] کو حاصل ہوئی [illegible] کے
[illegible] علامہ اقبال کی ان [illegible] کا [illegible] پاکستان قائم ہوگیا۔ [illegible]
[illegible] پاکستانی معاشرہ اقبال کی اسلامی بصیرت [illegible] نہیں ہوا [illegible] ان کا [illegible] موجود ہے [illegible]
۱۹۳۳ء میں اقبال [illegible] ملاقات کی تھی اور اس ملاقات کی روداد [illegible] کرکے شائع کرائی تھی [illegible] وہ لکھتے ہیں:

> آخر میں میں نے جرأت کرکے عرض کیا۔ " ڈاکٹر صاحب! آپ کی تعلیمات سے ملت اسلامیہ میں نئی روح پیدا ہو [illegible]
> ہم مدتوں سے خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے [illegible] آپ نے ہم کو جگایا ہے۔ [illegible] مکارم اخلاق، حسن عمل اور
> تکمیل انسانیت کے تمام اسرار و رموز آپ نے ہمیں آگاہ کردیا ہے لیکن ہم [illegible] آپ سے [illegible] ضرور ہے کہ عملی طور
> پر آپ نے کوئی کام نہیں کیا" آپ نے فرمایا "بتاؤ کیا میرا یہ عمل تھوڑا ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک گہری نیند سے جگا دیا
> ہے اور تمہارے سامنے "میدان عمل" کا ایک واضح نقشہ رکھ دیا ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس [illegible] پر چلو"۲۸

ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ "حضرت علامہ ہمیں وہ [illegible] تھے جو اس دور کے لاکھوں ہیں [illegible] "عمل" [illegible] نہیں [illegible] تھے"۲۹
ڈاکٹر موصوف نے اقبال کے کارنامے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ خود ایک باعمل عالم دین اور ایک دینی سیاسی جماعت "تنظیم اسلامی"

سکے اسیر ہیں۔ ان کی یہ رائے قابلِ غور ہے کہ ظاہری حالات اور اسباب کا حل اقبال کی بے عملی پر بحا ور کیا جا سکتا ہے [40]۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبال کسی بھی مفہوم میں بے عمل نہیں تھے۔ بے عملی پر کچھ بھی بحا ور نہیں کیا جا سکتا۔ ہر عظیم مقصد کے لیے انسان نے ہر وقت کاروائی کی اس کا اندازہ ان کے سیاسی بیانات و تقریرات سے کیا جا سکتا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ اقبال بے عمل تھے یا صرف گفتار کے غازی تھے تاہم انہوں نے یہ بات عبادات کے حوالے سے کہی ہے [41]۔ اس ضمن میں جن اعتراضات کا جواب اقبال کو دیا گیا ہے ان کا مآخذ "مولانا حالی" کے رہبر معروف آگے آ رہا ہے۔ اقبال نے تو استعداد پیدا کی وہ عمل تھا اور اس استعداد کو حق ارتفاع شاعر کے لیے استعمال کی وہ بھی عمل تھا۔ قالعنا صالح عمل۔ ابوالاعلیٰ مودودی ۔ قرآن حکیم کی تفسیر لکھی۔ یہ عمل صالح ہے۔ کلامِ اقبال میں اسرار کتاب بیان ہوئے ہیں [42] یہ بھی عمل صالح ہے۔ اقبال کی شاعری عبادت ہے بلکہ اقبال کے نزدیک اعلیٰ عبادت ان کی شاعری ہے:

یہی میری نماز ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو! [43]

قطرۂ خونِ جگر سل کو دل بنا تا ہے [44] اور دل کی زندگی میں خونوں کی حیات کا دار و مدار ہے [45]۔

۴

ابتدائی سورلے کا یہ خیال کہ اقبال ایک بہترین شاعر ہوتے اگر ان میں کوہ ایورسٹ پر چڑھ جانے کا عزم ہوتا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سورلے کے نزدیک اصل بہترین شاعر وہی ہیں جن کو موصوف نے دنیا کی بہترین شاعری کا جو انتخاب کیا ہے اس میں، اقبال کی نظمیں شامل ہیں [45]۔ یہ اقبال کا ابتدائی کلام ہے جو دنیا کے بہترین شعراء کے پاروں کے مقابلے کا ہے۔ کلامِ اقبال معرکۂ حق کی صورت میں، عمدہ ہیں، مثلاً نظم "مسجدِ قرطبہ" میں ظاہر ہوا۔ اس انتہا کا اندازہ سورلے کے بس سے باہر تھا۔ موصوف نے بہترین شاعری کا جو پیمانہ، کوہِ ایورسٹ پر چڑھنے کا عزم، مقرر کیا ہے۔ اقبال کے سامنے ہیچ تھا، اتنی دور تو بھی ہے۔ اقبال خوابوں میں جو عقابی روح بیدار کرتے ہیں، اس کی منزل آسمانوں میں رکھی گئی ہے۔ اقبال کا مطمحِ نظر ہیں جو تو بام ستاروں پر کمند ڈالتا ہے اور ملائکہ سے جو تو رہا، وہ خاک میں پیدا ہوتا ہے۔ اس میں جو تناظر الٰہی کا پرتو ہوتا ہے اور ان کی نگاہ سے تقدیریں بدل جاتی ہیں [46]۔ بقول احتشام حسین "اقبال کا انسان عظیم الشان قوتوں کا مالک ہے۔ اس کا ظاہر کچھ بھی ہو مگر اس کا باطن طاقت کا سرچشمہ ہے" [47]

سورلے کا یہ بیان کہ اقبال نے ایسے واقعات میں سے بہت ہی کم حصہ لیا جو انسانوں کے تخیل کو متحرک کرتے یا ان کے جذبات کو ابھارتے ہیں، حقیقت کو الٹا دینے کے مترادف ہے۔ اقبال کا معجزۂ فن جس میں پوری تاریخ آ سمٹی ہے، نسلِ انسانی کا اہم واقعہ ہے۔ حالی کی شاعری انسانوں کے تخیل کو متحرک کرتی اور جذبات کو ابھارتی ہے۔ پروفیسر احمد علی کا یہ دعویٰ بھی حقیقت کے برعکس ہے کہ انسان کی امیدیں ماضی اور بے عملی کی طرف کھینچتی ہے۔ اقبال نے اردو شاعری کو حالی و ہما سے نکال کر حقائق کا آئینہ دار بنایا اور حرکت و عمل، مسلسل جدوجہد اور سخت کوشی کی تعلیم دی۔ احمد علی کا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے کوئی سورج کی روشنی اور حرارت سے انکار کرے۔ بیشتر شعراء ہیں جو اقبال کی مخالفت کے دور میں بھی اس دعوے کی تائید و حمایت سے قاصر رہے۔ سردار جعفری نے اقبال کو اسلام کا داعی مانا ہے۔ انہیں اعتراض صرف اس بات کا ہے کہ اقبال قدامت پرستی (اسلام) کا شکار ہو جاتے ہیں [48] اسلام کی حاجت جمالی شاعری میں نہیں ہے۔ احتشام حسین لکھتے ہیں کہ

۸

اقبال نارسائی ثابت کر کے رنگوں کو گہرے اور پست مقاصد سے جنگ کرنے پر اکساتے تھے اور ان میں حرکت و عمل پیدا کرتے تھے ۴۹ ایک دور لکھتے ہیں

"یہی تصورات ہیں اقبال کے ریاست کے فلسفے کی بنیاد بھی ہے۔ اس میں گہری معاشرتی رنگ آمیزی ہے۔ اسلامی فکر کے اشارے ہیں۔ لاتخلف المیعاد اور لاتقنطوا کے حوالے ہیں [illegible] اسلامی [illegible] اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی قوت پیدا کرتی ہیں۔ اس میں علم [illegible] اور اس کے حقائق [illegible] شامل [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible]

اور اتنی ہے کہ ہر شخص اسے دیکھتا اور اپنے اندر قوت کا احساس کرے گا ۵۰"

[illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال نے جس طرح ہمارے [illegible] کو [illegible] اردو کا کوئی دوسرا شاعر نہیں [illegible] ۱۰۰۰ [illegible] شاعری [illegible] ہمارے اندر ذوق [illegible] پیدا کیا اور ہمارے [illegible] ۱۱۱ [illegible] کو [illegible] ۵۱ [illegible] اقبال کے [illegible]

"[illegible]" کے آغاز میں ایک نظم بعنوان "اقبال" شامل کی ہے۔ اس کا [illegible] شعر ہے:

ناتوانوں کو عطا کی قوت ضرب کلیم

تو نے بخشے ملت بے پر کو بال جبرئیل

اور [illegible]" کی [illegible] اس طرح کرتے ہیں کہ "اقبال [illegible] کے شاعر تھے۔ اس میں ایشیائی بیداری شامل ہے۔ اقبال [illegible] کی بیداری کے شاعر تھے۔ اس میں پوری [illegible] آزادی شامل ہے [illegible] اقبال [illegible] کی [illegible] کے شاعر تھے [illegible] " [illegible] مضمون [illegible] "اقبال [illegible]" میں لکھتے ہیں کہ "[illegible] اقبال کا [illegible] دل [illegible] کی [illegible] کو [illegible] کر دینے کا [illegible] ہے ۵۲"

آل احمد سرور نے [illegible] مضمون "[illegible] اور ان کے نکتہ چیں" میں [illegible] کے اعتراضات کا [illegible] جواب دیا ہے۔ اس [illegible] میں انہوں نے اقبال کے اشعار بھی نقل کیے ہیں ۵۳ حرکت، عمل، [illegible] کردار اور [illegible] کے اشعار کلام اقبال میں بکثرت ہیں ۵۴ [illegible] ان کا [illegible] ہے کہ اقبال عمل کو فکر پر ترجیح دیتے ہیں ۵۵ اقبال پر [illegible] کے اعتراضات [illegible] ایک [illegible] اعتراض [illegible]

۵

مخالفین اقبال میں سے اکثر نے اقبال کو [illegible] ریاست دان قرار دیا ہے۔ ان میں سے بعض نے ہندوستان میں مسلم ریاست کا تصور اقبال کی ذہنی [illegible] کی پیداوار تھا ۵۶ ہندوستان میں اقبال [illegible] اور پاکستان میں اقبال کے مخالف [illegible] تصور پاکستان کا خالق نہیں مانتے ۵۷ [illegible] سے قطع نظر [illegible] سمجھا جاتا ہے کہ [illegible] اقبال [illegible] عملی سیاست دان نہ تھے [illegible] اقبال نے پاکستان کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیا ۵۸ عتیق صدیقی نے لکھا [illegible] وہ [illegible] جن صفوں میں آزاد، گاندھی، جناح، نہرو اور ان کے دوسرے معاصرین تھے ۵۹

اس میں شک نہیں کہ سیاست میں اقبال [illegible] محدود [illegible] ۱۰ [illegible] ان کا [illegible] نہیں تھا تاہم فکری [illegible] میں اقبال کا مقام سب سے بلند ہے۔ وطنی قومیت (nationalism) کا تصور جب یورپ سے دنیا میں [illegible] اقبال نے [illegible] قومیت کا نعرہ لگایا۔ اس تصور [illegible] آزادی کی اور [illegible] قوم پرستوں کے سامنے [illegible] اقبال نے [illegible] کی بنیاد پر ہندوستان (برصغیر) میں "مسلم ریاست" کے قیام کا تصور پیش کیا۔ اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے [illegible]

عملی فتوحات ہی کرتے رہتے ہیں۔[60] ان اقتباسات میں لڑکپن جیسا جارحانہ غرور اعتقاد کا اظہار اور ایک مسلم ریاست کے مطالبہ پر آمادہ کرنا شامل تھا۔ کانگریسی زعما کا متحدہ ہندوستان کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا جبکہ علامہ اقبال کا مسلم ریاست کا تصور کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ اس اعتبار سے وہ کانگریسی سیاست دانوں سے زیادہ کامیاب تھے۔ اقبال کے ایک معترض سلیم احمد لکھتے ہیں:

"اقبال ہمارے ماضی قریب کی عظیم ترین علمی، فکری اور سیاسی شخصیتوں میں سے ایک ہیں ... وہ ایک ایسے مذہبی اور سیاسی نظریے کے بانی ہیں جس نے ایک ملک کو جنم دیا ہے اور ان کی یہ حیثیت ایسی ہے جو تاریخ عالم میں کسی شاعر یا مفکر کو حاصل نہیں ہوئی۔ اگر کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتی جس میں کسی مفکر کے سیاسی تصورات نے اتنے قلیل وقت میں ٹھوس حقیقت کی شکل اختیار کر لی ہو۔"[61]

اقبال یہیں رک گئے۔ دعوؤں اور عمل میں ... اور تحریک پاکستان ہی میں ان کا مقبول اسلام وسط روح "پیکر محسوس" ملتا ہے۔[62] ان کے عمل کی صورت انہی کارروائیوں سے مختلف تھی۔ اقبال شاعر ہیں لیکن دوسرے شعرا سے مختلف، ... اور متحرک ہیں۔ اسی طرح وہ ایک سیاست دان بھی ہیں اور اگرچہ "آزاد، انقلابی، مجاہد اور ہیرو" سے مختلف سیاست دان ہیں، تاہم ان کا سیاسی کارنامہ "اقبال کا سیاسی کارنامہ" از محمد احمد خان سے بھی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

۴

علامت اور ترکیب وفات کی ملی جلی ترکیب کا استعمال رہے ہیں کے باعث علامہ اقبال کو "بے عمل" کہہ کر مورد الزام ٹھہرایا گیا۔[63] اکثر معترضین و تحقیق کا رجحان نہیں رکھتے، سچ اور جھوٹ کی چھان بین کیے بغیر ہر پروپیگنڈے کو مستند حقیقت سمجھ لیتے ہیں۔ سلیم احمد نے اقبال کی بے عملی کا مفروضہ اسی طرح قائم کیا۔ "اقبال ایک شاعر" میں اقبال کو بار بار بے عمل کہا ہے اور کلی طور پر ناکام انسان قرار دیا ہے۔ ان کی کتاب میں اس طرح کے بیانات عام ہیں:

"وہ اپنے بیٹے کے کامیاب آدمی نہ تھے"[64] "اقبال ... کی حیثیت سے زیادہ کامیاب آدمی نہیں تھے"[65] "اقبال بھی کی طرح اقبال کی قوالی بھی بے عملی کی وجہ سے ناکام ہوتی ہے"[66] "اقبال ... اور ان سب سے بڑی کمزوری بے عملی در یاست کی۔ وہ ایک مرد تھے آسمان تھا تو ستاروں کے کام آیا"[67] "اقبال بڑے بے عمل تھے ... ان میں اس کی ذات تھی ... اور نفسی قسم کے لوگ تو ہمیشہ بے عمل ہی ہوتے ہیں"[68] "اقبال ایک شاعر تھے، مفکر تھے، بے عمل انسان تھے ... ان کی ... ہے"[69] "شاعرانہ زندگی میں بے عملی اور ناکامی کی سزا نہیں مل گئی ... اکثر شعرا تو ایسے ہیں جو اس پر فخر کرتے ہیں"

یہ آخری بات سلیم احمد نے بڑے تعجب سے کہی ہے اور اپنے دماغ میں کچھ ... اس ضمن میں مزید لکھتے ہیں کہ "میری ان الزامات پر ... جیسے لوگ تو اتنے خوش ہیں ... کہ اقبال کی مادی کامیابیوں اور خارجی اعمال کی فہرست گنوانے لگے ... یہ حافظ ... صدیقی نے بھی کی اور مزید برآں حافظ ... پیدا کر کے یہاں تک کہہ دیا کہ اقبال شاعری اور ... میں بے عمل نہیں تھے، حالانکہ ... اقبال جس ... کی بات کرتے ہیں اس میں شعر کہنا یا ... پیش کرنا عمل میں شمار نہیں ہوتا۔ فکر ... اور عمل سے دوری کہلاتا ہے۔"

... ہے ... ہوتا ہے جبکہ اقبال کی ... میں اہم ... ہیں ... جس میں ... فکر اقبال کی ... انداز

اساس ہے۔ اس میں "اسرارِ کائنات" منکشف ہوتے ہیں۔ اقبال کا فکر دوسرے فلسفیوں کے فکر سے اسی لیے مختلف ہے۔ ان کی شاعری بھی اسی بنا پر دوسرے شعرا سے مختلف ہے۔ اقبال نے رومی کی اور اپنی شاعری کو "جزو پیغمبری" کہا ہے۔[۲] بلکہ اقبال زندگی سے دوری نہیں بلکہ زندگی آموز ہے۔ سلیم اختر کا یہ کہنا کہ شاعر اور فلسفی ہم کو وقتی طور پر خوش کرتے ہی ہیں، اقبال کو رواقی شعرا اور فلاسفہ جیسا تصور کرنے کا نتیجہ ہے۔ اقبال نے امت کو ولولۂ تازہ دیا۔[۳] اسے عجمی تصوف سے ہوشیار کیا اور اس کے لیے کردار و عمل کا راستہ تیار کیا۔ اقبال نے واضح طور پر اسے اپنا عمل کہا ہے۔ تفصیل گزشتہ صفحات میں "ضرب العصر" کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔

اقبال نے خود کو "حق آساں" قرار دیا۔ ان کی اپنی کاوش تھی۔ منکرانہ کردار اور آخر میں معاری کے خلاف اقدام ہوا۔ لیکن کیا یہ سچ ہے کہ اس کے بعد خود ان کا ساتھ اقبال، مسلم لیگ ان کو ضرورت ہے۔ وہ حق آساں کہ باوجود اپنا قوم کا کام نہ ہو کام آتا ہو نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ اس کے مرد کے "مزدور کو آسان بات نہیں" اور "جو اپنی زندگی میں کام نہ دے سکتا"[۴] اقبال نے اپنے اس سے بڑی کمزوری کا درد ضرور کیا مگر ان کا طویل اخلاص کی بنیاد رکھتا ہے:

> پس از من شعرِ من خوانند و دریابند و می گویند
> جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہے![۵]

سلیم اختر نے اقبال کی مادی کامیابیوں اور مادی اقبال کی تردید کی، ان کی مہربت کھوئے ہر اعتراض کیا ہے کہ خود اقبال کی مادی بے علمی اور مادی ناکامیوں کی فہرست دی ہے (آن کا انکے سے مانگنا ایم کی ضرورت ہے) ماویرا اقبال کو اطلاع ہے تو کچھ لکھا ہے، جس کا تعلق ہی مادی اور مادی ادوریت سے ہے۔ داخلی استعارہ ہے اقبال کا فعالی عمل جس شاعری کی صورت میں ظاہر ہوا ہے وہ خود بقول سلیم اختر "ہمارے ہیرو ہیں" کے ہزاروں کارناموں سے زیادہ ہے۔[۶] اس مقصد کے علاوہ ان کی بے علمی اور ناکامی کی جو فہرست ہے، سلیم اختر کے نزدیک اقبال کی بے عملی کا تذکرہ کی ناکامیوں میں ظاہر ہوا۔ مصنف نے اقبال کی حسبِ ذیل خامیاں گنوائی ہیں:

(۱) اپنے پیشے کے کامیاب آدمی نہ تھے۔

(۲) انہیں کبھی بھی معاشی آسودگی حاصل نہیں ہوئی۔

(۳) ان کی ازدواجی زندگی بھی بے رنگ، بے کیف، ملصوں کا شکار رہی، ان کی اظہار کی شق شادیوں میں ہوتا ہے۔

(۴) اولاد کا سکھ بھی نہ ملا، جو اچھا تھا نہیں ملا جیسا کہ انہیں اپنے ایک بیٹے کو عاق کرنا پڑا۔

(۵) ان کی صحت بھی اکثر خراب ہی رہی اور کئی امراض ان کی زندگی کو گھن کی طرح کھاتے رہے۔

(۶) صرف اکسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

پیشے میں ناکامی اصل بات ہے۔ اقبال نے وکالت میں اتنی محنت ضرور کی کہ معاشی طور پر آسودگی رہی۔ تاہم ان کی وکالت کے ساتھ ہی علمی اور شعری و فکری سرمایہ کی بنا پر امت اور انسانیت کے لیے تھا۔ معاشی طور پر اقبال خوشحال نہیں تھے تاہم گھر میں ملازم تھے، ان کے پاس گاڑی تھی، وہ مکان بھی بنا چکا تھا۔ بڑی بات یہ ہے کہ وہ قناعت و ایمان کی دولت سے مالامال تھے۔ سلیم اختر نے کامیابی یا ناکامی کو اپنے ہی معیار کے مطابق قرار دیا ہے۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ اس بنیادی اور اہم سوال کے حل میں قرآنِ حکیم اور اسوۂ رسول ﷺ کی طرف دیکھے۔ معتبر قول اللہ کا ہے اور

کامیابی کا عملی نمونہ (خلیفۂ قرآن) اسوۂ رسول ہے۔ قرآن حکیم میں ایمان اور (عمل صالح) پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ [illegible] عمل تعبیر ہو سکتا تھا لیکن انہوں نے زندگی سادگی سے بسر کی۔ سادہ زندگی بہترین مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔ اقبال [illegible] تھے ملک کی ہر دل عزیز ہستی بھی تھے۔ بیماری کے باعث وکالت چھوٹی تو بھوپال کے وظیفے کا انتظام ہو گیا۔ سر راس مسعود چاہتے تھے کہ ایک وظیفہ آغا خان کی طرف سے بھی جاری ہو جائے۔ اس سلسلہ میں اقبال، راس مسعود کو [illegible] کے خط میں لکھتے ہیں:

"آپ کو معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت نواب صاحب بھوپال نے جو رقم میرے لئے مقرر فرمائی ہے وہ میرے لئے کافی ہے۔ اور اگر کافی نہ بھی ہو تو میں کوئی اسراف زندگی کا عادی نہیں۔ بہترین مسلمانوں نے سادہ اور درویشانہ زندگی بسر کی ہے۔ ضرورت سے زیادہ کی ہوس کرنا روپے کا لالچ ہے جو کسی طرح بھی کسی مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔" ۷۹

اقبال کا یہ نقطۂ نظر شعر کی شکل میں بھی ظاہر ہوا ہے:

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ!
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زر و سیم! ۸۰

اقبال کی پہلی شادی ناکام ہوئی اور انہیں ازدواجی مسرت [illegible] ان [illegible] سے نکلنے کے لئے انہوں نے [illegible] دوسری شادی کی ضرورت تھی اور اس کا جواز بھی تھا۔ سردار بیگم سے نکاح کیا [illegible] رخصتی نہ ہوئی [illegible] شادی ہوئی لیکن [illegible] سردار بیگم سے بھی [illegible] اس طرح ازدواجی الجھن ختم ہو گیا [illegible] اقبال کا ردعمل غیر اسلامی اور غیر مناسب تھا۔ انہوں نے سردار بیگم کے ساتھ کوئی [illegible] کا خیال رکھنا پڑا۔ اقبال نے آفتاب کو گھر سے نکال دیا۔ یہ عملی اقدام تھا۔ آفتاب کی والدہ [illegible] ۸۱ اقبال [illegible] جانے دکھ بیٹا باپ کی شہرت کے لوٹنے کا باعث [illegible] تھا۔

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ! ۸۲

اقبال زندگی کے آخری برسوں میں بیمار رہے۔ علاج سے افاقہ نہیں ہوتا تھا ۸۳ بہرحال ازدواجی الجھن یا بیٹے کی حرکتیں یا بیماریاں کا اصلاً اقبال کی کسی بے عملی کا سبب نہیں تھا اور ان وجوہ سے اقبال کو ناکام انسان قرار دیا جا سکتا ہے۔ اقبال نے زندگی میں [illegible] اہم کردار ادا کیا تو بیماری کے برسوں میں بھی جاری رہا۔ اکسٹھ برس کی عمر میں وفات پانا بھی کوئی ناکامی نہیں۔ صدیق جاوید لکھا ہے کہ اگر اقبال کا وصال ۶۵ سال کی عمر میں ہوتا تو کیا وہ ایک کامیاب آدمی ہوتے ۸۴۔ اقبال کی تاریخ پیدائش ۱۸۷۳ء تسلیم کی جائے تو انہوں نے ۶۵ برس کی عمر پائی۔ ۲ یا ۹ دسمبر ۱۸۷۷ء کو ان کی پیدائش ہوئی — زیادہ قوی دلائل اسی کے حق میں ہیں۔ اس طرح قمری حساب سے ان کی عمر اکسٹھ برس سے بیشتر اور کم و بیش یہی عمر صاحب رسالت مآب کی تھی۔

اقبال کو بے عمل کہنے والے [illegible] تسلیم القرآن کا دعویٰ اور اعلان کرتے ہیں اور پھر اس عمل کی وجوہ تلاش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انہیں بے عمل کس نے بنایا؟ شاعروں کی شاعرانہ فطرت نے، شاید اس بات نے کہ وہ فلسفیانہ مزاج رکھتے تھے،

... شعر کی بات ۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اندر تصوف کے اثرات در آئے تھے۔ اقبال اپنے عصر یا ملک کی گہرائیوں میں
اسی طرح سوچتے ہیں اور ہر ایک چیز سے لڑنا چاہتے ہیں تو اسی لیے ایسا ہے کہ وہ ذمہ دار ہے۔ شاعری، فلسفہ اور تصوف
سے ان کی بیزاری کی حقیقی بنیاد یہی ہے ... اقبال بھی اسی طرح اقبال کی قوم میں اپنی بے عملی کی وجہ سے ناکام ہوئی ہے
اور بے عملی کے اسباب وہی ہیں جن کو اقبال اپنے اندر دریافت کر چکے ہیں — شاعری، فلسفہ، تصوف۔"[85]

یہی اقبال کا ناکام احساس ہے ... ناکامی کی وجہ ان کی بے عملی ہے لہٰذا وہ بے عملی کے خلاف لڑتے تھے۔ بے عملی کی وجوہ میں شاعری، فلسفہ
اور تصوف ایسا ان کی نظر میں ... جیسے اور تصوف ... کے خلاف تھی۔ (اس بیزاری کے باوجود اقبال بے عمل اور ناکام تھے) یہ ہے سلیم احمد کا موقف
یہ مفروضہ کہ اقبال ناکام انسان تھے، غلط ہے۔ اقبال تعلیمی، ادبی، علمی و تخلیقی، سیاسی اور فکری حیثیت سے اپنے ... ثابت
کر چکے ہیں۔ شاعری، فلسفہ اور تصوف الگ الگ نہیں ہوتے۔ اس سامنے کی بات کو سلیم احمد نظر انداز کرتے ہیں۔ اقبال نے شاعری،
فلسفہ اور تصوف کی مخالفت کی، لیکن شاعری، فلسفہ اور تصوف کی حمایت بھی کی۔ وہ عجمی تصوف کی شاعری کے مخالف ہیں لیکن ... اسرار و رموز کی
شاعری ان کا معمول ہے ... لادینی فلسفیانہ افکار کے مخالف ہیں لیکن وہ ... کی اپنی ہے جہاں انسانوں کی ... سرمستی ہے[86]
خودی، سکون اور راہبانہ تصوف پر ضرب کاری لگاتا ہے ... ان کے ... ہیں ... خود "اسلامی ..." کہتے ہیں اور حرم
کے درد کا درماں پیر ... کا ... بنانا چاہتے ہیں۔ سلیم احمد خود ... تصوف کے حامی ہیں[88] اور اسی کے خلاف اقبال کی ناکامی
کی وجہ بے عملی میں تلاش کی ہے۔ ... اس تصوف کے اثرات سے اقبال بے عمل تھے تو تعلیمی ... میں ... دوسرے
مشرقی ... کی طرح اقبال کی یہ حیثیت بھی ناکامی اور کامیابی کا معاملہ ہے۔ خود سلیم احمد نے لکھا ہے کہ "فنڈم اور حریت پسندی کے میدان میں ... اقبال
جیسی کون سا ... کا مقابلہ کر سکتا۔"[89] اس کے باوجود ... یہ ہے کہ اقبال ناکام تھے اس لیے کہ بے عمل تھے۔ سلیم احمد کا کہنا کہ اقبال
"داستان شہر یار" میں نہیں تھے اس لیے کہ وہ عملی آدمی نہیں تھے۔[90] سلیم احمد کے اسلوب نظر کا آئینہ دار ہے۔ اقبال کی شخصیت ...
کا ... کے باوجود وہ ان کا ... کر گئے۔ اقبال "داستان شہر یار" کیوں ... ان کا مسئلہ ... ہے وہ کچھ یوں ہے:

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر
میرا نشیمن بھی تو، شاخِ نشیمن بھی تو![91]

سلیم احمد کی مشہور ... "اقبال ایک شاعر" کے بعض نکات ... سے بھی اختلاف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سلیم احمد نے
"اقبال کے عمل پر زور دینے کی ... ان کی عملی زندگی سے ... اور ذاتی زندگی میں ناکامی کو ... ہے۔ میرے
خیال میں اس کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ان ... کی اہمیت ہے۔" اس سے پہلے علی عباس جلالپوری نے لکھا تھا کہ "... سیاسی ... سے
قوت ... کی تہ میں بے چارگی اور ضعف کا احساس کارفرما موجود رہتا ہے۔"[92] تحلیل نفسی کی نارسائی سے قطع نظر اقبال کا ... باثرہ
لینے والوں کی اپنی تحلیل نفسی کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ... نے لکھا ہے کہ ... اقبال کا ... کس مقصد کے تحت ہے۔ "اقبال ایک شاعر"
پر اپنے تبصرے میں ... نے لکھا ہے کہ "اقبال کی مفروضہ بے عملی اور ناکامی کی نوعیت کا کچھ طور پر تعین کیے بغیر سلیم ...
ان کی بے عملی اور ناکامی کے جو اسباب ان کی ذاتی زندگی میں جس طرح ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے وہ تخلیقی تجزیے کی کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔"[93]

حوالے اور حواشی

۱. مضامینِ مولانا محمد علی، حصہ دوم، صفحات ۲۲۵ - ۲۲۶

۲-۳. اقبال کی شاعری، صفحات ۴۰، ۴۲

۴. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۹۱

۵. بحوالہ آل احمد سرور، عرفانِ اقبال، صفحات ۷۷، ۷۸

۶. طالبوری لکھتے ہیں کہ "اقبال کی زندگی کے جو حالات ہم تک پہنچے ہیں ان سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ بالطبع روحانی ستے اور دنیوی عملی مشغول سے گریز کر کے خیالات و تصورات کی دنیا میں رہنا پسند کرتے تھے" (اقبال کا ذہنی ارتقا، صفحات ۱۲۷ - ۱۲۸)

۷. Iqbal The Poet and His Message صفحہ ۲۰۰

۸. The Ardent Pilgrim، صفحات ۸۳ تا ۸۴

۹. The Sword and Sceptre ___ مرتبہ ریاست حسن، صفحہ ۲۲

۱۰. مثلاً دیکھیے، کلامِ اقبال، صفحہ ۲۳۰

۱۱. دیکھیے، اقبال دشمنی ایک مطالعہ، صفحات ۵۰ تا ۵۲

۱۲. دیکھیے، راقم کا مضمون "اقبال" مشمولہ "شاعر" اقبال نمبر ۱۹۸۸ء، ۱۱۱ (ملحوظ رہے)، ابواب چار، پانچ، چھ

۱۳. مرزا جلال الدین لکھتے ہیں کہ اقبال "اپنے معمولات اور اپنی عادات کے پابند تھے اور سرکاری ... سے بے نیاز رہتے" (ملفوظاتِ اقبال، صفحہ ۸۳)

۱۴. ترتیبِ اقبال مشمولہ "شاعر" اقبال نمبر، صفحہ ۲۶

۱۵. دیکھیے، گفتارِ اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، صفحہ ۱

۱۶. ترتیبِ اقبال، مشمولہ "شاعر" اقبال نمبر ۱۹۸۸، صفحات ۲۶ تا ۲۷

۱۷. اقبال کے اردو اور فارسی کلام کے مجموعوں، اردو اور انگریزی کی منثور تصانیف، مکاتیب، خطبات اور ملفوظات کے مجموعوں کی اشاعت کی تفصیل کے لیے دیکھیے "تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

۱۸. مثال کے طور پر امرتسر میں دسمبر ۱۹۱۹ء ___ کے منعقدہ اجلاس میں علی برادران کی رہائی کی خوشی میں ایک نظم "اسیری" سنائی۔ ۱۹۲۰ء میں حمایتِ اسلام کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوئے اور ترکوں کی حمایت میں ایک جلسۂ عام میں تقریر کی جو ادبیا جیروں کے جی سے منعقد ہوا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں ایک مقررہ کے سلسلے میں کشمیر گئے۔ ۱۹۲۲ء میں مقبرۂ جہانگیر میں "مصر" کے دعاست میں ... دیے گئے، جلسے میں شرکت کی۔ ۱۹۲۴ء میں پنجاب یونیورسٹی کی اورینٹل کمیٹی کے ممبر بنے اور حکیم احمد شجاع کے ساتھ مل کر پنجابی، اردو اور انگریزی کا اردو کورس مرتب کیا۔ ۱۹۲۵ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں "اسلام اور اجتہاد" کے موضوع سے ایک لیکچر دیا (دیکھیے "شاعر" ___ بمبئی، اقبال نمبر، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۲۷)

۱۹. اقبال کے نثری افکار، صفحہ ۶

۲۰-۲۱. گفتارِ اقبال، صفحات ۳۰، ۳۱

۲۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، خطوطِ اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحات ۴۷، ۴۸

۲۳. حرفِ اقبال، صفحہ ۱

۲۴. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۱۷۰ تا ۱۹۶

۲۵. تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، صفحات ۳۱۵، ۳۱۶

۲۶. تفصیل کے لیے دیکھیے، سرگزشتِ اقبال، صفحات ۱۰۹ تا ۲۴۸

۲۷. توقیتِ اقبال، مشمولہ "نقوش" — اقبال نمبر، صفحات ۱۸–۲۹

۲۸-۲۹. دیکھیے، اقبال کے حضور [illegible]، صفحات (بالترتیب) ۵۹، ۳۹ تا ۷۷

۳۰. اقبال کی شخصیت اور شاعری، صفحہ ۳۵

۳۱. [illegible]

۳۲. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۸۰۷

۳۳. ایک مکتوب بنام [illegible] میں اقبال لکھتے ہیں کہ "[illegible]" (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۲، صفحہ ۱۹۹)

۳۴. دیکھیے A History of Idea of Pakistan [illegible] ۳۱۲ [illegible] "[illegible]"، مشمولہ [illegible] ۱۹۵۳ء، صفحات ۵۲۰، ۵۵۱

۳۵. مقالاتِ [illegible]، مرتبہ شان الحق حقی، صفحہ ۳۴۹

۳۶. [illegible]، صفحہ ۲۹۲

۳۷. علامہ اقبال ایک مکتوب بنام [illegible] ۲۰ جون ۱۹۳۳ء میں لکھتے ہیں:

"[illegible] [کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۳، صفحہ ۲۵۶]

۳۸. اقبال کی مختلف جہتیں، مرتبہ یونس جاوید — صفحہ ۲۴۸

۳۹-۴۰. علامہ اقبال اور ہم، صفحہ ۶۱

۱۱۔ اقبالیاتِ سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرتبہ سمیع اللہ، [illegible]، صفحہ ۲۲

۱۲۔ اقبال نے یہ حقیقت بار بار بیان کی ہے۔ "بالِ جبریل" کا ایک شعر ہے:

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۴۴)

۱۳۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۸۳

۱۳۔ یہ اقبال کا مخصوص تصور اور اندازِ بیان ہے۔ "مسجدِ قرطبہ" میں کہا ہے:

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود!
قطرۂ خونِ جگر، سِل کو بناتا ہے دل
خونِ جگر سے صدا سوز و سرور و سرود!

۱۴۔ دیکھیے، اقبال کی نظم "سرود" — "ضربِ کلیم"، صفحہ ۳ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۵۷۶، ۵۷۷

۱۵۔ دیکھیے، The Sword and Sceptre مرتبہ رفعت حسن، صفحات ۱۸۰ تا ۲۰۰

۱۶۔ اقبال کے متعلقہ اشعار:

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۱۲)

قلندریم کہ بہ تسخیرِ آب و گِل کوشند
ز شاہ باج ستانند و خرقہ می پوشند
بہ جلوت اند و کمندے بہ مہر و ماہ پیچند
بہ خلوت اند و زمان و مکاں در آغوشند! (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۵۱۳)

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۸۹)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (ایضاً، صفحہ ۲۷۱)

۱۷۔ تنقید اور عملی تنقید (سید احتشام حسین)، صفحہ ۱۵۸

۴۸۔ ترقی پسند ادب، صفحہ ۱۱۱

۴۹۔ روایت اور بغاوت، مع ترمیم و اضافہ، صفحہ ۱۱۱

ممتاز احتشام کے اس ، احتشام حسین لکھتے ہیں "کسی کوئی مقصد عملی کا کر نہیں کرتے تھے"۔ احتشام حسین نے "تنقیدی جائزے" میں لکھا ہے کہ "اقبال کے سامنے اسلام کی شکل میں ایک مکمل دستور تھا" (صفحہ ۱۵۵) احتشام حسین کی "لکھن" کا یہی جواب ہے۔

۵۰۔ تنقید اور عملی تنقید، صفحات ۱۶۲ - ۱۶۳

۵۱۔ اقبال، اجمالی جائزہ، صفحہ ۱۵

۵۲۔ خیابان، اقبال نمبر، پشاور یونیورسٹی، صفحہ ۱۸۸

۵۳۔ دیکھیے، عرفانِ اقبال، صفحات ۷۸ تا ۸۲

۵۴۔ بطور مثال چند اشعار یہاں درج کیے جاتے ہیں:

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے [خضرِ راہ : بانگِ درا]

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے [طلوعِ اسلام : ،]

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرۂ کائنات

بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر

ہر اک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا [ساقی نامہ : بالِ جبریل]

یہ اشعار صرف تین نظموں سے لیے گئے ہیں جن میں تبلیغِ عمل کے اور اشعار بھی ہیں۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلام میں ایسے اشعار بے شمار ہیں۔

۵۵۔ مثلاً دیکھیے، اقبال ایک شاعر، صفحات ۱۴۹ تا ۱۵۱

۵۶۔ حوالے اور متعلقہ بحث کے لیے دیکھیے، زندہ رود، صفحات ۲۱۱ - ۲۱۴

۵۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، ساتواں باب، عنوان "تصورِ پاکستان"۔

۵۸۔ منظور احمد کمانڈر نے لکھا ہے:

Iqbal, the 'ideologue of Pakistan' was a man of ideas rather than deeds, and did not actilly take part in the political struggle of Pakistan (Iqbal and Foundations of Pakistani Nationalism, P. 3)

۵۹. اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحات ۱۴-۱۵

۶۰. اپنے مکتوب بنام عباس علی خاں مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۲ء میں اقبال لکھتے ہیں "مجھے سیاست سے فی نفسہ کوئی دلچسپی نہیں۔ مجھے اسلام کے اخلاقی یا آئینِ حکومت میں جو دلچسپی ہے اس نے مجھے سیاست کی طرف مائل کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ جمہوری نظام بڑی آخرکار افادی عنصر سے ملانے لگی۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اسلامی نصب العین سے سراسر ناواقفیت کے باعث مسلمان ایک قوم پرستی کے طوفان میں بہہ چلے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں میرا فرض تھا کہ آگے بڑھوں اور نوجوانوں کے سامنے اسلامی نصب العین کا صحیح اور واضح [illegible] پیش کروں۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے میری صدا سنی ... آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ سیاست میں میری دلچسپی ان حدود کو عبور کر گئی جو میں نے اپنے لئے متعین کی ہیں" (کلیات مکاتیبِ اقبال، ۲، صفحات ۲۵۶-۲۵۷) چنانچہ اقبال نے ان حدود کو بہت کم عبور کیا۔

۶۱. اقبال ایک شاعر، صفحہ ۱۵

۶۲. ترجمہ ڈاکٹر سید حامد حسین مشمولہ "سب رس" ۔ اقبال نمبر، مارچ ۱۹۷۸ء، صفحہ ۱۲۷

۶۳. مثال کے طور پر عبدالغفار خان لکھتے ہیں:

"پنجاب میں میں نے ڈاکٹر اقبال، ظفر علی خاں اور دوسرے بہت سے مسلمان لیڈروں سے ملاقات کی تھی۔ لاہور میں ڈاکٹر اقبال سے ملنے پر میرے جماعت کے ساتھیوں نے میری بڑی مذمت کی، وہ کہتے تھے کہ تم اس سے کیوں ملا، وہ تو کسی کام کا آدمی نہیں، وہ تو ایک شاعر ہے۔ اس میں عمل کا مادہ نہیں۔"

(اقبال کے ہم نشیں، مرتبہ پروفیسر صابر کلوروی، صفحہ ۱۱۵)

۶۴-۶۵. اقبال ایک شاعر، صفحہ ۵۲

۶۶-۷۰. ایضاً صفحات (بالترتیب) ۵۳، ۵۴، ۵۶، ۱۰۹، ۳۹

۷۱. اقبال کہتے ہیں:

صفتِ برق چمکتا ہے مرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۱۸)

۷۲. "شمع و شاعر" (شمع اور شاعر، فروری ۱۹۱۲ء) میں اقبال نے کہا:

کہہ گئے ہیں شاعری جزویست از پیغمبری
ہاں سنا دے محفلِ ملت کو پیغامِ سروش!

اور "جاوید نامہ" (۱۹۳۲ء) میں رومی کی زبان سے، کہتے ہیں:

گفت "آں شعرے کہ آتش اندروست اصلِ او از گرمیِ اللہ ہوست!
شعر را مقصود اگر آدم گری است
شاعری ہم وارثِ پیغمبری است" (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۷۳۱-۷۳۲)

۷۳. اقبال کہتے ہیں:

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۸۵)

۷۴. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحہ ۱۷۲

۷۵. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۹۴۲

۷۶. سلیم اختر نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہ اقبال مردِ عمل تھے، مادرِ اقبال کا حسبِ ذیل اقتباس نقل کیا ہے:

"ان کے کمرے کی حالت پریشان سی رہتی تھی۔ دیواریں گرد و غبار سے اٹی ہوتیں۔ حقے کی ابلی ہوئی
اور سیال کی طرح میلا ہو جاتا مگر انہیں بدلوانے کا خیال نہ آتا۔ منہ دھونے اور نہانے سے گھبراتے اور اگر کبھی ایسا
اتفاق ہو جاتا تو کپڑے بدلتے وقت سرد آہیں بھرا کرتے۔ وہ فطرتاً سست تھے اس لیے اگر کسی وقت کی پابندی
ہوتی تو انہیں بستر پر ہی ہو جایا کرتی۔ ویسے چارپائی پر ہم وار پڑے رہتے ہیں بڑے خوش رہتے۔ کئی بار دوپہر کا کھانا
کسی کتاب میں منہمک ہونے کی وجہ سے بھول جایا کرتے اور جب وہ کتاب ختم ہو جاتی تو علی بخش کو بلا کر معصومانہ
انداز میں پوچھتے "کھانا علی بخش، میں نے کھانا کھا لیا ہے؟" شام کو گھر کے دالان ہی میں دو ایک چکر لگا لیا کرتے
اس کے سوا ان کی زندگی میں بظاہر کامل جمود تھا" (ماہ نو لاہور، صفحہ ۳۲۶ - ۳۳۰ ؛ اقبال ایک شاعر، صفحات ۱۲۹ - ۱۳۰)

اقبال کی رعنائی تصویر خارجی زندگی ہی کا سوال ہے۔ اس میں نہ، مطالعے کے انہماک کا ذکر ہے اور معمولی ہیں۔ فطرتاً
سست ہونے کے باوجود اقبال نے قومی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی۔ یہی سے اقبال کا ایمان اور زیادہ قابلِ قدر ہو جاتا ہے
یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے، مذکورہ بالا تصویر اقبال کی پوری زندگی کا احاطہ نہیں کرتی۔ یہ ایک خارجی تصویر ہے جو بیماری کے زمانے
سے تعلق رکھتی ہے۔ اقبال کی بیماری کا زمانہ ہی کارناموں اور معرکوں سے خالی نہیں۔ ۱۹۳۷ء میں محمد علی جناح کے نام خطوط تاریخی نوعیت
کا اہم باب ہے۔ ۱۹۳۸ء میں اقبال، مولانا حسین احمد مدنی سے معرکہ۔ مکتوبوں کا علمی کام بھی آخر تک جاری رہا۔

۷۷-۷۸. اقبال ایک شاعر، صفحات ۵۸، ۵۲

۷۹. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، صفحہ ۲۴۶

۸۰. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۵۳

۸۱. سر اکبر حیدری کے نام اقبال کے خطوط اب تمام تر جن میں شامل ہیں دیکھیے (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم: صفحات ۱۹۹ - ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۰۵، جلد چہارم، صفحات ۳۲، ۲۲۱) سلیم اختر نے ان کے نام پر لکھا ہے کہ اقبال "ہماری ہی طرح تنہا اور ٹوٹا ہوا تھا" (اقبال ایک شاعر، ۲۲)
یہ غلط فہمی ہے۔ جو شخص تازہ تر ہو اور اس کا بھروسا اللہ کی ذات پر ہو اس کے تنہا ہونے اور ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نقل
ابھی مکتوب بنام اکبر حیدری مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء میں لکھتے ہیں "معاوضہ سے لیے کچھ چیزیں دی ہیں اور کچھ نہیں دیں۔ میں پوری طرح

۱۹

طالع ہوں اور میرے فنون پر بھی عرب کا طلاطم پیدا ہو!" (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم، صفحہ ۱۹۹) سر راس مسعود کے نام خط مورخہ ۳۰/۱۲/

۱۹۳۷ء میں لکھتے ہیں کہ "اس ساری پریشانی میں ایک خیال مجھے تسکین دیتا رہا اور وہ یہ کہ تم میری زندگی میں ان بچوں (جاوید اور منیرہ) کا گارڈ

اور پرورش کرنے والا ہے، اب بھی میرے بعد بھی ان کی حفاظت اور پرورش کرے گا۔" (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، صفحہ ۴۸۳)

۸۲. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۶۶۵

۸۳. دیکھیے، اقبال کے خطوط۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، صفحات ۱۸۱، ۱۹۹، ۲۵۳ وغیرہ

۸۴. ماہنامہ "نیرنگ خیال"، لاہور، مارچ اپریل ۱۹۲۷ء، صفحہ ۶۸

۸۵. اقبال ایک شاعر، صفحہ ۵۳

۸۶. اقبال کا شعر ہے:

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم

لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان! (کلیاتِ اقبال اردو، ۵۲۳،۴۳)

۸۷. دیکھیے، "ضربِ کلیم" کی نظم "تقدیر" تقدیر کی حقیقت و ماہیت کے ضمن میں اقبال کے نقطۂ نظر کے لیے دیکھیے میری کتاب "تفہیم اقبال" (رسالہ

میں شامل چار مقالے، صفحات ۱۹۳ تا ۲۲۸) نیز "تاریخ تصوف اور اقبال" مرتبہ پروفیسر حامد کاظمی (؟)

۸۸ تا ۹۰. اقبال ایک شاعر، صفحات (بالترتیب) ۵۰، ۵۲، ۵۲

۹۱. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۸۳

۹۲. اقبال کا علم کلام، صفحہ ۱۵۷

۹۳. "اقبال"، اکتوبر ۱۹۷۹ء، صفحات ۲۰-۲۱

۱۲ ہوا بھائی

بارے میں سردار عبدالقیوم خاں کی بات مسٹر اور اسی مضمون میں ایک اور عبارت میں مجرا رہ [illegible] کے مرنے کا ذکر بھلا اب میں نے دیکھا ہے

اگرچہ عبادات کے سلسلے میں اقبال پر اعتراضات [illegible] حضرات [illegible] بھی کیے ہیں لیکن اس موضوع پر اور کسی نے اظہار خیال [illegible] ۔

نے کیا۔ اقبال کے بارے میں "ہوا بھائی" کی اصطلاح بھی انہی کی ہے [illegible] بارے میں انہوں نے کہا کہ "ڈاکٹر کو اسی ہوا بھائی پر حاصت تھی اور وہ

اسی وجہ سے روتا تھا" پاکستان میں اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ "اگر میں اس بارے میں علامہ اقبال کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتا تو —

سنت رسولؐ کی عظمت کم ہو جاتی اور اسی طرح میرا ایمان [illegible] ہو جاتا تو میں اقبال کی عظمت کا کیا کرتا ۲؎ چنانچہ سردار موصوف کی

استعمال کردہ اصطلاح کو "مسوق" بناکر، نماز روزے اور داڑھی کے ضمن میں، انہی کے اعتراضات کا جائزہ لیا زیادہ مناسب

ہے — اسی طرح دوسرے حضرات کے اعتراضات کا ازالہ بھی ہو جائے گا۔

نماز روزے اور داڑھی کے ضمن میں وہ خطوط لکھتے ہیں، کے دوران سردار عبدالقیوم نے علامہ اقبال پر حسب ذیل اعتراضات کیے:

(۱) میں نے ڈاکٹر کو دوستوں کو، رشتوں کو، کسی کی ماں میں بیٹھے والوں کو دیکھا کہ وہ مجبوری کی باتیں کرتے ہیں [illegible] روزے

نہیں رکھتے کہتے ہیں ڈاکٹر روزہ نہیں رکھتا تھا یہ بھی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نماز شمار نہیں پڑھتا تھا ۳؎

(۲) اقبال ظاہری طور پر سنت رسولؐ کے پابند نہیں تھے ... ظاہری طور پر سنت کی پیروی نہ کرنا، نماز با قاعدگی سے نہ پڑھنا

اور خود دوسرے لوازمات دین ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر کے کلام سے ہدایت کا اثر ہی سلب کر لیا ۴؎

(۳) وہ لوگ جو نماز روزہ اور دوسرے فرائض کے تارک ہو گئے اور سنت رسولؐ کو مرنے سے تابع اقتضا ہی نہیں سمجھتے، وہ

سب علماء اور پرویز سے زیادہ علامہ کے کلام کا حوالہ دیتے ہیں ... تو گویا وہ بالواسطہ علامہ کو ہی مرکز مستند

انکارِ سنت کے فتنے کا امام بنایا جا رہا ہے ۵؎

۲

سردار عبدالقیوم نے اقبال کے جن دوستوں، رشتوں اور ان کی ماں میں بیٹھنے والوں کا ذکر کیا ہے، اس نام کے [illegible] وہ روزہ

اس لیے نہیں رکھتے کہ ڈاکٹر نہیں رکھتا تھا اور نماز کو "نماز شمار" کہتے ہیں (میرا اقبال پڑھنے والے ایک شخص نے بقول سردار موصوف اردو

کو مولوی کا ڈھونگ کہا ۶؎) ان صاحبان کی سردار صاحب نشاندہی کر دیتے، تو اس معاملے کی چھان بین ممکن ہوتی اور سردار موصوف کے بیان

میں مزید وزن پیدا ہو جاتا۔ ان گواہ لوگوں کی گواہی کو سردار عبدالقیوم نے اقبال کے خلاف "معتبر گواہ" کی حیثیت دی اور تحقیق و تصدیق کی

تکلیف گوارا نہ کی۔ اس ضمن میں علامہ ملتی پوری نے، عام طور پر یہ حدیث نقل کی ہے کہ "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ

وہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کیے آگے بیان کر دے ۶؎"

اقبال کسی فرقے یا جماعت کے بانی نہیں ہیں۔ ان کا پیغام پوری امت اور پوری انسانیت کے لیے ہے۔ اگر انہوں نے کوئی فرقہ بنایا ہوتا اور

اس فرقے کے لوگ روزہ نہ رکھتے، نماز نہ پڑھتے اور اس کے لیے مرے الفاظ استعمال کرتے، تو وہ اسی اقبال پر عائد ہوتی۔ [illegible] کوئی بات

۲

نہیں ہے۔ سر عبدالقیوم کو اسے بڑی اہمیت دینے سے پیشتر یہ دیکھ لینا چاہیے تھا کہ خود اقبال نے نماز اور روزہ کے لیے کس عقیدت و تعلق کا اظہار کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اقبال کی داڑھی نہیں تھی اور یہ سنت کی خلاف ورزی ہے۔ یہ بات بجا طور پر قابل اعتراض ہے تاہم داڑھی اسلام میں نہیں ہے، داڑھی میں اسلام نہیں ہے۔ نماز اور روزے کی اہمیت داڑھی سے زیادہ ہے۔ یہ فرائض ہیں، اور ارکان اسلام میں شامل ہیں۔ اقبال نماز اور روزے کے تارک نہیں تھے۔ وہ لوگ نماز، روزے اور دوسرے فرائض کے تارک ہیں اور سنت رسول کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے اور بقول سردار عبدالقیوم علامہ اقبال ہر ہر سے زیادہ کلام اقبال کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں اور کلام اقبال سے کیا حوالے پیش کیے ہیں؟ موصوف اس سلسلے میں کچھ نہیں بتاتے۔ سردار صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ ... کے تحت کلام اقبال کو بنایا جا رہا ہے۔ سردار موصوف نے یہ سنگین باتیں بغیر کسی حوالے کے کہی ہیں، اس لیے ان کا کوئی اعتبار یا وزن نہیں ہے۔

جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ اقبال "روزہ کبھی کبھار رکھتے اور جب رکھتے تو ہر نصف گھنٹے کے بعد علی بخش کو بلا کر پوچھتے کہ افطاری میں کتنا وقت باقی ہے"۔[۸] اس سے جو نتائج اخذ کیے جا رہے ہیں زیادتی ہے۔ اقبال کی وفات کے وقت جاوید کی عمر ۱۳ برس سے کچھ اوپر تھی۔ جاوید کی ذہن سے تیرہ برس کی عمر کا عہد اقبال کی بیماریوں کا زمانہ ہے۔ گردے کی تکلیف کے وہ پرانے مریض تھے۔ درد گردہ کا پہلا حملہ ۱۹۲۸ء میں ہوا تھا۔[۹] زندگی کے آخری برسوں میں بھی کبھی کبھار روزہ رکھنا بڑی ہمت کی بات ہے۔ روزہ رکھنا ان کے لیے ضروری نہیں تھا، اس کے باوجود وہ کبھی کبھار روزہ رکھ لیتے تھے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ ہر نصف گھنٹے کے بعد علی بخش کو بلا کر پوچھتے کہ افطاری میں کتنا وقت باقی ہے۔ ... حالت میں روزہ رکھنا اقبال کی دینی حسیات کا اشارہ ہے۔ ... کے ساتھ اقبال کی سمت ... زیادتی ہے۔

نماز کے ضمن میں بھی جاوید اقبال اور علی بخش کے بیانات سے غلط نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ علی بخش کے بقول "صبح کی نماز اور قرآن خوانی ہمیشہ سے ان کا معمول تھا۔ قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ بیماری کے زمانے میں اس معمول میں فرق آ گیا تھا۔ نماز بھی کم پڑھتے تھے"۔[۹]

جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ "جب لاہور آئے تو شب بیداری کی عادت قائم رہی۔ عموماً صبح کی نماز خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتے اور نماز کے بعد خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے ... سفر میں مغرب کی نماز پڑھنے ضرور جاتے تھے ورنہ نماز پڑھتے تو تنہا ہی"۔[۱۰] ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ "صبح کی نماز بہت کم چھوڑتے تھے"۔[۱۱] صاحبزادہ افتخار ... لکھتے ہیں "یہ مقولہ متواتر ہے کہ اکثر نماز باجماعت ... پڑھتے تھے"۔[۱۲] مولوی افتخار نے جاوید اقبال کے دوسرے جملوں کو بھی اقبال کے خلاف ... کے لیے استعمال کیا ہے۔[۱۳] علی بخش اور جاوید اقبال کے بیانات سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اقبال نماز باقاعدگی سے نہیں پڑھتے تھے۔ یہی موقف یا الزام سردار عبدالقیوم کا ہے۔ علی بخش کا بیان بیماری کے زمانے سے متعلق ہے۔ جاوید اقبال کی یادداشتوں کا تعلق بھی اسی زمانے سے ہے۔ ڈاکٹر ... احمد نے لکھا ہے کہ "ڈاکٹر صاحب کی دین سے گہری وابستگی تھی اور وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتے تھے۔ بیماری کے باعث جب قیام اور رکوع کے قابل نہیں رہے تھے تو پلنگ پر بیٹھ کر ... قرآن پاس ہوتا تھا اور اس کی بکثرت تلاوت کرتے اور تلاوت کے دوران اکثر رو پڑتے"۔[۱۴]

مولانا ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں کہ "حکیم سنائی، عطار اور عارف رومی کے بعد آداب شریعت کے پاس اور لحاظ، اور ظاہر و باطن کی یک رنگی اور دعوت و عمل کی ہم آہنگی میں ان سے بہت آگے ہیں"۔[۱۵] مولانا کی رائے بڑی حد تک درست ہے۔ ظاہر و باطن کی یک رنگی اور دعوت و عمل کی ہم آہنگی کے ضمن میں مولانا ... پروپیگنڈے سے کچھ متاثر ہوئے ہیں۔ آداب شریعت کے پاس و لحاظ کے حوالے سے ان کی رائے قرین انصاف

ہے اس لیے کہ اقبال کی داڑھی نہیں تھی [illegible] میں کوتاہی کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں مولانا نے اقبال کا [illegible] اور روحی [illegible] کیا ہے۔ [illegible] اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لیے اقبال کی طویل خدمات کو عبادت میں شامل کیا جائے تو اقبال کا [illegible] اس [illegible] کے مقابل [illegible] قرار پاتا ہے۔ [illegible] تنگ نظر [illegible] کی ظاہر پرستی اور سردار عبدالقیوم جیسے خود ساختہ مفتیوں کا اسلامی روح [illegible] سے [illegible] فکری اور [illegible] کار [illegible] معلوم ہے۔ اس میں [illegible] کو اسلامی [illegible] کا [illegible] میں اضافہ کیا لیکن اقبال کی فکری و روحانی امت کا بہترین اثاثہ ہے۔ یہ اقبال کی فکری اہمیت و عظمت ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ [illegible] ایسے [illegible] مسلمانوں کا قول [illegible] ہو [illegible] کیا جا سکتا ہے۔ ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا اور [illegible] کے حقوق غصب کرنے کو بھی [illegible] نہیں۔ [illegible] سردار عبدالقیوم کا ارشاد [illegible] ہے کہ "ڈاکٹر [illegible] اور وہ اس وجہ سے روتا تھا"[16] اقبال کے [illegible] اس [illegible] کہ [illegible] کسی [illegible] عالم میں [illegible] کی [illegible] خود [illegible] کر [illegible] گئے، کبھی [illegible] اور [illegible] قسم کا سکون اور [illegible] پیدا ہوتا"[17] [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] بہتر ین اور [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اللہ کے [illegible] ہے

۳

اصل بات یہ ہے [illegible] علامہ اقبال اور سردار عبدالقیوم [illegible] کے [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] مثل [illegible] اور [illegible] کی [illegible] طرح اللہ معبود ہے اسی طرح حاکم بھی ہے۔ [illegible] کی اسلامی ریاست میں اللہ کی حکمرانی [illegible] قائم کی۔ [illegible] اقبال نے مسلم ریاست کے [illegible] کا [illegible] اسلام کا سیاسی نظام [illegible] غیر اسلامی [illegible] کی [illegible] کو قبول نہیں [illegible] کے برعکس [illegible] میں سردار عبدالقیوم نے کہا کہ "اسلامی نظام [illegible] ہے۔" [illegible] ہم اسلامی نظام کے [illegible] سال [illegible] ہیں، [illegible] ہو گئے [illegible] [18] [illegible] میں [illegible] ہوا تو اس موقف میں کچھ تبدیلی کی اور "[illegible] اور [illegible]" کے [illegible] لکھا:

"اسلامی ریاست قائم کرنے کی [illegible] ہم [illegible] نہیں ہے تو ہم [illegible] کیوں [illegible] ہوں۔ [illegible] اسلامی ریاست کا [illegible] ہے، بلکہ اس راستے میں کوشش کرنا [illegible] ناکام ہی کیوں نہ ہو، ابدی سعادت سے کم نہیں ہے"[19]

اگرچہ پہلے [illegible] کے مقابلے میں [illegible] "[illegible]" اور "ابدی سعادت" جیسی [illegible] کا استعمال [illegible] یہاں [illegible] کے الفاظ کو [illegible] کیا ہے تاکہ "[illegible]" یا [illegible] سے [illegible] سکیں۔ اسلامی [illegible] کا قیام [illegible] اس امتیاز [illegible] ہے کہ یہ [illegible] کامل ہے [illegible] اللہ کی [illegible] کا [illegible] عبادت کی طرح فرض ہے۔ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کا [illegible] کرنے کے بجائے [illegible] ہیں، سردار عبدالقیوم [illegible] آزاد کشمیر میں اسلامی نظام نافذ کر دیتے تو ایک [illegible] تبدیلی کا آغاز ہو جاتا۔ اسلام کی اعلیٰ اقدار کے [illegible] کے علاوہ داڑھی رکھنے کا [illegible] رجحان بھی پیدا ہوتا۔ اگرچہ سردار عبدالقیوم [illegible] ہیں کہ

تھے جو سنتِ رسولؐ صرف داڑھی رکھنے میں ہی ہے" "تنگ نظر" ہیں، اظہارِ خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

"میں سمجھتا ہوں کہ اقبال نے رسولؐ سے جس عشق کا اظہار کیا ہے اور جو انہیں حضورؐ کی ذات سے تھا وہ

سنتِ رسولؐ کے زمرے میں آتا ہے۔ سنتِ رسولؐ صرف داڑھی رکھنے میں نہیں ہے"۲۰

بات یہ ہے تو علامہ اقبال کو [illegible] قرار دے اور [illegible] اپنے ایمان کا [illegible] کی فکر کیا تھی؟ [illegible] جماعت [illegible]

سنتِ رسولؐ کا معاملہ سنت کے زمرے میں نہیں آتا اس کا تعلق مسلمان کے اعمال سے ہے جو اسلام کی اساس ہے۔ [illegible] کے

[illegible] تصوف میں اسلامی نظام یا اسلامی ریاست کا کوئی تصور نہیں ہے کلامِ اقبال کا مطالعہ، گمراہی تصور کرنے کی عادت اور وہ اسرارِ کتاب

سمجھ کر کرتے قرآن کا فہم اسلام سے [illegible] سے ہم کنار ہو اور وہ [illegible] سے مکمل طور پر گمراہ ہو جاتا۔

[illegible] جیسے تنگ نظر لوگوں کا فہمِ اسلام اور بھی ناقص ہے۔ [illegible] اقبال کے ذہن کی بلندی کہ اقبال کو [illegible] (دیو بندی علما) [illegible]

[illegible] اقبال کے دل کی دھڑکن پوری امت ہے۔ [illegible] دیو بندی علما کی مخالفت اس لیے کرتے ہیں کہ انہوں نے [illegible] کے مسئلے پر

[illegible] کے خلاف اشعار کہوں کہے تنگ نظر [illegible] مولویوں کی [illegible] فرقہ داری کا [illegible] ہیں۔ [illegible]

وہ اس چلن کو برقرار رکھتے ہیں۔ وہ [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] اور [illegible] یا [illegible] اور [illegible] سے

بھری ہوئی تقریر سنیں۔ یہ تقریریں [illegible] سے ہٹ کر، اکثر [illegible] پرستی ہوتی ہے۔ [illegible] کے حقیقی مفہوم سے کم ہی کوئی سروکار

ہوتا ہے۔ اکثر [illegible] تنگ نظر گروہ کا [illegible] ہیں [illegible] ہوتی تو وہ مسلمان کی [illegible] کیسے [illegible]

کیا تبدیلی لائے گی۔ [illegible] کے معاملات کے لیے درست نہیں ہیں اقبال کے [illegible] رسمی [illegible] کے لیے [illegible] ہوتا ہے، جبکہ اقبال کا کہنا ہے:

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور

ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر ۲۱

وہ نماز ہی کیا ہے جو مسلمان کی روحانی [illegible]۔ نماز تو کیا، [illegible] کے مفہوم سے نا آشنا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible] پرستی، قوم پرستی،

نسل پرستی، زر پرستی، [illegible] پرستی اور [illegible] پرستی عام ہے حالانکہ اسلام خدا پرستی کے سوا کسی پرستش کی اجازت نہیں دیتا اور شرک ناقابلِ معافی گناہ ہے

اذان اور نماز کے لیے اقبال کے احساسات کیا ہیں اور ان میں وہ کیا دقائق مضمر پاتے ہیں اس کی کچھ مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام ۲۲

[illegible] پھر آتے ہیں ہر زمانے میں

[illegible] لات و منات

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات ۲۳

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں ۲۴

۵

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ ۲۵

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا ۲۶

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِ کلیم و خلیل ۲۷

۵

سردار عبدالقیوم خان کا ... [illegible] ... ہے کہ ... [illegible] ... اللہ صاحب ... [illegible] کلام ... [illegible] ... ہے۔ ... [illegible]
... [illegible] ... پاکستان ... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ... اہم کام اقبال کی تاثیر کے بارے میں ... [illegible] ... اقبال ... [illegible]
... [illegible] ملت ... [illegible] ... پیدا ہوا ... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ... کسی مطالعے ... [illegible]
... [illegible] ... مطالعہ ... [illegible] ... کی صداقت کو ثابت کرتا ہے ... اقبال کے ... [illegible]
... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ... پاکستان ... [illegible]
پیدا کیا ۲۸ ... اقبال کی تاثیر ... [illegible] ... [illegible]
کی ... [illegible] ۲۹ ... [illegible] ... اقبال کے ... [illegible]
... [illegible] تھا ۳۰ ... اقبال ... [illegible] ... ترکی کے شہروں ... [illegible] ... اقبال کے اشعار ... [illegible]
... [illegible] ترکی میں اسلامی بیداری کی ... [illegible] ۳۱ اسلامی ... [illegible] ... اقبال کے ... [illegible]
علی ... [illegible] ... "ایرانی قوم ... [illegible] ... دیگر اسلامی ... [illegible] ... کے ساتھ ساتھ ... [illegible] ۳۲
... [illegible] ... [illegible]
... [illegible] ۳۳ ... [illegible] ... ۳۴
ابوالحسن ندوی ... [illegible] ... مسلمان ... [illegible] ... اقبال ... [illegible]
... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ۳۵ ... ابوالحسن ندوی نے کلامِ اقبال سے ... [illegible]
... [illegible] ۳۶ خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں کہ "حضرت اقبال نے ... [illegible] ... مسلمانوں کی ... [illegible]
بیدار کیا ... [illegible] ۳۷ ... [illegible] ... لکھتے ہیں کہ "میں ... [illegible] ... پریشان
تھا ... [illegible] ... اخبار ... [illegible] ... لکھا ہوا تھا:
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ ... [illegible] ۳۸"

حوالے اور حواشی

۱. "ڈاکیومنٹ کا آئینہ" از سید عبداللہ خالد، روزنامہ "نوائے وقت" ۔۔۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۷ء

۲-۳. "من اے میرِ امم داد از تو خواہم" ۔ غلام علی چودھری، صفحات ۸۱، ۵۱

۴. "ڈاکیومنٹ کا آئینہ" ۔۔ مشمولہ "نوائے وقت" مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۷ء

۵. روزنامہ "جنگ" لاہور ۔ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۸۸ء، صفحہ ۸

۶-۷. "من اے میرِ امم داد از تو خواہم" ۔۔ صفحات ۵۱، ۵۲

۸. زندہ رود، صفحہ ۱۴۲

۹. روایاتِ اقبال مرتبہ ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، صفحات ۸۰ ۔ ۸۱

۱۰. زندہ رود، صفحہ ۱۴۳

۱۱. مئے لالہ فام، صفحہ ۳۲۶

۱۲-۱۳. تنقیدات عشرت بر نظریات اقبال، صفحہ ۴۴

جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ گھر میں جب گھر پر ہوتے تو بڑی سادگی سے رہتے۔ دھوتی اور بنیان پہنے حقہ پیتے اور سر پر رومال باندھ لیتے۔ سردیوں میں دھوتی اور بنیان کی طرح ملبوس ہوتا" (مئے لالہ فام، صفحہ ۳۲۶) مولانا عشرت لکھتے ہیں کہ "نماز کے ساتھ یہ حال ہے اور میں سمجھا یہ پتا۔ اہمیت نماز و صوم وغیرہ میں سے لاپرواہی و لاعلمی کی حالت ہے ... گھر میں دھوتی اور بنیان میں نماز اور سوال پوچھیے (پوچھیں) والا تو لباس پہن کر داخل کر کے نماز پڑھو اب ... عزیز اس طرح نماز ہوتی ہی نہیں" (ایضاً، صفحہ ۴۴) مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہوتا ہے۔ اس کی پابندی ہو تو نماز ادا ہو جاتی ہے۔ جاوید اقبال نے ستر کے کھلا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امر کا تعلق اس مرحلے سے ہے جو والدہ جاوید کی وفات اور ڈورس احمد کی آمد کے درمیان کا ہے۔ ڈورس نے لکھا ہے کہ "علی بخش ڈاکٹر صاحب کے تہبند اور بنیان دھوتا تو دو ایک جوڑے ہر وقت ... جب مجھ سے ایک دھوبی کے پاس بھیجنا شروع کر دیا تھا" (Iqbal as I knew him, P13) اس کا امکان ہے کہ تہبند گھر پر دھلتے رہتے کہ دھوتی کے ساتھ "گھری" کا اضافہ مولوی نے اپنی طرف سے کیا ہے ۔ یہ بات دیانت کے منافی ہے

۱۴. Iqbal as I knew him ۔ صفحہ ۱۰

۱۵. نقوشِ اقبال، صفحہ ۳۹

۱۶. ڈاکیومنٹ کا آئینہ، مشمولہ "نوائے وقت" مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۷ء

۱۷. روایاتِ اقبال، صفحہ ۷۹

۱۸. "ڈاکیومنٹ کا آئینہ"، "نوائے وقت" ۔۔۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۷ء

۱۹. روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۲ مارچ ۱۹۸۸ء

۲۰. من اے میرامم داد از تو خواہم، صفحہ ۹۲

۲۱ تا ۲۷. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۳۲۱، ۳۲۰، ۴۱۹، ۳۹۶، ۴۵۸، ۴۲۷، ۳۸۸

۲۸. "اقبال کی شاعری سے امت کو بس سے بڑی بات ہے"۔ مشمولہ "اقبال ریویو" حیدرآباد، دسمبر ۱۹۹۵ء، صفحات ۵۲-۵۳

۲۹. خلفت کی یہ آوازیں بی بی سی سے راقم نے خود سنی تھیں۔

۳۰. "اقبال ریویو" — حیدرآباد، نومبر ۱۹۹۵ء، صفحہ ۵۴

۳۱.

۳۲. "اقبال، مشرق کا بلند ستارہ" — صفحہ ۵

۳۳. "اقبال، سید سلیمان ندوی کی نظر میں" — مرتبہ اختر راہی، صفحہ ۵۱

۳۴، ۳۵. بحوالہ "من اے میرامم داد از تو خواہم" — صفحات ۴۹، ۲۸-۲۹

۳۶. "کاروانِ زندگی" میں لکھتے ہیں کہ "مجھے کلام سے میری آنکھیں کھل گئیں میں کلامِ اقبال کی ساحری اور تاثیر سے مسحور ہو گیا تھا۔ "بالِ جبریل" پڑھ کر زیادہ متاثر ہوا۔ "پیامِ مشرق"، "جاوید نامہ" اور "زبورِ عجم" کا مطالعہ کیا تو ... اثر قبول کیا تو کسی معاصر شاعر سے قبول نہیں کیا تھا (دیکھیے "من اے میرامم داد از تو خواہم" — صفحات ۲۷، ۲۸)

"عروجِ اقبال" میں لکھتے ہیں کہ "آپ کے بارے میں میری کہانی یہ ہے کہ جب جب میں ان کا کلام پڑھتا تو دل جوش سے اچھلنے لگتا اور دلبی جذبات نے انگڑائیاں لینا شروع کر دیں، احساسات و کیفیات کی لہریں سوار ہونے لگیں اور رگوں میں حمیتِ اسلامی کی رو دوڑنے لگی۔" (صفحہ ۱۰)

۳۷. "معاصرینِ اقبال کی نظر میں" — مرتبہ ڈاکٹر عبداللہ قریشی، صفحہ ۱۷۱

۳۸. سردار عبدالقیوم نے یہ واقعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء کو "جنگ فورم" میں بیان کیا۔

۱۳ - مایوس انسان

اقبال شکنی کے درپے ہمسایوں نے انہیں مایوس انسان ظاہر / ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کے ایل گابا لکھتے ہیں کہ جہاں تک ہم ہر ایک اقبال جج ہونے کے مستحق تھے لیکن سر شادی لال اور دوسرے جج صاحبان ان سے خوش نہ تھے، اس لیے کہ اقبال خوش مزاج اور زندہ دل نہیں تھے۔ وہ کم گو اور کم آمیز تھے۔ ان سے مسکراہٹ وصول کرنی مشکل تھی۔ وہ عام طور پر سنجیدہ اور رنجیدہ اور [illegible] فکر میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ عدالتوں میں حاضری کے دوران بھی ان کا دھیان شاید شاعری کی طرف رہتا ہو!

اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کے جج نہ بننے کی وجہ یہ تھی کہ وہ خوش مزاج اور زندہ دل نہیں تھے اور کم گو، سنجیدہ اور رنجیدہ تھے۔ غیر متعلق امور کی طرف ان کی توجہ کم تھی۔ اس سے ایک [illegible] پہلے گابا نے لکھا ہے کہ سر اقبال نے خاموش زندگی بسر کی۔ وہ ایک مایوس انسان تھے، اس لیے کہ وہ ایک [illegible]، ایک بڑے شاعر، ایک اچھے وکیل تھے اور ہر طرح سے عدالت عالیہ کی جج کے لیے لازمی تصور کیے جاتے تھے لیکن سر شادی لال کی مخالفت ان کی فرقہ وارانہ تنگ نظری پر مبنی تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی معروف و ممتاز مسلمان عدالت عالیہ کا جج ہو۔ وہ غیر معروف مسلمانوں کے نام پیش کرتے تھے چنانچہ اقبال ایک بہت ہی مایوس انسان تھے! اقبال کا جج منتخب نہ ہونے کی وجہ گابا نے درست بیان کی ہے لیکن اس بنا پر اقبال کو "بہت مایوس انسان" قرار دینا محل نظر ہے۔

گابا مزید لکھتے ہیں کہ بد قسمتی سے اقبال کی خانگی زندگی ناخوشگوار تھی۔ [illegible] اقبال نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور آخر میں ایک ایسی عورت سے شادی کی جو ان کی عمر سے کافی کم تھی۔ یہ اقبال کے مسائل تھے [illegible] مایوس اور کم آمیز پایا۔ اپنے مضمون [illegible] میں گابا نے لکھا ہے کہ اگرچہ اقبال [illegible] کے عالم میں فوت ہوئے لیکن اسلامی دنیا نے ان کا ماتم کیا۔ ان کے جنازے کے ساتھ ہزاروں [illegible] تھے اور اخبارات [illegible] تعبیر کیا گیا لیکن ان کا حقیقی [illegible] پاکستان ہے جو ان کی وفات کے تقریباً دس سال بعد قائم ہوا اور جس کا تصور [illegible] پہلے ۱۹۳۰ء [illegible] الہ آباد میں پیش کیا تھا۔

کے ایل گابا کا مقصد اقبال [illegible] یہ باتیں [illegible] ہیں۔ یہ ان کی سوانح کا انداز ہے۔ ان کے بیانات کو یہاں درج کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ [illegible] گابا کے بیانات نقل کرنے [illegible] "[illegible]" کا [illegible] کیا جا سکے [illegible] سے پہلے گابا کی آرا کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

گابا کا تعلق خوشحال [illegible] سے تھا۔ [illegible] مسلمان [illegible] کنہیا لال گابا کے [illegible] ہو گیا۔ [illegible] کے ایل گابا [illegible] رہے [illegible] مسلمانوں کے [illegible] مرکزی اسمبلی کی رکنیت [illegible] ۱۹۴۵ء کے عام انتخابات [illegible] امیدوار کے مقابلے ہار گئے اور اس کے بعد ایک کتاب (Consequences of Pakistan) لکھ کر قیام پاکستان کے خلاف [illegible] دی۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء کو [illegible] چلے گئے۔ گابا کی سوانح عمری (Friends and Foes) پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عیاش، [illegible] اور دنیا پرست قسم کے انسان تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی اسلامی کردار کے حامل نہ بن سکے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ

۲

سیاسی لیڈر سا میری زندگی کی تین عظیم خواہشات میں سے ایک خواہش تھی" کتاب کے دیباچے میں جو شوبھا سنگھ کی بیوہ نے درج کی ہے کہ
بے دل سنگھ عدالتِ عالیہ کے جج یا پاکستان کے صدر بن سکتے تھے لیکن وہ "بے دل" ہی رہے۔

ان ناکامیوں نے گاما کو مایوس کیا۔ ان کی سوچ کے رخ کا اظہار اس مشورے سے ہوتا ہے جو بقول خود انہوں نے قائداعظم کو دیا۔ لکھتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ پبلک کے سامنے معیار بڑھا کر پیش کریں اگرچہ مذہب دیگر ہے لیکن مذہب میں نہ ایسا شخص اعلیٰ کردار کا حامل رہ سکتا [illegible] اس کے لیے کامیابی و ناکامی اور پاس و امید کا معیار وہ نہیں ہو سکتا جو صاحبِ حسن و کمال کا ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے معیار و بنیاد ہی کی رو سے اقبال کے بارے میں رائے قائم کی ہے۔ ان کی بعض آرا سے بالطور پر اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ گاما نے اپنے مشاہدے کی بنا پر اقبال کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ وہ خوش مزاج اور زندہ دل نہیں تھے۔ گاما کی رائے اس لیے غلط ہے کہ اقبال کا زندہ دل اور خوش مزاج ہونا عام طور پر معروف و مشہور ہے۔[۹] اقبال کی طبیعت کا یہ رخ گاما کے مشاہدے سے اس لیے باہر رہا کہ وہ اقبال سے بائیس برس چھوٹے تھے اور اقبال کی ان سے کوئی بے تکلفی نہ تھی [illegible]۔ اقبال مسعود اور فوروفکر کے عادی تھے لیکن اس کی وجہ کم عمر خاتون سے شادی نہ تھی۔ مزید شادی سے ان کا ازدواجی خوش حال [illegible] بہتر ہوا اور انہوں نے اپنے آپ کو حد میں بحال کیا۔[۱۰] تیسرے بیٹے کی ناگوار کارروائیاں اقبال کے لیے تکلیف دہ ضرور تھیں لیکن وہ اس سے لاتعلق ہو گئے تھے اور غوروفکر کی عادت اس لیے تھی کہ وہ ایک بڑے مفکر تھے۔ گاما کی یہ رائے بھی غلط ہے کہ اقبال ناداری اور تنہائی کے عالم میں فوت ہوئے۔ اس رائے کی تائید مادی شواہد سے ہوتی ہے نہ اقبال کی داخلی ذہنی کیفیت سے۔ اقبال مالی اعتبار سے خوش حال نہیں تھے۔ عدالتِ عالیہ کا جج بننے سے خوشحال ہو سکتے تھے لیکن انہوں نے نہ احباب کی شکایت کی اور نہ زمانے کی۔ انہیں اللہ کی مدد پر بڑا بھروسا تھا۔[۱۱] اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی روزی کے لیے جج صاحب نہ سہی اور صد اقبال کی ہر پیکنس سرری تر مو بال کی طرف سے وظیفے کا انتظام کر دیا۔ اقبال تہی کیسہ ہو کر بھی خورسند رہ سکتے تھے اور کوئی مادی لالچ یہ قدرت نہیں رکھتا تھا کہ ان کا ذوق شکر خند چھین سکے۔ اقبال کی داخلی ذہنی کیفیت حسبِ ذیل اشعار سے عیاں اور واضح ہے:

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند
پر سوز و نظر باز و نکو بین و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خورسند
ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خرم
کیا چھینے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند[۱۲]

اقبال کی وفات اور اس سے کچھ پہلے کے حالات مشہود عاشقان نے تفصیل سے لکھے ہیں۔[۱۳] مادی شواہد بھی گاما کی رائے کی نفی کرتے ہیں

۲

تارا چرن رستوگی نے "بے دل گاما" کے بعض حصوں کے ٹکڑے اکٹھے کر کے ایک ایسا اقتباس پیش کیا ہے[۱۴] جس میں گاما کی منشا کا اظہار ہو گیا ہے۔ حوالہ دو صفحات [۱۶۴، ۱۶۵] کی بجائے غیر ضروری طور پر چار صفحات [۱۰۴، ۱۰۵، کا می] کا دیا ہے اگر ہوسکتا

۴

حوالہ نکل گئے ۔ اتنا اوارہ رستوگی کو تھا کہ اقبال جیسے عظیم انسان کو جس سے محرومی کے باعث مایوس اور تھکا ہوا شکل ہے چنانچہ انہوں نے ...
رکھا ہے کہ عمر بلوغ میں اطیبان اور بیٹے سے متاثر (serious) اختلاف اور بہت کم عمر لڑکی (girl) سے شادی کر کے ...
مایوسی کا نام پہنایا جائے ۔ گاما کے الفاظ [kid _ woman] کی جگہ اپنے مطلب کے الفاظ [serious _ girl] ڈال دیے ۔
اس کارروائی کے بعد ڈاکٹر رستوگی رقم طراز ہیں :

"گاما نے بڑا قربانی مبالغہ پیش کیا ہے ۔ اقبال کا بڑا لڑکا آفتاب اقبال جس کو عاق کر دیا گیا تھا
ذی علم و دانش نوجوان تھا ۔ اقبال نے ایک کم عمر لڑکی سے شادی کی تھی جس سے سنجیدہ اور ازدواجی مسائل
پیدا ہو گئے تھے ۔ اقبال کی موت ایک اکیلے ناامید آدمی کی موت تھی یہی علاوہ اپنی آخری منزل میں
الگ تھلگ پڑ گئے تھے اور ان پر ناامیدی کا گہرا سایہ تھا ۔"[۱۵]

گاما نے جو "بڑا قربانی مبالغہ" پیش کیا ہے ، اس کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے ۔ رستوگی کے پاس اقبال کو مایوس
انسان ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں تھی چنانچہ گاما کا سہارا لیا ۔ گاما کی تحریر میں بھی کتر بیونت کی اور اس عبارت میں تبدیلی بھی
کی اور یوں اقبال پر "ناامیدی کا گہرا سایہ" ڈالنے کی صورت بنائی ۔ اقبال مردِ مومن تھے ۔ ان کی امیدیں ہمیشہ تازہ رہیں وہ علی الاعلان کہتے رہے :

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر !
میرا نشیمن بھی تو ، شاخِ نشیمن بھی تو !"

مخالفینِ اقبال نے ، اقبال دشمنی کی خاطر ، ہر وہ دعویٰ کیا جو حقیقت کے برعکس تھا ۔ اقبال رومان پرور تھے ۔ ان کے نکتہ چیں کہتے رہے
وہ بے عمل تھے ۔ وہ باعمل تھے اور مایوس انسان تھے ۔ اقبال نے ایک تباہ حال اور مایوس قوم کے دل و دماغ میں امید اور حوصلے کی روح پیدا
کی اور رستوگی کے آخری دنوں میں بھی ، بیماری کے باوجود ، امت اور نسلِ انسانی کی فکری راہنمائی کی۔[۱۶] ایسا انسان مایوسی کا شکار نہیں ہو
سکتا اور یہ محض ایک غلط بیانی ہے کہ ان پر ناامیدی کا گہرا سایہ تھا ۔ اقبال کا یہ شعر ہی کافی ثبوت ہے :

شہر میں کوئی نہ کبھی خانقاہ میں اقبال
کہ تھا ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ !"

حوالے اور حواشی

۱ تا ۴۔ دیکھیے، Friends and Foes — صفحات ۱۹۴، ۱۹۵

۵ تا ۸۔ ایضاً، (بالترتیب) ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶ — نیا پاکستان کا خالق ہونے کے باعث پاکستان کو "مشرہ" لکھا ہے۔

۹۔ دیکھیے، (۱) ذکرِ اقبال، صفحہ ۲۳۸ (۲) زندہ رود، صفحات ۱۲۴-۱۲۵

۱۰۔ ذکرِ اقبال، صفحہ ۰

۱۱۔ اقبال کا شعر ہے: تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں

نہ گلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ! (کلیاتِ اقبال اردو، ۳۰۷)

۱۲۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۱۳

۱۳۔ حسبِ ذیل تحریریں، خاص طور پر، قابلِ ذکر ہیں:

(۱) زندہ رود، صفحات ۷۴۰ تا ۷۴۳ (۲) اقبال کی آخری علالت مشمولہ اقبالیاتِ تیرتھ رام فیروز پوری مرتبہ عبداللہ قریشی، صفحات ۹۲-۹۸ (۳) علالت موت کے دروازے پر از ڈاکٹر عبدالمجید (۴) اقبال کی موت از ڈاکٹر فوزیہ تاثیر — (۵) حکیم مشرق از فروس (؟) — مضمون تحریریں "اقبال نامہ" مرتبہ چراغ حسن حسرت میں شامل ہیں (۶) روزگارِ فقیر، صفحات ۲۲۸، ۲۲۹ (۷) "Iqbal as I knew him" از ڈاکٹر عبدالحمید، صفحات ۱۶۱ تا ۱۶۲

۱۴۔ وہ اقتباس حسبِ ذیل ہے:

"...Iqbal was a disappointed man...not a happy domestic life. serious differences with his son who was a very brilliant youth ... Iqbal had married a girl much younger to him and so had serious problems ... Died lonely and disappointed. He should be judged as a poet than as a lawyer." ("نقوش" کلکتہ، ادیبوں کی حیات معاشقہ نمبر ۲۰۵)

۱۵۔ "نقوش" — ادیبوں کی حیاتِ معاشقہ نمبر، صفحہ ۲۰۵

۱۶۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۸۳

۱۷۔ مثال کے طور پر دیکھیے: بیس ہجری ۱۳۳۸ء کو ستر ہوے والا سال ادا کیا ہے۔ (ضربِ اقبال، صفحات ۲۱۷ تا ۲۱۸) پیر "ارمغانِ حجاز" کی آخری نظم معنون "حضرتِ انسان" — جس کا آخری مصرع ہے: مرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟

۱۸۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۱۲

۳۔ نرگسیت، رومانویت، حب مرگ وغیرہ

ڈاکٹر سلام سندیلوی نے بیشتر اردو شعرا کو نرگسی قرار دیا ہے۔ یہی سلوک علامہ اقبال کے ساتھ بھی کیا ہے۔ تقریباً ایک ہزار ۱۲۰
پر مشتمل اپنی کتاب "اردو شاعری میں نرگسیت" کے پیش لفظ میں وہ لکھتے ہیں کہ "نرگسیت کے موضوع پر لکھنے سے زیادہ مدد فرائڈ کی
کتاب (Collected Papers) سے حاصل ہوا۔ یہ کتاب اس موضوع پر ساری حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے سلسلہ میں کیرن ہارنی
کی مشہور کتاب (New ways in Psychoanalysis) بھی بے حد مفید ثابت ہوئی۔ دراصل اس کتاب سے سرے ... کا
کام لیا گیا۔" باب اول میں نرگسیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "فرائڈ اور اس کے متبعین کا خیال ہے کہ نرگسیت اس رجحان
کا نام ہے جس میں انسان ایک قسم کی دلچسپی لیتا ہے۔ کیرن ہارنی کے حوالے سے لکھا ہے کہ "نرگسی ہم اس آدمی کو کہیں گے جو
بنیادی طور پر خود اپنی ذات سے محبت کرتا ہے۔" مزید یہ کہ "نرگسی انسان اپنی ذات سے ان خوبیوں کی بنا پر محبت کرتا ہے جو اس میں
نہیں ہیں اور دوسروں سے اس خاص کی بنا پر محبت اور ستائش کا طلبگار ہوتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔"[۱]

نرگسیت کے اس مفہوم کی رو سے اقبال نرگسی قرار نہیں پاتے اور یہ اپنی کوشش ڈاکٹر سندیلوی نے کی ہے۔ انہوں نے کیرن ہارنی کے
بیان کردہ نرگسیت کے مختلف رجحانات کے تحت نظر دو سے لے کر آٹھ ابواب میں آٹھ رجحانات کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں (۱) خودداری (۲)
خودپسندی (۳) جوش محبت (۴) ہم جنسی (۵) دماغی قوت اور تخلیقی خواہش کا اظہار (۶) تصوریت (۷) طلب جاہ و حشمت
اور (۸) دنیا سے کنارہ کشی۔ ان رجحانات میں سے کسی ایک یا ایک کی بنا پر صرف اردو کے ہر شاعر کے ہر ... بلکہ دنیا کے
ہر انسان کو نرگسی قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاہم ڈاکٹر سلام نے جن رجحانات کے تحت اقبال کا ذکر نہیں کیا اور جن نرگسی رجحانات
سے اقبال کو بری کر دیا ہے وہ یہ ہیں۔ جوش محبت، ہم جنسی کا رجحان اور طلب جاہ و حشمت۔ لیکن خودداری، خودپسندی،
دماغی قوت اور تخلیقی خواہش کا اظہار، تصوریت اور دنیا سے کنارہ کشی کے رجحانات کے تحت اقبال کا ذکر کیا ہے اور ان پانچوں
رجحانات کی بنا پر اقبال کو نرگسی قرار دیا ہے ... اور اس کا ... محل ہے۔

ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں کہ اقبال میں خودداری ... اور ... کی بنا پر ... تعلیم ... میں ترقی اور عالمی شہرت
کی بنا پر تھی۔ ایک مقام پر لکھا ہے کہ اقبال نے اپنی زندگی میں کئی بار خودداری کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے پہلی بیوی سے ترک تعلق کر لیا تھا۔ ...
والے سردار بیگم نے ایک کوٹھی خرید کر اپنی بہن کے نام کرا دی ... اقبال کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا "اچھا ہوا ...
ہوا ورنہ مجھے اپنی بیوی کے مکان میں رہنا پڑتا۔" ڈاکٹر سندیلوی مزید لکھتے ہیں کہ اقبال نے اپنی شاعری میں خودداری کی ... کی ہے
یہ خودداری اقبال کو نرگسی شعرا کے گروہ میں بٹھا دیتی ہے۔[۲]

... سال میں خودداری ... اور ... کی بنا پر ... تعلیم ... میں ترقی اور عالمی شہرت کی بنا پر تھی ۔۔۔ ایسے دور میں خودداری
کے لفظ کا استعمال ... ڈاکٹر ... خودداری کو فخر و غرور کے معنوں میں استعمال کر رہے ہیں اور اقبال کا اسلوب زندگی متکبرانہ نہیں تھا
پہلی بیوی سے ترک تعلق کسی ... کے تحت تھا۔ اقبال کے نزدیک ... حصول مسرت کا حق حاصل تھا۔[۳] ...

جوں کے خلاف سر وہسیا خودداری کے مسائل ، لیکن یہ خودداری کو نرگسیت نہیں رہا تھا۔ کیونکہ شاعری میں اقبال نے خودداری کی تعلیم دی ہے لیکن
اس سے پہلے اقبال کو نرگسی کہا گیا ہے۔ کیونکہ اقبال کے نزدیک نرگسی ادب ایک ادب ہے ۔ سب سے پہلے اقبال کو نرگسی کہا ہے وہ محروم ہوا
ہے خودداری کی ملیس نفسیات ہے اور اصول مطالعے کا مر ہے ۔ نرگسیت کا اصول اور ان اصول کا اقبال پر اطلاق کر کے اقبال اور ان کا موجودہ
کی حیثیت اور خود علم النفس کی رو سے اس کے مدارج و اعمال کو سوالیہ نشان بنا دیا ہے

خودپسندی کے زیر عنوان سلام سندیلوی نے لکھا ہے کہ اقبال کے ہاں تعلّی ہے لیکن ان میں نرگسیت کا عنصر موجود ہے ۔ مزید کہتے ہیں
کہ اقبال کے ہاں خودپسندی کے ساتھ خودستائی پائی جاتی ہے اور خودستائی یا اظہار ذات کو اقبال نے زور و شور سے پیش کیا ہے۔[۴] دراصل یہی
تو خودپسندی کے تحت اگر اقبال کا جواز نہیں تھا۔ سندیلوی اس کا جواز یہ لکھ کر نکالا ہے کہ " خودستائی ہی ہے جو کی خودپسندی ہے ان کا نام آئی وصال
کے اعتبار سے اقبال کو نرگسی شعرا کی صف میں کھڑا کرتے کہتے ہیں "[۵] خودستائی کو ایک قسم کی خودپسندی قرار دیتے کا جواز کیا ہے اس پر سندیلوی
نے روشنی نہیں ڈالی ۔ خودستائی یا اظہار ذات کو خودپسندی قرار دینا کم نظری ہی نہیں بلکہ عمداً روی بھی ہے ۔

سلام سندیلوی نے لکھا ہے کہ " اقبال نے روحانی قوت کے ساتھ مابعد الطبیعیاتی خواہش کو بھی نرگسیت کے دائرے میں شامل کیا ہے"[۶] اس لئے
میں کہتے ہیں کہ " قومی ماحول کے ساتھ اقبال کو مسلم معاشرے کی بات ملی تھی " مزید یہ کہ " اقبال نے اپنی تخلیقی قوت سے دنیا بھر میں کی۔ اقبال
کی ۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے شعری روایت میں نئی روح پھونک دی " اس کا دوسرا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان پر بہت بڑا فخر کیا ہے " اقبال میں نرگسیت ہے
خواہش پر مبنی تھی جوان کے نرگسی رجحان کی غمازی کرتی ہے "[۷] اس سلسلے میں مزید کہا ہے کہ اس کا درجہ دینے والے ہر روی ایک ہلکی روی ہے
کہ وہ ان کے تشخیص کردہ ساتی اصولوں کی روشنی [دہ ہل مارکی] میں اقبال میں یہ علم نفسیات ہر جگہ ملا ہوا پہچان کرتے ہیں ۔ روحانی قوت اور
مابعد الطبیعیاتی خواہش میں موجود معنوں کو نرگسیت کے تحت میں لانا سندیلوی کا المیہ ہے ۔ یہی معنی روانی موضوع سے گریز بارہا کا موجود ہے
جانے کی کوشش ہی نہیں کی ۔ مزید یہ کہ سندیلوی نے ان مافوق کو مزید تنقید کرنے کے لئے مندرجہ کا مفہوم استعمال کیا ہے[۹]

" اردو شاعری میں تصوریت " کے عنوان کے تحت ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں ۔ " مولانا محمد حالی نے اردو نرگسی ادب کی ایک خصوصیت
تصوریت (Idealism) کی تعبیر کی ہے "[۱۰] اقبال کے ضمن میں لکھا ہے کہ " اقبال کی شاعری میں بھی تصوریت موجود ہے ۔۔۔ اقبال کی
تصوریت کا انحصار خودی پر ہے ۔ انہوں نے خودی کو اپنا مقصد بنا رکھا تھا ۔۔۔ تمام یورپ کے بارے میں اقبال میں ان افراد کا حامی ہوا
ہوا ۔۔ اقبال نے خودی کی تشکیل کر کے اپنے اندر جو اظہار کیا ہے اس سے ان کی نرگسیت پر روشنی پڑتی ہے "[۱۱]

تصوریت میں خواہ مستعار اور اعتماد شامل ہیں اکبر الہ آبادی کا ایک شعر ہے ۔

خودی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

در اصل مکمل اعتماد کو تصوریت اور اس تصوریت کی بنا پر اکبر الہ آبادی کو ، سندیلوی نے نرگسی شاعر قرار دیا ہے[۱۲] اس اعتبار سے تو جملہ
مذاہب ، بطور خاص اسلام ، کو ماننے والی ساری دنیا نرگسی قرار پاتی ہے ۔ سندیلوی نے " خودی " پر کئی صفحات لکھے ہیں اور اسے اقبال کا فلسفہ وا
کہا ہے ۔ اس سے نرگسیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اقبال کی تشکیل خودی کو " انا " کا اظہار قرار دے کر نرگسیت کہا ہے " انا " سے مراد خودپسندی

پھر اور اقبال نے خودبینوں کا اظہار کیا ہو تو نرگسیت ثابت ہوتی ہے لیکن ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ "خودبینی" کے زیرِ عنوان سعید بلوچ نے خود اقبال سے "خودشناسی" منسوب کی ہے چنانچہ تشکیلِ خودی کو اقبال کی خودبینی کا اظہار سمجھا جا سکتا ہے۔ [illegible] کی تحریروں کو علمی صداقت مانا جائے تو نرگسیت کے الزام سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا انکار کیا جائے، اسلامی اتحاد کا کام [illegible] اور اسلامی نشاۃِ ثانیہ کا نصب العین ترک کر دیا جائے۔ [illegible] اقبال کی حیثیت ایک شاعر کی [illegible] باقی ہے [illegible] ہے یہی وجہ ہے کہ [illegible] وابستہ ہیں اقبال [illegible] عام طور پر [illegible] "[illegible]" اور "[illegible]" [illegible] ہیں[13]

"اردو شاعری میں دنیا سے کنارہ کشی" کے زیرِ عنوان سعید [illegible] نے لکھا ہے کہ "دنیا سے کنارہ کشی" (Withdrawl from others) کو [illegible] بھی [illegible] نرگسیت کے دائرے میں شامل کیا ہے۔ اس رجحان سے ضروری [illegible] (Danial of the Self) کا اظہار ہوتا ہے[14]

دنیا سے کنارہ کشی کے اقبال کے رجحان کو ثابت کرنے کے لئے [illegible] اقبال کی دو نظموں (ایک آرزو اور فراق) کے اشعار درج کئے ہیں۔ "ایک آرزو" کے [illegible] میں سے سات اشعار نقل کرکے لکھا ہے: "اقبال [illegible] ان اشعار میں صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ وہ [illegible] لوگوں سے الگ [illegible] رومانی دور کے انگریزی شعراء کی طرح معاشرے سے کٹا ہوا [illegible] ہیں"[15] "ایک آرزو" ۱۹۰۲ء کی نظم ہے۔ [illegible] اس [illegible] خود آگہی اور شعور [illegible] سے بہت پیچھے تھے۔ [illegible] اقبال نے [illegible] ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۰ء تک [illegible] اقبال کے معروف اور نمایاں [illegible] رجحان کو نظرانداز کرکے ۱۹۰۲ء کی نظم [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے [illegible] اس نظم کے آخری اشعار [illegible] نظم کا [illegible] ہے۔ وہ اشعار حسبِ ذیل ہیں:

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دعا ہو

اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو

ہر دردمند دل کو رونا مرا رلا دے

بیہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

نظم "فراق" بانگِ درا کے حصہ دوم میں ہے جو ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کی نظموں پر مشتمل ہے [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] مستقل ہیں [illegible] اور دنیا سے کنارہ کشی کے رجحان کا [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] اقبال نے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اقبال کا پیغام یہ ہے کہ [illegible] ہیں [illegible] کا [illegible] کیا جائے[16]

نرگسیت (Narcissism) کا [illegible] مفہوم خودپرستی یا [illegible] ہے۔ [illegible] نے یہ الزام [illegible] ہی نہیں کیا۔ [illegible] کے رجحان اور طلبِ جاہ و حشمت کو بھی اقبال سے منسوب نہیں کیا [illegible] چنانچہ [illegible] ظاہر [illegible] اقبال نرگسی نہیں تھے۔ [illegible] کے ہاں موجود نرگسیت کے [illegible] سعید بلوچ نے اقبال میں تلاش کرنے کی کاوش کی ہے۔ ان میں سے بعض [illegible] "[illegible]" [illegible] اور [illegible] ہیں۔ بعض [illegible] درست ہیں لیکن اقبال کے ہاں انہیں تلاش کرنے کی سعید بلوچ کی سعی [illegible] ہے

نسائی نقطۂ نظر سے اقبال اور تصورِ خودی پر اعتراض کرنے والوں میں ڈاکٹر شبیہ الحسن بھی شامل ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ "اقبال کا تصورِ خودی شعوری طور پر مردانہ [illegible] ہے۔ اس کی ابتدا [illegible] تک پہنچ جاتی ہے۔ اور بعض ایسی منزلوں میں ان کا تصورِ خودی انتہائی سرکشیدہ [illegible] ہو جانے کی وجہ سے غزل کا مزاج برداشت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ وہ جو منزلِ عشق میں [illegible] کو مطلق کر سکتا ہے [illegible] کی سرکشیدہ مردوں کی [illegible] پرنچ بھی ہو، مگر غزل سے لطف اٹھانے والوں کی [illegible] ایسی نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے اقبال کی خودی اور اس کی گھن گرج کے [illegible] کی دھوم گھروں سے باہر نکل کر سماج کا فرد نہیں بن سکتی۔ وہ ایک [illegible] ہو کر کانوں کو مس کر سکتی ہے مگر دل میں اترنے کی صلاحیت نہیں رکھتی"[18]

اقبال کے ایک اور [illegible] نقاد ڈاکٹر سلیم اختر نے اس فکر کو مردانہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک عام طور پر اس کا [illegible] سے تعلق ہے مرد اقبال کے تصورِ خودی سے[19] شبیہ الحسن [illegible] ہیں کہ خودی ایسی منزلوں میں [illegible] سے کئی کئی مثالیں پیش کی ہیں۔ خودی کی دنیا میں [illegible] ہونے کا مفہوم ہی داخل نہیں کیا۔ دنیا میں [illegible] اور شر کی [illegible] کو [illegible] رنگ نہیں۔ اقبال شخصیت کو [illegible] کرنے کے قائل نہیں۔ وہ [illegible] خودی کے علمبردار ہیں، اس لیے کہ مرد [illegible] انسانی اصولیت پر زور دیتا ہے؟[20]

شبیہ الحسن کا یہ خیال درست ہے کہ خودی کو سماج کا فرد بننا چاہیے لیکن کیا اشتراکی سماج کا، جہاں انسان آزادی [illegible] کے نام پر بے رحمی سے دار پر [illegible] ہے؟ اقبال نے مرد سے بڑھ کر "فاطمہ بنت عبداللہ" (۱۹۱۱ء) میں ملت کا تصور اجاگر کیا تھا اور مرد کو جماعت اجتماعی کا محض ایک ضروری عنصر قرار دیا تھا۔[21] "اسرارِ خودی" (۱۹۱۵ء) میں مرد کا تصور پیش کیا اور "رموزِ بیخودی" (۱۹۱۸ء) میں ملت کے تصور کو واضح کیا۔ اسلام میں مرد اور ملت [illegible] توازن ہے اور دونوں میں ہم آہنگی ہے [illegible] خلاف سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معاشروں کے۔ اقبال کے ہاں بھی یہی ہے۔ "رموزِ بیخودی" میں مرد اور جماعت کے رشتے کو "در معنی ربط فرد و ملت" کے عنوان ہی میں واضح کیا ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے:

فرد را ربط جماعت رحمت است — جوہر او را کمال از ملت است[22]

اگر شبیہ الحسن اس رائے کے مطابق [illegible] ہے تو [illegible] اقبال کے تصورِ خودی کو [illegible] قرار دے کر غزل سے لطف اٹھانے کی بات سرا منافی [illegible] ہے۔ اقبال نے درست کہا ہے کہ [illegible] میری ماں کی [illegible] میں اس کے پاؤں کے نیچے کسریٰ کا تخت رکھا پاتا ہوں اور وہ [illegible] اور [illegible] کرتا ہے۔[23]

تصورِ خودی کے ضمن میں شبیہ الحسن نے لکھا ہے کہ اقبال کے "حسبِ ذیل اشعار میں اور اسی طرح ہزاروں اشعار میں رنگینی کی جھلک صاف نظر آتی ہے:

وہ میکش ہوں فروغِ مے سے خود گلزار بن جاؤں

ہوائے گل فراقِ ساقیِ نامہرباں تک ہے

گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ — پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل

آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر![24]

۵

پہلا شعر روایتی غزل کا ہے جس سے افسردہ دور ہونے کی بات مشیعہ الٰہی ... کی ہے۔ یہ شعر ۱۹۰۳ء کا ہے اور ... کے ... طرس
ڈاکٹر گیان چند نے غالب کے ایک مصرعے (رخ چہرہ مروہ جنت سے ملتاں بچے ہوئے) کی طرف توجہ دلائی ہے[۲۵] "اسرار خودی" کا یہ دوسرا شعر
معہ ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء میں لکھا گیا[۲۶] دوسرے شعر میں "بیاری" کی مثال بیان ہوئی ہے جو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور
بہترین صفات اللہ ہی کی ہیں۔ اقبال نے خودی اور قوت کا تصور صفاتِ الٰہی کے حوالے سے اخذ کیا ہے[۲۷] آخری شعر کا ... اقبال کا ... اور
طرف ہے کہ تقدیریں ... ملا کرے الا اللہ ہے[۲۸] اگرچہ سعدی شاعر ... کی روشنی میں اقبال نے "ترسیر" اور "باہری" کا ... پر زور دیا ہے[۲۹]
اب سوال یہ ہے کہ ان اشعار سے "برگزیدہ" کیسے ثابت ہوتے؟ ان تین "منتخب" اشعار پر دوسرے ہزاروں شعر کیوں قیاس کیے جا سکتے ہیں
ڈاکٹر سلام سندیلوی اور مشیعہ الٰہی جیسے نام نہاد ماہرینِ اقبال اور ماہرینِ اقبال نے تو مل کمانے ہیں ان کے بیش نظر یہ امکان ہے ... ماہرانِ علم النفس اور اقبال شناسی دونوں سے نابلد ہیں۔

۲

علی عباس جلالپوری نے علامہ اقبال کو روحانی قرار دیا ہے۔ ادبی اور نجی بحثوں سے تعلیم سطر (من کامرہ انگلستان میں ہے) ...
اقبال کو بالطبع ہی روحانی کہا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "اقبال کی زندگی کے جو حالات ہم تک پہنچے ہیں ان سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ بالطبع روحانی تھے اور زندگی کے عملی شعبوں سے گریز کر کے خیالات و تصورات کی ... دنیا میں بسر کرتے تھے"[۳۰] جلالپوری مزید لکھتے ہیں:

"نفسیات جدید کی رو سے قوتِ لمسی کی ... بیماری اور خوف کا احساس لازماً موجود ہوتا ہے۔ ملا سعد میں ... اور ... میں آریل سیلوتس اور مرزا ... جیسے یونانی دانشمند ... ہے۔ اسی لیے انہوں نے قوت و صولت، ہیشاہ لیسری اور ہم آرائی کے معاملے میں ... پیش کر کے ... کی برتری کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ لارڈ برٹرینڈ رسل ... ... بحث کرتے ہوئے اس کی مثال شیکسپیئر کے ایک مشہور کردار کنگ لیئر سے دی ہے۔ کنگ لیئر کو اس کی ... بیٹیوں نے گھر سے نکال باہر کیا تھا ... اور اسی ... بیماری کے ... احساس نے کنگ لیئر کے ذہن کو ماؤف کر دیا اور وہ دیوانگی کی حالت میں بول اٹھا: "میں وہ کروں گا ... میں وہ کروں گا! یہ مجھے بھی نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوگا ... تو تمام دنیا کو دہشت زدہ کر دے گا" ... احساس ... کر لارڈ رسل لکھتے ہیں: "یہ ہے جو الفاظ میں نطشے کا ... اقبال ہی بقول خلیفہ عبدالحکیم "زندگی کے کسی شعبے میں عملی آدمی نہ تھے۔ ... ان کی شخصیت پر ... رہا تھا وہ صبح سویرے ... لیکر ... بستر پر ... دراز لیٹے رہتے ... (بقول جاوید اقبال) وہ ... تھے ... شام کو گھر کے دالان ہی میں دو ایک چکر لگا لیا کرتے۔ اس کے علاوہ ان کی زندگی میں کامل جمود تھا"[۳۱]

ان تفصیلات سے جلالپوری کے ... "یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ روحانی الطبع ہونے کے باعث اقبال ان ... اور ... سیاسی، اقتصادی، عمرانی اور عملی مقدروں کا کوئی واضح حل پیش کرنے سے قاصر رہے جو آج ... عالمِ اسلام کو درپیش ہیں"[۳۲]

علی عباس جلالپوری نے ... کے حوالے سے علامہ اقبال کے روحانی ہونے کی بنیاد ان کی ... پر رکھی ہے
... اقبال کی قوتِ لمسی کو ... احساسِ ضعف اور بیماری پر محمول کیا ہے ... اقبال کے عہدِ اضطراب (۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۱ء) کو

۹

طرف توجہ دلاتے ہیں یا ایک خونی منظر … یورپ … مرنے کو اور … اقبال کے آخری برسوں کو جب وہ بیمار تھے۔ ایسی اقبال کی باقی زندگی دکھائی نہیں دیتی۔ جاوید اقبال کے … بیانات اس دور کے ہیں جب اقبال بیمار تھے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ … ہونے کے باوجود اقبال ایک وضع دار اور مرنج حساس انسان تھے اور مروت … کا شعار تھا۔ ان کا … زندگی … اور … (تفصیل … کے تحت بیان ہو چکی ہے) جاوید اقبال کو … ملاپوری کی بیان کردہ … [۲۲]

اقبال کی … کی تہہ میں … یوسف وغیرہ کا … بھی درست نہیں۔ اقبال کی … کے کردار کنگ لیئر سے کوئی مشابہت نہیں۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ "میں وہ کروں گا … یہ مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوگا۔ وہ تمام دنیا کو دہشت زدہ کر دے گا"۔ اقبال کی … مشابہت بھی درست نہیں۔ وہ نہ … کی طرح … تھے اور نہ انہوں نے دہشت کی تعلیم دی۔ اقبال … کے ساتھ محبت اور احترام کی تلقین کرتے ہیں۔[۳۳] البتہ … علامت … رکھتے ہیں اور استحصالی و استعماری قوتوں … جہاد کی … دیتے ہیں۔ جہاد کا تعلق … ہے … ہے۔ … کا حکم ہے۔ … یورپ … اقبال کی صحت بہت اچھی تھی وہ کسی ذہنی … کا شکار نہیں تھے … دوران مارچ ۱۹۰۷ء میں اقبال نے ایک غزل کہی جس میں … کے … کا اعلان کیا۔[۳۴] … کی … تھی … اقبال کی انقلابی شاعری کا ذاتی احساس … سے کوئی تعلق نہیں۔ اقبال مرد … تھے۔ … احساس کا … نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ … ملاپوری کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

مسلمانانِ عالم کا ایک بڑا مسئلہ آج بھی اقوام … کی چیرہ دستی ہے۔ اقبال نے اس کا … پیش کیا ہے … اسلامی تربیت نیز مسلم ممالک میں اسلامی معاشروں کا قیام … اور اتحاد۔ اگر اقبال سیاسی، اقتصادی، عمرانی اور ملی … کا … حل پیش کرتے تو اقبال … کے بجائے ملاپوری ان کی شان میں قصیدے رقم کرتے … کی سرداری، اقبال کو اشتراکیت کا حامی قرار دے کر ہی کچھ کر رہی ہے۔ اقبال نے اشتراکی نظام کی ناکامی کی پیش گوئی ۱۹۲۳ء میں کر دی تھی۔[۳۵] جبکہ اشتراکی … کی شکست و ریخت سے کچھ عرصہ پہلے ملاپوری اس کی ترقی و خوشحالی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے۔[۳۶] اس شکست و ریخت کا نظارہ اپنی زندگی میں ملاپوری نے کر لیا تھا اور اشتراکی خوشحالی … ان کی زندگی … [illegible]

۳

سلیم اختر کی کتاب "اقبال ایک شاعر" ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ انہوں نے اقبال کے … میں … موت بتایا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ "اقبال کا … مسئلہ … ہے، نہ عشق، نہ … قوت و حرکت، بلکہ ان سب کے برعکس وہ … موت اقبال کی … کا سب سے گہرا مسئلہ ہے۔ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے اقبال کسی طرح حل نہیں کر سکے۔ … کی عدم موجودگی میں یہ کہنا زیادہ … معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق … سے ہے … اقبال … موجود تھی اور اقبال … کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبال کی … ان کی پوری شخصیت کا نمایاں ترین پہلو ہے۔[۳۵]

سلیم اختر کی کتاب پر متعدد تبصرے شائع ہوئے جن میں ان کی آرا سے زیادہ تر اختلاف کیا گیا۔ موصوف نے اس کا جواب [illegible] کے دوسرے ایڈیشن میں دیا۔ پروفیسر سلیم احمد نے لکھا کہ "نرگسیت، جنس، [illegible]، موت سے جڑی ہے۔ اسے خواہش کی تکمیل کا جذبہ اور موت سے نجات [illegible] یہ کہنا کہ اقبال کی شاعری خواہش مرگ [illegible] نرگسیت کا نتیجہ ہے، محض پریشان خیالی کا مظاہرہ ہے"[۲۸] مظفر حنفی نے لکھا کہ "اگر اقبال کی شاعری کی بنیاد موت سے خوف ہے تو ان کے یہاں اس کی ترغیب خوف مرگ کی ہوگی نہ کہ خواہش مرگ کی"[۲۹] اس کے جواب میں سلیم اختر نے وضاحت کی کہ "موت کو ایک بار اقبال کا محرک مان لیا جائے تو پھر اس کے علاوہ اس کی نوعیت پر بحث کی جا سکتی ہے۔ مظفر حنفی نے خواہش مرگ کے بجائے خوف مرگ کو اقبال کے لیے [illegible] قرار دیا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ خواہش مرگ کا نام تو اقبال کے یہاں مل جاتا ہے، خوف مرگ کا بالکل نہیں"[۳۰]

چنانچہ سلیم اختر کا دعویٰ یہ ہے کہ خواہش مرگ اقبال کا محرک ہے۔ "خواہش مرگ کا تاثر" ان دو خطوط میں ملتا ہے جو اقبال نے ۱۹۰۹ء میں عطیہ کے نام لکھے تھے[۳۱] اس ضمن میں سلیم اختر لکھتے ہیں کہ "ایک سوال اپنی جگہ بہت اہم ہے کہ ایسے گہرے جذباتی تموج اور اداسی سے کیسے دوچار ہوئے"[۳۲] یہ سوال اس صورت میں اٹھایا جا سکتا تھا جب کہ وہ جذباتی کیفیت قائم رہتی جس کے باعث خواہش مرگ کا اظہار ہوا۔ یہ کیفیت ختم ہو گئی "پھر اداسی محسوس کیوں ہو رہی ہے؟" سلیم کا [illegible] ہے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ اقبال نے مذکورہ خطوط اور دو [illegible] کے دوران سرگرمی اور مایوسی کی حالت میں لکھے تھے۔ اقبال کے والد ان کی دوسری شادی [illegible] [illegible] [illegible]۔ اقبال کی کل زندگی اور شاعری کا [illegible]۔ اقبال [illegible] کے نہیں زندگی کے شاعر تھے۔ ان کے مزاج [illegible] حقیقت رہی [illegible] موت سے[۳۳] انہوں نے حافظ شیرازی کی [illegible] مخالفت کی ہے کہ حافظ کی دعوت موت کی طرف ہے[۳۴]

پروفیسر ساجد علی کے اٹھائے ہوئے ایک اہم نکتے کا جواب دینے سے سلیم اختر قاصر رہے۔ ساجد علی نے لکھا تھا:

"سلیم اختر صاحب نے ایک مکتب فکر [illegible]، جو [illegible] کے نام سے مشہور ہے، سہارا لے کر اقبال کے افکار کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس مکتب [illegible] کے عمومی اعمال، فکر اور شعوری [illegible] ایک فنکار اپنی تخلیقی سرگرمی کے ذریعے [illegible] خواہشات کی تکمیل کرتا ہے۔ [illegible] کے ذریعے سے اقبال کے ذہن کو قبول کرنے اور ان کے افکار و خیالات کے علمی تجزیہ و تبصرے کے بجائے [illegible] نکالی ہے۔ اس نفسیاتی اصول کے مطابق اقبال کے افکار ان کی ذاتی زندگی کی ناکامیوں سے [illegible] خواہشات کے مظاہر ہیں۔ [illegible] کی حیثیت سے وہ [illegible] غور و فکر کے لائق نہیں۔ اس میں [illegible] بات یہ جاننا ہی ہے کہ ان کا خیال کس ذاتی الجھن کا نتیجہ ہے۔"

اس طریق تجزیہ کے بارے میں چند معروضات پیش خدمت ہیں: (۱) مغرب کی جدید علمی دنیا میں یہ نظریہ بہت مردود قرار پا چکا ہے۔ نفسیات کے میدان میں ہونے والی جدید تحقیقات کے نتیجے میں اب یہ نظریہ علم و یقین کی بنیاد نہیں رہا۔ علمی نظریات کے مخالف [illegible] ہے۔ (۲) تحقیق کی اب یہ صورت ہی کہ اس مکتب فکر کا ایک ہی نظریہ ایسا

جو فرد کی کسوٹی پر پورا اتر سکتا ہو، اور جب اصول ہی دو فکر کو غلطی اور منفی نتائج اخذ کیے جا سکتے ہوں، یا منتقل کیے جا سکتے ہوں۔ (۳) ... نفسیاتی تجزیہ کے لیے یہ بہرحال ضروری ہے کہ زیر تجزیہ شخص کے معاملات کو ہمدردی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی جائے، مگر اس کتاب میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ پوری کتاب مخالف و انہی باتوں کی غماز ہے کہ سلیم احمد کو اقبال کے ساتھ اگر دلچسپی ہے تو صرف منفی قسم کی۔ اس پر اگر کوئی حاشیہ آرائی کا کام مطلوب ہے تو اس بات کی تردید کے لیے ان کی حسن عسکری پر کتاب کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اس کتاب میں اس اسلوب کا دامن کہیں ہاتھ سے چھوٹا، اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ وہ کتاب دلی وابستگی اور ممدوح کے لیے پوری ہمدردی کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ (۴) اقبال جیسی شخصیت کو سمجھنا آسان نہیں کہ دو چار کتابوں کا مطالعہ کر کے ادبی قلم سنبھال لیا جائے۔ اس کے لیے پیشہ ورانہ علم، تربیت اور برسوں کی مشق درکار ہے اور جس اسلوب کے ساتھ فرض کر لیا جاتا ہے ان میں سے ایک بھی خوبی ابھی نہیں، جو صاحب کتاب کو موجود ہو۔ (۵) یہ بھی ضروری ہے کہ تجزیہ کرنے والے کا پتہ ہو، جس کا تجزیہ کیا جائے۔ بصورت دیگر یہ خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہے کہ تجزیہ کرنے والا اپنے ذہنی اختلافات مریض کی طرف منتقل کر دے اور اس طرح مطالعۂ نفس مطالعۂ غیر میں تبدیل ہو کر رہ جائے گا۔ زیر بحث کتاب میں بھی یہی اندیشہ ہے کہ یہ سب معاملات زیر بحث صورت کار فرما ہے۔[۲۶]

یہ اقتباس طویل ہو گیا ہے لیکن اسے ضروری سمجھ کر نقل کیا گیا ہے۔ اس کا اطلاق سلیم احمد کے علاوہ، تحلیل نفسی کا سہارا لینے والے دوسرے حامیین اقبال پر بھی ہوتا ہے۔ ان میں ملی ماس، ڈاکٹر جاوید اقبال کے مضمون ہے، اقبال کی قوت بسری کا دور اقبال کی دریافت، وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سلیم احمد پروفیسر صاحب کے بیان کردہ اسلوب کے دائرے ہی میں رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ سلیم احمد اپنے استدلال کی ساری عمارت مارش لانگ فیلو کے دوہری شخصیت والے بحران پر اٹھاتے ہیں۔ جس بات کو انہوں نے شاعر کا المیہ قرار دیا ہے وہ ہر انسان کا المیہ ہے۔ انسان اس کا شکار کبھی نہ کبھی ہو جاتا ہے۔ وہ معاملہ تجزیہ کے طوفان میں گھرا ہوتا ہے، ہر دور کی اخلاقی قوت اس کو مجبور کرتی ہے۔ یہ خوف اور حقیقت ہی حقیقی وجود کا ذریعہ ہیں۔ سلیم نے دلچسپ بات یہ بیان کی ہے کہ اس انسانی المیے کو شاعر کا المیہ قرار دیا ہے۔ اس المیے کو بیان کرنے کے لیے انہوں نے جن استعاروں کا سہارا لیا ہے، وہ سب ڈیلیٹو سے ماخوذ ہیں۔ یہاں تک کہ شاعر اور مرد مومن کی مرکب شاعری کو طوفانی موجود سے تشبیہ کا نام ہے۔ سلیم احمد نے اقبال کا مرکزی مسئلہ موت کو قرار دیا ہے۔[۶۸] سلیم احمد کا المیہ یہ ہے کہ جن مکانات کا تصور رکھا ان کے لیے ضروری تصورات کا سامنا نہیں کیا۔

سلیم احمد کہتے ہیں کہ "جس نے اقبال کی شاعری کی مادی موت کے مسئلے کو قرار دیا... افسوس کی بات یہ ہے کہ جدید تنقید کے علاوہ بہت سارا جا پایا گیا مگر کسی معروف حوالے سے یہ نہیں مانا کہ اگر یہ مسئلہ نہیں تو پھر وہ سامنے مسئلہ ہے جس کی اقبال کی شاعرانہ وجدان کے مرکز کو سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا ایسا ہوتا اور پھر اس کے بعد میرے اپنے ایک مضمون کی رد ہو کر دیا تو مجھے غلطی کا افسوس نہ ہوتا بلکہ خوشی ہوتی کہ میں اقبال شاعر کو سمجھنے کی کامیاب کوشش تو ہوئی۔"[۶۸] سلیم احمد تسلیم کرتے ہیں کہ کسی شاعر کا مرکزی مسئلے کا سوال انہوں نے حسن عسکری سے سیکھا اور معاصرین کی شاعری کی بنیاد شاعر کے کسی ذہنی CRISIS میں ہوتی ہے۔[۷۰] اس مفروضے کو درست مان کر اگر اقبال کی فکر اور شاعری کی بنیاد تلاش کی جائے تو وہ موت کا مسئلہ نہیں بلکہ "اسلامی نشاۃ ثانیہ" کا مسئلہ ہے۔ "خودی، عشق، عمل، قوت و حرکت" سب اسی مسئلے کا حل ہیں۔

اقبال کو زوالِ امت کا شدید احساس تھا ۵۰ وہ ایرانیوں نے [illegible] کو دریافت [illegible] کے متمنی تھے اور [illegible] سے علاوہ
کاروں کے لیے ضرور مسلط مزاحم کرنے کا [illegible] تھا ۵۱ [illegible] اہم [illegible] شکوہ، جوابِ شکوہ، شمع اور شاعر، خضرِ راہ اور
طلوعِ اسلام میں اسلامی نشاۃِ ثانیہ کا مقصد واضح اور نمایاں ہے ۵۲ "اسرارِ خودی" لکھنے کا بھی مقصد تھا کہ [illegible] اقبال [illegible]
قرطبہ" میں [illegible] کیا ۵۳ "زبورِ عجم" [illegible] کا محور [illegible] اقبال کی اسلامی نشاۃِ ثانیہ [illegible] ہے ۵۴ [illegible] مسلم [illegible]
کا تصور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اقبال کے ہر ایک [illegible] انسانی کے عوارض کا علاج بھی اسی میں مضمر ہے ۵۵

۴

سلیم اختر کی کتاب "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ" جو ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔ [illegible] کتاب کے چھ مضامین کا عنوان [illegible] اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ مصنف کے [illegible] سے اہم مضمون یہی ہے۔ [illegible] میں اقبال کا نفسیاتی مطالعہ اقبال کے ایک مکتوب بنام عطیہ سے شروع
ہو کر ایک اور مکتوب بنام عطیہ کے اقتباس پر ختم ہوتا ہے۔ ۵۶ سلیم اختر لکھتے ہیں کہ "نفسیات اور بالخصوص تحلیلِ نفسی کی امداد سے شخصیت
کے تاریک پہلو [illegible] کو منور کیا جا سکتا ہے" ۵۷ ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ "نفسیات یا تحلیلِ نفسی [illegible] کہ ہم [illegible] سے [illegible]
کر لیں ۵۸" چنانچہ سلیم اختر نے [illegible] کر اقبال کا نفسیاتی مطالعہ کیا اور [illegible] نتائج اخذ کیے ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) شبلی اور اقبال دونوں عطیہ سے متاثر ہوئے اور بری طرح سے ۵۹

(۲) ان خطوط میں اگر کوئی اقبال کو تلاش کرے تو [illegible] حاصل ہوگی ۶۰

(۳) [illegible] "کے اعتراف کو ملحوظ رکھ کر [illegible] کہا جا سکتا ہے کہ اقبال نے خدا کے روحانی تصور کو [illegible] سے
[illegible] تبدیل کیا ہوگا ۶۱

(۴) بقول ڈاکٹر [illegible] اقبال خود عورت ہے اور عطیہ ان کا مرد ۔۔۔ "[illegible] بہتر مردانہ" [illegible] ۶۲

(۵) [illegible] کے بارے میں اقبال کے [illegible] کا مطالعہ کرنے پر کیا یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ایک بے بس اور کمزور شخص [illegible] اور یہ بھی
سوچ رہا ہے جس سے وہ خود عاری ہے ۶۳

(۶) اقبال عطیہ سے شادی کے خواہاں تھے لیکن ایسا نہ ہو سکا ۶۴

(۷) کیا اقبال کے [illegible] کوئی [illegible] اس کا [illegible] اور [illegible] ۶۵

یہ نتائج اقبال کی [illegible] کے [illegible] کیے گئے ہیں [illegible] سلیم اختر کا [illegible]
سے چھپائے ہوئے [illegible] کو چھپایا ہے [illegible] حالات [illegible] کی [illegible]
"اقبالِ اقبال" میں [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] اقبال کا نفسیاتی مطالعہ [illegible] "مطالب اقبال"
میں [illegible] کیا ہے۔ سلیم اختر (دیباچہ میں) لکھتے ہیں کہ "اقبال شناسوں کی اکثریت کے پاس وہ کلید نہیں جس سے وہ اقبال کے [illegible]
[illegible] شخصیت کی [illegible] کا [illegible] سکیں۔ وہ [illegible] اسرار کو [illegible] سکے"
اس تحریر کے لیے ضروری تھا کہ سلیم اختر خود کو اقبال شناسوں کی [illegible] اکثریت سے ممتاز کرنے اور تحقیق و [illegible] کا [illegible]

۱۰

لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ فاضل مصنف کا دوسرا مضمون بھی پیش نہیں کیا گیا۔ دوسرا محاسنِ اقبال کے معروضوں کو دہرایا ہے — اس کے آخر میں "علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی" شامل ہے۔ جو دراصل اقبال کی ازدواجی الجھنوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح انہوں نے نفسیاتی مطالعہ سے [illegible] کے معروف "اقبال کی [illegible] معاشقہ" کی [illegible]۔ جو اقبال کا ہر ترجمہ [illegible] ہے — کوئی [illegible] کی [illegible] کا نفسیاتی مطالعہ کر سکتا ہے۔ سلیم اختر علامہ اقبال پر [illegible] نے علم [illegible] آبادی کے نام کے [illegible] تحلیل نفسی پر اقبالیات میں [illegible] اضافہ کیا ہے۔ سلیم اختر کی [illegible] سے زیادہ مقدار پوری ہے مگر علامہ اقبال کا نفسیاتی مطالعہ [illegible] کا متقاضی ہے۔ علم النفس اور اقبالیات دونوں کا ماہر یا ماہر ان کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ پروفیسر [illegible] نے کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ "تحلیل نفسی اور نفسیاتی تجزیہ [illegible] اور گہرائی پر چلتا ہے۔ دوم یہ کہ [illegible] ہے اور نظریے [illegible] ہیں" یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ اقبال صاحب بیتی ہیں اور تحلیلِ نفسی کے اصول مرتب کرنے والے سرمایہ یقین سے ناآشنا تھے۔

۵

محاسنِ اقبال اور اقبال کے سلسلے میں [illegible] ابواب کی [illegible] تحریروں کا ہر اقبال کے ادبیات [illegible] میں [illegible] گیا ہے۔ کل کی ایک مثال عطیہ [illegible] جو اقبال کے نام کے ساتھ "[illegible]" لکھتے ہیں۔ ان کا کتابچہ "اقبال اور [illegible]" ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ انہوں نے [illegible] سے بات شروع کر کے کچھ ایسی حیرت [illegible] کی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ کچھ ناآسودہ خواہشات انسان کے شعور سے [illegible] کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک شعر کا ناآسودہ خواہش انسان کی پوری زندگی اور قول و عمل کو متاثر کرتی ہے۔ ایسی ہی کچھ ناآسودہ خواہش کی کارفرمائی اقبال کے ہاں بھی ملتی ہے[۶۴] اقبال کی روح حسن کی پیاسی تھی اور انہیں [illegible] ماحول نہ مل سکا[۶۵] اقبال ساری عمر اس ناآسودہ خواہش کی آگ میں جلتے رہے اور یہ شعلے ان کی شاعری میں [illegible] نکلتے[۶۶] عطیہ ان کے دل و دماغ پر چھا گئی تھی۔ عطیہ ہی ان کا [illegible] تھی۔ ان کے دل کا آخری سہارا تھی۔ عطیہ نے دل کی بات کہا اور باتیں [illegible] اقبال کی زندگی کا [illegible] تھا[۶۷] علم و حال [illegible] کے دل میں کبھی [illegible] عطیہ نے اقبال سے شادی نہ کی لیکن انہیں اپنی محبت میں بسائے رکھا[۶۸]

عطیہ [illegible] مزید لکھتے ہیں کہ "لاہور میں اقبال کے احباب [illegible] ایک طرف مشاعروں میں لے گئے اور دوسری طرف انہیں "[illegible]" کے حوالے سے "[illegible]" اور "[illegible]" سے آشنا کرا دیا۔ اقبال نے ادھر ہی سرمست [illegible] اور [illegible] اور [illegible] ہے اس انداز سے اپنا لوہا منوا لیا"[۶۹] "اقبال جوشِ شباب کے تقاضوں کے سامنے برابر [illegible] ہوتے اور اس [illegible] ہونے کی (مترجم عطیہ [illegible]) ان کی محبت زندگی کے کسی ذرے سے محروم نہ رہی"[۷۰] "یورپ کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے وہ لاہور میں لوگوں کے [illegible] اور شباب و سرور کی محفلوں میں شریک رہے"[۷۱] "اقبال ایک پختہ مشتعل مزاج لیکر یورپ گئے تھے اور بہکر جوانی کے لیے پر تیار تھا"[۷۲] "انہوں نے یورپ میں مختلف حسینوں سے عشق بازی کی"[۷۳] "اقبال اپنے ملک میں ہی [illegible] حسن کی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہونے اور یورپ کے [illegible] کے رنگین سے رنگین دنیوں پر بھی فدا ہوئے مگر اس سب کے باوجود ان کی روح کی تشنگی نہ بجھ سکی"[۷۴]

ایک طرف عطیہ [illegible] اقبال کی شوہر ناآسودہ خواہش کا ذکر کس طرح کرتے ہیں کہ وہ ناآسودہ ہی رہی اور اقبال ساری عمر اس کی آگ میں جلتے رہے جبکہ دوسری طرف خاطر (تین شادیوں کا ذکر بھی کیا ہے[۷۵]) اور ناہار ہر طریقے سے اور کثرت اقبال کی [illegible] اور [illegible] کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

II

... خلیل درانی اقبال کے یورپ جانے سے پہلے [illegible] میں بڑی سردمہری [illegible] چند متشدد مزاج لکھ کر یورپ گئے اور وہاں [illegible] اور اعلیٰ
سے اعلیٰ حسینوں سے عشق بازی کی [illegible] نے خواہ [illegible] میں رکھ دیا کافی ہیں کہ [illegible] کے باوجود انکی روح تک کی سی [illegible]"
سوال یہ ہے کہ اس سب کے باوجود ان کی روح کی تشنگی کیوں نہ بجھ سکی۔

خلیل درانی کے مرتکب اقبال عطیہ سے شادی کی خواہش مند تھے لیکن عطیہ [illegible] سے شادی کر لی۔ عطیہ سے اقبال کی مراسلت کی [illegible]
سالہ [illegible] سے موجود [illegible] لیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حال میں عطیہ کا اقبال سے شادی [illegible] اس آسودگی کی ساری ہے۔ خلیل درانی
اسی بات [illegible] شاعر [illegible] ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے [illegible] اقبال عطیہ کا [illegible] مسلمہ اقبال [illegible] تھیں[٢٩] اقبال کا [illegible]
شادی کی تجویز پیش کر [illegible] کی مستور [illegible] کا [illegible] اور اسی وجہ سے عطیہ نے اقبال پر [illegible] اور [illegible] کا الزام عائد کیا۔ اقبال نے جس
طرح ان کی تردید کی ہے وہ [illegible] کا اظہار ہوتا ہے لیکن عطیہ سے [illegible] ظاہر [illegible] ہو [illegible] ہیں [illegible]"
کے سامنے اقبال شادی کی تجویز رکھتے لیکن ایک [illegible] اور [illegible] کی حیثیت سے [illegible] اور چند [illegible] کا [illegible] دیا اور [illegible]
یورپ میں [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] کی تسکین [illegible] ہے
اقبال کو ان کے [illegible] میسر ہو گئے۔ [illegible] اقبال کی [illegible] یورپ [illegible]
اس خواہش کی تسکین کے پورے مواقع موجود تھے [illegible] اقبال [illegible] اقبال کی [illegible] آسودگی میں تلاش کرنا
ذہنی کجروی ہے۔

اقبال کے والدین پختہ عقیدہ رکھنے والے [illegible] تھے [illegible] اقبال [illegible] ہوئے۔ [illegible] کی [illegible]
تحریک سے وابستہ تھے [illegible] شبلی اور [illegible] کا [illegible] رہا۔ [illegible] اقبال کی [illegible] میں [illegible]
معمول رہا۔ ان کی [illegible] اسلامی ماحول میں ہوئی [illegible] اسلامی [illegible] رہا۔ [illegible] کی اصل [illegible]
[illegible] کی۔ اپنے وطن کے علاوہ یورپ میں بھی [illegible] کو ترجیح دی۔ [illegible] اور تمام اقوام کے
[illegible] کی استعماری قوتوں کے مظالم [illegible] اسلامی [illegible] احساس تھا [illegible] طرح کے [illegible]
[illegible] کی نظر نہیں [illegible] اور [illegible] کیا [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible]
کی ہیں[٨١] اور مخالفین اقبال کے پھیلائے ہوئے [illegible] اقبال کا [illegible] تعلق ظاہر [illegible] سے [illegible]
کچھ نہیں اور انہیں [illegible] کا [illegible] اقبال کے [illegible] کو [illegible] درج [illegible]
افسوس ناک ہے۔ موصوف نے ایسا بار بار کیا ہے[٨٢]

حوالے اور حواشی

۱. اردو شاعری میں نرگسیت، صفحات ۱۳، ۲۹، ۳۰، ۳۲

۲. ایضاً، صفحات ۲۱۱ تا ۲۲۱

۳. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحہ ۱۷۱

۴-۵. اردو شاعری میں نرگسیت، صفحات ۳۷۹ تا ۳۸۲

۶ تا ۸. ایضاً، صفحات ۵۶۷، ۵۷۹، ۶۱۷

۹. مثلاً کتاب مذکور کے صفحہ ۱۵۴ پر لکھتے ہیں — "کیرن ہارنی ایک اعلیٰ درجے کا محلّل نفسی ہے"۔

۱۰. اردو شاعری میں نرگسیت، صفحہ ۶۳۵

۱۱-۱۲. ایضاً، صفحات ۶۸۹ تا ۷۰۱، ۶۸۴

۱۳. "ذوق و شوق" (بالِ جبریل) میں کہتے ہیں:

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیلِ بے رطب!

اور "حکمت خیر کثیر است" (جاوید نامہ) میں کہا ہے:

علم بے عشق است از طاغوتیان — علم با عشق است از لاہوتیان!

۱۴-۱۵. اردو شاعری میں نرگسیت، صفحات ۷۶۹، ۸۲۴

۱۶. دیکھیے، ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۱۸۳

۱۷. بطور مثال "ضربِ کلیم" کی نظم بعنوان "شکست" ملاحظہ کیجیے جس کا آخری شعر یہ ہے

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
عزیز کشمکشِ زندگی ہے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!

۱۸-۱۹. اقبال کا نفسیاتی مطالعہ، سلیم اختر، صفحہ ۸۶

۲۰. اسلام کی رو سے ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور قیامت کے روز ان کا حساب خود ہی دینا پڑتا ہے۔

۲۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" مشمولہ مقالاتِ اقبال، صفحات ۱۵۵ تا ۱۵۸

۲۲. یہی بات "بانگِ درا" کی نظم "پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ" میں کہی ہے۔

۲۳. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۸۷

۲۴. بحوالہ "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ" صفحہ ۸۷، متعلقہ اشعار کے لیے دیکھیے، کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (الترتیب) ۱۰۳، ۳۰۵، ۲۹۹

۲۵. اشراقی کلام اقبال، صفحات ۲۲۳ - ۲۲۴

۲۶. دیکھیے، نصاب جب اقبال کا تحقیقی و توضیحی مقالہ، از مرزا ربیع الدین ہاشمی، صفحہ ۷۹

۲۷. مثال کے طور پر دیکھیے (۱) "مسعود فرخندہ" (بال جبریل) کا پانچواں شعر اور (۲) ضرب کلیم کی نظم "مرد مسلمان"

۲۸. علامہ رسول عبد صفۃ اللہ کی شرمساری کو کسی کی رحمت کا نتیجہ بتایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ یہ مصرع جیسے وقت اقبال کے جنوب نظر ما شیخ سعدی کا شعر تھا۔

گر اس و طلب در دو گدار گناہ بدہ کہ راست او شرمسار (مطالب بال جبریل، صفحہ ۱۷)

۲۹. دیکھیے، "ضرب کلیم" کی نظم "احکام الٰہی" — جس کا آخری شعر ہے:

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات

مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

۳۰-۳۱. اقبال کا منظوم کلام، صفحات ۱۳۸ - ۱۳۹، ۱۵۷، ۱۹۰۳

۳۲. اس کے ساتھ ہی جالندھری نے ہربرٹ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "روحانیت مرد کی ترقی تخیلات و عرفانیت کو تسلیما کا نام ہے اور کلاسیکیت اجتماعی روحوں کی ترجمانی کہتے ہیں۔" سوال یہ ہے کہ ان کا اطلاق کس حد تک ہے؟ اقبال اسرار کتاب کے حامل ہیں اور ان کی نظر فرد اور جماعت دونوں پر تھی۔ اس کی تفصیل "اسرار و رموز" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ شعر اور شاعری میں اقبال کہتے ہیں:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

۳۳. "طلوع اسلام" کا شعر ہے:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم

جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اقبال نے "جاوید نامہ" کا ایک شعر "ارمغان حجاز" کے باب "حضور عالم انسانی" کی پیشانی پر درج کیا ہے۔ شعر یہ ہے:

آدمیت احترام آدمی باخبر شو از مقام آدمی

اور حسب ذیل شعر "تکلمات عالم عرفانی" (جاوید نامہ) کے زیر عنوان لکھا ہے:

برتر از گردوں مقام آدم است

اصل تہذیب احترام آدم است

۳۴. اقبال نے کہا:

میں ظلمت شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو

شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۱۶۲)

۳۵. دیکھیے، گفتار اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، صفحات ۵ تا ۸

۳۶۔ ملاحظہ کیجیے، علی عباس جلالپوری کی تصنیف "تاریخ کا نیا موڑ"

۳۷۔ اقبال ایک شاعر، بار دوم، صفحات ۲۸، ۳۱

۳۸۔ "مطالعۂ کتب" — مشمولہ "الاعلام" — لاہور، جنوری ۱۹۸۲ء، صفحہ ۳۷

۳۹۔ حرف برگ کے ضمن میں مظفر صدیقی نے لکھا ہے "یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر سلیم ہر [illegible] حکیم الامت اور شاعر مشرق علامہ اقبال [illegible] قائل تھے اور ان کا تفکر وہ حرف برگ کا نتیجہ ہے [illegible] اس طرح کے سوالات دوسرا مسٹر سلیم علی [illegible] ہیں انسان کی [illegible] کا موں پر پانی پھیر دیتے ہیں"۔ (دیکھیے اقبال ایک شاعر — مشمولہ "اقبال" اکتوبر ۱۹۷۹ء، ۱۴۳ – ۱۰۸)

۴۰۔ اقبال ایک شاعر، بار دوم، صفحہ ۱۳۰

۴۱۔ سلیم احمد نے ۹ اپریل ۱۹۰۹ء کے اقبال کے خط (بنام عطیہ) کا یہ اقتباس نقل کیا ہے: "میرے لیے ابھی بار [illegible] مرگ [illegible] کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دوں [illegible] پاؤں [illegible] کا مرحلہ آسان ہو جائے" اور ۷ جولائی ۱۹۰۹ء کے خط کا یہ اقتباس ہی: "کاش ہر شخص کے لیے زندگی موت کے انتظار کا نام [illegible] جہاں کی [illegible] ہوں"۔ سلیم احمد کا [illegible] ہوں [illegible] اقتباس [illegible]، اقبال کی [illegible] کا [illegible]

۴۲۔ اقبال ایک شاعر، بار دوم، صفحہ ۱۳۲

۴۳۔ مظفر صدیقی لکھتے ہیں: "سلیم کے اعتراضات یا استفسارات سے ۴۳ [illegible] کالجوں اور یونیورسٹیوں [illegible] debaters [illegible] debate کی طرح لگتی ہے" ("اقبال" — اکتوبر ۱۹۷۹ء، صفحہ ۲۷)

۴۴۔ دیکھیے، دور نگار [illegible] جلد دوم، صفحہ ۹۱

۴۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، مقالات اقبال، صفحہ ۲۰۷

۴۶ – ۴۷۔ "الاعلام" — جنوری ۱۹۸۲ء، صفحات ۳۰–۳۱، ۳۱–۳۲

۴۸ – ۴۹۔ اقبال ایک شاعر، بار دوم، صفحہ ۱۳۸

۵۰۔ اس احساس کے ضمن میں کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خوننابہ بار ۔۔۔ وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۱۳۳)

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آذاری اٹھا، برسا، گیا (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۱۵۲)

اب نوا پیرا ہے گلشن ہوا محرم ترا!
بے محل تیرا ترنم، نغمہ بے موسم ترا (" " ، صفحہ ۱۸۵)

[illegible] کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا (" ، صفحہ ۱۸۶)

مارشِ مشکِ حوادث کا تماشائی بھی ہو ۔ امتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ [کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۸۲]

حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی

ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز [کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۶۴]

۵۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی غزل کے یہ شعر قابلِ توجہ ہیں:

سفینۂ برگِ گل بنا لے گا قافلہ مورِ ناتواں کا

ہزار موجوں کی ہو کشاکش، مگر یہ دریا سے پار ہوگا

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو

شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا

۵۲۔ "شکوہ" میں اقبال اللہ سے کہتے ہیں کہ "مسلمان بے چارے ہیں، رسوائی ہے، ناداری ہے" "اپنے شیداؤں پہ یہ چشمِ غضب کیا معنی؟" اور "کفر ... کہ وہ رونقِ محفل نہ رہا" اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ ہماری محفل کی رونق بنے:

اے خوشا آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی

بے حجابانہ سوئے محفلِ ما باز آئی!

اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ: "اپنے پروانوں کو پھر ذوقِ خود افروزی دے" اور اس طرح:

مشکلیں امتِ مرحوم کی آساں کر دے ۔ مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماں کر دے

"جوابِ شکوہ" میں اللہ کی زبان سے مسلمانوں کو ان کے اسبابِ زوال بتائے ہیں اور نشاۃِ ثانیہ کا راز بھی بیان کیا ہے

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اللہ مسلمانوں کو امید دلاتا ہے، اسے حقیقت سے باخبر کرتا ہے اور اسے ایک شرط پر سب کچھ عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے:

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے

عصرِ نو رات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

"شمع اور شاعر" میں زوالِ امت کا بیان و احساس نمایاں ہے۔ نشاۃِ ثانیہ کی تعبیر بھی واضح ہوگئی ہے۔ "جوابِ شکوہ" کی طرح

مسلمان کو اس کی اہمیت سے آگاہ کر کے اسے حوصلے اور امید سے سرشار کیا ہے اور ... عالمِ اسلام کے اتحاد ... سے زوال

اور دنیا میں مردِ قوم، حیرت سے تبدیلی آنے کی پیش گوئی ہر بار ہوا ہے "خضرِ راہ" اور "طلوعِ اسلام" کا موضوع بھی اسلامی نشاۃ ثانیہ ہے۔ دونوں نظموں سے ایک ایک شعر یہاں نقل کیا جاتا ہے:

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

۵۳۔ اردو نظم بعنوان "دعا" کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے   جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل   اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے
احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا   امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

نشاۃ ثانیہ کی علامت کے طور پر لفظ "پھر" ہے جو کہ مسلم کے چار شعروں میں استعمال ہوا ہے۔ حسبِ ذیل اشعار بھی انہی میں سے ہیں:

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۵۹)

دے پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی (، صفحہ ۳۰۴)

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے   وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں! (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۹۲)

۵۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے "زبورِ عجم" کی وہ نظم جس کا ہر مصرع "از خوابِ گراں خیز" پر ختم ہوتا ہے، "از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز / از خوابِ گراں خیز" اس میں مسلمانوں کو اپنی خودی کی تکمیل کے ساتھ دنیا کی تعمیرِ نو کے لیے اٹھنے کو کہا ہے (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۴۲۲، صفحات ۸۱ تا ۸۲)

۵۵۔ انگریزی خطبات میں اقبال نے لکھا ہے کہ موجودہ ہمارے زمانے کا علاج نہ قرونِ وسطیٰ کے تصوف، نہ قوم پرستی، نہ ملوکیت، اشتراکیت میں ہے۔ اسلام ہی وہ ادعائی عقیدہ (dogma) ہے اور پیشوایانہ زہد اور نہ ظاہر پرستی، عصرِ حاضر کے انسان کو اخلاقی طور پر اس عظیم ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار کر سکتا ہے جو عصری سائنس کی ترقیوں نے اس کے کاندھوں پر ڈال دیا ہے۔ یہی دین (اسلام) ایسا دین ہے جو انسان کو پھر سے زندہ کرنے کا اہل ہے جس کی بدولت انسان دنیا میں قابلِ غور ... کا حامل ہو سکتا ہے اور آخرت میں اسے قائم رکھ سکتا ہے۔ (دیکھیے: ری کنسٹرکشن، ص ۱۷۹)

۵۶۔ مضمون کا اختتام اس پیراگراف پر ہوا ہے — "قدیم سے محبوب آنے کی دعوت دی تو منکری وقتیں ... ہوتے تھے" اور یہ حقیقی بہت سوال ہے جو یہ رستم کی شہرت دے دیں گے اگر میں اس کو منوا دیتا ۔ رستم کا انجام ... تھا اور مجھے یقینی طور پر معلوم ہے کہ میرا انجام کیا ہوگا؟ یہ انجام کیا ہو سکتا تھا؟ سوال اہم بھی ہے اور خطرناک بھی: کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا!" خطرناک کیا ہے؟ سلیم اختر نے خود لکھا ہے

کہ اقبال عطیہ سے شادی کی خواہش رکھتے تھے کہ شادی ان دونوں میں خطرناک ہوتی ہے؟ غور طلب بات یہ ہے کہ اقبال عطیہ سے شادی کے خواہشمند ہوتے تو حقیقت لوگ ان کے جذبہ پر شک کیسے کر سکتے؟

۵۷ـ۵۸۔ اقبال کا نفسیاتی مطالعہ، صفحات ۲۲، ۲۲۴

۵۹ـ۶۰۔ ایضاً، صفحات ۲۸، ۳۰ سلیم اختر تسلیم کرتے ہیں کہ ڈاکٹر رفیع [محاسنِ اقبال، ڈاکٹر معاصر] اقبال کے خطوط میں تلاش کرنے کی سعی لاحاصل ہوگی۔ چنانچہ ان خطوط سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اقبال، شبلی کی طرح، عطیہ سے "عشق کرتے" رہے۔ سلیم اختر نے شبلی کے جو اشعار نقل کیے ہیں، (۲۶، ۲۷) عطیہ کے لیے اقبال کے ایسے اشعار انہیں نہیں مل سکے

۶۱۔ ایضاً، ۳۴ تا ۴۱ یہ ادوار بالکل بنا بنایا ہوا ہے [تفصیل کے لیے پہلا باب میں "تصور زن"]

۶۲۔ ایضاً، صفحات ۴۲ـ۴۳، ۴۴ ـــ "یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ" "تخلقوا باخلاق اللہ" کی ترجمانی ہے۔ سلیم اختر کا انحصار مقامِ اقبال کی تفہیم سے کی بجائے اپنے پیشروؤں کی درامات پر ہے

۶۳۔ ایضاً، ۴۳ تا ۴۶ ـ اللہ تعالیٰ سے ہر لمحہ مسلمان کو قوی ہونا چاہیے۔ حاکمی، وغیرہ مراد حضرت مولانا صاحب ـ مقابلہ "دل والا" کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حصولِ قوت کی خواہش ذاتی بے بسی اور کمزوری کا نتیجہ ہوتی ہے۔ علم، عشق اور اقبال کے نزدیک "علم بے عشق است از طاغوتیاں"

۶۴۔ ایضاً، ۴۶ تا ۵۵۔ یہ الزام بھی ہوا میں معلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عطیہ اقبال سے شادی کی خواہش رکھتی تھیں

۶۵۔ ایضاً، صفحات ۶۱ـ۶۲۔ یہ الزام قمر بیگ نامی کا بھی الزام تراشی کا ہے۔

۶۶ـ۶۷۔ اقبال اور نسوانی حسن، صفحات ۳ـ۴، ۲۰ـ۲۱

۶۸ تا ۷۱۔ ایضاً، صفحات ۱۸، ۲۲، ۲۹، ۴۳

۷۲ تا ۷۷۔ ایضاً، صفحات (الترتیب) ۵، ۹، ۳۳، ۳۴، ۵۳، ۵۶

۷۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال دشمنی ایک مطالعہ، صفحات ۳۸ تا ۴۰

۷۹۔ اقبال از عطیہ بیگم، صفحات ۴۸ تا ۵۱

۸۰۔ سردار بیگم سے شادی کے آٹھویں دن علامہ اقبال نے کہا کہ "میں بالکل مطمئن ہوں اور اب آپ کو حسب الارشاد میں جواب لکھ رہا ہوں" [مدرسہ عالیہ]

۸۱۔ طفیل دارا کے خیال میں اقبال کے تعلقات عطیہ سے پہلے روکے ہوئے تھے اسی سے ناسور ہوئے۔ (۱۹،۱۲) ایک مرتبہ جلسہ میں اقبال کے اعتراضات کے "پہلو سے تعلق رکھنے والے تمام سے واقف تھے" (صفحہ ۱۰) حالانکہ عطیہ کی پیدائش ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ سفر کر کے لاہور سے چلے گئے ۱۹۱۳ء میں علی گڑھ سے ایف اے اور ۱۹۱۷ء میں ایم اے کر کے لاہور واپس آئے۔ ۱۹۱۱ء میں حیدرآباد چلے گئے۔ (مقالات حکیم۔ ۲، تعارف از شاہد حسین رزاقی) اقبال کی غزل "جس میں ڈھونڈتا تھا۔۔" (کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۱۰۳ تا ۱۰۵) جو اور مدعت کے اشعار پر مشتمل ہے (دیکھیے، مطالب بانگِ درا، صفحات ۱۸ تا ۱۹۱) طفیل دارا نے صرف اشعار نقل کر کے انہیں بہن حسینوں سے تعلق کے ذیل میں درج کیا ہے۔ (دیکھیے، صفحات ۴۱ـ۴۲)

۸۲۔ دیکھیے، کتاب مذکور، صفحات ۵، ۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۵

۱۵۔ فارسی گوئی

اقبال کی فارسی گوئی پر اعتراض کرنے والوں میں مستشرقین اور ہندو دانشور شامل ہیں ۔ ایک مرحلے پر خود اقبال بھی، ان معترضین میں شامل ہے ۔ مستشرقین میں سے جے۔ سی۔ بورگل نے اپنی کتاب (Musa Peregrinans) میں اور رالف رسل نے اپنے ایک مقالے "اقبال اور ایران کا پیغام" میں اقبال کی فارسی گوئی کو ہدف تنقید بنایا ہے[1]۔ بورگل کی رائے ہے کہ "ایسے اشخاص کا فارسی میں شعر کہنا جو خود ایرانی نہیں ہیں، سوائے تکلف اور زور طبع کے اور کچھ نہیں ہو سکتا"[2] رالف رسل نے لکھا ہے کہ اقبال نے ایک وسیع علاقے کے مسلمانوں سے ہم کلام ہونا چاہا جس میں افغانستان، ایران اور وسطی ایشیا شامل ہیں، جہاں دو سو سال پہلے تک فارسی نظم و نسق اور ثقافت کی زبان تھی ۔ اقبال غالباً اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ یہ زبان اب بھی وہی [illegible] رہی ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا ۔ اقبال فارسی میں یہ سمجھ کر لکھتے ہیں کہ اس کے ذریعے انہیں اب بھی وسیع تر علاقوں تک رسائی ہو جائے گی ۔

ڈاکٹر سچدانند سنہا نے پورا ایک باب اقبال کی فارسی گوئی اور فارسی شاعری کی قدر و قیمت پر اعتراضات کے لیے وقف کیا ہے دوسرے ہندو اہل علم نے انہی کے اعتراضات کو دہرایا ہے ۔ سنہا لکھتے ہیں کہ اردو کی جگہ فارسی میں زیادہ تر شاعری کر کے اقبال نے نہ صرف ہندوؤں کو بلکہ بیشتر ہندی مسلمانوں کو بھی اپنی شاعری کی حقیقی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے سے محروم کر دیا۔ سنہا سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا غالب، حسرت، اور ایسے ہی بیسیوں شاعروں کی طرح، اردو کی جگہ فارسی میں شاعری کر کے، اقبال فائدے میں رہے؟ سنہا نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا ہے ۔

سنہا کی رائے ہے، بقول براؤن ہندوستان میں جو فارسی لکھی گئی جس طرح کہ بابو انگریزی لکھی گئی۔ سنہا نے براؤن کے ساتھ خود، ہندوستان کی فارسی شاعری کے متعلق [illegible] کیے ہیں ۔ سنہا لکھتے ہیں کہ براؤن نے اپنی چار جلدوں کی Literary History of Persia میں ہندوستانی شعرا میں سے صرف خسرو پر بارہ سطریں لکھی ہیں ۔

ڈاکٹر سنہا کا یہ اعتراض یہ ہے کہ اپنی شاعری صرف فارسی زبان میں کی [illegible] کے قول [illegible][3] ہے ۔ ان کا خیال ہے کہ اقبال کی فارسی شاعری کو نہ ہندوستان اور نہ فارسی بولنے والے ممالک کی آئندہ نسلیں پڑھیں گی ۔ اقبال کے فارسی شعری مجموعے مطالعہ اور ناصحانہ ہیں ۔ فلسفیانہ اور [illegible] موضوعات پر مشتمل ۔ ان میں جوش اور متاثر کرنے والی اسلوب نہیں ہے

ڈاکٹر سنہا نے جس اعتراض کو بار بار دہرایا ہے اور جسے اقبال شروع ہی سے [illegible] کے لیے [illegible] وقف کیے ہیں وہ یہ ہے کہ اقبال کی فارسی شاعری کو ایران نے قبول نہیں کیا ۔ انہوں نے اس [illegible] کے متعلق وفد کی شہادت پیش کی ہے جو ۱۹۳۳ء میں آیا ۔ وفد کے سربراہ، علی اصغر حکمت، نے کہا کہ ایران میں اقبال، وسیع پیمانے پر، متعارف نہیں ہے ۔ ان کا نام صرف چند ادبی حلقوں تک محدود ہے ۔ اقبال کے مقابلے میں ٹیگور کو سارا ایران جانتا ہے ۔ وفد کے ایک اور رکن پروفیسر ابراہیم پور داؤد نے کہا کہ "اقبال ایک مقامی شاعر ہے جبکہ ٹیگور کی شخصیت عالمی ہے" سنہا نے علاوہ اقبال کا موازنہ [illegible] پشاوری سے بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ قوم پرستی اور حب الوطنی کے جذبات سے سرشار ہونے کے باعث نیز سادہ اسلوب کی بدولت ایران میں [illegible] پشاوری کو مقبولیت

۲

حاصل ہے کہ ان صفات کی مسرودوری [illegible] اقبال [illegible] رہا۔ ڈاکٹر محمد اسحاق نے اپنی کتاب Modern Persian Poetry میں اقبال کا کوئی ذکر نہیں کیا جبکہ عامر پشاوری کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔[۲]

۲

اقبال کی فارسی گوئی پر ڈاکٹر سنہا کے اعتراضات کا جائزہ لینے سے پہلے ایک حوالے اعتراف کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ [illegible] سنہا کی کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ "... ہم ڈاکٹر سنہا کی ساری زندگی کے علمی دست کار، جو انگریزی زبان [illegible] فارسی [illegible] سے گزار کر دیکھتے ہیں تو ہمیں اقبال ہی کی طرح کا فرق [illegible] نظر آتا ہے اور [illegible] [illegible] ہی دیکھا ہے۔" [illegible] پر تبصرہ کرتے ہوئے، صوفی [illegible] آزاد نے، حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے:

"یار دیکھ [illegible] ، شائستہ اور [illegible] اقبال کے غیر ملکی زبان میں لکھنے کا [illegible] دیا ہے کہ مسز اقبال [illegible] ڈاکٹر سنہا کو چاہیے تھا کہ [illegible] اعتراف کی [illegible] کمال دیتے۔"[۳۰]

ڈاکٹر سنہا نے عرفی کے حوالے سے میر سے متعلق باتیں لکھی ہیں۔ عرفی نے اسلام کی [illegible] تاریخ لکھی ہے کہ مرحوم عرفی "لہذا ہندوستانی فارسی ادب اس کے موضوع سے خارج تھا"۔ اس کے علاوہ عرفی [illegible] شریف اقبال کی نام [illegible] فارسی [illegible] کی [illegible] لکھی گئی [illegible] پروفیسر [illegible] ہی [illegible] میں ہندوستان کے فارسی شعرا کا ذکر [illegible] [illegible] کی نظموں [illegible] [illegible] تاہم [illegible] ، پروفیسر [illegible] نے "اسرار خودی" پر تبصرہ لکھا [illegible] [illegible] [illegible] شائع ہوا [illegible] موصوف نے "اسرار خودی" کو مسلمانوں کے [illegible] [illegible] کا حامل بتایا ہے اور ہندوستانی فارسی شعرا کے کسی [illegible] [illegible] [illegible] کی "[illegible] اقبال ، [illegible] ، فارسی اور [illegible] [illegible] روایتی شاعری کے عیوب سے [illegible] [illegible] اقبال [illegible] شاعری [illegible] ، [illegible] اصلاح [illegible] [illegible] ان کی اصلاح پر [illegible] توجہ [illegible] کی ہے۔"

اقبال کی مادری زبان پنجابی تھی۔ انہوں نے اردو، فارسی اور انگریزی میں لکھا۔ شاعری اردو اور فارسی میں کی۔ ڈاکٹر سنہا کی [illegible] کے مطابق اقبال کو شاعری صرف پنجابی میں کرنا چاہیے تھی کہ "[illegible] [illegible] ہو سکتی۔ اقبال کی اردو اور فارسی [illegible] [illegible] اسلوب اور فکر دونوں کے اعتبار سے بہترین شاعری [illegible] ڈاکٹر سنہا نے لارڈ میکالے کا [illegible] لیا ہے [illegible] [illegible] اقبال نے ، ایک گفتگو کے دوران ، حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے:

"[illegible] [illegible] لکھا کہ [illegible] زبان کے سوا آدمی اور کسی زبان میں اپنا مطلب پوری طرح بیان نہیں کر سکتا۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ زبان کا سوال اتنا اہم نہیں ہوتا۔ [illegible] زبان ہو، صرف مشق ہونی چاہیے۔ ہر ایک زبان میں لکھا جا سکتا ہے۔ اصل چیز تو خیال ہے۔"[۳۱]

ٹیگور سے اقبال کا موازنہ [illegible] عامر پشاوری سے [illegible] [illegible] [illegible] وقت [illegible] کے آگے [illegible] [illegible] انقلاب کے [illegible] [illegible] کے لیے جلیل ہی گیا۔ [illegible] جو اہمیت و مقبولیت علامہ اقبال کو حاصل ہے [illegible] ٹیگور یا عامر پشاوری کو حاصل نہیں۔ ڈاکٹر [illegible] [illegible] [illegible] مرتی ہوئی صورت [illegible] دیکھ کر ، [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کی [illegible] [illegible] [illegible] کے حوالے سے [illegible] ہے

۲

علاوہ اقبال کے تجدید ادب میں [illegible] کا عکس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر [illegible] کا یہ ذیل شعر اہل ایران میں بہت مقبول ہے۔

می رسد مردی کہ زنجیر غلاماں بشکند

دیدہ ام از روزنِ دیوارِ زندانِ شما

۳

ڈاکٹر سید [illegible] نے اقبال کے فارسی کلام پر جس [illegible] کو [illegible] کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایران [illegible]
کیا۔ اس کا ثبوت ہے کہ اس حلقے میں صرف [illegible] کی [illegible] سے میسر ہو سکتی ہے چنانچہ ایرانی [illegible] کی
[illegible] نے [illegible] کو درست قرار دیا ہے تاہم وہ لکھتے ہیں کہ تمام پاکستان کے [illegible] اقبال [illegible]
جب اقبال [illegible] شروع کی تو کلام اقبال کی طرف توجہ مبذول ہوئی [illegible] اقبال کے [illegible] میں [illegible] ملک الشعرا [illegible] کہا

عصر حاضر خاصۂ اقبال گشت

واحدی کز صد ہزاراں برگذشت

پھر ایران میں بہت مشہور ہوا۔ اقبال پر [illegible] اور نوجوان ادیبوں نے لکھنا شروع کیا۔ اس میں [illegible] کا
علمی اور حکومت شامل تھی چنانچہ اقبال ایران میں غیر معروف [illegible] اسلامی انقلاب کے [illegible] ڈاکٹر [illegible]
نے اقبال کو اپنا راہبر مان کر ایران کے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کی۔

[illegible] ایران میں اقبال شناسی کو فروغ حاصل ہوا۔ دہلی یونیورسٹی کے ڈاکٹر [illegible] نے ایک مقالے میں اہل ایران
کی اقبال پر لکھی ہوئی اکتیس[۲۱] کتابوں اور چھتیس[۳۶] مقالات کی فہرست ۱۹۸۲ء میں دی تھی[۱۱] اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔
اقبال کے بارے میں [illegible] الشعرا بہار کی رائے اوپر نقل ہوئی ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ایران کی کچھ اور [illegible]
نقل کر دی جائیں۔ اس سے ایران میں اقبال کی مقبولیت اور ان کی فارسی شاعری کے معیار کا اندازہ ہو سکے گا

ڈاکٹر [illegible] نے پچاس کی دہائی کے اواخر میں اردو کالج کراچی میں [illegible] اقبال کی [illegible] شعر [illegible] ایک [illegible]
جس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر [illegible] نے کیا۔ ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] میں [illegible] اور [illegible] حاصل ہوئے
[illegible] اقبال پر [illegible] ہو گئے تھے انھوں نے فارسی شاعری [illegible]
چراغ کو پھر سے روشن کیا اور اسے اس قابل بنایا کہ [illegible] کو پر رونق کر دے۔ فارسی زبان کے شعرا میں [illegible]
اعلیٰ معنی کے اعتبار سے اقبال کو [illegible] مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ان کے فارسی کلام نے خود فارسی زبان کے مقام و مرتبہ کو
بڑھا دیا ہے[۱۲] ڈاکٹر [illegible] نے اقبال کے اسلوب کو "سبک اقبال" کا نام دیا ہے جو بقول [illegible] کسی اہل زبان کی جانب سے
برصغیر کے کسی شاعر کو دیا گیا سب سے بڑا خراج تحسین ہے۔ ڈاکٹر علی رضا [illegible] نے اقبال کو "[illegible]" فارسی
کا خراج تحسین پیش کیا ہے[۱۳] ڈاکٹر [illegible] کے مطابق جس شخص کے اندر وہ تمام انسانی خوبیاں جمع ہو جائیں جو عام طور پر کسی ایک
فرد میں جمع نہیں ہوتیں وہ "[illegible]" کہلانے کا مستحق ہے۔ ڈاکٹر [illegible] نے اقبال کو "[illegible]" کہا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] اقبال کو

مصلح قرن آخر قرار دیا ہے[17]۔ پل ایرانی بالعموم مسرور ہیں [illegible] اقبال [illegible] کی قیادت اور ایرانی انقلاب [illegible] پیش گوئی [illegible] کر دی تھی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اقبال کا خواب پورا ہو گیا ہے۔ وہ [illegible] کرتے ہیں کہ دیگر اسلامی [illegible] کے ساتھ ساتھ ایرانی قوم نے [illegible] تحریک کے دوران فکرِ اقبال [illegible] سے بھی روشنی حاصل کی ہے[18]۔ ایران کے سابق صدر اور موجودہ روحانی پیشوا [illegible] نے اقبال کی فارسی شاعری کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

"اقبال کا فارسی کلام بھی (اردو کلام کی طرح) [illegible] ہر ایک شعری محرکات میں سے ہے۔ ہمارے [illegible] کی تاریخ میں [illegible] لکھنے والے [illegible] بہت زیادہ ہیں لیکن کسی کی بھی [illegible] ان کی [illegible] جو فارسی میں شعر کہنے میں ان کی [illegible] کا حامل ہو"[19]

۴

اقبال کی فارسی گوئی پر درجنوں صاحبان نے [illegible] یا [illegible] اظہارِ خیال کیا ہے۔ گویا یہ سوال اہمیت رکھتا ہے [illegible] فارسی شاعری کا جواز کیا ہے۔ اس سوال کے [illegible] پہلوؤں [illegible] کی جا سکتی ہے [illegible] یہ کہ فارسی شاعری کی بدولت کلامِ اقبال کا [illegible] بڑھا یا نہیں؟ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر اقبال فارسی شاعری [illegible] تو کیا اسی معیار کے سوا اردو کلام میں [illegible] ہو جاتا؟ [illegible] پہلو یہ ہے کہ تخلیق کار کو ذریعہ اظہار کے انتخاب کا حق اپنی پسند اور مزاج کے مطابق ہے یا نہیں؟

سید سلیمان ندوی [illegible] میں شامل ہو کر [illegible] کی فارسی [illegible] (سابق وزیر تعلیمات ایران) اور [illegible] ہوئی اور ملتی [illegible] ہو گئی [illegible] کیا [illegible] نے "اسرار" اور "رموز" کے [illegible] مطالعہ کے لیے دیے [illegible] اور [illegible] دریافت کیا کہ فارسی زبان میں اقبال نے [illegible] شعر کہا ہے[15]۔ [illegible] لکھتے ہیں کہ لیے اردو کی جگہ اقبال کی فارسی گوئی [illegible] تھا لیکن یہ غلطی ہو گا [illegible] ہندوستان سے باہر [illegible] اردو [illegible] اور عالمِ اسلام [illegible] اقبال کی رسائی [illegible] تھی۔ دوسرے یہ کہ کلاسیکی فارسی اردو سے قدیم تر اور [illegible] تر تھی[16]۔ [illegible] یہ ہے کہ فارسی زبان سے اقبال کے دائرہ اثر کو وسعت ملی ہے[17]۔ فارسی عالمِ اسلام کی اہم زبان ہے۔ [illegible] نے اقبال پر [illegible] کا جو [illegible] ہے اس سے جواز [illegible] ایران، افغانستان اور تاجکستان میں کلامِ اقبال [illegible] اسی زبان میں پڑھتے ہیں۔ [illegible] مشرق و مغرب میں فارسی جاننے والے اقبال کے [illegible] سے براہِ راست استفادہ کرتے ہیں۔ [illegible] صاحبِ علم نے "اسرارِ خودی" کا انگریزی [illegible] یورپ اور امریکہ میں متعارف ہوئے۔

شیخ عبدالقادر "بانگِ درا" کے دیباچے میں لکھتے ہیں [illegible] کا فلسفہ علم فلسفہ کے ساتھ گہرا ہو گیا [illegible] اظہار کو بھی پایا [illegible] فارسی کی طرف مائل ہو گئے۔ [illegible] مولانا اسلم [illegible] فلسفیانہ اور صوفیانہ خیالات ادا کرنے کے لیے دنیا کی زبانوں میں فارسی زبان سے زیادہ بہتر کوئی زبان نہیں[20]۔ چنانچہ ایک طرف فارسی زبان کی [illegible] اور دوسری طرف اقبال کا [illegible] کی طرف [illegible] پیشِ نظر رہنا چاہیے۔ اقبال کی اپنی تحریروں سے [illegible] اور [illegible] پڑتی ہے۔ [illegible] کے نام اپنے مکتوب [illegible]

میں اقبال لکھتے ہیں کہ "فارسی کی طرف میلان زیادہ ہوتا جاتا ہے اور وجہ یہ کہ دل کا بخار اردو میں نہیں نکال سکتا"[21] اسرار خودی کی تمہید میں اقبال کہتے ہیں کہ اگرچہ اردو [illegible] ہے لیکن فارسی اس سے زیادہ شیریں ہے۔ فارسی کے [illegible] نے میری فکر کو مسحور کر دیا ہے اور میرا قلم نخل طور کی شاخ بن گیا ہے۔ میرے فکر بلند کی فطرت سے فارسی زیادہ مناسبت رکھتی ہے"[22]

اصلی محرک پر فارسی میں لکھنے کی روایت [illegible] ہے [illegible] مثل کے [illegible] مولانا روم، میرے [illegible] تھے لیکن [illegible] فارسی [illegible] ان کی مقصد اقبال کا [illegible] تھی کہ [illegible] طرز پر فارسی میں مثنوی لکھی جائے[23] یہ وجہ اور "اسرار خودی" کو فارسی [illegible] کا باعث بننے [illegible] ایک وجہ یہ بھی ہے کہ [illegible] (دیکھیے حاشیہ ۱۱) [illegible] میں اقبال [illegible] کے بعد فارسی [illegible] مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں [illegible] شعر کہتا رہا[24] [illegible] رکھی جائیں تو ان دونوں کا حال [illegible] یہ کہتے ہیں کہ اگر اقبال فارسی میں شاعری نہ کرتے تو ان کی [illegible] اردو شعر میں اضافہ ہو جاتا۔ اس سلسلے میں اقبال کا ایک [illegible] ہے۔ [illegible] لکھتے ہیں

> "ایک مرتبہ میں [illegible] کے ڈاکٹر صاحب [illegible] سوال کیا آپ نے اردو میں لکھنا بالکل ترک کر دیا ہے۔ فارسی میں لکھا جاتا ہے [illegible] (یہ اس زمانے کی بات ہے جب "پیام مشرق" کے بعد "زبور عجم" اور "زبور عجم" کے بعد "جاوید نامہ" شائع ہوئی) ۔ ڈاکٹر صاحب میری اس بات پر غور کر کے دیر خاموش رہے [illegible] "It comes to me in Persian" (مجھے ہر شعر فارسی ہی میں ہوتا ہے)[25]

۵

فارسی شاعری کے جواز کا تیسرا پہلو شاعر کے حق انتخاب کا ہے۔ اقبال [illegible] کا بیان ہے کہ اقبال کی فارسی شاعری [illegible] اردو کا بہت نقصان ہوا تاہم اقبال کی فارسی شاعری کے بارے میں معترضانہ [illegible][26] اقبال [illegible] ڈاکٹر سہا [illegible] ہوتا ہے۔ سہا کا اعتراض صرف یہ نہیں ہے کہ اقبال نے فارسی شاعری کیوں کی [illegible] یہ ہے کہ ان کی اردو شاعری فارسی آمیز کیوں ہے۔ سہا کا مطالبہ ہے کہ اقبال "شکتی، شانتی" اور "گاؤں" والی اردو لکھتے[27] [illegible] کہ اقبال اردو میں وہ ذخیرۂ الفاظ استعمال کرتے ہیں جسے ہندو [illegible] ہیں اور وہ ذخیرۂ الفاظ استعمال نہ کرتے [illegible] مسلمان [illegible] ہیں۔ یہ سارا مطالبہ سیاسی پکڑ ہے جو "ہندی قومیت" پر منتج ہوتا ہے

اردو اور فارسی دونوں مسلمانوں کی زبانیں ہیں۔ اقبال کا شعری ذریعۂ اظہار ان کے مقاصد، پسند اور سہولت کے مطابق ہے۔ اقبال کے مخاطب اولاً مسلمان ہیں اور پھر عالم انسانیت جس میں ہندو شامل ہیں۔ اردو مسلمانوں اور ہندوؤں کی مشترکہ زبان تھی۔ ہندوؤں نے اردو چھوڑ کر ہندی تشکیل دی اور اسے [illegible] کیا۔ اب وہ چاہیں تو کلام اقبال کو ہندی میں ترجمہ کرالیں لیکن اقبال کے حق انتخاب پر معترض ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

حواشی

۱. اے جے آربری کی کتاب کا مقدمہ Sword and Sceptre میں شامل ہے۔ دیکھیے صفحات ۱۸۷ تا ۲۰۰

۲. Iqbal The Poet and His Message از ڈاکٹر سچدانند سنہا، صفحات ۱۱۶، ۱۳۰

۳. اقبال کی شاعری، صفحہ ۳۰۶

۴. مقالات شریف، صفحہ ۹۶

۵. دیکھیے، The Sword and the Sceptre مرتبہ رفعت حسن، صفحہ ۲۹۱

۶. دیکھیے، "ارمغان حجاز" میں "ابلیس" کے عنوان کے تحت "حرم کلیم" کی منظومات

۷. صحیفۂ اقبال، مرتبہ یونس جاوید، صفحہ ۳۲

۸. علامہ اقبال کا یہ شعر قابل توجہ ہے:

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینۂ ادراک میں ہے (کلیات اقبال، صفحہ ۲۵۶)

۹. دیکھیے، [illegible] کا مضمون "[illegible] میں اقبال کی معنویت" مجلہ "[illegible]" ۲، [illegible] صفحات ۸۸، ۱۲

۱۰. ایضاً، صفحات ۹۹ - ۷۵

۱۱. "اقبال ایران میں" مشمولہ "اقبال [illegible]" مرتبہ سید [illegible]، صفحات ۱۰۵ تا ۱۱۰

۱۲. دیکھیے، اقبال ۱۹۸۶ء، مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت، صفحات ۲۰۹ تا ۲۰۸

۱۳. "اقبال کی فارسی شاعری [illegible]" مجلہ "اقبال [illegible]" صفحہ ۱۸۵

۱۴. ڈاکٹر علی شریعتی کی اقبال پر لکھی گئی ایک کتاب کا نام "[illegible]" ہے

۱۵-۱۶. اقبال: مشرق کا بلند ستارہ، صفحات ۵، ۱۱

۱۷. اقبال، سید سلیمان ندوی کی نظر میں، [illegible]، کراچی، صفحہ ۱۰

۱۸. مقالات شریف، صفحہ ۹۵

۱۹. اقبال نے [illegible] سے بالعموم اور [illegible] اقوام سے بالخصوص [illegible] ظاہر ہے کہ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۳۸ء کے [illegible] کی وسعت کو ضروری خیال کرتے تھے۔ تاہم "اسرار خودی" کی اشاعت کے وقت ۱۹۱۵ء سے پہلے [illegible] جاتے تھے۔ اقبال [illegible] [illegible] سے [illegible] تھا کہ [illegible] [illegible] کے [illegible] کو [illegible] سے [illegible]۔ (دیکھیے، [illegible]، صفحہ ۱۱۹، [illegible] اقبال، صفحہ ۸۹)

۲۰۔ اقبال کامل، صفحہ ۱۱۲

۲۱۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحہ ۳۳۳

۲۲۔ اصل فارسی اشعار حسبِ ذیل ہیں:

گرچہ ہندی در عذوبت شکر است   طرزِ گفتارِ دری شیریں تر است

فکرِ من از جلوہ اش مسحور گشت   خامۂ من شاخِ نخلِ طور گشت

فارسی از رموزِ بیخودی (اسرارِ خودی)   در عرضِ حالِ مصنف (اسرارِ خودی)   [کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۰ - ۱۱]

۲۳۔ دیکھیے، مکتوب بنام علامہ شبلی، مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، ج ۱، ص ۲۲۵

۲۴۔ سفرنامۂ اقبال، محمد حمزہ فاروقی، ص ۸۹

۲۵۔ اقبال کی شخصیت اور شاعری، صفحہ ۱۵

یہ حسنِ اتفاق ہے کہ [illegible] کے بعد اقبال کے دو شعری مجموعے "بالِ جبریل" اور "ضربِ کلیم" (۱۹۳۵ء، ۱۹۳۶ء)

اور ارمغانِ حجاز کے حصہ اردو ہیں۔ یہ شعری سرمایہ اردو دنیا کے لیے باعثِ اطمینان ہوا ہے۔

۲۶۔ دیکھیے، The Ardent Pilgrim، صفحات ۹۲-۹۳

۲۷۔ دیکھیے، Iqbal the Poet and His Message، [illegible] ص [illegible] ۱۹۷

۱ تیسرا باب

فکری اساس اور بنیادی حیثیت پر اعتراضات

تیسرا باب: فکری اساس اور بنیادی حیثیت پر اعتراضات

صفحہ

۱۔ کیا فکرِ اقبال مستعار ہے؟

(۱) اقبال اور مغربی فکر

ڈاکٹر آر اے نکلسن (Reynold A Nicholson) کا اقبالیات میں اہم مقام ہے۔ انہوں نے "اسرارِ خودی" کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اس ترجمے کے ساتھ جو دیباچہ تھا [illegible] ایک الگ مضمون کی صورت میں، جولائی ۱۹۲۰ء [illegible] "The Quest" لندن میں شائع کروایا۔ ڈاکٹر نکلسن کا انگریزی ترجمہ اور یہ مضمون بعنوان :

The Secrets of the Self: A Muslim poet's Interpretation of Vitalism

یورپ اور امریکہ میں علامہ اقبال کی شہرت کا باعث بنا۔ اقبال پر لکھنے والے دوسرے مستشرقین نکلسن کے [illegible] رہے۔ ۱۹۲۰ اور ۱۹۲۱ میں "اسرارِ خودی" پر جو ریویو شائع ہوئے ان میں ای ایم فارسٹر (E M Forster)، [illegible] (Dickinson)، ای جی براؤن (E G Browne) اور ہربرٹ ریڈ (Herbert Read) کے [illegible] سب نے ہی نکلسن کی آرا سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ ہربرٹ ریڈ لکھتے ہیں کہ "آج [illegible] کے دماغ میں پیدا، نکلسن کے تتبع میں، [illegible] اور [illegible] پر طبع آزمائی کر رہے ہیں [illegible] ایک ایسی سطح تیار کی گئی ہے جس کے بارے میں [illegible] کی نوجوان نسل میں [illegible] میں سے ایک کے بقول: اقبال ہمارے لیے [illegible] اور اس نے مردوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی ہے۔"[2] [illegible] کا ذکر کیا گیا ہے وہ ڈاکٹر نکلسن ہیں۔

[illegible] ڈاکٹر نکلسن ہی کی [illegible] کا [illegible] اور برگساں کا مرہونِ منت ہے۔ جس اقتباس سے یہ مغالطہ [illegible] وہ حسبِ ذیل ہے:

> Iqbal has drawn deep of European literature, his philosophy owes much to Nietzsche and Bergson, and his poetry often reminds us of Shelley; yet after all he thinks and feels as a Moslem, and just for this reason his influence on the younger generation of Indian Moslems is likely to be great. "His name", says one of them "is the synonym for promise and prophecy. He has come amongst us as a Messiah and has stirred the dead with life."[3]

نکلسن کا [illegible] میں [illegible]

کے ساتھ ساتھ پروفیسر نکلسن اپنے اس موقف سے [illegible] اقبال کے مصنوعی [illegible]

مختلف انداز سے اسے اب تک دہرا رہے ہیں۔

ڈاکٹر نکلسن نے اپنے [illegible] میں [illegible]

ڈالی ہے۔ اس بیان میں نیٹشے کا ذکر اس طرح آیا ہے:

> Thus the kingdom of God on earth means a democracy of more or less unique individuals, presided over by the most unique individual possible on this earth. Neitzsche had a glimpse of this ideal race, but his atheism and his aristocratic prejudices marred his whole conception[4]

اقبال کے مرد کامل [illegible]

[illegible] The Quest [illegible]

[illegible] نکلسن [illegible]

> Iqbal I am told, does not deny that he has been influenced by Netzsche, and it is easy to see why. Although sometimes his Perfect Man appears to be closely akin to the Uebermensch of the German philosopher the points of resemblance only are superficial. Iqbal says, "Be tyrant" but he adds: "Ignore all except God." The exception is all important. Nietzche would not have made it; he would have said "Ignore all except thy will to power." The Muslim poet acknowledges the authority of law, morality and religion as revealed in the Koran, he feels that his inner strength is derived from love of God and developed by love of man[6]

[illegible] نکلسن [illegible] اقبال [illegible]

اور اشتراکی تصورات پر گرفت کی ہے۔ چنانچہ [illegible] اقبال کے موقف سے پروفیسر نکلسن متفق دکھائی دیتے ہیں۔

اس کے باوجود [illegible] ڈکنسن [illegible] لکھ دیا تھا [illegible] ۔ "اسرارِ خودی" پر [illegible] کا تبصرہ "[illegible]" میں [illegible]

کو شائع ہوا۔ اس تبصرے [illegible] اقبال نٹشے سے متاثر ہوئے اور [illegible]

[illegible] تعین [illegible] اقبال [illegible]

نٹشے کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ [illegible]

کرتے ہیں [illegible] ہو چکا ہے۔ [illegible]

[illegible] ضرورت تھی۔ [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

اسرارِ خودی پر ڈکنسن کا ریویو [illegible] دسمبر ۱۹۲۰ء کو "دی نیشن" لندن میں شائع ہوا [illegible]

[illegible] ڈکنسن [illegible] (پیام مشرق [illegible])

اقبال پر اثرات کا ذکر کرتے ہوئے ڈکنسن نے [illegible] نٹشے [illegible] کیا ہے۔

> But the strongest influence is Nietsche. The doctrine of hardness of individuality, of the need of conflict and the benefit of an enemy run all through the poem.[7]

[illegible] اقبال [illegible] ڈکنسن [illegible] ۱۹۲۲ء [illegible] ڈکنسن [illegible]

دیا "[illegible] پیام مشرق" [illegible]

> The affinities with Nietzsche and Bergson need not be emphasised.[8]

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ پروفیسر نکلسن [illegible] اسلامی [illegible] ۱۹۲۱ء کو "[illegible]"

[illegible] اسلامی [illegible]

کی اور کہا کہ [illegible] نٹشے [illegible]

میں اقبال [illegible] "اسرارِ خودی" [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

پہنچا کہ یہ بالکل الگ تعلیم ہے۔[9]

پروفیسر نکلسن کے اس [illegible] نٹشے کا [illegible] ۱۹۲۲ء [illegible]

میں علامہ اقبال نے [illegible] نٹشے کی [illegible]

اور نٹشے کے [illegible] اقبال [illegible] "انسانِ کامل" [illegible] اسلامی [illegible]

اور [illegible] علامہ اقبال [illegible]

تحریروں اور [illegible] اسلام کے [illegible] حق اور [illegible] مطالعہ کیا [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]

ہے اور اختلاف بنیادی نوعیت کا ہے ۔ اس [illegible] اور [illegible] کی مثال حضرت موسیٰ اور فرعون کی شخصیات ہیں ۔

[illegible]

[illegible] (Vare Claude Maistre) [illegible] اقبال کا [illegible]

[illegible]

٢

[illegible]

[illegible] (Two Cheers for Democracy) [illegible]

[illegible]

واضح ہے کہ ان [illegible] کے [illegible] مادہ پرستی ہو رہا ہے اور جمہوریت کے [illegible] روحانی جمہوریت ہے [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] اقبال [illegible] نطشے نے [illegible] تعصب اور الحاد نے اس کے تصور کو غارت کر دیا۔"

اسرارِ خودی [illegible] نکلسن نے اپنے دیباچہ میں اقبال پر [illegible] اقبال کا [illegible] نطشے [illegible] مادیت [illegible] اسرار [illegible] مثنوی [illegible] اقبال [illegible] نکلسن [illegible] اقبال نے [illegible] کی کوشش کی۔

[illegible] اقبال [illegible] اسرار [illegible] روحانیت میں [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] اقبال نے نکلسن [illegible] اسرارِ خودی [illegible] نطشے [illegible]

علامہ اقبال نے [illegible] قرآن کریم کی [illegible] نطشے [illegible] اقبال [illegible]

Further Nietzsche's Superman is a biological product. The Islamic perfect man is the product of moral and spiritual forces. Nietzsche recognises no spiritual purpose in the universe. To him, there is no ethical principal inherent in the forces of history. Virtue, justice, duty, love all are meaningless terms to him. The process of history is determined purely by economical forces and the only principal that governs is 'Might is Right'.[12]

جس کی لا فانی اٹھی جیسی [illegible] ہے جسے انسان قبول نہیں کرتا [illegible] وہ منظر ہیں [illegible]

[illegible] ہے - اس کی [illegible] یہ ہے کہ [illegible] اقبال کا مرد خدا روحانی اور اخلاقی قوتوں کا مظہر [illegible]

نطشے [illegible] روحانی و اخلاقی [illegible] اخلاقی اصول [illegible]

[illegible] اقبال کے نزدیک یہ [illegible] اس کی [illegible] ہے

اقبال مزید لکھتے ہیں کہ نطشے اور کارل مارکس دونوں [illegible]

[illegible] کارل مارکس [illegible]

[illegible] نطشے کا مال [illegible]

[illegible] اقبال کے [illegible]

[illegible] کارل مارکس اور نطشے [illegible] مارکس [illegible]

[illegible]

اور فوق البشر [illegible] نتائج کے اعتبار سے ایک ہیں - نطشے کے متعلق اقبال کہتے ہیں:

"زندگی شرح اشارات خودی است   لا و الا از مقامات خودی است !

او به لا درماند و تا الا نرفت   از مقام عبدہ بیگانہ رفت !

کاش بودے در زمان احمدے   تا رسیدے بر سرور سرمدے"[11]

لا اور الا کو [illegible] اقبال [illegible] لا کے مقام [illegible] اور الا [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

[illegible] یہ علاوہ [illegible] اقبال [illegible][12]

اسی سوال سے ڈاکٹر نکلسن کی رائے سے متاثر ہو کر اپنی [illegible] میں [illegible] کہ [illegible]
کا فلسفہ مشرقی رنگ میں مشہور جرمن فلسفی نٹشے کا چربہ ہے [22] [illegible] اسرارِ خودی [illegible]
میں شائع ہوا [illegible] نظریہ پیش کیا ہے۔ [illegible] موصوف نے پروفیسر نکلسن کی رائے اور خود اپنی رائے کی تردید کی ہے۔ سوال
یہ ہے کہ ڈاکٹر نکلسن کے مطابق اقبال کا فلسفہ [illegible] اور برگساں کا مرہونِ منت [illegible]
[illegible] ہے۔ [illegible] اسلامی تعلیم ہے [illegible] مشرق [illegible] اور ہمہ اوست کے [illegible] اسلامی [illegible]
اقبال کے نقطۂ نظر [illegible] مسلمانوں کی [illegible] علم کے [illegible] کو [illegible] ہے[25]

ایچ اے آر گب نے اپنی کتاب (Whither Islam) میں حسبِ ذیل رائے کا اظہار کیا ہے:

What strikes one first in Iqbal is the strength and the fervour of his love for Islam as an ideal which if fully realized should suffice for Man's every want in this world and the next. His wide reading and his poetic temperament have created in his mind so attractive and so inspiring a picture of the simplicity, the force and the appeal of early Islam that his main preoccupation centres round a return to that simple creed in order to regain what he believes Islam to have lost[26]

اس اقتباس سے حسبِ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) اقبال کا نصب العین اسلام ہے۔
(۲) اسلام سے اقبال کی محبت میں سرگرمی اور مضبوطی ہے۔
(۳) اقبال کے [illegible] اسلام [illegible] کی ہر [illegible] اور [illegible] ضرورت [illegible]
(۴) اور مسلمانوں کا اصل اسلام کی طرف رجوع [illegible] اپنا مقام واپس [illegible]

یہ چاروں باتیں درست ہیں۔ گب کی رائے [illegible] اقبال کے [illegible] ([illegible]) کی شکل [illegible]
ہوتا ہے لیکن [illegible] اقبال کی فکری [illegible] کی ہے۔ اپنی کتاب (Mohammedanism) میں [illegible]
لکھا ہے کہ اقبال [illegible] اسلامی [illegible] کے [illegible]
کے اسرار میں [illegible] ہے[27] [illegible] (Modern Trends in Islam) [illegible] (Dean Inge) کا
یہ قول درج کیا ہے کہ "جب آپ [illegible] اقبال کے [illegible] [28] [illegible]
سے اقبال کے [illegible] کو [illegible] ([illegible]) [illegible] ہے کہ اقبال [illegible] [29]
[illegible] ساتھ ہی ہے [illegible] وحدت الوجود [illegible] ہے

اس ضمن میں مرحوم کا "اسرار خودی" پر تبصرہ [illegible] قابل توجہ ہے

کانٹ ویل سمتھ نے اپنی مشہور تصنیف (Modern Islam in India) میں اقبال کو ایک طرف مغربی فلسفیوں اور [illegible]

دوسری طرف نیٹشے [نیز برگساں] کا خوشہ چیں قرار دیا ہے۔ سمتھ لکھتا ہے:

Iqbal has been criticised as an unoriginal thinker, it is pointed out that much of his philosophy is but an Islamicization of, particularly, Nietzsche and Bergson. Of course anyone familiar with modern European thought must readily detect in Iqbal's ideas the western sources[29]

سمتھ کا موقف یہ کہ اقبال کا بیشتر [illegible]

[illegible] اقبال کے مغربی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں [illegible]

[illegible] تردید کی تھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اقبال نے مغرب و مشرق اور مغربی مفکرین [illegible]

[illegible]

[illegible] کا ثبوت ہے۔ اقبال [illegible] مغربی خیالات کی [illegible]

[illegible] ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"[٣٣]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اقبال برگساں کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

دوری آگاہ ہے ... آشنا ہی ان کی فکری ضرورت ... قرار دیئے گئے ہی ... وہ ... [illegible] ... سے ... کا ... اور

... پر محقق تھا[34] تاہم اصل سوال یہی ہے کہ اقبال کا ... جانتے تھے ... اصل اور اہم سوال یہ ہے کہ اقبال ...

کی صحت کا انحصار کس پر ہے ... اقبال کہتے ہیں کہ ... [35] اقبال کے ... [illegible]

تصورات پر کاری ضرب لگاتے ہیں ... آل احمد سرور ... لکھتے ہیں کہ "اقبال کی شاعری میں وہ طرز ... ذوقِ یقین کا غلبہ ... جانے

... ہوتی ہے[36] اصل بات یہی ... اقبال کی ... [37] ... اور

... مغربی فکر ... اقبال ... اسلامی ... کی ... [38] لیکن

ذوقِ یقین سے عاری مغربی فکر کو مسیحائی سے محروم کر رہی ہے:

عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری

عجب ایں است کہ بیمار تو بیمار تر است[39]

... اقبال ... کے ... کا ... مطالعہ ... اور

اقبال کے ... اسلامی ... کی ... اور اقبال ...

... اصل کے ... میں اقبال ... سقراط ... حضرت ...

حضرت ... سقراط اور حضرت ... حضرت ...

... جانے ... کا ... [illegible]

اپنی صحت کے اقبال ... کا ... ہے

ڈاکٹر ... "جاوید نامہ" کا ... اور "پیامِ مشرق" ... معلوم ... اسلامی

... اقبال ... (... Wing) ...

۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی ... اسلامی ... اقبال

... اقبال ... ہے[41] ان ...

... اور امریکہ) میں اقبال ... کا ...

ایک ... اقبال کی ... کی ...

... اقبال ... کی ... "پیامِ مشرق" ... کا ...

... ہے ... اقبال ... ہے ...

... کے ... ہیں ... اسی طرح ... سے ... ہے ... اقبال ...

اور ... کا ... ہے ... اور ... کا ...

... قول کے ... ہے[42] ... اور اقبال ... کی ... میں شامل ہے۔

این میری شمل کی کتاب میں ایک باب "علامہ اقبال پر [illegible] مغرب کے اثر اور تصوف و [illegible] کے ساتھ ان کے روابط پر [illegible]" کے عنوان سے شامل ہے جس سے مثنوی اقبال کے حوالے سے [illegible] [illegible] کی [illegible] ان کی [illegible] کا تعلق ہے۔ مثلاً [illegible] میں [illegible] نطشے کے فوق البشر کو اپنے تصور [illegible] کے مطابق [illegible] کرنا [illegible] میں [illegible] ہیں۔

Iqbal himself has always maintained that the idea of the Perfect Man was Islamic, not Nietzschean yet Nietzsche's superman may still have acted as a ferment in the formation of Iqbal's ideals. There are, of course parables and allusions in the Asrār which are traceable back to Nietzsche, like that of Diamond and Coal, Diamond and Dew Drop: perhaps one may also count the "three stages of the ego" among them yet it is rather the brave and heroic will to accept life as it is and to master it which has fascinated Iqbal in the German philosopher. He agrees also with him in the positive evaluation of suffering.[43]

یہ کم و بیش وہی باتیں ہیں جو علامہ [illegible] سے لکھی تھیں [illegible] نطشے سے اقبال [illegible] اقبال نے سطحی [illegible] ہے۔ [illegible] کے مراحل میں [illegible] اہمیت [illegible] [illegible] اقبال کے مراحل سے [illegible] اور "اقبال [illegible]" [illegible] نطشے سے اقبال کا [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] کا [illegible] [illegible] کی [illegible] کے لیے [illegible] اقبال نے [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] دیکھا [illegible] اقبال کہتے ہیں کیا یہ [illegible] اسلامی روح کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] اقبال حاشیے میں لکھتے ہیں کہ "اس شعر میں [illegible] [illegible] مسئلہ [illegible] کی طرف اشارہ ہے [illegible] [illegible] اور یہی [illegible] [illegible] [illegible] مرحلۂ دوم [illegible] اقبال [illegible] [illegible] کی [illegible] کو [illegible] رکھا ہے۔ اس [illegible] [illegible] [illegible] کی حقیقت بیان [illegible] ہیں۔ این میری شمل [illegible] [illegible] سے اقبال کے مطالعے پر مشتمل ہے [illegible] اقبال کی [illegible] اقبال کا [illegible] ہے۔ مرحلۂ سوم [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] [illegible] اور [illegible] نطشے کے لیے [illegible] [illegible] [illegible] قوت کا استعمال [illegible] [illegible] سپر مین [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] نطشے کی [illegible] اور [illegible] کہ اقبال شاید مغربی مستشرقین سے بہتر [illegible] [illegible] کی تاثیر میں [illegible] (Stray Reflections)

یہ ایک احساس [illegible] کیا ہے [illegible] کا [illegible] مسلمانوں کو [illegible]

[illegible] اسلامیہ [illegible] جو [illegible] قرار دیا ہے [illegible] کے [illegible]

یہ بات مسلمان معاشرے میں معلوم و معروف [illegible] ان شاء اللہ [illegible] گروہ ہے [illegible] اور

[illegible] کے دوسرے [illegible] کے علاوہ [illegible] صحابہؓ [illegible] اور [illegible]

آرام سے [illegible] بیٹھنے [illegible] اور [illegible] مسلمانوں [illegible] اور [illegible]

[illegible] اور [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہوں [illegible] اقبال [illegible] اقبال کا [illegible]

[illegible] کے مطابق [illegible]

[illegible] نے [illegible] اقبال نے [illegible] کا تصور [illegible]

ہے اور [illegible] اپنے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] اصل [illegible] یہ ہے کہ [illegible] اقبال [illegible]

کا تصور [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کر دیا۔

[illegible] کی حسب ذیل [illegible] حقیقت کی آئینہ دار ہیں:

> "ڈاکٹر [illegible] اقبال [illegible] کی [illegible] ...
>
> بارے میں لوگوں نے مبالغہ کیا ... انیسویں صدی کی [illegible] اور [illegible] تصور [illegible]
>
> [illegible] کی طرف مائل [illegible] اقبال سمجھتے ہیں کہ [illegible]
>
> [illegible] ... [illegible] اقبال [illegible]
>
> [illegible] اقبال [illegible] ہے ... [illegible] اقبال [illegible] کا عقیدہ [illegible]
>
> [illegible] سے [illegible] ہے [illegible]
>
> جاتے ہیں اور [illegible] اپنا انتخاب کو [illegible] ہے"[49]

[illegible] سے [illegible] اقبال [illegible] ہیں۔ اقبال کے کتب [illegible]

[illegible] کے [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible]

اقبال نے یقیناً ان کتابوں کو پڑھا ہوگا [illegible] کوئی [illegible] کی روشنی میں کیا ہوگا [illegible] ہوگا۔ [illegible]

[illegible] کی [illegible] باتوں کو اقبال نے [illegible] کر رکھ دیے"[50]

اقبال نے [illegible] ہے [illegible] رکھا ہے [illegible] ان کے [illegible]

لیکن ان کی [illegible] اقبال [illegible] ہے۔ [illegible] ہے [illegible] ڈاکٹر [illegible]

"فکر مستعار لی ہیں [illegible] کیونکہ [illegible] ہے۔[50] [illegible] اور قول [illegible] اقبال [illegible]
ہے اور [illegible] اسلام [illegible] اقبال [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کا ذکر [illegible] اور [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]
[illegible] اقبال کا مطالعہ کرنے والے [illegible]
[illegible] (V. G. Kiernan) [illegible] اقبال [illegible] طور پر [illegible]
[illegible] (کیرنان کی رائے ہے اقبال [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] اقبال نے کوئی [illegible]
[illegible]) [illegible] کیرنان [illegible] لکھا ہے۔

> Iqbal was coming to the conclusion that the business of the Muslims was not to open their ears to the teachings of others, since this modern world had no message of life to give them; but to open their minds and souls to the message of their own faith, their own past, their own genius as a community.[52]

حقیقت یہی ہے کہ اقبال کا [illegible] اسلام [illegible] کے حوالے سے تصور خودی [illegible] خودی کا [illegible]
اور کامل ترین انسان حضرت [illegible] کی بنیاد [illegible] ([illegible] 5 May [illegible])
اقبال کی فکری بنیاد [بطور [illegible] توحید و رسالت] کا ذکر کرتے لکھتے ہیں؛

> It is this core of Islamic thought, in which Iqbal passionately believed. He not only reinterpreted afresh the teachings of Islam as found in the Quran, but his genius gave them poetic form of great beauty which swept the emotions.[53]

مندرجہ بالا تصریحات سے ظاہر ہے کہ اقبال کی فکری [illegible] اقبال کی [illegible] سے زیادہ [illegible]
اور مستعار ہیں (اقبال کے [illegible] کی گئی ہے) تاہم ڈاکٹر [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور کیرنان کی آرا اور ڈاکٹر [illegible]
کے بیان سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ فکر اقبال کی اساس مرتب [illegible] ہے۔ [illegible] نے ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے بھی [illegible]
کی ہے اور [illegible] اقبال [illegible] کی ہے۔[54] [illegible] مودودی کی رائے حسب ذیل ہے؛

"وہ جو کچھ سوچتا تھا [illegible] دیکھتا تھا [illegible] کی نظر سے دیکھتا تھا۔ حقیقت اور قرآن [illegible] سے [illegible]
اس [illegible] وہ [illegible] ہو گیا تھا [illegible] دور کے علماء [illegible] ایسا شخص نظر [illegible] القرآن

میں اس ادارۂ طلسم اور کئی ایم اے پی ایچ ڈی، [illegible] سے اٹھا کھڑا ہوا ۵۵

۳

حاشیہ اقبال ... اعمال کے [illegible] ... کے علاوہ فکر اقبال کے جن پہلوؤں کو عام طور پر [illegible] ... اس اقبال کی فکری اساس کا موضوع شامل ہے۔ انہوں نے مستشرقین کی بعض آرا کو [illegible] ... اور [illegible] ... آرا کو صرف قبول کیا [illegible] ... کی شکل دے دی۔ [illegible] ... اعمال کی [illegible] ... ہیں [illegible] ... ہوشیارپوری [illegible]

"میں بعض لوگوں سے اس قسم کی باتیں سنا کرتا تھا کہ اقبال کے فلسفے میں کوئی [illegible] ... ہے۔ ان کے تمام افکار اصل میں مغربی فلسفیوں کے افکار ہیں۔ اب مغربی فلسفیوں [illegible] ... اور مترجموں کا نام وہ اکثر لیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک صاحب کہتے تھے کہ اعمال ... مباحث کی [illegible] ... کی ترتیب کا [illegible] ... کے [illegible] ... المشترے لیا ہے۔ اسی طرح [illegible] ... حرکت اور مکان و زمان کے نظریے جو اقبال کے ہاں [illegible] ... وہ برگساں کی کاوش طبع کا نتیجہ ہیں۔ ایک صاحب فرماتے ... شوپنہار کے [illegible] ... (Will to be) کا نام دے رکھا تھا اور ان لوگوں کے مطابق اور [illegible] ... کی [illegible] ... سے بے بہرہ معلوم ہوتے ... (اعمال کے) [illegible] ... بھی [illegible] ... ہیں"[۵۶]

حمیدہ ہوشیارپوری ۱۹۳۶ء کی [illegible] ... "اقبالیات کے پانچ سال" (۱۹۳۷ء۔۱۹۴۱ء) میں لکھتے ہیں کہ "اقبال کو ملی شاعر [illegible] ... ضروری سمجھا کہ [illegible] ... کی [illegible] ... سے [illegible] ... اس کی [illegible] ... معنوں اور فکروں کے [illegible] ... طرح کیا جا [illegible] ... اعمال [illegible] ... کا اولی ... [illegible] ہے"[۵۵] ... خلیفہ عبدالحکیم نے [illegible] ... "رومی، نطشے اور اقبال" پر [illegible] ... اس [illegible] ... کے علاوہ ڈاکٹر سید عبداللہ، [illegible] ... اقبال [illegible] ... ہوئے[۵۵] ... ڈاکٹر سید عبداللہ [illegible] ... مال اور سیاسیات" [illegible] ۱۹۳۲ء میں [illegible] ... "اقبال کے سیاسی تفکر کا [illegible]" [illegible] ... انہوں نے لکھا تھا کہ "اقبال کو نطشے اور برگساں سے [illegible] ... ہیں [illegible] ... کی [illegible]"[۵۱] خلیفہ عبدالحکیم کا [illegible] ... ڈاکٹر عبداللہ کی [illegible] ... "اقبال کا سیاسی تفکر" کے عنوان سے [illegible] ... شامل ہے۔ "اقبال کے سیاسی تفکر [illegible]" کے ذیلی عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ "خودی کی ترکیب [illegible] ... خودی [illegible] ... ملے ہیں [illegible] ... معلوم ہوتے ہیں [illegible] ... خودی کا [illegible] ... اسی طرح [illegible] ... ([illegible]) اور زماں کے متعلق بہت کچھ برگساں [illegible] ... ہے"[۶۰] ... سید عبداللہ [illegible] ... ان کے مضمون "کیا اقبال [illegible]" ... "اقبال" اور "[illegible]" ... "اقبال کے [illegible]"[۶۱] ... ہوتا ہے "کیا اقبال محض خوشہ چین تھے؟" کا آغاز اس طرح ہوا ہے:

"ہمارے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا [illegible] ... کو بڑی شدت اور پورے [illegible] کے ساتھ [illegible] رہا ہے کہ اقبال کے پاس اپنا کچھ نہیں۔ وہ جو کچھ [illegible] ... دوسروں کے خیالات و نظریات کی محض نقل ہے"

درحقیقت مغرب پرست دانشوروں کے علاوہ جن میں اسرائیلی، یہودی، عیسائی قوم پرست مسلمان، علماء، مستشرقین اور جاسوس وغیرہ ہر طرح کے مخالفین اقبال شامل تھے۔ وہ اپنی مہم کو تا حال جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس موضوع پر بیسیوں مقالات اور متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں جن میں سے بعض پر بھارتی یونیورسٹیوں سے پی ایچ ڈی کی اسناد عطا کی گئی ہیں۔ ان تحقیقی مقالات میں تنقید برائے تنقید کی گئی ہے لیکن کہا [illegible] کہ اقبال نے [illegible] فلسفی سے [illegible] تصور مستعار لیا ہے۔ پی ایچ ڈی کے لئے ۱۹۵۵ء، آصف جاہ کاروانی [illegible] الہ آباد یونیورسٹی نے "اقبال کا فلسفۂ خودی" کے عنوان سے پیش کیا۔ فلسفۂ خودی کے ماخذ میں اگرچہ قرآن کریم، مولانا روم، ابن سینا اور امام غزالی کو شامل کیا جاتا ہے لیکن [illegible] اور دوسرے [illegible] کے علاوہ نطشے، برگساں، [illegible] اور آئن سٹائن وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اقبال کے تصور [illegible] کاروانی کی تحقیق کے مطابق، مادام [illegible] بہت قدیم فلسفہ کی ماہر تھی۔[۳۰]

تارا چرن رستوگی کے تھیسس (Western Influence on Iqbal) پر ۱۹۳۱ء میں [illegible] یونیورسٹی سے ایس پی ایچ ڈی کی [illegible] ملی۔ رستوگی کے مطابق جن مغربی مفکرین و شعراء سے اقبال متاثر ہوئے ان میں کانٹ، [illegible]، نطشے، ہیگل، شوپنہار، برگساں، [illegible] بارکلے، ولیم جیمز، میک ٹیگرٹ، وائٹ ہیڈ، [illegible]، ملٹن، گوئٹے، ورڈزورتھ اور براؤننگ وغیرہ شامل ہیں۔ مقالے میں رستوگی نے دوسروں کے خیالات اخذ کرنے کی اصطلاح (borrowing) کی بنیاد پر [illegible] اقبال [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال کی غیر معمولی [illegible] رستوگی [illegible] (Iqbal on Final Countdown) میں، اقبال [illegible] کے لیے [illegible] کا اظہار کیا ہے۔ [illegible] کے [illegible] نطشے کے [illegible] کے مطابق ہوتی ہے۔ اقبال کی نظم "[illegible]" کے اشعار (اگر [illegible]) درج کر کے لکھا ہے کہ ان کی حیثیت [illegible] (nash) سے زیادہ نہیں ہے۔[۳۱]

"فکر اقبال کے سرچشمے" ایک اور تھیسس ہے جس پر ۱۹۸۰ء [illegible] یونیورسٹی نے مصنف [illegible] ناصری کو پی ایچ ڈی کی سند عطا کی۔ ناصری کو مشرق و مغرب کے جن مفکرین [illegible] کلام اقبال میں دکھائی دیا ان کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ مغربی مفکرین میں افلاطون، ارسطو، برگساں، نطشے، [illegible]، مارکس اور لینن شامل ہیں۔ [illegible] جاتا ہے۔ آفاق ناصری اگرچہ افلاطون سے [illegible] لیکن "حرف آخر" میں لکھتے ہیں:

> "اقبال اگرچہ مشرق و مغرب کے [illegible] بے شمار [illegible] سے [illegible] ہوئے ہیں لیکن ان کی فکر تمام مفکرین اور دانشوروں سے جدا اور منفرد ہے جسے ہم [illegible] میں آسانی کے ساتھ شناخت کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ تمام مشرقی و مغربی [illegible] کے افکار و خیالات کے جو [illegible] اقبال کے یہاں موجود ہیں وہ سب گھل مل کر [illegible] میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ [illegible] زیادہ [illegible] تو وہ قرآن حکیم کا رنگ ہے جس کے چشمۂ صافی پر پہنچ کر اقبال اپنی [illegible] سے [illegible] حاصل کر لیتے ہیں۔ [illegible] حل ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ شاہ کلید ہے جس سے اقبال کا ہر قفل آسانی کے ساتھ کھل جاتا ہے۔"

[illegible] سے قطع نظر ایسی کتابوں اور مقالات کی [illegible] ہے جو دوسرے موضوعات سے متعلق ہیں لیکن جن میں اقبال کی [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] اقبال سے [illegible] ۱۰۰۰ [illegible] جس میں [illegible] ۱۳۳ [illegible] پاکستان اور مذہب سے متعلق [illegible] ہے۔[۹۹]

کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔ اقبال کی فکری اساس کو سمجھنا ضروری ہے کے لیے مجالس اقبال نے مغربی مفکرین کو مد نظر رکھ کر اقبال کے اشعار میں اس کی نشاندہی کی ہے اور اس طرح مرتب خود اقبال کو متعارف کیا ہے۔ ہندوستان اور سواران عمارت اور پاکستان تک مستقبل سے اقبال کی فکری اساس کو دلی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تفہیم اقبال کے لیے مستور علوم و معارف کا ماہر ہونا ضروری ہے اس میں فلسفہ بھی شامل ہے۔ اگرچہ فلسفہ کے حصول میں [illegible] لیکن اقبال کی فکری اساس کے موضوع میں اہم بحث مغرب میں ملتی ہیں۔ اس ضمن میں مذہب اسلام سے قطع نظر۔ ہر عہد اسلام نے جو کم اٹھائے ہیں۔ خلیفہ عبدالحکیم ان میں شامل ہیں۔ ان کے مضمون "رومی، نطشے اور اقبال" سے اچھا جائزہ اسلام [illegible] اور مجالس اقبال [illegible] کے لیے استعمال کیا۔ اقبال کی فکری اساس کو مستور استفادہ [illegible] پیش کیے ہیں۔ اس میں سے صرف ہر مضمون کی کتابت پیش ڈاکٹر خلیفہ [illegible] مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اقبال کی [illegible] اسلامی ہر [illegible] مغربی ایشیا کے مستشرقین [illegible] استفادہ کو حل کرنے کا آغاز بھی کیا جاتا ہے۔ خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں:

> "رومی کے فلسفے کی بنا اس پر ہے کہ ہر خواہشات اور نطشے سے ماخوذ ہیں جس کا مسئلہ یہ تھا کہ میں ذات یا حقیقت وجود ایک انسانی ہے [illegible] اس کی فطرت ہے اخلاقی اور بیکار اور مستورات کے لیے اس سے ایسا [illegible] پیدا کیا جائے کہ اخلاقی پیکار اور اس کے ذریعے سے انسان اور [illegible] ہو جائے۔ اس فلسفے کو رومی کا قول اقبال نے اپنے وسیع و رنگین انداز اس طرح بیان کر دیا ہے کہ نطشے کا تشکک صرف دور ہو گیا ہے"[۶۳]

یہ اقتباس نقل کرنے میں [illegible] کہ "رومی کے خیال میں اقبال کا فلسفہ خودی سے تمام و کمال نطشے سے ماخوذ ہے"[۶۴] "فکر اقبال" میں خلیفہ عبدالحکیم نے لکھا ہے کہ "وہ زمان کو ماہیت وجود اور ذات خودی سمجھتا ہے۔ لیکن یہ زمان ہمہ وقت کا تخلیق ہے کلام ہے۔ یہ نظریہ زمان وہی ہے جسے برگساں نے بڑے دلنشیں انداز میں اپنے نظریۂ ذات کا اہم جز بنایا۔ اقبال برگساں کا بڑا مداح تھا اور اس کے فلسفے سے متاثر بھی ہوا"[۶۵] اس اقتباس کی بنا پر اور مشیر [illegible] زمان کے بارے میں اقبال کا تصور تمام و کمال برگساں سے ماخوذ ہے"[۶۶]

ڈاکٹر [illegible] کے مضمون "اقبال کا دور ابتدائی" کے رجحانات اور ان سے اصل [illegible] تاریخ کو ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک ہے اس تاریخ کا ماحول یہ ہے کہ یورپ کے دو میں ... بلیک، ہیگل، رومی، نطشے، برگساں اور [illegible] کی برتری کے اثرات کرا ہے یہی شعری، فکری [illegible] ۱۹۰۸ء سے ۱۹۲۰ء تک [illegible] ان کے سوا اقبال زیادہ تر [illegible] ہوئے [illegible] (Nietzsche) ہی ملتے ہیں"[۶۷]

مولانا [illegible] نے اپنے مضمون "اقبال سے متعلق دو بیانات" میں لکھا ہے کہ "اقبال کا ... خودی ... مفکر نطشے سے مستعار ہے"۔ ہر مثال ہے "ایک طرف مشہور جرمن فلسفی نطشے سے مستعار خیالات کو مشرف بہ اسلام بنایا ہے اور دوسری طرف برگساں کو گمراہ کیا ہے"[۶۸] یہ دو مضمون "میرا [illegible]" میں مؤلف رقم طراز ہیں کہ اقبال کے کلام میں جس کام کی چیزیں ہیں وہ دیار مغرب کی بولی کی بات ہیں۔ [illegible] اقبال نے [illegible] ادب سے پایا ہے۔ اس دماغ عالیہ میں جو صفات یا افکار متعلق ہیں ان کی اسلام یا کسی اور مذہب سے متعلق کرنا غلطی ہے"[۶۹]

جوش ملیح آبادی نے فکرِ اقبال کو مستعار خیالات کہنے کے لیے "پالان چڑھانا" کا سہارا لیا۔ ان کا کہنا ہے کہ "حالی صاحب نے کہا۔۔۔
جوش میری کی رنگ و آہنگ پوچھا: اقبال کیسے شاعر ہیں ... پالان چڑھانا ... میں ان کو آدھا شاعر مانتا ہوں، اس لیے کہ وہ دوسروں ،
خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کی دقت پوری ... اچھی ہے۔" جوش نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اقبال نے نیٹشے کے 'فوق البشر' کو
مشرف بہ اسلام کرکے 'شاہین بچہ' بنا دیا۔"

اقبال کی فکر پر اعتراضات کا سلسلہ طویل اور متنوع ہے۔ ... حسن نے ۱۹۳۷ء میں لکھا تھا کہ "اقبال فلسفۂ خودی کا موجد ہے اور خودی
کی تکمیل کو زندگی کا مقصود سمجھتا ہے۔ یہ ان کا اپنا فلسفہ نہیں ہے بلکہ ان سے پہلے کئی فلسفیوں نے اسی خودی کی تکمیل کی تعلیم دی ہے جن میں آل،
... کا موجد ترین موجد ہے۔" بعد میں سرور صحیح نے اس موقف کا اظہار کیا کہ "خودی کی بنیاد فیشتے کے فلسفے اور ہیگل کی ... پر ہے۔" ڈاکٹر اقبال،
اسلامی فلسفے اور روایات سے تحریک پاتی ... اقبال مالے، برگ، کارل مارکس، بیرو سے گزر کر ہیگل، نٹشے اور برگساں تک پہنچ گئے۔ یعنی تصوف ...
اقبال نے ڈارون، مارکس اور لینن سے بھی مستعار لے اور انہیں اپنے مشرقی تصورات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔"

جمیل جالبی رقم طراز ہیں:

"آخری دور میں اقبال نٹشے کے بجائے برگساں کی طرف زیادہ مائل تھے۔ برگساں کے فلسفۂ زمان و مکاں، فلسفۂ حیات
اور وجدانیت نے ان پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ برگساں نٹشے کے مقابلے میں کم جلالی اور زیادہ جمالی ہے اور جو مزاج اور مشرقی قوم کے مزاج
کا مرد ہے۔ برگساں کی وجدانیت پرستی میں اقبال کو روحانیت نظر آئی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے وہ نٹشے سے الگ ہو کر نظریۂ خودی
اور نظریۂ شخصیت میں برگساں کے نظریۂ شخصیت و وجدانیت کا پیوند لگانے کی کوشش کرتے ہیں اور آخر وقت تک اسے ... کے
میں جذب کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔"

علی عباس جلالپوری کے اعتراضات کا سلسلہ دراز ہے۔ ان میں سے زیادہ اہم حسبِ ذیل ہیں:

"مولانا جلال الدین رومی کے عروج و ارتقا اور عشق کے تصورات ان کی نو افلاطونی الہیات سے مستعار ہوتے ہیں۔ انہیں
ما بعد فلسفہ کے یونانی اور ما بعد الطبیعیاتی افکار سے ربط دیا جاتا ہے ... بہرہ دستی ہے۔ غالباً اقبال برگساں، ...،
جیمز وارڈ وغیرہ کی خوشہ چینی کا اعتراف کرنا مشرقی علوم و معارف کے لیے سبکی کا باعث سمجھتے تھے اس لیے ان نظریات کو
رومی سے منسوب کرکے اپنے پیرومرشد کا اتباع قرار دیا ہے ... انہوں نے برگساں سے بطورِ خاص اخذ و استفادہ کیا ہے۔
اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ برگساں بھی ایک عقلی ہے اور اس کا نظریۂ ارتقائے تخلیقی وحدتِ وجود ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے
جس سے اقبال عمر بھر مانوس تھے ... اقبال کا عشق برگساں کی "جوششِ حیات" کی صدائے بازگشت ہے ... اقبال کا نظریۂ خودی
... زمان کے باب میں اقبال کا تصورِ زمان و مکان برگساں سے ماخوذ ہے۔"

... اپنی کتاب "اقبال ہمارے عظیم شاعر" کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ اقبال نے اپنے مسئلۂ خودی کی تشکیل میں برگساں کے تخلیقی ارتقا
(Creative Evolution) کے نظریہ سے استفادہ کیا ہے ... Elan Vital کا بھی ایک حصہ موجود ہے۔ ہیگل سے بھی ...
ہوئے کہ اس کا فلسفہ ... فکر کا سرچشمہ ہے۔ کانٹ کے Pure Reason کی ... برگساں نے تخلیق اور ... تو

[illegible] کی شاعری پر اثر مربوط نظر آتا ہے [illegible] کائنات [illegible] ہے [illegible] دوام [illegible] ۔

[illegible] کے سامنے [illegible] اس میں [illegible] کی Super Ego اور [illegible] [illegible] کا [illegible]

[illegible] انسان کامل کا تصور [illegible] مغربی مفکروں کے افکار سے [illegible] ہے ۔۔۔ کارلائل کا ہیرو کا تصور [illegible]

Eckermann ، نطشے کا فوق البشر ، گوئٹے کا [illegible] ۔ [illegible] اس سے [illegible] مرد [illegible]

وہ مرد کامل بن گیا [illegible]

[illegible] اعتراضات [illegible] حضرات کے ہیں [illegible] اقبال کی فکر [illegible] پر اعتراض [illegible] اہل قلم نے بھی کیے ہیں [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اور [illegible] اعتراضات [illegible] نقل کر دیے جائیں [illegible]

[illegible] کتاب (Pakistan, A Philosophy and Sociology) میں لکھتی ہیں کہ [illegible] انسان کامل [illegible]

ہے۔ [illegible] کے [illegible] کے مطابق اقبال نے نطشے کے [illegible] کو مشرقی رنگ [illegible] ہے [illegible]

مسٹر [illegible] لکھتے ہیں:

"[illegible] انسان کامل کا اسلامی تصور (اقبال کو) [illegible] کھینچتا تھا [illegible]

دوسری جانب نطشے کا فوق البشر کا تصور حالانکہ یہ دونوں تصورات ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں [illegible] اقبال [illegible] دونوں کو [illegible]

کی [illegible] ۔ اس سے یہ [illegible] غلطی [illegible] کہ اسلام کے [illegible] کے [illegible]

نے اپنے وقت کے [illegible] کو [illegible] [illegible] زیادہ واضح [illegible] اقبال

ایک [illegible] کا [illegible] مسلمان [illegible] ہے [illegible]

اور [illegible] کا [illegible] کر لیتے ہیں [illegible]

تعلیمات کو بھی اس کے مطابق تاویل کرتے ہیں [illegible]"

۴

"شاعر انقلاب" [illegible] جوش [illegible] ترقی پسندی کا [illegible] ہم [illegible] سے کچھ حاصل نہ کر سکے ۔ [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] شاعر [illegible] اقبال پر [illegible] اعتراض [illegible] ۔ [illegible]

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا [illegible] وہ خود [illegible] ۔ راقم نے "مقام اقبال پر جوش کے اعتراضات کا جائزہ" کے عنوان سے ایک [illegible] مقالہ میں اس

کی تفصیل پیش کی ہے ۔ اس سے ایک [illegible] سامنے آیا ہے کہ جوش کی [illegible] بھی ہے [illegible] اقبال کے [illegible] ۔ اس [illegible]

اس کی مثال [illegible] ہے ۔ [illegible] کہ اقبال نے دوسروں کے [illegible] کی ہے جوش نے ایک اور [illegible] سے [illegible] ہے۔

جوش کا [illegible] شعر، جس میں [illegible] کا رنگ [illegible] ہے:

[illegible] مغربی [illegible] کی سب سے بڑی [illegible]

[illegible] [illegible] داستان [illegible] ۴۹

ہماری داستان موجود ہے [illegible] قرآن ہے [illegible] ہے اور [illegible] کے [illegible] [illegible]

[illegible] ہونے اس سے مستقل پیری پیدا ہے ۔ عراق [illegible] اقبال [illegible] کی [illegible] ہے ۔ اسلام کا [illegible] اقبال [illegible] کلچر

ہے ساتھ ہی اسلام [illegible] پر زور دیتا ہے [illegible] اقبال کے [illegible] میں [illegible] طور پر [illegible] ہیں ۔ [illegible]

پر زور دیتا ہے کہ اسلام [illegible] پر [illegible] ہے [illegible] پاکستانی کلچر کا مسئلہ حل کرنے [illegible] اقبال ہی کو [illegible] کلچر [illegible]

معمار ہیں ۔ پاکستانی کلچر اقبال کی اسلامی [illegible] [illegible] ہے ۔ کیونکہ اقبال سے [illegible] [illegible]

[illegible] اور [illegible] کے بہتر میں پڑھے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] اور [illegible]

[illegible] اقبال ۔ "[illegible] و [illegible]" کی صورت میں بیان کیا ہے [illegible]

[illegible] کا [illegible] اس [illegible] کیا گیا ہے [illegible] ڈارون کے نظریۂ ارتقا کا ذکر کیا ہے [illegible] [illegible] ہے کہ

اقبال ڈارون کے نظریۂ ارتقا کے حامی تھے [illegible] اقبال [illegible] ڈارون کے نظریۂ ارتقا کی حمایت کی ہے ۔ [illegible]

[illegible] کے [illegible] حرکت [illegible] ہیں [illegible] اقبال کا [illegible] قرآن [illegible] کا [illegible] ہے اقبال کے تصور ارتقا [illegible] میں [illegible]

[illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] لایا گیا ہے [illegible]

پر بہت زور دیا ہے کہ اقبال [illegible] الوجودی [illegible] اور [illegible] کی پیروی کی [illegible] اقبال [illegible]

کی [illegible] ہے اور اسلامی فکر کی طرف [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] [illegible] تصور خودی کا [illegible]

[illegible] کا [illegible] [illegible] اِلّا اللّٰہ [illegible] کوئی شخص اپنی [illegible] کے [illegible] سے اقبال کو [illegible] [illegible]

چونکہ اقبال کو وحدت الوجودی [illegible] [illegible] کا جائزہ [illegible] [illegible] وحدت الوجود [illegible]

[illegible] گیا ہے ۔ [illegible] طرح [illegible] کی [illegible] کا [illegible] [illegible] کے [illegible] اٹھایا ہے

[illegible] اقبال کے [illegible] خودی کو [illegible] [illegible] اور تصور مرد کامل کو [illegible] کے [illegible] [illegible]

فوق البشر اور [illegible] کا [illegible] ہیں [illegible] خیال میں ان سب کو [illegible] سے مرد کامل [illegible] ہے کہ اقبال [illegible]

ایک [illegible] کوئی مرد مومن [illegible] ہے [illegible] کے دل کی [illegible] میں [illegible] [illegible]

کا تصور خودی [illegible] تمام و کمال [illegible] سے ماخوذ ہے [illegible] کے منافی ہے بلکہ [illegible] میں [illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہے اقبال نے [illegible] کامل کے اسلامی تصور اور نطشے کے فوق البشر کو مخلوط کر دیا حالانکہ [illegible]

ایک دوسرے کی [illegible] ہیں ۔ [illegible] کے الفاظ میں اقبال نے نطشے کے فوق البشر کو [illegible] [illegible] [illegible]

اعتراض ہے [illegible] اقبال پر [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے [illegible] ہے اور [illegible] ہے اقبال کے

تصور مرد مومن کو نطشے کے فوق البشر کے تصور سے ماخوذ قرار دینے والے بہت ہیں ۔ [illegible] [illegible] کی طرح [illegible]

[illegible] ہے اقبال کے تصور [illegible] کو [illegible] کے تصور سے [illegible] قرار دینے والوں کی بھی کمی نہیں [illegible] [illegible] تصور

[illegible] تمام و کمال [illegible] سے ماخوذ ہے ۔ [illegible] اعتراضات [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] ضروری ہے کہ [illegible] اقبال کی [illegible]

گہری ہوتی جاتی ہے اور حق اور باطل کا تصادم [illegible] ہے۔ [illegible] سورۂ بقرہ ۳۰ [illegible] کیا جاتا ہے

۵

علامہ عبدالحکیم کا خیال جس سے ڈاکٹر سید عبداللہ اور اسلوب احمد انصاری جیسے معتبر اقبال شناسوں کی کتابوں میں متداول [84] اور جسے ملا جوری سے نقل کرکے یہ دعویٰ کیا گیا [illegible] خودی [illegible] کا ماخذ ہے [illegible] گزشتہ اوراق میں نقل ہوا ہے [illegible] کی تاسیس میں (اسرار خودی کے) [illegible] ۱۲ [illegible] اشعار ہیں وہ [illegible] سے ماخوذ ہیں۔ ان سات اشعار کو [illegible] ملا جوری نے "اسلام کا نظام" میں موضوع بحث نقل کیا ہے۔ یہ اشعار اور ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

پیکر ہستی ز آثار خودی است　　ہر چہ می بینی ز اسرار خودی است

خویشتن را چون خودی بیدار کرد　　آشکارا عالم پندار کرد

صد جہاں پوشیدہ اندر ذات او　　غیر او پیداست از اثبات او

در جہاں تخم خصومت کاشت است　　خویشتن را غیر خود پنداشت است

سازد از خود پیکر اغیار را　　تا فزاید لذت پیکار را

می کشد از قوت بازوے خویش　　تا شود آگاہ از نیروے خویش

خود فریبی ہاے او عین حیات　　ہمچو گل از خون وضو عین حیات

یعنی "زندگی کا وجود خودی کے آثار (نشانات) میں سے ہے۔ جو کچھ تو دیکھتا ہے یہ خودی ہی کے اسرار (کا اظہار) ہے۔ [illegible] خودی نے اپنے آپ کو بیدار کیا تو یہ عالم پندار (ظاہر) ہوا۔ خودی کی ذات میں سینکڑوں جہاں مخفی ہیں۔ جب خودی اپنا اثبات [illegible] اظہار [illegible] پیدا ہو جاتا ہے جو خودی کی ذات سے علیحدہ ہوتا ہے۔ (اسی طرح) خودی نے اپنے آپ کو اپنا غیر سمجھ کر کائنات میں دشمنی کا بیج بویا [illegible] وہ اپنے آپ ہی سے اپنے اغیار کے پیکر تیار کرتی ہے تاکہ جنگ و پیکار کی لذت بڑھے۔ پھر وہ اپنی قوت بازو سے (ان میں سے بعض کو) مار دیتی ہے تاکہ اپنی قوت سے آگاہی حاصل ہو۔ اس کی اپنی خود فریبیاں [illegible] اپنا غیر پیدا کرنا اور پھر اسے [illegible] ہیں۔ پھول کی مانند خون سے وضو کرنا ہی اس کی زندگی ہے"[84]

"ہر چہ می بینی ز اسرار خودی است" کو اقبال نے [illegible] پیام مشرق میں "ہر چہ می بینی ز انوار حق است" [illegible] کے لیے [illegible] اصول ہے [illegible] "در جہاں تخم خصومت کاشت است" کو سورۂ بقرہ کی آیت ۳۱ کی رو سے [illegible] سمجھا جا سکتا ہے کہ جس میں ابلیس اور انسان کو ایک دوسرے کا دشمن قرار دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے ابلیس اللہ کا نافرمان ہے اور [illegible] انسان کا دشمن اور مد مقابل ہے۔ اقبال کا اپنا بھی تصور یہی ہے کہ شر کی اس قوت سے ستیزہ کار ہو کر ہی انسان اپنی شخصیت کو مستحکم کر سکتا ہے۔ خیر و شر کی یہ پیکار ازل سے جاری ہے:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی [85]

اخلاقی عمل اور معیار جس میں خودی کے استحکام اور نا کا راز مضمر ہے ، خیر کی قوتوں کے ساتھ [illegible] اسلامی دین سے طراز کرتا ہے اس اشعار میں تو دوسرا مضمون بیان ہوا ہے ، قول علیہ سلام کا ہے جو کہ "خفشتہ وجود [illegible] ہے اور عمل اس کی صورت ہے" سورۂ الحشر کی آیات ۲۲ اور ۲۴ سے کی گئی کی وضاحت ہوتی ہے ۔ ان آیات میں اللہ کی دوسری صفات کے علاوہ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ عالم ، ہے ہر عالم ، تخلیق کا مصور سامنے والا اور اس کو نام کرنے والا اور اس کے اخلاق مظہر ہے جس کی طرف ہے والا ہے ۸۶

پیرا گراف اجرا سے مطلع بطور اسرار خودی کے اشتراکی ، اس اشعار میں دونوں بیاری [illegible] قرآن سے [illegible] کے پیرائے ، مطلب سے اشعار کے کا تعلق ہے ، سے وہ ملا جو یہاں سرا ہو سکتی ہیں ۔ ایک سے اسرار خودی میں خیر حق ، حق کا یہی خدا کا متقابل ہے پیام مشرق کی نظم سورۂ ۳۶ حوالہ انسان [illegible] اس کو جو کا ترجمانی ہے کہ انسان کو یہ خودی توصیف ہوتا ہے اسی کا [illegible] یہ ہے کہ انسانی خودی ، اخلاقی صفات سے سر کے [illegible] حکم ہوتا ہے مگر ہوا کا مقابلہ کرنے [illegible] کے پیش نظر انسانی عظمت کو اجاگر کرتا ہے ۔ اس موضوع کی خاطر انسان کی اخلاقی (تہذیبی) پر روشنی ڈالی ہے ۔ انسان کا [illegible] ابلیس سے ہے ۔ ابلیس کو کھلی چھٹی دے دی ، جبکہ انسان کو بھی اختیار سے نوازا ہے ۔ اسے پورا انسان کا کام [illegible] کہ ابلیس کا مقابلہ کرتا ہے اور اس طرح وہ انسان رہتا ہے یا ابلیس کے آگے ہتھیار ڈال کر اسفل سافلین کے مقام سے [illegible] ہے

"اسرار خودی" کے مذکورہ اشعار سے ملی ملتی مولا لاہوری [illegible] دوسرا خلاصہ ہے ۔ تصور خودی کو خلیفے سے مربتہ قرار دے کر وحدت الوجود نامہ کو پیش کی ہے ۔ یہ کوشش اس بات کے معنی ہے کہ اقبال کے تصور خودی میں اخلاقی انفرادیت پر زور دیا ہے تو وحدت الوجود کی نفی ہے ۔ مولا لاہوری "[illegible]" میں [illegible] کے حوالے سے جو اشعار ہیں ان میں سے بھی نقل کر کے بھی اقبال کو وحدت الوجودی قرار دیا ہے ۔ اس سلسلے میں ملی ملتی مولا لاہوری ۔ [illegible] اقبال کا کل اور مادری کلام [illegible] اقبال کے [illegible] ان اشعار سے بھی الفاظ ہوتا ہے جن سے انسانی انفرادیت کی واضح ترجمانی ہوتی ہے ۔ مثلاً اقبال لکھتے ہیں:

> ما کریم از حق و از کوشش ما بیش — کنز [illegible] اما عرضنا [illegible]

یعنی ہم "یا خودی" اور کل کی ایک ہے جو اس کا اس کیا گیا ، وما عرضنا کی [illegible] ہے اے کتاب عزیز ہے ۔ یہ سورۂ [illegible] کی [illegible] اللہ کا ارشاد ہے کہ "ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور ڈر گئے ، مگر انسان نے اسے اٹھا لیا" اس امانت سے جو ہم بھی مراد لیں انسانی انفرادیت کے ساتھ ہوتی ہے ۔ اقبال نے اس خودی کو مرکب [illegible] سے مراد حکومت (نیابت الٰہی) ہے جو قرآن [illegible] سے اس [illegible] کی گئی ہے ۔ یہ عالمانہ سے ہیں علم و عرفان [illegible] ہے ۸۸

اقبال کے تصور خودی کو سمجھنے سے نا ہو جانے والے [illegible] کو [illegible] کر دیتے ہیں ۔ [illegible] مقصود سے نام و کمال اسرار خودی میں پیش ہوا ۔ "اسرار خودی" اس کا آغاز ہے ۔ پھر اسرار خودی کے مرکزی اشعار میں "خودی" کا مفہوم [illegible] ہے اور وہ بھی نام و کمال بیان جس ہوا ۔ اقبال نے ۱۹۱۵ کا تحفہ میں لکھا ہے کہ "اس مقصود کے ذیل میں جو اشعار ہیں ان سے خودی کے مضمون پر روشنی پڑ جاتی ہے" خودی کے مضمون پر اقبال نے [illegible] پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔ "اسرار خودی" [illegible] ہے خودی کا [illegible] نقطہ" کہا ہے ۔ [illegible] کے پہلے نوٹ [illegible] اور جو اسرار خودی کے انگریزی ترجمے میں شامل کی گئی اس میں بھی وضاحت کا اظہار [illegible]

[illegible] کے حوالے سے اقبال لکھتے ہیں کہ "[illegible] صاحب [illegible] اس [illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] کی کوشش کرتا ہے" ۱۹۲۲ء میں [illegible] (An Exposition of the Self) [illegible]
[illegible] کی [illegible] ۲۲ [illegible] ۲۴ [illegible] کی ہے[88]

[illegible] کا تصور [illegible] اور اقبال کا تصور [illegible]
[illegible] کے حوالے سے اقبال کو [illegible] کے منافی ہے[89]

[illegible] لاہوری [illegible] کہ "اقبال [illegible] زمان [illegible] ماورا ہے۔ [illegible]
[illegible] (یہ احساس [illegible] ہو چکا ہے) [illegible] زمان [illegible] اقبال کا تصور [illegible] ماورا ہے"

[illegible] خواہ [illegible] دعویٰ [illegible]
[illegible] لاہوری کی چال ہے [illegible] کی [illegible] ہے

"... [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] ہو گئے۔ برگساں [illegible] اور اقبال [illegible] تخلیق شمار کرتے تھے [illegible] فرق [illegible]
اور اقبال کے [illegible] برگساں [illegible] قسم کا [illegible]
ہو [illegible] زمان کے بارے اقبال کا تصور [illegible] ماورا ہے [illegible][90]

ڈاکٹر [illegible] "[illegible] کے مطابق [illegible]" اور
[illegible] اور اقبال [illegible] اقبال [illegible] تخلیقی [illegible]
[illegible] زمان کے بارے میں اقبال کا تصور [illegible] ماورا [illegible] ہو سکتا ہے۔ اقبال [illegible]
[illegible] ہیں اور [illegible] کہتے ہیں:

فرو ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الٰہ الا اللہ[91]

[illegible] اقبال کا تصور زمان [illegible] ہے [illegible] واضح ہے جس پر [illegible] اور اقبال [illegible]
کا استعمال ہی کیا گیا[91] [illegible] کے [illegible] "[illegible] کے [illegible] اقبال [illegible]
کا [illegible] اور اس [illegible] سے اقبال [illegible] کہ اقبال کا [illegible] زمان [illegible] کے [illegible]
کی کسوٹی پر [illegible][92] [illegible] کی [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] ہے؟"[93] اس کی وجہ [illegible] لاہوری نے لکھا ہے کہ "اقبال [illegible]
کے لیے [illegible] کا [illegible] ہے"[94] ([illegible] وغیرہ) چنانچہ ذیل میں
برگساں اور اقبال کے تصور زمان [illegible] کے لیے ڈاکٹر [illegible] کا [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] لکھتے ہیں۔

ذہن کے ہر ایک وحدت میں ایک مسلسل انقلاب اور ہمہ وقت تغیر کی حالت ہے؛ ہم ٹھہرے رہے مگر مرحوم مسلم۔ لیکن اگر سفر ہر پیچ پر اقبال برگساں کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور وہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔۔۔ حال اضطراب ضرور اس میں کا [illegible] لیکن اصل مقصود کیا ہے؟ برگساں کے نزدیک ان تمام تغیرات، واردات اور احوال کا مقصد نہیں۔ ہم [illegible] کے ساتھ چلے جا رہے ہیں مگر کہاں جا رہے ہیں، یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔

اقبال اسی سوال پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اس کے [illegible] برگساں کے ہم خیال تھے، مثلاً "پیام مشرق" میں کہتے ہیں

زندگی و جہد میں در طلب و ناز است و بس

تا منزل و موج ما پادہ و منزل کجا است

لیکن برگساں اسی مقام پر ٹھہر جاتا ہے اور آگے قرآن کی مدد سے [illegible] میں کہ [illegible] کا سوال۔ جیسے آزادی میں [illegible] اسی وقت باقی رہ سکتی ہے۔۔۔ [illegible] کے لیے کوئی منزل یا مقصود متعین ہو۔ لیکن اقبال کا خیال ہے کہ مقصود کا ہونا ضروری ہے مگر مقصود خارجی نہ ہو، اگر خارجی ہو تو [illegible] آزاد اور خود مختار رہے گی۔ اس لیے ایک ہر ایک مقصود کی ضرورت [illegible] ہی سے مشتق ہے۔ اس کا حال یہ [illegible] جبر اور انقلاب احوال کے ذریعے خودی کی پرورش اور تکمیل میں مصروف ہے۔۔۔ [illegible] ہے خودی کا ہر لمحہ اشکار[15]

ملفوظ کے ایک اور مضمون [illegible] لکھتے ہیں کہ اقبال کو برگساں کی جس بات نے اپنا گرویدہ کیا وہ یہ تھی کہ برگساں شعوری ارادہ [illegible] کا پرزور حامی تھا۔ دوسرے [illegible] کیا [illegible] روحانی پہلو اور وجدان کے اس کام کا [illegible] قرآن کو مد نظر رکھ کر ہوا ہے۔ دراصل [illegible] کی مضبوط اور گہری [illegible] کا مرحلہ میں کھڑا رہی تھی[16]

علی عباس جلالپوری اقبال کے تصور زمان کو برگساں کی [illegible] قرار دیتے ہیں[17] ان کے نزدیک اقبال کے ہاں عقل و وجدان کا تقابل ہم وہی اسی صورت میں موجود ہے جو برگساں کے افکار کا امتیاز ہے[18] نیز "اقبال نے برگساں کے تتبع میں عقل و خرد کی مذمت کی ہے"[19] جلالپوری یہاں کی چیزیں پیش کرتے ہیں کہ تصور عشق کو رومی کا ہی طرز امتیاز تھا (دراصل عشق میں اللہ اور رسول سے شعور محبت [illegible] کی صورت ہے) یہ دونوں ہی [illegible] کی طرح [illegible] تصور عشق کی سرا سر افلاطونی [illegible] عقل شمار کرتے ہوئے اقبال کے تصور عشق، تقابل عقل و وجدان اور عقل و خرد کی مذمت کو برگساں کا اثر قرار دیا ہے

اقبال کے تصور عشق کا مافیہ اور سرچشمہ [illegible] یہ ہے کہ [illegible] اپنے نصب العین، اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ کے رسول سے [illegible] لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لیے کہ: عشق خدا کا رسول [illegible] کا کلام[20] عشق ایسی قوت ہے جو ہر [illegible] کر سکتی ہے: قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے[21] اس نصب العین سے شعور [illegible] قرار ہے۔ یہ قوت جو [illegible] ہے اور وہ مقام [illegible] جگہ خرد اور [illegible] کے استحکام و ارتقا کا راز عشق ہی میں مضمر ہے[22]

تقابل عقل و وجدان کے ضمن میں اقبال کا موقف برگساں سے بعض صورتوں میں مختلف رہتا ہے۔ جلالپوری دونوں کو ہم رنگ قرار دیتے ہیں مگر اقبال عقل پر عشق کو ترجیح دینے کے باوجود خرد دشمن نہیں ہیں اور عقل و وجدان کی آمیزش کو بہترین نتائج کا حامل سمجھتے ہیں:

مشرق و مغرب کی آمیزہ[۱۰۳] لیکن چونکہ جالبوری نے اقبال پر سرمایہ داری کا الزام [illegible] سے عائد کیا ہے اور اس حصہ میں مقصود صاحب اقبال [illegible]

ہیں، اس لیے اس اعتراض کا جائزہ [illegible] "کیا اقبال [illegible] اور مخالف علم ہیں؟" کے زیر عنوان لیا گیا ہے۔

عقل و خرد کی منتقیص اسلامی دنیا میں جزو [illegible] ہے اقبال نے [illegible] تحقیقی مقالے ہیں، مصنف کے [illegible] اشاعرہ کے زوال پر [illegible] روشنی

ڈالی ہے اور لکھا ہے کہ مسلم علماء کے ذہنوں پر [illegible] کا [illegible] قرآن نے کامل طور پر زائل کر دیا اور اس طرح [illegible] [۱۰۴]

[illegible] ہے[۱۰۵] جالبوری نے اقبال کی [illegible] اشتراکی [illegible] کی ہے اس سے [illegible] علم مشرق میں [illegible]

پر [illegible] کا تعریضی [illegible] وہ [illegible] دیکھتا ہے یا اس سے [illegible] کرتا ہے ڈاکٹر [illegible]

کہ اقبال نے متحرک و مؤثر رویہ (dynamic attitude) کا سراغ یورپی احیائے علوم کی [illegible] میں [illegible]

ایک ملیح [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے "ملاقی اپنا اور نطشے کی تحریروں میں کی جا سکتی ہے"[۱۰۶] ڈاکٹر [illegible]

[illegible] احیائے علوم کا سراغ [illegible] اقبال کا حق [illegible] یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپی احیائے علوم کی [illegible]

مسلمانوں کے علمی اکتشافات و تحقیقات پر رکھی گئی۔"[۱۰۷]

علامہ [illegible] لکھا ہے کہ "[illegible] [illegible] اور [illegible] کا سلسلہ [illegible] کا ہے"[۱۰۸] [illegible] اسلام کے منافی [illegible]

اسلامی علم ہی ہے تو [illegible] قرآن حکیم کے اس حکم "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ" [illegible] میں [illegible] علم ہے [illegible]

کی [illegible] ہوئے [illegible] نے لکھا ہے کہ "[illegible] ([illegible]) نہیں ہے [illegible] اور [illegible]

[illegible] کے معنوں میں استعمال ہوا ہے"[۱۰۹] نطشے اور اقبال کی [illegible] کے [illegible] ڈاکٹر [illegible] [illegible]

"[illegible] میں بعض افکار اور بعض مثالیں [illegible] اقبال اور نطشے میں [illegible]

ہے۔ دونوں میں افکار کے [illegible] ظاہری مماثلت ہے [illegible] تو [illegible] اور [illegible]

پائی جاتی ہے۔ [illegible] کا اطلاق کیا [illegible] دونوں [illegible] اور دونوں کا [illegible] کا تصور بھی

[illegible] کے افکار میں [illegible] ہے۔ [illegible] موجودہ انسان [illegible]

[illegible] اور [illegible] ہے۔ [illegible] سے اقبال نے [illegible] کا تصور

کے منتخب [illegible] کا۔ [illegible] کا ظاہر [illegible] نطشے کی [illegible] اور کہتے [illegible]

میں بھی [illegible] چاہتا ہوں ... اقبال کو نطشے میں [illegible] اس کی خودی کو مضبوط کرنا چاہیے

لیکن نطشے کے اس خودی کا تصور [illegible] اس لیے چاہتا ہے کہ [illegible]

ایسے [illegible] اور اقبال [illegible] ہیں کہ [illegible] کی خودی مضبوط ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچ جائے کہ اس

میں الٰہی صفات کی شان جھلکنے لگے۔"[۱۱۰]

[illegible] مصر کی [illegible] انسان کامل کا اسلامی تصور اور نطشے کا فوق البشر کا تصور ایک دوسرے کی نقل [illegible] اور اقبال

نے دونوں کو ملانے کی [illegible] کر ڈالی [illegible] انسان کامل کے اسلامی تصور اور نطشے کے فوق البشر [illegible]

اور قوت و طاقت کے عناصر مشترک ہیں اس لئے مشکل ہے کہ درست ہو گا۔ یہی عناصر اقبال اور نیٹشے میں مشترک ہیں۔ اس سے آگے اگر [illegible]
تو اقبال کا تصور سراسر اسلامی اور نیٹشے کا سراسر غیر اسلامی ہے۔ دونوں کو مخلوط کرنے کا سرا بے بنیاد ہے اور محض نا سمجھی کی علامت [illegible]
ہے۔ نیٹشے انسانوں کو آقاؤں اور غلاموں میں تقسیم کرتا ہے۔ غلاموں کے لئے اطاعت، بردباری، مسکینی کی اخلاقی صفات ہیں جبکہ آقاؤں کے
اخلاق دلیری اور خواہش اقتدار کے آئینہ دار ہیں۔ نسل انسانی [illegible] کے مظہر ہیں اور ان کا مرد مسلمان، اللہ تعالیٰ کی جلالی و جمالی صفات
کا مظہر ہے۔ نیٹشے کا فوق البشر صرف اعلیٰ طبقے کا فرد ہوتا ہے جبکہ اقبال کے مرد کامل یہ مرتبہ ہر آدمی ہی حاصل کر سکتا ہے [illegible] جمہوریت [illegible]
سے ۱۹۲۸ء میں علامہ اقبال کا انٹرویو شائع ہوا تھا۔ اس میں اقبال کے اسلامی فلسفۂ سیاست کی وضاحت ہوئی ہے۔ اقبال لکھتے ہیں:

"یورپ کی جمہوریت جس کے سر پر اشتراکی شورش کا بھوت سوار ہے، دراصل یورپ میں سرمایہ داری کی انتہائی اصلاح کی صورت ہے۔
نیٹشے چونکہ جمہوری حکومت کو پسند نہیں کرتا اور عوام الناس سے کوئی توقع نہیں رکھتا اس لئے وہ صرف اعلیٰ تہذیب و ثقافت کو [illegible]
کی بنیاد پر مہیا کرتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عوام الناس ترقی کی ممکن صلاحیت نہیں رکھتے؟ اسلامی جمہوریت یورپ کی جمہوریت
کی طرح اقتصادی مواقع کی وسعت سے پیدا نہیں ہوتی۔ وہ تو ایک روحانی اصول ہے جو اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ہر شخص میں [illegible]
کے مواقع بہم پہنچانا [illegible] اور اسلام ایسا مذہب ہے جو انسان کی مخفی قوتوں کو بروئے کار لا سکتا ہے [illegible] اسلام نے عامۃ الناس
اور ادنیٰ طبقے کے لوگوں میں سے بہترین سپاہی اور لیاقت کے افراد پیدا کئے ہیں۔ [illegible] کہ اسلامی تاریخ کی جمہوریت
میں نیٹشے کے فلسفے کی تکذیب کا کافی سامان موجود ہے۔"[illegible]

[illegible] اقبال کا تصور خودی صرف ایک آئینہ ہے [illegible] True Self اور [illegible] کی Super Ego اور نیٹشے کے [illegible]
کا ایک [illegible] کا مظہر ہے۔ سوال یہ ہے [illegible] طاقت و قوت کی صفات کیا اللہ کی صفات نہیں ہیں [illegible]
[illegible] مرد کامل کا تعلق [illegible] کارنامے کے [illegible] نیٹشے کے فوق البشر [illegible]
نگاہ ان جمہوریوں کی طرف [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] اسلامی تاریخ کے [illegible] اقبال میں [illegible]
کے مطابق انسانِ کامل کا حقیقی اور بلند ترین نمونہ جناب سرورِ کائنات کی شخصیت تھی[illegible]۔ [illegible] اسرارِ خودی [illegible]
کردی تھی[illegible] [illegible] دوسری [illegible] کا شکار ہو گئے ہیں [illegible] اور [illegible] اللہ [illegible]
سے زیادہ بہرہ ور [illegible] کی ذات پر [illegible] اقبال کا مرد [illegible] سے قریبی تعلق ہے [illegible]
اسلام [illegible] اور آنحضرت [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] شخصیت۔ اقبال کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے۔ اقبال نے انسان کامل کو اوصاف اللہ کی صفات کے حوالے سے
بیان کئے ہیں[illegible] اقبال مرد مومن ہیں اور ان کا [illegible] کو چھوڑا ہے [illegible] اللہ [illegible] رسالت مآب
کا مقام [illegible] اقبال کے [illegible] اللہ [illegible] کی صفات کی [illegible]
کی درست پر توکل اور [illegible] کے لئے [illegible] اقبال [illegible] نشان ہے:

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی   خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش   خودی کی زد میں ہے ساری خدائی[**]

مردِ انسان کا تصور [illegible] شروع سے موجود ہے [illegible] ڈاکٹر حاتم رامپوری نے اسی موضوع پر کام کیا ہے۔ اس کے تحقیقی مقالے کا عنوان "تصورِ مردِ مومن [illegible]" ہے۔ [illegible] کے تصوّر اور یورپ [illegible] کے
[illegible] یونانی [illegible] کے تصوّر کی وضاحت [illegible] (Human) [illegible]
[illegible] تصوّر [illegible] اور [illegible] انسان کا [illegible]
[illegible] روح کی [illegible] افلاطون کا [illegible] حاکم [illegible]
[illegible] (Philosopher Ruler) [illegible] اور [illegible]
(Magnanimous Man) کی بات کرتا ہے۔ [illegible] افلاطون کی طرح [illegible]
[illegible] (Omnipotent Legislator) [illegible] کا قائل ہے [illegible]
[illegible] (General Will) [illegible]
[illegible] ہیگل کا [illegible] کا قائل ہے [illegible]
[illegible] (Dialectical Process) [illegible]
[illegible] (Gallant Chivalry) [illegible] مردِ مومن کا تصوّر [illegible]
[illegible] نطشے کا "فوق البشر" [illegible] (Will to
Power) کا قائل ہے [illegible]
[illegible] نطشے [illegible] فوق البشر
[illegible]
[illegible] کا باقی ہے۔

حاتم رامپوری نے تیسرے باب میں اسلام کے تصوّرِ انسان کی [illegible] کی ہے۔ [illegible]
میں اقبال کے مردِ مومن کا تفصیلی مطالعہ ہے اور چھٹے باب میں [illegible] کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] انسان کے [illegible] خودی [illegible] کے مقابلے میں حاتم رامپوری کا [illegible]
[illegible] اور ان کی تحقیق [illegible] ہے۔ تفصیلات کے لئے اصل کتاب دیکھی جانی چاہیے۔ حاتم رامپوری نے تصوّرِ مردِ مومن کا جو مطالعہ
پیش کیا ہے اس کے [illegible] پیش کیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر حاتم لکھتے ہیں۔

[illegible] مردِ آزاد [illegible] اور [illegible] انسان [illegible]
[illegible] انسانوں میں سے کسی کے [illegible]

قانونِ حیات موجود ہے اور یہی ان کے ہاں معیارِ خیر و شر کا تعین کرتا ہے۔ جس کے سبب ان کی گم کردہ راہ عوام الناس

میں مذہب اور روحانیت کے عروج کا کوئی ٹھوس لائحہ عمل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔"[۱۵]

ہیرو پرستی [illegible] لاہور کے فوق البشر اور تصورات کے ضمن میں [illegible] یہ ہے کہ "نطشے کے مشہور [illegible]

کے تصورات سے [illegible] ہیرو پرستی کے تصور کا خاکہ [illegible] اسلام [illegible] اور اپنے روحانی [illegible] کا [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] مردِ مومن اور [illegible]

کے تصورات کے فرق کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں:

"اقبال کا مردِ مومن [illegible] نطشے [illegible] عقل اور [illegible] معرفت [illegible]

کے [illegible] کی طرح [illegible] سے زیادہ [illegible]

قوتوں کو آئینِ حق یا قرآنی قوانین کا پابند [illegible] کے لیے [illegible]

ہے [illegible] ان [illegible] (values) کی [illegible]

حائل ہیں [illegible] معیارِ خیر و شر [illegible] قرآنی دستور یا

تسلیم کرلینے کے نتیجے کے طور پر حاصل ہے۔۔۔

نطشے کا سپرمین، کارلائل کا ہیرو [illegible] کا "مردِ کامل"، [illegible] اور [illegible] کے تمام

افراد [illegible] کارلائل [illegible] ہیرو [illegible]

[illegible]

[illegible]

مردِ مومن [illegible]

[illegible]

[illegible] روحانی [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

وہ تمام باتیں [illegible] میں ہیں [illegible] کردیا ہے۔"[۲]

اقبال کی فکری اساس [illegible] اصل حقیقت [illegible] موضوعات [illegible]

[illegible] کہ فکرِ اقبال کا [illegible] میں تلاش کرنے کا رجحان ناقدینِ اقبال کے [illegible] اقبال [illegible]

ہے اور اس کے [illegible] سامنے آتے رہتے ہیں۔ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اس ضمن میں ناقدینِ اقبال کے کچھ اور [illegible] اور [illegible] اقبال

کی ان سے ملتی جلتی آرا کا مختصر سا تذکرہ بھی کردیا جائے۔

اشفاق علی خان رقم طراز ہیں کہ تمام سیاسی اور [illegible] تصورات و مقاصد، بصیرت و آرا، اسلامی اقدار و روایت، [illegible]

تھی کہ جوری کے حصص میں بھی اقبال اور [illegible] ہیں تھے [illegible] ملم ریاست کے [illegible] ہی اُکے [illegible] اور [illegible] موجود تھے۔

[illegible] کا تصور ہوتا ہے لیکن جب اقبال [illegible] کا [illegible] ہے۔ [illegible] کا تصور [illegible] ملم ریاست کے تصور کا [illegible]۔

تعلق ہے متفرق مصرات اقبال کا رشتہ اس سے [illegible] مستطلع کرتے ہیں۔ اس کا تفصیلی جائزہ [illegible] میں [illegible]

[illegible] اشتراکی [illegible] اقبال کی اور [illegible] منکر ہونے کا [illegible] ہے [illegible] مصرعوں میں [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible]

[illegible] اللہ ہے اگر چہ اشتراکی [illegible] کے اور [illegible] اشتراک کیے ہیں۔ اقبال [illegible]

[illegible] کے [illegible] کا [illegible] حقیقی [illegible] ہے [illegible]

[illegible] منکر [illegible] طرح اقبال [illegible] اور [illegible]

[illegible] اس حصے میں [illegible] اقبال اپنی مصرعوں میں اور [illegible] منکر ہیں۔ تصور [illegible] کی ایک مثال ہے۔

بیسویں صدی کی [illegible] وطنی قومیت کے تصور [illegible] کچھ عرصہ اقبال بھی [illegible] ہے۔ [illegible]

تصور [illegible] اقبال ہی [illegible] اور قومیت کا اسلامی تصور [illegible]۔

اشتراکی [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] ہیں۔ اس [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] میں [illegible] کا مضمون "اقبال اور [illegible]" [illegible] اقبال [illegible] کا تصور [illegible]

[illegible] قول [illegible] کا [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] قوم [illegible] تصور [illegible] اقبال [illegible] قول [illegible] ہے؟

[illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] کا [illegible] اور [illegible]

اجتماع ایک اخلاقی شعور کی تخلیق کرتا ہے جسے قوم کہتے ہیں۔[۱۲۳]

[illegible] کے تصور قوم کے بعض پہلو [illegible] اسلامی تصور [illegible] رکھتے ہیں۔ اقبال نے [illegible] ([illegible]) میں کہا تھا کہ [illegible]

قومیت کا [illegible] اصول [illegible] اشتراک [illegible] اشتراک [illegible] مقامات [illegible] اشتراک [illegible]۔

[illegible] اقبال [illegible] قومیت [illegible]

ہے اس [illegible] کا قول نقل کیا ہے [illegible] اقبال [illegible]

"[illegible] اپنی [illegible] ایک [illegible] ہیں"

[illegible] کے لیے [illegible] کے مثال [illegible]

ایسے اخلاقی شعور کی [illegible] قوم کا [illegible] کا [illegible] ہے [illegible]

کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔[۱۲۴]

اقبال کے تصور قومیت کی [illegible] اس تصور کو اقبال نے "جواب شکوہ" کے ایک مصرعے میں اس طرح بیان کیا:

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

مغرب پرست نکتہ چینی کے سبب ہی محاسنِ اقبال کو آل احمد سرور جیسے ماہرِ اقبال نے سامنے پیش کیا ہے۔ سرور لکھتے ہیں کہ "اکبر، [illegible]

میں بھی بعض مغرب کے علمی (مثلاً نطشے) اول رہبر پر [illegible] کے زوال میں، مغربی تہذیب اور [illegible] صدی ہی میں [illegible]

ہو گئی تھی۔ اسرار و رموز کی، تہذیب مغرب پر طنز و تعریض اور ان کی شاعری کا اظہار ہوا ہے۔ مغرب پر نطشے اور اقبال کی تنقید [illegible]

کی آئینہ دار ہے۔ اقبال کی تنقید سے اخلاقی و روحانی [illegible] ہے جس کا وہ [illegible] ہے۔ اقبال کی تصویر مغرب [illegible] اسرار و رموز کی بہت

زیادہ وسعت اور گہرائی ہے اور [illegible] کے اقبال [illegible] کے مسائل بھی بیان کرتے ہیں۔

سلیم اختر نے لکھا ہے کہ "حرکت اور تغیر [illegible] کا شعبہ ہے۔ مابعد الطبیعات کا تعلق مادہ سے نہیں، مادہ [illegible]

اس صورت میں وہ تمام علوم و فلسفے جو حرکت و تغیر پر زور دیتے ہیں اور [illegible] مادہ کی ایسی [illegible] بلکہ [illegible] حرکت اور [illegible] اصول

میں مادہ پرست ملتے ہیں اور قطعی طور پر مابعد الطبیعات سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ مثلاً ایک [illegible] کا [illegible] سے اقبال کا [illegible] کی حد

تک متاثر ہیں"۔[۲۷] اس سے پہلے [illegible] اسلامی اصول حرکت یا اجتہاد [illegible] کے [illegible] ہے"۔[۲۸]

اقبال کا [illegible] "اسلام میں اصولِ حرکت" [illegible] "اسلام میں اصولِ اجتہاد" ہے۔ یہ "اسلامی اصولِ حرکت کا اجتہاد" کیا ہوا؟ اصول اجتہاد

کو [illegible] اقبال [illegible] تصور کو [illegible] کا تابع [illegible] ہے [illegible] اصول پیغمبرِ اکرم کے عہد سے جاری ہے

اقبال [illegible] لکھتے ہیں کہ: "ہر شے مسلسل [illegible] یا [illegible] کائنات" تو ایک علمی حقیقت [illegible] اگر [illegible]

کا ہے تو وہ [illegible] ہے۔ اقبال جب کہتے ہیں کہ "[illegible] زماں اور [illegible] زماں میں کئی [illegible] ہیں" اور "[illegible] زماں [illegible]

[illegible] حرکت کا حامل ہے [illegible] اور [illegible] "ابن خلدون زماں کے مسئلہ کی [illegible] کے حوالے سے برگساں کے

[illegible] ہیں"۔[۲۹] [illegible] کے معانی ہیں اور [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] کے [illegible]

[illegible] ہے [illegible]"۔ اس سے حرکت کا [illegible] کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس کارگاہِ عالم [illegible]

[illegible] جاری ہے"۔[۳۰] اس سے قرآن حکیم میں [illegible] کی [illegible] ہے اور [illegible] اسلامی [illegible] کا [illegible]

[illegible] نہیں تھی [illegible] سلیم اختر [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی کوشش [illegible]

اقبال کو بھی [illegible] ٹھہراتے ہیں۔ تصوف دو قسم کا ہے۔ [illegible] اور وجودی تصوف کی [illegible]

والے تصوف کی [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] اور [illegible] کے بجائے [illegible]

یہ امور اسلامی [illegible] کے لیے [illegible] ضروری ہیں۔

آل احمد سرور نے "اقبال اور ابلیس" کے عنوان سے ایک مضمون ۱۹۳۸ء میں [illegible] میں لکھا تھا۔[۳۱] مضمون [illegible]

[illegible] کی نظم "[illegible] ابلیس" کے اشعار نقل کر کے لکھا ہے کہ "[illegible] کا عکس ملتا ہے"۔ اسی طرح

[illegible] کی نظم "[illegible] و ابلیس" کی [illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible] اشعار میں [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کا عکس موجود ہے"

آل احمد سرور نے اقبال کے تصورِ ابلیس کے [illegible] نطشے اور [illegible] کی [illegible] جس طرح ہوئی [illegible]

۱۹۲۸ء میں [illegible] کہ "اقبال [illegible] کا تصور [illegible] ہے"۔[۳۲] [illegible] کیا جاتا [illegible]

کی وضاحت نہ ہوئی تاہم چونکہ ملٹن نے ابلیس کو "فردوسِ گم شدہ" میں ہیرو بنا کر پیش کیا ہے اور فوق البشر بھی ہیرو ہوتا ہے اس لئے نطشے کی سوچ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اقبال قوت، حرکت و عمل کی تعریف کرتے ہیں خواہ وہ ابلیس ہی میں کیوں نہ ہو۔ ابلیس کی اسی قوت کا اظہار "بالِ جبریل" کی ابتدائی غزلوں میں ہوا ہے [illegible] ہر بت ہے پر اقبال رستم شمشیری اور سکندر کو مرتبہ [illegible] جس طرح "اسرارِ خودی" میں [illegible] کرنے کے لیے خواجہ حافظ اور افلاطون کی اقبال نے مذمت کی، حالانکہ ان مفکروں کا ہر کوئی معترف رہا ہے اسی طرح قوت، حرکت و عمل کے سلسلے میں جبریل پر ابلیس کی فوقیت [illegible] دوسرے مقامات پر جبریل کے حوالے سے [illegible] بیان کیا ہے۔[132]

نظم "جبریل و ابلیس" میں مقصود ابلیس کو ہیرو بنانا نہیں ہے [illegible] "نالۂ ابلیس" کے تحت اشعار انسانوں کو منزل [illegible] پست ہمتی اور [illegible] ابلیس بات دہ ہے اور [illegible] پرست ہے پر آمادہ [illegible] گئے ہیں [illegible] کے ہیرو کاروں کے لیے [illegible] کہ ابلیس خدا کا باغی ہے [illegible] کی دعا [illegible] کر رہا ہے [illegible] آدم کی [illegible] کر رہا ہے۔ وہ کبھی کام [illegible] نہیں کرتا۔ وہ اپنی عظمت [illegible] ہے [illegible] ہے کہ اس میں کبریائی کا شعور موجود ہے۔ وہ میرا [illegible] نہیں اس کی پست [illegible] میری [illegible] کو بھی [illegible] کی عظمت کا [illegible] اور میری ایک ضرب کی [illegible] اے خداوند [illegible] مجھے پختہ تر حریف چاہیے جو [illegible] پانی اور مٹی کی [illegible] نہیں پایا ہے۔ [illegible] کے لیے تو میرا [illegible] کافی ہے، پھر مجھے اس [illegible] کیوں دی؟ میری درخواست ہے کہ [illegible] کے لیے مجھے ایسا [illegible] جو میرا انکار کرے، میری گردن مروڑے۔ جس کے سامنے میری حیثیت [illegible] اور جو مجھے شکست کی لذت دے سکے۔[133]

ان اشعار میں اقبال کی اسلامی [illegible] ابلیس [illegible] کے [illegible] ہے۔ ان اشعار میں اور "جبریل و ابلیس" کے [illegible] اشعار [illegible] ملٹن اور گوئٹے کے [illegible] کی [illegible] بھی اہم [illegible] یہ پیغام ہے جو اقبال دے رہے ہیں، اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اثرات کے [illegible] میں [illegible] کی ذہنی [illegible] ہے کہ گوئٹے سے معمول [illegible] مشرق کے [illegible] سے حرارت تلاش کی۔[134] ملک [illegible] لکھتے ہیں کہ اکثر صوفیوں نے ابلیس کو [illegible] شر کے طور پر [illegible] کی علامت کے طور پر [illegible] ملٹن اور گوئٹے نے بھی [illegible] ہے [illegible] سے قبل الجیلی اور حلاج کی تحریریں [illegible] ابلیس [illegible] کا اظہار کر چکے تھے اور ملٹن ان خیالات سے [illegible] معلوم ہوتا ہے۔[135] جہاں تک نظم "جبریل و ابلیس" میں ابلیس کے حلیے کا تعلق ہے تو اس وقت [illegible] آدم کو سجدہ کرنے سے انکار [illegible] ابلیس نے [illegible] کی تھی۔ [illegible] سے ملٹن کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں ابلیس کا جلال اور [illegible] نظر آتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابلیس کا یہ جلال اور تمرد ہر کلامِ اقبال میں بھی [illegible] موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی [illegible] سال [illegible] ہے کہ:

> "[illegible] … اسلام ایک مستقل [illegible] ہے اور ابلیس کا [illegible] ہے [illegible] کی تکمیل کے رستے میں اسلام ایک بہت بڑی رکاوٹ نظر آتا ہے [illegible] وقت [illegible] انسان کی [illegible] ہوئی اور ابلیس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اس کا [illegible] اس کا جلال اور اس کا تمرد فراقبال کے یہاں اسی انداز سے موجود ہے:

> [illegible] نادان [illegible] سجدہ بآدم برآ — او بہ نہاد است خاک، من بہ نژاد آذرم"[136]

تصورِ ابلیس کے ضمن میں، مثال پر مبنی [illegible] کا ذکر بھی [illegible] کیا گیا ہے[۱۳۶] [illegible] اقبال [illegible] یہی ہے کہ انسان کے

قوتِ [illegible] کے باعث ابلیس کی [illegible] ہے [illegible] کہا ہے[۱۳۸] اقبال کے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] کا بنیادی [illegible] ہے۔ اسی [illegible] ہے [illegible] ابلیس کا [illegible]

درحقیقت ابلیس [illegible] انسان کا [illegible] ہے۔ انسان کے [illegible] میں ابلیس ابلیس ہی ہے [illegible] ہے۔ کلامِ اقبال میں [illegible]

کا [illegible] ہے۔ "[illegible]" میں نظم "جبریل و ابلیس" سے کچھ آگے "ابلیس کی عرضداشت" ہے جس کا آخری شعر یہ ہے:

جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست

باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

"ضربِ کلیم" میں "تقدیر" کے عنوان سے جو نظم ہے اس کا [illegible] ہے کہ اس [illegible] سے ماخوذ ہے "[illegible]"[۱۳۸]

[illegible] سیاست کو ابلیس کہا ہے [illegible] ہیں کہ [illegible] ہی ابلیس [illegible] سے [illegible] ابلیس[۱۳۹] اس سے

دراصل [illegible] نظم بعنوان "ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام" ہے۔ ابلیس کا [illegible] ہے کہ [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] اپنے سیاسی فرزندوں (یعنی [illegible] کے اہلِ سیاست) کے نام [illegible] کہ [illegible]

دو۔ اسی طرح نظم بعنوان "جمعیتِ اقوام" کے آخری شعر میں [illegible] ابلیس کے [illegible] سے [illegible] جائے[۱۴۰]

"ارمغانِ حجاز" کی طویل نظم "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" میں اقبال کا تصورِ ابلیس [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] ابلیس [illegible]

[illegible] میں [illegible] ملوکیت کا [illegible] مذہب کے [illegible] اداروں کا [illegible] اور [illegible] کو

سرمایہ داری کا [illegible] شامل ہیں [illegible] مشاورت کے دوران [illegible] آتے ہیں کہ (امریکی [illegible]) جمہوریت [illegible]

ہے۔ [illegible] فرنگی سیاست [illegible] ہے اور ابلیسی نظام [illegible] اشتراکیت نہیں بلکہ اسلام ہے۔ کلامِ اقبال میں [illegible]

عام طور پر [illegible] ہوا ہے [illegible] کے اشعار سے بھی [illegible] ہے:

جمہوریت چوں جامۂ [illegible] مرجعے از حضرتِ شیطاں رسید

ایں غلامِ [illegible] باطل پرست سرمۂ او دیدۂ مردم شکست[۱۴۱]

ابنِ آدم دل بابلیسی نہاد من بابلیسی [illegible]![۱۴۲]

عقل اندر حکمِ دل یزدانی است

چوں ز دل آزاد شد شیطانی است[۱۴۳]

[illegible] "[illegible]" اور "اقبال" میں لکھتے ہیں کہ "[illegible] کے [illegible] ہر شخص [illegible]

[illegible] اقبال کے [illegible] انسان [illegible]

[illegible] ہے کہ اقبال اپنے خیالات میں [illegible] کے [illegible]

ہیں[۱۴۴] اسی ضمن میں خلیفہ عبدالحکیم رومی اور اقبال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "دونوں کے [illegible] ہے [illegible] ہے"[۱۴۵] [illegible]

کی "تحریک مشرقی" سے بہت متاثر تھا اور مغربی اقبال [illegible] جو عطار، سعدی، مولانا روم اور تمام اعلیٰ لٹریچر کا مرہون احسان [147] و مولانا دین

سے ان حقائق کو حاصل کیا ہے۔ مسلم کے سرمایہ ہیں ہے کہ انسان کا فکری ماخذ اسلام ہے اور وہ [illegible] اس ماخذ کو مغرب میں تلاش کر رہے

ہیں وہ بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ خلیفہ عبدالحکیم نے لکھا ہے: "اقبال کو مغرب کی تعلیم کا [illegible] ہے جو اسلام کا ہے۔ امتیاز [illegible]

ہے"[148] آل احمد سرور مذکورہ بالا مضمون "اقبال اور ابلیس" میں تسلیم کرتے ہیں کہ اقبال کی بنیادی اسلامی تصورات کی تعبیر ہے[149] اور

ڈاکٹر میر ولی الدین جیسے [illegible] کہ [illegible] اقبال [illegible] کے بارے میں صاحب لکھتے ہیں کہ "تہذیب مغرب اسلام کے [illegible]

باہم ملا ہے"[149] اس [illegible] کا مقصد یہ ہے کہ فکر اقبال کو اسلام سے [illegible] کی روشنی میں [illegible] انکار [illegible] ہے۔ اقبال [illegible]

جو مافوقات کے درجے تک پہنچتے ہیں یا [illegible] اسلامی تفکر کی وسیع [illegible] اقبال کی [illegible] صورت [illegible] اور [illegible] اخلاقی، سیاسی اور

انسانی تصورات سے متصادم نہیں ہیں۔

اقبال مغربی افکار و علوم کے سیلاب [illegible] اور [illegible] کے آگے کوئی [illegible] ہیں [illegible]

ہیں [illegible] وہ اس فکر کی مخالفت کرتے ہیں [illegible] اقبال نے مغربی فکر [illegible] اور "[illegible]" [illegible]

اس سے استفادہ بھی کیا۔ تاہم قرآن حکیم کی صورت میں اور [illegible] کی شکل میں اقبال کے پاس ایمان [illegible] اور [illegible]

اصول موجود تھا جس سے مغربی مفکرین اقبال کی طرح [illegible] تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال ہر مغربی مفکر سے [illegible]

چنانچہ ڈاکٹر [illegible] کا یہ تجزیہ [illegible] ہے کہ [illegible] کا [illegible] قسم ہے [illegible] وہ حقیقی زندگی کا مظہر [illegible]

[illegible] ایک [illegible] کے لئے امکانات اور [illegible] تمام امکانی [illegible] کا سامنا ہے، [illegible] زندگی کا آغاز [illegible]

[illegible] کے [illegible] ہوتا ہے اسی طرح [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] آغاز ہے[150]

[illegible] مغربی مفکرین کا ذکر کر کے [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] سے اقبال [illegible] مسائل پر [illegible]

ہے اور [illegible] اقبال کے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہے[151] اس کے [illegible] "پیام" کے [illegible] شعر [illegible] ہے

عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری

عجب ایں است کہ بیمار تو بیمار تر است

[illegible] یہ ہے کہ [illegible] انسان [illegible] کی [illegible] کو [illegible] کی زندگی کی [illegible] جواب یہ ہے کہ [illegible]

کے [illegible] اور [illegible] سے محروم ہو جانے کے [illegible] "پیام" میں اقبال نے [illegible] ہے [illegible]

طلیم [152] [illegible] نے اپنے تحقیقی مقالے (Western Influence on Iqbal) میں فکر اقبال کو مغرب سے [illegible] ثابت کرنے

کی کوشش کی ہے۔ [illegible] مختلف تصورات [illegible] کی صورت میں [illegible] ہے [illegible] اقبال [illegible]

اور تواتر کے ساتھ [illegible] کرتے رہتے ہیں [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] کے تحت [illegible] ہے) [illegible] میں اقبال [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کیا ہے کہ انہوں

نے مغربی خیالات [illegible] کی ہے۔ یہ [illegible] سے [illegible] تصورات اور فکری [illegible] سے ہے۔ اقبال پر

آزادی، سرمایہ اور جمہوریت کے حامی [illegible] کے حامل ہیں [illegible] اور الحاد اور مادہ پرستی کو فروغ [illegible] ہے اور ایمان و اخلاق پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اقبال ملوکیت و استعمار کے مخالف اس لیے ہیں کہ یہ [illegible] سرمایہ داری کے مخالف ہیں [illegible] سرمایہ [illegible] عوام کا استحصال کرتے ہیں اور اقبال اخوت، عدل اور مساوات [illegible] کی اسلامی اقدار [illegible] اور ان اخلاقی قدروں [illegible] سرمایہ داری کی [illegible] کا [illegible] کے قائل ہیں۔ اقبال اشتراکیت کے بھی مخالف ہیں کہ وہ بھی [illegible] ہے اور معاشرے کا [illegible] روحانیت کو [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] مرتبت اسلامی [illegible] (صحابہ [illegible] اسوۂ [illegible]) [illegible] چاہتے ہیں، اگر وہ معاشرے [illegible] اور [illegible] کے معیار [illegible]۔

اقبال سرمایہ داری، جمہوریت کے بر [illegible] ہیں اس لیے کہ وہ اسلامی جمہوریت کی برکتوں سے واقف [illegible] اور [illegible] کار [illegible] سکتی ہیں۔ اقبال نے وطنی قومیت کی [illegible] اور مسلسل مخالفت کی ہے [illegible] اقبال نے حقیقت کا اسلامی تصور [illegible] اور [illegible] سے ماورا ہے اور [illegible] جمہوری [illegible] اسلامی [illegible] وہ صرف ملوکیت کی جگہ [illegible] اور [illegible] اسلام کی سادی [illegible] امراء [illegible] کے لیے تیار ہیں [illegible] اسلام کی [illegible] کے معنی میں سمجھا [illegible] اور [illegible] ہم خیالوں نے عورت کے بارے میں اقبال کے نظریات [illegible] جاتا ہے [illegible] اقبال عورت کو پاک [illegible] اقبال [illegible] عورت کو [illegible] چاہتے ہیں [illegible] کی ہی حامی ہیں اور یہ اسلامی تعلیم ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] کو اس نے عورت کو [illegible] ہے [illegible] اقبال کا اسلامی [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] اقبال کو [illegible] مولانا [illegible] اسرار [illegible] اور اقبال [illegible] اور [illegible] یہ [illegible] ان کے [illegible] کی صحت واستحکام [illegible] اقبال [illegible]

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لا الٰہ الا اللہ[159]

حقیقی اقبال [illegible] سے آگاہ ہیں۔ [illegible] اقبال نے [illegible] لکھے ہیں کہ "اقبال نے [illegible] اور [illegible] کے افکار و تصورات سے بھی [illegible] کیا ہے [illegible] ان کی [illegible] پر [illegible] ہوتے ہیں۔۔ اس میں بہت کچھ [illegible] کی سادی [illegible] لیکن [illegible] اقبال کے [illegible] ECLECTIC کہا [illegible] اقبال [illegible] جمع کرکے [illegible] بس ہو رہا ہے [illegible] YASTICHE [illegible] (Authentication) کا [illegible] اس رکھتی۔ یہ دعویٰ [illegible] مغالطہ انگیز ہے [illegible] اقبال کا [illegible] حقیقی طور پر [illegible] ہے۔ [illegible] انگیز [illegible] اور کلیتہً ملتی ہے، وہ اسی [illegible] ہے، اور [illegible] اور قرآن [illegible] اور [illegible]

کی داستان ہے ۱۹۰۳ء

احمد احمد انصاری نے اقبال کے والہانہ ذہن کا قریب سے مطالعہ کیا ہے۔ ... ملاحظہ اور مشرقی ... کا تذکرہ ... کے مطالعہ میں
طرح قرآن حکیم کے "نسب کا" معیار کو ذکر کیا ہے اسی سے "مکتوب مرتب" بنانے مطرے کی ترجمہ ایک جوڑی ... ہے ... ہے
موے وقت کے مطابق ہے "ہست کچھ" کی جگہ "حقیقی" لکھ دیتے ہے ... پر حاشیہ ... یہ کہ موری ... پر ... ۱۹۳۴ء کی
کسی حال کو اپنے اسلامی دور کی کسوٹی پر تکے میرا اپنا دل ... سیدہ قرآن کے ... سال ... احمد انصاری کی مرتب کردہ ایک
کتاب (Iqbal Essays and Studies) شائع ہوئی اسکے دیباچے میں ... اور ... کا ذکر
کے مرتب پروفیسر احمد انصاری نے حقیقی اقبال شناسی کا ... یہ لکھا ہے:

And one might add that the single fundamental and perennial source of inspiration for Iqbal as poet and thinker is the Quran and the personality of the holy prophet Muhammad

یہی بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ شاعر و مفکر اقبال کے لیے واحد بنیادی اور سدا بہار ماخذ قرآن حکیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت۔

حوالے اور حواشی

۱. مشمولہ The Sword and Sceptre، مرتبہ [illegible]، ص ۲۰۷، ۲۸۳ - ۲۱۱

۲. اقبال در ورپ عالم مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحات ۵۹ - ۸۰

۳ تا ۵. The Sword and Sceptre، [illegible] (بالترتیب) ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۲۵

۶ تا ۸. ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۲۸۳، ۲۸۸، ۳۰۲

۹. اقبالیات [illegible] مرتبہ [illegible]، صفحات ۴۴ - ۵۴، [illegible] دیکھیے [illegible] اقبال، مرتبہ [illegible] ۲۸۱

۱۰. Discources of Iqbal، مرتبہ [illegible]، صفحہ ۲۰۰ — اقبال در ورپ عالم، ۲۰۰، ۱۹۳، ۲۸۱

۱۱ – ۱۲. انگریزی ترجمے کے لیے دیکھیے Introduction to the thought of Iqbal اور [illegible] ۲۰ - ۲۸، ۳۵ اردو ترجمے [illegible]

۱۳ – ۱۴. [illegible] کے حالات کے لیے دیکھیے The Sword and Sceptre ص ۲۸۳ اور اقبال در ورپ عالم، ۱۲۲ - ۱۴۱، ۲۴۰

۱۵. دیکھیے 'بانگ درا' کی نظم 'ترانہ' [illegible] کا ایک اور شعر یہاں درج کیا جاتا ہے جو اقبال کے [illegible] ہے:

> [illegible]
> [illegible]

۱۶. اس ضمن میں اقبال کے یہ اشعار قابل توجہ ہیں:

> [illegible] داخل حصار دیں میں ہو
> ملک و دولت ہے فقط حفظ حرم کا اک ثمر (خضر راہ: [illegible])
>
> کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
> مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی (کلیات اقبال اردو، ص ۳۱۷)

۱۷ – ۱۸. دیکھیے، Discources of Iqbal ص ۱۸۹ - ۱۹۹، ۱۹۲، ۲۰۳

۱۹. کلیات اقبال اردو، صفحہ ۵۹۸

۲۰ – ۲۱. دیکھیے 'پیام مشرق' اور 'جاوید نامہ' کی منظومہ [illegible] اور 'مقام حکیم الالمانی نطشہ' کلیات اقبال فارسی، ص ۲۴۴، ۳۰، ۴۱

۲۲. کلیات اقبال اردو، صفحات ۳۴۸

۲۳. 'ضرب کلیم' میں [illegible] قابل توجہ ہے:

> [illegible]
> [illegible]

۲۴. دیکھیے، اقبال در ورپ عالم، صفحات ۹۲ - ۹۳

۲۵. اصل متن کے لیے دیکھیے، The Sword and the Sceptre، ۲۹۱

۲۶. Whither Islam? _ صفحہ ۲۰۱

۲۷. Mohammedanism _ صفحہ ۱۸۵

۲۸. Modern Trends in Islam _ صفحہ ۸۶

۲۹. Modern Islam in India _ لندن ایڈیشن ، صفحہ ۱۳۴

۳۰. کلیاتِ اقبال اردو ، صفحہ ۲۴۴

۳۱. Cantwell Smith ، ۲۱۵ ، ۲۲۶ ، ترجمہ [illegible] [شیخ [illegible] صفحہ ۳۹۹]

۳۲. اقبال اور مغربی مفکرین ، صفحہ ۹۰

۳۳. دیکھئے [illegible] مطالبِ اقبال ، صفحہ ۱۹۹ ، اور اقبال اور مغربی مفکرین ، صفحہ ۹۰

۳۴. [illegible] اقبال [illegible] ظاہر [illegible] کہ اقبال نے اشتراکیت پر [illegible] ادھوری [illegible] تھی ۔ [illegible] A Study of Iqbal's Philosophy [illegible] Conception of Society [illegible] :

"[illegible] اقبال [illegible] پہلے تو اقبال [illegible] [illegible] (اقبال اور مغربی مفکرین ، صفحہ ۹۱)

۳۵. [illegible] اقبال میں ، مغربی مفکرین میں [illegible] ہیگل اور برگساں کا ہے ۔ ضربِ کلیم کی نظم [illegible] (مغربی) فلسفے کے بارے میں اقبال کی رائے کا [illegible] اظہار ہوا ہے :

[illegible] اگر نہ ہوتا [illegible] نہ ہوتا
ہیگل کا صدف گہر سے خالی ہے اس کا طلسم سب خیالی!
انجامِ خرد ہے بے حضوری ہے فلسفۂ زندگی سے دوری!

۳۶. داستانِ اقبال ، صفحہ ۹۴

۳۷. اس قوت آفرینی کا موازنہ کیجیے ، بطور مثال ، ضربِ کلیم کی نظم بعنوان " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " سے ۔

۳۸. دیکھئے [illegible] ، [illegible] ایڈیشن ، صفحہ ۶

۳۹. کلیاتِ اقبال فارسی ، صفحہ ۳۵۸

٤٠۔ اقبال عہدِ جدید، صفحہ ١١٨

٤١۔ دیکھیے، سید عبدالواحد کا مضمون، Iqbal and His Critics، مشمولہ "اقبال ریویو"، اپریل ١٩٦٤ء، جلد ١١، "اقبالیات" [illegible] شمارہ [illegible] جولائی ١٩٩٨ء میں [illegible] [illegible] اقبال ریویو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے عبداللہ خان سے [illegible] مراسلہ [illegible] کیا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ [illegible] وہ مستشرق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اقبال [illegible] [illegible] [illegible] علاقہ کے علم و مرتبہ کی [illegible]" [illegible] اس کے [illegible] عبداللہ [illegible] [illegible] سید عبدالواحد سے کیا ہے (ملاحظہ [illegible] [illegible] [illegible] ٢٨٥ سے نقل کیا ہے اور صفحہ ٥٨٥ [illegible] [illegible] عبداللہ خان سے [illegible] [illegible] [illegible])

٤٢۔ دیکھیے، مقالاتِ حکیم [illegible]، صفحات ٢٤٣ تا ٢٩٥ [illegible] [illegible] اقبال [illegible] [illegible] [illegible]

٤٣۔ Gabriel's Wing، صفحہ ٢٢٣

٤٤۔ خلیفہ عبدالحکیم نے [illegible] لکھا ہے کہ قرآن کریم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (ملاحظہ حکیم، ١١٣، ٢٤٣، ٢٦١) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

٤٥-٤٦۔ اسرارِ خودی، صفحات ٤٩، ٥١

٤٧۔ دیکھیے (١) Gabriel's Wing، صفحہ ٣٢٤ (١) Stray Reflections، صفحہ ١٥٤ (١١) [illegible] [illegible] اقبال، صفحہ ٩٥

٤٨۔ شہپرِ جبریل (ترجمہ از ڈاکٹر [illegible])، صفحات ٢٩٥ تا ٣٠٠۔

٤٩۔ تفصیل کے لیے دیکھیے Gabriel's Wing، صفحہ ٢٢٨

٥٠۔ قرآن اور مسلمان [illegible] صفحہ ٢٢٤ [illegible] [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اقبال کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۔۔۔

٥١۔ ٥٢ Poems from Iqbal، دیباچہ، صفحات xv، xvii

٥٢۔ Studies in Iqbal's Thought and Art، مرتبہ ایم سعید شیخ، صفحات ١٠-١١

٥٣۔ ٥٥، ١١ Gabriel's Wing، صفحات ٢٢١-٢٢٢ (١) اقبالیات سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرتبہ [illegible] [illegible] صفحہ ٢٠٤

٥٦۔ اقبالیات کی [illegible]، مرتبہ [illegible]، صفحہ ١٦٩۔ [illegible] [illegible] [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شروع کریں جس میں [illegible] [illegible] موضوع کے متعلق [illegible] اقبال اور [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible]

کی صورت میں پیش کیے جائیں۔ [illegible] بعض مرتبہ اس مضمون تک رسائی کے مواقع پیدا ہو جائیں، وہ اختلافات واضح ہو جائیں جو اقبال کو فلسفۂ مغرب سے ہیں۔"

جناب جمیلہ ہوشیارپوری [illegible] ایک کا موضوع دو مقالوں میں [illegible] کے متعلق نطشے اور اقبال کا تقابلی مطالعہ [illegible] اور [illegible] ہیں جن میں مشہور مقالہ نگار اقبال اور نطشے و اقبال کے [illegible] ظاہر ہے کہ مشکل کام تھا اور [illegible] سے یہ بھی [illegible] مطالب سمجھنے کی خاطر، اقبال کو ان مسائل کی تہ تک پہنچنے کے [illegible] سے بھی کی مشکل اور [illegible] کی طرف توجہ دلائی۔ (اقبال کے فلسفے کے لیے دیکھیے [illegible] صفحہ ۱۵۰ / [illegible] ۱۹۵۴ء)

۵۷۔ اقبالیات کا مطالعہ، پروفیسر [illegible] مرتبہ ڈاکٹر [illegible] صفحہ ۲۲۵

۵۸۔ وقار عظیم لکھتے ہیں کہ "اقبال کے کلام کے متعلق [illegible] نطشے اور اقبال" اس طرح کے مضامین ہیں [illegible] کہ [illegible] وقار عظیم نے یہ بھی لکھا ہے کہ فکر اقبال۔ [illegible] Sweeping Remark [illegible] خلیفہ عبدالحکیم کا مذکورہ مضمون "[illegible]" کے علاوہ Sweeping Remark کے طور پر [illegible]۔

عزیز احمد نے لکھا ہے کہ [illegible] اسرار خودی [illegible] اقبال پر نطشے کے کچھ اور اثرات [illegible] لیکن یہ اثرات کسی طرح اقبال [illegible] اور اسلامی تصورات [illegible] خلیفہ عبدالحکیم صاحب نے اپنے مضمون "خودی، نطشے اور اقبال" میں بڑی اچھی طرح بیان کی ہے" (اقبال [illegible] صفحہ ۱۱۳) [illegible] اور عزیز احمد کی اس توضیح کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ عبدالحکیم کی بھی [illegible] کا اثبات ہی کیا۔

۵۹۔ اقبالیات کے نقوش، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحہ ۴۳

۶۰۔ مسائل اقبال، صفحہ ۱۹۳

۶۱۔ اقبال کا فلسفۂ خودی، ڈاکٹر عشرت جاہ کاردانی، ۱۹۹

۶۲۔ Iqbal in Final Countdown صفحہ ۱۵-۱۶ — [illegible] "ضرب کلیم" میں [illegible] کا نعرہ "[illegible]" (trash) کی حیثیت رکھتا ہے۔

۶۳۔ ۶۴ (الف) شاعری حکیم، [illegible] صفحہ ۲۶۰ (ب) اقبال کا علم کلام، صفحہ ۱۰۲

۶۵۔ ۶۶ (الف) فکر اقبال، صفحہ ۴۰۸ (ب) اقبال کا علم کلام، صفحہ ۱۸۹

۶۷۔ Iqbal: The Poet and His Message صفحہ ۲۶ — ۱۹۰۸ء سے ۱۹۲۰ء تک اقبال کی [illegible] اسرار خودی [illegible] شائع ہوئیں۔ [illegible] شریف کی تحریر کردہ [illegible] "اقبال کے تصور خودی [illegible]" کے لیے دیکھیے "[illegible]"۔

۶۸-۶۹۔ "[illegible]" کراچی، دسمبر ۱۹۶۸ء، صفحہ ۲۰ ہم دیکھیے "نقوش" لاہور، اکتوبر نومبر ۱۹۵۲ء، صفحہ ۲۶۱

۷۰۔ یادوں کی برات، صفحہ ۱۹۰

۴۸

(۲۹۵)

۷۱. حوالہ میزانِ اقبال، مرزا محمد منور، صفحہ ۱۴۸

۷۲. فقیرِ اقبال حیاتِ اقبال میں، مرتبہ تحسین فراقی، صفحہ ۲۳۵

۷۳. ترقی پسند ادب، صفحات ۱۱۱، ۱۱۲

۷۴. پاکستانی کلچر، صفحات ۱۸۸–۱۸۹

۷۵. اقبال کا علم کلام، صفحات ۹۹–۱۰۰، ۱۱۱، ۱۲۲، ۲۰۲، ۲۰۳

۷۶. اقبال ہمارے عظیم شاعر، صفحات ۲۲ تا ۲۹

۷۷. بحوالہ "ہندوستان میں اقبالیات" مجیب الرحمٰن آزاد، صفحہ ۴

۷۸. اسلام اور مغرب کے [illegible] مرتبہ تحسین فراقی، صفحہ [illegible] ادب لطیف [illegible] روایت [illegible] ۱۹۸۵ء

۷۹. دیکھیے، میزانِ اقبال، مرزا محمد منور، صفحہ ۱۴۸

۸۰–۸۱. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۵۲۲، ۴۹۹

۸۲. "ضربِ کلیم" کی نظم [illegible] اقبال کہتے ہیں:

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا

اتر گیا جو ترے دل میں لا شریک لہٗ

۸۳. ڈاکٹر میر عبداللہ [illegible] ڈاکٹر [illegible] نے لکھا ہے کہ اقبال [illegible] (دیباچہ Iqbal Essays and Studies صفحہ xix) [illegible] خلیفہ عبدالحکیم سے [illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible] شاعر اور مفکر اقبال کے [illegible] کا [illegible] ضربِ کلیم اور [illegible] فکر کی [illegible] ہے"۔

۸۴. کلیاتِ اقبال فارسی کا اردو ترجمہ از میاں عبدالرشید، صفحات ۲۱، ۱۰۱

۸۵. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۲۳

۸۶. سورۃ [illegible] کے ترجمے کے لیے دیکھیے، ترجمان القرآن، [illegible] صفحات ۱۱۱ تا ۱۱۵

۸۷. دیکھیے، تفہیم القرآن، جلد چہارم، صفحات ۱۲۵ تا ۱۲۶

۸۸. دیکھیے، Discourses of Iqbal، صفحات ۱۹۶–۱۹۸

۸۹. "اسرارِ خودی" کے [illegible] وحدت الوجود [illegible] اقبال [illegible] اقبال کے [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] سے وابستہ ہے [illegible]

کے لیے بطور ایک تعبیر کے کام دے گا۔" علی عباس جلالپوری نے علامہ اقبال کو وحدت الوجودی [illegible] کیا ہے۔ ان کا موقف اپنی جگہ [illegible]، [illegible] دیکھیے "کیا اقبال وحدت الوجودی ہیں؟"

۹۰. علامہ اقبال، مرتبہ محمد اقبال [illegible] — [illegible] مطبع [illegible] کا تعلق [illegible] تصور زمان و مکان [illegible] اقبال [illegible] کا ایک گہرا شعور اور زمانہ [illegible] کا تصور۔ حیات و زمان کا یہی تصور ہے [illegible] کا [illegible] ہے ... [illegible] ("[illegible]" [illegible] ۱۵۰، ۵۰)

اصل متن کے لیے دیکھیے، [illegible] ایڈیشن، [illegible]

۹۱. علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں کہ "اسرار خودی" [illegible] کے [illegible] امام شافعی کا قول ہے، اقبال برگساں کا نظریۂ زمان پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اسرار خودی کے [illegible] (اس مصرعے کے ساتھ [illegible] زمان سے اقبال برگساں کا نظریۂ زمان پیش کرتے ہیں) علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں [illegible] امام شافعی کے قول کا تعلق ہے، اس کے معنی [illegible] وقت کے ہیں [illegible] ہے۔ [illegible] کو ایک [illegible] کہا گیا ہے جس کے [illegible] اسی طرح [illegible] کا رشتہ [illegible] کرتا ہے اس قول سے کہ "[illegible]" [illegible] زمان کے [illegible] تصور کو [illegible] کی [illegible] کے معنوں [illegible] اور اقبال" کا ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے:

"زمان کی ماہیت اور روحانی کی [illegible] ... [illegible] جو [illegible] ہیں، وہ برگساں سے ماخوذ ہیں۔ [illegible] یہ صحیح ہے کہ اقبال برگساں کے زیر اثر رہے۔ [illegible] کا نام ہے کہ زمان سے "اسرار خودی" میں کہیں برگساں کا نام [illegible] اور [illegible] ایک قول کو [illegible] امام شافعی کے اس [illegible] تلوار [illegible] سے [illegible] اقبال نے برگساں [illegible] امام شافعی کا [illegible] اور [illegible] اس قسم کے [illegible] زمان کا [illegible] زیادہ الفاظ کے قریب ہے [illegible] اہمیت کی [illegible] اور [illegible] زمان کا [illegible] شاہ سے تصور زمان کی [illegible] ہے [illegible] زمان مکان سے [illegible] زمان کو [illegible] مکان [illegible] زمان ایک ایسی تخلیقی قوت ہے [illegible] مکان کا [illegible] اور [illegible] ماہیت [illegible] ہے۔ زمان سے [illegible] چیز ماخوذ نہیں ہے [illegible] حدیث "لا تسبوا الدهر" [illegible] دیگر اقبال نے برگساں کے الفاظ اور [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی کوشش کی ہے۔"

جلالپوری نے مزید لکھا ہے کہ "شافعی کے مقولے کی طرح احادیث "لا تسبوا الدهر" اور "لی مع الله وقت" سے بھی برگساں کا نظریۂ زمان مستفاد نہیں ہوتا۔" (اقبال کا علم کلام، [illegible] ۱۷۰ تا ۱۸۰)

یہاں یہ دعویٰ کرنا کہ اقبال کا تصور زمان برگساں سے ماخوذ ہے اور [illegible] برگساں کا تصور زمان امام شافعی کے قول اور احادیث رسول سے مستفاد نہیں ہوتا، [illegible] ہے۔ [illegible] کے قول اقتباس اور اسکے "اسرار خودی" سے نقل کردہ [illegible]

[illegible] ہے ۔ (موازنے کے لیے دیکھیے [illegible]، صفحات ۲۹۵ – ۲۹۶) اور اس میں [illegible]

[illegible] اشعار کا ترجمہ [illegible] (صفحات ۱۶۹ – ۱۷۰) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان اشعار کے درمیان [illegible] اشعار [illegible] نے اپنے اقتباس میں شامل کیا ہے اور وہ یہ ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حاصل ہیں) سمجھنے کی کوشش کرے۔

اس مضمون کو [illegible] (کلیات اقبال اردو، ص ۳۵۲) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] موجود ہے:

ہر بزمِ شب و روز میں [illegible]

تو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۹۸)

ملا بہاری نے لکھا ہے کہ ماہ و سال ... [illegible] ... اقبال نے برگساں کا نظریہ زماں پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں ملا بہاری نے دو نکات [illegible] کیے ہیں۔ ایک یہ کہ "زماں" اقبال کی صراحت کے مطابق "زود و دیر زماں و مکاں سے" گویا اقبال یہاں [illegible] کے طرح ماں [illegible] کرتے ہیں مگر برگساں کے برعکس ... [illegible] ... کا کوئی وجود ہی نہیں۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اقبال یہاں [illegible] بعض اوقات برگساں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اقبال کا یہ شعر ماہی تصور کا آئینہ دار ہے:

نی بہ اندازۂ ہر زور دل نشست آن جرس موے طلسم من شکست

علامہ عبدالحکیم کے بر عکس ... [illegible] ... اور [illegible] ... [illegible] ... کے قائل ہیں ... [illegible] ... تصور کرتا ہے ... [illegible] ... شاعر کے مدرک وقت ... [illegible] ... اور (حقیقت و وحدت فکر) شاعر نے یہ تصور علم اسلام سے اخذ کیا ہے ... [illegible] ... حقیقت ... [illegible] ... "زود حوالہ اقبال" میں لکھا ... [illegible] ... معلوم ہوتا ہے ... [illegible] ... "مسجد قرطبہ" کا ... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ... برگساں کی ... [illegible] ... تصور کو ... [illegible] ... پیش کرتے ہیں۔ ... [illegible] ... تصورات کے آئینہ دار ہیں۔ علامہ عبدالحکیم ... [illegible] ... ملا بہاری کے ان سے ... [illegible] ... ہے۔ اقبال کا ارشاد ہے:

سلسلۂ روز و شب نقش گر حادثات سلسلۂ روز و شب اصل حیات و ممات

سلسلۂ روز و شب تار حریر دو رنگ جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سلسلۂ روز و شب ساز ازل کی فغاں جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بم ممکنات

تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ سلسلۂ روز و شب صیرفی کائنات

تو ہو اگر کم عیار، میں ہوں اگر کم عیار موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا ایک زمانے کی رو جس میں نہ دن ہے نہ رات!

۹۲. اقبال اور مغربی مفکرین، صفحہ ۲۱

۹۳. اقبال ... [illegible] ...، مجلہ ...، جلد ۱، شمارہ ۱، ۱۹۶۹ء، صفحہ ۳۰

۹۴. اقبال کا علم کلام، حاشیہ، صفحہ ۱۸۶

۹۵. اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین، صفحات ۲۵-۲۶

۹۶. فلسفۂ اقبال، مرتبہ بزم اقبال، صفحہ ۱۰۳

۹۷ تا ۱۰۰. اقبال کا علم کلام، صفحات (بالترتیب) ۱۲۱، ۱۱۶، ۱۲۷، ۹۸

۱۰۱. دیکھیے "بال جبریل" کی نظم "مسجد قرطبہ"۔

۱۰۲. پورا شعر یوں ہے: قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے / دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے (جواب شکوہ)

۱۰۳۔ دیکھیے "پاکستان دو" کی نظم "ارمغان" سے دو اشعار حسبِ ذیل ہیں:

متاعِ اہلِ دولت و حکمت و شان و سرو گنجینہ — چوں قطرۂ نیساں در آتش دمی!

ای آں کش بہ ہم سے ... [illegible] — ہمی چہ دراز ... [illegible]

۱۰۴۔ پورا شعر یوں ہے: میرو مثل عالم دگر ... / عشق را ساز برگ آمیزہ (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۶۵۲)

۱۰۵۔ فلسفۂ عجم، مترجمہ میر حسن الدین، صفحہ ۱۰۳

۱۰۶۔ دیکھیے: A history of Urdu Literature ـ ص ۲۵۴

۱۰۷۔ ... [illegible] ...

تاہم ... [illegible] ... سے آنکھیں چراتے ہیں۔

۱۰۸۔ تفہیم القرآن، جلد سوم، صفحات ۲۰۳ ـ ۲۰۴

۱۰۹۔ فکرِ اقبال، صفحہ ۵۰۲ ـ ۵۰۳، مصنف عبدالحکیم ۔ اقبال نے مثنوی ... [illegible] ... اشعار اسرار میں شامل کیے ہیں ۔ وہ یہ ہیں:

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دیو و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہانِ سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

یہاں مولانا رومی نے ان اشعار کا یہ ترجمہ کیا ہے: "کل شیخ چراغ لے کر شہر میں گھوم رہا تھا (اور کہتا تھا) کہ میں درندوں اور چوپایوں سے تنگ ہوں اور انسان دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں ... [illegible] ... سے بیزار ہو چکا ہوں ۔ میں ایسے لوگوں کی تلاش میں ہوں جو شیرِ خدا ہوں اور رستم کی سی قوت رکھتے ہوں (... [illegible] ...) میں نے کہا، ایسے لوگ نہیں ملتے ہم سب ڈھونڈ چکے ہیں ... [illegible] ... کہا کہ جو نہیں ملتا میں اسی کی تلاش میں ہوں۔"

۱۱۰۔ اردو ترجمے کے لیے دیکھیے، خطباتِ اقبال، ص ۲۳؛ انگریزی متن کے لیے: Discourses of Iqbal ص ۱۴۴

۱۱۱. خودی اور مردِ حق (انسانِ کامل) کے تناظر میں کچھ اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۶)

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ (، ، صفحہ ۴۹۹)

ہزار چشمے ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر (، ، ۴۹۳)

ہوا اگرچہ [illegible] ہے رمزِ قُم باذن اللہ
وہی زمیں، وہی گردوں ہے، قُم باذن اللہ (، ، صفحہ ۵۳۶)

تا جہت نگہ من باری کور [illegible] (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۸۰۸)

۱۱۲. اس ضمن میں چند اشعار درج کیے جاتے ہیں:

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے! دلِ مرتضیٰ سوزِ صدیقؓ دے (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۱۶)

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدِ جانباز ہے یا حیدرِ کرار (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۸۹)

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کراری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری (، صفحہ ۳۲۹)

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی! (، صفحہ ۳۴۹)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری (، صفحہ ۴۸۰)

۱۱۳. کچھ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۰۱)

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود!
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب! (، صفحہ ۴۰۵)

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری (، صفحہ ۴۱۰)

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار!

حاملِ خلقِ عظیم، صاحبِ صدق و یقیں (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۲۰)

دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم

دلِ جنید و نگاہِ غزالی و رازی (، ، صفحہ ۳۸۵)

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں

کبھی سوز و سازِ رومی، کبھی پیچ و تابِ رازی! (، ، صفحہ ۳۰۸)

۱۱۴۔ ملاحظہ کیجیے «بالِ جبریل» کی نظم «ذوق و شوق»۔ دو اشعار نقل کیے جا رہے ہیں:

آیۂ کائنات کا معنیِ دیریاب تو

نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو!

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب

گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

«ذوق و شوق» کے [illegible] شعر میں بیان کردہ [illegible] ڈاکٹر [illegible] نے [illegible] قرار دیا ہے۔

۱۱۵۔ یہ مصرع کس قدر [illegible] ہے: شعلہ [illegible] ہر [illegible] قطرہ [illegible]۔

۱۱۶۔ ملاحظہ کیجیے «ضربِ کلیم» کی نظم بعنوان «مردِ مسلمان» [illegible] کا شعر ہے: قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت / یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!

اور «بالِ جبریل» کی نظم «مسجدِ قرطبہ» [illegible] دو اشعار [illegible] ذیل ہیں:

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ

غالب و کارآفریں، کارکشا، کارساز

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات

ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دلِ بے نیاز

۱۱۷۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۸۵

۱۱۸ تا ۱۲۰۔ «تصورِ پاکستان اور اقبال کا مردِ مومن» [illegible] ۵۴-۵۳

۱۲۱۔ Iqbal's Concept of a Separate N.W. Muslim State pp. 19

۱۲۲۔ ملاحظہ کیجیے (۱) «اقبال اور ہم» میں [illegible] کا مضمون، خصوصاً صفحہ ۱۳ (۲) [illegible] کا مضمون «[illegible]» [illegible] «اشاریات» خصوصاً صفحہ ۲۲ (۳) [illegible] «[illegible]» خصوصاً صفحات ۳۱-۳۲ اور (۴) اقبال اور قرآن [illegible]

مشمولہ «مسئلِ اقبال» مرتبہ [illegible]، [illegible] ۱۲۳۔ اقبال کی [illegible]، ۱۹۸۲ء

۱۲۵۔ مقالہ اقبال کی تحریریں، تقریریں اور بیانات، مترجم اقبال احمد صدیقی، ۲۴۳

۱۲۶۔ اقبال ایک شاعر، صفحہ ۷۰

۱۲۷۔ اقبال کی تشکیل، صفحہ ۱۵۰

۱۲۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، [illegible] کا مقالہ "مشہود معاصر اقبال"، ڈاکٹر [illegible]، صفحات ۱۲ تا ۱۴

۱۲۹۔ دیکھیے، [illegible] کی تفسیر، [illegible]، جلد [illegible]، ۲۲ تا ۲۷

۱۳۰۔ دیکھیے "[illegible] اقبال"، صفحہ ۱۱، [illegible] "[illegible] اقبال" [illegible] میں شامل ہے۔

۱۳۱۔ اقبال اور مغرب، مرتبہ آل احمد سرور، صفحہ ۱۴۰

۱۳۲۔ اقبال کے مرکب [illegible] (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۵۵) [illegible] (اقبال [illegible]) کے ساتھ [illegible] (کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۱۲۸ [illegible])، [illegible] (ایضاً، صفحہ ۷۹۵) [illegible] (ایضاً، صفحہ ۸۰۸) [illegible] ذیل ہیں:

[illegible] (ایضاً، صفحہ ۵۲۸)

[illegible] (" ، ۵۴)

[illegible] (" ، ۵۹۵)

[illegible] (" ، ۵۸۸)

[illegible] (" ، ۵۹۸)

اقبال کے [illegible] میں [illegible]

[illegible] نیست [illegible] نیست

[illegible] (ایضاً، صفحہ ۱۰۱۴)

۱۳۳۔ کلیات اقبال فارسی، صفحات ۷۲۵ ـ ۷۲۴، [illegible] دیکھیے: [illegible] اردو ترجمہ [illegible]، صفحات [illegible]

۱۳۴۔ دیکھیے، دیباچہ "پیام مشرق"۔

۱۳۵ ـ ۱۳۶۔ اقبال اور مغربی مفکرین، صفحات ۱۴۳ تا ۱۴۷

۱۳۷۔ دیکھیے، کلام اقبال [illegible]، ۲۰۰، ۱۹۸

۱۳۸۔ کلیات اقبال فارسی، صفحات ۷۲۱ ـ ۷۲۲

۱۳۹ ـ ۱۴۰۔ کلیات اقبال اردو، صفحات ۶۰۵، ۹۸

۱۴۱ تا ۱۴۳۔ کلیات اقبال فارسی، صفحات (بالترتیب) ۱۱۶، ۶۹۹، ۸۴۰

۱۴۴۔ مکتوبِ گوئٹے اور فکرِ اقبال، صفحہ ۲۵

۱۴۵۔ روسی، نطشے اور اقبال مشمولہ: مقالاتِ حکیم، حصہ دوم، صفحہ ۲۳۰۔

۱۴۶۔ دیکھیے، دیباچہ: پیامِ مشرق

۱۴۷۔ مقالاتِ حکیم، حصہ دوم، صفحہ ۲۵۵

۱۴۸۔ عرفانِ اقبال، صفحہ ۳۹ ← ۱۴۹۔ مکتوبِ گوئٹے اور اقبال، ص ۳۳، ۳۴

۱۵۰۔ [illegible]

۱۵۱۔ اقبال اور مغربی مفکرین، صفحات ۴۰-۴۱

۱۵۲۔ کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۲۵۸

۱۵۳-۱۵۴۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۲۹، ۳۴۳ - [illegible] تہذیبِ حاضر کا وصف ہے - اردو رباعی قابلِ مطالعہ ہے:

یقیں مثلِ خلیل، آتش نشینی! یقیں اللہ مستی، خود گزینی!

سن اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار غلامی سے بتر ہے بے یقینی!

۱۵۵۔ کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۸ - [illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۵۶۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۵۵ - پورا شعر یوں ہے:

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیل

۱۵۷۔ حرفِ راز / اقبال کا مطالعہ، صفحہ ۴۹

۱۵۸۔ کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۸۹۹

۱۵۹۔ کلیاتِ اقبال اردو، ص ۴۰۸

۱۶۰۔ اقبال - بعض تنقیدی تصورات، مشمولہ "فنون و نظر" - جلد ۱، شمارہ ۱، ۱۹۹۱

(ب) ہندی فکر اور اقبال کی فکری اساس

[illegible] گورکھ پوری لکھتے ہیں کہ اقبال نے [illegible] کے سامنے [illegible] اسلام ہے [illegible]
سوامی رام تیرتھ اور سوامی وویکانند، اور [illegible] کی تعلیمات اور مہاتما گاندھی کی [illegible] سے کچھ
شعوری اور کچھ غیر شعوری طور پر اثر لیا [illegible] کے مستشرقین نے بھی [illegible] احساس کو [illegible] قدیم ہندوستان کی روحانی
اور اخلاقی دنیا میں [illegible] انسانیت کی تخلیق و تعمیر کے لیے کوئی [illegible] ہیں تھیں [1] اس سے [illegible] نے لکھا تھا
کہ اقبال کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں اسلامی تفکر کے ساتھ ہی ساتھ قدیم ہندوستانی فلسفہ، [illegible] اور [illegible] کا [illegible]
بھی شامل ہے [2] ایک اور [illegible] کہ اقبال کی [illegible] کے ساتھ [illegible] پر کام کیا جائے تو شعر اقبال [illegible]
کے بارے میں ایک [illegible] ہمارے سامنے آئے گا [3] [illegible] [Living Tradition] کا [illegible]
[illegible] کہ اقبال کا "ساقی نامہ" ہندوستان کی [illegible] کی روح کے مطابق ہے۔ اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں:

> I have made an attempt to prove that the Saqinama is an interpretative verse translation of the Bhagavadgita, 'the great ethical product of Indian philosophy', the poem that symbolizes most typically Indian approach and ideal [4]

گویا اقبال کی نظم "ساقی نامہ" [illegible] گیتا کی [illegible] ہے۔ ڈاکٹر [illegible] نے لکھا ہے کہ [illegible]
[illegible] سے [illegible] ہیں [5] اس سے [illegible] سے بھی ظاہر ہوتی ہیں۔۔

[illegible] کے [illegible] میں [illegible] گیتا کا ذکر کیا ہے۔ [illegible] نے اقبال کے فکری رجحانوں
میں "[illegible]" کا [illegible] کیا ہے۔ ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ اقبال نے [illegible] کے [illegible]
رکھتے تھے۔ وہ ویدوں سے بھی [illegible] تھے [6] [illegible] ہے کہ اقبال نے سوامی رام تیرتھ کی [illegible]
سے ویدوں کے اسرار [illegible] ہوتے ہیں اور [illegible] اسرار [illegible] اقبال کے فلسفۂ خودی کو [illegible] "اقبال اور [illegible]" [illegible] نے
لکھا تھا کہ "اقبال [illegible] گیتا کے [illegible] سے [illegible] تھے۔ [illegible] (خودی) [illegible] کو [illegible] کے [illegible]
کا [illegible] ہے۔۔۔ اقبال کے [illegible] گیتا کا [illegible] [7] [illegible] ویدوں [illegible]
[illegible] شاعری، [illegible] اور سوامی رام تیرتھ کے [illegible] کا بھی ذکر کیا ہے۔ "[illegible] اقبال" میں اس [illegible] کو [illegible] "ہندو [illegible]
فکر و فلسفے کا اثر" کے تحت بیان کیا ہے۔

[illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible] کے [illegible] اس شعر پر نظر پڑتی ہے:

بجلی کی چمک سے کٹ سکتا ہے پتھر کا جگر

مرد آزاد پر کارگر نہ ہوا ناوک بے اثر

اس شعر کے ساتھ دو باتیں یاد آجاتی ہیں۔ ایک یہ کہ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ اقبال تین اسلوبوں کا مرقع ہے۔ ایک [illegible] کا، دوسرے یورپی فکر کا اور تیسرا اسلامی فکر کا۔ جہاں پر اقبال کی فکر [illegible] کا مرکز ہے۔ مغربی [illegible] اقبال نے ان کی [illegible] سے کام لیا ہے [9] جرمن شاعر (Heraam Hess) نے [illegible] کے [illegible] کو اپنے انداز میں اسلوبوں کا مرقع کہا ہے۔ ان کے مطابق [illegible] اور تین فکری دھاروں کی آمیزش سے فکر اقبال کی تشکیل کا امر ابھرا ہے۔ اگرچہ وہ اقبال کے اسلامی فکری ورثے [illegible] کے قائل ہیں۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ اقبال فکر کی تین اساسوں کا حامل ہے، ہندی، مغربی اور اسلامی۔ اسلامی فکری ورثہ [illegible] مگر فکر کے اس مینارے میں ہندی اور مغربی افکار جس طرح گھل مل گئے ہیں اس کا اعتراف لازم ہے"[1]

۲

جن حالات میں آزادی کی تحریک چلی ان میں عراق اور ترکی کے علاوہ کوئی مطلب اقبال میں ہے [illegible] سے [illegible] ہے۔ مختلف مسائل میں اقبال کی مصروفیت کی وجہ سے رہنماؤں کو دوسروں کی خاطر ضرورت سب تھی کہ "شعر اقبال کا مجموعہ [illegible] کیا جائے" کہ کلام کا آغاز پروفیسر [illegible] آزاد نے کیا "[illegible] اور [illegible] تھی۔ [illegible] اقبال کا رشتہ [illegible] پاکستان سے معلوم کیا جائے، [illegible] اور [illegible] تک [illegible] اور [illegible] کے حضرات نے کلام کا بیڑا اٹھایا [illegible] جیسے مفسر اقبال نے اس کی رو میں جو کچھ وہ لکھتے ہیں کہ:

"اقبال کی شاعری کے سلسلے میں مجموعہ [illegible] ادا کیا [illegible] پاسبر پر [illegible] اس کی شاعری اس لئے دردور اختیار کرتی ہے [illegible] اقبال نے [illegible] موثر فکر [illegible] ہے اور اس [illegible] شاعری پر اس طرح کی چھوٹ تک پڑی ہے"[11]

پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے مجموعہ کے لیے [illegible] قرار دیتے ہوئے [illegible] اقبال کی شاعری کی[12] اور [illegible] اقبال شناسی کو [illegible] آلودہ ہونے دیا [illegible] اور [illegible] سے یہ حقیقت ابھر کر اقبال کی [illegible] ہے [illegible] کلام پر غور کے لیے [illegible] اقبال کا تصور [illegible] تھا [illegible] اقبال کے اسلامی تصور [illegible] اور [illegible] کے لحاظ سے [illegible] کا اعلان کر دیا۔ (تفصیل کے لیے [illegible] "کا [illegible] دیکھیے)

عراق کو [illegible] کی اشتراکی [illegible] کے باوجود [illegible] ہے اور اسے [illegible] کے لیے [illegible] اقبال کا [illegible] ہے یہ اشتراکی موقف سے [illegible] ہے۔ [illegible] "اقبال سے [illegible] نہیں" میں عراق لکھتے ہیں کہ " [illegible] فکریات، [illegible] فکریات یا اسلامی فکریات سے [illegible] مسائل کے علم سب [illegible] ہیں"[13] عراق نے [illegible] ہے کہ " [illegible] دانی ریاضت کے [illegible] حقیقت اقبال کے [illegible] حکومت کو قائم کرنے کے [illegible] ہوتے تھے"[15] ایک اور

[illegible] سے یہ لکھی ہے کہ "[illegible] اچھوتوں کو [illegible] دینے کے لیے ہندو شاستروں کا بالکل سہارا نہیں لیا"[۲۲] سوال یہ ہے کہ اچھوتوں کو
ماتر ستّا دینے کے لیے کوئی [illegible] ہندو دھرم کی [illegible] کا سہارا کیسے لے سکتا ہے؟ [illegible] مگر [illegible] میں [illegible]
[illegible] چنانچہ اچھوتوں کو ہندو دھرم کی رو سے ماتر ستّا دینا محال ہے۔ اس مقصد کے لیے مغرب کے جمہوری طریقے [illegible]
ہیں۔ اسی لیے فراق لکھتے ہیں کہ "ہندوستان نے مغربی جمہوری آدرشوں اور طریقوں کو اپنا کر [illegible] اور طریقے اپنے ہیں [illegible]
[illegible] یہ بات معترف ہے کہ [illegible] ہندو دھرم [illegible] اور [illegible] انسانیت [illegible] فراق [illegible]
کی روحانی اور اخلاقی دراستوں اور تعلیمات [illegible] کی [illegible] مغرب کے لیے فراق [illegible] غیر معمولی [illegible] ہے

اقبال جہاں [illegible] ہندو دھرم کے [illegible] کے مقصد کو [illegible]
ان اچھوتوں کے ساتھ [illegible] اخلاقی اور انکے [illegible] : "[illegible] ہندوستان [illegible] اور [illegible] اخلاقی [illegible]
[illegible] ہے"[۱۹] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] ہندو دھرم [illegible] اور [illegible] مساوات واخوت کا قیام [illegible] ہے [illegible]
ہندو دھرم کے فکری [illegible] کا علاقہ اقبال [illegible] جو [illegible] کا [illegible] اسپیٹ [illegible]
[illegible] ہیں"[۲۰] اقبال [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہندو دھرم
کے [illegible] حکومت کے قیام کا [illegible] اقبال کو اس [illegible] کی کا ضرورت تھی۔ انہوں نے [illegible] ہے
وہ یہ ہے کہ [illegible] ہندوستان کی [illegible] قومی [illegible] میں اسلام [illegible] سیاسی نظام [illegible] نہیں [illegible] کا مرکزی نقطہ [illegible]
ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے [illegible] "تصور پاکستان") [illegible] اسلام [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کو [illegible] دیتی ہے"[۲۳] [illegible]
اور اخوت جیسی انسانی اقدار کا فروغ [illegible] توحید اور اسوۂ [illegible] مضمر ہے۔ صاحبان علم جانتے ہیں کہ ہندو [illegible]
مذاہب ہیں اور [illegible] (Nation state) [illegible] قومی ریاست [illegible] سیاسی نظام [illegible]
کی شکل میں [illegible] اخوت کی صورت میں [illegible] مادیت ہے [illegible] اسلام [illegible] سے کام [illegible] اقبال
اسی لیے کہتے ہیں کہ: [illegible] چنانچہ [illegible] ہندوستان کی روحانی و اخلاقی [illegible] اور [illegible]
مغرب جمہوری [illegible] اور طریقوں کے اپنانے کی [illegible] وہاں اقبال اسلامی جمہوریت کے [illegible] قرار دیتے ہیں۔

رستوگی کا یہ بیان کہ "[illegible] اقبال میں ہندو [illegible] سے [illegible] ہیں" [illegible] ہے
اپنی کتاب (Iqbal in Final Countdown) [illegible] انہوں نے یہ [illegible] لکھا ہے:

"He has paid no attention to Indian Schools of thoughts"[۲۴]

[illegible] صاحب علم کے لیے [illegible] اقبال پر [illegible] ہندو [illegible] انہوں نے [illegible]
[illegible] کی"[۲۵] [illegible] اقبال [illegible] انہوں نے ہندو مذاہب، فلسفہ اور ادب [illegible]
[illegible]"[۲۶] اقبال نے [illegible] کے کلام کا [illegible] ترجمہ [illegible] اقبال [illegible]
میں [illegible] جمہوریت [illegible]"[۲۷] اقبال نے [illegible] انسانی [illegible] کی اور [illegible]

وطن ... کے متعلق تھے ... سے ... اور اقبال ... کلامِ اقبال میں ... یہ بات ... [illegible]

[illegible] ... اقبال ... [illegible]

... چنانچہ اقبال نے "اسرارِ خودی" کے دیباچے میں ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... خودی ... [illegible]

اور ... ۲۸ ... تصورِ خودی کی ... [illegible]

... [illegible] ... تصورِ خودی ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... تصورِ خودی ... [illegible]

... [illegible] ... ضرورت ہے

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... اقبال نے ... [illegible] ... ۲۱ ... [illegible]

... [illegible] ... ۲۲ ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... ۲۳ ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... "اسلام ... [illegible]

... [illegible] ... ۲۴ ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... اسلام ہے ۲۵

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... ۲۶ ... [illegible]

... [illegible] ... قرآن ہے ۲۷

... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... ۲۸ ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... ہے ۲۹

حوالے اور حواشی

١. اقبال سے متعلق [illegible] مشمولہ "آج کل" دہلی، اقبال نمبر ١٩٦٧ء، نیز "افکار" کراچی، دسمبر ١٩٦٨ء، صفحات ٢١٢

٢-٣. اقبال اور مغربی مفکرین، صفحات ٩ تا ١٢

٤. دیکھیے: Living Tradition، دیباچہ

٥. اقبال کی اردو نظم [illegible]، مشمولہ "اقبال اور [illegible]"، مرتبہ [illegible]، صفحہ ١١١

٦-٧. اقبال شاعر اور سیاستدان، صفحات ٩٣، ٩٥

٨. دیکھیے، اقبال اور قومی یکجہتی، صفحات ٢٦ تا ٣١

٩-١٠. دانش ور اقبال، صفحات ٢٨٨، ١٩٠

١١. دیکھیے: شعر اقبال کا [illegible] مشمولہ [illegible]

١٢. مطالعۂ اقبال کے چند پہلو، صفحہ ١٩

١٣. مجلہ [illegible] اقبال کی [illegible] میں [illegible] "میں اقبال کے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اقبال کا [illegible]
یہ ہے کہ اس نے اپنے معاصرین کو [illegible] اور [illegible] کی نتائج [illegible] سمجھا ہوں"

١٤ تا ١٦. "افکار" کراچی، دسمبر ١٩٦٨ء، صفحات (بالترتیب) ١٩، ٢، ٢٠، ٢٢

١٧. تفصیل کے لیے دیکھیے [illegible] ڈاکٹر [illegible] اقبال [illegible] مشمولہ "اقبالیات" [illegible] نمبر ١٩٦٤ء، ٢٣، ٢٩، ٢١٠

١٨. "افکار" کراچی، نومبر ١٩٦٨ء، صفحہ ٢١

١٩. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٢٣٩

٢٠. اقبال اور [illegible] [illegible] مشمولہ [illegible] اردو، شمارہ ٤، ١٩٦٨ء، صفحہ ١٥٢

٢١. اقبال کہتے ہیں، کیا ہیں اور [illegible] جات ہیں [illegible] کے [illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، [illegible])

٢٢. ملاحظہ کیجیے "خضرِ راہ" کا جزو "سلطنت" کے زیرِ عنوان ہے۔ نیز حسبِ ذیل شعر:

زادۂ کارِ آخر مزدور کے ہاتھوں میں [illegible]
[illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٢٣٢)

٢٣. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٢٣٩

٢٤. کتابِ مذکورہ، صفحہ ٥٦

٢٥. Iqbal The Poet and his Message صفحہ ٦٠

۲۶. زمرہ بود، صفحہ ۹۵

۲۷. سہ ماہی اردو، شمارہ ۴، ۱۹۴۷ء، صفحہ ۱۲۸

۲۸. دیکھیے "بانگ درا" میں اقبال کی نظم "[illegible]"

۲۹. [illegible] کی حسب ذیل رائے صائب ہے تاہم "مغربیت" کی [illegible] ، [illegible] کا [illegible] اور [illegible]
"سرمایہ داری اور [illegible] ... مقصد اقبال کی مغربیت کا مقصد یہی ہے کہ [illegible] رہبانیت کے خلاف اور [illegible]
کی تعلیم دی ہے ... سرمایہ داری کے بارے میں اگرچہ اقبال ... [illegible] جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ صاف ظاہر
ہے کہ اقبال سرمایہ داری کے [illegible] کے پوری طرح قائل ہیں" (اقبال اور مغربی مفکرین، صفحہ ۲۲۴-۲۲۳، [illegible])

۳۰. اقبال نے ایک موقع پر لکھا کہ "گیتا میں [illegible] ... ان کے اکثر مضامین ... مثلاً [illegible] کی تعریف [illegible]
کا بھی [illegible]" (اقبالیات [illegible] مرتبہ [illegible] شاہ ہاشمی، صفحہ ۱۵)

۳۱. [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] کو اقبال نے [illegible] "[illegible]" کے [illegible] اقبال [illegible]
اور [illegible] کیا ہے جو [illegible] کے نظام [illegible] ہے اور [illegible] کو ارتقائے [illegible] کا [illegible] قرار دیا ہے"
(اقبال کی تشکیل، صفحہ ۲۲۲) اسی بنا پر [illegible] اور [illegible] ارتقا اور [illegible] کے تصور [illegible] کو [illegible] ہے

۳۲. اقبال اور مغربی مفکرین، صفحہ ۹۰

۳۳-۳۴. اقبال، کچھ مضامین، انجمن ترقی اردو ہند، صفحات ۱۰۱، ۱۱۱-۱۱۲

۳۵، ۳۶. داستورِ اقبال، صفحات ۱۴۴، ۱۵۱

۳۷. دیکھیے، دیباچہ مثنوی "اسرارِ خودی" مشمولہ مقالاتِ اقبال، صفحات ۱۹۴، ۱۹۵

۳۸. "اقبال، شاعر اور سیاست دان" کے [illegible] ... [illegible] کے مطابق ذہنی سکون حاصل کر [illegible]
معمول قرار دیا ہے اور اس پر اپنی [illegible] کا اظہار کیا ہے ... کوئی بڑی تخلیق ذہنی سکون سے [illegible] ذہنی اضطراب سے
وجود میں آتی ہے۔

مخالف اقبال ہونے کے باوجود [illegible] کہ "[illegible] کو [illegible] اقبال کو [illegible]
اسی پر [illegible] ... اسلام [illegible] میرے خیال سے اس بات کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ ([illegible]
دستوروں کے لیے [illegible]) اصل اہمیت اس پیغام میں ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے اعلیٰ ترین مقام کے حصول کی خاطر [illegible]
[illegible] رہے اور عقاب کی طرح دوسروں سے زیادہ بلند پرواز رہے"

اس کے مقابلے میں اقبال کا بیان [illegible] یہ نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ "اگر مومن کا مقصود عقلی [illegible] ہو [illegible] ہوگی (جیسا کہ [illegible]
کے رشیوں اور [illegible] نے خیال کیا ہے) تو [illegible] کی [illegible] کے اعتبار سے اس کو [illegible] کر دینا چاہیے۔"

(مکاتیبِ اقبال بنام [illegible] نیاز الدین خان، صفحہ ۲۲)

(ج) مسلم فکر اور اقبال

بیشتر اس کے کہ اقبال کی شعری [illegible] کا حقیقی تبصرہ مسلم فکر کی روشنی میں کیا جائے [illegible] یا [illegible] اعتراضات اور سوال [illegible] کا ذکر اور ان کا مختصر جائزہ ضروری ہے ۔ "آثار اقبال" کے جامع اور "تذکرہ" کے مرتب اول مولوی [illegible] [illegible] [illegible] سے معلوم ہوتا ہے "تذکرہ" کے مقدمے میں وہ لکھتے ہیں کہ "[illegible] = اقبال" نکلا اور کسی [illegible] نکلا کہ نام [illegible] [illegible] اس کی جانب [illegible] ... لوگ ان سے استفادہ [illegible] [illegible] کی راہ [illegible] کرنے لگے .. ڈاکٹر اقبال کا [illegible] اقبال [illegible] سما ہے اس کے مقابلے میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوتی ہے ۔ "اسرار خودی" اور "رموز بیخودی" [illegible] "الہلال" ہی کی صدائے بازگشت ہیں"[1]

علامہ اقبال اپنے مکتوب بنام سید سلیمان ندوی مورخہ [illegible] دسمبر ۱۹۱۶ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ "مولانا ابوالکلام کا تذکرہ [illegible] نظر سے گزرا ہو [illegible] بہت دلچسپ کتاب ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں کہ اقبال [illegible] الہلال ہی کی آواز [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ جو خیالات میں نے ان مثنویوں میں ظاہر کیے ہیں [illegible] ۱۹۰۰ء سے ظاہر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] موجود ہیں [illegible] مولوی صاحب کے پیش نظر [illegible] ... [illegible] مولانا ابوالکلام [illegible] بڑی عزت ہے اور ان کی تحریک [illegible] [illegible] تحریک و تقویت کے لیے [illegible] کی [illegible] ہے"[2]

ابوالکلام [illegible] اقبال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ "ڈاکٹر اقبال کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے کہ [illegible] [illegible] کے اثر سے [illegible] [illegible] [illegible] ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] ہیں تو کیا جائے [illegible] طرح ابوالکلام نے مولوی [illegible] کے سوال کی [illegible] [illegible] جواب [illegible] [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] ہو گئے اور [illegible] [illegible] اقبال کی [illegible] [illegible] [illegible] معلوم کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] حالانکہ میں نے یہ تو بات کہی تھی وہ صرف [illegible] کہ اقبال [illegible] [illegible] ما بعد الطبیعاتی تصوف میں مبتلا تھے ۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہٹ گئے اور دونوں مثنویوں میں جو بات ظاہر کرنا چاہتے ہیں وہ وہی ہے جو میں ہمیشہ لکھتا رہا ہوں"[3]

"[illegible]" اور "[illegible]" [illegible] [illegible] ابوالکلام مولوی [illegible] [illegible] ۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ اقبال ما بعد الطبیعاتی تصوف میں مبتلا تھے [illegible] ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج سے لکھے گئے اقبال کے [illegible] [illegible] [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اقبال [illegible] تصوف اور وحدت الوجود کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے دوران اقبال کی بعض منظومات سے وحدت [illegible] وجود" کا اظہار ہوتا ہے[4] جو بہرحال ما بعد الطبیعات کی [illegible] سے اہم تر ہے لیکن اس [illegible] وحدت الوجودی تصوف کی حمایت کلام اقبال میں دکھائی [illegible] [illegible] ۔ ۱۹۰۵ء میں ابوالکلام [illegible] [illegible] کے تھے اور ان کی [illegible] [illegible] [illegible] سامنے نہیں آئی تھی جو فکر اقبال میں تبدیلی کا باعث [illegible] [illegible] اور قیام یورپ کے دوران وہ ابوالکلام کی تحریروں کی دسترس سے باہر تھے ۔

"اقبال" کے ضمن میں دوسرے اہل علم نے بھی اظہار خیال کیا ہے اور عتیق صدیقی کو تو مولوی جمال الدین ہی کی طرح اقبال کی نظموں میں "الہلال" کی صدائے بازگشت" سنائی دی ہے۔[illegible] اس مباحث کا ماحصل [illegible] ہے۔ جس طرح سے اقبال کی [illegible] ہوتی ہے وہ مارچ ۱۹۰۷ء میں "مخزن" میں شائع ہوئی تھی۔ اس سے پہلے اقبال [illegible] قومیت کی تحریک کے اسلامی [illegible] "غلامی [illegible] کے نام" جون ۱۹۰۷ء، "[illegible]" اگست ۱۹۰۸ء اور "پیام عشق" اکتوبر ۱۹۰۸ء کی نظمیں ہیں۔[9] "عبدالقادر کے نام" دسمبر ۱۹۰۸ء میں "مخزن" میں شائع ہوئی تھی۔ "وطنیت" اور "ترانۂ ملی" ۱۹۱۰ء کی منظومات ہیں۔ ۱۹۱۱ء کے اوائل میں اقبال [illegible] "[illegible]" [illegible] کے عنوان کے ساتھ فروری ۱۹۱۲ء کی تاریخ درج ہے۔ اس سے پہلے "شکوہ"، "[illegible]"، "جواب [illegible]" اور "غرۂ شوال یا ہلال عید" تخلیق ہو چکی۔ اسلامی فکر کے اس سرمایے کا کثیر حصہ منظر عام پر آنے کے بعد جب ۱۹۱۲ء میں کلکتے سے "الہلال" جاری ہوا۔[11]

پروفیسر حامد علی [illegible] نے اپنے مضمون "مثنویات اقبال اور الہلال" مشمولہ "اقبال ایک مطالعہ" میں مولانا ابوالکلام آزاد [illegible] کے مرتب اول مولوی جمال الدین اور [illegible] ہے۔ انھوں نے یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ کیا ۱۹۱۳ء [illegible] الہلال کے کسی اداریے کی سطور فارسی مثنوی "اسرار" یا "رموز" کے [illegible] کو ٹھیرایا گیا ہے؟[9] لیکن [illegible] کلام اقبال [illegible] اور اسلامیات [illegible] کے [illegible] غلط فہمی اور [illegible] کا شکار ہوئے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ "اسرار خودی" کا [illegible] اور [illegible] سے اٹھایا گیا ہے۔[12] [illegible] ۱۹۱۲ء کی [illegible] ہے۔ اس کے فوراً بعد مثنوی اسرار خودی کا ڈول ڈالا گیا۔[13] اقبال پر قلم اٹھانے والوں کی یہ بے خبری افسوس ناک ہے۔ پروفیسر حامد علی [illegible] نے اس اہم ماخذ کی [illegible] نشاندہی کردی ہے۔[14]

۲

اقبال کے فکری ماخذ کے سلسلے میں [illegible]، اکبر الٰہ آبادی، سید احمد خاں اور مرزا غالب کے نام بھی اکثر لیے گئے ہیں۔ آل احمد سرور لکھتے ہیں کہ "اقبال دراصل سرسید تحریک کی پیداوار ہیں"۔ [illegible] "سرسید اور حالی نہ ہوتے تو اقبال بھی نہ ہوتے"[15] ڈاکٹر [illegible] اقبال لکھے ہیں کہ "اقبال سرسید کے مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے تھے"[16] [illegible] الدین [illegible] نے لکھا ہے کہ "وہ حالی سے [illegible] کے [illegible] [illegible] تھے اور [illegible] کو [illegible] اور نئی تہذیب [illegible] اکبر [illegible] کے مخالف تھے، حالی اس کے [illegible]۔ اقبال نے ایک [illegible] حالی [illegible] اور ایک اکبر سے"[17] [illegible] لکھتے ہیں "[illegible] تو اقبال کے ذہن کا پیمانہ [illegible] غالب تھا، نطشے اور رومی"[18]

یہ آرا [illegible] ہیں۔ [illegible] ان سے [illegible] اہل قلم نے [illegible][19] لیکن یہ آرا پوری حقیقت کی آئینہ دار نہیں ہیں اور [illegible] اقبال کے [illegible] ہیں۔ اقبال [illegible] اور [illegible] سرسید کے مکتبۂ فکر [illegible]۔ اقبال نے اسلامی تاریخ کے [illegible] علما، حکما، شعرا اور صوفیا کے [illegible] قبول کیے ہیں۔ جمال الدین [illegible] حالی کی رائے سرسید کے بارے میں اچھی نہیں تھی [illegible] سرسید کو مادہ پرست سمجھتے تھے[20] تاہم اقبال [illegible] متاثر ہوئے اور [illegible] سید احمد خاں کی بجائے جمال الدین افغانی کو [illegible] — اس سے [illegible] اقبال [illegible] کہ "[illegible]" [illegible] جمال الدین افغانی [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] فکری اور سیر میں حال الوقت انسانی کا ذکر کرتا ہوگا [21] [illegible]
سید حلیم پاشا، حلاج، غالب، [illegible] اور سلطان ٹیپو کی موجودگی اقبال [illegible]
سلطان ٹیپو کو [illegible] کا ہے اور ٹیپو کے [illegible] شیخ فکر کو [illegible] ہے [22]

اقبال شاہ ولی اللہ اور شیخ احمد سرہندی کے سرمایۂ فکر کے وارث ہیں ـــــ ابن خلدون، ابن تیمیہ، البیرونی، الغزالی، ابن سینا، ابن مسکویہ اور دوسرے متعدد علما و فکر [illegible] رازی، [illegible] [23] [illegible] اقبال [illegible] ہیں [24] سرسید [illegible] اور [illegible] قوم کی [illegible] اقبال کا تصور [illegible]

اقبال کی فکری تشکیل کے وقت [illegible] اور قوم [illegible] سرسید [illegible] (۱۹۱۱ء) میں [illegible] [25] سرسید [illegible] قرار دیا۔ [illegible] سرسید کی طرح [illegible] اقبال [illegible] [illegible] اقبال پر [illegible] اور [illegible] کیا گیا ہے [illegible] سرسید اور حالی [illegible] ہوتے سلسلۂ اسباب و تاثرات کا جزوی اور ایک حد تک سطحی اظہار ہے۔

اقبال کی فکری اساس کا صحیح تعین کرنے کے [illegible] اقبال کو اقبال بننے میں مدد دی۔ اقبال [illegible] واقعات ان کی فکری تشکیل [illegible] بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ [illegible] ضروری بات [illegible] کہ اقبال کے شعور و ایقان ہی [illegible] کا سراغ لگایا جائے [illegible] وحدت اور کلیت کی شکل [illegible] ہے۔ اسی [illegible] کی روشنی میں اقبال مغرب و مشرق کے فکری رجحانات اور قدیم و جدید [illegible] [illegible] [illegible] کیوں ترک کر دیے [illegible] [illegible] کی مخالفت کیوں کی؟ اسی طرح مغربی دانش [illegible] کیوں قرار دیا؟ مغرب، تصوف، جمہوریت اور اشتراکیت کے [illegible] حاصل کیوں ہے؟ جب ہم اقبال کے [illegible] تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں تو [illegible] ہمارے سامنے آتا ہے بلکہ [illegible] اقبال کی [illegible] اور بعض تفتیش بھی ممکن ہو جاتا ہے۔

۲

اقبال ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور روایتی [illegible] معاشرے میں پروان چڑھے۔ والد [illegible] سیالکوٹ میں انہیں سید میر حسن جیسے [illegible] اور [illegible] رکھنے والے استاد سے [illegible] استفادہ [illegible]

کا موقع ملا۔ ماہرین کے شاعروں سے اقبال کی شاعری کو جِلا ملی۔ اس کی ضرورت پوری ہوئی کہ موضوعات سے سرشار ہو گئے اور "نغمہ" جاری ہو گیا۔ ان میں کلام اقبال شائع ہوتا تھا۔ اس سے انہیں ہندوستان بھر میں شہرت حاصل ہوئی۔ وہاں وہ جو اعتراضات و مباحثے کے سلسلے نے انہیں ان کے اسرار ... پروفیسر آرنلڈ سے تعلیم کی تکمیل نے اقبال پر مغربی فکر کا در وا کیا اور یورپ کے سہ سالہ قیام کے دوران انہوں نے مغربی دانش اور تہذیب سے بھرپور واقفیت حاصل کی۔ اسی دوران اقبال فکری انقلاب سے دوچار ہوئے جس کی تفہیم اقبال کے دوران تک پہنچنے میں مدد دے سکتی ہے

۱۹۰۵ء تک، جو برسوں کے دوران، وہ اقبال نے اسلام سے وابستگی رکھنے کے باوجود ایسی نظمیں لکھی تھیں جو ہندی قومیت کی آئینہ دار اور اس کے فروغ کا باعث تھیں۔ وطنی قومیت (Nationalism) کا تصور مغرب میں پروان چڑھا اور وہاں سے مشرق کو برآمد ہوا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں لارڈ کرزن نے انتظامی بنیادوں پر بنگال کو تقسیم کر کے مشرقی بنگال اور آسام کا الگ صوبہ بنا دیا جہاں مسلمان اکثریت میں تھے۔ بنگالی ہندوؤں نے مسلمانوں کو اپنے اقتصادی، سیاسی اور ترقی ملنے سے خائف ہوتے دیکھا تو احتجاجاً نعرے مار مار ہڑتالوں کے ذریعے تقسیم بنگال کے خلاف تحریک شروع کر دی۔ ہندو مسلم کا اتحاد ٹوٹ پھوٹ گیا اور ۱۹۱۱ء کو تقسیم بنگال منسوخ ہو گئی۔[۲۸] "ترانۂ ہندی" اور "نیا شوالہ" لکھنے والے اقبال کی آنکھیں کھل گئیں دوسری طرف یورپی لٹریچر کے مطالعے سے اقبال اس نتیجے پر پہنچے کہ یورپی اقوام دنیائے اسلام میں وطنی قومیت کو فروغ دے کر امت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیے، تصور قومیت / پانچواں باب) ہندوؤں اور انگریزوں کی مسلم دشمنی نے اقبال کے اندر کے مسلمان کو بیدار کر دیا۔ اسلام سے ان کی وابستگی نے اقبال کے ذہن کو منور کر دیا۔ انہوں نے پہلا وار مغربی اور منفی تصور قومیت ہی پر کیا۔

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا

بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے[۲۹]

اور دو ہی وہ غزل بھی جس پر مارچ ۱۹۰۷ء درج ہے۔ جس میں قوم پرستی اور مغربی تصور قومیت کا مستردانہ اعلان اور اسلامی اتحاد کا محرک شاعر بن چکا تھا۔ اقبال کا ردعمل یک رخا ہندوؤں اور انگریزوں کے خلاف تھا۔ ملت اسلامیہ کی بیداری ان کا مطمح نظر بن گئی۔ "اسرار و رموز" سے پہلے "شمع اور شاعر" اور "جواب شکوہ" جیسی نظموں سے اقبال نے نہ صرف مسلمانوں کو ذلت و خواری کا احساس دلایا بلکہ ان ذلت اور خواری سے نکلنے کا راستہ بھی بتایا۔ اقبال نے "جواب شکوہ" میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان ایک شعر میں بیان کی ہے۔ اللہ کی زبان سے مسلمانوں اور ان کے اسلاف کا فرق بتاتے ہوئے کہتے ہیں

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

حسب ذیل اشعار سے بھی اقبال کے شعور و ایقان کی نشاندہی ہوتی ہے:

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قرآن حکیم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اقبال کا لگاؤ وراثت کا نتیجہ تھا۔ اقبال کے والدین دیندار تھے سیّد میر حسن اُن کے استاد دیندار بھی تھے اور عالم دین بھی۔ یہ ہی بات قرآن سے اقبال کے اعتقاد اور یقین کا [illegible] علامہ اقبال نے مستورِ سالہاں [illegible] کو اپنی ابتدائی زندگی کا ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ "جب میں سیالکوٹ میں پڑھتا تھا تو صبح اٹھ کر روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ والد مرحوم اپنے اوراد و وظائف سے فرصت پا کر آتے اور مجھ کو دیکھ کر گزر جاتے۔ ایک دن صبح کو وہ میرے پاس سے گزرے تو مسکرا کر فرمایا کہ کبھی فرصت ملے تو میں تم کو ایک بات بتاؤں گا۔ میں نے دو چار بار بتانے کا تقاضا کیا تو فرمایا کہ جب امتحان دے لو گے تب۔ جب امتحان دے چکا اور لاہور سے گھر آیا تو فرمایا، جب پاس ہو جاؤ گے تب۔ جب پاس ہو گیا اور پوچھا تو فرمایا بتاؤں گا۔ ایک دن صبح کو حسب معمول قرآن کی تلاوت کر رہا تھا تو میرے پاس آ بیٹھے اور فرمایا 'بیٹا کہنا یہ تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم ہی پر اترا ہے یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہے'۔ ان کا یہ فقرہ میرے دل میں اتر گیا۔ اس کی لذت دل میں اب تک محسوس کرتا ہوں"۔ اقبال نے سالہاں مولوی کو یہ بھی بتایا کہ والد نے ایک اور موقع پر ان سے کہا کہ "بیٹا اسلام کی خدمت کرنا"۔ یہ واقعات بیان کر کے ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ "علامہ اقبال نے ہمیشہ قرآن حکیم کی تلاوت اسی ذوق و شوق اور انہماک و استغراق کے ساتھ روح کیا، جیسے یہ صحیفہ خود ان پر نازل ہو رہا ہو۔ اسی خیال کو انہوں نے اپنے اشعار میں بھی پیش کیا ہے۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف" [۲۸]

عرصہ بھر اقبال کی دسترس تھی، اس لیے رازی اور صاحب کشاف اور [illegible] سے استفادہ کے باوجود اقبال قرآن حکیم کو بلا واسطہ سمجھتے تھے اور اس پر غور و فکر کرتے۔ ۱۹۲۹ء میں علی گڑھ کالج کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے اقبال نے کہا کہ "میں گزشتہ بیس برس سے قرآن شریف کا مطالعہ کر رہا ہوں، ہر روز تلاوت کرتا ہوں، مگر میں ابھی اس کی ایک آیت کا مطلب بھی پورا نہیں سمجھ سکا ہوں"[۲۹]۔ اسی طرح سید نذیر نیازی کے رو برو کہا کہ "میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسلام، اس کے قوانین، اس کی سیاسیات، اس کی ثقافت، اس کی تاریخ اور اس کے ادب کے محتاط مطالعہ میں صرف کیا ہے۔ روح اسلام کے ساتھ اس پیہم رابطے نے جیسا کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے بھرپور رنگ میں کھلتا رہتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ [illegible] کے طور پر اس کی اہمیت کے بارے میں مجھے ایک طرح کی بصیرت عطا کر دی ہے"[۳۰]۔

پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے اقبال کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ "میری زندگی کا بیشتر حصہ مغربی فلسفے کے مطالعے میں صرف ہوا ہے اور یہ نقطۂ نگاہ میری فطرتِ ثانیہ بن گیا ہے۔ شعوری یا غیر شعوری طور پر میں اسلام کے حقائق اور صداقتوں کا مطالعہ اسی نقطۂ نگاہ سے کرتا ہوں"۔ اور اس پر زور دیا ہے کہ مغربی فلسفے کے مطالعہ سے اقبال کا جو زاویۂ نگاہ بنا، اسے اقبال نے اپنی فطرتِ ثانیہ کہا ہے[۳۱]۔ میں یہ تو ہرگز نہیں کہوں گا کہ مشغلہ ہی ایسا ہوا کہ یہ زاویۂ نگاہ اسلام کے حقائق اور صداقتوں کی تصدیق کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مغرب کا فکری، ذہنی و فکری ارتقا جہاں تک ہوا ہے اسی حوالے سے اسلام کے حقائق اور صداقتوں کا انکشاف خود اقبال نے کیا۔ یہی بات ڈاکٹر اسرار احمد نے اس طرح بیان کی ہے۔

"میں نے ہمیشہ کہا ہے اور علی وجہ البصیرت کہا ہے اور آج پھر کہہ رہا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہوں کہ عہدِ حاضر کے ذہنی و فکری طور پر [illegible] احوال میں قرآن حکیم کی عظمت کا جس قدر انکشاف اقبال پر ہوا، اور کسی پر نہیں

ہوا ـــ اور موجودہ دور کی اعلیٰ ترین علمی و فکری شخصیت ہر قرآن کے علم و حکمت اور ہدایت و معرفت کی مسرت ـــ

اور تشریح و توضیح کی ہے صرف ـــــ اور صرف اقبال نے ۲۲

اقبال عاشقِ رسولؐ ہیں ۔ و حرفِ اقبال کا یہ پہلو بہت نمایاں ہے ۔ "اسرارِ خودی" میں اس عنوان کے تحت کہ خودی عشق و محبت سے مستحکم ہوتی ہے، اقبال کہتے ہیں کہ: در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است / آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است ۔ یعنی مصطفیٰ کا مقام مسلمان کے دل میں ہے اور انہی کے نام سے ہماری آبرو ہے ۔ "پیامِ مشرق" میں "بہ زیرِ کشتی" کے زیرِ عنوان کہا ہے:

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست   بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

مطلب یہ کہ جس کے پاس صاحبِ رسالت مآبؐ کی محبت کا سامان ہے بحر و بر اس کے دامن کے گوشے میں ہیں ۔ "رموزِ بیخودی" میں "عرضِ حالِ مصنف بحضور رحمۃ للعالمینؐ" کے تحت اس ذکر کے بعد، حضورؐ آپ مجھے میرے دل سے زیادہ عزیز ہیں، اقبال کہتے ہیں

گفتہ ہر ما بود از مضمون فرنگ   ہست قرآں پیش تو ناآشنائے فرنگ

ذوقِ حق دہ ایں خطا اندیش را   اینکہ نشناسد متاعِ خویش را

گر دلم آئینۂ بے جوہر است   ور بحرفم غیرِ قرآں مضمر است

روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا   بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا

گر دُرِ اسرارِ قرآں سفتہ ام   با مسلماناں اگر حق گفتہ ام

اے کہ از احسانِ تو ناکس کس است   یک دعایت مزدِ گفتارم بس است

یعنی "اس شخص نے کہا کہ اقبال تم پر مغربیوں کا جادو چل رہا ہے ۔ اس کا سارا سرمایہ مغرب کا مرہونِ منت ہے ۔ اسے خطا اندیش کو جو اپنی متاع کو نہیں پہچانتا سچائی کا ذوق عطا کیجیے ۔ اگر میرے دل کا آئینہ بے جوہر ہے اور میرے کلام میں قرآن کے علاوہ کچھ اور مضمر ہے تو مجھے قیامت کے روز رسوا کیجیے اور اپنے بوسۂ پا سے محروم کر دیجیے ۔ لیکن اگر میں نے اپنی شاعری میں قرآن کے موتی پروئے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے حق بیان کیا ہے تو آپ وہ ذاتِ گرامی ہیں جس کے احسان سے ناکس بھی کس بن جاتا ہے، میرے لیے دعا فرمائیے ۔ یہی دعا میرے اس کلام کا اجر ہوگا"۔ عقیدت کے پیکر عاشقِ رسولؐ اقبال کا اپنی محبوب ترین ہستی کے سامنے یہ اظہار کسی تبصرے کا محتاج نہیں

۵

قرآن کی صداقت کا گہرا شعور اقبال کے ایمان کا مرکزی عنصر ہے ۔ قرآن کی دل نشیں [illegible] ہے [illegible] ہر مرحلے [illegible] جیسی [illegible] کو متاثر کرنے کا [illegible] ہے ۔ چنانچہ صداقت و [illegible] دل کی [illegible] اقبال کے اخلاق میں [illegible] ہے اور اس کا اظہار نے [illegible] اشارتی [illegible] میں ہوا ہے ۲۳ اقبال نے قرآن کی خاطر اپنے [illegible] کے خلاف جہاد کیا ۲۴ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کو فروغ دیا جو قرآنی تعلیمات کا حصہ تھے [illegible] میں شامل ہیں ۲۵ [illegible] کے [illegible] اسلامی اصطلاحات حقیر ہو چکی تھیں [illegible] ۔ [illegible] ۲۶ سچ یہ ہے کہ [illegible] کا اقبال [illegible] کہ اقبال کی شاعری پر اسلام کا غلبہ ہے ۲۷ اقبال کی [illegible] و مطالبِ قرآنی کا [illegible] سے قلب کی گہرائیوں سے کرتے ہیں اور [illegible]

کی حیثیت فی الواقع ترجمان القرآن کی ہے ۳۸ قرآن [illegible] اور اسلامی [illegible] اقبال میں قدم قدم پر نمایاں ہے ۳۹ [illegible] اکبر
قرآنی [illegible] کے [illegible] بھی [illegible] ہیں ۴۰ اقبال [illegible] سے زیادہ قرآن کو پڑھا ہے اور [illegible]
قرآن سے لیا ہے۔ [illegible] پائے ہیں اور [illegible] قرآنی [illegible] ہے ۴۱ [illegible] کے تصور کو اللہ کی [illegible] نزول
کی روشنی میں [illegible] کیا ہے ۴۲ [illegible] اور [illegible] کے تمام [illegible] ۴۳ [illegible]
[illegible] میں [illegible] کی جا سکتی ہے کہ [illegible] حیثیت کا [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] کے اخلاق [illegible] اور [illegible] اقبال نے اس فرق کو [illegible] اور [illegible] ہے ۴۴

تصور [illegible] تمام [illegible] میں [illegible] اقبال کا محور ہی تصور ہے [illegible] ہیں ۴۵ [illegible] اقبال [illegible]
کے علاوہ غیر مسلم [illegible] نے [illegible] کی [illegible] کی۔ [illegible] اساس قرآن ہے ۴۶ اقبال کا [illegible] ہی ہے ۴۷ [illegible]
معاصر [illegible] اقبال کو [illegible] کہ اقبال کو [illegible] قرار پایا۔ [illegible] اور [illegible] لکھنے والوں نے [illegible] ڈاکٹر [illegible]
کے بقول [illegible] تصور [illegible] کے [illegible]
[illegible] اقبال کا تصور [illegible] کا [illegible]
[illegible] کا کوئی تصور [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] ڈاکٹر رفیع الدین [illegible] اقبال [illegible] ہے [illegible]
کرتے ہوئے ذیل کی سطور میں اقبال کے حقیقی [illegible] اور تصورِ حقیقت کا [illegible] راقم کے پیشِ نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو جبلتیں عطا کی ہیں وہ [illegible] میں بھی ہیں۔ جبلتوں کی تسکین سے بالاتر [illegible] کا کوئی مقصد
نہیں ہوتا۔ انسان کا مقصد [illegible] کی [illegible] پر رہتا ہے اور [illegible]
انسان کا مقصد یا نصب العین [illegible] ہوتا ہے اور انسان کو اپنے نصب العین سے محبت ہوتی [illegible]
محبت اور اس کی آرزو انسان کا امتیاز ہے [illegible] نصب العین کی خاطر [illegible] کی تسکین کو [illegible] ترک کر سکتا ہے [illegible]
ایسا نہیں کر سکتے۔ انسان کا اصل مقصد [illegible] نصب العین [illegible] ہے لیکن غلط نصب العین [illegible]
میں مبتلا ہیں۔ زر پرستی، نسل پرستی، وطن پرستی، [illegible] پرستی، جاہ پرستی، [illegible] پرستی اور مادہ پرستی کی [illegible]
ہیں۔ انسانوں نے [illegible] کے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہیں لیکن یہ اصنام [illegible] ہیں:

سرے [illegible] خانے [illegible] خانے
دونوں ہے [illegible] خاکی، دونوں ہے [illegible] ۴۹

انسان [illegible] ہے [illegible] چاہیے [illegible] انسان کا نصب العین [illegible]
انسان کا [illegible] نصب العین [illegible] چاہیے۔ انسان کا [illegible] نصب العین وہی ہو سکتا ہے جو کائنات کا اور [illegible] کا خالق و مالک
ہو، جو [illegible] مطلق ہو، [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] ہو [illegible] ہو اور ہر [illegible]

یکتا ہو۔ یہ صفات صرف اللہ کی ہیں اس لیے اللہ ہی [illegible] کا مرجع اور مطلب ہے۔ [illegible]

[illegible] کا مرکزی وصف [illegible] ہے [illegible] کے اسرار [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہے[51] [illegible]

[illegible] اس کی صفات [illegible] ہیں۔ ان صفات کو [illegible] کرکے انسان اپنی خودی کو مستحکم کرتا ہے اور نائب حق کے مقام پر فائز ہوتا ہے

یکتا [illegible] ہستی کا [illegible] اعتبار کرکے [illegible] وجود میں [illegible][52] یہ ہے [illegible] اقبال [illegible] رومی کا [illegible]

تھا۔ اقبال کہتے ہیں کہ جس طرح [illegible] عصر کہن کا [illegible] رومی [illegible] کیا تھا اسی طرح فتنۂ عصر رواں سے [illegible]

چوں رومی در حرم دادم اذاں من ازو آموختم اسرار جاں من

بدور فتنۂ عصر کہن او بدور فتنۂ عصر رواں من[53]

دونوں میں فرق یہ ہے کہ اقبال [illegible] الوجود [illegible] نظریے کی [illegible] میں رومی کا ساتھ [illegible] ہیں۔ [illegible][54] [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اور [illegible] میں [illegible] حقائق کو اقبال اپنے تصور [illegible]

کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اقبال عصر حاضر کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible]

متاثر اور مرعوب ہونا تو درکنار اقبال ان تصورات کو اپنے وجدان حقیقت کی روشنی میں پرکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ان میں [illegible] کہاں

تک درست ہے اور کہاں تک غلط [illegible] کوئی تصور درست [illegible] ہوتا ہے [illegible]

[illegible] ہے اور جس [illegible] وہ غلط ہوتا ہے [illegible] کے خلاف [illegible] کرتا ہے۔ [illegible]

[illegible] نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ حکمت [illegible] اور وہ دانہ کو لے لیتا ہے اور دام کو توڑ ڈالتا ہے [illegible]

[illegible] حکمت مغرب کی آتش [illegible] کے لیے گلزار ابراہیم بن جاتی ہے۔"

طلسم عصر حاضر را شکستم ربودم دانہ و دامش گسستم

خدا داند کہ مانند براہیم بہ نار او چہ بے پروا نشستم[55]

دوسرا اسلوب [illegible] کہتے ہیں کہ اقبال [illegible] معتقدات اور [illegible] کے بارے میں [illegible] (Intuitions) اور

ان کا [illegible] اور [illegible] اسلامی وجدان [illegible] تھے اور [illegible] ان کی جڑیں [illegible] کہ انہیں [illegible]

[illegible] نہیں دیکھا جا سکتا۔[56] [illegible] اقبال کی [illegible] ہے۔

حوالے اور حواشی

۱۔ برائے: اقبال ایک مطالعہ، باجری سیتر، صفحات ۱۲۲، ۱۲۳

۲۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، صفحہ ۱۴۸

۳۔ دیکھیے، اقبال ایک مطالعہ، صفحہ ۱۲۹

۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اوّل، صفحہ ۱۰۸

۵۔ دیکھیے، بانگِ درا [illegible] کی نظم بعنوان "ساقی" اور ۲۳ [illegible] ۱۹۱۰ [illegible] جس کا پہلا مصرع ہے "نحو ـ [illegible]"

اس سے پہلے اقبال نے "[illegible]" [illegible] وحدت الوجودی [illegible] کے تحت ایک نظم لکھی تھی۔

۶۔ اقبال بادو [illegible]، صفحہ ۶۴۔

[illegible] صدیقی نے لکھا ہے کہ [illegible] [illegible] کے متن [illegible] کی روایت "اسرار" [illegible] علامہ اقبال

کی [illegible] عنوان "[illegible]" اور "[illegible]" [illegible] کا [illegible] ہیں۔ اس پر تبصرہ کا [illegible] اسرار [illegible] کر اقبال نے

اسرار کی روایتوں سے استفادہ کیا [illegible] کا نام "اسرار" کے مطالعے سے ہوا

۷ تا ۱۰۔ دیکھیے، اسراری کلام اقبال، صفحات (الترتیب) ۲۱۱، ۲۹۰، ۳۱۲، ۳۲۴، ۳۲۰، ۳۲۱،

۱۱۔ مرتبہ [illegible]، شیخ [illegible]، صفحہ ۲۵۵

۱۲۔ [illegible] کے [illegible] میں، [illegible] کے [illegible] سے "کیا فکرِ اقبال [illegible] فکر سے [illegible] ہے؟" [illegible] ہے۔

"اسرارِ خودی" کا [illegible] [illegible] کے وحدت الوجودی [illegible] کی [illegible] ہے۔ اقبال اس سے [illegible] ہوتا [illegible] وجود

"وحدت الوجود" کے ایک مضبوط رد عمل کی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۳۔ "[illegible]" ۱۹۰۴ [illegible] ۱۹۱۲ [illegible] (کلامِ اقبال کی [illegible] ترتیب "[illegible] اقبال" [illegible] ۱۹۴۰، ۱۹۴۱

اور "اسرارِ خودی" کا [illegible] ۱۹۱۰ میں ("اسرار" کا [illegible] سے ایک سال پہلے) [illegible] تھا۔ (ملاحظہ [illegible] اقبال کا [illegible] مطالعہ، صفحہ ۲۲۷)

۱۴۔ ناشر نے منظوماتِ اقبال کی ترتیب [illegible] کی ہے [illegible] "[illegible]" مارچ ۱۹۰۵ میں "[illegible]" میں شائع ہوئی تھی (اسراری کلامِ اقبال، صفحہ ۲۷۵) جبکہ ناشر نے اسے ۱۹۱۶ کی نظم بتایا ہے (The Sword and the Sceptre، صفحہ ۲۸۱) اقبال کے [illegible]

میری معلومات کی [illegible] ترتیب [illegible] ناشر کے [illegible] تو میرے [illegible] (اور [illegible]) [illegible] کے بارے میں اس کا [illegible] مکمل طور پر [illegible]

ہوا۔ (Discourses of Iqbal، صفحہ ۱۸۹) ۱۵۔ داشورِ اقبال، صفحہ ۱۹

۱۶۔ [illegible] صفحہ ۵۸۲ – [illegible] اقبال کی [illegible] اقبال ایک ۱۵ سے سیرستو کے [illegible] فکر سے [illegible]" (صفحہ ۵۰، ۵۰۲)

اور [illegible] کہ "اقبال [illegible] سیرستو کے [illegible] فکر [illegible]" (صفحہ ۳۱۹) [illegible] اقبال اسلام کے [illegible] سیاست کو سیرستو سے بہتر سمجھتے تھے

۱۷. "اردو کا پہلا [illegible] شاعر" — مشمولہ "فکر اقبال حیات اقبال میں" — صفحہ ۵۵

۱۸. "رد اقبال" مشمولہ "مقالات اقبال" — اقبال [illegible] مشمولہ [illegible]، صفحہ ۱۲۳

۱۹. مثلاً دیکھیے: شائستہ اکرام اللہ کا مضمون [illegible] کا فکر اقبال پر — مشمولہ اقبال ریویو جولائی ۱۹۶۳ء — ڈاکٹر عزیز مرزا نے بھی [illegible] کا ترجمہ کیا ہے جس کی نشاندہی شمیم حنفی نے [illegible] کی ہے۔ (اقبال کا حرف تمنا، ۲۰۰) ——— ۲۰. دیکھیے، [illegible]، صفحہ ۲۸۸

۲۱. کلیات مکاتیب اقبال، جلد ۳، صفحہ ۲۷۹

۲۲. دیکھیے، کلیات اقبال فارسی، صفحات ۲۶۹ تا ۲۷۷، [illegible] "ضرب کلیم" کی نظم "[illegible] کی معیت"

۲۳. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ، ڈاکٹر [illegible] اور رسالہ [illegible] [illegible]

۲۴. [illegible] اقبال [illegible] "جاوید نامہ" میں اقبال [illegible] رومی کی رہنمائی [illegible] کا سفر کرتے ہیں۔ اقبال نے متعدد مقامات پر رومی [illegible] "اسرار خودی" کی [illegible] پیر رومی [illegible] "اسرار و رموز" علاوہ [illegible] "پیام مشرق" کی تمہید ان اشعار سے شروع ہوتی ہے:

پیر رومی مرشد روشن ضمیر · کاروان عشق و مستی را امیر

[illegible] · [illegible]

۲۵. حلقۂ [illegible] میں اقبال نے [illegible] کی [illegible] ہماری [illegible] اور [illegible] کا [illegible]
[illegible] ہم [illegible] اپنی [illegible] روایات سے [illegible]
[illegible] اپنی [illegible] ہم نے اپنی [illegible] میں اس حقیقت پر [illegible]
[illegible] اپنا ہر وقت کا رفیق [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] بنا لیا ہے۔ کسی اسلامی مصنف نے اس حقیقت کو [illegible]
[illegible] زیادہ واضح طور پر بیان نہیں کیا

شیخ مرحوم کا یہ قول مجھے یاد آتا ہے
دل مرد بانیں [illegible] (مقالات اقبال، صفحات ۱۲۱ تا ۱۲۴)

۲۶. The Emergence of Pakistan، چودھری محمد علی، صفحہ ۱۱

۲۷. کلیات اقبال اردو، صفحہ ۱۳۶

۲۸. دیکھیے، مرور اقبال، صفحات ۹۴ تا ۹۵

۲۹. گفتار اقبال، صفحہ ۱۰۴

۳۰. مقالات اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات، صفحہ ۱۹

۳۱. اقبال اور مغربی مفکرین، صفحہ ۱۲

۳۲. مقام اقبال اور ہم، صفحہ ۹۳

٣٣. چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو!
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب! [ذوق و شوق، بالِ جبریل]

٣٤. خواجہ حسن نظامی کے نام اپنے مکتوب مورخہ ٣٠ دسمبر ١٩١٥ء میں اقبال لکھتے ہیں:
"مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ کو اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے عشق ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ کو ایک جدید اسلامی [illegible] معلوم ہو جائے اور آپ اس سے انکار کریں ... میرا [illegible] بھی آپ کو معلوم ہے میرا فطری اور آبائی میلان تصوف کی طرف ہے اور یورپ کا فلسفہ پڑھنے سے یہ میلان اور بھی قوی ہو گیا تھا۔ کیونکہ فلسفۂ یورپ بحیثیت مجموعی وحدت الوجود کا رخ کرتا ہے مگر قرآن پر تدبر کرنے اور تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنی غلطی معلوم ہوئی اور میں نے محض قرآن کی خاطر اپنے قدیم خیال کو ترک کر دیا اور اس مقصد کے لیے مجھے اپنے فطری اور آبائی رجحانات کے ساتھ ایک خوفناک دماغی اور قلبی جہاد کرنا پڑا۔" (بحوالہ مکاتیبِ اقبال، حصہ اول، صفحات ٤١٨ - ٤١٩)

٣٥. "اسرارِ خودی" پر اس کی اشاعت کے بعد اعتراض ہوا کہ اقبال [illegible] کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس اعتراض کے باوجود اقبال نے دوسرا [illegible] اور اس ضمن میں یہ شعر لکھے ہیں۔

٣٦. اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں کہ "ان اہلِ طریقت کے ساتھ لازمی طور سے بعض وہ مسائل بھی [illegible] کی وضع تھیں۔ ہم ان کے کاروبار پر غور کرتے تھے اور ان [illegible] زندگی کی پستی [illegible] ہو گئی۔ [illegible] جو محض [illegible] اور [illegible] کا سودا ہوتا تھا۔ اب ہم ان حالات، [illegible] اور اس تصور کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں اور ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی بڑے لوگ تھے اور تصوف کی تاریخ میں ان کا درجہ بھی بلند ہے اور کسی صوفی مفکر سے کم نہیں۔" (... اقبال، صفحات ٣٥٢ - ٣٥٣)

٣٧. سید [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال عظیم [illegible] ہیں [illegible] کی شاعری ہوا [illegible] علم پایا۔" (اقبال [illegible] کا پیغام، ص ١٣٣) خشونت سنگھ نے کہا ہے کہ "شاعرِ مشرق پیرِ اسلام [illegible] تھا کہ [illegible] کم ہی ایسا کرتا ہے۔" (بحوالہ [illegible] نئی دہلی، ١٥ جولائی ١٩٣٣ء) کا ذکر [illegible] اقبال ایک استعارہ ہیں مسلم اور [illegible] حق اسلامی روایت کے شاعر ہیں۔ [illegible] (معارف [illegible]) دراصل [illegible] تصورات اور [illegible] کا [illegible] رکھنے کا [illegible] ہے۔" ([illegible] سیمینار، ص ١٥٣٤٤)

۳۸۔ ملاحظہ کیجیے "اقبال اور قرآن" مشمولہ "اقبال اور ہم"۔

۳۹۔ قرآن حکیم، احادیث اور اسلامی تاریخ کے ساتھ کلام اقبال پڑھا جائے تو اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس موضوع پر کتب و مقالات کی صورت میں کافی لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ "اقبال اور قرآن" ۱۹۷۷ء سے غلام احمد پرویز، عارف بٹالوی اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی کتب شائع ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] کی کتاب "اقبال قرآن کی روشنی میں" ۱۹۷۷ء سے شائع ہوئی۔ [illegible] "کلام اقبال میں قرآنی آیات و احادیث اور مذہبی اصطلاحات کا ذخیرہ" بھی شائع ہوئی ہے۔ سید نذیر نیازی کا مضمون "اقبال اور قرآن" (مشمولہ "اقبال اور ہم") حق دلال الدین کا اسی عنوان سے مضمون (مشمولہ [illegible] اقبال) اور ڈاکٹر فرمان مقدم کا مقالہ "قرآن اور اقبال" (مشمولہ "اقبال" اپریل ۱۹۸۹ء، مترجمہ ڈاکٹر [illegible]) قابل قدر مقالات ہیں۔

۴۰۔ اقبال نے اور ہر "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" کو حسب ذیل پیراؤں میں پیش کیا ہے:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم — رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن (کلیات اقبال اردو ۱۹۹۴ء، ص ۵۰۷)

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم — دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان (ایضاً ص ۵۲۲)

[illegible] (ایضاً ص ۲۰۲)

۴۱۔ ڈاکٹر [illegible] نے [illegible] "تخلقوا باخلاق اللہ" ... (Discourses of Iqbal, p. 99) [illegible] کا قول [illegible] حدیث تصور کیا تاہم اسی مفہوم کی قرآنی آیت "صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً" (۲: ۱۳۸) موجود ہے اور "اسرار خودی" میں اس کے حوالے سے "[illegible] صبغة اللہ رنگ [illegible]" (کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۴۲) [illegible] کی توضیح سورۂ [illegible] کی آیات اور متعدد دوسری آیات کے [illegible] کی ہے۔ (دیکھیے ایضاً، ص ۱۴۳ تا ۱۹۷، ۲۹-۴۹) سورۂ الحجر کی ۲۹ ویں اور سورۂ السجدہ کی ۹ ویں آیات میں اللہ نے انسان میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکنے کا ذکر کیا ہے۔ اسی سے اقبال کا تصور خودی کامل طور پر واضح ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ "انسان کے اندر جو روح پھونکی گئی ہے وہ دراصل صفات الٰہی کا ایک عکس یا پرتو ہے۔ حیات، علم، قدرت، ارادہ، اختیار اور دوسری [illegible] صفات انسان میں پائی جاتی ہیں ... [illegible] اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کا ایک ہلکا سا پرتو ہے [illegible]" (تفہیم القرآن، جلد دوم، صفحہ ۵۰۵) یہی بات اقبال نے کہی ہے:

It is born of His own creative freedom whereby he has chosen finite egos to be participators of His life, power, and freedom. (Reconstruction... p 64)

بوقت جبلہ کی [illegible] میں اقبال، قرآنی آیات کے حوالے سے اس کی تین صفات کی نشاندہی کی ہے۔ (۱) انسان خدا کا برگزیدہ ہے (۲) اپنی تمام کوتاہیوں کے باوجود انسان کی خلیق زمین پر خدا کا [illegible] ہے (۳) وہ ایک آزاد شخصیت کا امین ہے۔

۴۲۔ "مسجد قرطبہ" کے یہ اشعار قابل توجہ ہیں:

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ — غالب و کار آفریں، کار کشا، کارساز

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات — ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

"ضرب کلیم" کی نظم "مرد مسلمان" کے مطالعے سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ اس کا پہلا مصرع "ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن"

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأْن ۰ (۵۵ : ۲۹) [illegible] ماخوذ ہے۔ دوسرا مصرع : "[illegible] اللہ کی [illegible]"
کا حق ادا [illegible] ۔ [illegible] اللہ کی [illegible] ہے۔ اگلے میں اشعار کا ماخذ
جانِ رسالت مآب کا اسوۂ حسنہ ہے [illegible]
قرآن حکیم کی ایک آیت سے ماخوذ ہے۔ (دیکھیے : حاشیہ ۱۰)

۴۳۔ دیکھیے، "کیا فکرِ اقبال مغرب سے مستعار ہے؟" کے تحت حاشیے ۱۱۱ تا ۱۱۳

۴۴۔ دیکھیے، کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۸۰۸ تا ۸۱۲

۴۵۔ اقبال کہتے ہیں، [illegible] لا الٰہ الا اللہ [illegible] لا اللہ (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۹۲۴)

۴۶۔ پروفیسر نکلسن نے ۱۹۲۰ء [illegible] قرآن کے [illegible] اقبال [illegible] ۔ ۱۹۲۱ء میں انہوں نے
اعتراف کیا کہ [illegible] اقبال [illegible] خیالات کا [illegible]
[illegible] تعلیم [illegible] نکلسن نے اقبال [illegible] اسلامی [illegible] اقبال کا [illegible]
ہے۔ یہ فلسفیانہ انداز میں [illegible] اسلامی تعلیم ہے [illegible] اقبال کا مذہب اسلام ہے۔ [illegible]
اقبال نے [illegible] لیکن [illegible] ۔[illegible]
[illegible] اقبال [illegible] قرآن [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] نہیں تھا۔ اقبال نے ان کی توجہ اسلام ہی کی طرف مبذول کرائی۔ ایل ایس [illegible] قرآنی تعلیمات کی از سرِ نو
تفسیر کی بجائے [illegible] (دیکھیے : کیا فکرِ اقبال مغرب سے مستعار ہے؟)
پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی رائے ہے کہ "اسلام اور اقبال کا رشتہ [illegible] ہے"۔ (دیکھیے : مغربی مفکر اور اقبال کی فکری اساس) [illegible]
اسی سے پروفیسر رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ "جس طرح [illegible] سیرتِ رسولؐ [illegible] رسولؐ کا معجزہ کلامِ اقبال [illegible]"
(اقبال، شخصیت اور شاعری، ص ۱۱۳) ڈاکٹر [illegible] اقبال کی [illegible]
قرآن مجید ہے"۔ (مسائلِ اقبال، ص ۲۵۳) [illegible] اقبال کی شاعری کا سارا جوہر [illegible]
[illegible] کا تصور ہی نہیں کر سکتے" (روحانیت اور [illegible]، ص ۹۴) اسی طرح ڈاکٹر عبدالمغنی [illegible] اور ڈاکٹر [illegible]
جملہ معتبر اقبال شناسوں کا اس بات پر اتفاق رائے (Consensus) ہے کہ اقبال کی فکری اساس قرآن حکیم ہے۔

۴۷۔ اقبال کا یہ شعر [illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، ص [illegible])

مثنوی "اسرار" میں اقبال نے دعویٰ کیا ہے کہ :

گوہر دریائے قرآں سفتہ ام ۔ شرح رمز صبغۃ اللہ گفتہ ام
[illegible] لا الٰہ ۔ [illegible] لا الٰہ (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۸۲)

اقبال کا یہ دعویٰ حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے۔

۴۸. مکتوبِ اقبال، صفحہ ۵۹

۴۹. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۱

۵۰. ایضاً، دیکھیے، صفحہ ۳۳۰ — اقبال تمام آب و خاک و باد سے مخاطب ہیں:

تو کفِ خاک و بے بصر! میں کفِ خاک و خود نگر!

کشتِ وجود کے لیے آب رواں ہے تو کہ میں؟

۵۱. تفصیل کے لیے، مکتوبِ اقبال، صفحات ۹۹ تا ۱۰۲

۵۲. اقبال کا کہنا ہے کہ، رہتا ہے نوری جہاں میں [illegible] / [illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۴۱۲)

۵۳. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۹۳۸

۵۴. اقبال عروج کا عالم، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحہ ۷۹

۵۵. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۹۳۴

۵۶. مرغے جیر، مشمولہ "فکر و نظر" — ۱۹۸۲ء، شمارہ ۲۰، صفحہ ۱۱۸

۲۔ کیا اقبال کے ہاں تضاد ہے؟

اقبال فکر و شعور کے علمبردار اور مفسر ہیں۔ [illegible] روشن ہے اور [illegible] ڈاکٹر [illegible] اقبال کی شخصیت [illegible] مشرق کے ایک نشان (Symbol) کی حیثیت رکھتی ہے اور مشرق کے تمام [illegible] کا [illegible] ہے اور [illegible] اقبال پر [illegible] شاعری کسی [illegible] اقبال کا [illegible] اعلیٰ [illegible] ہے اور [illegible] مشرق و مغرب [illegible] رسائی [illegible] ہے۔ اس [illegible] اقبال کا مطالعہ [illegible] اسلامی شاعری [illegible] ڈاکٹر [illegible] کے الفاظ میں "اقبال کے کلام و پیغام کا [illegible] ہے [illegible] اور کم [illegible] ملتی ہے۔" [illegible] اقبال نے "اقبال کے ہاں تضاد ہے" کی [illegible] شہرت [illegible] ہے کہ اقبال کی فکری [illegible] اقبال کی طرح [illegible] مسئلہ [illegible] گیا ہے اور [illegible] ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں کہ "فکر اقبال میں تضاد [illegible] کوئی [illegible] بات نہیں۔" [illegible] اقبال کے [illegible] مطالعہ [illegible] دور پر [illegible] اقبال پر تضاد کا الزام [illegible] اقبال کو [illegible] ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ اقبال کی [illegible] (Originality) کا دعویٰ [illegible] اقبال [illegible] مطالعے کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

اقبال کے ہاں تضاد دکھانے والے [illegible] اقبال [illegible] اقبال کی [illegible] ہے [illegible] اقبال کا [illegible] کا [illegible] ہے۔ [illegible] اپنے [illegible] کا [illegible] اقبال پر تضاد [illegible] کا [illegible] کو [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] اقبال [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اقبال [illegible] اسلام کا آئینہ دار ہے اور ان کی فکری اساس قرآن حکیم ہے۔

۲

[illegible] ای۔ ایم۔ فاسٹر (E. M. Foerster) [illegible] سے پہلے اقبال پر فکری [illegible] کا الزام [illegible] ڈاکٹر عبداللہ کے الفاظ میں "اقبال و وحدت الوجود [illegible] وحدت الوجود کی [illegible] کے الزام سے بری کر دیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ اقبال [illegible] "خدا خود ہماری طرح [illegible] خودی کا مالک [illegible] اقبال وحدت الوجود [illegible] ہوتا ہے [illegible] میں [illegible]" [illegible] ۱۹۲۰ء کی اور [illegible] ۱۹۲۷ء کی ہے

۱۹۲۰ء میں [illegible] پر تبصرہ کرتے ہوئے فاسٹر نے [illegible] تضاد کا ذکر کیا ہے اور اقبال کے [illegible] میں لکھا ہے کہ

وہ ہندی قومیت اور اسلامی قومیت میں سے کس راہ پر چلیں گے۔ یہ واضح نہیں ہے۔ ماسٹر کے مطابق اقبال پہلے اسلامی اور بعد میں قومی (ہندی قومیت کے) راستے پر چلے اور اسرار خودی کے بعد ۱۹۱۱ء میں "ترانۂ ملی" [illegible] اسرار خودی سے پہلے "ہندوستاں ہمارا" [illegible] لکھی تھی۔ اس سے ماسٹر نے یہ نتیجہ اخذ کیا [illegible] اقبال [illegible] کوئی [illegible] اختیار نہیں کر سکے گا بلکہ ماضی کی طرح [illegible]

علامہ اقبال [illegible] اسلامی قومیت کے [illegible] "ہندوستاں ہمارا" اور "ترانۂ ملی" [illegible] ۱۹۰۵ء سے پہلے [illegible] ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی۔ [illegible] اقبال کی [illegible] اگر [illegible] اردو نظموں کی اشاعت کی تاریخوں [illegible] (دینی) ارتقا کے [illegible] کیا؟ [illegible] واضح ہو جاتا ہے کہ [illegible] اقبال [illegible] معلومات [illegible]

۳

[illegible] اقبال [illegible] تضادات کا سراغ [illegible] کیا ہے۔ [illegible] اشتراکی ہے اور [illegible] اقبال کو [illegible] اپنی [illegible] کتاب (Modern Islam in India) [illegible] اقبال کو "ترقی پسند" (اشتراکی) دکھایا ہے اور [illegible] اس طرح اقبال کی [illegible] میں تقسیم کر کے [illegible] اقبال [illegible] ترقی پسند اور رجعت پسند [illegible] اقبال کی [illegible] اقبال کا [illegible] مطالعہ کرتے [illegible] اقبال نے مارکس اور [illegible] اور روایتی اسلام کی حمایت کرتا ہے [illegible] کے لیے قومیت کا [illegible] اقبال کے [illegible] کی پیروی کرتے ہیں اور [illegible]

[illegible] اقبال کے بارے میں [illegible] اقبال کی [illegible] باب میں [illegible] اقبال [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] "The new religion was radically new, basically different Iqbal enunciated it, boldly ..." [illegible]

اقبال [illegible]

but he himself never really believed it without reservations"

اور [illegible] اقبال [illegible]

اپنی ایک اور کتاب (Islam in Modern History) میں [illegible] اقبال کے تضادات کو [illegible] بیان کیا ہے:

"Yet Iqbal is so contradictory and unsystematic that it is difficult to assess him. He is the Sufi who attacked Sufism, and perhaps the liberal who attacked liberalism"

کا ہے وہ اول جو مادہ اصول کو ایک طرف اشتراکی اور دوسرا جو ظاہر کرتا ہے اور دوسرا فرد رحمت لیے اور مادی پیدا [illegible] ہے کہ اس
[illegible] اصطلاحوں کا مدار پر اطلاق ہی قرار دیا ہے (معیل "خرد و ترم کی آمائش" کے [illegible] آ رہی ہے) اقبال کا وجدان [illegible] سماجی [illegible]
اصول میں کوئی تضاد نہیں۔ اقبال بسا اوقات اور عوام فلسفوں کی [illegible] نہیں ایک لئے کہ اسلام ہی اس کی حمایت کرتا ہے۔ اس [illegible] کے لئے اشتراکیت
ضروری نہیں ہے۔ اشتراکیت اور سرمایہ داری دونوں مادہ پر ہیں اور ملوکیت عوام کو اور اقبال دونوں کی [illegible] کی [illegible] اسلام مادی اعمال اور
مستقبل پر چلنا ہے اور ایک انقلاب کی دعوت ہے۔ اقبال بھی [illegible] کے علمبردار ہیں۔ یہ انقلاب ایک طرح کا سوشلزم ہے تاہم اقبال مادہ
اشتراکیت کو رد کرتے ہیں۔ [illegible] قول اقبال سرمائے کی [illegible] کو [illegible] نظام سے خارج نہیں کرتا [illegible] سے [illegible] کو ضروری کہتا ہے۔[11]

یہ اعتراض کہ اقبال کے مربوط خیالات میں کوئی تضاد ہو کہا جاتا ہے [illegible] اقبال سکھ اور دوسروں [illegible] کہا جاتا ہے[13] اس حصہ میں دو نکات پیدا [illegible]
[illegible] بتلا دیا کہ اقبال تو چیز رسالت اور قرآن کی صورت [illegible] کے قائل و علمبردار ہیں۔ [illegible] اور اقبال [illegible] ہم [illegible] پاتے ہیں تو
اقبال کے ان بیانات کے مطابق اور اقبال کے اس کچھ بھی [illegible] اور مرتبہ اور ذکا ملی کی بات [illegible] ہے[14] اسلام قرآنی اور مطالبات [illegible]
رسول کے مطابق ہی [illegible] سے دوری کی گئی ہے۔ اشتراکیوں سے ان [illegible] دوسری کا [illegible] کہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہے۔ یوں ہی قول "[illegible]" اگر یہی راہ [illegible] کہ [illegible] اپنی [illegible] میں [illegible] کے کچھ [illegible] کرتا ہے[15]

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ [illegible] اور "اصلاح" میں فرق ہی [illegible] اقبال نے خود کو "خودی اصلاح" کہا ہے[16] اقبال [illegible] بات [illegible] کا [illegible]
قرار دیا ہے[17] اصلاح [illegible] کی طرح [illegible] کا حصہ ہیں [illegible] کے ساتھ طریقے ہی ہو کرتا ہے [illegible]
کی نسبت [illegible] اصلاح [illegible] تھی لیکن یہی [illegible] اصلاح کی اساسیت کا قائل تھا۔ وہ [illegible] کے [illegible]
لیکن اس کے ساتھ ان کی طرف سے اس قدر [illegible] کہ [illegible] ہوئے تھے"[18]

اقبال اپنی صورت میں [illegible] اصلاح تھے [illegible] اور کہا [illegible] تو [illegible] کا [illegible] مطلوب [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] یہ [illegible] اور [illegible] کا ہے اقبال کے [illegible] اس کی [illegible] ہے اہم [illegible]
کہ [illegible] اقبال [illegible] کا [illegible] ہے[19] [illegible] کا [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] ہیں کہ اقبال کے [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] اصلاح [illegible]
کوئی [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] کی راہ ہے تو [illegible] تاریخ کی [illegible] ہے
اقبال خودی [illegible] دونوں کے علمبردار ہیں۔ [illegible] ہر فرد کی تربیت کا [illegible] ماحول فراہم کرے اور [illegible]
ہر شخصی استحکام کے سوا اپنی [illegible] حاصل [illegible] کرے [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] اسلامی [illegible] کا
[illegible] اور [illegible] کے اعتراضات کا ذکر کر کے پروفیسر [illegible] رہے [illegible] اصلاح [illegible] ہیں[20]

مارکس اور مسولینی کی تعریف میں تضاد ہو [illegible] ہے مارکس کی تعریف "[illegible] کے [illegible] کی [illegible]" کے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] "میں اقبال نے اشتراکی نظام کو رد کیا ہے اور [illegible] پیغمبر کی حمایت کی ہے۔ مسولینی کی تعریف [illegible]
ہے۔ [illegible] مسولینی کی اقبال سے [illegible] کی ہے [illegible] اقبال [illegible] ہیں؟" کے عنوان کے تحت آ رہی ہے۔

کانٹ ویل سمتھ نے روایتی اسلام کے مقابلے پر اقبال کے دور جدید [modernist] پہلو کا اعلان کیا ہے [illegible] اس کے مذہبی [illegible] عورت کے ملامت [illegible] اقبال پر تضاد کا الزام لگا دیا ہے۔ اس ضمن میں [illegible] سمتھ ہی کی پیروی کی ہے۔ [illegible] ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اقبال کی دنیا میں عورت کے چادر اور چار دیواری کے [illegible] ہیں۔ وہ [illegible] پاک اور مظلوم رکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی بیویوں کو پردے میں رکھا۔ وہ عورت کو [illegible] کے تحت قوام [illegible] چاہتے ہیں۔ [illegible] اقبال نے محسوس کیا [illegible] عورت کے [illegible] وہ الٹی [illegible] ہیں۔ "عورت" میں اسی طرح کا اشارہ ہے: [illegible] سوال سے پہلے [illegible] شکل کی [illegible][21]

[illegible] اقبال کے [illegible] پردے [illegible] ہے۔ اس سے پہلے [illegible] نے لکھا ہے کہ قرآنی آیت کی رو سے مرد [illegible] ہیں اور اقبال نے اس آیت کو [illegible] کیا ہے[22] اس سے صاف ظاہر ہے کہ [illegible] کی اپنی سوچ میں ہے [illegible] عورت کو مظلوم [illegible] اقبال [illegible] قرآن کی رو سے مرد عورتوں پر قوام ہیں اور کہیں بھی [illegible] نہیں ہے۔ قرآن عورت کو پاک رکھنا چاہتا ہے [illegible] اقبال بھی [illegible] ہیں۔ [illegible] قرآن میں پردے کا حکم آیا ہے۔ اقبال کو [illegible] قرآنی احکامات کی [illegible] ہیں [illegible] کی خواہش ہے [illegible] اقبال پر تضاد کا الزام عائد کر دیتے ہیں۔

اقبال کے تضاد کو [illegible] کرنے کے لیے کانٹ ویل سمتھ کی [illegible] ہے کہ اقبال [illegible] ہے لیکن تصوف پر [illegible] آزاد خیال ہے لیکن [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] پردے کے علاوہ [illegible] ہے۔ تصوف [illegible] ہے تصوف کا [illegible] علمی اور [illegible] اقبال [illegible] ہے اقبال [illegible] تصوف [illegible] کی [illegible] ہے۔ تصوف کے [illegible] ہیں۔ [illegible] تصوف [illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible] ہوتی ہے۔ دوسرے تصوف میں [illegible] اسلام اور [illegible] ہے اور اس کا [illegible] ہے اقبال [illegible] تصوف پر [illegible] ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے تصوف کی حمایت کرتے ہیں۔

جس طرح اقبال کو ترقی پسند اور رجعت پسند کے خانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی طرح ان پر [illegible] چسپاں کرنا بھی [illegible] ہے۔ اقبال قرآن حکیم کی [illegible] اور [illegible] کے ضمن میں کسی [illegible] نہیں۔ تاہم اسلام کو ملوکیت کی چھاپ اور [illegible] سے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں اور [illegible] اجتہاد [illegible] چاہتے ہیں۔ اقبال [illegible] کے جامع ہیں۔ [illegible] کا نام اقبال [illegible] اور مسلمان [illegible] ان کے [illegible] سمتھ نے روایتی اسلام کی [illegible] مسلم قومیت کا [illegible] تصور پیش کرنے کے باعث اقبال پر تضاد کا الزام [illegible] ہے۔ اس قسم کے اعتراضات [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کے ساتھ اقبال پر تضاد کے [illegible] عائد کیے ہیں ان کا تعلق تصور قومیت، تصور پاکستان اور اسلامی اتحاد (پان اسلام) کے ساتھ ہے۔ [illegible] وطنی قومیت [illegible] اور [illegible] کی [illegible] میں [illegible] مسلم قومیت کا۔ [illegible] پاکستان اور اسلامی اتحاد [illegible] تضاد دیکھا ہے [illegible] پاکستان، اسلامی اتحاد [illegible] کا عالمی نظام ایک [illegible] ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] اسلامی [illegible]

ہے۔ اقبال پر الزام تراش نقاد نے ایک ہیرو پینٹنگ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ کارروائی ویسی ہی ہے جیسے منکر اقبال کو مستعار مشہور کر دیا
مخالفین اقبال کے تناظر کو، جو باب اوّل میں سامنے آ چکے ہیں، دیکھنے کے بعد اقبال کے لیے کس صورت حال سے دوچار ہونا پڑا صرف
تفہیمی و تنقیدی جائزے کی ضرورت ہے۔ اقبال کے ان فکری نقاد کے الزام میں ترکیب و معاملات بھی ہیں جو اقبال کی عظمت کے منکر ہوتا ... کے ادوار کی ...
میں ان سے اختلاف رکھتے تھے یا انقلابات میں ان کی رائے اور گہری ہیں تھی۔ اقبال کے نظریات اور رسا کو سمجھنا ...
کرنے والے اور اپنے ہی ہم نوا ہونے کے باعث دوسروں کے اصرار کو اقبال کے فکری تضاد کی شکل میں دیکھنے والے عموماً ... کو دوہرانے کا
باعث بنتے رہے ہیں۔ مغربی استادوں کی پیروی ہی مشرقی دانشوروں کا ایک بڑا روگ ہے۔

۴

دہلی کے رسالے "آج کل" کے ... اور ... فروری ۱۹۲۶ء کے شماروں میں میکش اکبرآبادی کا "علامہ اقبال کے تضادات" کے
عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر تاثیر اور ... کے مضامین کی اشاعت کے بعد میکش اکبرآبادی نے
"علامہ اقبال کی فکری وحدت یا تضاد" کے عنوان سے ایک اور مضمون لکھا[۲۳] اور "الاقبال سر اقبال" میں اپنے بیان کردہ ... اقبال کو دوہی
رشتوں کی کوشش کی۔ میکش نے لکھا کہ "میں نے اپنے ... رسالہ "آج کل" دہلی کی وساطت سے ظاہر کیے میرے ... کا
جواب ڈاکٹر تاثیر مرحوم اور ... نے ... محسوس کیا۔ اگرچہ ... لیکن یہ ہوئی تحریر ... ہو
ادراک ہو سکا کہ علامہ اقبال کے نظریات میں اتنا ... تضاد ... لیا جائے اور آخر میں ... اس مشکل کو حل کر سکی ہے۔"[۲۴]
اس تحقیق کا ماحصل میکش کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ:

> "علامہ اپنے ابتدائی دور میں وحدت الوجود کے مخالف تھے جسے اسرارِ خودی کا زمانہ کہنا موزوں ہوگا۔ اس وقت ان کا
> خیال تھا کہ تصوف اور خصوصاً وحدت الوجود کا عقیدہ نفی خودی کا مترادف ہے اور جب انھوں نے اپنے خیال کی ... علامہ ...
> ہر سے کام ہو گیا تو انھوں نے صراحت سے وحدت الوجود کی تائید فرمائی۔"[۲۵]

میکش نے اس حصہ میں اقبال کے دو ادوار اور ... دیے ہیں: ایک صراحت سے وحدت الوجود کی تائید ... سمجھا جائے تو
اقبال کا متضاد فکری تضاد دور ... ہوتا ... ایک طریق کار ... (الخ) قائم ... ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اقبال اسرارِ خودی کے زمانے سے لے
کر آخر تک ... کائنات ... اعتبارات کا ... اور ... کرتے رہے ہیں۔ یوسف سلیم چشتی کی طرح میکش اکبرآبادی
بھی وحدت الوجود کے قائل و علمبردار ہیں۔ چشتی نے علامہ اقبال کی شرحوں میں، حتیٰ کہ اسرارِ خودی کی شرح میں بھی اقبال کو وجودی
"ثابت" کیا ہے۔ میکش اسرارِ خودی کے دور میں اقبال کو وحدت الوجود کا مخالف تسلیم کرتے ہیں۔ دونوں ... کے ... میں ...
... ہے۔ میکش کا علامہ اقبال سے اختلاف وحدت الوجود کے ... ہی تھا۔ اس اختلاف ... کو ... انھوں ...
سے دور کر دیا تو اقبال پر فکری تضاد کا اعتراض بھی جاتا رہا۔ ان کے نزدیک اہم اور ساری مسئلہ وحدت الوجود ہی کا تھا۔[۲۶] باقی اعتراضات ...
بقول ڈاکٹر تاثیر مادہ اور روح، ترکیبِ عالم، حقیقت، علم، ... اسلوب، تقلید، ... تاریخیت ...
علم و حکمت اور خودی کے موضوعات شامل ہیں۔[۲۷]

نکلسن کے اعتراض مضمون کے جواب میں ڈاکٹر تاثیر کے سارے [illegible] بیشتر نکات موقع پر [illegible] ہم وحدت الوجود کے حق میں [illegible] استدلال [illegible] اتفاق کرنا مشکل ہے۔ تعمل کیا اقبال وحدت الوجودی [illegible] ڈاکٹر تاثیر نے ترجمہ [illegible] توڑنے کی [illegible] کو کسی جبر میں [illegible] کی طرح اعمال کا راستہ اعتزال کا ہے اور اعتزال [illegible] کے بارے میں وضاحت کی [illegible] اقبال [illegible] ہیں کہ ہم [illegible] کے یہ معنی نہیں کہ [illegible] اقبال [illegible] مقام اور [illegible] علم [illegible] نے لکھا کہ (اقبال کے نزدیک) علم اور عشق دونوں ضروری ہیں۔

[illegible] کے سلسلے میں اقبال [illegible] ڈاکٹر تاثیر نے [illegible] فطرت نہیں [illegible] وحدت الوجود [illegible] ہیں [illegible] اقبال [illegible] ۱۹۱۸ [illegible] نکلسن [illegible] ۱۹۲۵ [illegible] وحدت الوجود [illegible] اقبال [illegible] وحدت الوجود کی [illegible] مخالفت [illegible] تاثیر کا [illegible]

نکلسن نے لکھا تھا کہ اقبال رومی کو [illegible] رومی کا شاگرد ہے [illegible] اقبال [illegible] ڈاکٹر تاثیر نے لکھا کہ [illegible] اقبال [illegible] ڈاکٹر تاثیر [illegible] کے جواب میں نکلسن نے لکھا [illegible] نکلسن [illegible] اقبال [illegible] ابن عربی [illegible] اور رومی کی استادی شاگردی کا تعلق ہے [illegible] اقبال [illegible] وحدت الوجود [illegible]

نکلسن وحدت الوجودی یا ہمہ اوستی تھے تو اقبال ان دو میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ دوسری طرف اقبال کی وحدت صوفی کا سب روی کا ہمہ اوست ہرگز نہیں ہے۔

جامع اضداد ہونے اور کسی تضاد کا مرکب ہونے [illegible] فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ورنہ غلط فہمی اور مغالطے کا امکان ہے۔ ڈاکٹر ناصر کے

ایک بیان پر نکلسن کا تبصرہ اس مغالطے کی مثال ہے۔ ڈاکٹر ناصر لکھتے ہیں:

"تضاد اگر ہے تو کل کائنات عالم میں ہے، انسانی زندگی کے تمام مظاہر میں ہے۔ اور یہ اضداد ہی کی کارفرمائی ہے [illegible] جزو کی شکل [illegible] جلوہ گر ہوتی ہے۔ [illegible] کا [illegible] وقتوں کی ترقی، [illegible] اور [illegible] کا ظہور ہے۔ [illegible] (مادی کی بات) [illegible] (آزادی کی [illegible]) کا موجب بنتی ہے جس کے ساتھ [illegible] کا وجود وابستہ ہے۔ [illegible] بھی ہے [illegible] ہے! تو پھر تضاد [illegible] پر کیا اعتراض ہے۔ جب نظام عالم کی بنیاد تضاد پر ہے۔ اگر تضاد ایک عیب ہے تو پھر ہر حال [illegible] اقبال ان اضداد [illegible] کی وجہ سے کیوں ناقد ٹھہرایا جائے"۳۲

ڈاکٹر ناصر نے وحدت اور ماہیت کا دائرہ کھول [illegible] اقبال کے [illegible] حقیقت کا مفہوم [illegible] ہے کہ وہ [illegible] اللہ کی [illegible] اور [illegible] دوسرے [illegible] ان معنوں میں متضاد [illegible]۔ اقبال اضداد کے جامع ضرور ہیں [illegible] وغیرہ شرک اور کفر و اسلام کے جامع [illegible] ان اضداد کے جامع ہیں جن کی اسلام [illegible] اجازت ہے۔ ان اضداد میں [illegible] عرفی و مذہب، روح و بدن، [illegible] (مردہ [illegible]) [illegible] خلوت و جلوت اور [illegible] شامل ہیں۔ [illegible] کا استعمال درست نہیں ہے۔ تضاد کا [illegible] جامع اضداد ہونے اور کسی تضاد کا قائل ہونے کے مفہوم [illegible] ہے۔ دونوں کو ملا جلا کر [illegible] ہے۔ ڈاکٹر ناصر کے اسی بیان سے [illegible] نکلسن لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب نے یہ تسلیم فرمایا ہے کہ تضاد اگر ہے تو کل کائنات عالم میں ہے، انسانی زندگی کے تمام مظاہر میں [illegible] ہے۔ فرق نہیں ہے۔۔۔ اس لیے اقبال کے تضاد پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ تضاد عیب [illegible] اور [illegible] اقبال ہر حال [illegible] تھے۔ ایک ہی چیز کا انکار اور اقرار بیک وقت [illegible] نہیں"۳۳

ایک ہی چیز کا انکار اور اقرار [illegible] ہے۔ [illegible] کے زمرے میں آئے گا۔ [illegible] شرک اور [illegible] کا [illegible] عشق و عقل، مشرق و مغرب، [illegible] وغیرہ [illegible] میں سے ہر ایک کو [illegible] درست نہیں [illegible] اس [illegible] کرتے [illegible] اور دیر میں اہم [illegible] اقبال نے [illegible] کی مخالفت اور دوسرے کی حمایت کی ہے۔ [illegible] ایک ہی [illegible] ہے۔ مشرق میں اچھائیاں بھی [illegible] ہیں [illegible] اقبال ایک ہی [illegible] کی صورت میں [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] کی وجہ [illegible] کے قائل مغرب اور قائل مشرق [illegible] ہیں [illegible] کو جوڑا جائے۔ [illegible] تضاد ہے ان معنوں میں درست نہیں [illegible] دوسرے کی [illegible] ہیں۔ اس کا یہ [illegible] کہ قرآن میں تضاد [illegible] ڈاکٹر ناصر نے [illegible] منسوب کرنا بھی غلط ہے۔ قرآن میں [illegible] ہے اور اقبال کا [illegible] چونکہ [illegible] قرآن کا [illegible] تضاد سے پاک ہے۔ نکلسن [illegible] اس طرح بیان کیا ہے۔

"[illegible] کو جب صاحب کمال اور عشق کے [illegible] اول ہوتے ہیں

کرتے ہیں ۔ مسیطا کل کا تصور عام طور پر وحدت الوجود سے [illegible] کیا جاتا ہے اور اقبال کی تشبیہیں کے مطابق یہ تصور اسلام کا مرکزی [illegible]

ہے ۔ اقبال کے خیال میں خدا ماورا بھی ہے اور مسیطا کل بھی ۳۸

ڈاکٹر [illegible] کہتے ہیں [illegible] مگر اقبال کے [illegible] کا دعویٰ ہی ہے وہ اس کے سمجھ نہ سکا [illegible] ہے ۔ خدا ماورا بھی ہے اور مسیطا کل بھی [illegible]

یہ صرف اقبال کا خیال نہیں ہے بلکہ قرآن میں خدا کا یہی تصور ہے ([illegible] کے لئے دیکھیے ، کیا اس [illegible] الوجودی [illegible]) ڈاکٹر [illegible] اقبال

کے [illegible] دوسرا [illegible] اس کا تصور کا [illegible] ۔ لیکن اس [illegible] سے مگر اقبال کا کوئی تضاد [illegible] نہیں ہوتا ! [illegible] [illegible]

کی تیسری [illegible] کا [illegible] انہوں نے [illegible] کا) دیا ہے ۔ یہاں انہوں نے متوازن نقطۂ نظر کا ثبوت دیا ہے [illegible] اسلام کے معاشرتی نظام

میں ایک ایسی [illegible] توازن [illegible] ہے جہاں فرد کی [illegible] ہوگئی ہے اور [illegible] جماعت کے حقوق کا پورا پورا احترام کیا جاتا ہے [illegible]

[illegible] کے اس [illegible] پر [illegible] ہیں ۔ لیکن وہ تو پہلے تھے اقبال کے فکری تضاد کی شاعری [illegible] ہیں

کہ " [illegible] میں [illegible] ہے ۔ [illegible] اس کا [illegible] ہوتا ہے ۔ ۔ اس [illegible] کے [illegible] معلوم ہو [illegible] "

[illegible] اقبال [illegible] ہے [illegible] جماعت کے [illegible] ہیں [illegible]

کا ذکر [illegible] کہ " [illegible] اقبال کا [illegible] نقطۂ نظر [illegible] ہوتا ہے اور وہ [illegible] ہیں " جہاں

[illegible] ہے اور [illegible] بے [illegible] نقطۂ نظر [illegible]

اور [illegible] اسلام کی [illegible] ہے ۔ ڈاکٹر [illegible] مزید لکھتے ہیں :

> " [illegible] میں اقبال کا [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے جب وہ یہ کہتے ہیں کہ " [illegible] اسلام کو
>
> ایک قسم کی اشتراکیت [illegible] سمجھتا ہوں " ۔ ۔ ۔ [illegible] ہم کہتے ہیں کہ [illegible] طور پر [illegible] اور [illegible] کے علاوہ انہیں مارکسی
>
> اشتراکیت ۔ اور اسلام میں کوئی اور فرق نظر نہیں آتا ۔ ۔ اس کے لئے انہوں نے " اسلامی اشتراکیت " کے [illegible] میں سوچا
>
> ہے ۔ ۔ ۔ اور جب وہ ملوکیت اور اشتراکیت کو توازن میں رکھ کر یہ کہتے ہیں کہ :
>
> [illegible] [illegible] [illegible] روشن [illegible] دل !
>
> [illegible] اسلام [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] اصطلاحات [illegible] ہیں ۔ ۔ [illegible]
>
> [illegible] کوئی [illegible] اور [illegible] اشتراکیت [illegible] کی [illegible] کرے گا [illegible]
>
> پڑے گا ۔ وہ متضاد تصورات میں سوچے گا " ۴۲

[illegible] اسلام [illegible] کیا ۔ [illegible] اسلام کو ایک طرح کا [illegible] کیا ۔ تاہم اسلامی اشتراکیت

کا [illegible] اقبال کا نہیں ہے اور [illegible] اسلام اور اشتراکیت [illegible] ۔ اقبال نے [illegible] اور [illegible] کی مشترک [illegible] ملوکیت [illegible]

کو [illegible] میں رکھا ہے ۔ [illegible] ، [illegible] فریب [illegible] ہیں ۔ حیرت ہے کہ [illegible] کہ اقبال [illegible] اور [illegible]

کے [illegible] ہیں ڈاکٹر [illegible] یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اقبال نے اسلام اور مارکسی اشتراکیت کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے [illegible]

کی [illegible] ہے ۔ [illegible] تضاد فکر کا شکار ہیں ۔ اسلام میں کوئی ایسی کمی نہیں جسے دور کرنے کے لیے اسے اشتراکیت [illegible]

جن پر وہ اپنے عہد کی ساری رکھتا ہے اور کچھ مطالعے مرتبا ہو نہیں وہ شاعر مرماس معاون ہوتے ہیں اور کچھ مطالعے ایسے ہوتے ہیں جن کو مرتبا ہی نہیں کہا جا سکتا اور وہ اس امر نا حسنِ کلام کے طور استعمال ہوتے ہیں۲۴

اقبال مرب اور روح کے جامع ہیں جو دین اور دنیا کے جامع ہیں۔ مگر وہ کل کے جامع ہیں۔ دیو سری بریلوی نے جامع ہیں اور فی شعر جامع ہیں۔ وہ فقر اور سلطانی کو جمع کرتے ہیں لیکن سلطانی اور شہنشاہی کو جمع کرنے کے خلاف ہیں۔ اسلام ایک طرح کی اشتراکیت ہے اور اسلام سرمائے کی قوت کو استحصالی نظام سے خارج نہیں کرتا [illegible] اسلام ہی کے حوالے سے اقبال نے بیان کیے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ اقبال اسلام اور ملوکیت اشتراکیت کو جمع کرتے ہوں یا اسلام کے ساتھ جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کو جمع کرنے کے قائل ہوں۔ مختصر یہ کہ اقبال حق اور باطل کے جامع نہیں ہیں۔ اقبال حق کے متعدد مظاہر کو جمع کرتے ہیں خواہ وہ ایک دوسرے کی ضد ہوں یا بظاہر ضد دکھائی دیتے ہوں

احتشام حسین "اقبال کی رجائیت کا تجزیہ" میں لکھتے ہیں کہ "اگر کسی شاعر کے ذہنی تضاد کو نمایاں کیا جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ شاعر کو شاعر ہی رہنے دو اسے فلسفہ اور منطق کی ترازو پر تولنا کہاں کی دانائی ہے" یہ جملہ شاید یہ ہے اس لیے کہ فلسفہ اور منطق کی ترازو پر تولنے سے اقبال کا تضاد نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر مختلف تضاد کو اس طرح نمایاں کیا ہے

"اقبال نے روحانی کے سمجھنے کے سلسلے میں اس خصوصیت سے بچنے کی بہت کوشش کی جس نے مشرقی ادب پر بڑا گہرا اثر ڈالا تھا اور تصوف کے فلسفہ میں جسم و جان کا فرق [illegible] اس فرق کو انہوں نے "[illegible]" [illegible] فلسفیانہ حیثیت سے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا: تن و جان را دوتا گفتن کلام است / تن و جان را دوتا دیدن حرام است [illegible] کا دوبارہ مرکب کرنے کی طرف ایک بہت اہم قدم تھا لیکن یہی روشنی میں وہ [illegible] اور [illegible] کی دوئی کے چکر میں پھنس جاتے تھے اور یہ تضاد انہیں [illegible] کی حدوں کے آگے بڑھنے سے روکتا تھا"۲۵

احتشام حسین نے فلسفہ و منطق کی آڑ میں اقبال کے [illegible] دوئی کو جمع کرتے ہیں جیسے وہ دین و سیاست کو جمع کرتے ہیں۔ سیاست دین سے جدا ہو کر چنگیزی ہو جاتی ہے اسی طرح [illegible] اقبال نے کہا ہے "گلشنِ راز جدید" کے جس مقام سے [illegible] اشعار اقبال کے [illegible] کی وضاحت کرتے ہیں:

جہاں پوشیدہ در [illegible] است — [illegible] حیات است

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]۲۶

احتشام حسین کی طرح ڈاکٹر مسعود حسین نے بھی اقبال کے فکری تضاد کا عنوان [illegible] سے کیا ہے لیکن اس کا [illegible] اور اسی [illegible] میں کوئی وزن نہیں ہے۔ اپنے مضمون "[illegible] اقبال [illegible]" میں مسعود حسین لکھتے ہیں:

"فکرِ اقبال کے تضاد یا [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اس لیے کہ [illegible] تضاد [illegible] اگر [illegible] اقبال کی [illegible] وحدت کی قائل ہے لیکن [illegible]

کرتے ہیں۔ جیبا کل کا تصور عام طور پر [illegible] سے مسعود [illegible] اور اقبال کی تشخیص کے مطابق یہ تصور اسلام کا [illegible]

ہے۔ اقبال کے خیال میں خدا ماورائی ہے اور جیبا کل بھی۔۳۸

ڈاکٹر مسعود میں [illegible] اقبال [illegible] کے سیم [illegible] ہے۔ [illegible] ماورائی [illegible] جیبا کل [illegible]

یہ [illegible] اقبال کا خیال [illegible] [illegible] کے لئے دیکھیے [illegible]] ڈاکٹر مسعود [illegible] اقبال

کے [illegible] کی [illegible] کا تصور [illegible] [illegible] اقبال کا کوئی [illegible] [illegible] ہوتا [illegible] کہ اقبال

کی [illegible] کا [illegible] [illegible] اسلام کے معاشرتی [illegible]

میں [illegible] جہاں [illegible] ہے اور جہاں جماعت کے حقوق کا [illegible] احترام کیا جاتا ہے۔۴۰

مسعود [illegible] اقبال کے [illegible] [illegible] لکھتے ہیں

کہ "[illegible] ہوتا ہے [illegible]

[illegible] اقبال کے [illegible] جماعت کے [illegible] مسعود [illegible]

کا [illegible] کہ [illegible] اقبال [illegible] [illegible]

[illegible] اور [illegible] سوال یہ [illegible]

اور [illegible] ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں:

"[illegible] اقبال کا [illegible] ہیں کہ [illegible]

ایک قسم کی اشتراکیت [illegible] ۔۔۔ [illegible] کے علاوہ [illegible]

[illegible] اسلام میں کوئی اور [illegible] کے لئے انہوں نے "اسلامی اشتراکیت" کے نام [illegible]

ہے [illegible] اور اشتراکیت [illegible] کہتے ہیں کہ:

[illegible] !

[illegible] اسلام ہوتا ہے کہ [illegible] ہیں ۔۔۔ [illegible]

[illegible] ملکیت اور [illegible] اشتراکیت [illegible]

پڑے گا۔ وہ [illegible] میں [illegible]۴۱

[illegible] کی حمایت اسلام [illegible] اقبال [illegible] اسلام [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اقبال کا [illegible] اسلام اور اشتراکیت [illegible] اقبال [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اشتراکیت [illegible]

[illegible] ۴۲ [illegible] اقبال [illegible]

کے [illegible] اشتراکیت [illegible]

کی [illegible] ہے۔ [illegible] اسلام میں کوئی [illegible] اشتراکیت [illegible]

اور اقبال [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] جس کا [illegible] دوسرے [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] میں لکھا کہ
[illegible] آزادی کا [illegible] اقبال کی [illegible] میں شامل [illegible] اقبال کی [illegible] اور [illegible] پہنچی ہیں۔ [illegible]
سے اقبال کی شاعری میں [illegible] اور [illegible] ہوگئی ہے [illegible] اقبال شکنی میں [illegible]
آتی ہے اور انتہائی پستی کا [illegible] قرار دیا ہے [illegible] میں [illegible] دکھائی [illegible] لکھتے ہیں کہ " اقبال
نے [illegible] کی ترکیب [illegible] اور اشتراکیت [illegible] ہے [illegible] کی حیثیت [illegible]
سے [illegible] انہوں نے اقبال کے ضمن میں [illegible] کا [illegible] ان کی رائے ہے کہ اقبال کے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی تعبیر اور تشریح کی ہے [illegible]
تمام معنی ہیں ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے [illegible] اقبال کا [illegible] قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر [illegible] کے [illegible] کہ اقبال کا [illegible] کی سطح پر [illegible] اس اختلاف کا [illegible] طرح [illegible]
اعتراضات [illegible] پہلے [illegible] اور دوسرے [illegible] کے [illegible] معلوم ہوتا ہے

۵

سلیم احمد لکھتے ہیں کہ " ایک تو اقبال [illegible] دوسرے [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible]
ہر ہے ۔۔۔ اس کی [illegible] آدمی [illegible] سے [illegible] وہ فکری آدمی [illegible] اپنے [illegible]
کو ترجیح کیوں دیتے ہیں ؟ ۔۔۔ [illegible] شاعر [illegible] اس کا [illegible] اور [illegible]
اس کی نفی کیوں کرتے ہیں اور شاعری [illegible] اور فکر [illegible] کو [illegible] ترجیح دیتے ہیں "

سلیم احمد کا یہ [illegible] ہیں [illegible] فکر [illegible] سلیم احمد [illegible]
ہیں۔ اقبال فکر اور [illegible] دونوں کے [illegible] ہیں [illegible] شاعری [illegible] ہے۔ سلیم احمد [illegible] ہیں کہ " اقبال کی شاعری [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہے [illegible] درست ہے کہ اقبال فکر سے [illegible] سلیم احمد [illegible] اقبال
[illegible] کرتے ہیں [illegible] اقبال کی طرف [illegible] اعتراض کا [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] فکر [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہے۔ ڈاکٹر [illegible] نے لکھا ہے کہ [illegible]
کے [illegible] کے [illegible] اور [illegible]
(صفحہ ۲۲۱) ، لیکن [illegible] کے لیے تین صورتیں [illegible] ہیں "

ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ " اقبال [illegible] شاعری میں [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہے ۔۔۔ [illegible] میں [illegible] عشق [illegible]
[illegible] ۔۔۔ اقبال کا [illegible] ہے کہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible] قرار دے کر

اسلام اور مذہب کا عین مطلوب و مقصود قرار دے دیتے ہیں ۔۔۔ شعرو شاعری میں اقبال نے اسلام کے اور عشق و عقل کی ایک معروف، مبرا کر دیا۔ جس مادہ پرستی یا آویزش سے ایک لفظ بے معنی و بیکار ہے سو کچھ مفہوم مشتق نہیں ہوتا۔[50]

اقبال نے وجدانیات میں وجدان کی حمایت کی ہے جس کو انہوں نے انگریزی میں ۔۔ کے اس لفظ (intuition) کے دو ہم معنی لفظ وجود نہیں ہے ۔ اقبال نے لکھا ہے کہ فکر و وجدان ایک دوسرے کے حریف نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں[51] اس لئے ہی عقل و عشق کی شاید وہ حریف نہیں ہیں ۔ اقبال نے قرار دیا ہے[52] عقل منزل دور دری کا سفر ہوتی ہے اور ادراک کا دور کرتی ہے ۔ اس کی مثال عبادہ بن کے بانے مادہ پرستی ہے بھی عقل ہے جو تمام پہلو ہے جبکہ عشق تمام صفاتی ہے عقل ساحری ہے اور عشق کلیم ۔ عقل کا اعتبار دروسیم سے اور عشق کا آزادی و ترک[53] عقل مادہ پرست ہے اور عشق خدا کا رسول اور اس کا کلام ہے یہی دین و ایمان کی علامت ہے علامت اور روحانیت کے لئے ایثار کا اشارہ ہے ۔ اقبال نے یہ نکتہ صرف نظم میں بیان نہیں کیا بلکہ نثر میں بھی اس کی وضاحت کی ہے ۔ اقبال لکھتے ہیں

"کیا میں آج سے سو سال بعد مر جاؤں گا ؟ نہیں ، پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو قوم کے لئے قربان کروں ۔۔ یہ ہے وہ سوال جو کسی قوم کے افراد کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے اور جس کا کوئی منطقی جواب ہمارے پاس نہیں ہے لیکن اس خطرناک مسئلہ کے وقت ہو سکتا ہے ۔ عمل کر سکتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ ایثار نفس انسانوں کے نیچ کا اپنے اوپر مقدم رکھنے کی صلاحیت ہے بلکہ یہ نیکی فروعات ہے یہ دل اور قوم کے لئے ضروری ہے ایک عملی علامت اصول پر مبنی ہے"[54]

اقبال میں عقل کی تنقید کرتے ہیں اور جسے ہم وجدان سمجھتے ہیں وہ یہی ہے یہ عقل ادراک ہے اور کلی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی ۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ، عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی[55]

عشق و عقل کی یہ آویزش میر و غالب کی آویزش ہے ۔ اسے لفو اور بے معنی بیکار قرار دینا ڈاکٹر عشرت کا رقم ہے جس کا دماغ کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ عقل بطور شرکی علامت نثر میں اقبال مردانگی و عقل کی تعریف وضاحت نظم میں بھی کرتے ہیں اسی طرح وہ عشق کی حمایت کرتے ہیں ۔ جہاں ایک شعر "شمع اور شاعر" اور دوسرا "مسجد قرطبہ" سے نقل کیا جاتا ہے :

شوق بے پروا گیا ، فکر فلک پیما گیا

تیری محفل میں نہ دیوانے نہ فرزانے رہے

عقل کی منزل ہے وہ ، عشق کا حاصل ہے وہ

حلقۂ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ

ڈاکٹر میر عشرت نے اقبال کے ان اشعار کو منظوم کتاب میں دو وقت کر کے دیکھا ہے اور تعداد کا اندازہ کر دیا ہے جس سے معنی اور لفو میں الفاظ استعمال کرنے زیادتی کی ہے ۔ وہ خود معترف ہیں کہ شعراء شعر کی اپنی کیفیتوں کا عرق ہوتا ہے[55] اس سے قطع نظر اقبال کی نظم و نثر پر کوئی معاملہ ہے ۔ یوسف خان میر اور آزاد کشمیر کے ہیں اور مرحوم بھی کشمیر میں تمام ہو سکتا ہے ۔ وہ اقبال کے دو دو صورت ہم[56] نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ان اشعار میں اقبال نے دو قسم کی غلطیاں کی ہیں ۔ ایک یہ کہ عشق اور عقل کا دو مسائل ایک ساتھ تعداد میں پیدا کیا ہے جسے انہوں نے خود اپنے انگریزی کے الفاظ میں ۔ دوسرے رموز حقیقت کی آگاہی کو علم عشق کہہ محدود کر دیا ہے[57] یوسف خان کے اعتراضات پر کسی تنقید معترضہ کی ضرورت نہیں ۔

۱

فراق گورکھپوری اپنے مضمون بعنوان "علامہ اقبال سے متعلق چند خوش فہمیاں" میں لکھتے ہیں کہ "روسی اشتراکی نظام ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے جس ہندوستان کی بھی بیشتر پارٹیوں نے اپنا منصوبہ مان لیا ہے۔ اور روس کے ساتھ اقبال بھی کا ایجرا کرتے گئے ہیں۔ اقبال کا وہ نظم جس میں لینن کو خدا کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور امیری اور غریبی دونوں سے بیزاری کا اظہار کیا ہے، اقبال کے سرمایہ داری نظام کا انکار پر کرتی ہیں ۔۵۲ اس سے پہلے ۱۹۶۸ء میں، علامہ اقبال پر مشتمل خیروزاد (بھارت) میں ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے اقبال کے مجموعی تصورات کی وضاحت کے لیے ان نظم اور اس سے وابستہ ایجی دو نظموں کا تجزیہ کرتے ہوئے درج ذیل نتیجہ اخذ کیا تھا۔

"اقبال کی فکر کی منزل ۵۹ سے آگے نہیں بڑھتی۔ وہ اسے کشش قلبی کو ترقی اور ایک نئی تہذیب کا معیار ہے ایک نئی طاقت کے روپ میں پروان دیکھا ہے۔ ان کی فکر و نظر کی، سرمایہ داری کی تصورات اور ان پر بحث کا اپنے آپ کو محدود رکھنے کا نتیجہ ہے"۵۳

فراق اور گوڑ دونوں روسی اشتراکیت کے حامی ہیں۔ دونوں کی نظر اقبال اور اشتراکیت کے حوالے سے مختلف ہیں۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کا کہنا ہے کہ اسلام تک خود کو محدود رکھنے کی وجہ سے اقبال نے اشتراکی انقلاب، نئی اشتراکی تہذیب اور نئی اشتراکی طاقت کا اندازہ نہ کر سکے اور ان کی فکری نارسائی کا سبب یہ ہے کہ وہ اسلام کے دائرے سے باہر نہ نکل سکے۔ فراق گورکھپوری کا یہ تصور ہے کہ اقبال روسی اشتراکی نظام کی حمایت کے گرویدہ ہو گئے تھے اس لیے ان کی تحریرات سرمایہ داری نظام کا انکار ہیں۔ دونوں آرا سے صاف ظاہر ہے کہ محدود اشتراکیوں کے پاس اقبال کے فکری تضاد کو ثابت کرنے کے لیے حقیقی شواہد موجود نہیں ہیں۔ ان دعووں کے جواب میں صرف روسی اشتراکی نظام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جس کی بنیادی حیثیت اقبال نے ۱۹۲۲ء کی ہنگامہ آرائی میں دیکھی اور ہندوستان دونوں میں امریکہ کے نتیجے میں رہے ہیں۔ بارہا اقبال کی فکر میں اس کی ان تمام منزلیں اقبال کی ہے۔

ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کے مضمون کا عنوان ہے "علامہ اقبال اور ان کی فکر کا تجزیہ" اس مضمون کا ذیلی عنوان "اقبال کا اسلام اور فکری حدود" ہے۔ چار موضوعات، عورت، اشتراکیت، وطن اور جمہوریت کے حوالے سے گوڑ نے اقبال کے ان تضادات کو دکھانے کی کوشش کی ہے۔ عورت کے ضمن میں "ضرب کلیم" کی شاعری پر انہوں نے اس طرح کی بحث کی ہے، گوڑ رقم طراز ہیں:

"ضرب کلیم کی ہر تحریک کا ایک لازمی جزو خواتین کی آزادی ہونا چاہیے۔ لیکن اقبال نے اس مسئلے کے متعلق قدامت پسندانہ رویہ اختیار کیا۔ وہ مرد کی برتری کو مانتے اور اس پر یقین رکھتے ہیں کہ مرد ہی کو عورت کے تحفظ کا حق ہے ... یہ تصور عورت، مرد سے الگ کے حقوق اور معاشرے میں اس کے رول کے بارے میں تمام عصری معلومات کی نفی ہے"۵۴

اقبال اسلامی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار ہیں اور اسی حوالے سے کسی کسوٹی پر پرکھا جائے تو علامہ اقبال کا سرمایہ فکر ان کا ترجمان اور مرد مسلمان ہے لیکن اگر علامہ اقبال کو اپنے محدود دائرے سے ہٹا کر مغرب زدہ تناظر اور محدود نشاۃ ثانیہ کے معیاروں سے انہیں پرکھا جائے تو فکر اقبال کا ان عصری تحریکوں اور عصری نظریات سے متصادم اور متضاد و متصادم ہے۔ بلکہ اقبال نے مرد مسلم، اسلامی نشاۃ ثانیہ کا ایک نمایاں پہلو مسلمانوں کو مغربی استعمار سے نجات دلانا اور مغربی راج سے محفوظ کرانا تھا۔ اقبال نے "ضرب کلیم" کا دوسرا نام "اعلان جنگ دور حاضر کے خلاف" رکھا ہے۔

اسی کتاب سے گوئٹے نے عورت سے متعلق ، اشعار نقل کیے ہیں ۔ اگر رد سے عورت کے روابط اور معاشرے میں اس کے رول کا اور [illegible] ، مگر اقبال عصری نظریات کے منافی ہے تو اس سے اقبال کا فکری تضاد [illegible] ثابت ہو جاتا ہے ۔ اس صورت حال کے بارے میں کیا [illegible] کہ یہ [illegible] عصری نظریات درست ہیں تو اقبال غلطی پر ہیں اور اگر اقبال کا نقطۂ نظر درست ہے تو عصری نظریات غلط ہیں ۔

یورپی نشاۃ ثانیہ اور عصری نظریات نے عورت کو سمر [illegible] کے مردوں سے جنسی روابط رکھنے کی آزادی دی ۔ اس سے گھریلو ماؤں کا [illegible] ختم کیا اور [illegible] کی جو نسل پل گئی [illegible] بہن بھائی ، ماں بیٹے اور باپ بیٹی کے جنسی روابط بھی استوار ہوئے ۔ اسلام ان تمام امور سے روکتا ہے اور اقبال بھی ۔ وہ چونکہ اسلامی دائرے سے نکلنا نہیں چاہتے اس لیے عورت کو ایسی آزادی دینے کے خلاف ہیں ۔

ڈاکٹر [illegible] کی دو نے [illegible] میں ۱۹۶۸ء کی سمتوں اقبال سیمینار میں مقالہ [illegible] یہ لکھا کہ اقبال [illegible] کی خاص شان ہے اور قرآن میں عورت اور مرد کا فرق نہیں ہے [illegible] اقبال نے اس پر [illegible] ہے ۔[۴۴] یہ بات ملتا ہے کہ اقبال نے اس عورت کے لیے ایسی [illegible] نہیں کی ۔ اقبال عورت کی حفاظت چاہتے ہیں ۔ وہ پیکے اور سسرال کے مرد [illegible] اسی میں عورت کی توقیر ہے ۔ قرآن نے عورت اور مرد [illegible] اقبال اسی [illegible] ہیں مگر [illegible] ہیں ۔ قرآن کے مطابق مرد عورتوں پر قوام ہیں[۴۵] یہ ایک [illegible] مغربی ممالک کی [illegible] ہیں اور [illegible] جنسی [illegible] (harassment) کا شکار رہتی ہیں قرآن اس لیے عورت کو [illegible] سے منع کرتا ہے [illegible] عجیب ہے کہ اقبال کے ہاں بہت طرح تضاد ہے [illegible] کے لیے ما نتے [illegible] ہیں ۔

جمیل مظہری نے ۱۹۶۸ء میں اقبال سیمینار [illegible] میں "دو اقبال" کے زیر عنوان ایک مضمون [illegible] ہے ۔ ایک اقبال کے دو متضاد اقبال [illegible] ہیں ۔ [illegible] اقبال کا فکری تضاد [illegible] طرح ثابت [illegible] کیا ہے ۔ لکھتے ہیں :

"[illegible] کو خود اس کی ذات میں [illegible] ہے اور [illegible] دوسروں کی [illegible] میں اپنے کو گم کر دینے کا [illegible] ہے ۔ ان دونوں [illegible] میں [illegible] کا نام [illegible] "انفرادیت" اور دوسرے کا "انکار ذات" رکھا ہے اقبال ان دو [illegible] المزاج [illegible] میں کوئی مناسبت پیدا نہ کر سکے اور ہمارے [illegible] کا ایک ایسا طلسم [illegible] کھڑا کر گئے جس سے ہم اپنا سر کو [illegible] ہیں اور یہ سمجھ نہیں پاتے کہ اقبال [illegible] اسرار خودی کا درس دے رہے ہیں یا رموز بیخودی کا سبق پڑھا رہے ہیں ۔"[۴۶]

جمیل مظہری [illegible] کے ساتھ "[illegible]" لکھا جاتا ہے ۔ جمیل مظہری الجھ کر [illegible] رہتے ہیں [illegible] اور [illegible] المزاج [illegible] اقبال کے ہاں [illegible] کے [illegible] ہوتی ہے ۔ جمیل مظہری اپنا سر پیٹتے ہیں اور سمجھ نہیں پاتے کہ اقبال اسرار خودی کا درس دے رہے ہیں یا رموز بیخودی کا سبق پڑھا رہے ہیں ۔ [illegible] اقبال کے عام [illegible] بھی سمجھتے ہیں کہ انہوں [illegible] سبق پڑھائے ہیں ۔ [illegible] دانشوروں کا [illegible] صورت انگیز ہے ۔

۲

[illegible] ، [illegible] ، [illegible] اور مستشرقین نے [illegible] اسلام اور [illegible] کے حوالے سے اقبال کے فکری تضاد کا بھی چرچا کیا ہے ۔ ان معاملات کے حوالے سے اقبال کے ہاں فکری تضاد موجود ہے اور یہ کوئی ثابت کر سکتا ہے [illegible] کی کاوش سے خود ان کے

ذہنی اتفاق طبقہ ادا کر رہا ہو جاتے ہیں۔ فراق گورکھپوری اقبال کی حب الوطنی اور محبت اسلام میں دو طرح تضاد دیکھتے ہیں ان کا کہنا ہے:

"Iqbal's poetry from the very beginning reflected a new mentality and personality which in English is described as 'split personality', i.e a personality which owing to some internal contradictions gets divided into two. Those two parts existed in conflict with and in contradiction to each other. One part was patriotic while the other loved Islam or was communalist."

ڈاکٹر مسعود حسین کا خیال ہے کہ "ترانۂ ہندوستان" [illegible] کا جو حصہ ہے اور جاری ہے اس میں ہم کی [illegible] اقبال کے کلام کا مطالعہ کیجیے وہ ہماری سیاسی منظر [illegible] کا بہترین آئینہ دار ہے۔ اس میں "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" بھی ہے اور [illegible] ہمارا، ہندوستاں ہمارا" کا نعرہ بھی [illegible] سیاسی فکر کا [illegible] اقبال کی ابتدائی دور شاعری تک [illegible] ہیں۔ اس دور میں ہی جب وہ جاری کے [illegible] تھے ۔۔ ان کی دلچسپی [illegible] وطن سے برقرار رہی اس جاری کے [illegible] جو ضرب کلیم کی ایک نظم "[illegible]" میں ملتا ہے۔"[21]

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں کہ "یہی اقبال ہندوستان سے 'سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا' کا سرود [illegible] کا ایک [illegible] گئے ہیں "[illegible] ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا" اقبال کی فکر [illegible] اور [illegible] کے درمیان [illegible] میں [illegible]"[22] [illegible] کیا گیا ہے۔ اقبال کے فکری ارتقاء کی [illegible] ایسے تجزیے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اقبال ۱۹۰۵ء تک محبت وطن ہی تھے اور ہندی قوم پرستی [illegible] کے بعد ہندی قوم پرستی یا وطنی قومیت کا تصور ترک کر کے اسلامی قومیت کا تصور اپنا لیا۔ اس فکری ارتقاء کے بعد اقبال [illegible] ہے۔ اسلام حب وطن کی اجازت دیتا ہے [illegible] ہے [illegible] اقبال حب وطن [illegible] ہے [illegible] ضرب کلیم کی نظم "[illegible]" کا ذکر کیا ہے۔ اس نظم میں [illegible] وطن [illegible] الوطنی [illegible] ہے۔ "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" یا "خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے" قسم کی شاعری جو وطنی قومیت پرستی کا مظہر ہے اقبال کے یہ نقطۂ نظر میں تھی [illegible] ۱۹۰۶ء کے بعد سے اپنی وفات تک اقبال اسلامی قومیت، اسلامی اخوت اور اسلامی اتحاد کے علمبردار رہے۔ اس عمل میں کوئی تضاد [illegible] نہیں تھا۔ [illegible] کا ذہن منقسم تھا [illegible] فراق نے اسلام سے اقبال کی محبت کو فرقہ پرستی کہا ہے [illegible] آئی ہے۔ اقبال کے فکری ارتقاء کو نظرانداز کر کے [illegible] وہ ہندی قومیت کے علمبردار اور اسلامی تصور قومیت کے مخالف ہیں۔

جس طرح حب الوطنی اور اسلام میں کوئی تضاد نہیں [illegible] اسی طرح اسلام اور انسانیت میں بھی کوئی تضاد نہیں ہے ان دونوں [illegible] کیا ہے۔ فراق نے لکھا ہے کہ "اقبال کی ملت [illegible] ملت [illegible] اور اس کے ساتھ ساتھ [illegible] کا عشق [illegible] گیا ہے۔"[23] اس سے پہلے مجنوں گورکھپوری نے لکھا تھا "[illegible] ان کا مسلک [illegible] قسم کی ملیت اور اسلام پرستی ۔۔۔ یہ عناصر باہم متناقض ہیں وہ کسی طرح شیر و شکر نہیں ہو سکتے۔"[24] جمیل مظہری "دو اقبال" کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

"اقبال شاعر ملت یا شاعر انسان، اقبال شاعر اسلام یا شاعر انسانیت، دنیا کے ادبی حلقوں میں یہ سوال ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔ تنقید کی میز پر بھی اقبال کی [illegible] [illegible] ہے۔"[25]

اقبال شاعر ملت بھی ہیں، اور شاعر آفاق بھی [illegible] ہ شاعری کو عالمی تعبیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اقبال شاعر اسلام بھی ہیں اور شاعر انسانیت بھی۔ اسلام اور انسانیت میں کوئی تضاد [illegible] نہیں ہے۔ اقبال کی فکری [illegible] میں وسعت ہے اور اسلام [illegible] آفاقی شاعر و مفکر ہونے کے لیے [illegible] ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے اقبال کا پیام محدود ہے یا آفاقی؟)

اقبال اسلامی [illegible] کے عظیم مفکر ہیں۔ اسلامی تصور قومیت اور تصور پاکستان اقبال کی [illegible] ہیں۔ اقبال کا یہ مقام اسلام اور پاکستان کے مخالفین کی نظر میں کھٹکتا ہے اور وہ [illegible] اقبال کی مرتبہ [illegible] اقبال کو طرح طرح کے اعتراضات کا ہدف بناتے ہیں۔ ان اعتراضات میں اقبال کے فکری تضاد کا الزام بھی شامل ہے۔ [illegible] پاکستانی بھی ہیں جو پاکستان کو اسلام کا [illegible] کے بجائے دینی ریاست کی شکل میں دیکھتے ہیں اور ایسے [illegible] مسلم دانشور بھی ہیں جو اقبال کے تضاد کو اسلامی [illegible] اسلام اور پاکستان دونوں کے [illegible] ہندو اور اشتراکی اور اہل مغرب ہیں۔ ان مجروحوں نے اقبال کے فکری تضاد کو ثابت کرنے کی خاص طور پر کوشش کی ہے۔ گزشتہ اوراق میں [illegible] ان کے اعتراضات کے جائزے سے اقبال پر یہ الزام بے بنیاد ثابت ہوا ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] اور دینی اسلام کی مخالفت [illegible] ہے لیکن ان کے [illegible] روایتی مسلم امت کے لیے [illegible] کا ہر گوشہ [illegible] کیا ہے۔

[illegible] مقالہ اقبال، اسلام اور مسلمانوں پر [illegible] ہوتا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ اقبال نے اسلام کو ایک بحران کے [illegible] ہے یہ ایک عالمی [illegible] ہے جس کا تمام [illegible] سامنا ہے۔ [illegible] دنیا کے [illegible] معاشی [illegible] قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔ [illegible] بجائے اسلام کی حمایت کرتے ہوئے [illegible] مصنف نے اقبال کو اس [illegible] (معاد) [illegible] کار بتایا ہے کہ اقبال کے [illegible]۔ اسلام [illegible] [illegible] ہے، اشتراکی، لبرل [illegible] اور دوسرے تمام اچھے اعمال [illegible] حقیقی مسلمان قرار پاتے ہیں۔ لیکن اقبال اپنے اس تصور [illegible] کو لے بیٹھتے ہیں جو نام نہاد مسلمان ہے۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] ان کے ہاں [illegible] مسلمان تھے۔ اقبال کی [illegible] (اشتراکیوں، عیسائیوں، یہودیوں اور [illegible]) کے [illegible] کے ساتھ ہے۔ ایسے مسلمان جو ہر لحاظ سے بگڑے ہوئے ہیں، متفرقہ بازی اور نفرت پھیلاتے ہیں۔[illegible]

مصنف نے [illegible] کے [illegible] اسلام کو بھی [illegible] دیا ہے [illegible] ان کے [illegible] اشتراکی (سوشلسٹ اور کمیونسٹ)، لبرل [illegible] اور [illegible] اچھے اعمال والے ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] ہیں۔ [illegible] اچھے ہونے کے [illegible] میں مبتلا ہوئے اور علامہ اقبال پر [illegible] فکری تضادات کے الزام [illegible] اشتراکیوں کی [illegible] رکھی ہے۔ [illegible] اور [illegible] بھی ہو سکتا ہے اور [illegible] ۱۹۹۱ء [illegible] لاکھوں [illegible] ہوئے [illegible] اچھے ہی ہم [illegible] کی مدد کی۔ [illegible] ان کے [illegible] سینے سے لگانے کے لیے تیار [illegible] مسجد کی شہادت [illegible] ۱۹۹۲ء کے مسلم کش [illegible] اقبال کے تصور عشق [illegible] لبرل [illegible] اور دوسرے [illegible] اچھے کام کرتے ہیں وہ قابل [illegible] لیکن [illegible] [illegible] کی معافی نہیں دی جا سکتی۔ [illegible] دنیا کی [illegible] ہونے کے [illegible]

روشن نہیں ہیں۔ اس استعماری تہذیب نے دنیا کے مسائل اتنے حل نہیں کیے جتنے نئے مسائل میں مبتلا کر رکھا ہے۔ انفرادی سطح پر [illegible] کی
علاوہ اخلاقی معاشرتی ترقی ہے وہاں ان کی روحانی پستی کے مظاہر بھی عام ہیں۔ الحاد نے سب روحانی کے مستند اہم امور کی روح اجاگر [illegible] کی تعمیر سے عاری
سے مغرب کو محروم ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کے روشن مستقبل کا [illegible] مادہ پرستی سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتی۔

مسلمانوں میں بہت بگاڑ ہے۔ وہ جہالت اور پستی کا شکار ہیں۔ لیکن یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ زوال و نکبت کے تاریک دور سے گزر رہے ہیں اور
ابھی تک سنبھل نہیں پائے۔ توحید و رسالت اور قرآن پر ان کا ایمان ضعیف ہونے کے باوجود موجود و محکم ہے۔ مسلم امت سے اقبال کی پیاری وابستگی کا بھی
سبب ہے۔ مسلم بیداری کے ساتھ ساتھ ان کا اعتماد روز بروز بڑھ رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ غیر مسلم اس سرمایہ سے محروم ہیں۔
اقبال تو مشرق و مغرب کی منفعت کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کے برعکس [illegible] صاحب صرف دنیا اور مادی [illegible] کے [illegible]
کر سکتی ہے۔ اقبال کے اس موقف سے [illegible] کو اختلاف ہو سکتا ہے اور انہوں نے اس اختلاف کا اظہار بار بار کیا ہے تاہم [illegible]
ہوتی تو وہ اس بات کی تحسین کرتا کہ اقبال نے اپنی ملت کے لیے کچھ کیا ہے اسے زوال و نکبت کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ [illegible] آزادی
خود مختاری اور ضمیر فروشی کے راستے پر ڈالا ہے۔ [illegible] قابل اعتراض ہیں۔ کیا اقبال اسی تباہ حال قوم کے لیے کچھ نہ کرتے؟

مسلمان اپنی خواری و ذلت کے خود ذمہ دار ہیں تاہم ان کی غلامی و تباہ حالی میں استعماری قوتوں کا ہاتھ رہا ہے۔ اب بھی [illegible]
سابق اشتراکی، عیسائی بشمول [illegible] مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لیے سرگرم ہیں۔ [illegible] کی بہت ترغیب کی ہے [illegible]
ماحصل اخلاق و مروت کا [illegible] ہے۔ مسلمان اب بھی [illegible] ان سے بہتر ہیں اور صحیح اسلامی تعلیم و تربیت سے دنیا کے بہترین انسان بن
سکتے ہیں۔ ترقی یافتہ دنیا نے مادی ترقی [illegible] پیدا کر دی ہے لیکن روحانی تنزل کے باعث انہوں نے ایک طرف [illegible] اقوام [illegible]
ہوس کا نشانہ بنایا ہے اور دوسری طرف اپنے معاشروں کو گھناؤنے اخلاقی جرائم سے دوچار کر دیا ہے

سنگھ کا یہ دعویٰ مغالطہ آمیز ہے کہ اقبال روایتی اسلام کو رد کرتے ہیں۔ اقبال [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] وجودی روحانی
تصوف کو رد کرتے ہیں۔ ملوکیت کی ہر شکل اور [illegible] آثار [illegible] ہیں۔ [illegible] کے [illegible] توڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن قرآن کی کسی آیت
کے منکر نہیں ہیں۔ اسوۂ رسولؐ کے ہر پہلو کو مانتے ہیں اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے کسی سے انحراف نہیں کرتے [illegible] اور
صدق و اخلاص پر عدل و مساوات کے حامل معاشرے کا احیا چاہتے ہیں جو اللہ کے رسولؐ نے قائم کیا تھا۔

رالف رسل نے اپنے مقالے "اقبال اور اس کا پیغام" کی [illegible] بڑی [illegible] ہے کہ "اقبال ہی اقبال سے آگاہ نہیں ہے" اور "خود آگہی کی [illegible]
ہی غالباً ان ابہامات اور [illegible] کی [illegible] ہے جس نے [illegible] کہا ہے" رسل نے اقبال کا ۱۹۰۲ء کا مصرع [illegible] کیا ہے جب اقبال واقعی خود آگاہ
نہیں تھے۔ خود آگہی کی منزل تک وہ کئی برسوں کے بعد پہنچے۔ ماسٹر نے لکھا ہے "کم از کم یہ بات تو ہے کہ اقبال کے ہاں ابہام اور [illegible] نہیں ملتی"[۴۸]
درحقیقت خود آگہی اقبال کا نمایاں وصف اور جوہر تھا، اسی لیے انہوں نے کہا:

[illegible]

جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے![۴۹]

حوالے اور حواشی

۱. اقبال اور ہم، صفحات ۷۶، ۷۷

۲. اقبال کا ذہنی و فنی ارتقاء، صفحہ ۱۳۸

۳. [illegible] اقبال، صفحات ۱۹۱، ۱۹۲

۴. یوسف ثانی نے [illegible] اقبال (Deconstruction of Reconstruction of Iqbal) [illegible] کا کام [illegible] اقبال کی فکر [illegible] ہیں وغیرہ۔ یوسف ثانی نے بھی اقبال [illegible] صفحات ۵۷، ۵۸ پر لکھا ہے:

"یہ اقبال کے تصور خودی کی تعبیر کے [illegible] مغربی [illegible] ہیں [illegible] (Originality) [illegible] اقبال کی [illegible] کے متعلق کیا کہتے ہیں"

ہم [illegible] اقبال [illegible] اور قرآن [illegible] اور [illegible] اقبال کے [illegible] ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] ہے [illegible]

"[illegible] اقبال کا یہ دعویٰ [illegible] نہیں کہ [illegible] (above all an original thinker) ہے۔ [illegible] اور [illegible] تصورات کی [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] ایک شخص [illegible] اور وہ قرآن [illegible] ... شاعر اقبال [illegible] قرآن [illegible] کا اسلام [illegible] قرآن [illegible] کا اثبات کیا ہے ... اقبال کا [illegible] ہے ... اسلام اور [illegible] اقبال [illegible] ہے [illegible]"

(Introduction to the Thought of Iqbal، صفحہ ۲۷، ۲۸)

۵. ڈاکٹر [illegible] نے جبر و اختیار پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مثالی توجیہ [illegible] بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"جبر و اختیار کا مسئلہ [illegible] اہلِ دین کو مصروف رکھتا رہا ہے۔ قرآن حکیم نے [illegible] دونوں پہلوؤں جبر اور اختیار کی طرف اشارات کیے ہیں۔ [illegible] اقبال کے ملنے والوں میں سے تھے، لکھتے ہیں کہ ایک بار میں نے کہا [illegible] ہر سال [illegible] کے دنوں میں حدیث شریف کی روایتوں [illegible] کہ جب [illegible] کا مطلب ہے [illegible] جو چاہے کرے [illegible] یہ کہ [illegible] کچھ [illegible] کے ہاتھ میں ہے ... فرمانے لگے [illegible] ان کا مطالعہ کرنے کے [illegible] کہا تھا کہ [illegible] کے مطابق ہے" میں نے کہا ڈاکٹر صاحب [illegible] کے مطابق ہوتے ہیں [illegible] کہنے لگے "کیا مراد [illegible] بعض اوقات [illegible] اور بعض میں بالکل [illegible] ہیں؟" (افکارِ اقبال، صفحہ ۲۹)

۶. [illegible] اقبال کے [illegible]، صفحہ ۲۲۵ — اصل متن کے لیے دیکھیے، The Sword and the Sceptre — صفحہ ۲۸۲

۷. اقبال [illegible] صفحہ ۱۶۸

۸. دیکھیے، The Sword and the Sceptre، صفحہ ۲۸۸

۹. Discourses of Iqbal — صفحہ ۱۸۹

۱۰. Modern Islam in India — لندن ایڈیشن، صفحہ ۱۰۰

۱۱. Islam in Modern History — صفحہ ۹۹ (پادری)

۱۲. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، صفحہ ۵۵۲

۱۳. [illegible] (The Ancient Pilgrim) [illegible]

It admits of various interpretations and offers something to every body

۱۴. [illegible]

"[illegible]"

([illegible] ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲۶)

۱۵. فکرِ اقبال، صفحہ ۲۲۳

۱۶. ... کلامِ اقبال میں [illegible] استعمال کی ہے [illegible] میں ایک [illegible] اقبال [illegible] دوسرے [illegible] کہا ہے کہ [illegible] اقبال [illegible] یہ بات [illegible] کے تمام [illegible] دکھائی نہیں دیتے۔ اس ضمن میں [illegible]

ہے کہ یہ نظم ۱۹۰۳ء کی ہے اور اقبال ابھی مکمل [illegible] نہیں ہوئے تھے لہٰذا فکری تضاد کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ نظم کے آخر
میں اقبال نے کہا ہے: "اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے"۔ اس کے باوجود اقبال نے مجموعۂ اضداد سے [illegible] نہیں ہے کو
اقبال کی خود آگہی کی [illegible] قرار دیا ہے۔ [illegible] یہ ہے کہ ایک مصرعے [illegible] اور اس سے متصل [illegible] سمجھتے ہیں کہ:

لیکن یہ سنا اپنے مریدوں سے ہے میں نے ‏ ‏ بے داغ ہے مانند سحر اس کی جوانی

اقبال شناس نے "مجموعۂ اضداد" کا اطلاق [illegible] کیا ہے لیکن "بے داغ ہے مانند سحر اس کی جوانی" کو [illegible]
میں اقبال کی جوانی کو [illegible] بنانے کی کوشش بھی کی ہے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ [illegible] صاحب نے اقبال پر [illegible] اضداد کا الزام [illegible] شعر لکھا ہے:

مجموعۂ اضداد ہے اقبال نہیں ہے ‏ ‏ دل دفتر حکمت ہے طبیعت خفقانی

شاعروں کی طبیعت میں روایتی طور پر وحشت ہوتی ہے۔ اس وحشت کے ساتھ [illegible] دفتر حکمت بھی ہو تو [illegible] ہے۔ [illegible] میں
فکری تضاد کہاں ہے؟

دوسری مرتبہ "مجموعۂ اضداد" کی ترکیب [illegible] نظم "عاشق ہرجائی" میں استعمال ہوئی ہے۔ نظم کا پہلا شعر ہے

ہے عجب مجموعۂ اضداد اے اقبال تو ‏ ‏ رونق ہنگامۂ محفل بھی ہے، تنہا بھی ہے

اقبال کس قسم کا مجموعۂ اضداد ہے [illegible] ہرجائی ہے۔ اقبال کی شخصیت [illegible] کی جامع تھی مگر
عقل و عشق، ذکر و فکر، دل و جان، [illegible] اور شرق و غرب کی جامع بھی تھی۔

۱۸۔ اقبال نامہ، مرتبہ [illegible]، صفحہ ۳۲

۱۹۔ دیکھیے، [illegible] اقبال کا [illegible]، [illegible]، صفحہ ۹۹

۲۰۔ Studies in Iqbal's Thought and Art، مرتبہ [illegible]، صفحہ ۳۲

۲۱۔۲۲ Modern Trends in Islam، صفحات ۱۰۳، ۱۰۲

۲۳۔ یکم اپریل ۱۹۴۶ء کے شمارے میں [illegible] کا مضمون [illegible] "اقبال کا فکروفن" میں شامل ہے۔ [illegible] کا مضمون [illegible]
[illegible] کے شماروں میں "اقبال کی [illegible]" [illegible] چھپا ــــ [illegible] کے جواب میں [illegible] کا مضمون [illegible] اقبال
کے [illegible] دو قسطوں میں یکم اگست اور [illegible] ۱۹۴۶ء کی اشاعتوں میں شامل ہے [illegible] کا دوسرا مضمون ۱۵ اور [illegible]
۱۹۴۶ء کے شماروں میں شائع ہوا [illegible] نے [illegible] سے استفادہ کیا۔

۲۴ تا ۲۶۔ نقد اقبال، صفحات [بالترتیب] ۲۷، ۲۳، ۲۳

۲۷۔ اقبال کا فکروفن، صفحہ ۱۹۱

۲۸۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے، حرف اقبال، صفحات ۱۱۱ ـ ۱۱۷

۲۹، ۳۰۔ "فکر اقبال کی [illegible]" [illegible] ۱۹۴۶ء، صفحات ۱۸، ۲۹

۳۱. اقبال — مسلم فکر کا ارتقا، [illegible]، صفحہ ۱۹

۳۲. اقبال کا فکر و فن، صفحہ ۱۹۹

۳۳. "آج کل" — مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۶ء، صفحہ ۳۹

۳۴. نقد اقبال، صفحات ۲۲ ۲۳، [illegible] اقبال کی رائے [illegible] کا ذکر ہے۔ [معراج اقبال، صفحہ ۲۰ ۲۱]

۳۵. تنقید، عبدالمغنی، صفحات ۱۴۹، ۱۵۰

۳۶. بال جبریل کے حسب ذیل اشعار اس باب میں قابل ذکر ہیں:

وحشت کہ [illegible] جان پاک [illegible]
[illegible] (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۲۲)

من کی دنیا! من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا! تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن (" ، صفحہ ۳۲۳)

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟ (" ، صفحہ ۳۲۵)

۳۷. [illegible] اقبال [illegible] کلیات اقبال [illegible]، صفحہ ۱۱۰۲

[illegible]

[illegible] (اقبال [illegible]، صفحہ ۵۱۱)

۳۸. "آج کل" — دہلی، ستمبر ۱۹۵۱ء، صفحہ ۱۷

۳۹. [illegible]

اگر مقصودِ کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟

۴۰. "آج کل" — ستمبر ۱۹۵۱ء، صفحہ ۱۵

۴۱۔ ممکن ہے ڈاکٹر مسعود حسین کی مرتبہ [illegible] علی گڑھ (۱۹۱۱ء) [illegible] اس میں اقبال نے لکھا ہے کہ [illegible] کی حالت [illegible]

اس کا تعلق ہے سرود [illegible] اور آتی [illegible] کے [illegible] کا [illegible] اس کے [illegible]

[illegible] کے ایام رمضانی کی سرود [illegible] ہے" (دیکھیے [illegible] اقبال ۱۲۳، ۱۸۰، ۱۸۱)

شیخ اور شاعر [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] مشتمل ہے [illegible]

اقبال کی نظم و نثر میں ان [illegible] کی گونج مسلسل سنائی دیتی ہے۔

۴۲۔ "آج کل" ستمبر ۱۹۵۴ء، [illegible]

۴۳۔ دیکھیے، بال جبریل کی نظم "اشتراک و ملوکیت"

۴۴۔ ترقی پسند ادب، [illegible]

۴۵۔ "اقبال شناسی" میں [illegible] شاعر مشرق کی [illegible] اقبال کی [illegible]

[illegible] کی [illegible] اقبال کے [illegible] ہم عصروں [illegible] ہیں" (۱۰۹۳)

۴۶۔ اقبال شناسی، صفحہ ۱۴۳ ——— ۴۷۔ دیکھیے: "اقبال [illegible]" صفحہ ۱۲

۴۸–۴۹۔ اقبال ایک شاعر، صفحات ۱۰، ۱۴۴

۴۹۔ اقبال اور قرآن، صفحہ ۱۰۳۳

۵۰۔ اقبال اور اسلام میں [illegible] اقبال" (دہلی) ۱۹۸۸ء، صفحات ۵۲، ۵۵۳

۵۱۔ اصل متن کے لیے دیکھیے، انگریزی [illegible] صفحہ ۲

۵۲۔ اقبال کہتے ہیں [illegible] اقبال ماری [illegible] ۲۰۰) [illegible] عشق [illegible] (ایضاً، ۱۳، ۹۵۳)

۵۳۔ بال جبریل کی ایک غزل میں اقبال کہتے ہیں:

[illegible] قوم [illegible]

[illegible] (کلیات اقبال اردو، [illegible] ۳۵۲، ۳۵۳)

۵۴۔ مقالات اقبال، صفحات [illegible] ۸۰

۵۵۔ [illegible] لکھتے ہیں "اقبال کے [illegible] کا اظہار شاعری کا خاصہ ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] اور تفکر کا [illegible] ہے" (اقبال [illegible] ۱۹۸۸ء، ۵۵)

۵۶۔ مزید اشعار حسب ذیل ہیں:

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۲۹)

خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ!
سکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رندانہ!

۵۷. تجدید تشکیل الٰہیات اسلامی، صفحہ ۹۰

۵۸. "افکار" کراچی، نومبر ۱۹۶۸ء، صفحہ ۲۱

۵۹. یعنی وطن میں ان انسانوں میں مرنے کا جذبہ اور حوصلہ پیدا کرتے ہے۔

۶۰. فکر اقبال — مقالات حیدرآباد سیمینار، صفحہ ۱۵۳

۶۱. دیکھیے، کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، صفحہ ۱۸۸

۶۲. فکر اقبال — مقالات حیدرآباد سیمینار، صفحات ۱۵۱–۱۵۲

۶۳. اقبال اور مغرب، مرتبہ آل احمد سرور، صفحہ ۱۹۰

۶۴.

۶۵. مطالعہ اقبال، اقبال سیمینار منعقدہ لکھنؤ، ۱۲۴

۶۶. — ، Thus Spake Firaq — صفحہ ۶۲

۶۷. "آج کل" دہلی، ستمبر ۱۹۵۴ء، صفحات ۱۶–۱۸

۶۸. فکر اقبال، مقالات — حیدرآباد سیمینار، صفحہ ۱۵۴

۶۹. وطن پرستی (Patriotism) اور عصبیت الوطنی (Nationalism) میں فرق ہے۔ فراق نے لکھا ہے: "اقبال کا لفظ وطن قوم پرستی کے معنوں میں استعمال کیا ہے اور یہ جذبہ انسان کے لیے ہی لازمی ہے (دیکھیے Stray Reflections، ص ۴۱) فراق نے کہا ہے کہ محبت وطن اقبال (یعنی ہندوستانی قوم پرست — اقبال) کا کلی طور پر خاتمہ ہو گیا تھا اور پھر اقبال ہی میں مر گیا تھا۔ (فراق نے کہا، ص ۷۲) جب ہم یہاں تک ہم پرست اقبال، فراق کے الفاظ میں محبت وطن اقبال (۱۹۰۶ء تک) ہی میں مر گیا تھا اور صرف کا اقبال صرف محبت اسلام بنا تو سمجھ میں آتا ہے۔ مگر کیا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ فراق کے اس بیان میں تضاد نمایاں ہے۔

۷۰. افکار — کراچی، نومبر ۱۹۶۸ء، صفحہ ۲۰

۷۱. تفصیل اور جائزہ کے لیے: "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" — صفحات ۲۵۸ تا ۲۶۰

۷۲. مطالعہ اقبال، مقالات اقبال سیمینار، منعقدہ لکھنؤ، صفحہ ۱۲۲

۷۳. تفصیل کے لیے دیکھیے، ایوب اے مرزا "نقش فرنگ" کے عنوان "ردعمل" کا دلی سوال "پاکستان میں وطنی قومیت"۔

۷۴. شمس الرحمن فاروقی، اقبال سیمینار سری نگر منعقدہ ۱۹۰۸ء کے دوران کہا کہ "اقبال کے یہاں تضاد جو ہے اور شاعر ہمیشہ رہتا ہے..."

Islamic Philology کا ہے۔ ایک طرف [illegible] اور دوسری طرف [illegible] تہیں توشی [illegible] کی طرف

تو اقبال کے سامنے اسلامی معاشرہ ہے اور دوسری طرف [illegible] ۔ [illegible] (اقبال اور مغرب، صفحہ ۲۲۳)

[illegible] میں مغربی تہذیب پیدا کیا گیا ہے [illegible] اسلام اور اقبال [illegible] کی ترجمانی [illegible] ۔ [illegible] اسلام اور اقبال کے [illegible]

[illegible] کی حالت میں [illegible] سوال [illegible] ۔ مسلمان [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] ہے [illegible] سکتا ہے ۔ [illegible] الله نے [illegible] ہے ۔ [illegible] ہو رہا ہے [illegible]

[illegible] مغربی امپیریل ازم [illegible] ہے۔ مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ وہ فقر اور سلطانی کا جامع ہے:

آہ وہ مردان حق وہ عربی شہسوار حامل خلق عظیم، صاحب صدق و یقیں

جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمز غریب سلطنت اہل دل فقر ہے، شاہی نہیں! (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۱۰)

مسلماں فقر و سلطانی بہم کرد ضمیرش باقی و فانی بہم کرد

ولیکن الامان از عصر حاضر کہ سلطانی بہ شیطانی بہم کرد

۷۵۔ Modern Islam in India، لاہور ایڈیشن، ۱۹۴۳، صفحات ۱۲۵، ۱۲۶

۷۶۔ اشتراکی، جمہوری، [illegible] اور [illegible] کو [illegible] ہے کہ اقبال [illegible] ہے اور اس میں تضاد

ہے۔ اقبال کے ان تضاد کے [illegible] کیے گئے ہیں [illegible] ۔ [illegible] اقبال [illegible]

اقبال دشمن اقبال [illegible] ہے (Mohammad Iqbal. A Study in Paradox) [illegible]

[illegible] (The Sword and the Sceptre) میں شامل ہے [illegible] اقبال کے [illegible]

[illegible] ہر مصرعے [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] کہ اس میں [illegible]

[illegible] اقبال کی [illegible] اقبال کے لیے ایک کلید کی حیثیت رکھتا ہے [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] ہے۔

[illegible] یہ توقع کرتا ہے کہ اس مضمون میں اقبال [illegible] ۔ اقبال [illegible]

ایک [illegible] ، تصور پاکستان، کے [illegible] اقبال کی مقبولیت میں [illegible] کمی واقع ہوئی

اسی کتاب (The Ardent Pilgrim) میں اقبال [illegible] نے تصور قومیت اور جمہوریت کے حوالے سے تضاد اقبال کا ذکر کیا ہے۔ تصور قومیت

کا تعلق اقبال کے [illegible] ہے۔ جمہوریت کے [illegible] اقبال کے [illegible] اقبال [illegible] جمہوریت کے [illegible] اور اسلامی جمہوریت

کے حامی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، پانچواں باب)

۷۷۔ Islam in Modern History، صفحہ ۹۵ — [illegible] کے [illegible] ۔

۷۸۔ اقبال [illegible] عالم، صفحہ ۱۴۹

۷۹۔ کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۹۴۳

۳ فکرِ اقبال: محدود یا آفاقی؟

[illegible]

"اقبال [illegible] (nnnnuunalism) [illegible] کا
[illegible]"

[illegible]

۲

ڈاکٹر سچدانند سنہا نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ اقبال اسلام کا پروپیگنڈا کرتے ہیں اور مسلمان کی حیثیت سے مسلمانوں کے لیے لکھتے ہیں، اس لیے ان کی شاعری میں آفاقیت نہیں ہے اور دنیا کے لافانی شعرا میں ان کا کوئی مقام نہیں [illegible] اسلام کے بارے میں لکھے ہیں [illegible]

[illegible]

مولانا محمد رکن الدین ... اقبال کی روحانیت تسلیم کی اور اس کا سرچشمہ ہندو فلسفے کو قرار دیا۔ لکھتے ہیں

"ہندو فلسفے کی روحانیت اور ماورائیت ... ایک طرف تو اقبال کے اندر ہندوستان ہونے کی وجہ سے ایک روحانی کیفیت پیدا کر دی ... ہندوؤں کی روحانیت کے ساتھ اسلامی عظمت پرستی کو ایک ساتھ جوڑ دیا ... کے

ہوئے ... اسلام کی وحدت کی سواری ... " ۱۰

اسلام اور اقبال دونوں پر ... لکھتے ہیں: "اقبال ... سوال ... اسلام ...

بھیڑ دنیا کو شمالی، مشرقی اور ... ہم کہاں ... " ۱۱ اس قسم کی آراء ... ہندو ... ظاہر کر ... اقبال ...

پروفیسر محمد ... لکھتے ہیں کہ "اسلامی طور پر ... جمہوری اور سماجی ... اور ... کی ... اور

لحاظ سے ... اقبال ... اسلام کی ... قرآن ہی ... ۱۳ ...

دور کے ذہنی، سیاسی اور اقتصادی ... اور ... کا کوئی ... موجود نہیں ہے ... کی ...

زندگی کی ترکیب و ترتیب ... اور ... نہیں آئی تھی" ۱۲ اقبال کے اسلامی تصور ...

کے ڈاکٹر ... اقبال ... اسلامی فکر کی راہ ایک دم ترک کر دی اور ہم ...

... اسلام ... ۱۳"

... اور ان کی ...

۲۰ جنس ... کے ... کے ... کے ...

حرف ... اقبال ... کلام کی ... کر دی" ۱۴

۳

ہمارا اشتراکی دانشور ... نے اقبال کے آفاقی ہونے کا ... ہے۔ پہلی ... کہ اقبال ...

... پرستش ... اور ... کہ اقبال اسلام کے علمبردار ... لکھتے ہیں

"ہر وہ فکر جو ... سے ... اور ... کی ... کو ... سے ...

کر سکتا ہے ... اشتراکی نظام ... اقبال نے کارل مارکس کو ... اور ...

... میں ... کی سرمایہ دارانہ ... اشتراکی نظام ...

[illegible] ... کوئی بھی شاعر ... کی ... اور ... کا ...

... سیکڑوں ... کی ... اور ... آفاقی شاعر نہیں ہو سکتا" ۱۵

... کی ... میں ... ہے ... کی ... جرمنی ...

اقبال ... جرمنی اور ... کے ... میں ... کے ...

کا فرق ... کے منافی ہے" ۱۶

اشتراکی معاشرے کی کارفرمائی سے عام پیرا ہو کر خواص اور عوام (بورژوا اور پرولتاری) میں فکر اور شعر کی ترقی [illegible] لکھتے ہیں:

"اس حیثیت سے اقبال کی آفاقیت مسلّم کہ ان کا پیغام عالمگیر اور ساری انسانیت کے لیے ہے اور ان کا نقطۂ نظر وسیع ہے لیکن اس دقیق [illegible] کو مانے بغیر بھی چارہ نہیں کہ فکر و حقیقت کا عامہ [illegible] ارادہ ہے کہ اسے اچھی طرح سمجھنے کے لیے بڑی فکر و کاوش اور وسیع مطالعہ کی بھی ضرورت ہے اور یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے اقبال کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے ... اقبال کا سارا کلام پڑھنے کے بعد ... میری ساری بات تو ایک عالی کی [illegible] ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو پہچانے اور اس [illegible] اور اس کے رسولؐ سے عشق رکھے [illegible] کی حرکی روح کو سمجھے اور اس پر عمل کرے تو وہ حقیقت میں خدا کا جانشین بن سکتا ہے ... اقبال کی آفاقیت کی [illegible] کوئی [illegible] بھی [illegible] جہاں [illegible] کے حالات میں۔ اقبال کے کلام کا [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] اکثر پائی جاتی ہے کیونکہ ان کے کلام میں شعریت ہے۔ وہی عام فہم بھی ہے اور اسی میں عالمگیر اپیل بھی ہے۔"[18]

[illegible] ہماری رقم طراز ہیں کہ "میرے خیال سے اقبال [illegible] کوشش کرکے ایک درباری [illegible] ایک آفاقی شاعر کے لیے پیدا کیا تھا، وہ اسلامی شاعری پر [illegible] ... اپنے آپ کو محدود کر لیا ہے اور [illegible] ہیں"[19]

۴

بقول ماسٹر اقبال [illegible] کہا ہے کہ اقبال کے مطابق اسلام عالمی عالمی بھائی چارے کی بات کرتا ہے [illegible] خیال میں [illegible] اسلام کا [illegible] ... اقبال کی اسلام سے وابستگی پر اعتراض ہے [illegible] اقبال کی فکر محدود ہے ... چار دیواری [illegible] کے الفاظ میں اقبال اسلامی شاعری پر اترآئے ... علامہ اقبال کا اسلام پر پختہ یقین تھا اور وہ اسلام ہی کو دنیا کے انسانیت کی فلاح کا ضامن تصور کرتے تھے۔ ان کی منظومہ شاعری اسلام کی بہترین ترجمان ہے اور اسلام کی طرف سے دنیا کو انسانیت کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ اس معاملہ پر غور طلب [illegible] یہ ہے کہ جب اقبال کی فکر [illegible] ... معترضین و مخالفین اقبال [illegible] اسلام سے باہر تلاش کرتے ہیں ... اقبال کو اسلام کا ترجمان ... کی اساس کیا گیا ہے[20] ایک طرف مستشرقین [illegible] اقبال کو اسلام اور امتِ مسلمہ کے محدود دائرے [illegible] بنانے ہیں اور دوسری طرف فکرِ اقبال کے مستعار ہونے کا [illegible] بھی کرتے ہیں اور ان کی فکر میں مغربی فکر [illegible] کو اور [illegible] میں تلاش کرتے ہیں۔ یہ رویہ [illegible] ...

علامہ اقبال کے ایک مطالعہ [illegible] اقبال کے تمام افکار کو بہ پا اعتراض [illegible] لکھا ہے کہ "اقبال کے ساتھ [illegible] نا انصافیاں روا رکھی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہیں 'شاعرِ اسلام' سا کر ان کی آفاقیت کو محدود کر دیا گیا" [illegible] نے [illegible] کی تاریخ میں [illegible] کی تحریری دستاویز کی ہے[21] مگر حقیقت یہ ہے کہ اقبال کو صرف 'شاعرِ اسلام' [illegible] اقبال نے کہا ہے [illegible] ان کی حیثیت کو محدود اور آفاقیت کے منافی دکھایا جائے۔ اسلام اور اقبال انسانی عالمی بھائی چارے کی تلقین کرتے ہیں اور اقبال کا اسلامی [illegible]

انسانیت کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ اقبال ... سے ترقی ... راست اسلام سے ہی مطالبہ کیا ہے۔ سیکولر ... میں اقبال پر مشترکہ ہے جو اقبال کو محض اسلامی شاعر کہہ کر محدود کرنا چاہتے ہیں۔ عتیق صدیقی کا اقبال کردہ نتیجہ اور سیکولر کا ... درج ذیل ہے۔

"اقبال کے ساتھ وہ لوگ [illegible] انصاف کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ محض اسلامی شاعر تھا۔ یہ کہنا اس کے دائرۂ اثر کو محدود کرنا ہے۔ یہ درست ہے کہ اس نے اسلامی فلسفہ، اسلامی سیاست اور اسلامی تہذیب پر بہت کچھ لکھا ہے، لیکن کسی نے آج تک ملٹن کی نسبت یہ کہہ کر کہ وہ مذہبی شاعر تھا، یا کالی داس کی نسبت یہ کہہ کر کہ وہ ہندو مذہب کا شاعر تھا، ان کے اثر کو محدود کیا، کسی مذہب کے آدمیوں نے ان کی تحسین کی کی۔ ۲۲۵"

اس ضمن میں ڈاکٹر [illegible] الدین ہاشمی نے پروفیسر [illegible] کے [illegible] کہا ہے کہ "اقبال کو شاعر اسلام کہنا [illegible] ان کی فرقہ پرستی یا محدود [illegible] کے [illegible] شاعر اسلام [illegible] وہ شاعر ہندوستان بھی ہیں، شاعر مشرق بھی اور شاعر انسانیت بھی۔ ۲۲۶" قابل توجہ نکتہ یہ بھی ہے کہ [illegible] اقبال کا فلسفہ خواہ مذہبی ہے، اس لیے غیر انسانیت پسندانہ ہے [illegible] کا خیال تھا کہ اشتراکیت [illegible] انسانی معاشرے کو وجود میں لا رہی ہے [illegible] نے یہ لکھا کہ [illegible] سچے دل سے پوری [illegible] کے لیے [illegible] اشتراکی نظام کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ [illegible] ہر ایک سیکولر [illegible] کو افراد و طبقات انسان دوستی کے فروغ کا باعث ہیں [illegible] میں ناکام رہے۔ [illegible] نے لکھا کہ [illegible] اقبال میں [illegible]۔ ڈاکٹر [illegible] کی راہ انسانی [illegible] کی راہ ہی سے اقبال نے ترک کر دیا [illegible] اشتراکیت اور سیکولر [illegible] غیر مذہبی [illegible] ضرورت ہیں اور [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ [illegible] مسلمانوں کے لیے بھی اور غیر متعصب [illegible] ہندوؤں اور [illegible] کے لیے بھی۔ سلیم اختر نے لکھا ہے کہ کیا [illegible] انسانیت کا راستہ [illegible] ۲۲۵ [illegible] ضرورت ہے کہ اقبال کی بصیرت [illegible] اور وہ عالمی [illegible] تعلیم تھی۔ البتہ [illegible] اسلام کی [illegible] اشتراکیت [illegible] معاشرہ وجود میں لا سکتی ہے۔ یہ خیال [illegible] ہو چکا ہے۔

۵

ڈکس نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ اقبال کا فلسفہ [illegible] حقیقت [illegible] عالمگیر ہے۔ یہ موقف [illegible] اقبال کے لیے [illegible] ہے۔ ڈکس کی یہ رائے ہے کہ علامہ اقبال اخلاق کے [illegible] اقبال کی [illegible] کا باعث ہیں اور اقبال نے [illegible] سے اظہار خیال کیا۔ اقبال کے بیان کردہ [illegible] نکات حسب ذیل ہیں:

(۱) انسانیت کا نصب العین [illegible] ہمیشہ عالمگیر ہوتا ہے [illegible] نصب العین [illegible] مسعود [illegible] کے [illegible] اور شاعر [illegible] ہوئے [illegible] ایک ایسی سوسائٹی سے [illegible] میں [illegible]

(۲) انسانیت کے [illegible] راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ [illegible] کا عقیدہ ہے۔ اسلام اس کا [illegible] ہیں دیکھا [illegible] نسلی اور ملی قومیت کا تصور [illegible]

میں بھی قوم جا رہا ہے۔ اس لیے میں ایک مسلمان کی حیثیت سے اور بنی نوع انسان کے ہمدرد کی حیثیت سے [illegible] کو یاد دلا رہا ہوں
کہ ان کا حقیقی فرض سارے بنی آدم کی نشوونما رہتا ہے۔

(۳) اسلام سے مجھے بے حد محبت ہے لیکن اس محبت کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مقصد [illegible] نے مسلم معاشرے کو صاحب اول بنایا ہے۔ میرا
مقصود دنیا کی کوئی سوسائٹی پورا نہیں کرتی۔ اس کے لیے صرف اسلام ہی موزوں ہے۔

(۴) اسلام کی روح ایسی محدود بھی نہیں ہے جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے۔ دنیائے انسانیت کے اتحاد کے لیے قرآن جو [illegible] کو
علم بلند کرتا ہے اور کہتا ہے: "آؤ جو کچھ ہم سب کے درمیان مشترک ہے اس کی بنیاد پر متحد ہو جائیں۔"[۲۵]

رسول کا یہ خیال درست ہے کہ اقبال پوری نسل آدم کو خلافت [illegible] نہیں کرتے۔ خلافت کا مفہوم [illegible] اور
عام بھی پوری نسل انسانی تک وسیع بھی ہے۔ اقبال نے "خلافت آدم" کا اثبات و اعلان کیا ہے اور اس کی توضیح و تشریح کی ہے اور اپنا
"مقالات عالم قرآنی" کے زیر عنوان کہا ہے۔[۲۶] [illegible] اور [illegible] کا خلاصہ [illegible] کا مفہوم [illegible] ہوا کرتا نہیں ہے [illegible]
کا مفہوم خاص ہے۔[۲۷] ان معنوں میں اللہ کا کوئی نائب [illegible] کے مقام پر فائز نہیں ہو سکتا۔ جو حق کے سامنے [illegible] کہا ہے۔[۲۸]

ا

والف تل، کانٹ ویل سمتھ، نہروؤں، [illegible] اور [illegible] قوم پرست مسلمانوں کا علاوہ اقبال پر ایک [illegible]
[illegible] قوم پرست یا فرقہ پرست (Communalist) [illegible] ان لیڈروں کی طرح [illegible] نہیں دی جا سکتی۔ [illegible] کے نزدیک
جس اقبال کا [illegible] اس اعتراض کا [illegible] ہی تھا۔ [illegible] چونکہ اعتراض کو [illegible] کے ساتھ دہرایا جاتا رہا ہے اس لیے اس پر کچھ مزید
لکھنا مناسب ہے۔ اس ضمن میں [illegible] ضروری ہے کہ جنوبی ایشیا میں [illegible] communalism کے لیے
"فرقہ پرستی" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ [illegible] "فرقہ پرستی" (sectionalism) سے مراد [illegible]
لیتے ہیں۔ کانگرسی دانشور [illegible] کو فرقہ وارانہ کہتے رہتے ہیں۔[۲۹] ان کی پیروی میں بعض قوم پرست مسلمانوں نے بھی اسی اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔
مولانا [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال [illegible] شاعر [illegible] اوقات ان کے [illegible] قسم کا فرقہ وارانہ رجحان
(Communalistic tendency) پیدا ہو جاتا ہے۔"[۳۰] [illegible] کی تحریر ہے کہ "ہمارا فرض [illegible] کہ اقبال کے آفاقی کلام کو ان کی ملی اور
قومی شاعری سے علیحدہ کر کے [illegible] اور ان کے [illegible] کر کے دوسرے ممالک تک پہنچائیں تاکہ [illegible] طرح [illegible] ہو سکے کہ اقبال [illegible]
شاعر تھا۔"[۳۱] [illegible] کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اقبال کی اسلامی و ملی شاعری آفاقی بھی ہو سکتی ہے۔ [illegible]
نہیں کرتے کہ اقبال [illegible] ملی قومیت کو [illegible] "فرقہ پرست" کس بنا پر کہا جاتا ہے۔ مولانا [illegible] ملت پرستی
کا لفظ بمقابلہ قوم پرستی استعمال کرتے تھے۔[۳۲] [illegible] اسلامی ملت پرستی کی ترکیب استعمال کی ہے۔ [illegible]
مفہوم [illegible] ہوتا ہے لیکن [illegible] ملت پرست [illegible] قوم پرست کہا [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] ہیں۔ اسلامی قومیت
کے علمبردار ہیں۔ ان کی اسلامی اور ملی شاعری آفاقیت کے منافی نہیں ہے۔ اسلام آفاقی ہے اور ملت اسلامیہ [illegible] ہے۔ [illegible]
دانشوروں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی ہو [illegible] دیکھ سکتے ہیں کہ کلام اقبال کا معتدبہ حصہ ایسا ہے جس میں براہ راست انسانوں سے

مطلب ہے کہ اس دور کی ترجمانی ہے۔ [illegible] اور عظمت انسانی کی تعمیر و تفسیر کلامِ اقبال کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔

اقبال نے وطنیت [illegible] پر روشنی ڈالی ہے [illegible] ذیل نکات [illegible] ہیں:

(۱) وہ قوم پرستی (Communalism) [illegible] کے خلاف [illegible] دلیل ہے

(۲) [illegible] دوسری قوموں کے رسم و رواج [illegible] علم کے مطابق [illegible] جماعت [illegible] کو [illegible] کرتا ہوں۔

(۳) تاہم [illegible] ملک [illegible] بنایا جو آج بن گیا ہے ۴۳

اقبال [illegible] اعتراف کیا ہے۔ [illegible] اسلام [illegible] لکھا ہے [illegible] ۳۴ ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] اقبال [illegible] پاکستان کے تصور [illegible] ۳۵ [illegible] ڈاکٹر [illegible] اقبال [illegible] لکھا ہے [illegible] ۳۶ [illegible] ڈاکٹر [illegible] اقبال [illegible] اسلامی [illegible] ۳۷ [illegible] اقبال [illegible] انسان دوستی [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر [illegible] شکایت ہے کہ اقبال اسلام [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کے لیے لکھتے ہیں [illegible] اقبال کو [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ اسلام کی [illegible] اقبال [illegible] ۴۸ [illegible] اقبال [illegible] پیغمبرِ اسلام [illegible] ۴۹ [illegible] اقبال [illegible] اسلامی [illegible] پیغمبرِ اسلام [illegible]

اقبال نے صرف مسلمانوں کے لیے لکھا ہے۔ سیہوتا صاحب کے ہندو شاعروں میں شامل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اقبال کی اردو اور فارسی دونوں
زبانوں کی شاعری میں بعض معلومات عالمگیر اپیل کی حامل ہیں۔ سیہوتا نے "بعض" [some] کا لفظ لکھا ہے جو انگریزی لفظ کے معنی
"محدود" اور "خاص مقدار میں" کے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کلام اقبال میں "خاص مقدار میں" ایسے اشعار ہیں جن کا موضوع "انسان" اور
"عالم انسانیت" ہے۔ کیونکہ [illegible] کے ساتھ [illegible] سیہوتا نے یہ بھی لکھا ہے کہ اقبال کی شاعری کا اسلامی رنگ ان کے لیے کوئی اہم
نہیں ہے۔ کسی شاعر کا اپنے دین اور اپنے کلچر سے متاثر ہونا [illegible] طور پر فطری امر ہے اور [illegible] تمام مذاہب کے لاثانی شعرا [illegible] [۱۲۰]

سیہوتا سوسنہا اسلام [illegible] اور اقبال [illegible] متعصب ہیں۔ [illegible] اسلام کو [illegible] کیا ہے [۱۲۱]
[illegible] نے لکھا ہے کہ "آزادی، مساوات، اخوت [illegible] اور [illegible] کے اصول [illegible] اسلامی [illegible]
میں روح [illegible] ہوگی۔ جنہوں نے امریکی آئین کی [illegible] اور [illegible] امریکہ کی [illegible] آزادی کو [illegible] اصول [illegible] ایجاد [illegible]
[illegible] ہے [۱۲۲] یہی وجہ ہے کہ اقبال اسلام سے قطع نظر [illegible] شاعری کو [illegible] اسلامی دنیا کے لیے ہی [illegible] تصور کرتے ہیں [۱۲۳]
ڈاکٹر [illegible] کے الفاظ میں "اقبال [illegible] کا [illegible] مشرق تھا اور [illegible] وہ آج کی دنیا میں ایک [illegible] انقلاب [illegible]
کو [illegible] تصور کرتے ہیں اور [illegible] کی آزادی [illegible] کی سطح پر [illegible] تھے۔ وہ ایک بین الاقوامی دور کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] تو [illegible] عمومی طور پر [illegible] [۱۲۵] سنہا نے [illegible]
[illegible] کیا "حریت و مساوات و اخوت [illegible]" (جسے اقبال رسالت [illegible] کا مقصود مانتے ہیں) اور [illegible] کسی [illegible]
شاعری کی جا سکتی ہے؟ ڈاکٹر سنہا اور ان کی [illegible] کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اقبال نے [illegible] اور [illegible]
[illegible] سے [illegible] رکھنے کے بجائے [illegible] کے لیے اسلام کو [illegible] اور اسلام پر [illegible] رکھنے والی [illegible]
[illegible] مذاہب اور دوسری اقوام کے [illegible] اقبال [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible]
انہیں مظلوم و مجبور [illegible] دیتی ہے، ان کے لیے آواز اٹھاتے ہیں۔

سنہا اور [illegible] نے [illegible] کی تعلیمات [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] سمجھ نہیں سکے اور [illegible]
کو اقبال کا سرچشمہ [illegible] ظاہر کرتے ہیں [illegible] ڈاکٹر سنہا نے ڈاکٹر [illegible] کے حوالے سے [illegible] لکھا ہے کہ [illegible]
[illegible] کی [illegible] شاعری [illegible] ہے۔ شودروں کے لیے حریت، مساوات اور اخوت کے دروازے [illegible] رکھے گئے اور انہیں [illegible]
اور [illegible] کا [illegible]۔ اقبال نے [illegible] کی [illegible] کیسے [illegible] احساس کے ساتھ کیا۔

[illegible] [۱۲۶]

سنہا نے شکایت کی [illegible] اسلام [illegible] اور غیر مسلموں کی [illegible] ختم کرنے میں [illegible] رہا ہے۔ اقبال نے [illegible] قوم [illegible]
میں "ترانۂ ہندی" [illegible] "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" گایا اور "نیا شوالہ" میں [illegible] کی [illegible] سنہا
نے اعتراض [illegible] "ترانۂ ہندی" [illegible] اور "نیا شوالہ" [illegible] "ترانۂ ہندی" کے [illegible] اور "نیا شوالہ" [illegible]
[illegible] سے [illegible] کو [illegible] سے مل سکیں [۱۲۸] حالانکہ [illegible]

سے دلی کے نام ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے یہودیوں نے امریکہ کے "نیو یارک" کو بھی قبول نہیں کیا تھا اگرچہ مسلمانوں نے بھی اسے رد کر دیا تھا۔ ڈاکٹر سیبا
کا مقصد، عاصم الحلاجی، مسلمانوں سے یہ ہے کہ انہیں یہودیوں کی سرزمین پر اس کو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ مسلمان اسلام کے علمبرداروں کی اولاد
ہونے کی وجہ سے اپنے شہروں سے درجہ بدرجہ محروم ہو جاتے۔ اس کے بجائے کیا یہ بہتر ہے کہ مسلمان اپنے اعتقاد کے مطابق قرآن، مساوات اور جمہوریت
پر اصرار کر کے خودی کا مظاہرہ کریں اور اس کے شعلے سے نئی دنیا "آدم" کو بھی سرفراز کریں

یہ وہ مقام ہے جہاں فکر اقبال کے اعلیٰ و ارفع سیاسی و آفاقی پہلو سے انکار ممکن نہیں رہتا۔ ولفریڈ کینٹ ول اسمتھ اور اللہ کا شکر ہے
تاہم وہ سیاہ اور سرخ سے جہود دانش وروں سے بہت کم متفق ہے۔ اسمتھ نے فکر اقبال کی عالمگیریت کا اعتراف و اقرار کیا ہے۔ اسمتھ کی رائے
ہے کہ پیام اقبال کی ترجمانی ایک پیرائے میں بھی کی جا سکتی ہے جس سے مغرب دوسرے مذاہب کے پیرو بھی جیسے [illegible] بھی فائدہ اٹھا
سکتے ہیں۔۲۹ "اقبال کا پیغام، مسلموں اور محکوموں کے نام" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ اقبال کے ہر ایک ماحول کو بہتر بنانا چاہتا ہے، کامیاب ہے اور
[illegible] حکمرانوں، ہر شکل، ہر وہ رہ دار کسی ملک کا دوسرے ملک پر ہو یا امیروں کا غریبوں پر اس کے خلاف صف آرا ہونے کی ضرورت [illegible] اسمتھ کی
مندرجہ ذیل رائے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس انگریز دانشور نے فکر اقبال کی روح کو پا لیا ہے۔ اسمتھ نے کہا ہے۔

> مسلمان ایک دائرہ محدود، عالمگیر امت ہیں اور وہ اپنی مخصوص شناخت قائم رکھ کر بھی اپنی حالیہ مشکلات کی قید سے آزاد ہو سکتے
> ہیں۔ ایک بار پھر یہ کہا ہو گا کہ اقبال ذمہ داری کی جنس سے اپنے مسلمان بھائیوں سے مخاطب ہیں تاہم ان کے پیغام کا اطلاق
> مسلمانوں اور غیر مسلموں پر یکساں طور پر ہوتا ہے اور معاملہ یہ ہے کہ وقت دور [illegible] علم کے امتیازات کو ختم کرتے ہوئے اپنی زندگی
> اعلیٰ عناصر کے حصول کے لیے وقف کرو اور دنیا میں جو بھی ان عناصر کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس کے ساتھ مل کر کام کرو۔۵۱

۸

مراقی مرکز کو پوری تسلیم کرتے ہیں کہ فکر اقبال میں آفاقیت موجود ہے۔ یہی وہ عالمگیریت ہے لیکن اسے محدود کرنے کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ سوال
یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام سے وابستہ ہوتے ہوئے مغرب یا مشرق، شمال، جنوب اور اعلیٰ عناصر سے ہم کنار کیوں نہیں ہو سکتے اور شکایت کی جاتی ہے کہ اقبال
مزاج کا جواب نہیں دیتے۔ جواب یہ ہے کہ مغرب میں اس کا اسلام کی قربت اسلام کی مرہون منت ہے۔ آزادی، مساوات، اخوت، مشورہ اور دوسری
اعلیٰ اقدار محض نظری حالت اسلام کی دین ہیں۔ سائنس اور کلاسیکی علوم کا مطالعہ ہے۔ مغرب کے معاشرے و ادارے مادہ پرستی کی دین ہیں۔ مادی ترقی انسانی فلاح کی
ضمانت نہیں ہے اور انسان کے پس منظر میں کمزور اقوام کا استحصال ہو کر اعلیٰ عناصر اور اقدار کے منافی ہے۔ انسان کا اعلیٰ مقصد ان سے مفر ہونا
چاہیے۔ مادہ انسان کا نصب العین نہیں ہو سکتا۔ مادہ پرستی نے وطنی قومیت، سرمایہ دارانہ جمہوریت، کمیونزم اشتراکیت اور لوٹ کھسوٹ کو جنم
دیا ہے۔ یہی اعلیٰ عناصر اور اقدار مادہ پرستی میں دبا دیے گئے۔ اعلیٰ اخلاقی عناصر اور روحانی اقدار وحی کی دین ہیں اور وحی اپنی اصل شکل میں قرآن
میں محفوظ ہے۔ دنیا کی کوئی دوسری الہامی کتاب اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔ مادہ پرستی نے مغرب کی جدید تہذیب کے انسانوں کو دو عظیم جنگوں اور سماجی
شکستوں سے دوچار کیا۔ مادہ پرستی ہی نے سود اور جوئے کے کلچر کو عام کیا ہے اور عریانی و فحاشی کو فروغ دیا ہے۔ اخلاقی عناصر اور روحانی اقدار
سے دوری نے باپ بیٹی، ماں بیٹے اور ماں کے بھی حقوق کو ختم کر دیا ہے۔ مغرب ترقی یافتہ دنیا جرائم کی آماجگاہ بن گئی ہے۔ ان سب خرابیوں کا
علاج اسلام میں ہے۔ اسلام ایک ابھرتا ہوا سچ ہے اور جس صورت میں بھی ہو گا اسے شاداب و سرسبز کر دے گا

فراق کا یہ دعویٰ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ [illegible] انسانیت و عالمگیریت کا سرچشمہ ہندو دھرم ہے۔ فراق کی [illegible] ہے۔ ہندو دھرم اپنے پیروکاروں کو اعلیٰ و ادنیٰ ذاتوں میں [illegible] کرتا ہے [illegible] اعلیٰ طبقہ ادنیٰ طبقے کو ظلم و جبر کا ہدف ہزاروں برس سے بنا رہا ہے [illegible] اصولی طور پر منقسم [illegible] دشمنی [illegible] عالم انسانیت کو آزادی، مساوات اور اخوت کا درس کیسے دے سکتا ہے اقبال نے بھی شودروں کے حق میں آواز اٹھا کر اس [illegible] طرز عمل کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ فراق مصر ہیں کہ "ہندوستان [illegible] جمہوری آدرشوں اور طریقوں کو اپنا لیا۔ یہ آدرش اور طریقے [illegible] آزادی، مساوات اور اخوت انسانیت پر مبنی ہیں" [52] اس سے کیا ظاہر ہوتا

ہے؟ کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو دھرم اپنے جمہوری آدرشوں اور طریقوں سے پہلے [illegible] آزادی، مساوات اور اخوت انسانیت پر مبنی ہیں

فراق لکھتے ہیں کہ یہ بات قابل افسوس ہوئی کہ مرحوم اقبال [illegible] کہیں [53] فراق کی [illegible] کم متعصب اور [illegible] کچھ اور کہتے ہیں۔ دسمبر ١٩٣٠ء میں [illegible] ڈاکٹر [illegible] اور میری قوم کسی ہندو اقبال کو پیدا کر سکی تو ہندوستان [illegible] اور [illegible] ١٩٥٥ء اور ١٩٤٠ء میں [illegible] اقبال [illegible] کے دوران کہا،

"میں بھی [illegible] کی طرح اقبال کے شعر و فکر کا گرویدہ ہوں [illegible] اقبال کا گرویدہ ہونا [illegible] فراق کی دلیل ہے۔ اقبال ہندوستان میں پیدا ہوئے [illegible] ہندوستان ہی [illegible] کی بات ہوتی۔ لیکن ہم انہیں ہندوستان کا شاعر بنا کر نہیں رکھنا چاہتے کیونکہ ان کی سطح میں سارا عالم انسانیت تھا۔

مشرق سے ہو بیزار نہ مغرب سے حذر کر / فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

ہم بھی اس وطن پرست [illegible] سورج کی روشنی کی طرح [illegible] ہیں [illegible] ہندوستان و پاکستان اور سارے عالم انسانیت کو دعوت دیتا ہوں کہ اقبال کے صد سالہ جشن میں شریک ہوں" [55]

٩

[illegible] کے [illegible] انسانیت کے [illegible] اشتراکی نظام کی طرف [illegible] ہے۔ اسلام [illegible] اور [illegible] دونوں [illegible] ہے اور اس کے دشمن اور رقیب بھی ہیں [illegible] کوئی بھی شاعر آفاقی نہیں ہو سکتا

اشتراکیت کے حق میں اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ اس تحریک نے مزدوروں اور مفلسوں کو بیداری کا پیغام دیا ہے۔ یہ پیغام اسلام نے بھی دیا ہے۔ اسلام [illegible] اور [illegible] اشتراکیت نے دنیا کے سرمایہ داری نظام [illegible] کے سامنے [illegible] اشتراکی [illegible] اقبال پر [illegible] کے بجائے اسلام کو اپنے پیغام کی بنیاد [illegible] اقبال کا یقین تھا کہ اسلام [illegible] اسلام ہی نے اقبال کو [illegible] آفاقیت سے ہمکنار کیا۔ [illegible] کے [illegible] کا آفتاب مشرق سے طلوع ہوتا ہے [illegible] اسلامی مشرق [illegible] کرتی ہیں [illegible] روشنی تمام عالم انسانی کو منور کرتی ہے۔ اقبال نئی دنیا کی تعمیر کی [illegible] وہ سے دیکھتے ہیں۔ اول یہ کہ سارا عالم اسلام [illegible] بری حالت میں اسیر ہے۔ انسانیت کا سچا درد رکھنے والا کوئی بھی شاعر [illegible]

کے لیے اسوۂ معلم کی بیماری اور روحانی غلامی کی زنجیروں سے مطلع ہو کر جیئیں۔ دوم یہ کہ عالمگیر اخوت و مساوات کے اسلامی تصور [illegible] اقوامِ انسانی کی منتشر اور پامال اکائیاں بن سکتے ہیں۔[56]

بعض پہلوؤں سے [illegible] نے بھی اقبال کو انسانی [illegible] کیا ہے۔ مقصود وہ پہلو ہیں کہ اقبال نے انسان کو [illegible] ہے۔ انہیں ضمیر کی ملکوں کا راز بتایا ہے۔ [illegible] کو حرکت و عمل کا راستہ دکھایا ہے اور یہ تصور [illegible] اقبال نے [illegible] انسانیت کی بہبود کے لیے [illegible] توڑے ہیں۔ ممتاز حسین کے بیان کردہ [illegible] اسلامی [illegible]

محبت اقبال نے انسانیت کی بہبود کے لیے [illegible] توڑے ہیں ان میں اشتراکیت [illegible] بھی شامل ہے

عزیز احمد نے اقبال کی مکروہیت والی شاعری کو [illegible] کیا ہے (شاعر اس لیے کہ وہ پرولتاریوں کی [illegible]) [illegible]

عزیز احمد اقبال کی پہچان ان کی مکروہیت [illegible] کی وجہ سے ہے۔ [illegible] تمام شاعری کو [illegible] کیا جائے تو "ایک بکرا اور بکری" اور "ایک گائے اور بکری" [illegible] باقی رہ جائیں گی [illegible] کے پاس پہلے سے موجود ہیں۔ عزیز احمد [illegible] شاعری میں موضوعات کو شامل کیا ہے وہ ہیں: [illegible] اللہ اور رسول [illegible] اسلامی تعلیمات کی [illegible]

[illegible] مقام اقبال [illegible] کیا ہے۔ [illegible]

[illegible] کہ فکرِ اقبال کی تفہیم کے لیے [illegible] کچھ [illegible] پنجابی ضروری ہے۔ [illegible] کیا جا سکتا ہے اگر عزیز احمد کے [illegible] اقبال کی شاعری [illegible] ہے تو ایسی [illegible] شاعری [illegible]

انسانیت کے منافی نہیں ہے بلکہ اس کی تکمیل کرتی ہے۔

[illegible] کا [illegible] "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" میں پیش کیا جا چکا ہے۔[58]

[illegible] بھی [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال اسلامی شاعری [illegible] اقبال [illegible]

میں [illegible] کے اعتراضات کا جواب [illegible] کے اس اعتراض [illegible] ہے۔ علاوہ از یں گزشتہ صفحات میں بھی اس اعتراض کا [illegible]

ہے۔ تاہم چونکہ یہ اعتراض [illegible] اور اشتراکیوں [illegible] ہے اس لیے ہم اس سلسلے میں کچھ مزید [illegible]

۱۰

اقبال نے دنیا بھر کے مفلس اور مظلوم [illegible] کی حمایت کی ہے۔ انہیں [illegible] کے لیے آمادہ کیا ہے اور [illegible]

[illegible] دہقاں کو روزی میسر نہ ہو [illegible] "خضرِ راہ" میں [illegible] پیام مسلم اور [illegible]

کے لیے ہے۔ اس علم کے اونچے [illegible] اللہ [illegible] اشتراکی [illegible]

بھی ہے [illegible] "طلوعِ اسلام" میں [illegible]

اور عالمگیر دانش و مسرت کے ساتھ [illegible] "[illegible]" [illegible] انسان کا شکاری ہے۔"

اور [illegible] کلامِ اقبال کی ایک [illegible] اقبال [illegible] انسانوں کی [illegible]

قرآن حکیم سے لیا ہے [illegible] اسلامی [illegible] بقول اقبال یورپ میں [illegible]

نتیجہ فی جو اسلامی فکر سے مربوط ہے۔ آپ ۵۹ مرتبہ اور اسوۂ رسولؐ انسان کے مزید انسانیت کا سرچشمہ ہے۔ کسی مقام پر کسی شخص ل بن پہلے بیر
سورۂ القصص کی پانچویں آیت کا حوالہ دینا کافی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مستضعفین کی حمایت اور انہیں دنیا میں پیشوا اور وارث بنانے کا
ذکر کیا ہے۔ درحقیقت اقبال کی انسان دوستی کو قرآنی تصور تو ہے اس سے کوئی انکار نہیں ہے مطرب لوگ بھی مستقل طور پر انسان کو توجہ
سے عاری بنا دیا ہے اور علوم میں عالم اس کے برعکس بار بار سے کام وجود پیدا کرتا ہے۔ اقبال سے پہلے ہے کوئی زندگی کا سوال اٹھاتے
ہیں قرآن کے پس منظر میں تصور جس پر ہوا ہے ہی مسئلہ انسان دوستی کا بنیادی مسئلہ ہے چنانچہ "طلوع اسلام" میں عزالی اہل عجم اور
قسمت تاریخ عالم کو جاوید رہنمائی کی منشا قرار دیا ہے اور اقوام دیگر کے کام کیا ہے۔

انسان دوستی اسرار کی حقیقت در عظمتِ آدم ایک مربوط رشتہ ہے جو ہمہ تصورات ہیں۔ اقبال اس سے پہلے اسلام کو اور پیرو
شعراء و مفکرین سے کہیں زیادہ اپنی اپنی عقل سے انسانی ارادہ اپنے کی آفاقیت کا جو عنصر مستقل الہام سے ماخوذ ہو رہا ہے مگر اقبال
کی ملت اپنی ایک استعاری قوتوں کے دائرے میں ہے جس کی وجہ سے ہر اقبال کا اصل ہے: شعراء و ادیب پر وہ پیام انسان کی
فلسفہ اسلامی اور بین انسان دوستی کا تصور ابھر رہا ہے اور اقبال ایسے اشعار تخلیق کرتے ہیں جو اس مثال ہیں۔

تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں
انسان کی ہر قوت سرگرمِ تقاضا ہے[۶۳]

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟[۶۴]

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے![۶۵]

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی[۶۶]

عروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں افلاک![۶۷]

ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سورج بھی تماشائی تارے بھی تماشائی![۶۸]

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں![۶۹]

برتر از گردوں مقامِ آدم است
اصلِ تہذیب احترامِ آدم است[۷۰]

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام   نے غلام او را نہ کس او را غلام [۸۲]

حرف بد را بر لب آوردن خطاست   کافر و مومن ہمہ خلق خداست!

آدمیت احترام آدمی   باخبر شو از مقام آدمی!

آدمی از ربط و ضبط تن بتن   بر طریق دوستی گامے بزن!

بندۂ عشق از خدا گیرد طریق   می شود بر کافر و مومن شفیق! [۸۳]

"از خدا گیرد طریق" سے ان آخری اشعار کا مفہوم [illegible] واضح ہے۔ جاوید نامہ کے درج شدہ اشعار میں اقبال نے آدمی کا احترام [illegible] اور احترام آدمی کو اصل تہذیب قرار دیا ہے [illegible] "مقام آدمی" کے ذیلی عنوان "خلافت آدم" کے زیر عنوان کہا گیا ہے [illegible] ایسا ہے کہ بندۂ حق کسی کا غلام ہوتا ہے [illegible] ہر مقام سے ماورا ہوتا ہے [illegible] "حکومت الٰہی" کہا گیا ہے [۸۴] درج شدہ اردو اشعار [illegible] آدمی [illegible] کا حوالہ ظاہر کرتا ہے [illegible] انسان کی [illegible] حاصل ہیں۔ دوسرے اشعار میں خلافت آدم کے [illegible] قرآنی بنیاد رکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے [illegible] کائنات میں انسان کی [illegible] ہے۔ قرآن کی رو سے بھی انسان کی کائنات میں مسجود حیثیت ہے۔ سورۂ [illegible] کی آیت [illegible] کے حوالے سے [illegible] ہو چکی ہے۔

اقبال کا نظریۂ خودی کا تعلق واضح ہے۔ بقول ڈاکٹر [illegible] "تو جیہ کا اصل و کامل تصور صرف اسلام ہی میں موجود ہے" [illegible] اقبال [illegible] اسلام کے نظریات [illegible] سے ماخوذ اور [illegible] کے [illegible] ہر صورت ہے [۸۵] مطلب یہ ہے کہ قرآن [illegible] ان میں سے بیشتر عظمت انسان اور تکریم انسانیت کا سرچشمہ ہیں۔ کچھ مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں :—

(۱) فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ٥ [۸۶]

(۲) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ٥ [۸۷]

(۳) وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ... [۸۸]

(۴) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ ... [۸۹]

(۵) وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ... وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ٥ [۹۰]

پہلی آیت سے ظاہر ہے کہ انسان کے اندر روح خداوندی کا ایک جوہر ہے جس کا مظہر مسجود و مطلوب ہوتا ہے۔ دوسری آیت سے عیاں ہے کہ پوری کائنات میں انسان کی ساخت بہترین ہے۔ تیسری آیت [illegible] اور اس معنوں میں ہے کہ وہ [illegible] ہر طرح اس کا حق ہے۔ [illegible] آیات انسانی [illegible] کرتی ہیں۔ چوتھی آیت میں بتایا گیا ہے کہ پوری [illegible] ہے۔ انسانی اخوت کی [illegible] تصور ہے۔ [illegible] دینے والے [illegible] ہے۔ [illegible] آدم کی تکریم [illegible] اظہار [illegible] ہے۔ [illegible] احترام آدم کی ہی [illegible] اور وحدت کا سرچشمہ بھی قرآنی آیات ہیں۔ بقول اقبال [illegible] اور وہ بھی [illegible] انسان کی وحدت [illegible] سے بالاتر ہے [۹۱] اقبال کے نزدیک [illegible] کا مقصود ہے کہ اسلام کا مقصود تکریم آدم ہے۔

مکّے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام کہ جمعیتِ آدم؟ [۸۲]

آل احمد سرور کو شکایت ہے کہ اقبال کے پرستاروں اور اقبال کے معترضین دونوں نے اقبال کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اقبال کے پرستار اقبال کی عظمت کے عناصر ان کی اسلامی فکر میں تلاش کرتے ہیں۔ اقبال کے معترضین اقبال کی مذہبی فکر کو محدود کہہ کر اسے ایک طبقے کا شاعر کہہ دیتے ہیں۔[۸۳] اقبال کے معترضین کی بے راہ روی اور بے اعتدالی کا بھی یہ موضوع ہے۔ اقبال کے پرستاروں کی زیادتی کی اسے تکلیف پہنچی ہے۔ آل احمد سرور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ہر انسانیت اسی وقت معنی خیز ہوتی ہے جب اس کے تار و پود میں قدروں کے ایک عمومی نظام کی کارفرمائی ہو۔ اقبال کا انسانیت کا تصور اسلام کے حقیقی، حرکی اور ہمہ گیر اخلاقی تصور پر مبنی ہے جو کہ ساری انسانیت کی آفاقی اپیل میں ہے۔"[۸۴]

"کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ چونکہ اقبال کی شاعری کا محور اسلام ہے اس لیے ان کی اپیل محدود ہو گئی ہے اور وہ ساری دنیا کے شاعر نہیں ہو سکتے۔ یہ خیال ہی ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اقبال مذہبی فکر کے شاعر نہیں مذہبی روح کے شاعر ہیں۔ وہ دنیا کو اخلاق، عدل اور مساوات کا درس دینا چاہتے ہیں اور چونکہ ہر انسانی تصور کے لیے عملی محسوسات کی مثال ایک زندگی ضروری ہوتی ہے اس لیے ان کی انسانیت کی عمارت اسلام اور قرآن کی بنیاد پر کھڑی ہے ... اقبال کے پیغام کی انسانیت ان کی اسلامی فکر سے محروم نہیں ہوتی بلکہ روشن اور تابناک ہو جاتی ہے۔"[۸۵]

"اقبال کی انسانیت، قوموں و نسلوں کی پابندیوں سے بالاتر ہے ... روشن خیال، ذہنی نشوونما میں ترقی پسند اور جامع ہے ... اور انسانیت اور اخوت کی بہترین قدروں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔"[۸۶]

آل احمد سرور نے ان اقتباسات کی حقیقت واضح کی ہے۔ "اقبال کے پرستاروں" کی ترکیب استعمال کر کے اقبال سے جو زیادتی منسوب کی ہے وہ کسی وقتی مصلحت کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ اقبال شناسوں سے قطع نظر خود اقبال کے یہاں اسلام اور انسانیت میں کوئی فرق نہیں۔ وہ بیک وقت اسلام اور انسانیت کے علمبردار ہیں اور دونوں کو ایک چیز سمجھتے ہیں۔ یہ نکتہ کلامِ اقبال کا مرکز ہے اور اسے شاعری، نثر اور گفتگو میں متنوع اسالیب کے ساتھ دہرایا ہے۔[۸۷]

II

اسلام مخالف اقبال ایک جینیئس اسلام ہے اور اقبال اس حقیقت کو تین دائروں کی شکل میں دیکھتے تھے۔ پہلا دائرہ ہندی ۱۹۳۰ کے مسلمان ملکی شمال مغربی ہندوستان ... آل انڈیا مسلم لیگ ... اقبال نے تجویز کی اور اسی کے مطابق ہندی مسلمانوں نے ایک علیحدہ وطن پاکستان حاصل کر لیا۔[۸۸] پاکستان اسلام کا مرکز محسوس ہے اور مسلم اکثریت کی وحدت عقیدہ و وطن میں ہم آہنگی ہے۔ تاہم پاکستان کی بنیاد اسلامی قومیت ہے اور قومیت کا یہ تصور رنگ و نسل و علاقہ و زبان کی بجائے ... کم از کم انہیں ثانوی حیثیت دیتا ہے۔ گویا پاکستانی قومیت وحدتِ عالم کے عقیدے پر استوار ہے جس کا ظہور ... یہی عقیدہ پاکستانی دائرے کو ملی دائرے تک وسیع کرتا ہے۔ اس دائرے میں دنیا کے تمام مسلمان شامل ہیں۔ مسلم اکثریتی ممالک کو مصور اور

متصور ہوتا ہے۔ ملی اتحاد کے مسئلے کا [illegible] استعمال [illegible] مغربی قوموں کی طرف سے جاری [illegible] ختم نہیں ہو سکتا۔ اتحاد کی شکل میں نہ صرف یہ استعمال ختم ہو سکتا ہے بلکہ غریب قومیں [illegible] سکتی ہیں۔ یہ بات اقبال نے ۱۹۱۲ء میں کہی تھی۔

آملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک
بزمِ گل کی ہم نفس بادِ صبا ہو جائے گی![۸۹]

اس طرح ملی اتحاد کا تصور تیسرے دائرے یعنی عالمِ اسلام [illegible] دوسرے دائرے میں ملی اتحاد کے تصور کو [illegible] نے (mental case) قرار دیا ہے۔[۹۰] پاکستان [illegible] ریاست (nation state) [illegible] پاکستان [illegible] اسلام [illegible] اقبال کے "اخلاق و استحقاق" کی [illegible] کے ضمن میں [illegible] مشکلات [illegible] اسلام اور اقبال کے [illegible] پاکستانی [illegible] کے ہی [illegible] اقبال کا [illegible] کے ضمن میں [illegible] کا نام اس لیے ضروری تھا کہ [illegible] اس ریاست میں اسلام کے اجتماعی سیاسی و اقتصادی [illegible] لایا جائے اور حریت و مساوات و اخوت کا نمونہ عالمِ اسلام [illegible] کے سامنے پیش کیا جائے۔ ملی اتحاد کا [illegible] بھی رنگ وصل و وصالِ قومیت [illegible] کی حیثیت [illegible] اور عصبیت کو [illegible] حاصل ہو جائے گی۔

تیسرے دائرے پر اصل اعتراض یہ ہے کہ مطلوبہ عقیدے اور [illegible] میں تضاد ہوتا ہے۔ یعنی اسلامی عقیدہ انسانیت کے منافی ہے۔ اقبال کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام ہی [illegible] انسانی مساوات کی [illegible] اس مسئلے کی صحیح تفہیم کے لئے [illegible] نکات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

(۱) اقبال ملوکیت کے علاوہ [illegible] وہ جمہوریت [illegible] ہو یا قومیت، وطنیت، اشتراکیت اور سرمایہ داریت کا خاتمہ [illegible] چاہتے ہیں[۹۱]

(۲) مغربی سیاست دانوں [illegible] نے عالمِ اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کیے [illegible] اس سے نجات کے لیے ملتِ اسلامیہ کی تعمیرِ نو ضروری ہے۔ یہ تعمیرِ نو [illegible][۹۲]

(۳) اخوت، حریت، مساوات اور [illegible] ایک [illegible] نہیں رہ سکتی۔[۹۳]

(۴) خدا کی ارضی [illegible] مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ عام انسان اس میں داخل ہو سکتے ہیں[۹۵]

(۵) انسانی فلاح تمام انسانوں کی [illegible] مساوات اور حریت میں پنہاں ہے[۹۶]

۱۹۳۳ء میں لکھے گئے ایک خط میں [illegible] اقبال نے [illegible] ڈالی ہے۔ اس کے [illegible] "[illegible] کے [illegible] اسلام کے [illegible] اور اس کے [illegible] ہے۔۔۔ اسلام ایک [illegible] ہے [illegible] انسان کی آزادی کی طرف [illegible] ایک [illegible] ہے جو حریت و مساوات کے [illegible] جس [illegible] اسلام کے متعلق لکھتا ہوں اس سے [illegible] اور [illegible] Humanitarian Ideal [illegible] each one [illegible] کا ایک [illegible] ہے۔ [illegible] خوشنما ضرور ہیں مگر ناقابلِ عمل ہیں۔"[۹۷]

۱۵

سن فی دماس اقبال نے ابال کیوں محسوس کیا ہے۔ اخلاقی مسائل کی ایک قسم ہے اس کی مرکزی اہمیت کی وجہ سے اس کی ضرورت ہے اور کوئی نہیں اس
وہ دیانت داری سے صرف اسلام ہی کو انسانی عناصر کے وصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اقبال کے دل و دماغ میں جب تک یہ تو معلوم ہوا ہے کہ وہ خوار اور تباہ حال
امتیں سب کو ایسا لا مذہب اور منفرد کیا چاہتے ہیں کہ وہ بہری انتہائی و بار مقیت سے محروم ہو جائے۔ اسکے لوگوں کی تمام تر توجہ کا مرکز مادیت ہے
ہے قبول ہو چکی ہے مشرقی ہوتی آخری عمر میں علامہ اقبال کی سب سے بڑی تشویش مستقبل اور تربیت انسانی کے تعمیری اخلاقی
اخلاقی ترقی کے بارے میں تکالیف ہو کر کی ہوس دور، ملک، اور قوم کے بارے میں۔ انکے دل میں ہی لوگ ان کے لیے دیتے ہی تو۔ وہ مذہب اور فکری
کے جوابات و احساسات ہیں جسے کسی شفیق باپ کے دل میں اپنی اولاد کے لیے ہوتے ہیں۔"[۹۸]

۱۲

یہ اعتراض کہ فکر اقبال محدود ہے بعض قوم سے زیادہ مستند نہیں رکھتا۔ یہی موضوع پر متعدد اہل دانشوروں نے فکر اقبال پر روشنی ڈالی کر
دور رکھتی ہیں اور منتشر ہیں[۹۹] صرف عالمی علم و دانش نے اپنے اپنے رنگ میں اقبال کی آفاقیت کی تصدیق و تعبیر کی ہے۔ ان میں ہر مسالک کے لوگ
شامل ہیں[۱۰۰] کلام اقبال کے تراجم دنیا کی بیشتر زبانوں میں ہو چکے ہیں[۱۰۱] اور علم و آگہی کے متلاشی ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اقبال کی تعلیمات
کیا ہیں؟ تعمیر ذات، محکم یقین، یقین عمل، آزادی، مساوات، اخوت، صداقت، عدالت، محبت، احترام انسانیت اور اسرار کائنات۔ یہ
تعلیمات واقدار آفاقی ہیں۔ اقبال تمام مذاہب کا احترام کرتے ہیں اور مذہبی دانشوروں کی نمود دانی رکھیں لکھ کر کی ہے لیکن وہ ان کے مزموم مفکرین کو
اچھے لفظوں سے یاد کیا ہے اور سبق کو سطروں کا موضوع بنایا ہے۔ جاوید نامہ کی بین الاقوامی مجلس انسانیت کی جان اور مقبرہ اقوام، ملک اور طبقہ سے ماورا ہے
اقبال نے اہل یورپ کو قوم کا تصور سکھایا ہے، ملت اسلامیہ کو بھی اور پوری انسانیت کو بھی۔ انسانیت کے بہر حال وہ ذکر بیدار کہ آؤ وہ خوار دروں سے
اور تمام ایک آفاقی معیار کی طرف اور سب سے ہو کے اگر ہا اے تو دنیا کی نمود بھی ہے۔ کلام اقبال جو اسلام کے فکر کو صحرا اور وسائل آفاقی و عالمی وسعت
کا ہے وہ بھی نظم نہیں مگر کشمیر ہے[۱۰۲] اقبال نے انسان کی تکمیل کی ہے اور اس کے لیے تو شعر آخر جو حرارت اور درد" سے ما موسوم ہی
اعتبار کیا ہے[۱۰۳] اقبال نے آخری مجموعہ کلام کی آخری نظم کا عنوان "انسان" ہے جو انسانی عظمت کا اشاریہ ہے۔ اقبال کے نزدیک انسانی ترقی کی کوئی انتہا نہیں

عروج شعور کل میں ہیں تو لیے سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نو بنو کی انتہا کیا ہے؟

---

۲۴ انانیاں بانو کے صفحہ ۱۹۹ ← ۲۴ Discourses of Iqbal صفحات ۱۹۳ تا ۱۹۴، آنکھاں سے یہ گئی بہ کیا ہے مراد مرکزی انسانیت مزید خلاؤں کے لیے تصویر ہیں بلکہ تمام انسان کی ہیں جاں ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ نسل و قومیت کے بت توڑ دیں اور ایک دوسرے کی شخصیت کو تسلیم کریں۔ (ایضاً، صفحہ ۱۹۴)

(۲۵۰) اقبال ایک شاعر، صفحہ ۴۸

حوالے اور حواشی

۱. The Sword and the Sceptre ۔ مرتبہ رفعت، ص ۲۸۹

۲۔ ۳۔ دیکھیے، افکارِ اقبال، محمود ۔ Two Cheers for Democracy ۔ تیر احمد حسین کے ترجمے کے لیے دیکھیے ''سویرا'' مارچ ۱۹۶۸ء،
صفحات ۱۲۸، ۱۲۸ ۔ اس مضمون کا ترجمہ ڈاکٹر ام ... نے کیا ہے جو ''اقبال مروجہ عام'' میں شامل ہے۔

۴. دیکھیے، Modern Islam in India اردو ایڈیشن، ص ۱۲۴

۵. اقبال اور اس کا پیغام، صفحات ۲۱، ۲۱

۶. دیکھیے، Iqbal, The Poet and His Message ۔ مرتبہ ...

۷ تا ۹. ایضاً ۔ صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۴

۱۰. علامہ اقبال سے متعلق نوٹس، خیالات، ''نگار'' کراچی، دسمبر ۱۹۶۹ء، ص ۲۱

۱۱. Thus Spoke Firaq ۔ ص ۶۷

۱۲۔ ۱۳۔ اقبال پر ایک ... ''نصرۃ الادب'' ... ۱۹۹۰ء، ص ۲۸، ۳۸، ۲۷

۱۴. مطالعے اور جائزے، صفحہ ۴۴

۱۵. تفریحات، صفحات ۱۱۸ ۔ ۱۱۹، ۱۲۱

۱۶. اقبال (اجمالی تبصرہ) ۔ صفحات ۳۶ ۔ ۳۷، ۵۳ ۔ ۵۴

۱۷. اقبال ''جانشین'' کی جگہ ''نائب'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

۱۸. اقبال اور پاکستانی ادب، صفحات ۵۸، ۵۹

۱۹. ہندوستان میں اقبالیات، ... ، صفحہ ۹۴

۲۰. ... کی کتاب کے ... میں ''اسلام'' کی ... کی ہے اور ... میں اقبال کی ... ٹھہرایا ہے۔ گویا اسلام کو اقبال نے ... طور پر سمجھا ہے ... لکھا ہے کہ ''اسلام اور اقبال کی تعلیمات کو ... ایک ... مترادف ہے'' (مطالعے اور جائزے، ص ۱۰۴)

۲۱۔ ۲۲. اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحات ۲۰ ۔ ۲۱

۲۳ اقبالیاتی جائزے، ص ۱۹۹ ← ۲۴. Discourses of Iqbal صفحات ۱۹۳ ۔ ۱۹۴، اقبال نے یہ بھی لکھا ہے کہ ... مسلمانوں کے لیے ... ہیں ... اور ایک ... کی ... کو تسلیم کریں۔ (ایضاً، صفحہ ۱۹۴) ۲۵. اقبال اور ... ، ص ۴۹

۲۶. دیکھیے، کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۷۵۲ تا ۷۵۸

۲۷. ایضاً، صفحات ۶۴ تا ۶۹

۲۸. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال [illegible] صفحات ۲۰۲ تا ۲۰۶

۲۹. جواہر لال نہرو لکھتے ہیں کہ "فرقہ وارانہ [illegible]" [illegible] (جواہر لال نہرو [illegible] صفحہ ۳۱۴)

۳۰. اقبال کی شاعری، صفحات ۳۱-۳۲

۳۱. [illegible] اقبال [illegible] صفحہ ۱۱۱

"فرقہ پرستی" اور "فرقہ واریت" کی اصطلاح [illegible] Communalism [illegible] (صفحات ۲۸، ۲۷) [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] (صفحات ۲۵-۲۶)

۳۲. دیکھیے، پانچواں باب، "تصورِ قومیت کے خلاف ردِ عمل"

۳۳. Discourses of Iqbal — ص ۳۴

۳۴. اقبال نامہ، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، ص ۱۱۲

۳۵. فکرِ اقبال، مقالات حیدرآباد سیمینار، ص ۱۲۵

۳۵ الف. مطالعۂ اقبال، مقالات اقبال سیمینار، ملتان، ص ۱۱۸

اقبال [illegible]

[illegible]

[illegible] (۱۹۸۱)

۳۶. The Sword and the Sceptre — مرتبہ رفعت حسن، ص ۸۸

۳۷. Iqbal The Poet and his Message — ص ۲۲۳ تا ۲۲۹

۳۸. کلامِ اقبال کے سرسری مطالعے سے بھی یہ نتیجہ [illegible]

[illegible] دیکھیے

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی

اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی!

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے

وہ کیا تھا؟ زورِ حیدر، فقرِ بوذر، صدقِ سلمانی!

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

امیروں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
معاشرہ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
[illegible] محبت میں حریرِ و پرنیاں ہو جا

[illegible] کی نظم "[illegible]" کے یہ [illegible] اشعار بھی حقیقتاً [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہیں۔ ان افکار و خیالات کو [illegible] ہے [illegible] ان کی [illegible] اور [illegible] سکتا ہے جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہو۔

۳۹۔ [illegible] XXVIII بحوالہ "اقبال کی شخصیت اور شاعری" پروفیسر [illegible]، ص ۳۴، ۱۱۵
۴۰۔ Iqbal, The Poet and His Message ص XXXIII
۴۱۔ دیکھیے، The Standard English Urdu Dictionary مرتبہ [illegible] ڈاکٹر عبدالحق
۴۲۔ Iqbal The Poet and His Message ص XXXI
۴۳۔ بحوالہ "اقبال اور نئی نسل" — ڈاکٹر ملک حسن اختر، صفحہ ۹۵
۴۴۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، صفحہ ۲۳۶
۴۵۔ اقبال کا نظریۂ خودی، ڈاکٹر [illegible]، صفحہ ۵۱۲
۴۶۔ کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۰۳
۴۷۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۳۹
۴۸۔ Iqbal The Poet and His Message ص [illegible] [illegible] "اقبال کا اشتراکی [illegible]" میں نقل کیا ہے۔ (دیکھیے [illegible])
۴۹ و ۵۱۔ اقبال اور [illegible]، وفات (بالترتیب) ۲، ۱۳، ۱۵
۵۲۔ "افکار" کراچی، دسمبر [illegible]، ص ۲۱
۵۳۔ Thus Spoke Firaq — ص ۴۹
۵۴۔ [illegible] اقبال کے [illegible]، مرتبہ ڈاکٹر [illegible]، ص ۱۰

٥٥۔ دیکھیے، اقبالیاتی جائزے، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، صفحہ ١٥٥

٥٦۔ اقبال فکر و عمل، صفحات ١٩-٢٠

٥٧۔ [illegible]، صفحات ١٢٥-١٢٦

٥٨۔ ملاحظہ کیجیے، اقبال [illegible] ایک مطالعہ، صفحات ٢٥٨ تا ٢٦٤

٥٩۔ دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحات ٥٨٩-٥٩٠

٦٠۔ "خراب در ..." (بالِ جبریل) کا دوسرا شعر ہے [illegible]

٦١ تا ٦٨۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ٧٥، ٧٩، ٢٩٨، ٣٠٢، [illegible] ٣٥٨، ٢١٢، ٣٠٩

٦٩ تا ٧١۔ کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات (بالترتیب) ٧٨٨، ٦٥٩، ٥٩٣

٧٢-٧٣۔ ایضاً، ٦٩، ٨١

٧٤۔ بانگِ درا کی نظم "انسان" مکمل

٧٥۔ اقبال کا نظریۂ خودی، صفحات ٥٤٢-٥٤٣

٧٦۔ سورۃ البقرہ، آیت ٢٩ - ترجمہ "[illegible]" (تفہیم القرآن، جلد اوّل، [illegible]) [illegible]

٧٧۔ سورۃ التین، آیت ٤ - ترجمہ "ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔" (تفہیم القرآن، جلد ٦، صفحہ ٣٨٠)

٧٨۔ سورۃ البقرہ، آیت ٣٠ - ترجمہ "پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں ..." (تفہیم القرآن، جلد اوّل، صفحات [illegible] ٦١)

٧٩۔ سورۃ الحجرات، آیت ١٣ ترجمہ "لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ..." (تفہیم القرآن، جلد پنجم، [illegible] ٩٥) [illegible] اللہ نے بنایا ہے کہ قومیں اور قبائل تعارف کے لیے [illegible]

٨٠۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ٧٠ ترجمہ: "یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی ... اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی" (تفہیم القرآن، جلد دوم، صفحہ ٦٣١)

٨١۔ حرفِ اقبال، صفحات ٢١٨-٢١٩

٨٢۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٥٢٠

٨٣ تا ٨٥۔ دانشورِ اقبال، صفحات (بالترتیب) ٢٠٠، ١٩٩، ١٩٢

٨٦۔ دیکھیے، اقبالیاتی جائزے، صفحہ ١٦١

٨٧۔ ایک مرتبہ [illegible]

تاریخ عالم میں ایک "انقلاب" (Synthesis) کی ہے۔ اسلام اور مذہب ایک چیز ہیں۔ [اخلاقیات سیرتِ محمد مرتضٰی ۱۳۲، ۱۸،۲۰،۲۱]

۸۸. یہ خطوط اقبالی ماسی اسلام سے شامل کر دیے۔ [illegible] کا ذکر کیا۔ مثال کے طور پر سرہ شکل میں [illegible] قائم ہو [illegible] اسلامی

اصول، حریت، مساوات اور قوت کو پس پشت ڈال دیا۔ [illegible] اور اس سے عارضی ترقی کا [illegible] دیا۔

۸۹. کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۹۴

۹۰. Iqbal The Poet and His Message ـ ص ۸۸

۹۱. ڈاکٹر [illegible] اشرف [illegible] "علامہ اقبال" [illegible] اسلام اور [illegible] شاعر [illegible]

[illegible]

[illegible]

سے معاشرت کیسے ہوئی [illegible]

۹۲. [illegible] کی اقبال سے [illegible] (حرفِ اقبال، ص ۳۱-۳۲) [illegible]

"آج [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور بہاں اقبال کے اصول کا قائل ہو جائے گا [illegible]

اس دنیا میں فلاح و سعادت کی [illegible]" (حرفِ اقبال، ۱۱۲، ۲۹۲)

۹۳. دیکھیے [illegible] کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۵۴۰

۹۴. "شمع اور شاعر" کا [illegible]

[illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۵۶)

۹۵ تا ۹۷. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، [illegible] ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۹۴

۹۸. اقبال اور [illegible]، مشمولہ "اقبال ۸۶" [illegible] ص ۲۵۹

۹۹. تفصیل کے لیے دیکھیے [illegible] ۱۹۷۳ [illegible]

(1) Iqbal, the Universal Poet, MD Taseer, included in: "Iqbal the Universal Poet"

(2) The Universal Note in Iqbal's Poetry, included in ← "اقبال کی شخصیت اور شاعری"

۳. اقبال کی انسان دوستی، ڈاکٹر عبدالمغنی، مشمولہ "تنویر اقبال"

۴. شاعر مشرق اور شاعر انسانیت، ڈاکٹر عبدالمغنی، مشمولہ "اقبال کا نظریۂ خودی"

۵. عالمی ادب میں اقبال کا مقام، ڈاکٹر عبدالمغنی، مشمولہ "اقبال اور عالمی ادب"

۶. شاعر انسانیت، ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مشمولہ "فروغ اقبال"

۷. عظمت آدم، ڈاکٹر صوفی [illegible]، مشمولہ "اقبال کی شاعری کا سیاسی [illegible]"

۸. اقبال اور احترام انسانیت، ڈاکٹر [illegible]، مشمولہ "اقبال اور احترام انسانیت"

۹. انسانیت دوستی، ڈاکٹر [illegible]، مشمولہ "اقبال اور قومی یکجہتی"

۱۰. علامہ اقبال کی اردو غزل اور انسانی عظمت کا تصور، [illegible]، مشمولہ "اقبال ریویو" جنوری ۱۹۷۲ء

۱۱. [illegible] اور [illegible] کی آرا [illegible] نقل ہوئی ہیں ... مولانا [illegible] اقبال کو آفاقی مانتے ہیں ... [illegible] اقبال کے آفاقی ہونے کا [illegible] ... ان حاملان علم نے کسی نقطہ کے پیش اقبال کو [illegible] ... [illegible] کی آرا [illegible] درج ذیل ہیں :-

(۱) [illegible] ۔ "آفاقی طرز [illegible] کا ذہن اور ان کے سوچنے کی طرز [illegible] اقبال سے ہوئی" (اقبال [illegible] ۲۱)

(۲) [illegible] "[illegible] ہمارے لئے [illegible] کی تصانیف ہمارے [illegible] انسانی تہذیب [illegible] ... جب ہم انہیں پڑھتے ہیں ... حاصل ہوتا ہے ... اصلاح کرنے کے لئے وہ ہماری [illegible] کرتے ہیں ... [illegible] اور قوموں [illegible] ... سے الگ ہو گئے ہیں" (مقالہ [illegible] ۳۱۵)

(۳) [illegible] "اقبال [illegible] کی [illegible] دنیا کے کسی طرح [illegible] انسان [illegible]"
(مجموعہ [illegible] ۱۶۴)

(۴) علی سردار جعفری "اقبال [illegible] کے شاعر تھے ... اقبال [illegible] ... اقبال عام [illegible] شاعر تھے ... کی [illegible] شامل ہے ... اقبال [illegible] عالمی شاعر تھے" (دیباچہ اقبال شناسی)

(۵) قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی ۔ "اقبال کا پیغام [illegible] مسلمانوں کے لئے نہیں ہے کہ اسلام کو تو انہوں نے دنیا کے سامنے [illegible] ... سے پیش کیا ہے ... اسلام کو [illegible] سمجھتے ہیں" (اقبالیات کا تنقیدی جائزہ، [illegible] ۱۲۶)

(۶) حضرت علی [illegible] "[illegible] کی کتاب [illegible] کے شاعر [illegible] سے زیادہ [illegible] اقبال کی [illegible] اور ان کے [illegible] کا ذکر آیا ہے" ("اقبال: مشرق کا بلند ستارہ"، صفحہ ۱۹۹)

(۷) ڈاکٹر علی جاوید تارا [illegible] "اقبال اس مقررہ مقام سے [illegible] سے گریز کی طرف مائل ہوا ہے [illegible] اس مقام میں پھیلا کر آسمان کی بلندی تک لے جاتا ہے۔" (اقبال آفاقی شاعر [illegible] مشمولہ "اقبال عروج عالم" صفحہ ۲۲۵)

(۸) جیسا کہ [illegible] "[illegible] پیغام خاص کی [illegible] اقبال کی شاعری [illegible] کرنا مگر [illegible] سال کہیں بھی اقبال [illegible] ہو تو وہ مسلم پاکستان ہو! [illegible] [illegible] کی [illegible] اسلامی جمہوریہ [illegible] یورپ کی یونیورسٹیوں کے [illegible] [illegible] طلبہ [illegible] ہیں اسلامی [illegible] اقبال کے علم سے [illegible] سارا ہے۔" (اقبال عروج عالم، صفحہ ۲۸)

(۹) [illegible] "اقبال سے [illegible] اسلامیت کی بلندی سے [illegible] اقبال [illegible] اور [illegible] طریق کار کی [illegible] ہیں۔ [illegible] اقبال کی شاعری کو ایک آفاقی [illegible] اور عالمگیر خوبی [illegible] ہے۔" (اقبال اور اس کا عہد، صفحہ ۲۹)

(۱۰) [illegible] "اقبال سے [illegible] [illegible] کیا [illegible] اور [illegible] اسلامیت [illegible] [illegible] ایک عالمی [illegible] اور ایک عالمی اخوت کا تصور پیش کیا۔ [illegible] اسلامی قومیت [illegible] [illegible] اقبال کی دعوت عالمگیر دعوت تھی۔" (اقبال [illegible] مشمولہ "اقبال [illegible]" [illegible])

۱۰۱۔ کلام اقبال کے تراجم انگریزی، عربی، فرانسیسی، اطالوی، روسی، چینی، [illegible]، ترکی، عربی، فارسی، بنگالی، [illegible]، [illegible] اور متعدد دوسری زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے "[illegible] اقبال" مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)

۱۰۲۔ "بانگ درا" میں شامل منظومات "[illegible]" اور "[illegible]" اسی دور کی ہیں۔

۱۰۳۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلام میں [illegible] عالمی و آفاقی [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] [illegible] میں ایسے سیکڑوں اشعار ہیں۔ [illegible] [illegible] نظم "انسان" — [illegible] کی منظومات "لالۂ صحرا" — "[illegible]" "[illegible]" [illegible] آدم کا [illegible] ہے" — [illegible] "[illegible]" — [illegible] "[illegible]" [illegible] "مشرق و مغرب" [illegible] مشرق، [illegible] اور [illegible] کا [illegible] "[illegible]" [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] اقبال کی [illegible] عالمی وسعت کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ۱۹۳۸ء کی [illegible] ایک مثال ہے

۱۰۴۔ دیکھیے، کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۲۸۴

۱۔ کیا اقبال جنگ کے حامی اور اسلامی فاشسٹ ہیں؟

ایل ڈکنس (Lowes Dickenson) نے اسرارِ خودی پر جو اعتراضات کیے تھے ان میں سے ایک [illegible]
لکھا ہے کہ شخصیت پر زور [illegible] سے سراپا اور [illegible]
اسی کی [illegible] اقبال کی [illegible] کا اظہار ہوتا ہے۔

ہر کہ حق از بہرِ مقصود دار — تا ز خود مقصود باشش آشکار

تیغ شر خود چو مقصود است خیر — گر خدا باشد غرض جنگ است خیر

ان اشعار کا [illegible]

[illegible]

ڈکنس کے علاوہ [illegible] اقبال پر جگہ جگہ [illegible] نے لکھا کہ اقبال [illegible]

[illegible]

اقبال کے تصورِ عشق پر [illegible] کیا ہے

"[illegible]

۲

اہم لا یانی نہیں ہے۔ شعر میں کے آثار ہر جگہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ اقبال نے [illegible] کو [illegible] اور عراقی
اور رومی کے ساتھ اپنی شاعری کے سانچے میں ڈھالا۔ ان کے "عشق" کو اجالا اور "عقل" پر حاوی بنا دیا [illegible]
اور [illegible] کی روشنی میں اقبال کی [illegible] اسلامی [illegible] سے [illegible] کو [illegible]
علمی تجربات کا احساس کروٹیں لینے لگتا ہے۔

[illegible]

Iqbal never had to answer what would be the fate of his philosophy and that of the world if all the non-Muslims of the world, Hindu believers in the philosophy of the Self, Buddhists, Christians, Jews and those subscribing to intellectual and scientific philosophy of the Self too were to follow his philosophy [15]

[illegible] اقبال کی [illegible] (Stray Reflections) [illegible] (Iqbal in Final Countdown) [illegible] اقبال کی [illegible]

عام طور پر مارجیت کا روپ اختیار کر لیتی ہے [illegible] اقبال [illegible] وسطی کے مسلمان سپہ سالاروں اور حکمرانوں کا ذکر کے [illegible]

میں رستوں سے ملا ہے کہ اقبال کی مارجیت پسندی سے اس کا مسلم ملکی کردار یاد آ جاتا ہے[19]

[illegible] قوم پرست مسلمانوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ ہیروؤں کے مومنانہ [illegible] توثیق کرتے ہیں۔ مولانا [illegible] الدین خاں نے [illegible] اقبال [illegible] مسلم

[illegible] کو نیا پاکستان اور سیاسی استحکام سے دلچسپی رکھنے پر مطعون کیا ہے [illegible] اقبال کی راہنمائی کو غلط قرار دے کر [illegible] کو مشورہ دیا ہے کہ [illegible]

کے چشموں اور عمارت کے پارسیوں کی طرح [illegible] اور [illegible] وسائل کے حصول پر توجہ مرکوز کریں[20] [illegible] اور [illegible]

کی ہیروی میں لکھا ہے کہ [illegible] اقبال [illegible] پیغام [illegible] اقوام [illegible] کا [illegible]

اور سرداری کا سبق [illegible] ہم موجیوں کو [illegible] اس سے دوسری [illegible] گروہ [illegible] مستقل [illegible] قوم کی [illegible]

جذوقِ بروشِ میدانِ جہاد میں نکل سکتی ہیں[21]

۲

[illegible] میں ہے کہ [illegible] کا اعتراف معقول اور موثق ہے اور بجا ہے۔ [illegible] معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا [illegible]

[illegible] اسلامی [illegible] کو چاہیے کہ [illegible] کو مضبوط بنانے کا خیال چھوڑ دیں [illegible] سے بہرہ ور [illegible]

اہلِ مغرب کو اپنا استعمال کر [illegible] اور ہر حال میں جنگ سے گریز کر [illegible] مسلمان تو [illegible] کے باوجود [illegible]

لیکن اس کے باوجود [illegible] استعمار کی یلغار جاری ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] کے سبب ہیں [illegible] اسرائیل [illegible]

[illegible] تمام کی [illegible] ہتھیاروں سے [illegible] کشمیر پر [illegible] تسلط کی راہ ہموار [illegible] اور [illegible]

مشرقِ وسطیٰ کے وسائل کو دبوچ لیا۔

[illegible] نے [illegible] اشعار کا [illegible] کا مفہوم یہ ہے کہ [illegible] کا مقصد اللہ کا قرب ہونا چاہیے [illegible] اللہ [illegible]

تو [illegible] اور امر اللہ کے بجائے جو [illegible] ہو جاتی ہے۔ یہ اشعار [illegible] کے تحت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible]

[illegible] کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ [illegible] جہاد کا [illegible] اسلام میں حرام ہے [illegible] جہاد [illegible] اور اسلام

میں اس کے اصول مقرر ہیں [illegible] کی رو سے شرکی قوت کو [illegible] ضروری ہے [illegible] اور [illegible]

کا خیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ [illegible] اور سالاروں [illegible] اقبال ان کی [illegible] جہاد اللہ کا نام

[illegible] اس لیے اقبال اس [illegible] جہاد [illegible] کا [illegible] مفہوم شر کی قوتوں سے [illegible]

میں شامل [illegible] کے ضمن میں اقبال نے اپنا موقف اس طرح [illegible] کیا:

[illegible] ایک قوم کو حق و صداقت کی [illegible] فرقے کی [illegible] دی جائے تو [illegible] کی رو سے اس دعوت پر [illegible]

اس کا فرض ہے [illegible] ان تمام [illegible] کو [illegible] استعمال کرے [illegible] مسٹر ڈکنس کا یہ [illegible] ہے کہ جنگ [illegible]

حق کی حمایت میں [illegible] ملک گیری [illegible] کی خاطر [illegible] اس کا ہر حال [illegible] ہونا چاہیے،

لیکن ہم دیکھ چکے ہیں [illegible] اور [illegible] اگر ہم اس میں [illegible]

کا ساتھی حاصل کریں تو ہو تا یہ کہ حرص و ہوس [illegible] کے لئے [illegible] اس [illegible] ۔ کوئی [illegible]

شرعیت بھی اس معاشرے کا [illegible] [illegible] کرنے [illegible] ہے ۔

بادہ ہوم [illegible] ایام [illegible] جنگ [illegible] ۲۲

... میرے نزدیک [illegible] ہوتا ہے ۔ اس کے حصول کے لئے [illegible] [illegible]

نظام و پیکار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

لیکن میں نظام و پیکار کو سیاسی حیثیت [illegible] [illegible] ... میرے [illegible]

[illegible] ہے ۔ ۲۳

اقبال نے یہ وضاحت بھی کی کہ [illegible] اسلام [illegible] [illegible] اقبال کی [illegible]

مقصد ہوا ۔ [illegible] اسلام کے [illegible] اسلام کے [illegible] اور جمہوری اصول [illegible]

[illegible] ہے ۔ [illegible] اسلام کی [illegible]

[illegible] اسلام کی [illegible] [illegible] ۔ اس [illegible]

اسلام کی پشت پر [illegible] سیاسی قوت [illegible] ۲۴

[illegible] تو [illegible] انہوں نے [illegible]

کی [illegible] اعتراضات کی [illegible] ہے

اس دورِ ترقی میں بھی ہیں جنگ کے حامی

[illegible] کے تنقید کی ہے خامی

دیتے ہیں بہت زور وہ تعلیم خودی پر

مطلب یہ ہے بن جاؤ مسولینی و ہٹلر

اقبال تو غیر اپنے تعصب سے ہیں بیزار

اسلام بھی کیا ایسی خودی کا ہے طرفدار؟ ۲۵

اقبال نے [illegible] اعتراضات کا [illegible] ہے ۔ اقبال لکھتے ہیں ۔

"مذہب اسلام جو [illegible] [illegible] [illegible] اور اس کی [illegible]

کے لئے حدود [illegible] کرتا ہے [illegible] حدود کے [illegible] اسلام [illegible] ہے [illegible]

مسولینی کی [illegible] ہٹلر کی [illegible] ہے ... [illegible]

جنگ کا حامی [illegible] جنگ کا حامی [illegible] کے [illegible] حامی ہو سکتا

ہے قرآن کی تعلیم کی رو سے [illegible] جہاد [illegible] ۲۶"

[illegible]

۳

[illegible]

[illegible] ہے [illegible] منظور [illegible]

تجربہ ہو چکا ہے "۳۱ [illegible] کے [illegible] اسلامی [illegible] کے [illegible] دوسرے [illegible]

خیال کیا۔ انہوں نے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اسلامی [illegible] اصول

[illegible] ہیں۔ [illegible] کی پیروی کر کے [illegible] قوم پرست مسلمان [illegible] مسلمانوں میں [illegible] کو [illegible] رہے ہیں (۱۰۰-۱۵۱

کی [illegible] ہیں [illegible] کی بنیاد [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible] میں مسلمان [illegible] سے بھی [illegible] ہیں۔

[illegible] اور [illegible] قوانین سے [illegible] ہے اور [illegible] سے [illegible]

[illegible] اور [illegible] سے دو چار [illegible] شعری [illegible] مقابل [illegible] کے [illegible] میں [illegible]

اور [illegible] قوم پرست مسلمان [illegible] اقبال [illegible] اسلام [illegible] ہیں جب [illegible] اقبال کے ماخذ کی بحث [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] کو [illegible]

سے [illegible] اقبال کے [illegible] کو [illegible] اور [illegible] اور اقبال کو اسلامی [illegible]

اس سلسلے میں [illegible] اور [illegible] کو بھی شامل [illegible] ہیں۔ [illegible] ۱۹۲۲ء [illegible] میں اقبال [illegible]

کی [illegible] کو [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] کر [illegible] ہے [illegible] کے [illegible]

devil اور saint [illegible] کے [illegible] ہیں؟ [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کی [illegible]

اور [illegible] نے مسلم [illegible] کو [illegible] کی [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] اقبال

"[illegible]" کے حوالے سے اور [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہے ۲۱ [illegible] کے حوالے سے [illegible] کی ہے ۲۲

"کیا [illegible] اقبال [illegible] ۹" [illegible] کے [illegible] کا [illegible] اقبال کا تصور [illegible] ۲۴

آئے۔ اقبال [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

کی علامت ہے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] "[illegible] کی [illegible]

تو مسلمان ہو جاتی ہے" [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] ہے [illegible]

اقبال کے تصور [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] کے [illegible] کی

[illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کا [illegible] اور [illegible]

کا [illegible] ہے۔ اقبال کا تصور [illegible] ہے اور [illegible] کو [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] ہے کہ [illegible] سے [illegible] کا [illegible] کرتے [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

[illegible] ہے) لیکن ان کے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اقبال کا تصور [illegible]

[illegible] کا [illegible] ہے۔ اقبال کی علامات میں [illegible] اور [illegible]

[illegible] شامل ہیں۔ [illegible] میں [illegible] سکتے ہیں [illegible] اسلامی [illegible]

[illegible] ہے کہ وہ [illegible] اور [illegible] سے [illegible] ہے۔ [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

سے اقبال [illegible] ہیں۔ [illegible] ہے۔ [illegible] کسی وقت [illegible] ہے اور [illegible]

دونوں کے تصادم سے کسی وقت دنیا کا امن تہ و بالا ہو سکتا ہے۔ اقبال اسی خطرہ میں [illegible] حق سے کہتے ہیں:

اے سوار اشہب دوراں بیا ۔۔ اے فروغ دیدۂ امکاں بیا

شورش اقوام را خاموش کن ۔۔ نغمۂ خود را بہشت گوش کن

خیز و قانون اخوت ساز دہ ۔۔ جام صہبائے محبت باز دہ

باز در عالم بیار ایام صلح ۔۔ جنگجویاں را بدہ پیغام صلح [38]

ملوکیت کے نظام کو بھی اقبال جنگ کے خلاف سمجھتے ہیں، خواہ وہ اسلام کی آڑ میں لڑی گئی ہو۔ یہ حال ہی [illegible] اقتدار [illegible] پرستش کی گئی ہو خواہ کسی بھی صورت میں ہو۔ اقبال اللہ کی حاکمیت کے قائل ہیں [illegible] دنیا میں حقیقی امن قائم [illegible]

مولانا [illegible] مسلمانوں کو [illegible] مسلمانوں کو اور ساری دنیا کو [illegible] سے کی [illegible]

ہے۔ [illegible] اللہ کا [illegible] اقتدار [illegible] کے ہتھیاروں اور طاقت کے [illegible] زیادہ [illegible] کرتا ہے

میانہ [illegible] دوران [illegible] ہے۔ [illegible] اللہ [illegible] ہے۔ [illegible]

اگر یہ مشورہ دیتے [illegible] اور [illegible] کا استعمال کر رہے ہیں [illegible] مسلمانوں کو چاہیے کہ

وہ طاقت اور [illegible] کے میدان میں [illegible] کہ وہ عوام کا استحصال [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible] مشورہ [illegible]

ہوتا۔ مولانا [illegible] نے [illegible] اور [illegible] کو اقبال کا [illegible] ہے اور [illegible] اقبال کی [illegible] قرار دیا ہے [39]

اگر یہ [illegible] ہے تو [illegible] اور [illegible] جنگ سے کیسے [illegible] ہے؟

[illegible] اقبال کی قوت [illegible] کو [illegible] اور [illegible] ہے۔ اللہ کی ایک [illegible] ہوا ہے۔ [illegible] اللہ [illegible]

کر بیٹھے اور [illegible] سے [illegible] کا [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال نے [illegible] قوت [illegible] سے [illegible]

کہ اللہ [illegible] اسلام کی [illegible] اور اقبال [illegible]

قائم [illegible] اسلام کی [illegible] اقبال کو [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] اقتدار [illegible]

[illegible] کے [illegible] اور [illegible] کو آزادی [illegible] اور [illegible] کر دیا ہے [illegible]

کے [illegible] اعلیٰ و ارفع مقاصد کا حصول [illegible] جس کے الفاظ میں [illegible] قوت [illegible] کہ وہ [illegible]

اتنی طاقت دیکھنا چاہتے [illegible] آزادی [illegible] اسلام کے [illegible] اصولوں کے مطابق اپنی زندگی اور [illegible] حاصل ہو [40]

[illegible] اور اعلیٰ و ارفع مقاصد کے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی اجازت [illegible] ہے۔ اقبال [illegible]

بھی ہے اور [illegible] جنگ کے [illegible] صورت [illegible] کا [illegible] طرف سے [illegible]

جنگ سے [illegible] کو [illegible] میں [illegible] اقبال کے [illegible] مقاصد کے [illegible] ہے اور [illegible]

اقبال [illegible] کے [illegible] ہیں اور [illegible] کے قائل ہیں [illegible] قائم کر سکتے [illegible]

حاصل کرنا ضروری ہے کہ ظالموں کو ظلم سے باز رکھا جا سکے۔

حوالے اور حواشی

۱. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۶۳

۲. اصل انگریزی متن کے لیے دیکھیے، The Sword and the Sceptre مرتبہ وحید حسن، صفحات ۲۸۹، ۲۹۰

پہلے باب میں "مستشرقین" کے عنوان کے تحت اصل متن کا مختصر حصہ نقل ہوا ہے۔

۳. تفصیل کے لیے پہلا باب، بعنوان "مستشرقین"

۴ تا ۶. Modern Islam in India لندن ایڈیشن، صفحات (علی الترتیب) ۱۱۰، ۱۲۲، ۱۲۳

۷. Islam in Modern History — صفحہ ۹۵

۸. مطالعۂ اقبال میں پہلا اقبال، شمارہ ۲، صفحہ ۷۹

۹. "ادب اور زندگی" — مشمولہ "افکار"، صفحات ۳۲۹ تا ۳۳۱

۱۰. "فلسفۂ شاہین" — مشمولہ "مقام اقبال حیاتِ اقبال میں" — صفحات ۲۳۹، ۲۴۰

۱۱. ترقی پسند ادب، صفحہ ۱۱۹

۱۲. اقبال کا علم کلام، صفحہ ۱۵۵

۱۳. ۲۳ فروری ۱۹۵۲ء

۱۴. "افکار" — کراچی، دسمبر ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۰

۱۵. Thus Spoke Firaq — صفحہ ۷۳

۱۶–۱۷. تفصیل کے لیے دیکھیے، "مطالعۂ اقبال میں پہلا اقبال" مشمولہ، شمارہ ۲، صفحات ۶۲ تا ۷۰

۱۸–۱۹. Iqbal in Final Countdown — صفحات ۱۵، ۲۵

۲۰. دیکھیے، "زمانہ کہ زنجیر" — مشمولہ "اقبال ریویو" — حیدرآباد، نومبر ۱۹۹۵ء

۲۱. "دو اقبال" — مشمولہ "مطالعۂ اقبال" مجموعۂ مقالات اقبال سیمینار لکھنؤ، صفحہ ۱۲۷

۲۲. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۴۹

۲۳–۲۴. The Sword and the Sceptre صفحات ۲۸۹–۲۹۰؛ دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۲، صفحات ۲۲۹ تا ۲۳۵

اقبال کا یہ مکتوب بنام پروفیسر نکلسن مورخہ ۱۹۲۱ء Discourses of Iqbal میں شامل ہے۔ (صفحات ۱۸۹ تا ۱۹۶)

۲۵–۲۶. دیکھیے، مقامِ اقبال حیاتِ اقبال میں، صفحات ۲۶۱ تا ۲۶۳ — نیز کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، ۲۱۳، ۲۱۴

۲۷. سائلِ اقبال، صفحہ ۱۲۵ اس ضمن میں ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں:

"ترکوں اور ناصر یا [illegible] جیسے لوگوں اقبال اسلام کی صورت میں مشرق سے ایک ایسی [illegible] کے [illegible] اور چند اور ایک بڑی بی [illegible] طور پر [illegible] کے اور کچھ نہیں ہو سکا۔ مشرقی روحانی کے اس [illegible] سے بہرہ ور ہوگا جس سے مستقبل میں انقلاب پیدا ہونا یقینی ہے اور جس کے [illegible] اور جس کے ساتھ ہم [illegible] ہوں گے [illegible] اسلام کے مغربی مقاصد کے مترجم یا [اقبال کا پیغام] بار بار طور پر باقی ہے۔"

۲۸. Islam in Modern History ص ۹۵

۲۹. ہندوستان میں اقبالیات، [illegible] کے [illegible] اور دوسرے [illegible]، صفحہ ۱۵

۳۰. دیکھیے، "اقبال اور [illegible]" مشمولہ "اقبال [illegible]" صفحات [illegible] // ۳۱. اقبال ذہنی ارتقا، مطالعہ ۱۳۳، ۲۱۸، ۱۸۸

۳۲. The Sword and the Sceptre ص ۲۸۲

۳۳. مثلاً احتشام حسین لکھتے ہیں کہ "دنیا [illegible] المشرق [illegible] نازل ہو جاتی تھی یا [illegible] پیرس ہوگی؟ [illegible] کے [illegible] کو روک سکے گا کیا [illegible] ہو گئے اور نیابت الہی کی منزل [illegible] [illegible] کی منزل ہوگی یا صرف جبر کی؟" (تنقید اور عملی تنقید، ۲۲۲، ۲۱)

ڈاکٹر [illegible] اپنی رائے ظاہر کی کہ "[illegible] مذہبی اور قومی [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] مذہبی اور قومی [illegible] کے [illegible] اور [illegible] اسلامی تاریخ [illegible] ان کی مثالیں [illegible] میں کم [illegible] اقبال نے [illegible] مذہبی اور قومی [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کر دیا کہ [illegible] کو گمراہ کیا ہے۔" ([illegible] ۱۹۹۰ء، ص ۹۲)

احتشام حسین کے [illegible] سوال کا جواب [illegible] اقبال [illegible] اور ان کا [illegible] (Discourses of Iqbal) ص ۱۰۸۔

ڈاکٹر [illegible] ان دانشوروں کو [illegible] کشمیری [illegible] نظام [illegible] اور دو ملکوں کو [illegible] مثالوں میں سے ایک مثال [illegible] ہے۔ اقبال کے [illegible] کے بجائے ڈاکٹر [illegible] کہ [illegible] سے زیادہ [illegible] اور اس کا [illegible] کیا ہے؟

۳۴. کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، صفحات ۳۲۹ ـ ۳۳۰

۳۵. دیکھیے، اقبال کی نظم "[illegible]" (ابھی مغربی اور مشرقی "[illegible]")، کلیاتِ اقبال اردو، [illegible] ۲۱۱ ـ ۴۱۲

۳۶. دیکھیے بالِ جبریل کی نظم "[illegible]"، کلیاتِ اقبال اردو، [illegible] ـ ۴۳

۳۷. دیکھیے، ضربِ کلیم کی نظم "[illegible] سینا" جس میں [illegible] کو [illegible] کا [illegible] کیا ہے۔

۳۸. مکاتیبِ اقبال فارسی، صفحہ ۹۴

۳۹. اقبال ریویو، حیدرآباد، [illegible] ۱۹۹۵ء، صفحات ۵۴ ـ ۵۵ || ۴۰. [illegible] اور [illegible]، ص ۱۰۸

۵۔ کیا اقبال قدامت پرست اور رجعت پسند ہیں؟

کانٹ ویل سمتھ کی کتاب [Modern Islam in India] کا حوالہ ۔ "رجعت پسند اقبال" (Iqbal the Reactionary) کے عنوان سے [illegible]

کیا گیا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] (conservatism) [illegible]

[illegible] (modernism) [illegible]

[illegible] (orthopraxy) [illegible]

[illegible]

[illegible]

ضبط ملت است۔[2] اس وجہ سے ماضی کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں :

> ہاں یہ سچ ہے چشم بر عہد کہن رہتا ہوں میں
>
> اہل محفل سے پرانی داستاں کہتا ہوں میں[3]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اقبال کی [illegible]

[illegible]

... [illegible]

[illegible] کا یہ تصور !

> مزرع تسلیم را حاصل بتول
> مادران را اسوۂ کامل بتول
>
> نوری و ہم آتشی فرمانبرش
> گم رضایش در رضای شوہرش
>
> آن ادب پروردۂ صبر و رضا
> آسیا گردان و لب قرآن سرا[4]

[illegible] اقبال سے [illegible] ایک [illegible] عورت میں اس طرح اشارہ [illegible]

میں بھی مظلومیِ نسواں سے ہوں غمناک بہت

نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے مربوط کرنے میں "علامہ اقبال، اشتراکیت اور ملا" کے مصنف نے عورت کے حوالے سے اقبال پر قدامت پسندی کی مہر ثبت کی ہے۔ حد یہ ہے کہ یوسف حسین خاں جیسے عالم اور وسیع النظر شخص نے بھی ڈاکٹر سنہا کی کتاب پر تبصرے کے ضمن میں لکھا ہے "یہ صحیح ہے کہ عورت کے بارے میں اقبال کا انداز فکر کسی حد تک قدامت پسندانہ ہے اور بہ حالات اس کی فکر کا ایک کمزور پہلو ہے۔ انہوں نے یقیناً اس مسئلے پر کما حقہ غور نہیں کیا۔ عورتوں کے بارے میں اقبال کو اس بات پر اصرار ہے کہ انہیں مغربی طرز زندگی کی برائیوں سے بچایا جائے مگر آہستہ آہستہ ان کی زندگی میں سدھار [illegible] نہیں"۲۰

۲

اقبال اسلام کی حقانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جو اسلامی شریعت پر کاربند نہیں ہیں۔ "اور حدودِ مصطفیٰ جاوداں ہیں" اور اسلام کے بنیادی پانچ ارکان کی پابندی کرتے ہیں۔ اسلام کو ایک آئینی اور مثالی ہونے کی حیثیت سے قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے مرد کا مثالی تصور "اسوۂ رسول" ہے۔ جدید عورتوں کے فتنے قرآن سے انحراف نہیں کرتے اور مطالبۂ مساوات کے حامی ہیں۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جن کی بنا پر اقبال کو قدامت پرست اور رجعت پسند ثابت کرنے کے لیے اقبال کے خلاف مواد اکٹھا کیا گیا ہے۔ وہ معترض انہیں سرسری [illegible] کر کے اقبال کو رجعت پسند قرار دینے پر مصر ہیں اور وہ مسلمان [illegible] بھی جو فکرِ اقبال کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اقبال پر [illegible] کا الزام عائد کرتے ہیں۔ یہ اعتراضات اگلے باب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

رجعت پسند، ترقی پسند کی ضد ہے۔ یہ دونوں اصطلاحیں اشتراکیوں کی ہیں۔ "ترقی پسند" (progressive) وہ ہوتا ہے جو اشتراکی ہو اور ترقی کا حامی ہو۔ اس کے برعکس جو ہو وہ "رجعت پسند" (reactionary) ہے۔۲۱ اشتراکیوں کی یہ اصطلاحیں اقبال کے ضمن میں بے کار ہیں۔ یہی حال "قدامت پسند" (conservative) اور "متجدد" یا "جدید" (modern) کا ہے۔ ڈاکٹر [illegible] اقبال صاحب بھی انہیں سے اس اقبال کو "لبرل" ثابت کرتے ہیں۔۲۲ ملک صاحب [illegible] کیا صحیح نہیں کہ اقبال لبرل ازم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ دراصل یہ اصطلاح حقیقی مفہوم کی حامل نہیں ہے۔ "لبرل ازم" کا جو مفہوم ہے (انیسویں صدی کے اواخر سے جنگ عظیم اول تک [illegible] متوسط طبقے کی [illegible] اور اس طبقے کے مقاصد۔۲۳) اس کی رو سے اقبال کو کسی طور پر "لبرل" کہنا درست نہیں۔ "لبرل" سے مراد حریت پسندی [illegible] اسلام اور اقبال دونوں لبرل ہیں۔ "آزاد خیالی" مراد ہیں تو اقبال اس کے قائل بھی ہیں اور مخالف بھی۔ اقبال نے مسلمان لبرل دانشوروں کی مذمت کی ہے لیکن انہیں [illegible] کیا ہے۔۲۴ اقبال کو "راسخ العقیدہ" (orthodox) کہا جا سکتا ہے مگر وہ "ادعائی" (dogmatic) نہیں ہیں۔ [illegible] اقبال کے لیے "لبرل" اور "بنیاد پرست" (fundamentalist) دونوں اصطلاحیں [illegible]۔ حقیقت یہ ہے کہ "قدامت پسند"، "رجعت پسند"، "ماڈرن"، "لبرل" [illegible] "بنیاد پرست" [illegible] کوئی ایک اصطلاح تعبیرِ اسلام کا احاطہ نہیں کرتی۔ یہ سب مغربی اصطلاحیں ہیں اور مغربی معنوں میں [illegible] کے لیے وضع کی گئی ہیں۔ "بنیاد پرستی" کی اصطلاح سے اس کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ اس اصطلاح کا مفہوم اہل مغرب کے نزدیک مذموم اور تشویش ناک ہے۔ اقبال اسلامی اقدار کے علمبردار ہیں لیکن ان مغربی معنوں میں نہیں۔ اسی طرح "بنیاد پرست" کی اصطلاح ہے۔ اسلام کے حوالے سے مغرب میں یہ اصطلاح بھی مذموم اور پرتشویش ہے۔ ان معنوں میں اقبال "بنیاد پرست" نہیں ہیں۔ مغرب والے سیاسی اسلام کے حامیوں کو بنیاد پرست قرار دیتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک اسلام [illegible] ایک سماجی نظام رکھتا ہے اور وہ اسلامی اقدار کی طرح اس کے علمبردار ہیں، تاہم [illegible] کے حق میں نہیں تھے۔ اقبال جن معنوں میں [illegible] ان معنوں میں

اسلام کو بھی موجب تصور کرتے ہیں۔ ایک نہ ایک اسلام ماضی حال اور مستقبل پر حاوی ہے۔ اقبال اصلاً اسلام کے مروجہ مستور و مبلغ ہیں۔[۲۵] ہمکنوئے شجاعت، امانت، صداقت اور صبر کو ترمیم بلکہ مواقع متنا ہی متحرک ہیں اور اپنے زمانے سے دراصل ملت کی مشرقی کو جو یہ مسلم مانا ہے اور اسلام کی ایک [illegible] کے ضمن میں اصول کو اجزا قبیل پیش کیا ہے[۲۶] ہمکنوئے شجاعت، صداقت، امانت، صداقت، متحرک ہیں اور اسلامی الوقت سبھی مخصوصات ازلی اسلام کی علامات ہیں۔ اقبال ان سب کے علمبردار ہیں۔ مسلمان صحابہؓ ہی تھے جو شرق و غرب میں پھیل گئے تھے۔ اسلامی معاشرہ تب ماضی میں تھا۔ محمود اور شہاب الدین غوری جہانگیری و بادشاہت اور روحانی تصوف کا نمونہ ہے۔ اقبال نے ان تینوں کی پرورش [illegible] کی ہے۔ مواقع سے ہمکنوئی مراد کلاہی کے مواقع ہیں۔ ہر مومن کی نظر مطالعہ اور پیش دوام پر ہے۔ اسلام سرمایہ انسانی رزق حلال کی جستجو کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور متحرک و قوت آمیز (dynamic) مسلم معاشرہ دور حاضر سے پوری طرح بہرہ ور تھا۔ تاہم ان کی نظر ترقی سے زیادہ کامیابی پر تھی۔ مسلمان معاشرے کی ترقی! مزدوری اور مواقع کی تلاش کو سطراور ادا کر سکتے عالمی تناظر میں ان کی اہمیت شروع ہی سے مسلم اقبال کے مرکز ہے۔ لاہور کی حقیقی کامیابی کا راز اپنے وسائل سے منسلک ہے۔ یہی ہمت جو دولت کا فرق سمجھی ہے۔ وسائل کی دولت کے مقابلے پر اسباب زر و سیم کی کوئی اہمیت نہیں

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ

ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زر و سیم![۲۷]

ہمکنوئی نظر پورے کلام اقبال پر حاوی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم مرشد کی رہنمائی میں اہل علم سے مراد [illegible] میں۔ ماضی دراصل ہیں بلکہ عبداللہ انور بیگ کی کتاب سے نقل کیا ہے[۲۸] اگرچہ دو میں کسی بیت اور دو اشعار اور بھی ہیں نہیں۔ تب وہاں کی بسر اقبال کے بارے میں صرف علاوہ تاہم کی ماضی ہے وہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

یاد عہد رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے   میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

سامنے رکھتا ہوں اس دور نشاط افزا کو میں   دیکھتا ہوں دوش کے آئینے میں فردا کو میں

اقبال ماضی کے آئینے میں مستقبل کو دیکھتے ہیں اور ان کی نظر ماضی، حال اور مستقبل تینوں پر ہے۔ اقبال کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک

دلیل کم نظری قصۂ جدید و قدیم[۲۹]

مستشرقین حضرت اقبال کو قدامت پرست یا ماضی پرست کہنے والے اسی کم نظری کا شکار ہوئے ہیں۔

۳

اقبال تغیر و ثبات اور جدید و قدیم کے ضمن میں متوازن نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ فرد کی ماضی مرکزیت کے لیے قرآن کی تاثیر کا ذکر کرتے اقبال لکھتے ہیں کہ "الفتہ ہمیں یہیں ہونا چاہیے تو یہ کہ ہر شے میں تغیر ہی ہے۔ ان میں عنصر ثبات کا ایک عنصر بھی موجود ہے ... زندگی چونکہ ماضی کا بوجھ لے کے آگے بڑھتی ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس میں تغیر و تبدل کا جو نقشہ ہم نے قائم کیا ہے اس میں قدامت پسندانہ قوتوں کی قدر و قیمت اور وظائف نظرانداز نہ کریں۔ تعلیمات قرآنی کی یہی وہ حقیقت ہے جس کا لحاظ رکھتے ہوئے جو حقیقت کو اپنے ادارات کا محور لیا ہوتا ہے[۳۰]

سائنس کی فراہم کردہ ترقیات و سہولیات سے دنیا مسرور مانوس ہو رہی ہے۔ سائنس نے مغرب کو قوت دی ہے۔ علم دین کے سرچشمے حرم

مغربی تہذیب کا درخشاں پہلو ہیں۔ سرسید نے علم و فن کی ان معاملات کے ساتھ مغربی تہذیب کو بہ حیثیت مجموعی قابل تقلید سمجھا۔ رد عمل میں خانقاہ کے حرف اور بانی کی پائیب سے بھی بیزاری ظاہر کی گئی[٣١]۔ پی ایچ ڈی۔ [illegible] اقبال پر تبصروں اور تحریروں کے اعتراضات کے ساتھ شیخ محمد اکرام کی یہ رائے بھی درج کی گئی ہے کہ "اگر قدیم کو بطور اصول ترک کیا جائے تو ماضی کا رشتہ جس سے قومی شیرازہ مربوط ہے ٹوٹ جائے... اس طرح اگر دور جدید سے تو جہی برتی جائے تو مستقبل کی ترقی اور نشو و نما کا راستہ مسدود ہو جائے[٣٢]" شیخ محمد اکرام کا یہ تجزیہ بھی درست ہے کہ "اقبال بار بار اہل مغرب مولویوں کی طرح ملامت پرست ہیں۔ وہ مغرب کی اندھی تقلید کا مخالف ہے، لیکن اچھی چیزیں اخذ کرنے میں اسے کوئی عذر نہیں۔ سمجھتا تھا کہ [illegible] کے مطابقات ضروری سمجھتا ہے[٣٣]" کاش یہی سوچ پیروانِ اقبال کی بھی درست ہوتی کہ "اقبال ادراک و روحانی کے سبھی پہلوؤں سے جب کچھ مثالی مغرب بچا سکیں اور کمال بھی درون بخشی تھی۔ وہ اتنی اچھی نہیں تھی کہ اقبال اسے معیار بنا لیتے[٣٤]؟"

اگر پیروی مغرب (Westernization) سے جدید برتی (Modernization) کو الگ کر کے دیکھا جائے تو اقبال کی دعوت [illegible] مستقبل کے میں مو [illegible] سکتی ہے۔ ہمارا معاشرہ شاہ ولی اللہ اور علامہ اقبال کی راہنمائی کے باوجود ابھی تک افراط و تفریط کا شکار ہے۔ ایک طرف [illegible] پرستی کا دور ہے اور دوسری طرف یہ دعوے ہیں کہ اقبال کا موقف احساس کمتری کا مظہر ہے کہ سائنسی علوم کی طرف رجوع [illegible] اپنے اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ پروفیسر [illegible] لکھتے ہیں کہ ہم جسے مغربی تہذیب کہتے ہیں، ملاً ایک عالمی تہذیب ہے۔ ہم اسی مغربی تہذیب کا حصہ ہیں اس کا کائناتی نظریہ (world view) اور روحانی قدروں کے متعلق ان کا فلسفہ مغرب کی سائنس اور ٹیکنالوجی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات نہیں ہو سکتی کہ سائنس کو قبول کر لو اور اپنے مذہب کی روایت اور اقدار کو جوں کا توں برقرار رکھو۔ ان دو باتوں کا میل نہیں ہو سکتا[٣٥]۔ اقبال کے مطابق سائنسی علوم سمیت مغربی تہذیب کے تمام فروغ اصولوں کا سرچشمہ اسلام ہے لہذا اسلام اور سائنسی علوم کی مغائرت کا سوال ہی نہیں ہے۔ اقبال کا کہنا ہے:

"میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اسلام مغربی تہذیب کے تمام فروغ اصولوں کا سرچشمہ ہے۔ یورپ میں سائنس کا چرچا اسپین کی یونیورسٹیوں سے ہوا تھا... کسی یورپین کا یہ کہنا کہ اسلام اور علوم یکجا نہیں ہو سکتے، سراسر تعصب پر مبنی ہے اور مجھے تعجب ہے کہ علوم اسلام اور تاریخ اسلام موجود ہوتے ہوئے کوئی شخص کیونکر یہ کہہ سکتا ہے کہ علوم اور اسلام یکجا جمع نہیں ہو سکتے...[٣٦]"

آل احمد سرور نے مغرب کی پیروی کے لیے "جدید کاری" اور "پیروی مغرب" کے لیے "مغرب کاری" کی اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ [illegible] کا یہ موقف ہے کہ جدید کاری کے عمل کے دوران مغرب کاری کے مضمرات سے بچا جا سکتا ہے۔ "ترقی" سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مغرب کاری کو جو کہ مغرب کے راستے ہو چکے کا اندازہ [illegible] لیا گیا ہے اس لیے مغرب کے ان مسائل سے اہل مشرق بھی دوچار ہیں۔ صنعتی اور سائنسی منظر نامے میں [illegible] ہے کہ وہ [illegible] بیٹھا ہے۔ مادی خوشحالی اور مادیت کے غلبے نے [illegible] اور روح کو [illegible] کر دیا ہے۔ انسان کی [illegible] ہو گئی ہے۔ جمہوری ادارے جمہوری آواز [illegible] یا سرمائے کے ہاتھوں میں کھلونا ہیں۔ مرد کی آزادی کی لے اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ ہر سماجی اور اخلاقی پابندی سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ ملازمت کی [illegible] اور [illegible] بیزاری ہے۔ عورت کی [illegible] تمام آرزوؤں [illegible] مشترکہ بیزار سا دیا ہے... تعلیم نے ہمارے ہر [illegible] سیرت سازی پر توجہ نہیں کی اس نے علم دیا بصیرت نہیں دی۔ ہمارا سطحی [illegible]... جمہوریت سے تو محروم نہیں لیکن جدید کاری [illegible] مغرب کے نقش قدم پر [illegible] کے چلنے سے روکا جا سکتا ہے[٣٧]"

اقبال کے اس عمل سے [illegible] دستور [illegible] ہے۔[۲۸] اقبال اسلامی دستور [illegible]

اور [illegible] اور اصل اسلام کا [illegible] کی قدامت سے وابستہ نہیں [illegible] تعبیر [illegible] کا تعلق آج اور [illegible]

سے ہے۔ اقبال [illegible] حقوق کے [illegible] ہیں۔ وہ جاگیرداری کے خاتمے [illegible]

ہیں۔ اقبال [illegible] سرمایہ داروں [illegible]

[illegible] ہے۔[۲۹] اقبال اسلام کی [illegible]

"[illegible] زمانہ بدل چکا ہے اور [illegible] اسلام [illegible] سے متاثر اور دو چار ہو رہی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] استدلال اور تعبیرات [illegible]؟"[۳۰]

عورت کے [illegible] میں اقبال [illegible] یورپ سے [illegible] عورت [illegible] آزادی [illegible]

[illegible] ہے۔ اقبال [illegible] عورت [illegible]

[illegible] ہے۔ اقبال [illegible]

[illegible] عورت [illegible]

[illegible] عورتوں کی [illegible]

[illegible] ہے۔[۳۱] [illegible] اقبال [illegible] علم [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] اسلام اور [illegible]

[illegible]

[illegible] کا اظہار [illegible] ہوا۔[۳۲]

۷

عورت کے معاملے میں [illegible] اقبال کو "قدامت پرست" ٹھہرایا ہے۔ [illegible] رقم طراز ہیں:

"آزادیٔ نسواں کے مسئلے میں اقبال [illegible] ہیں۔۔۔ [illegible]

[illegible] مرد اور عورت کے باہمی تعلق میں اقبال نے عورت کو [illegible] مرد کے [illegible] ہے۔

[illegible] عورت [illegible] ہے۔۔۔ اور آخری [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]" [۳۳]

[illegible] اقبال [illegible]

گیا ہے کہ پروفیسر فرزانہ اور صادق کے "معصوم سوال" [illegible] کے اقبال نے عورت کا مقام" کی تلخیص "موضوع مثال" میں شامل کرتے ہیں۔ [illegible] کا [illegible]

دلوں پر ہوتا ہے ۔ "مقصد یہ کہ اقبال نے "مطالوی سوال" سے [illegible] پہرے کے باوجود [illegible] کو [illegible] کرے جس کا [illegible] ہیں پر [illegible] کا [illegible]

اعتراف وہ یوں کرتے ہیں جس کی مطالوی سوال ۔ پہرے [illegible] نہیں / نہیں مگر اس عورت مشکل [illegible] ہیں پروفیسر فرزانہ اور صادق [illegible]

معصوں کی تان اس کے پر [illegible] ہے کہ مفکر اقبال کا [illegible] واسطہ تو ہی ہے جس میں [illegible] عورت کا وجود کہیں دکھائی نہیں دیتا۔[۵۰] اس سے قبل کی

اعتراض سردار جعفری نے بھی کیا تھا[۵۱] اور اقبال پر لکھنے والے کئی دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے۔[۵۲]

چونکہ کانفرنس [illegible] ، [illegible] ، [illegible] سردار جعفری ، [illegible] فرزانہ اور صادق ، اور دوسروں نے اقبال کی [illegible] کو [illegible]

اقبال کو [illegible] اعتراض بنایا ہے وہ اس لیے [illegible] ہے ، پورا ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

جو ہر مرد عیاں ہوتا ہے بے منت غیر — غیر کے ہاتھ میں ہے جوہر عورت کی نمود

راز ہے اس کے تپ غم کا یہی نکتہ شوق — آتشیں اور [illegible] تخلیق سے ہے اس کا وجود

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرار حیات — گرم اسی آگ سے ہے معرکہ بود و نبود

میں بھی مظلومی نسواں سے ہوں غمناک بہت — نہیں ممکن مگر اس عقدہ مشکل کی کشود[۵۳]

بیشتر معترضین نظم کا مطلب [illegible] ۔ اس نظم کا تعلق عورت کے اس [illegible] سے ہے جو اس کے [illegible] کا [illegible]

سے سبب [illegible] کہ [illegible] ہیں[۵۴] سید [illegible] کے [illegible] کی "زمرہ حقیقت" یہ ہے کہ عورت مرد کی [illegible] کا [illegible]

عورت بچے پیدا کرتی ہے اور مرد [illegible] کے [illegible] نے [illegible] کیا ہے ، [illegible] اور معترضین کا [illegible]

بچوں کی پیدائش پر [illegible] ہے [illegible] کہ اقبال نے [illegible] مرد [illegible] ۔ کا [illegible] کہ اقبال نے اور [illegible]

حل ہے [illegible] ہر بچے کے وجود میں اقبال [illegible] ۔ عورت [illegible] تخلیق سے عاری ہوتی تو معرکہ [illegible] بود و نبود [illegible]

تخلیقی عمل میں [illegible] کا [illegible] ہے جس کا کوئی [illegible] [illegible] بہت زیادہ تکلیف کا [illegible][۵۵] [illegible]

اس کا [illegible] کے ذریعے بچے کو ماں [illegible] ۔ [illegible] درست ہے [illegible] کو پیٹ میں عورت [illegible] ہے اور پرورش [illegible]

کے پیٹ کا [illegible] ہے ۔ معترضین کا یہ کہنا کہ اقبال "مظلومی نسواں" کا حل تلاش کرنے میں ناکام رہے ۔ [illegible]

معترضین بتائیں کہ عورت کی اس مظلومی کا حل کیا ہے ؟ جہاں تک "جوہر مرد عیاں ہوتا ہے بے منت غیر" کا تعلق ہے [illegible] دوسرے [illegible]

میں درست نہیں ہے ۔ یہ بات مفکر اقبال کی مرد سے [illegible] نے اس کی [illegible] ۔ اقبال نے [illegible] کیا ہے ۔

" کوئی ایسا شخص [illegible] ہوگا جو اپنی ماں کی [illegible] ہو یا بہنوں کی [illegible] اس کے دل پر

[illegible] وہ [illegible] مرد [illegible] ۔ [illegible] ہیں کہ عورت کی [illegible]

کے اندر [illegible] اس کی مرد سے [illegible] ہے "[۵۶]

الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کا عام [illegible] ہے کہ مرد عورتوں کے محافظ ہیں ۔ مولانا مودودی نے لکھا ہے کہ "قوام اس

شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو"[۵۷]

[illegible] کا یہ کہنا کہ اقبال نے "الرجال قوامون علی النساء" سے [illegible] کیا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ [illegible] کے مرد [illegible] یہ نکتہ فہمی اور اقبال کا [illegible]

یہ بات نہیں ہے۔ اقبال نے اس پر کوئی گرفت کی ہے۔ کسی آیت میں اللہ نے مرد کی فضیلت کا ذکر ہی کیا ہے اگر یہ [illegible] بھی [illegible]

مستشرقین زیادہ پرجوش ہوتے ہیں۔ اس فضیلت کو "فوقیت" کے معنوں میں لیا ہے[54] مرد کی وہ خصوصیات جو قرآن [illegible] بات ہی

سمجھنے کے لیے صرف اس نکتے پر غور کافی ہے کہ امریکہ کی تاریخ میں کسی عورت نے ملک کی سربراہی اور فوج کی کمانڈ پر فائز ہوئی ہے [illegible]

ایسی صورت کی اطاعت شعاری کا ذکر ہے۔ اس اطاعت شعاری میں معاملات کی دیکھ بھال اور [illegible] کا دارومدار ہے۔ یہ نکتہ [illegible]

ہے کہ سرمایہ دار فوج میں ہر فوجی کے لیے لازمی ہے کہ [illegible] امیر کا حکم مانے [illegible] نظم قائم رہے اور اہداف حاصل ہو سکیں [illegible]

روکا نہیں ہے۔ [illegible] فوجی [illegible] امیر کا حکم [illegible] اسلام میں بیوی خاوند کا [illegible]

کے منافی ہے۔ تاہم [illegible] فوج میں [illegible] نظم و ضبط [illegible] مساوات کے منافی نہیں [illegible]

اقبال کا اسلامی نقطۂ نظر ان کے حسب ذیل بیان سے واضح ہے:

> "الرجال قوامون علی النساء [illegible] قانون کی رو سے [illegible] یہ منشا ہرگز معلوم نہیں ہوتی کہ مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ [illegible] فطری رو سے [illegible] کے ہوتے ہیں ... عورت کے حیثیت عورت اور مرد کے حیثیت مرد [illegible] خاص دائرہ [illegible] فرائض ہیں۔ ان فرائض میں اختلاف ہے، اگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عورت ادنیٰ ہے اور مرد اعلیٰ۔ ہر شخص کا [illegible] ہے [illegible] یہ ہے کہ جہاں تک مساوات کا تعلق ہے اسلام کے [illegible] مردوں میں کوئی فرق نہیں ... [illegible] اسلام نے عورتوں کو [illegible] اس [illegible] عورت کو اسی طرح مرد سے ادنیٰ درجہ پر نہیں رکھا ... سب سے اول اسلام ہی نے اس امر کا اعلان کیا کہ عورت اپنی جائداد [illegible] کا حق رکھتی ہے ... [illegible] ۱۸۷۵ء [illegible] انگلستان میں عورت جائداد کی مالک نہ تھی۔ اس کی جائداد [illegible] وقت [illegible] کی جائداد میں [illegible] ہو جاتی تھی ... تعجب کی بات ہے کہ اولاد کی ولایت کا حق انگلستان [illegible] اس وقت [illegible] اسلام میں یہ حق ہمیشہ سے موجود ہے۔ [illegible] تمام [illegible] قومیں [illegible] اسلام کا تتبع کر رہی ہیں [illegible] اس طرف توجہ دلا دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یورپ [illegible] کے معاملے میں اسلام سے بہت کچھ سیکھا ہے"[55]

مستشرقین نے اقبال کی [illegible] عورت کے [illegible] جو اعتراضات کیے ان کا جواب وہ اپنی زندگی میں دے چکے تھے [illegible] اعتراضات "[illegible]" کے [illegible] "[illegible]" "[illegible]" [illegible] الفاظ سے ظاہر ہو گیا ہے۔ مستشرقین کی [illegible] اقبال [illegible] نہیں تو کم از کم "الرجال قوامون علی النساء" ہی سے استنباط کرتے اور اسے ناقص ٹھہرا دیتے۔ لیکن اللہ کا قول [illegible] کیسے [illegible] یہ وقت [illegible] نہیں [illegible] کے تناظر میں [illegible] کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ [illegible] کہ اسلام عورت کو [illegible] چہرے کا پردہ ضروری ہے! [illegible] اقبال اس پردے کے [illegible] حامی تھے۔[56] [illegible] معاشرے میں عورت [illegible] اقبال [illegible] اسلام سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف [illegible][57] [illegible] عورتوں کو اسلامی تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور [illegible] "آزادی" کے فریب میں مبتلا ہونے سے روکتے ہیں[58] [illegible] معترضین [illegible]

وہ اشتراکی ہوں یا جمہوری، مستشرقین ہوں یا مغرب کے حامی، لیکن خود اسلام اور اقبال کے جس پہلو کو وہ سب سے زیادہ کمزور سمجھتے ہیں وہی جدید مغرب کا سب سے کمزور پہلو ہے۔

مغرب کی آزادی نے عورت کو مردوں کی حاکمیت سے آزاد کیا لیکن تمام آزادی سے [illegible] مردانی، معاشی اور جنسی [illegible] کے [illegible] دے دی۔ مغرب میں ماحول، عورت کی جو لیپ [illegible] اور اس سے [illegible] مسائل پیدا ہوئے [illegible] میں [illegible] ایک جنسی انتشار سے پیدا سوال کیا جاتا ہے۔ چارلس جے سائکس (Charles J Sykes) کی کتاب (A Nation of Victims) کے ایک باب کا عنوان "جنسی ڈراؤنا خواب" (The Sexual Nightmare) ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ بقول [illegible] "امریکہ میں [illegible] (rape) [illegible] ہے" [illegible] جنسی آزادی [illegible] کو [illegible] "ثقافت زنا" (The Rape Culture) [illegible] ایک [illegible] ہے۔ [illegible] ایک [illegible] عنوان "ثقافت زنا بالجبر" [illegible] کیا ہے جس کی تفصیلات عبرت انگیز ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ بقول ڈیانا رسل (Diana Russel) [illegible] جنسی درندگی (rape) کا شکار ہو جاتی ہیں۔ امریکہ کے ایک قومی ادارے (National Victim Center) کے مرتب کردہ [illegible] مطابق ۱۹۹۰ء میں بالغ عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کی وارداتوں کی تعداد چھ لاکھ اسی ہزار [illegible] مسلمان عورت کی عزت کا محافظ [illegible] مغربی عورت اس محافظ سے محروم ہو کر وقت سے دو چار ہے۔ اس وقت کا [illegible] سے آسانی کیا جا سکتا ہے۔

"Rape is seen as expression of Western civilization's fear and hostility toward woman – a product of phallocentric political, economic, and social forces that demand the submission and humiliation of woman"

اسلام میں زنا کی روک تھام کے لیے سخت قوانین ہیں۔ مسلمان عورت کو مرد جو محافظت فراہم کرتا ہے اس کی حقیقت [illegible] مسلمان معاشرے میں عورت کا محافظ باپ اور بھائی ہوتا ہے۔ شادی کے بعد شوہر اور بڑھاپے میں بیٹے کی محافظت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ [illegible] یہاں ہر لڑکی جانتی ہے کہ باپ کو بیٹی، بھائی کو بہن، شوہر کو بیوی اور بیٹے کو ماں کی عزت و عصمت اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اقبال کا یہ مصرع: "نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد" [illegible] ہے۔ [illegible] عورت کو [illegible] کر رہا ہے۔ وہاں اب نسوانیت زن کا محافظ نہ باپ ہے نہ بھائی نہ شوہر [illegible] بیٹی کی آبرو (rape) اب [illegible] میں [illegible] جاتی ہے اور ماں کے ساتھ [illegible] کا شکار [illegible] ہے۔ اس [illegible] تحقیق [illegible] کہ یہ وارداتیں باہمی رضامندی سے ہوتی ہیں۔ [illegible] کے نتیجے میں ہوتی ہیں اور [illegible] کی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے جن گھرانوں میں [illegible] کا سراغ [illegible] وہ [illegible] سے بچتے ہوں گے لیکن [illegible] معاشرے کی [illegible] میں عورت [illegible] کی [illegible] محافظت سے محروم ہو گئی ہے۔ [illegible] بے مہار آزادی میں [illegible] کر دیکھنا چاہیے جو اقبال کو "نسوانیت دشمنی" کا مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

۵

کامریڈ [illegible] نے اقبال کو "ترقی پسند" (progressive) بھی ٹھہرایا ہے اور "رجعت پسند" (reactionary) بھی "قرار دیا ہے"۔

اور "رجعت پسند" کا فرق بتاتے ہوئے وہ لکھتا ہے:

"The conservative aims at preserving the past, the reactionary at reconstructing it"

ترقی پسند "رجعت پسند" کا لفظ اشتراکی حضرات بطور گالی استعمال کرتے رہتے ہیں، جس طرح ان کے لیے "سرخے" کا لفظ بطور گالی استعمال ہوتا ہے — ان اصطلاحوں کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اقبال اصل اسلام کی طرف رجوع دیتے ہیں وہ اسلام جس پر ملوکیت، پاپائیت اور عجمی تصوف کی چھاپ نہ ہو تاہم "رجعت" کے لفظ سے انہیں چڑ نہیں ہے: "رجعتے سوئے عرب می باید ت۔"[۲۷] اشتراکی کا مسلکی اور ہمزدوری اسلام کو "فرسودہ" اس لیے کہتے ہیں کہ وہ قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے۔ مانتے تو مسلمان ہوتے۔ انہیں اقبال کی اسلام اور امت مسلمہ سے وابستگی پسند نہیں۔ اقبال اسلامی ریاست کی تاسیس کی بات کرتے ہیں تو وہ "اصطلاح" کے تیر چلاتے ہیں۔ ترقی پسند کے قائد نے مسلم ریاست کی بات کی تو جواہر لال نہرو نے اسے "رجعت پسندی" کہا[۲۸] حالانکہ یہ جنگ تیری تھی — اشتراکیوں کی ان اصطلاح کو ہمارا دہرانا بہتر ہے — ستم ظریفی اور اشتراکیوں کے لیے مقام عبرت یہ ہے کہ بعض اشتراکیوں نے مرلانا مادی تاویلات اپنی الٰہی کا احترام کیا[۲۹] اور اقبال کو اشتراکی دکھانے پر زور قلم صرف کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً پاکستان کے ایک مقالے کا عنوان "کیا اقبال اشتراکی ہیں؟" کے زیر عنوان دیا گیا ہے۔

اقبال کی زندگی ہی میں ان کی اسلام اور امت مسلمہ سے وابستگی پر اعتراضات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ یہ اعتراضات — ہمارے اشتراکی اور مستشرقین بھی کرتے رہے۔ تفصیل پہلے باب میں بیان ہو چکی ہے — یہاں صرف کا ذکر ہے کہ اقبال کی کے حال میں نہیں پہنچے۔ اقبال نے مرد مومن کو ربانی بندے کی سامنے کو اہم کیا ہوا تھا۔ اقبال نے مسلمان مرد مومن کی حقائق کا ادراک دیا تھا

لادینی و لاطینی؛ کس پیچ میں الجھا تو دارو ہے ضعیفوں کا لا غالب الا ہو

صنادید عجم کی ہر بات سے بھرے و لکش ہے معانی لیکن — انجام ہے زہراب[۳۰]

اقبال اسلام کے ہر مسئلے میں ہمارے لیے مرکز استناد ہیں۔ کلام میں نہ صرف ماضی رہے گا وہ زمانے کو ہر ہم اور ہر رنگ میں پہنچے۔ ہر گزرنے اور شرق و غرب دونوں پر نظر رکھتے ہیں اور دونوں کی شے کو پرکھتا ہے۔ وہ صحیح العقیدہ اور فراست رکھتے ہیں اور لبرل ہو مومن جیسے بھی۔ وہ ان میں سے شکل کے ایک کتاب (Gabriel's Wing) میں ان کے مطالعے کا حاصل حسب ذیل الفاظ میں بتاتی ہے

"... in short, his work and personality contained all the divergent elements of conservatism and liberalism, of prophetical and mystical religious experience, of orthodoxy and heterodoxy"[۳۱]

مزاحمت پسندی کے ساتھ وسیع المشربی اور راسخ العقیدگی کے ساتھ آزاد خیالی کے تناظر میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ علامہ اقبال کا دامن دارالحرب میں نہیں ہے اور بنیادی طور پر اسلامی ہے۔ تصوف ہی ایک ہرگز نہیں صبر ہے جو شعور ہو تو سے مستفید ہوا۔ ان کے ایک مقالہ ہے جو دعویٰ بھی کیا ہے کہ اقبال نے ایک نئے اخلاقی ڈھانچے کی عمدہ اور گہری ساری بنیاد جو روایتی اسلام سے مختلف ہیں[۳۲] اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ مدینہ میں پیغمبر کے دور سے خلافت راشدہ کے اختتام تک اسلام خالص اشتراکی وحدت کا ادراک دیا گیا ہے[۳۳] صحیح کی تعداد باقی سے قطع نظر اقبال اسی اسلام کو پیش کرتے ہیں جو قرآن اور اسوۂ رسول پر مبنی ہے اور جس کا بہترین اظہار پیغمبر کے دور سے خلافت راشدہ کے اختتام تک ہوا

حوالے اور حواشی

۱۔ اسرارِ خودی / کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۱ ــــ شعر کا ترجمہ ہے "اپنی خودی کی شناخت کر اور خود مصطفیٰ ﷺ [illegible]"

۲۔ رموزِ بے خودی / کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۲۴ شعر کا ترجمہ ہے "اسلام کے [illegible] [illegible] ہے" تفصیل [illegible] مفہوم [illegible] ہے

۳۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۹۲

۴۔ دیکھیے، Modern Islam in India ــ صفحات ۱۴۸، ۱۵۰

۵۔ Islam in Modern History ۔ صفحہ ۶۹

۶۔ اسرار و رموز، کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۵۲، [illegible] [illegible] اسرار کا انگریزی ترجمہ درج کیا ہے ۔ اردو ترجمہ [illegible] ہے۔
فاطمہؓ تسلیم و رضا کی [illegible] کا حاصل اور ماؤں کے لیے اسوۂ کاملہ ہیں [illegible] اور آسیا [illegible] کے ساتھ
آپ نے اپنی روح کو شوہر کی رضا میں گم کر رکھا تھا [illegible] گود میں پرورش پائی تھی ۔ ہاتھ چکی پیستے اور
لبوں پر قرآن کی تلاوت ہوتی۔"

۷۔ Modern Trends in Islam ــ صفحہ ۱۰۳

۸۔ Islam ــ صفحات ۱۵۸، ۱۵۹

۹۔ "[illegible]" ــ مشمولہ "[illegible] اقبال [illegible]" مرتبہ [illegible]، صفحہ ۲۳۵

۱۰۔ "آرٹ کے ترقی پسند نظریے" ــــ بحوالہ "عرفانِ اقبال" ــ صفحہ ۷۷

۱۱۔ اقبال، اجمالی تبصرہ، صفحہ ۳۶

۱۲-۱۳۔ ترقی پسند ادب، صفحات ۱۲۴، ۱۲۵

۱۴۔ تنقید اور عملی تنقید، صفحہ ۱۲۲

۱۵۔ "[illegible]" میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ! بحوالہ "[illegible] اقبال" صفحہ ۱۹۲

۱۶۔ "اقبال کی شاعری میں ترقی پسند اور رجعت پسند [illegible]" مشمولہ "[illegible]" [illegible] صفحہ ۱۱

۱۷-۱۸۔ "اقبال کا سفرِ ارتقا" ــ مشمولہ "اقبال شناسی اور [illegible]" ــ صفحات ۸۱-۸۲، ۸۳

۱۹۔ "اقبال پر ایک تنقیدی نظر" مشمولہ "[illegible]" کراچی ۱۹۹۰ء، صفحات ۳۳، ۳۴

۲۰۔ [illegible]، صفحہ ۹۳

۲۱۔ دیکھیے Modern Islam in India ــ صفحہ ۳۴۸

۲۲۔ دیکھیے، "جدید اسلام میں لبرلزم کی تحریک اور اقبال" مشمولہ "[illegible]"
"زندہ رود" میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے لبرلزم کو "وسیع المشربی" کہا ہے۔ "لبرل اسلام" کا [illegible] "تہذیب" کے [illegible] ایک
ایک دو نسلوں کے مسلمانوں میں وسیع المشربی، لبرلزم کی تحریک وجود میں آئی اور [illegible] نے اسلام میں [illegible]
نے مغربی نظریات کو اسلامی رنگ دینا شروع کر دیا۔ (ص ۱۰۱) اقبال یقیناً وسیع المشرب تھے۔ ان کی نظر مشرق و مغرب [illegible] پر
تھی تاہم "مغربی نظریات کو اسلامی رنگ دینا" اقبال کا مطمح نظر نہیں تھا

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے ۔۔۔ عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے
طائرِ زیرِ دام کے نالے تو سن چکے ہو تم ۔۔۔ یہ بھی سنو کہ نالۂ طائرِ بام اور ہے
جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا ۔۔۔ اس کا مقام اور ہے اس کا نظام اور ہے (بالِ جبریل [illegible])

۲۳۔ Modern Islam in India، ص ۳۴۸

۲۴۔ حسبِ ذیل اقتباس سے اقبال کا موقف واضح ہے:

"We heartily welcome the liberal movement in modern Islam, but it must also be admitted that the appearance of liberal ideas in Islam constitutes also the most critical moment in the history of Islam. Liberalism has a tendency to act as a force of disintegration, ..."

The Reconstruction of Religious Thought in Islam, P. 129

۲۵۔ دیکھیے، ایم سعید شیخ کا مضمون Iqbal as a modern interpreter of Islam مشمولہ Studies in Iqbal's Thought and Art

۲۶۔ Modern Islam in India، ص ۱۰۴

۲۷۔ کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۵۲ — ۵۰۱، [illegible] اقبال کے اس موقف کی تصدیق و توثیق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر [illegible] کا دستورِ عمل دیکھا جا سکتا ہے۔

۲۸۔ دیکھیے، Modern Islam in India — ص ۲۹۲، حوالہ ۱۳

۲۹۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۸۸

۳۰۔ ترجمہ نذیر نیازی، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ — صفحہ ۲۵۷

۳۰۔ اکبر الہ آبادی کے اس مصرع "حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا / پانی پینا پڑا ہے پائپ کا" — پر ڈاکٹر [illegible] کا تبصرہ دیکھیے (اکبر الہ آبادی تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، صفحات ۲۰۴ - ۲۰۵) اور اس کے بعد اقبال کے اس شعر پر غور کیجیے:

[illegible]

۳۲۔ دیکھیے، پہلا باب، عنوان "مشرق"

۲۳. عروجِ فکر، صفحہ ۲۲۹

۲۴. Modern Islam in India — صفحہ ۱۰۹

۲۵. مصری نقاشے اور رجحانات اقبال، مشمولہ "اقبال فکرِ اسلامی کی تشکیلِ جدید" — مرتبہ ڈاکٹر تحسین فراقی

۲۶. حوالے اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے "اوراقِ گم گشتہ" مرتبہ رحیم بخش شاہین، صفحات ۱۸۲ ۱۸۳

۲۷. دیکھیے، نگارِ عشق، صفحہ ۱۱، مزید اقتباس کے لیے، صفحہ ۲۷

۲۸. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۶۶

۲۹. ترجمہ، آل احمد سرور، دانشور اقبال، صفحہ ۷۷

۴۰. ترجمہ سید نذیر نیازی، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، ۱۴۲ = ۱۵۹ - ۲۶۰

۴۱. دیکھیے، کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۶۲۲

۴۲. دسمبر ۱۹۶۹ء میں بی بی سی کے لیے [illegible] ہمارے ساتھ بیٹھے [illegible] ہلکی ہلکی [illegible] تھی [illegible] ہوا تھا [illegible] یہ واقعہ اس لیے لکھا ہے [illegible] حسبِ معمول [illegible] کے لباس سے [illegible]

۴۳. اقبال کی تشکیل، صفحات ۲۴۵ تا ۲۵۵

۴۴. فروغِ اقبال، صفحات ۲۴۲ تا ۲۴۵

۴۵. اقبال، اپریل ۱۹۸۹ء، صفحہ ۹۸

۴۶. اقبال اور مغرب، مرتبہ آل احمد سرور، صفحہ ۱۸۸

۴۷. مثلاً دیکھیے، [illegible] کا مضمون [illegible] مشمولہ "اقبالیات کے نقوش" ڈاکٹر سلیم اختر نے [illegible] نقشِ [illegible] بعنوان [illegible] نمونے میں شامل کیا۔

۴۸. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۵۵۱

۴۹. [illegible] (اقبال اور [illegible] — صفحہ ۱۸۸) [illegible] اقبال نے مرد [illegible] عورت کا [illegible] جوہر [illegible] عورت کا بارِ وجود [illegible] جوہر کو "جوہر" [illegible] پیدا کیا ہے [illegible] مرد کا تعلق [illegible] خودی کے [illegible] استحکام اور مراحلِ تربیت سے [illegible]

۵۰. اقبالیات کے نقوش، صفحہ ۲۲۲

۵۱. اقبال نے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] نکالا تھا کہ "ہے بادۂ حیات میں [illegible]" [illegible] اولاد کی پیدائش کے [illegible] کار [illegible] کو [illegible] سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

انہی دنوں مونا رحیم [illegible] مسولینی [illegible] کی [illegible] تصویریں [illegible]۔ شیخ عطا اللہ کو لکھا ہے خط مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں اقبال لکھتے ہیں:

"[illegible] انجینئر تھا۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ بہترین ڈاکٹروں کا علاج تھا [illegible] دل میں [illegible] [illegible] [illegible] کمزور کر دیا تھا۔ [illegible] ڈلیوری کی [illegible] ڈاکٹروں نے [illegible] تک لیکن جو لڑکی کی جان بچانے کی کوشش کریں اور بچہ کا خیال نہ کریں۔ چنانچہ یہی تجویز قرار پائی۔ بچے کو رحم سے نکالنے کے لیے [illegible] کا استعمال شروع ہی ہوا تھا کہ اس کے [illegible] تمام درد [illegible] ہو گیا تھا اور [illegible] مرنے [illegible] کمزوری کی حالت [illegible] چہرے کی طرف [illegible] [illegible] تھا اور [illegible] [illegible] ہر حال میں نہیں ٹھہرتا۔ جو اس کی [illegible] ایک [illegible] کر دیتی ہے۔" (کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم [illegible] ۱۰۵۰، ۱۰۵۱)

۵۲. گفتار اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، ۲۳۲

۵۳. تفہیم القرآن، جلد اول، صفحہ ۳۴۹

۵۴. سید مودودی نے لکھا ہے کہ "یہاں [illegible] [illegible] [illegible] اردو [illegible] کا مطلب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور قوتیں عطا کی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] عورت [illegible] [illegible] [illegible] میں مرد کی حفاظت و خبرگیری کے تحت رہنا چاہیے۔" (تفہیم القرآن، جلد اول، صفحہ ۳۴۹) اسی خاطر مرد عورتوں پر [illegible] کا [illegible] تعین ہو سکتا ہے۔

۵۵. گفتار اقبال، صفحات ۷۶-۷۷

۵۶. اقبال نے "[illegible] اسلام [illegible]" [illegible] کے [illegible] کہ "پردہ کے متعلق اسلام کے احکام صاف اور واضح ہیں۔ [illegible] ہے اور وہ [illegible] [illegible] عورت کو [illegible] کے سامنے [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] ہے [illegible] ممالک کے لیے اور احکام ہیں۔ پردہ کے سلسلے میں اسلام کا عام حکم [illegible] [illegible] کا اظہار کرے۔" (گفتار اقبال، ۹۳، ۹۷)

[illegible] میں قرآن مجید کا حرف [illegible] [illegible] اقبال نے شائع کرایا تھا [illegible] اس طرح کیا ہے:

"یورپ میں [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] آزادی اور مساوات حقوق [illegible] ہے، [illegible] کا مفہوم [illegible] نہیں سمجھی۔ قرآن میں [illegible] حجاب نسوانی کے [illegible] جس کی [illegible] قرآنی [illegible] کیے گئے ہیں [illegible] [illegible] ایک ہے [illegible] کے علاوہ [illegible] [illegible] عورتیں اور مرد ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں اور ہم کلام ہو سکتے ہیں، مگر وہ [illegible] ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے کے مجاز نہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اگر یہ دستور [illegible] [illegible] تو پھر [illegible] کی ضرورت [illegible] [illegible] کے [illegible] اور [illegible] اسلامی ممالک میں [illegible] [illegible] [illegible]۔ پردہ دراصل [illegible] [illegible] کی [illegible] ضرورت ہر ملک کے عام حالات اور

رفتارِ زمانہ پر منحصر ہے [اقبال ریویو، [illegible] اپریل ۱۹۹۲ء، صفحہ ۸۱ تا ۸۲]

۵۷۔ انجمن خواتین مدراس سے خطاب کے دوران اقبال نے کہا:

"آپ کو اپنے حقوق پر شدت کے ساتھ اصرار کرنا چاہیے۔ جہاں تک شریعتِ اسلامی کا تعلق ہے [illegible] مردوں [illegible]
نہیں کر سکتیں کہ انہیں شریعت نے حقوق نہیں دیے [illegible] حقوق [illegible] جن سے انہیں مردوں کے ساتھ مساوات کا درجہ حاصل ہے،
وہ حق [illegible] عورت [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے، وہ قرآن پاک نے دے دیا ہے۔ اگر [illegible]
رہیں [illegible] حاصل کر [illegible] صورت [illegible] قرآن!
شریعتِ اسلام کا قصور نہیں ... [illegible] ہم رواج کے [illegible] شریعت کا [illegible]
ہیں [illegible] بیٹیوں کو [illegible] حصہ [illegible] ہم کو کوشش کرنا چاہیے کہ ہم رواج کی [illegible] سے آزادی حاصل [illegible]
میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ [illegible] لڑکیوں کے حقوق کے [illegible]
یہ صورت میں [illegible] کے نام ہی ہے۔" (گفتارِ اقبال، صفحات ۸۱، ۸۲)

۵۸۔ اسی موقع پر خطاب کے دوران اقبال نے کہا:

"آپ نے اپنے ایڈریس میں 'سیرابِ [illegible]' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان سے [illegible] عورتوں کی آزادی [illegible]
جہاں [illegible] ترکی میں یا اور جگہ یورپ میں ایمنسی پیشن (emancipation) (مردوں کے غلبے سے آزادی) کے لفظ
سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ [illegible] لفظ [illegible] سے تعبیر کیا جاتا ہے [illegible] اگر
مصطفیٰ کمال کے خیال کے مطابق [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] عورت [illegible] ہے
ہے۔ اگر عورت ہی [illegible] کیا امکان باقی رہ گئے۔ اس معاملے کی تحقیق کے لیے ترکی
گیا [illegible] اسلام میں [illegible]
گناہ ہے [illegible] میں حیران ہوتا ہوں کہ [illegible] عورتوں نے تمام ان باتوں سے [illegible]
[illegible] آزادی حاصل کر لی [illegible] انگلستان میں [illegible] عورتوں کا طلاق کے لیے [illegible]
میں خودکشی کی [illegible]
اسلامی معاشرت کے [illegible]" (گفتارِ اقبال، صفحات ۷۸، ۷۹)

حواشی ۵۷ اور ۵۸ کی روشنی میں [illegible] اقبال [illegible] عورت [illegible] مرد [illegible]
[illegible] اقبال [illegible]
کہ اقبال [illegible] عورتوں کو [illegible]

۵۹ مغرب میں ایسے بچے [illegible] محروم ہیں [illegible] کے لیے [illegible]

کے دوران اکتوبر/۱۹۹۶ء کے آخر یا نومبر کے اوائل میں ان بچوں کے بارے میں ایک رپورٹ نشر کی جو والدین کی سرپرستی سے محروم ہیں اور ...
مل رہے ہیں۔ ان بچوں کے ساتھ دماغی شفا خانوں میں جنسی زیادتی ہوتی ہے اور وہاں سے بچوں کے بھاگ جانے کا رجحان عام ہے۔ یہ سڑک پر آ کر
ہر کسی شخص کے ساتھ جانے کو تیار ہوتا ہے جو کار روک کر اسے کھانے اور جنسی تسکین حاصل کرنے کا موقع دے۔ ایک لڑکے کو ٹی وی پر
دکھایا گیا جس نے بتایا کہ میں نے اس طرح اب تک سات سو پونڈ کما لیے ہیں۔

۶۰. کل میں میں ایک رپورٹ "حالتِ زار امریکہ" ہے ۲۰۰۰ء کے اوائل میں نشر کی۔

۶۳. A Nation of Victims The Decay of the American Character صفحات ۷۷، ۸۹

۶۴. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۵۵۸

۶۵. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۳۸

۶۶. Modern Islam in India — صفحہ ۳۴۹

۶۷. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۳۸

۶۸. دیکھیے، نہرو کا مضمون "اسلام، کانگریس اور مسلمان" مولفہ مجاہدِ نہرو — صفحہ ۱۳۴

۶۹. دیکھیے، پانچواں باب، عنوان: اشتراکی

۷۰. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۶۳۴

۷۱. Gabriel's Wing — صفحہ ۳۸۹

۷۲–۷۳. Modern Islam in India لاہور ایڈیشن، ۱۹۴۳ء صفحات ۱۱۰، ۱۱۲

۴ - کیا اقبال اشتراکی ہیں؟

پروفیسر آل احمد سرور [illegible] میں لکھتے ہیں [illegible] ترقی پسند تحریک نے اقبال کے ساتھ [illegible] اس سوال

کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ترقی پسندی ہمارے [illegible] سیاسی پارٹی [illegible]

[illegible] اشتراکیوں [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] ترقی پسند [illegible] تقسیم کر کے [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اشتراکی [illegible]

[illegible] اقبال کو [illegible] اقبال ترقی پسندوں کو [illegible]

[illegible] اقبال کو اشتراکی [illegible] اقبال کو [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

[illegible] "اگر تم اقبال کو CONDEM نہیں کر سکتے تو اسے CONVERT کر دو"

ترقی پسند تحریک [illegible] اقبال کے حق میں [illegible]

[illegible] اقبال کو ترقی پسند [illegible]

[illegible] اقبال کو اشتراکی [illegible]

[illegible] "علم الاقتصاد" [illegible] اقبال کے اشتراکی [illegible]

"پیام مشرق" [illegible] اقبال میں بھی اشتراکیت کی [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] اشتراکی رجحان [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] اشتراکی [illegible] اقبال کو اسلامی [illegible]

[illegible] "اقبال اور اشتراکیت" [illegible] اشتراکی [illegible]

[illegible] پروفیسر [illegible]

[illegible] ڈاکٹر [illegible]

[illegible] پروفیسر [illegible]

اقبال کی [illegible] ہیں"

[illegible] اقبال کو [illegible] اشتراکیت یا اسلامی اشتراکیت [illegible]

[illegible] اقبال کے [illegible]

کا علم و شعور پر منعکس ہو جانے اور عصری عناصر کے تحت کچھ تناسب ... کی جگہ اقبال کے ... کا تعین کیا جائے۔

۲

منیق صدیقی نے "علم الاقتصاد" سے ایک اقتباس نقل کرکے اس کی بنیاد پر دعویٰ کیا ہے کہ ملکیت زمین کے باب میں اقبال نے ... کا اظہار کیا ہے وہ اس میں کارل مارکس کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔ معروف اقتباس میں اقبال نے لکھا ہے کہ "افزودہ ... کا سرچشمہ ہے۔" اس بات کو کارل مارکس کی صدائے بازگشت کہا جا سکتا ہے تاہم "علم الاقتصاد" کے مقدمے میں اقبال ... اس کے مضامین مختلف، مشہور اور مستند کتب سے اخذ کیے گئے ہیں۔" ظاہر ہے کہ ان مضامین میں مارکس کی رائے بھی آگئی ہے۔ "علم الاقتصاد" فکری اعتبار سے سرمایہ دارانہ اقتصادیات کی ترجمان ہے۔ اقبال نے ذرائع پیداوار ... زمین اور محنت کے علاوہ سرمایہ اور منتظم کو بھی ... کیا ہے۔

اسی معروف اقتباس میں اقبال نے لکھا ہے کہ زمین پر "قوم کے ہر فرد کو مساوی حق ملکیت حاصل ہے۔" ... اقبال کی ... کی عکاسی ہوتی ہے تاہم یہ موقف مارکسیت کی نفی کرتا ہے اس لیے کہ مارکسی نظریات میں ذرائع پیداوار افراد کی ملکیت سے نکل کر سرکاری تحویل میں چلے جاتے ہیں اور افراد اپنی اپنی زمینوں پر مزدور کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

منیق صدیقی مزید لکھتے ہیں کہ "علم الاقتصاد" میں ... اقبال ... تیس سال بعد "بال جبریل" کی ... میں دہرائی:

ده خدایا! یہ زمیں تیری نہیں تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں تیری نہیں! میری نہیں •

یہ بات وہیں ہے۔ نظم کا عنوان ہے "الارض للہ" ... کوئی ... اشتراکی یہ تصور ... کر سکتا ہے؟ اس تصور کے مطابق زمین کا ... مالک ... کوئی فرد ہے نہ سرکار بلکہ اللہ ہے ... اقبال نے اس تصور کو اشتراکیت کے ... پیش کیا ہے:

اک ... بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب!
بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں!

اقبال کا موقف اسلام ہے کہ ... افراد کو مال و دولت کا مالک ... امیں ... جاتا ہے۔"

"علم الاقتصاد" ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ اسی سال ... معروف مضمون "قومی زندگی" میں اقبال نے اقتصادی مسائل کے حل کے لیے ... کی پیروی کا مشورہ دیا ہے ... لکھتے ہیں کہ تعلیم اور ... قوم کو ... بنا سکتا ہے ... سے اچھا نمونہ ہے۔" اقبال کا فصیح مقالہ ۱۹۰۶ء میں تیار ہوا۔ ... کے ... میں کارل مارکس کا ذکر تک نہیں ہوا۔ ۱۹۱۰ء میں تحریر کیے گئے "منتشر خیالات" میں متعدد اہم شاعروں اور فلسفیوں کا ذکر ہوا ہے سوائے کارل مارکس کے۔ اقبال ... اسلامی ... طور پر ... چکے تھے۔ چنانچہ "... ملی ..." (۱۹۱۱ء) کی ان ہی الفاظ پر ... ہے: "اگر ہم اچھے کاریگر، اچھے دکاندار، ... اور اچھے شہری پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ انہیں اول ... مسلمان بنائیں۔"

"شکوہ" (۱۹۱۲ء) میں ... کی ... اللہ سے کہا ہے اور اللہ ... میرا ... کی ہے؛ ... میں ... دیا تا ... تیری قدرت تو ہے ... اور اللہ نے مسلمانوں کے صحراؤں سے تیل کے چشمے جاری کر دیے

"اسرارِ خودی" ۱۹۱۵ء اور "رموزِ بیخودی" ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئیں۔ "اسرارِ خودی" میں مردِ انسان یا انسانِ حق یا مسلمان کا تصور پیش [illegible]
ہوا ہے جو اشتراکیوں کے لئے بڑی چیز کی حیثیت رکھتا ہے [illegible] اس حصے کو [illegible] میں [illegible] خصوصیات [illegible] ہیں[۱۳] [illegible]
کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں [illegible] ہوئی ہیں۔ فرد اور جماعت میں مساوات کا رشتہ ہوتا ہے۔ سرمایہ دارانہ [illegible]
اشتراکی معاشروں کی طرح فرد اور ریاست کے [illegible] کا تصادم نہیں ہوتا۔ اس صورت حال کا پس منظر [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible]
یقین ہی سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے۔ اقبال کا [illegible] ملت کا تصور ہے جو "رموزِ بیخودی" میں بیان ہوا ہے۔ [illegible]
اسلامی [illegible] ہے۔ اشتراکیت [illegible] تصور [illegible] اقبال [illegible]
پیش کیے ہیں۔ [illegible] اقبال کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔

۳

۱۹۲۳ء میں اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام [illegible] اشتراکی [illegible] کے قائل [illegible] انقلاب [illegible]
ان کا ایک مضمون [illegible] ۲۳ جون ۱۹۲۳ء کے روزنامہ "زمیندار" میں شائع ہوا [illegible]
کہ اشتراکیت کی حمایت [illegible] اقبال [illegible] خیالات رکھتے ہیں۔ [illegible] اشتراکی [illegible] اشتراکیت [illegible]
[illegible] "خضرِ راہ" کے علاوہ "پیامِ مشرق" [illegible] ذیل [illegible] کا حوالہ [illegible]:

[illegible]
[illegible] مسلک میرا آرزو ہے[۱۴]

"خضرِ راہ" کے علاوہ "پیامِ مشرق" کی بعض منظومات کی بنا پر مغربی اشتراکیوں نے اقبال کو اشتراکی [illegible]
"خضرِ راہ" میں بیان کردہ [illegible] اشتراکی تعلیمات کا نچوڑ کہا [illegible] "پیامِ مشرق" [illegible]
کے دیباچے میں [illegible] آدم کے ظہور کا مژدہ [illegible] یورپ میں [illegible] "پیامِ مشرق" کی
[illegible] انقلاب [illegible] تھا[۱۵]
[illegible] اقبالیات میں بڑا نام ہے۔ انہوں نے اقبال پر مغربی [illegible] کی تردید کی ہے [illegible]
[illegible] اقبال اور اشتراکیت کے حامی ہیں [illegible] اشتراکیت کے حامی ہوتے اقبال کو پورا اتفاق [illegible]
اس کی وجہ یہ ہے کہ "پیامِ مشرق" کے دور میں اقبال پر اشتراکی نظریات کا اثر گہرا ہو چکا ہے[۱۶]۔
پروفیسر [illegible] اقبال کے اور [illegible] اور اشتراکی رجحان کے قائل ہیں۔ انہوں نے "خضرِ راہ" کے [illegible]
متعدد اشعار نقل کیے ہیں جن میں [illegible] اشعار [illegible] ہیں۔

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک
توڑ ڈالیں فطرتِ انساں نے زنجیریں تمام
دوریٔ جنت سے روتی چشمِ آدم کب تلک[۱۷]

اس کے بعد پروفیسر اظہر مشتاق لکھتے ہیں کہ "اشتراکی روس پر اقبال کا یہ پیغام کہ ... مقصود تھا ... اس میں انقلابِ روس کو زمانے کے پیٹ سے پیدا ہونے والے ایک نئے سورج سے اور اس کی بدولت قائم ہونے والی معاشرت کو جنت سے تعبیر کیا ہے"[18] ... [illegible] کے ایک شارح پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے ان اشعار کا یہی مفہوم بیان کیا ہے لیکن غلام رسول مہر نے آفتاب تازہ کی توضیح اسلامی حوالے سے کی ہے[19] اگلی متصل نظم "طلوعِ اسلام" کے پہلے شعر کے پیشِ نظر "آفتابِ تازہ" کی یہ توضیح بالکل درست ہے۔

تاہم اگر پروفیسر اظہر مشتاق کے بیان کردہ مفہوم کو تسلیم کیا جائے تو اس کے لیے سطر میں دو وجوہ کارفرما ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اقبال ... [illegible] ... ہی سے اسلام کا خاتمہ چاہتے تھے۔ ... [illegible] ... سوال اٹھاتے ہیں کہ ... [illegible] ... کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ گلی کوچوں میں ... [illegible] ... کے لیے خاموش ہو جاتی ... [illegible] ... کو پامال کرنے والے املاک کا ... [illegible] ... "قومی ردِعمل" ... [illegible] ... مسلمانوں کی ... اقتصادی حالت پر تشویش ظاہر کی ہے[19] خطبۂ علی گڑھ میں ... [illegible] ... اقتصادی ... [illegible] ... ہی ... اور ... قرار دے کر اصلاح کی ... [illegible][20]

دوسری وجہ یہ ہے کہ ... [illegible] ... کے مطابق روسی عوام ... [illegible] ... سے ہم کنار ہو رہے تھے[21] روسی انقلاب نے ملوکیت اور کلیسا کے استبداد اور سرمایہ داری کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اشتراکی انقلاب کے اس پہلو کی اقبال نے بار بار تحسین کی ہے ... [illegible] ... اصل حالات پردۂ ... [illegible] ... پڑے ہوئے تھے۔ ایسی صورت میں روسی انقلاب کو "آفتابِ تازہ" اور اشتراکی ... [illegible] ... ایک وقتی تاثر قرار دیا جا سکتا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ... وقتی طور پر غلط آہنگ ہو گیا[22] تاہم ... [illegible] ... روسی انقلاب کے نتائج ... [illegible] ... سمت ... [illegible] ... پایا۔

پروفیسر اظہر مشتاق کے بیان کردہ مفہوم سے قطع نظر اہم بات یہ ہے کہ اقبال وقتی طور پر بھی اسلام ... [illegible] ... اس کے سیاسی ... [illegible] ... نظام سے دست بردار نہ ہوئے۔ "خضرِ راہ" میں "سرمایہ و محنت" کے بعد "دنیائے اسلام" کا ذیلی عنوان ہے جس میں ... [illegible] ... کو مشرق کی نجات بتایا ہے اور دین کے حصار میں داخل ہونے کی تلقین کی ہے[23] "خضرِ راہ" کے بعد اس سے متصل نظم "طلوعِ اسلام" ہے۔ مطلع میں "اسلامی ... [illegible] ..." کے لیے "افق سے آفتاب ابھرا" کے الفاظ استعمال کیے ہیں:

> دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
>
> افق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی!

اس نظم میں ایمان اور یقین سے متعلق ... [illegible] ... اور اسلامی ... [illegible] ... کے بارے میں ... [illegible] ... ہوئے ہیں[24] ... [illegible] ...
ہر حال یاد رکھنا چاہیے کہ اقبال نے ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... کوئی ... نہیں دیکھی ہے اس کی ... تعریف کی ہے ... [illegible] ... جانے کے باوجود اس کے ... [illegible] ... کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

> فردوس جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
>
> افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند![25]

۔ بالشویک سرمائے کی قوت کو معاشی نظام سے خارج کرتے ہیں ۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے ۔ اسلام سرمائے کی قوت کو معاشی نظام سے خارج نہیں کرتا تاہم اسے مناسب حدود کے اندر رکھتا ہے تاکہ مساوات قائم ہو سکے ۔ اس مقصد کے لیے قرآن حکیم نے قانون میراث، حرمت ربا اور زکوٰۃ وغیرہ کا نظام تجویز کیا ہے ۔ [علامہ اقبال نے "قل العفو" کی طرف بھی توجہ دلائی]

۔ اشتراکیوں کا اقتصادی اصول بعض درست مگر طریق کار غلط ہے ۔ اس نظام کے نقائص ظاہر ہونے پر اسلام [illegible] روسی قوم بالآخر اشتراکیت سے دست بردار ہو جائے گی ۔

۵

عہد کے ہمارے قوم پرست اور اشتراکی رجحانات کے حامل مصنف، عتیق صدیقی نے، [illegible] جانبداری کے ساتھ [illegible] اقبال کو اشتراکی قرار دیا ہے ۔ جیسے اشتراکیوں کی طرح 'اقبال شکنی' کا مظاہرہ بھی کیا ہے ۔ موصوف نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ، یہ دعویٰ کیا ہے کہ اقبال نے [illegible] اشتراکیت سے برأت کا اظہار خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے کیا [illegible] اس لیے کہ اقبال کے فکر و عمل میں تضاد تھا ۔ ایک غلط الزام کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے غلط الزام کا سہارا لینا ترقی پسند [illegible] ہے ۔ اشتراکیوں بالخصوص مسٹر عتیق کی اقبال کی طرف [illegible] یہ ہے کہ اقبال کے فکر و عمل میں تضاد دکھایا جائے ۔

شمس الدین حسن کے مضمون کا اقبال پر جو رد عمل ہوا، عتیق صدیقی نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

"جس دن یہ مضمون چھپا اسی دن اقبال کے کسی دوست نے اس کا تذکرہ کیا تو اقبال کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ اس درجہ متوحش اور سراسیمہ ہوئے کہ [illegible] انہوں نے [illegible]" ۲۱

عتیق صدیقی مزید لکھتے ہیں کہ اقبال کوئی بھی ایسا اقدام کرنے پر خود کو آمادہ نہیں کر سکتے تھے جس سے حکومت کی [illegible] ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہو ۔ انقلاب روس کے بعد، حالات کی روشنی میں، حکومت، [illegible] نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔ دار و گیر کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا تھا ۔ حکومت کو اقبال کے اشتراکی ہونے اور اشتراکیت کے مبلغ ہونے کا اگر یقین ہو جاتا تو ان کی زندگی کے اس پہلو پر برا اثر پڑ سکتا تھا، جس کی تعمیر میں انہوں نے [illegible] کر ہی ڈالا تھا اور ابھی وہ نائٹ ہڈ کی [illegible] جس کے حصول پر ابھی چھ مہینے بھی نہیں ہوئے تھے ۔" ۲۲

اپنے مطلوبہ مقاصد کے لیے عتیق صدیقی، علامہ اقبال کو بزدل اور انگریز کا آدمی بھی ظاہر کر رہے ہیں ۔ اشتراکی ذہن کے ساتھ ہمارے قوم پرستی کی مصلحتیں بھی شامل ہو گئی ہیں (دیکھیے دوسرا باب، عنوانات : 'سرکار دربار' اور 'انگریز دوستی') اقبال کو اشتراکی رہنما کے روپ میں پیش کرنے کا یہ انداز، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے بقول عتیق صدیقی کی "[illegible]" ہے جس کا مظاہرہ موصوف نے اپنی کتاب میں، جا بجا کیا ہے ۔ ڈاکٹر ہاشمی اس 'عبارت' کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"ایک لمحے کے لیے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ جون ۱۹۲۳ء کے اس خط کے ذریعے اقبال نے بالشوزم سے اپنی برأت کا اظہار اپنی کھال بچانے کے لیے کیا تھا ۔ مگر یہیں کیوں رہے (مئی ۱۹۲۳ء) میں انہوں نے "پیام مشرق" شائع کی، جس کی بعض نظموں میں بقول عتیق صدیقی اقبال نے انقلاب روس کی پوری داستان بیان کی ہے ۔ (ص ۱۰۷) اور

اس کے دیباچے میں اقبال نے جس نئے آدم کے ظہور کا مژدہ دیا تھا اس نے سرود جاوداں لوتھر میں نام لیا تھا۔ مرحوم کہ "پیام مشرق کی دام سطروں میں، خواہ سیاسی ہوں یا مذہبی، اخلاقی ہوں یا اجتماعی، وہ انقلاب ہے جس کی وہ خبر دیتا تھا" (صفحہ ۱۰۷)

پیام مشرق مارچ ۱۹۲۴ء میں دوبارہ شائع ہوئی۔ اس میں کئی الحاقے، مقطعات کی ساری منظومات شامل تھیں۔ چھ ماہ بعد ستمبر ۱۹۲۴ء میں "بانگ درا" منظر عام پر آئی، جس میں اقبال "خضر راہ" جیسی نظم شامل کر کے پیش کر چکے ہیں۔ بقول شیخ عتیق صدیقی اقبال کی

"خاص مشرقی نظم ہے اور جسے زبور عجم کے سادے الفاظ میں اشتراکی نظام کا مجموعہ کہا جا سکتا ہے" (ص ۱۰۶) اس کے ساتھ ہی اور

ساتھ ہی دلچسپ صورت حال ہے کہ ایک طرف تو اقبال "رموز" میں وہ مواعظ کے ذریعے "الشوریٰ" سے ہی اتفاق ظاہر کر رہے ہیں

عتیق صدیقی کی تاویل کے مطابق ان کی دو ہے کہ انگریزوں پر حرمت ہے، مغرب کی دوسری طرف "پیام مشرق" اور "بانگ درا" کی اشاعت

سے وہ "الشوریٰ" ہی اور اشتراکیت بڑی کا دعوت کی مراعات کر رہے ہیں۔ عتیق صدیقی نور محمد کو وہ ایمان کرتے ہیں [۳۳]

بیانات ہی شامل ہیں کہ ۱۹۲۰ء کے آخر میں "اسرار خودی" پر ڈکسن کا مقالہ شائع ہوا۔ انھوں نے اس کو ایک پرزور کر کے اسلام ایک عالمی طاقت ہے اور یا چاہتا ہے کہ اسلامی دنیا آزاد، متحد اور منظم ہو جائے۔ اب ہو گیا تو اسلامی مشرق مغرب کو فتح کرنے کی کوشش کرے گا [۳۴] اقبال اس دعوے سے متوحش نہ ہوئے اور وضاحت و توضیح سے اس کا جواب دیا اقبال۔ انکا کہ یہ وضاحت کے لیے جہاد کی دعوت دی مانتے ہوں البتہ ایک کا دعویٰ ہے [۳۵]

۳

دینیات کی یہ ساری کا رروائی ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۲ء تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دوران ۱۹۲۷ء میں "زبور عجم" شائع ہوئی اور اقبال نے دو اہم سیاسی خطبے پیش کیے۔ ۱۹۳۰ء میں خطبہ الٰہ آباد پیش کیا گیا اور ۱۹۳۲ء میں خطبہ لاہور۔ اسی سال کے اوائل میں "جاوید نامہ" کی اشاعت ہوئی

"زبور عجم" کو اختراعیوں نے عموماً صرف نظر کیا ہے۔ "ہماری ہم نشی" سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ "بندگی نامہ" سے بہ مائی اور دیو بچاروں است" اور "فقار حرم" "ارمغان حجاز" میں رہ ہے (۱۰۱) اور ان کی تحریر ہے مگر دو رسمی انکار کی صورت اور کام کی خبر ہیں ہیں [۳۶] عزیز احمد نے "اقبال اور پاکستان" میں خطبہ الٰہ آباد کا ایک اقتباس دو حصوں پر مرتب کیا ہے۔ دوسرا حصہ یہ ہے:

"اس (پاکستان) کے ذریعے اسلام کو موقع ملے گا کہ وہ اس چھاپ سے نجات پا سکے گا جو عرب ملوکیت نے اس پر لگا رکھی ہے اور اپنے قوانین، اپنی تعلیم، اپنی ثقافت کو حرکت دے کر اپنی اصل روح اور روح عصر سے قریب تر لا سکے گا۔"

اقبال نے اسلامی قوانین، اسلامی تعلیم، اسلامی ثقافت اور ملوکیت سے آزاد اصل اسلام کی بات کی ہے لیکن روح عصر کا ذکر روح عصر سے مطابقت دینے کے خواہشمند ہیں بلکہ اقبال وضاحت کر چکے ہیں کہ اشتراکیت خیالات رکھنا میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے۔ "خطبہ الٰہ آباد" ص ۱۰۱ کی وکالت کرتا ہے۔ یہی حال خطبہ لاہور کا ہے۔ دل کے احساس سے اقبال کے موقف کی وضاحت ہوتی ہے۔

"جس دین کی آپ عالمگیری کرتے ہیں وہ فرد کی قدر و قیمت کو تسلیم کرتا ہے اور اسے اپنی تربیت دیتا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ خدا کی خدمت کے لیے وقف کر دے۔ اس کے امکانات ابھی تک ختم نہیں ہوئے۔ یہ اب بھی ایک نیا عالم پیدا کر سکتا ہے جس میں کسی انسان کا سماجی رتبہ اس کی ذات پات، رنگ یا اس کی دولت و آمدنی سے متعین نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعین اس پر منحصر ہوتا ہے کہ کس قسم کی زندگی وہ بسر کرتا ہے، جس میں غربا امیروں پر ٹیکس عائد کرتے ہیں، جس میں انسانی معاشرے کی بنیاد مساوات شکم

کے بجائے مساوات پر روح پروری کی جاتی ہے"۔[38]

"خطبات" میں اشتراکیت کی وضاحت نہیں ہے بلکہ اسے سرسری ذکر کیا گیا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب دراصل "مخاطرات میں" سے کلام لیتے ہوئے اقبال کے قلم سے "اشتراکیت کے تجربے کو اسلام کا مقصود اور اس کی روح" قرار دیا ہے۔ موصوف نے اقتباس "اقبال اور سوشلزم" کے سرورق پر درج کیا ہے۔

"اسلامی دنیا کے آس پاس اشتراکیت کی صورت میں جو نیا اقتصادی تجربہ کیا جا رہا ہے اس سے اسلام کے مقصود اور اس کی اصل روح کے بارے میں ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں"۔

یہ دھوکا دہی کی واردات ہے۔ اقبال کا مفہوم وہ نہیں جو ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا ہے۔ یہاں سیاق و سباق سمیت اقبال کا اقتباس درج کیا جاتا ہے

"The Great European War bringing in its wake the awakening, of Turkey the element of in the world of Islam as a French writer has recently described her, and the new economic experiment tued in the neighbourhood of Muslim Asia must open our eyes to the inner meaning and destiny of Islam Humanity needs three things today — a spiritual interpretation of the Universe, spiritual emancipation of the individual, and basic principals of a universal import directing the evolution of human society on a spiritual basis"[39]

اس اقتباس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"یورپ کی جنگ عظیم جس نے ترکی یعنی عالم اسلام کے مستحکم ترین عنصر میں جیسا کہ ایک فرانسیسی اہل قلم نے لکھا ہے بیداری کی لہر دوڑا دی ہے، اور نیا معاشی تجربہ جو اسلامی ایشیا کے نواح میں کیا گیا، یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے پیش نظر ہمیں اب سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کا معنی و منشا اور اس کا مقدر کیا ہے۔ عالم انسانی کو آج تین چیزوں کی ضرورت ہے کائنات کی روحانی تعبیر، فرد کی روحانی استخلاص اور وہ بنیادی اصول جن کی نوعیت عالمگیر ہو اور جن سے انسانی معاشرے کا ارتقا روحانی اساس پر ہوتا رہے"۔[40]

اقبال نے جنگ عظیم اول اور اشتراکی روس کے اقتصادی تجربے کا ذکر کر کے سابقہ کیا ہے اور اسلام کا معنی و منشا اور اس کی تقدیر سمجھانے کے لیے جن تین چیزوں کا ذکر کیا ہے وہ ہیں فرد کی روحانی آزادی، انسانی معاشرے کا روحانی ارتقا اور کائنات کی روحانی تعبیر۔ اشتراکی روس ان سب روحانیت کا منکر ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی مرتبہ کردہ کتاب کے پیش لفظ میں "ایمان" ہی کو رگ جاں بتایا ہے۔ قرآن حکیم میں ایمان اور عمل پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ اولاً ایمان پر اور ثانیاً عمل پر اگر عمل ایمان کی روشنی میں ہو۔ علامہ اقبال نے یہی کہا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے آگے اور اسلامی اشتراکیت کا راستہ اسلام اور اقبال سے جدا ہو جاتا ہے۔ "خطبات" میں اقبال نے اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

Neither the technique of medieval mysticism, nor nationalism, nor atheistic socialism can cure the ills of a despairing humanity.[41]

اقبال نے واضح طور پر ملحدانہ اشتراکیت کو رد کر دیا ہے اور اشتراکیت ملحدانہ ہی ہوتی ہے لیکن پاکستان میں ایک ابہام پیدا کیا گیا۔ "اقبال اور سوشلزم" کے مقالہ نگاروں [خواجہ منظور حسین، پروفیسر اکبر خان، خلیفہ عبدالحکیم، مرزا منور، ڈاکٹر محمود حسین اور ڈاکٹر حسن [illegible]] کا موقف یہ ہے کہ اقبال بے شک ملحدانہ اشتراکیت کا مخالف ہے لیکن وہ اسلامی سوشلزم کا علمبردار ہے۔ خواجہ منظور حسین [illegible] دست بردار ہو گئے[۲۳] خلیفہ عبدالحکیم کے ضمن میں پروفیسر [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] علامہ اقبال کو "مسلم سوشلسٹ" کہا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا کچھ اور نہیں[۲۴] مرزا منور، پروفیسر اکبر خان، ڈاکٹر محمود حسین اور ڈاکٹر حنیف رامے کو اسلامی سوشلزم کے نظریہ ساز کہا جا سکتا ہے [illegible] کتاب "اقبال اور سوشلزم" کے سرورق پر یہ فارمولا بھی درج کیا ہے: الشوریٰ + [illegible] = اسلام

[illegible]

یہ فارمولا سر محمد اسمٰعیل [illegible] کے نام اقبال کے ایک خط سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس خط میں اقبال نے لکھا ہے کہ "اگر بالشوزم پر خدا کی ہستی کا اقرار شامل کر دیا جائے تو بالشوزم اسلام کے بہت قریب آ جاتا ہے [illegible] اسلام کو [illegible][۲۵] [illegible] کو [illegible] فارمولا [illegible] انہوں نے اسے [illegible] اشتراکی [illegible] ان [illegible] کے پس منظر میں [illegible] کے حالات میں، صاحب [illegible] گیا۔ اس خط کا اصل موضوع ہندی مسلمانوں کا مستقبل ہے۔ اقبال اس کے ذریعے انگریز حکمرانوں کو [illegible] کہ اگر [illegible] اقتدار جمہوری اکثریت کے حوالے کر دیا تو [illegible] کے مسلمان اشتراکیت کی آغوش میں چلے جانے پر مجبور ہوں گے اور [illegible] سرمایہ کے [illegible] ہوگی۔ اسی خط میں کہ روسی اشتراکی نظام کی بنیاد الحاد ہے جو ایک منفی بنیاد ہے اور کوئی نظام الحاد کی بنیاد پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اقبال تو یہ کہتے ہیں کہ حالات [illegible] روسیوں کو اپنے نظام کی مثبت [illegible] اور :

"چونکہ "بالشوزم مع خدا" [illegible] اسلام کے مماثل ہے لہٰذا [illegible] اسلام [illegible]
اسلام پر۔ میرے [illegible] اس پر [illegible] کے دستور میں [illegible] کو کیا حیثیت دی جاتی ہے"[۲۶]

یہ ایک کھلی [illegible] ہے کہ اگر مسلمانوں پر [illegible] تو وہ روس کے ساتھ مل جائیں گے اور اس سے سرمایہ کے [illegible] بعض اہل دلیل کو مضبوط بنانے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اقبال ملحدانہ اشتراکیت کو قبول نہیں کر رہے اور اگر اس میں خدا کا تصور [illegible] کر دیا جائے تو بالشوزم قائم نہیں رہ سکتا۔ اس کی بنیاد بہرحال الحاد ہے اور [illegible] سے عبارت [illegible] ہے۔ [illegible] کا [illegible]

چنانچہ چھ ماہ بعد اسی ضمن میں ایک صحافی کے استفسار پر اقبال نے [illegible] موقف پیش کیا جو ۱۹۲۳ء کے بیان میں تھا۔ یعنی قرآن نے [illegible] اور [illegible] ملکیت کے [illegible] میں درمیانی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے[۲۷] اقبال اقتصادی مسائل کے حل کے لیے بار بار اسلام اور قرآن کا [illegible] ہیں اور "اسلامی سوشلزم" کی ترکیب کہیں استعمال نہیں کی۔ "اسلامی اشتراکیت" بھی اہم لفظ "اشتراکیت" ہے۔ اسلام محض صفت ہے اور اسلام کی یہ حیثیت اقبال تو کیا کوئی [illegible] مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔ اسی ضمن میں [illegible] لکھتے ہیں :

اس اصطلاح کو قبول کرنے اور رواج دینے کے معنی یہ ہیں کہ اسلام ہمارے مسائل کے حل اور رہنمائی کی تسلیم [illegible] کر سکتا اس لیے ہم اس کے بجائے "اسلامک سوشلزم" کو اختیار کر رہے ہیں ... جو شخص آج اسلامی اشتراکیت کے تصور کے تصور کو قبول کر رہا ہے، وہ کل اسلام کی آواز پر کان دھرنے کے بجائے سوشلزم کی آواز کی طرف توجہ دے گا۔ اس لیے

کو اسلامی اشتراکیت کی ترکیب میں اسلام اور اشتراکیت [illegible] اسلام کی حیثیت ثانوی [illegible] تو بھی لکھی گئی ہے۔[۴۹]

سر مراسلس [illegible] مکتوب ۳۰ فروری ۱۹۲۱ء کو "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں شائع ہوا۔ [illegible] "[illegible]"[۵۰]

اس میں علامہ اقبال نے ملوکیت اور اشتراکیت دونوں کو [illegible] طور پر رد کر دیا۔ "اشتراک و ملوکیت" کے زیر عنوان پہلے [illegible] ہر

شعر ہے، دوسرے میں ملوکیت پر اور تیسرے میں دونوں پر۔ تیسرے شعر کے دو مصرعے [illegible] کے جاتے ہیں

ہر دو را جاں ناصبور و ناشکیب   ہر دو یزداں ناشناس، آدم فریب!

زندگی ایں را خروج آں را خراج   درمیان ایں دو سنگ آدم زجاج[۵۱]

اقبال کو اشتراکی ثابت کرنے والوں کے پاس اس ضرب کاری کی کوئی تاویل نہیں۔ عزیز احمد لکھتے ہیں کہ "[illegible] اقبال

ملوکیت اور اشتراکیت پر ایک ساتھ حملہ کرتے ہیں۔ [illegible] سے [illegible] اقبال کے ہاں

اور اقبال کو اس مقام پر رہنے کے الزام سے بری کر دیا [illegible]"[۵۲] عزیز احمد نے [illegible] ہے لیکن یہی [illegible]

میں علامہ اقبال [illegible] پوری طرح [illegible] ہیں۔ "[illegible] عالم قرآنی" (۱۔ خلافت آدم ۲۔ حکومت الٰہی ۳۔ ارض ملک خدا [illegible]

حکمت خیر کثیر است) میں [illegible] عزیز احمد نے [illegible] لکھتے ہیں کہ "عالم قرآنی کی [illegible]

وہ صورت حکومت الٰہی یا اسلامی اشتراکی جمہوریت کا [illegible] ہے"[۵۳] "محکمات عالم قرآنی" میں اقبال نے اشتراکیت کا ذکر [illegible] کیا اور صرف

[illegible] پہلے اسے "یزداں ناشناس، آدم فریب" کہا ہے۔ [illegible] ہے کہ حکومت الٰہی کو [illegible] کے [illegible]

"اسلامی اشتراکی جمہوریت" کہا جائے اور اس طرح اقبال کا رشتہ اشتراکیت سے جوڑا جائے۔ اشتراکیت کی [illegible] اسلام [illegible] جمہوریت نے

اشتراکیت نے [illegible] آمریت کی شکل اختیار کر لی۔[۵۴] [illegible] حکومت الٰہی کی [illegible] ہے[۵۵] اقبال کو اسلامی اشتراکیت کا

حامی ثابت کرنے اور اقبال کے حوالے سے [illegible] اسلام کا [illegible] ہے [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] توحید، رسالت اسلام[۵۶] [illegible] اسی [illegible] پر مشتمل ہے۔

۸

"بال جبریل" (۱۹۳۵ء) کی بعض منظومات کو بھی اسلامی اشتراکیت والوں نے اشتراکیت کا [illegible] بنایا ہے [illegible] "فرمان خدا" کو [illegible]

میں [illegible] اشتراکی [illegible] قرار دیا ہے۔ عزیز احمد [illegible] ہے "[illegible] کا مرحلہ ہے"[۵۷] [illegible] کے [illegible]

[illegible] حالت کا [illegible] قرار دیا ہے [illegible] کے [illegible] ہی سے دنیا میں [illegible] تھا"[۵۸] بال جبریل کی [illegible]

"الارض للہ" کے حق میں [illegible] کہا ہے کہ "علامہ اقبال زمین کے معاملے میں قومی ملکیت کے قائل تھے"[۵۹] عزیز احمد [illegible]

حامل کا بھی یہی موقف ہے۔ "[illegible]" اور "فرشتوں کا گیت" کے سلسلے میں بھی دلچسپ [illegible] کی گئی ہیں۔ مثلاً اس شعر

[illegible] ہے [illegible] آہ کہ ہے یہ تیغ تیز [illegible] ! عزیز احمد نے [illegible] اخذ کیا ہے کہ "ابھی تک [illegible] پر

اشتراکیت کا انطباق نہیں ہو سکا ہے"۔

اشتراکیت [illegible] ہے [illegible] اشتراکی [illegible] کی جاتی ہے اور [illegible] ہے [illegible]

درست نہیں کہ اقبال زمین کے معاملے میں نجی ملکیت کے قائل تھے۔ "الارض للّٰہ" کا مفہوم یہ ہے کہ زمین خدا کی ملکیت ہے۔ اس سے جو بات ثابت ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ اقبال جاگیرداری نظام کے خلاف تھے۔ اقبال نے یہ کہیں نہیں کہا کہ زمین قومی ملکیت میں ہونی چاہیے بلکہ اس کے برعکس اقبال زمین کی ریاستی ملکیت کو [illegible] نظریہ مانتے ہیں۔ اقبال نے [illegible] میں ایک [illegible] کے دوران کہا:

"روس کے مالیہ [illegible] اصول کے عدم اطلاق کا [illegible] ہے اور [illegible] میں تلاش کیا جاتا ہے [illegible] تمام [illegible] ریاست کی ملکیت ہوتی ہے۔ [illegible] ہندوستان کے [illegible] ہیں اور [illegible] حکمران نے کبھی [illegible] کا دعویٰ کیا [illegible] یہ میری [illegible] ہے [illegible] برقرار رکھا جائے۔"[59]

یہ علم ہے کہ کاشت کار سے اس کی زمین چھین لی جائے اور وہ مزدور کی حیثیت سے کسی کی ماتحتی میں اسی زمین پر کام کرے [illegible] اسی طرح [illegible] سرمائے کی قوت کو [illegible] نظام سے خارج نہیں کرتا بلکہ [illegible] اسے قائم رکھتا ہے۔[40] اسی طرح [illegible] کی اسلامی فطرت کا تقاضا ہے کہ زمین اس کی اپنی ہو اور وہ خوب محنت کرے تو پیداوار حاصل کرے۔ اشتراکی روس میں جو چھوٹے زمینداروں سے زمین چھین لی گئی یہ اقدام غلط تھا۔ [illegible] پیداوار زمین کی [illegible] تھا [illegible] کاشت رقبہ رکھنے کے [illegible] اشتراکی روس کو [illegible] رہا۔ مدینہ کی اسلامی ریاست نے زمینیں کو قومی تحویل میں نہیں لیا تھا۔ اسلام صرف قرآن ہی سے [illegible] اسوۂ رسول سے بھی [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] غیر اسلامی ہوتی۔ منسوب کیا جائے خود [illegible] ہے۔ اقبال جاگیرداری کا خاتمہ کر کے زمین کاشت کاروں کی تحویل میں دینا چاہتے ہیں۔ [illegible] کاشت کاروں اور چھوٹے زمینداروں سے زمین چھین کر سرکاری تحویل میں دینا انسانی فطرت اور اسلام دونوں کے منافی ہے۔"[41]

"فرمانِ خدا" کے اردو [illegible] علامہ اقبال نے یہ بھی کہا ہے کہ [illegible] میں "فرمانِ خدا" کی [illegible] نہیں کہ [illegible] اشتراکیت کا ترانہ ہے۔ [illegible] کی [illegible] ہے کہ [illegible] کا فرمان اور وہ بھی فرشتوں سے! اشتراکیت کا ترانہ کیسے [illegible] اور [illegible] فرشتوں کا انکار کرتی ہے۔ [illegible] ابلیس کو [illegible] [illegible] کہ اس [illegible] فرشتوں [illegible] وجود [illegible] خدا کا ہے [illegible] فرشتوں کا [illegible] کیا [illegible] ہے کہ [illegible] انسان درست [illegible] مسلم کو [illegible] ہو جائے کہ سالوں میں ڈھالا گیا ہے۔"[42] "فرمانِ خدا" کو اشتراکی [illegible] قرار دینا یا [illegible] کا فرمان [illegible] مصرعے اشتراکیت کی ہی [illegible] کرتے ہیں۔[43] [illegible] پوری نظم میں کرائی [illegible] ہے۔[44] [illegible] اسلامی انقلاب کا پیغام" قرار دیا ہے۔[45] [illegible] جاگیرداری اور سرمایہ داری کا خاتمہ کیا [illegible] نفس کی [illegible] اسلامی کی [illegible] سے روس کو "لا" کا [illegible] ہی رہا۔[46] یہ ظاہر ہے کہ "لا" تک [illegible] کلمہ "اسلام" کو [illegible] ہے۔

تین نظموں کے سلسلے میں پہلی نظم "لینن خدا کے حضور میں"، دوسری "فرشتوں کا گیت" اور تیسری "فرمانِ خدا" ہے۔ [illegible] پروفیسر [illegible] لکھتے ہیں کہ "مغرب کی سرمایہ داری اور تہذیب کے بارے میں لینن اور اقبال کے موقف میں کامل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ [illegible] سرمایہ پرستی کا [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اقبال اور لینن [illegible] سے ہم نوا ہیں۔"[47] یہ بات درست ہے لیکن پورے طور پر نہیں۔ اقبال کا [illegible] کی شاعری کے علاوہ [illegible] کو سامنے رکھ کر [illegible] کرنا [illegible] یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی سرمائے کی قوت سے کام لینے کے حق میں ہیں [illegible] اخلاقی [illegible] کا [illegible] سامنے ہیں۔ علاوہ از ایں اس نظم میں اقبال کا تصور تو پوری طرح واضح ہے کہ لینن کو خدا کے حضور کھڑا کر کے اقبال [illegible]

لیس کر غلطاں نہ دیا ہے۔ اشتراکیت نے ایک مادی راستہ [illegible] سے فلسفہ شوقی کے ساتھ لکھا ہے کہ "اقبال نے عالم مثال میں مارکس کی روح کو اپنے تصورات کی رہبروں میں [illegible] کے [illegible] ہیں۔ مارکس کے مادہ پرستی اور الحاد کے بجائے [illegible] معلوم نہیں عرش کے گناہ بخشنے ہی کے لئے یا نہیں"۔۹۵

اقبال کو اشتراکی رنگ میں دکھانے والے "بالِ جبریل" کے اس شعر: [illegible] مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا / طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی ہر دو سے پریشان رہتے ہیں اور اس کی [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] اقبال کی [illegible] کی مادہ ہے [illegible] اشتراکی اس موقف کو پیش [illegible] ہے کہ "اقبال مزدوروں کی حکومت کو [illegible] اور [illegible] کے حصول [illegible] دیتے ہیں اور انقلاب [illegible] ہی ہیں۔ "[illegible]" کے ضمن میں بھی [illegible] کیا ہے [illegible] سے مراد ظاہر ہے کہ روسی اشتراکی انقلاب ہے

[illegible]

جولائی ۱۹۳۶ء میں "ضربِ کلیم" [illegible] اور اکتوبر ۱۹۳۶ء میں "مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق" شائع ہوئی [illegible] اشتراکیت کے حوالے سے [illegible] معلومات ہیں۔ [illegible] مثنوی میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ ۱۹۳۶ء ہی میں [illegible] میں اقبال نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا تھا [illegible] اقبال [illegible] ۱۹۳۷ء میں اقبال [illegible] کے [illegible] اس موضوع پر اظہار خیال کیا ہے [illegible] اقبال کو اشتراکی ظاہر کرنے والوں نے اقبال [illegible] [illegible] سے [illegible] اقبال کی شاعری [illegible] روس، مارکس اور اشتراکیت [illegible] اور [illegible] اقبال کو اشتراکیت یا اسلامی اشتراکیت کا حامی ثابت کرتے ہیں۔ "[illegible]" [illegible] اقبال [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] "بالِ جبریل" کی [illegible] [illegible] ہے۔ "ضربِ کلیم" کی [illegible] ہیں [illegible] لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ [illegible] ایمان افروز [illegible] ہیں [illegible] اشتراکیت [illegible] کرتی ہیں اور کارل مارکس کی آواز [illegible] سننا چاہتے ہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] اشتراکیت کو [illegible] طور پر رد کیا ہے [illegible] اس کی تاویل [illegible] دیتے ہیں۔

"ضربِ کلیم" میں [illegible] مشرق و مغرب [illegible] کے تحت [illegible] عنوانات ہیں: "اشتراکیت"، "[illegible] مارکس کی آواز" اور "[illegible]"۔ [illegible] "اشتراکیت" کا [illegible] شعر ہے [illegible] قل العفو [illegible] پوشیدہ ہے اب تک / اس دور میں [illegible] نمودار [illegible] اور [illegible] نے لکھا ہے کہ "قل العفو" کے مصرف کی طرف اقبال کی توجہ انقلاب روس کے [illegible] ہوئی [illegible] اس [illegible] بات درست [illegible] اس سے [illegible] ہوتا کہ اقبال اشتراکیت کی حمایت کر رہے ہیں [illegible] اسلامی [illegible] رہے ہیں۔ اقبال کا کہنا ہے کہ "[illegible] حقائق کا جامع ہے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] حقائق [illegible] حقائق بہرحال حقائق ہیں۔ ان کو کہیں کی جس طرح بھی [illegible] ہے۔ مقصد یہ ہے اس کا [illegible] اور [illegible]"۔۹۶

اقبال کے نزدیک مسلمانوں کا مآخذ قرآن مجید ہے۔ اشتراکیت کے بارے میں اقبال نے قرآن ہی کی ایک تعلیم کی طرف توجہ دلائی ہے۔
اور قرآن ہی میں غوطہ زن ہونے کی، دنیا اشتراکیت میں، ہدایت کرتے ہیں۔ حسب ذیل شعر اسی کا ہے:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

"کارل مارکس کی آواز" میں اہل مغرب پر تبصرہ ہے اور اقبال اس سے متفق ہیں۔ اقبال کا دہن کھولا اور آزادی ہے اور وہ دیا ہوا اس کا مطلب ہے
اس نظم میں اقبال نے سرمایہ داروں کے دولت سمیٹنے کے فلسفوں کو ہی تبصرہ بنایا ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقبال سرمایہ داروں کے
مقابلے میں مارکسی اقتصادی نظام کی حمایت کر رہے ہیں۔ اقبال اسلامی اقتصادی نظام کے حامی تھے اور اس سے بھی وہ سرشار تھے۔ نظم
"بالشویک روس" میں حاصل نظم حسب ذیل شعر ہے:

ہوتی ہے جو حق کی روس پر ہوتی نازل
کر ڈالی کلیسائیوں کے لات و منات!

بہرحال روس کا یہی کردار تھا اور اقبال اس سے متفق ہیں اور اسے لا کی منزل مانتے ہیں۔ تاہم الا کی منزل کے لیے مسلمانوں کو اور اشتراکی
روس کو انتظار کرنا ہے کہ لا سے تمام دنیا کی صورت میں کیا حادثہ پیدا ہو جائے گا۔ "ضرب کلیم" کی نظم عنوان "لا و الا" کے یہ اشعار لائق توجہ ہیں:

نظام زندگی میں ابتدا لا انتہا الا
پیام موت ہے جب لا ہوا الا سے بیگانہ!
وہ ملت روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ!

"پس چہ باید کرد اے اقوام شرق" میں "حکمت کلیمی" اور "حکمت فرعونی" کے علاوہ "لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ" کے زیر عنوان نظم میں اقبال نے پھر لا اور الا
پر مفصل اظہار خیال کیا ہے۔ اقبال کا بیان آئینے کی طرح صاف ہے لیکن مزید اتمام اسلامی اشتراکیت کا مطالعہ کرنے کے لیے لکھا ہے:

"سیاسی حکمت دو طرح کی ہو سکتی ہے۔ پس چہ باید کرد میں اقبال نے مغرب کی سرمایہ دار اور سامراجی حکمت عملی کو حکمت فرعونی
قرار دیا ہے، اس کے برعکس اسلامی اشتراکیت کی حکمت عملی حکمت کلیمی ہے۔ یہ وہی طریق ہے جو اشتراکی اداروں کی تلاش اور
ان کی اساس پر اسلامی اشتراکی جمہوریہ کی انقلاب انگیز تخلیق ہے۔"

اس تحریر پر کوئی تبصرہ کرنا ہی بہتر ہے۔ "حکمت کلیمی" اور "حکمت فرعونی" کے بعد اقبال لا اور الا اللہ کے اسرار بیان کرتے ہیں۔ ہم روس کا
مطالعہ کر رہے ہیں۔ ایک بار اقبال یہی نکتہ اٹھاتے ہیں کہ اشتراکی روس "لا الٰہ" کے مقام پر پہنچ گیا ہے لیکن چاہتے ہیں کہ اس مقام پر رک نہیں سکتی،
اس لیے کہ کائنات "الا اللہ" کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح کے نام اقبال کے مکتوب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کے حسب ذیل اقتباس سے "اسلامی اشتراکیت" کشید کی گئی ہے:

"تیسرے ذہن میں یہ سوال ہے کہ اگر جمہوریت "اشتراکی جمہوریت" قبول کرتا ہے تو پھر یہ جمہوریت میں رہتا [illegible] جہاں
تک اسلام کا تعلق ہے "اشتراکی جمہوریت" کی کسی ایسی صورت کو قبول کرنا اسلام کے بنیادی اصول سے ہم آہنگ ہوگی [illegible]
ہوگا لیکن اسلام کی اصل پاکیزگی کی سمت لوٹنے کا مترادف ہوگا۔"

یہ اقتباس درج کرنے کے بعد خواجہ منظور کریم نے لکھا تھا "یعنی اسلامی شعائر کو برقرار رکھتے ہوئے ہمیں اقتصادی ڈھانچہ [illegible]
اشتراکیت سے ملتا جلتا ہو۔ اس سے اقبال [illegible] ایک [illegible] کا متعلق ہو سکتا تھا [illegible] انہوں [illegible]
چھوڑ دی ہو۔ لیکن کیا یہ نظریہ اسلامی سوشلزم کا مظہر ہے؟ اسلام تو یہی ہوتا ہے اور پھر کیا اشتراکیت کے اقتصادی ڈھانچے کو برقرار رکھ کر قرآن کی
روشنی میں اس سے بہتر ڈھانچہ نہیں بنایا جا سکتا؟"

اسلام تو یہی ہوتا ہے [illegible] قسم کے [illegible] سے ظاہر ہے کہ اقبال نے اسلامی اشتراکیت کی کوئی حقیقی [illegible] "اقبال اور اشتراکیت"
کے [illegible] مضمون میں [illegible] اقبال کا [illegible] [illegible]
کو متحدہ ہندوستان کی ترکیب میں [illegible] کے لیے ایک [illegible] کی [illegible] کی صورت کو برقرار [illegible] سوشلزم [illegible]
[illegible] اقتصادی [illegible] اس سے کا [illegible] فائدہ ہوگا۔ اقبال [illegible]
ایک طرف [illegible] کے [illegible] اقتصادی مسائل کے حل کے لیے کوئی [illegible]
[illegible] اشتراکیت [illegible] قبول نہیں ہے [illegible] اسلام میں [illegible] اقتصادی مسائل کا حل [illegible] اسلام کے [illegible] اقتصادی [illegible]
کے ہوتے ہوئے اشتراکیت کی ضرورت نہیں ہے اور [illegible] اشتراکیت سے [illegible] ہونا چاہیے۔ [illegible] اسلام میں [illegible] موجود
ہیں۔ ڈاکٹر خواجہ منظور کریم [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال نے کہیں بھی اسلامک سوشلزم کی اصطلاح استعمال نہیں کی۔ ان [illegible] ڈیموکریسی
اور سوشل ڈیموکریسی کی اصطلاح میں استعمال کی گئی ہیں جن کا ترجمہ اسلامی اشتراکیت نہیں ہو سکتا"[۸۰]

علامہ اقبال کے اس [illegible] احساس [illegible] کے طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اسلامی قانون کے طویل و عمیق مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام قانون کو اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل
کیا جائے، تو ہر شخص کے لیے کم از کم حق معاش محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن شریعت اسلام کا نفاذ اور ارتقا ایک آزاد مسلم
ریاست یا ریاستوں کے بغیر اس ملک میں ناممکن ہے۔"[۸۱]

خواجہ غلام السیدین کے نام اقبال کے خط مورخہ [illegible] اکتوبر ۱۹۳۶ء کے ایک اہم حصے کو اشتراکی حضرات نقل کرتے ہیں [illegible]
[illegible] باقی رہا سوشلزم، سو اسلام خود ایک قسم کا سوشلزم ہے [illegible] سے مسلمان سوسائٹی نے [illegible]
کم فائدہ اٹھایا ہے۔"[۸۲] [illegible] لکھتے ہیں کہ "غور و فکر کے بعد [illegible] اسلام کی حیثیت بھی ایک قسم کے سوشلزم کی ہے
جیسا کہ انہوں نے خواجہ غلام السیدین کے نام ایک خط میں لکھا۔"[۸۳] "ایک قسم کے سوشلزم" سے اقبال کی مراد مارکسی اور روسی سوشلزم نہیں ہے [illegible]
[illegible] کسی مغالطے کی گنجائش نہیں رہتی [illegible] اقبال لکھتے ہیں

"سوشلزم کے معترف ہر جگہ روحانیات کے مذہب کے مخالف ہیں اور اس کو افیون تصور کرتے ہیں۔ لفظ افیون اس معنی میں

محسب سے پہلے کارل مارکس نے اصول کی بنا میں مسلمان ہوں اور ان شاء اللہ مسلمان مروں گا۔ میرے نزدیک تاریخ انسانی کی مادی تفسیر سراسر غلط ہے۔ روحانیت کا میں قائل ہوں مگر روحانیت کے قرآنی مفہوم کا جس کی تشریح میں نے اس فرمودہ میں بھی کی ہے اور بہت سے شعر کی مادی تشریح میں، وہ منصب آپ کو ملے گی، وہ روحانیت میرے نزدیک ہے جس جس ابدی حوالہ رکھتی ہے اس کی تردید میں نے با ہاکی ہے ... باقی رہا سوشلزم، سو اسلام خود ایک قسم کا سوشلزم ہے جس سے مسلمان سوسائٹی نے آج تک بہت کم فائدہ اٹھایا ہے[۸۴]

اقبال مصر ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اشتراکی نہیں ہیں۔ ... کی مادی تفسیر کو سراسر غلط سمجھتے ہیں اور کارل مارکس سے ... اشتراکیوں ... کا ... تصور کرتے ہیں۔ ایک طرح کا سوشلزم "اسلام" کا اصول ہے ... مارکسی اشتراکیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ... "قل العفو" سے بھی حاصل کیا ہے، جس سے مسلمان معاشرے نے بہت کم فائدہ اٹھایا ہے۔ آج بھی جہاں اسلامی معاشرہ قائم ہو اور اہل ثروت ... قل العفو کی تعلیم کو اپنا لیں، تو نظام اسلام سے غریبی کا خاتمہ ہو جائے ... چاہتے ہیں ... اسی لیے اسلام نے (اور اقبال نے بھی) ... پر بہت زور دیا ہے۔ شہادت کا درجہ ... ہے۔ مسلمان اگر شہید ہو سکتا ہے تو قل العفو پر عمل پیرا بھی ہو سکتا ہے

اپنے مکتوب بنام ... مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء میں اقبال لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک فاشزم، کمیونزم یا زمانہ حال کے اور ازم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ میرے عقیدے کی رو سے صرف اسلام ہی ایک حقیقت ہے جو بنی نوع انسان کے لیے ہر نقطۂ نگاہ سے موجب نجات ہو سکتی ہے"[۸۵]

ارمغانِ حجاز" ۱۹۳۸ء میں، وفاتِ اقبال کے بعد، شائع ہوئی۔ اس میں شامل طویل نظم "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" ... سرمایہ داری اور ... اشتراکیت اور اسلام کے بارے میں اقبال کے افکار کا نچوڑ ہے۔ اقبال نے سارے مخالفوں کو رد کرنے کے بعد آخر میں ... اشتراکیوں نے اس نظم سے ہی اپنے مطلب کے نکات اخذ کیے ہیں۔ ... "اشتراک و ملوکیت" پر اقبال کی ... کو اصحاب سے منسوب کیا لیکن مذکورہ نظم ... وہ نظم ... کارل مارکس ... نظم کے مرکزی خیال کو نظر انداز کر کے ... اقبال سے منسوب کیا ہے۔ ... لکھتے ہیں کہ "کارل مارکس کی اس سے زیادہ تعریف اور کیا ہو سکتی ہے"[۸۶] ... کارل مارکس اور اس کی کتاب "سرمایہ" کے لیے ... "معجزہ و حکمت" کا ذکر کیا ہے[۸۷] ... اقبال ... کو ایسا پیغمبر قرار دیا ہے "جس کی طرف حق تعالیٰ نے ... معجزہ یا صاحب خیال نہیں کیا"[۸۸]

علامہ اقبال نے ... علمی، ادبی، سیاسی اور روحانی شخصیات کی ... متعدد شخصیات کی سرتہ ... کی اور ان پر ... کی ان میں کارل مارکس شامل ہے۔ اقبال مارکس کی ... اور ... اشتراکی ... "روم" کی طرف ... کی ہے بلکہ ... کو "پیغمبر بے جبرئیل" کہا ہے[۸۹] کیا اس بنا پر اقبال کو ... سمجھا جائے۔

[illegible] ... اقبال کے حوالے سے اسلام کو اسلامی سوشلزم کا داعی قرار دیا ہے[۹۰] جبکہ ... اقبال نے ... اور اسلامی توحید ... اشتراکیت کے ... دونوں ... ہیں۔ یہ نظریات اشتراکیت کی نفی کرتے ہیں۔ ... جبر کے ماحول میں ... نہیں ... اسلامی روحانیت ... اشتراکیت ... ہے۔ اقبال کا تصور ... اشتراکیت کو قبول نہیں ... لکھتے ہیں کہ "... مسلمانوں کو جداگانہ قوم نہیں مانتی، البتہ ...

جواہرلال نہرو لکھتے ہیں کہ "اپنی زندگی کے آخری برسوں میں [illegible] وہ سوشلزم کے بہت قریب آ گئے تھے۔ [illegible] نے تو مسلم قوم پرستی کی تھی،
ان سے ایک بہروپیا بنا دیا تھا" ۹۲ اسی طرح کی رائے [illegible] سہنا نے بھی ظاہر کی ہے۔ نہرو اور سہنا کے پیروکاروں [illegible] کی رائے کو مطلوبہ موڑ
دیا ہے ۹۳ اگر اقبال کو اشتراکی مان لیا جائے [illegible] آخری عمر میں [illegible] تصور پاکستان [illegible] اور [illegible] باقی [illegible] رہتی ہی
جواہرلال کا مقصد [illegible] چنانچہ یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ وفات سے پہلے اقبال تصور پاکستان سے دست بردار ہو گئے تھے ۹۴ [illegible] نہرو
کے سیاسی مقاصد سے ہم آہنگ ہیں لیکن درست نہیں ہیں۔

سہنا کا دعویٰ ہے کہ اقبال اشتراکی تھے اور کمیونسٹ پارٹی کے ہمنوا تھے۔ اقبال کی [illegible] کو غلط [illegible]
سہنا نے اقبال کو [illegible] کیا اور ترقی پسند (اشتراکی) [illegible] کا مرکب قرار دیا۔ ایک مقام پر لکھا ہے کہ اقبال [illegible] اشتراکی [illegible]
اخلاقی لحاظ سے اشتراکی تھے ۹۵ سہنا کے دعوے متضاد، غلط اور [illegible] ہیں ۹۶ ایک عجیب دعویٰ یہ کیا ہے کہ اقبال [illegible]
وفات سے کچھ پہلے [illegible] اشتراکیت [illegible] چنانچہ [illegible] اپنی [illegible] کی تیاری کر رہے تھے کہ موت [illegible] ۹۷

جواہرلال نہرو، [illegible] سہنا اور ان کے پیروکاروں کا [illegible] یہ ہے کہ اقبال آخری عمر میں اشتراکیت کے [illegible] ۹۸ یا
قریب [illegible] ہو چکے [illegible] اشتراکی [illegible] اقبال [illegible] وہ اشتراکی [illegible]
ہونے کے [illegible] اقبال کو اشتراکی یا اشتراکیت [illegible] ثابت کیا جا [illegible] اقبال [illegible] زندگی کے آخری [illegible]
وہ ایک ہی تھا [illegible] اشتراکیوں کا [illegible] جس طرح [illegible] ایک مستقل حقیقت ہے [illegible] اشتراکی
کسی ایک نقطے پر متفق نہیں ہیں۔ [illegible] نہرو کے [illegible]
کے سامنے [illegible] کہ "اقبال سرمایہ داری [illegible] زندگی [illegible] ۹۹ [illegible] اشتراکی [illegible] ہندوستان کے سیاسی [illegible]
اقبال [illegible] اشتراکی تھے [illegible] اشتراکی [illegible] اقبال کے [illegible] لیکن [illegible]

"اقبال [illegible] زندگی [illegible] آخری ایام [illegible] اور [illegible] کے عالم [illegible]
[illegible] اسلامیت [illegible] تصور [illegible] ہے" ۱۰۰

[illegible] یہ بھی لکھا ہے کہ "اقبال کے [illegible] کے ادیبوں [illegible] کی ایک بہت بڑی تعداد [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] اسلام کے مزاج [illegible] اشتراکی روس کے ادیب اور نقاد [illegible]
[illegible] اقبال کو اشتراکیت کا نہیں اسلام کا مزاج [illegible] ہے۔

اقبال نے "اسرار و رموز" میں دو بنیادی نظریات [illegible] جن کی [illegible] زندگی تعمیر [illegible] کی۔ یہ نظریات [illegible] اسلامی [illegible]
اور اسلامی قومیت [illegible] اشتراکیت کے [illegible] دونوں نظریات [illegible] یہ نظریات اشتراکیت کی [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] اسلامی [illegible] اشتراکیت [illegible] ہے۔ اقبال کا تصور [illegible]
اشتراکیت کو [illegible] نہیں۔ [illegible] لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کی [illegible] مسلمانوں کو [illegible] قوم نہیں مانتی، البتہ [illegible]

سرحدوں، بچائیوں، شاہینوں، ہیرو کو مرد کامل و جیسی نظم کرتی ہے"⁽¹¹⁾ اس موقف کو علامہ اقبال کو شعری تصور کیا جائے تو اقبال کا مرد کامل تصور پاکستان زمین کی پوری ہو جاتا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہیرو کی نگاہیں کہاں لگی ہوئی تھیں۔

تصور قومیت یا عمرانی دین و وطن جیسا۔ اقبال کا ذہن ہوکہ مانوں کی وفات سے چھ ماہ پہلے ... اسے آخر بجز ہوا۔ اس دور میں اقبال نے وضاحت کی کہ "اسلام بحیثیت اخلاقیہ و سیاسیہ کے کسی اور آئین سے ... ماسوا کرنے کو تیار ہے۔ ... اسی امر کا دعویٰ کرتا ہے کہ ہر وہ اصول جو غیر اسلامی ہو، نامقبول و مردود ہے"⁽¹²⁾ اقبال نے اسی بنیاد پر اسلام کے ماسوا تمام نظاموں کو رد کیا۔ ... وہ زندگی بھر کرتے رہے۔ یکم جنوری ۱۹۳۸ کو، اپنی وفات سے تین چار ماہ پہلے، اقبال نے سال نو کے پیغام آل انڈیا ریڈیو پر ... اس پیغام میں اقبال نے کہا:

"دور حاضر کو علوم اور ... کی بے مثال ترقی پر فخر ہے۔ یہ فخر بلاشبہ جائز ہے۔ آج زمان و مکان کی وسعتیں سمٹ رہی ہیں۔ انسان نے اسرار فطرت کو ... اور ان سے کام لینے کے سلسلے میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ لیکن ان تمام ترقیوں کے باوجود استعمار نے جمہوریت، نیشنلزم، کمیونزم، فاشزم اور خود مختاری کے کیا نقاب اوڑھ رکھے ہیں۔ ان نقابوں کی آڑ میں دنیا بھر میں قدر حریت اور شرف انسانیت کی ایسی مٹی پلید ہو رہی ہے کہ تاریخ عالم کا تاریک سے تاریک صفحہ بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا"⁽¹³⁾

اقبال نے اس پیغام میں اسلام کے سوا سارے ازموں کو رد کیا ہے۔ اپنے مضمون "جغرافیائی حدود اور مسلمان" میں بھی ایسا ہی کیا ہے۔ یہی حال "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں بھی ایسا ہی کیا ہے۔ یہ بیان، مضمون اور یہ نظم اقبال کی زندگی کے آخری برسوں، ... میں ہوا۔ ... ہیرو کی اس واضح سے کیسے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اقبال سوشلزم کے ... قریب آ گئے تھے۔ ... کا یہ کہنا کہ اقبال کے کچھ دوستوں نے ایسی بات بتائی کہ وہ ... کچھ نہیں اور وہ اپنی غلطی کا ازالہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے کہ فوت ہو گئے، ایک ایسا دعویٰ ہے جس کا انحصار سجاد ظہیر کے بیان پر ہے۔ سجاد ظہیر لکھتے ہیں:

"شاید میں نے ان سے کہا 'ہمارے ملک میں قوم کی ... بین الاقوامی ... محنت کشوں کے ظالمانہ استحصال کا علاج موجودہ دور میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ ... (اقبال) نے جس معاملات ہوا ہے کام کی ... اشتراکی نظریہ پر اعلان کیا ہی کی ہے ... خواص کی ... خواہی اور ... کی ... پیدا ہوئی ... کی طرف ... ہمارے ملک میں ... موجودہ ارتقائی منزل رہی ہے۔ ... کا گروہ ... نئے نظریے سے کافی متاثر ہے ... نئی ... اور ... سے بیری ... سے ... رہے۔ ... معلوم ہوا تھا کہ وہ اس طرح کی باتوں کے لیے بیری ... فرما رہے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا 'تاثیر نے ... سے ترقی پسند ادب کے متعلق دو ایک بار باتیں کی تھیں اور مجھے اس سے بڑی دلچسپی ہوئی ہے ... ممکن ہے سوشلزم کے ... میں ... غلطی ہوئی ہو ... بات یہ ہے کہ میں نے اس کے متعلق کافی پڑھا ہی نہیں ہے۔ میں نے تاثیر سے کہا تھا کہ وہ اس موضوع پر مجھے ... کتابیں دیں۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک پورا نہیں کیا ... میرا حافظہ ... جانتے ہیں ... ظاہر ہے کہ مجھے ترقی پسند ادب یا سوشلزم کی تحریک کے حلقہ میں ... سے ... آپ ... مجھ سے ملتے رہئے"⁽¹⁴⁾

سجاد ظہیر کے قول اقبال نے سوشلزم پر دل کھول کر [illegible] اس لیے کہ اقبال سے سوشلزم کو سمجھنے میں غلطی ہوئی اور ناظر نے انہیں سوشلزم
پر مستقل [illegible] وغیرہ [illegible] وقت نے [illegible] کیا ہے وہ تو یہ ہے کہ اقبال نے سوشلزم کو سمجھنے میں غلطی نہیں کی تھی کہ
انکی ۱۹۲۳ء والی پیش گوئی ہی درست ثابت ہوئی [illegible] سوشلزم کو اقبال نے سجاد ظہیر صاحب جیسے اشتراکیوں سے بہتر سمجھا تھا [illegible]
اسلام [illegible] کو سوشلزم کے [illegible] سجاد ظہیر کی بدعا بھی ہے۔ اس کا [illegible] سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اقبال نے [illegible]
میں دلچسپی لی تھی لیکن [illegible] سجاد ظہیر [illegible]
اسلامی اصول [illegible] اشتراکی [illegible] اصول [illegible]
ہے کہ اگر تاثیر اقبال کو [illegible] تو وہ اشتراکیت سے [illegible] اور اسلام سے دور ہو جاتے۔ [illegible] اقبال [illegible]
سرمایہ [illegible] کے لیے کافی نہیں ہے [illegible]
تاثیر کے بیان کی توثیق [illegible] سجاد ظہیر کہتے ہیں کہ تاثیر میں [illegible]
اسلام سے ظاہر ہے کہ انہیں [illegible] درست ہونے کا [illegible] ہے۔ اگر اقبال [illegible]
[illegible] تو [illegible] (manifest) [illegible] اشتراکی کے [illegible]
اشتراکی کا یہ دعویٰ کہ [illegible] اقبال کے [illegible] اقبال کی وفات [illegible] اقبال [illegible] اشتراکیت کو [illegible]
[illegible] کی تیاری کر رہے تھے کہ موت آ پہنچی [illegible]

سجاد ظہیر [illegible] اقبال [illegible] دوستوں کا [illegible] ڈاکٹر تاثیر کا ذکر ہے اور ڈاکٹر تاثیر [illegible] سجاد ظہیر [illegible] اقبال کے
دوست [illegible] اقبال کو [illegible] ڈاکٹر تاثیر [illegible] اقبال کے [illegible] سجاد ظہیر کے بیان کی
توثیق نہیں ہوتی۔ اشتراکیت سے [illegible] ڈاکٹر تاثیر نے اقبال کو اسلامی سوشلسٹ [illegible]
[illegible] یہ امر قابل ذکر ہے کہ "اسلامی سوشلزم" کے [illegible] ڈاکٹر تاثیر نے علامہ اقبال [illegible]
[illegible] اور اشتراکیت کی [illegible] میں اقبال کے [illegible] "اقبال کا سیاسی [illegible]" میں [illegible]

"انسان کی مادی [illegible] ہے [illegible] کیونکہ [illegible] اقبال [illegible] ہے ۔۔۔ اشتراکی [illegible]
سرمایہ دار اس کا [illegible] ہے اس کا [illegible] اشتراکیوں اور سرمایہ داروں میں اگر اختلاف ہے تو
دولت کی تقسیم کے متعلق ہے [illegible] ۔۔۔ ملوکیت کی چوٹ پڑ رہی ہے اور اشتراکیت کی
چوٹ پڑ رہی ہے ۔۔۔ اقبال [illegible] اشتراکیوں [illegible] سرمایہ داری [illegible] ایک مادی [illegible]
[illegible] دوسری مادی تحریک [illegible] لا الٰہ کی [illegible]
نفی ہے — الا اللہ کی مثبت آواز نہیں۔[104]

یہ اصل صورت حال ہے سجاد ظہیر اور [illegible] ملی معانی کو [illegible] سے مسخ کرنے کی کوشش کی ہے یہی وجہ ہے کہ [illegible]
[illegible] کہ اقبال [illegible] کے آخری برسوں میں سوشلزم کے قریب آ گئے تھے۔[105]

حوالے اور حواشی

۱. اقبال کے مطالعے کے تناظرات، صفحہ ۶

۲۔۳. دیکھیے، اقبالیاتی جائزے، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، صفحات ۱۰۱، ۱۲۵

۴. ترقی پسند ادب، صفحہ ۱۱۲

۵. دیکھیے، اقبالیات کا مطالعہ، صفحہ ۲۹۸ تا ۳۱۲

۶۔۷. دیکھیے، اقبالیاتی جائزے، صفحہ ۷۱

۸. اقبال۔ جادوگر ہندی نژاد، صفحات ۲۹۔۳۰

۹. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۶۵۵

۱۰. اسلام اور اشتراکیت کے تناظر میں یہ شعر قابلِ توجہ ہے:

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

۱۱۔۱۲. مقالاتِ اقبال، صفحات ۸۶، ۱۸۲

۱۳. ترقی پسند ادب، سردار جعفری، صفحہ ۱۱۸

۱۴. تفصیل کے لیے دیکھیے، خطوطِ اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحات ۱۵۱، ۱۵۳، مسعود و مالیع کے لیے دیکھیے، کلامِ اقبال [illegible] ۲۱۶

۱۵. اقبال جادوگر ہندی نژاد، صفحات ۱۰۶۔۱۰۷

۱۶. اقبال نئی تشکیل، صفحہ ۳۵۶

۱۷. دیکھیے، اقبال اور سوشلزم، مرتبہ محمد حنیف رامے، صفحہ ۳۲

۱۸. یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں کہ "مجھے حیرت ہے کہ روس میں عظیم الشان انقلاب (آفتاب تازہ) رونما ہو چکا ہے جس نے [illegible] مردہ طبقوں (سرمایہ داری، جاگیرداری، [illegible]) کی قسمت کا [illegible]۔ میں تجھے [illegible] کہ مزدوروں [illegible] کا تختہ الٹ دیا۔ اے فرزندِ آدم (مزدور طبقہ) آسائش، امیری [illegible] کب تک رونق رہتی؟ (شرح بانگِ درا، صفحہ ۵۰۲) [illegible] انقلابِ روس کے [illegible] سے تعبیر کیا ہے۔ (دیکھیے: مطالب بانگِ درا، صفحہ ۳۱۸)

۱۹۔۲۰. مقالاتِ اقبال، صفحات ۸۸، ۱۸۳

۲۱. اس زمانے میں روس کی اشتراکی ترقی کے بڑے چرچے تھے لیکن [illegible] اصل صورتِ حال [illegible] کہ روس سرمایہ دارانہ نظام رکھنے والے ممالک کی نسبت [illegible] مادی ترقی کے اعتبار سے پیچھے رہ گیا ہے۔

۲۲. علامہ اقبال کا ایک مصرع ہے: صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۹۶)

۲۳. یہ اشعار دیکھیے: ربط و ضبطِ ملّتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر

۲۴. بطور مثال، ایک نظم کے تین اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

ولایت، پادشاہی، علمِ اشیا کی جہانگیری — یہ سب کیا ہیں فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے — حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم — جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

۲۵. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۱۲

۲۶. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۴۸۰

۲۷. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۳۲

۲۸. تحریر افتخار حسین [illegible] بخاری، "افکار" کا خاص نمبر، صفحہ ۳۳۰

۲۹. [illegible] اقبال نے کہا ہے:
جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

۳۰. دیکھیے (۱) گفتارِ اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، ۱۲۲ تا ۱۲۶ (۲) انوارِ اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار، ص ۱۳۴، ۱۵۵ تا ۱۵۷
(۳) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، صفحات ۴۵۳ تا ۴۵۶

۳۱ـ۳۲. اقبال ـ جادوگرِ ہندی نژاد، صفحات ۱۰۲ تا ۱۰۵

۳۳. اقبالیاتی جائزے، صفحات ۱۹۲ـ۱۹۳

۳۴ـ۳۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، راقم الحروف کا مضمون "اقبال [illegible]"

۳۶. "بالِ جبریل" میں اقبال نے کہا ہے:

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

۳۷. ترقی پسند ادب، صفحہ ۱۲۵

۳۸۔ Discourses of Iqbal ص ۹۷

۳۹۔ The Reconstruction of Religious Thought in Islam ص ۱۴۴

۴۰۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، (ترجمہ سید نذیر نیازی) صفحات ۲۲۵ ۲۲۶

۴۱۔ The Reconstruction of Religious Thought in Islam ص ۱۴۹

۴۲۔ دیکھیے، "اقبال کا ادبی مقام" [illegible] ص ۲۱۰ تا ۲۱۲

۴۳۔ اقبالیات کا مطالعہ، صفحات ۳۰۹ - ۳۱۰

۴۴۔ ۴۵۔ دیکھیے "اقبال اور سوشلزم" مرتبہ [illegible] ۱۹۷۳ء، ص ۹۴، ۱۱۱، ۱۲۸، ۱۴۰، ۲۰۳

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام مکتوب اقبال کے اصل متن کے لیے دیکھیے Speeches, Writings and Statements of Iqbal

مرتبہ لطیف احمد خان شیروانی، ۱۹۷۷ء ص ۲۵۱ تا ۲۵۲ — ترجمے کے لیے حرف اقبال، ص ۱۵۲ تا ۱۵۸۔ کلیات مکاتیب اقبال، صفحات ۱۳۹ تا ۱۴۴

۴۶۔ دیکھیے، Letters and Writings of Iqbal مرتبہ بشیر احمد ڈار، ص ۵۷

۴۷۔ مزید اور تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبالیات کا مطالعہ" [illegible]، صفحات ۲۰۵ ۲۱۲

۴۸۔ کلیات اقبال فارسی، صفحات ۶۵۲ - ۶۵۳

۴۹۔ اقبال کی تشکیل، ص ۳۹۸

۵۰۔ [illegible] مغالطے یا مغالطوں کا شکار ہوتے ہیں۔ [illegible] سوال اٹھایا ہے کہ "ہم معترض [illegible] اقبال کا [illegible] اور [illegible] اسلامی [illegible] (ہم [illegible]) [illegible] کی الہیت کا بھر اور [illegible] سے اقبال [illegible] (اور جس سے "اقبال اور سوشلزم" کے صفحات بھرے پڑے ہیں) اسی کے باعث [illegible] شعر [illegible] ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ "لیکن [illegible] اس سوال کو اقبال [illegible] تصورات سے مربوط کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً [illegible] اشتراکی تصورات کو اسلامی تصورات کے منافی سمجھتے ہیں [illegible] اسلام سے خارج ہونے کے مترادف [illegible] کا اقبال کو اشتراکی تصورات سے مربوط کرنے کا جواز ہی کیا ہے۔

ایک اور مثال پر [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال [illegible] اشتراکیت کے تصور میں [illegible] اور بہت سی کڑیاں [illegible] اور مارکس کی اشتراکیت میں [illegible] کی طرح کے [illegible] ہیں" (اقبال کی تشکیل، ص ۲۲۵ — اقبال اور سوشلزم، ص ۱۵۵) اصل بات یہ ہے کہ [illegible] اقبال نے اسلامی اشتراکیت کا تصور پیش کیا ہے اور [illegible] اور مارکس کی اشتراکیت میں کوئی ربط ہے۔ ان مسائل و اشکالات کی ذمہ داری [illegible] پر عائد ہوتی ہے۔ اقبال کا ان خرافات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۵۱. اقبال، نئی تشکیل، صفحہ ۲۰۳ — ڈاکٹر [illegible] کہ "اسلامی اشتراکی مملکت کی صورت کا تصور اقبال کی نگاہ میں رہا ہے" (ایضاً، صفحہ ۲۲۲)

۵۲. روس کی کمیونسٹ پارٹی نے انفرادی ملکیت ختم کرنے کے لئے [illegible] روا رکھا۔ اٹھائیس لاکھ افراد ہلاک کئے گئے [illegible] لاکھ کو [illegible] سزائیں دی گئیں۔ چالیس پچاس لاکھ کو [illegible] کر دیا گیا۔ یہ [illegible] سوویت کی آمریت تھی [illegible] کی بجائے [illegible] پارٹی اور [illegible] اس کے سربراہ کی تھی۔ اجتماعی ملکیت کا [illegible] قائم ہوا تو پورا معاشرہ پانچ [illegible] افراد کے سامنے بے بس ہو کر رہ گیا۔
(تفصیل کے لئے دیکھیے، اسلام اور جدید معاشی نظریات، ابوالاعلیٰ مودودی، صفحات ۵۵ تا ۱۵۱)

۵۳. مدینہ کی اسلامی ریاست جو ملوکیت [illegible] کی [illegible] آئینہ دار تھی اور [illegible] کی سربراہی میں قائم ہوئی تھی [illegible] قائم رکھی گئی۔

۵۴. "زاویہ [illegible]" میں اقبال، اسلام اور [illegible] اسلامیہ کے دو اساسی اصول توحید اور رسالت [illegible] ہیں۔ اسلام اور فکر اقبال کی پوری عمارت انہی دو ستونوں پر کھڑی ہے۔ حریت، مساوات اور اخوت کا انحصار انہی بنیادی ارکان پر ہے۔

۵۵. فکر اقبال، صفحہ ۲۵۷

۵۶. اقبال کی نئی تشکیل، صفحہ ۲۶۸

۵۷. "اقبال اور نظریۂ جمہوریت" مشمولہ اقبال شناسی اور [illegible] صفحہ ۱۰۹

۵۸. فکر اقبال، صفحات ۲۵۶–۲۵۷

۵۹. اقبال [illegible]، [illegible] ایس اے [illegible]، صفحہ ۵۲ [illegible] کے لئے دیکھیے، Thoughts and Reflections of Iqbal [illegible] صفحات ۲۸ ۲۱۲ [illegible] ۲۲۹ تا ۲۳۲

۶۰. دیکھیے، اقبال کا مکتوب بنام [illegible] ۲۹ جون ۱۹۲۲ء کو شائع ہوا۔

۶۱. [illegible] (Modern Islam in India) [illegible]

۶۲. فکر اقبال، صفحہ ۲۵۷

۶۳. [illegible] اقبال کی [illegible] "حرم" اسلام کا روحانی مرکز ہے [illegible] اقبال [illegible] کہتے ہیں:
[illegible] کے جذب دروں کے [illegible] ہوتا جاتا ہے۔

۶۴. [illegible] فکر اقبال، صفحہ ۲۵۹ [illegible] جمہوریت [illegible] کی تنقیص ہے [illegible]

سلام کر کے اظہار عقیدت کا پیرایہ ہے۔ اسی طرح خالق و مخلوق کے درمیان حائل ہونے والوں کو حائل کیوں رہنے دیا جائے۔ پادری، پنڈت، ملا اور پیر مذہبی دلال و اجارہ دار سمجھے گئے ہیں۔ یہ بات غور طلب ہے۔ [illegible] مسجود سے مصاحب را سطوات / بہتر ہے کہ جوابا حرف دیر کھا دو [illegible] سے مذہب کی مسخ شدہ شکل مراد لی ہے۔ اگلے شعر کا مفہوم اس کے برعکس [illegible] کی حقیقی اصول کی طرف واپسی ہے۔ (اقبال کی نئی تشکیل [illegible] ۳۲۸، ۳۲۹) کسی شعر کا ایسا مفہوم لینا جو اقبال کے پورے فکری نظام سے ہم آہنگ نہ ہو، روا نہیں ہے — واقعی [illegible] جبرہ حق کے ساتھ [illegible] بہتر ہے کہ اقبال نے جوابا حرف دیر بیداد سے کو اس سے بہتر کہا ہے۔ آخری شعر میں سرمایہ داری نظریہ کے خاتمے کی خواہش کا اظہار ہے۔

۶۵۔ فکر اقبال، صفحہ ۲۵۱

۶۶۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، کلیات اقبال فارسی، صفحات ۶۶۶ تا ۶۷۰ [illegible] سے چند اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

کردۂ کار خداوندان تمام — گذر از لا جانب الا خرام

در گذر از لا اگر جویندہ ای — تا رہ اثبات گیری زندہ ای

داستان کہنہ شستی باب باب — فکر را روشن کن از ام الکتاب

چیست قرآن؟ خواجہ را پیغام مرگ — دستگیر بندۂ بے ساز و برگ

نقش قرآن تا درین عالم نشست — این کتابے نیست چیزے دیگر است

چون بجان در رفت جان دیگر شود — جان چو دیگر شد جہان دیگر شود

یعنی تو نے خداوندوں کا کام تمام کر دیا ہے اور لا کی منزل طے کر لی ہے لیکن اگر تجھے ثبات کی تلاش ہے تو لا سے آگے نکل کر الا کی منزل پا۔ تو نے کہنہ داستان کا ایک ایک باب دھو ڈالا ہے [illegible] فکر کو قرآن پاک سے روشن کر۔ قرآن کیا ہے؟ قرآن سرمایہ دار کے لیے موت کا پیغام ہے اور بے سر و سامان کا دستگیر ہے۔ اگر دل کی بات کہوں تو یہ کتاب نہیں کچھ اور ہی چیز ہے۔ اس کا اثر جان کو بدل دیتا ہے اور جان بدل جائے تو جہان بدل جاتا ہے۔

۶۷۔ اقبال اور سوشلزم، مرتبہ محمد حنیف رامے، صفحات ۲۸-۲۹

۶۸۔ اقبال شناسی اور نیاز و نگار، صفحہ ۸۷

۶۹۔ ترقی پسند ادب، عزیز احمد، صفحہ ۷۰

۷۰۔ اقبال اور سوشلزم، مرتبہ محمد حنیف رامے، صفحہ ۱۸۵

۷۱۔ ترقی پسند ادب، سردار جعفری، صفحہ ۱۲۳

۷۲۔ اقبال اور سوشلزم، صفحات ۳۹، ۱۸۵

۷۳۔ اقبال کے حضور، سید نذیر نیازی، صفحہ ۵۸

۷۴۔ "قل العفو" کے بارے میں مولانا اسلم جیراجپوری نے لکھا ہے کہ "یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا" (اقبال کامل، صفحہ ۳۵۶) مولانا اسلم جیراجپوری کی رائے کے برعکس شاہ ولی اللہ، مولانا حفظ الرحمن، ابو الاعلیٰ مودودی [illegible] کسی نے اس حکم کو منسوخ تسلیم نہیں کیا۔ (دیکھیے شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ [illegible] اسلام کا اقتصادی نظام، صفحہ ۱۰۰) قل العفو [illegible] [illegible] کا حکم [illegible] مراد ہے [illegible]

۷۵۔ دیکھیے، مطالب ضربِ کلیم، مولانا غلام رسول مہر، صفحات ۱۲۴ – ۱۲۵

۷۶۔ اقبال کی تشکیل، صفحہ ۴۰۶

۷۷۔ عزیز احمد کی "اقبال کی تشکیل" (۱۹۴۷ء) اور خلیفہ عبدالحکیم کی "فکرِ اقبال" (۱۹۵۷ء) اقبال پر اہم کام ہیں جو ... اسلامی ... کو اردو میں ... ہیں۔ اس کا ایک ... ضرب کلیم کی ... ہے جس میں "ترقی پسند ادب" اور "اشتراکیت" ... کو شامل کیا ہے۔

۷۸۔ چند اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

روس را قلب و جگر گردیده خون   از ضمیرش حرفِ لا آمد برون
کرده ام اندر مقاماتش نگه   لا سلاطین، لا کلیسا، لا اِلٰه
فکرِ او در تندبادِ لا بماند   مرکبِ خود را سوئے اِلّا نراند
آیدش روزے کہ از زورِ جنوں   خویش را زیں تندباد آرد بروں
در مقامِ لا نیاساید حیات   سوئے اِلّا می خرامد کائنات
لا و اِلّا سازو برگِ امتاں   نفی بے اثبات مرگِ امتاں

یعنی روس کا قلب اور جگر خون ہوا تو اس کے ضمیر سے حرفِ لا باہر آیا۔ میں نے اس انقلاب پر نگاہ ڈالی ہے۔ اس کے مقامات میں لا سلاطین، لا کلیسا اور لا الٰہ ... ہے۔ روس کی فکر لا کی تیز آندھی میں رہ گئی اور اپنی سواری کا رخ اِلّا کی جانب نہ موڑا۔ ایک دن آئے گا کہ زورِ جنوں سے اس تیز آندھی سے ... زندگی لا کے مقام پر آسودہ نہیں ہو سکتی۔ کائنات اِلّا کی سمت ... ہے۔ لا اور اِلّا امتوں کا ساز و سامان ہے۔ صرف لا امتوں کی موت ہے۔

۷۹۔ ترجمہ خواجہ عبدالحمید، "اقبال اور ..." مرتبہ ... ، ۲۸ – ۳۲

۸۰۔ دیکھیے، "اقبال کا ادبی مقام"، صفحات ۵۶ تا ۵۹

۸۱۔ "اقبال کے ... " ترجمہ و ترتیب ... ، ۱۹۶۹ء۔ اقبال ... انگریزی ... کو بھی دیکھیے۔
Letters of Iqbal مرتبہ بشیر احمد ڈار، ... ۲۵۳ تا ۲۵۵

۸۲–۸۳۔ اقبال اور ... مرتبہ ... ، صفحات ۱۰ ، ۱۲

۸۴۔ اقبال نامہ، حصہ اوّل، صفحات ۳۱۸ – ۳۱۹، مزید دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۳، صفحات ۳۹۹ – ۴۰۱

۸۵۔ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد ۱، صفحہ ۴۳۶

۸۶۔ ترقی پسند، صفحہ ۷۸

۸۷۔ اقبال جادو گر ہندی نژاد، صفحات ۱۱۱، ۱۱۲

۸۸۔ اقبال اور ... مرتبہ ... ، صفحہ ۳۴

۸۹۔ دیکھیے، بانگِ درا کی نظم "...!"

۹۰–۹۱۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، اقبال کے "شذراتِ فکر" (Stray Reflections) کے دیباچے میں لکھا ہے "اردو ... اقبال، ... "

پہلے مسلمانوں میں جنہوں نے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کا [illegible] معقول مطالعہ کیا۔" ڈاکٹر عزیز احمد نے یہ عبارت نقل کی ہے۔ (اقبال اور سوشلزم، ص ۱۱۵)

اس سے پہلے اقبال کی نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" کی ڈاکٹر جاوید اقبال کی ہوئی تفسیر سے عزیز احمد نے ایک اقتباس نقل کیا ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے: [illegible] کے وہ خیالات جو مسلمان ملکوں کے اندر ایک اسلامی سوشلسٹ یا جمہوری نظام کے قیام اور اسلامی دنیا کے اتحاد سے متعلق ہیں، بیشتر [illegible] ہوئے۔"

ان اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک خاص دور میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا یہ موقف تھا کہ علامہ اقبال [illegible] اسلامی سوشلزم کے علمبردار تھے۔ اس سلسلے میں ایک بات یہ ہے کہ علامہ اقبال کے بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال کی ہر رائے کو حرف آخر کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ [illegible] ہے کہ اقبال کی ہر تفہیم کے سر ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی رائے بدل دی [illegible] سے متعلق "اقبال کے سیاسی تصورات" میں لکھتے ہیں:

"بعض مستشرقین [illegible] اور اسلامی ممالک میں سیاسی آزادی کی تحریکوں کو [illegible] کا نام دیا، اسی طرح علامہ کے سیاسی تصورات کو "جمہوری اسلام" [illegible] کا نام دیا ہے۔ مگر علامہ کے سیاسی تصورات کو [illegible] اسلامی سوشلزم کا نام دیا جانا [illegible] سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا کہ ان کے سیاسی تصورات کی اساس قرآن ہے [illegible] ان کے مادی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور عرفانی تصورات میں [illegible] پائی جاتی ہے۔ پاکستان کے بعض [illegible] ہیں کیونکہ ان کا مسلک ہے: "اسلام ہمارا دین ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے" یعنی وہ مذہبی معاملات میں [illegible] کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر معاشی معاملات میں کارل مارکس کے پیرو ہیں۔ [illegible] لا الٰہ الا اللہ [illegible] ڈاکٹر اقبال کے اس [illegible] سوشلزم کا [illegible] ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔" [[illegible]، صفحات ۱۳۸-۱۳۹]

ڈاکٹر جاوید اقبال کی یہ تحریر [illegible] اقبال کی عمدہ ترجمانی ہے [illegible] حضرات کے مضامین کی مؤثر تردید ہے جو اقبال کو [illegible] کا حامی قرار دینے پر مصر رہے ہیں۔

۹۲. Discovery of India — ص ۳۰۵

۹۳. مثلاً دیکھیے (۱) ترقی پسند ادب، سردار جعفری، ص ۱۱۲، ۱۲۳، ۱۲۴ (۲) اقبال جادوگر ہندی نژاد، ص ۹۴، ۱۱۹

۹۴. تفصیل کے لیے دیکھیے [illegible] پاکستان [illegible] اور علامہ اقبال پر اعتراضات"

۹۵. مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے Modern Islam in India [illegible] کے لیے [اردو ایڈیشن] ص [illegible]

۹۶. [illegible] آزاد [illegible] کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"[illegible] سوشلسٹ [illegible] اقبال کے [illegible] قرار دیا جا سکتا ہے [illegible] سوشلسٹ نہیں تھے" "وہ [illegible] سرمایہ داری میں کیا خرابی ہے" انہوں نے اشتراکیت کے بارے میں [illegible] کا اظہار کیا ہے [illegible] آخر میں انہوں نے [illegible]

معین کیں اور انہوں نے مغربی تہذیب کی حمایت میں کارل مارکس کا نام استعمال کیا۔" لیکن ساری بات یہ ہے کہ اصل بات کا نام
ہی نہیں تھا کہ اشتراکیت کا ہے۔" لیکن یہ صورت حال ہے، ایسے طالب علم کی نوحہ خوانی سے اقبال کا مطالعہ کرنا جاتا
ہے کوئی رہنمائی ہو کر نہیں۔ اقبال کے بارے میں رائے کو وہ نہیں جانتے تھے کہ اشتراکیت کیا ہے اور پھر کے کلام کو تو سرمایہ"
فراموش کر کے پیش کرنا اقبال کو وہ کی خدمت سے باہر ہے، ایسی ہی بات ہے۔ کسی بھی سکالر کا مطالعہ کسی کی ذہنیت
سے باہر نہیں کیا جا سکتا۔" [اقبال اور مغربی مفکرین، صفحات ۹۴ ۹۵]

۹۷. Modern Islam in India ـــ [لندن ایڈیشن، ص ۴۳]

۹۸. دیکھیے، ترقی پسند ادب، صفحات ۱۲۳ ـ ۱۲۴، ۱۴۴

۹۹ـ۱۰۰. فکر اقبال از میر سید میر شکر، ص ۴۰

۱۰۱. اقبال نئی تشکیل، ص ۲۴۶

۱۰۲. "عمرانیاتی حدود اور مسلمان" ـــ مشمولہ "مقالات اقبال"، ص ۲۶۴ ـ ۲۶۵

۱۰۳. دیکھیے، حرف اقبال، ص ۱۱۸ ـــ اصل انگریزی متن کے لیے، Thoughts and Reflections of Iqbal، ص ۲۰۲

۱۰۴. روشنائی، صفحات ۱۷۷ ـ ۱۷۸

۱۰۵. پروفیسر حمید احمد خاں کا بیان ہے کہ "ڈاکٹر تاثیر مرحوم نے اس سلسلے میں خاصا محتاط ... سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ پیام مشرق میں اقبال لینن کو معمولی کی نسبت نرم برتے آتے ہیں اور "تالی صرف" نے انہوں نے لینن کو ایک مسلمان کے روپ میں پیش کیا ہے۔ ... صاحب نے اپنی کتاب "جمہوریت اور پاکستان میں جمہوریت" میں ڈاکٹر تاثیر کا یہ معروضہ کیا ہے بلکہ اپنی طرف سے اس میں اضافہ "جہنم" کا اضافہ کر کے اور معروضہ یوں مکمل کیا ہے کہ اقبال لینن کو جہنم میں شیطان کی اہانت ... نرم برتتے ہیں۔" [اس موضوع کے لیے دیکھیے، اقبال اور مغربی مفکرین، ص ۸۰ـ۸۱]۔

۱۰۶. "اقبال کا فکر و فن" ـــ از ڈاکٹر تاثیر، مرتبہ اصل حق قریشی، صفحات ۹۵ تا ۱۰۲

۱۰۷. پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی یہ تحریر لائقِ توجہ ہے:

"ڈاکٹر تاثیر نے ہی لکھ دیا ہے کہ انہوں (اقبال) نے کئی موقعوں پر کھلے لفظوں میں یہ کہا تھا کہ 'اگر مجھے کسی مسلم ملک کا ڈکٹیٹر بنا دیا جائے تو پہلا کام جو میں کروں گا، وہ یہ ہوگا کہ اس ملک کو سوشلسٹ ملک بنا دوں گا'۔ (ڈکٹیٹری اور کسی مسلم ملک کو سوشلسٹ ملک بنانے کی خواہش کو اقبال سے منسوب کرنا ...، تاثیر کی ... اور اشتراکی رجحان کے ...) لیکن اس دعوے کی تائید اقبال کی ... سے ہوتی ہے، ان کی ... ، ایڈورڈ تھامسن، جواہر لال نہرو اور ... نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اقبال عمر کے آخری ایام میں مطالبۂ پاکستان کے حامی نہیں رہ گئے تھے۔ میں یہاں اس موضوع کو زیر بحث نہیں لاؤں گا، اگرچہ اس کا اقبال اور اشتراکیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ اقبال اگر واقعی اشتراکی ہو چکے تھے تو ان کا مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو جانا لازمی تھا لیکن اقبال کی کوئی تحریر (نظم یا نثر) ... کے آخر کی ہو، کی شہادت دیتی ہے کہ وہ مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو گئے تھے۔" [اقبال اور مغربی مفکرین، ص ۸۵]

کیا اقبال خرد دشمن اور مخالفِ علم ہیں؟

سیّد وحید الدین سے "روحِ اقبال" پر کہ عشق و عقل کے اقبال کے تصور پر عقل و عشق پر بحث [illegible] میں عزت کی گئی ہے۔
"کہیں عشق سرا پا حضور" اور "عقل سراپا [illegible]" ہے، کہیں "عشق تمام مصطفیٰ" ہے اور "عقل تمام ابولہب"۔

"روحِ اقبال" کے مصنف کا یہ کہنا کہ اقبال عشق کو عقل کے مقابلے میں فضیلت دیتا ہے، اس لیے کہ اس کے دور میں حقائق اشیاء کا مکمل علم اور بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ یہی تصوریت ہے جو اقبال کو سقراط اور افلاطون کی طرح مُرتی ہے بلکہ اس سے مکمل علم اور کمال ہے کہ دنیا تو [illegible] دنیا کا حقیقی علم صرف ماوراء [illegible] سے ممکن ہے اور مادّی ورثے علم میں شامل ہیں۔ عشق اور عقل کی جگہ مذہب اور عقل کا استوار [illegible] ہے۔ دونوں کی معرفت کا اصل سبب تصوریت اور مادیت میں ایک [illegible] تعلق کرنے کی کوشش ہے، جس میں تصوریت کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور یہ ماننے سے انکار کیا جاتا ہے کہ شعور اور ذہن کے لیے ابتدائی خارجی اشیاء اور مادّی دنیا کا تجربہ ہوتے ہیں۔"

"اقبال کی رومانیت کا تجزیہ" میں احتشام حسین نے لکھا کہ "اقبال نے بہت سے مقامات پر عقل کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور اس کی اعلیٰ شکل بتایا ہے لیکن عموماً طور پر وہ عقل اور عشق میں رقابت دکھاتے ہیں۔ دونوں مصطفیٰ اور ابولہب کی طرح ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس تصور کا اثر اقبال کے پورے طریقۂ فکر پر پڑا ہے اور اس انداز سے ان کا نعرہ [illegible] جذبات [illegible] لگتا ہے" اور تنقید اور ادب میں کامنٹ والی بات کو نہ مانے نتیجہ ہوتا ہے کہ اقبال عشق کی حمایت میں عقل پر حملہ آور دکھائی دیتے ہیں۔

علی عباس جلالپوری نے علامہ اقبال کو بلند اور [illegible] کا حامل قرار دیا ہے اور بار بار خرد دشمن کہا ہے۔ "اقبال کا علم کلام" میں لکھتے ہیں کہ اقبال نے غزالی کی طرح شرعی [illegible] سے عقل و خرد کی مذمت کی ہے۔ اقبال کے کچھ اشعار نقل کر کے لکھتے ہیں:

"وہ قوم کے حال میں عقل کو شورش جہاں تک شر کرنے کی دعوت دیتا یا حقائق و مسائل پر اقبال کی [illegible] رکھی اور رومی کو خیال و نظر کی محرومی قرار دیا جو در حقیقت خطرناک ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شور و شر جہاں ہو عقل کا حکم تصرف قائم کیا جائے اور اعمال کی بنیاد عقل و خرد پر رکھی جائے۔"

وزیر آغا آزاد نے "اقبال کی مرات" میں لکھا ہے کہ اقبال نے "قرآن کے مروجہ لفظ 'عشق' کو آسمان پر چڑھا دیا، علاوہ ازیں شعور و فکر کا مرکز تسلیم کیا اور قرآن کے محبوب لفظ 'عقل' کو دائرے سے نکال کر اسے نام معاصر کا سرچشمہ ٹھہرا دیا۔"

سلیم احمد نے لکھا ہے کہ "دین و دنیا میں جو بڑا شعور کام ہم عقل کی مدد سے کرتے ہیں۔ عقل ہی سے روزی کماتے ہیں، عقل ہی سے اپنی ضروریات کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، عقل ہی سے نئی نئی آرام دہ اور مفید چیزیں بناتے ہیں۔ عقل ہی سے مذہب کے مسائل پر غور کرتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے احکام کو سمجھتے ہیں۔ پھر اقبال عقل کے مخالف کیوں ہیں؟ اور اسے ابوجہل اور ابولہب کے درجات سے کیوں ملاتے ہیں؟"[9] "اقبال کا جواز" اسی مضمون میں کچھ آگے چل کر سلیم احمد لکھتے ہیں:

"قرآن حکیم میں جا بجا کہا گیا ہے کہ کائنات کی تمام چیزیں آیات الٰہی ہیں اور عقل سے کام لینے والے ان سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ [illegible] ہدایت حاصل [illegible] وہ بے عقل ہیں گونگے، بہرے اور اندھے ہیں۔ مثل جانوروں کے ہیں [illegible] واضح ہوتی ہے کہ عقل کی قدر و منزلت کسی طرح بھی کم نہیں رکھی۔ [illegible] معروف میں [illegible]۔ سوال [illegible] پیدا ہوتا ہے کہ اقبال عقل کے مخالف کیوں ہیں؟

اچھا قبل اس کے کہ ہم اس سوال پر غور کریں، ہمیں ایک حقیقت کو ملحوظ رکھنا چاہیے؛ اقبال بنیادی طور پر عقل کے مخالف ہیں، لیکن [illegible] تو اقبال [illegible] ہیں۔ [illegible] میں وہ عقل استقرائی کے [illegible] حامی ہیں اور اسے اسلامی تہذیب کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ [illegible] شاعری میں [illegible] عقل اور [illegible] ہے اور [illegible] جس میں اسلام ... ہمیں دیکھنا ہے کہ اقبال کی [illegible] میں وہ کیا خصوصیت ہے جو انہیں [illegible] ہے؟"

کرنل خواجہ عبدالرشید اور ڈاکٹر [illegible] عشرت کی [illegible] سے [illegible] بیان کی [illegible] توثیق ہوتی ہے۔ خواجہ عبدالرشید [illegible] کے حوالے سے [illegible] اور اقبال [illegible] کو [illegible] تفسیر [illegible] ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قرآن حکیم [illegible] عقل کی [illegible] ہے [illegible] معیار [illegible] کے اصول [illegible] رہی ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] نے تصور عقل کے حوالے سے اقبال کو تضاد کا مورد الزام ٹھہرایا ہے [illegible] ہے کہ اقبال [illegible] اپنی [illegible] کتاب [illegible] میں [illegible] شاعری میں تنقیص عقل کو [illegible] کے [illegible] کرتے ہیں تو ان کا فکری تضاد نمایاں ہوتا ہے۔

اقبال پر مخالفت عقل کا الزام لگانے والوں نے انہیں مخالفت علم کا مورد الزام بھی ٹھہرایا ہے۔ مثلاً جوش ملیح آبادی کہتے ہیں:

یا علم کی منزل میں گھبراتے ہیں — یا علم کی راہوں سے کتراتے ہیں
محبوس [illegible] آفاق [illegible] علیم — جو [illegible] عشق عشق چلاتے ہیں [10]

ڈاکٹر [illegible] نے لکھا ہے کہ اقبال [illegible] علم کو ناقص [illegible] کرتے ہیں۔ ان کے [illegible] کائنات کا ادراک علم کے ذریعے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہی ذکر ہے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] سخت تنقید کی ہے[11]۔ انہوں نے قرآن و حدیث کے حوالے سے علم اشیا کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔

"علامہ فرماتے ہیں [illegible] علم [illegible] حاصل [illegible] شاعری [illegible] ہے اور شاعری کی [illegible] علم سے حاصل [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کے ذریعے سے [illegible] کے کام کرتے [illegible] اسباب کے [illegible] یہی حاصل [illegible] ہے اور آج کی [illegible] اقوام [illegible] سے [illegible] ہیں۔ [illegible] علم اشیا میں [illegible] حاصل کرتے رہے [illegible] لاکھوں [illegible] اور [illegible] اقوام ان کے [illegible] ہیں ... [illegible] شاعری میں علم کے [illegible] ان خیالات کا اظہار کرتے ہیں [illegible] علوم کے حصول [illegible]

کے دوران میں ہمارے ہم خواہ مخواہ کیا کرتے تھے کہ ہم [illegible] کی طرف لے جاتے ہیں۔"[۱۲]

"اقبال ایک شاعر" کے دوسرے اڈیشن میں علم الدین سالک نے ان کا جواب لکھا۔ اقبال کی مخالفت عقل کے ضمن میں لکھتے ہیں

"پروفیسر صدیقی کا کہنا ہے کہ اقبال عقل کو ابوجہل اور ابولہب کہنے کے باوجود عقل کے مخالف نہیں ہیں۔ پروفیسر افتخار احمد کا بھی کہنا ہے۔ ان کے مطابق اقبال نے عقل کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ اس کی حدود کو متعین کیا ہے۔ ڈاکٹر عبادی لکھتے ہیں عقل سے محبت اور عقل کا غالب ہونا ہمارے اقبال پر ثابت ہے۔ ... وہ عقل کی ضرورت کے بھی قائل ہیں مگر ان کی انسانی صلاحیت پر اکتفا نہیں کرنا چاہتے۔ اسی سبق میں بلند تر قوت زندگی کے بلند ترین مقامات پر پہنچانے کا ذریعہ عرفانی وجدانی ہے۔" [illegible] نے بھی لکھا ہے کہ اقبال عقل کو ایک اعلیٰ درجہ علم کہتے ہیں اس لیے عقل سے برتر قوتوں کے قائل ہیں۔ ... جب اس طرح طور پر سمجھ لیں کہ شاعری میں عقل سے متعلق اقبال کے رویے کو دیکھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جب وہ عقل کے خلاف معقولات پر چوٹ کرتے ہیں ... ۔ جب وہ کہتے ہیں "عقل ہے چراغ راہ ہے منزل نہیں" تک اقبال کا رویہ عقل کے بارے میں بہت سخت ہوتا جاتا ہے۔ یہ مخالفت کیوں ہے؟ اور کیا ہے؟ دراصل ڈاکٹر عبادی کو اس بات کا جواب دینا چاہیے کہ عقل کا ذکر کرتے وقت وہ ہمیشہ اس کے کسی منفی پہلو کو کیوں اجاگر کرتے ہیں اور کوئی ایک جو طور پر اس کی حمایت میں اسی طرح کیوں نہیں کہتے جس طرح عشق کی حمایت میں کہی ہے؟ شاعری میں بار بار ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ عقل کے کمزور پہلو ہی کیوں دکھاتے ہیں؟"[۱۳]

۲

اللہ نے علم اشیا کی بدولت آدم کو فرشتوں پر فضیلت عطا کی۔ قرآن حکیم میں اولوالالباب اور اولوالنہیٰ سے خطاب کا اہتمام کیا گیا ہے جس سے عقل و دانش کی اہمیت و ضرورت واضح ہے۔ اقبال کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ وہ عقل اور علم کے مخالف کیسے ہو سکتے ہیں۔ عقل اور علم کو قرآن ہی کے حوالے سے استعمال کیا جائے تو اقبال اس کی حمایت کرتے اور مخالفت کرتے ہیں۔ صرف شاعری میں نہیں بلکہ نثر میں بھی اور صرف زندگی کے آخری ادوار میں نہیں بلکہ ابتدائی ادوار میں بھی۔ "قومی زندگی" ۱۹۰۴ء کا مضمون ہے۔ اس میں اقبال لکھتے ہیں۔

"یہاں ایک لطیف اور مشکل سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس صورت میں کسی عالی حوصلہ قوم کی آئندہ بہبودی، اس کی عظمت و زوال اور اس کی ملی و قومی ترقی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے تو کیوں ان کے ذاتی حقوق پر قوم کو ترجیح دی جائے؟ کیا ہمیں آج سے دو نسل بعد زندہ رہنا ہے؟ نہیں، پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو قوم کے لیے قربان کریں اور اپنی نیند حرام کر کے قوم کی آئندہ بہبودی کے لیے بے خواب راتیں بسر کریں؟ یہ بے شک ایک ایسا سوال ہے جو کسی قوم کے افراد کے دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے اور جس کا کوئی عقلی جواب ہمارے پاس نہیں ہے مگر اس خطرناک مسئلہ کے وقت مذہب ہی دستگیری کرتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ ایثار نفی اور اوروں کے نفع کو اپنے ذاتی نفع پر مقدم رکھنے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہمارا فرض انسانی اور قوم کے لیے سخت ضروری ہے اور یہ ایک حق الطاعت اصول پر مبنی ہے۔ تمام نبوت کا اعلیٰ درجہ اور اس کی حقیقی وقعت، عملی دلائل اور براہین پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس کا دارومدار

اس روحانی مشاہدہ سے ہے جو نبی کے پیغمبرانہ شعور کو حاصل ہوتا ہے ... اقبال یہ وضاحت کرتے ہیں کہ اگر قابلِ اعتبار کی تعلیم ضروری باقی رہتی ارتقائے انسانی کا ... اور موجودہ تجربہ ... قوتوں کی وہ صورت مطلق ہوتی ہے؟ ہے اگر ارتقائے قرآن و تجربہ انسان کو کیسے درست ... تعبیر کیا جائے تو ... سوال ہوگا اور عمل بھی ایسا عمل جس کا کا ... رہنمائی کے لیے ایسا ہی ضروری ہے جیسے پانی، ہوا اور غذا کا استعمال جسمانی بقا کے لیے لازم ہے"۱۵

لیکن اقبال کے ہاں ... اصول پانی، ہوا اور غذا کی طرح لازم ہے ... "عقلیت" کے بارے میں (Beam) کا خیال ہے

Rationalism means the hostile criticism of theological dogma, the ment & habit of using reason for the destruction of religious beliefs ۱۶

جب مذہب اور عقلیت میں اس طرح دشمنی ... تو اقبال "عشق نام مصطفےٰ، عقل نام بولہب" ... تارہ سیاہ اور ... کے مقابلے ہوجاتے ہیں ۱۷ اور ... "حرم" کو ... لاحق ہوتا ہے اس کا استعمال کر ... اقبال کے معترضین اقبال کے پورے کلام علم و فکر کو سامنے نہیں رکھتے۔ وہ اقبال کے وجود و حواس کو بھی ترقی ... اور وسعت ... تسلیم کرتے ہیں اور کبھی ... شاعری اور فکر ... ختم کردیتے ہیں۔ اقبال خرد و عقل کی مخالفت نہیں کرتے ... اقبال نے ... اس کی ... میں کی ہے ... شاعری ... کی ہے ... معترضین نے اس طرح کے اشعار کو نظر انداز کیا ہے:

شوقِ بے پروا گیا، فکرِ فلک پیما گیا
تیری محفل میں نہ دیوانے نہ فرزانے رہے ۱۸

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری ۱۹

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی، کبھی پیچ و تابِ رازی ۲۰

خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ
سکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رندانہ ۲۱

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنا جسے کہہ نہ سکیں روبرو ۲۲

عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیِ محفل ہے وہ ۲۳

جن کی نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب
ظلمتِ یورپ میں تھی جن کی خرد راہ بیں ۲۴

آخری پانچ اشعار "ذوق و شوق" سے لیے گئے ہیں۔ [illegible] ظاہر ہے کہ پختگی فکر کے دور میں بھی اقبال عقل و خرد کی اہمیت و افادیت کے پوری طرح قائل ہیں۔ یہ بھی واضح ہے کہ اقبال نے عقل کی جو وضاحت خطبات میں کی ہے، وہ شاعری میں بھی کی ہے اور جس طرح شاعری میں عقل سے عشق کو بہتر بتایا ہے ویسا ہی خطبات میں بھی کیا ہے[۲۵] [illegible] اقبال کی سمجھ میں نہیں آتی [illegible] انھوں نے [illegible] ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح عشق کی [illegible] کا اظہار [illegible] کے علاوہ [illegible] اسی طرح عقل کے مفہوم و معنی [illegible] کا [illegible] کے مثبت یا منفی استعمال پر ہے۔ [illegible] عشق سے [illegible] کو بالا کیا جا سکتا ہے[۲۶] اور اگر کوئی عقل [illegible] کے عشق میں [illegible] تو اقبال اسے [illegible] جاناں [illegible] اور ایسے عشق کو "پیروی عقل خداداد" کا مشورہ دیتے ہیں

عشق اب پیروی عقل خداداد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے[۲۷]

اسی طرح اگر عقل شیخ سعد الملک کے وصول میں معاون ہے تو [illegible] ہے[۲۸] ورنہ اس کی افادیت محدود اور مشکوک ہے۔ اور اگر عقل شیخ سعد الملک کے وصول میں رکاوٹ بنتی ہے یا کسی [illegible] کی وکالت کرتی ہے تو اقبال اس کا قلع قمع کرتے ہیں۔ [illegible] کے لیے "دانش نورانی" سے کام لیتے ہیں۔ "دانش نورانی" عقل کی [illegible] ہے۔ اقبال اس کے لیے شاعری میں "عشق" اور [illegible] "[illegible]" (intuition) کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ [illegible] اقبال نے بعض مقامات پر عقل کی [illegible] کا [illegible] اور وجدان کو اس کی اعلیٰ شکل بتایا ہے[illegible] [illegible] ظاہر کرتے ہیں کہ اقبال عقل اور وجدان میں [illegible] تضاد دیکھتے ہیں اور [illegible] کی طرح [illegible] عشق کو [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کے بیان عقل الحاد کے مترادف ہے۔ [illegible] (rationalism) اور "علم" ([illegible]) [illegible] کی [illegible] مذہب پرستیوں کے مقابلے میں [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ اقبال کے [illegible] اور [illegible] ہے[۲۹] "عقلیت" اور "[illegible]" کے [illegible] اسلام پر [illegible] گئے۔ اقبال کا [illegible] معترض [illegible] ہے کہ [illegible] اقبال کو [illegible] تھا کہ انسانی معلومات کی تیز ترقی نے علم اور الحاد کو [illegible] بنا دیا ہے"[۳۰] چونکہ علم یا عقل [illegible] الحاد کے مترادف [illegible] تو اقبال [illegible] علم کو [illegible] اور عقل کو [illegible] قرار دیتے ہیں۔ [illegible] نے جس تضاد کا ذکر کیا ہے وہ عقل اور [illegible] کا نہیں ہے بلکہ الحاد اور ایمان کا ہے۔ لہٰذا [illegible] کا یہ کہنا کہ اقبال کا فلسفہ بے سمت و بے جہت نظر آنے لگتا ہے [illegible] اقبال کی سمت اور جہت متعین اور واضح ہے۔ وہ عشق (شیخ سعد الملک کا عرفان و ایقان) پر اعمال کی بنیاد رکھنے کی تلقین کرتے ہیں

[illegible] ملا پوری کی [illegible] ہے کہ عقل کو شورش بہیمانہ [illegible] کرنے کی دعوت دینا یا [illegible] پر اعمال کی بنیاد رکھنا [illegible] ہے اور ضرورت [illegible] کی ہے کہ شورش بہیمانہ پر عقل کا حکم نافذ [illegible] کیا جائے اور اعمال کی بنیاد عقل و خرد پر رکھی جائے [illegible] در حقیقت الحاد کی وکالت ہے۔ [illegible] جیسی بھی [illegible] سمجھتے ہیں کہ "شعور اور ذہن کے تمام پہلو" خارجی اثرات اور مادی روابط کا نتیجہ ہوتے ہیں [illegible] سائنسی اور فلسفیانہ معلومات کی [illegible] ہے جس کی رو سے اصل حقیقت مادی ہے۔ [illegible] ملا پوری کی [illegible] اقبال کے حسب ذیل اشعار کے حوالے سے ہے

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ[۳۱]

بے عقل و مہ و مہر و پھول کا کھیلتی ہے مگر — شرابِ شورشِ ایمال کہاں لوگو بھی ہیں ۳۲

انسان اپنے حقیقی نصب العین سے غافل ہو کر سورج کی شعاعوں کو گرفتار تو کر سکتا ہے، روشن کی شمیر، تاریک [illegible] ۳۳ ترتیب [illegible]

اور الوقت کے تصورات و حی کے مطالعہ ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر اسلام نے زور دیا ہے۔ آج "حقوق العباد" (Human Rights) کا بول بالا ہے لیکن اولاد کے جذبے بچے ماں یا باپ یا دونوں کی عادات و تربیت سے محروم ہیں۔ یہ انسانی حقوق کی [illegible]

ہے۔ یہی عقل ہے "ادب خوردۂ دل" ہوتی ہے ۳۴ اور "شریک شورشِ پنہاں" ہوتی ہے یہی وجدان [illegible] حاصل کرتی [illegible]

حقیقی نصب العین کے حصول میں اور وسائل بن جاتی ہے تو اسا [illegible] کی بہبود و فلاح کا سبب بنتی ہے۔ وحی (عشق درا کا کام ۳۵) نے جسے

ایک درس دیا ہے اور وہ تو صرف ہے حس پر اقبال کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے لیکن عقل (اہرمن ہے عرفاں عرفاں ۳۶) پر اعمال کی بنیاد رکھنا [illegible]

کے انتشار میں مبتلا ہوتا ہے۔ انسان آمریت ملوکیت کا شکار رہتا ہے، [illegible] مادی قوم پرستی میں مبتلا ہے، حقیقی جمہوری وسائل [illegible]

در دیتے ہیں، کبھی اشتراکیت کا صبر برداشت کرتے ہیں اور کبھی سارا زور سرمایہ داری و ربح کاری پر دیا جاتا ہے

یہاں پر لکھتے ہیں کہ اقبال، برگساں کی طرح بڑے جوش و خروش سے عقل و خرد کی تنقیص کی ہے۔ موصوف کا یہ دعویٰ کہ اقبال [illegible]

دوبے مغرب کے مرہون منت ہیں، ایک مفروضہ معقول ہے اور مرتبہ اقبال [illegible] کا مظہر۔ رومی نے برگساں سے بہت پہلے عقل فرقی اور عقل کُلی

کی اصطلاحات استعمال کر کے عقل کی تنقیص اور وجدان کی حمایت کی تھی ۳۷ غزالی نے معقولیت کے رعب کو خاک میں ملا دیا تھا۔ ان [illegible] ۳

مسلم مفکرین کو مغربی مفکرین کے ماخذوں پر تقدم حاصل ہے ۳۸ سوال اقبال، برگساں نے وجدان کو عقل و فکر (Intellect) کی مربوط [illegible]

شکل کہا ہے۔ اس اعتبار سے اقبال تو کیا برگساں کو بھی "خرد دشمن" کہا جاتا ہے۔ تاہم مقول طالبوری "برگساں وجدان کو [illegible]

استعمال کیا ہے ۳۹ اور اپنے اس مفروضے کی بنا پر کہ اقبال کا تصورِ [illegible] برگساں کے "جوششِ حیات" کی صدائے بازگشت ہے، وہ وجدان [illegible] کو اقبال

سے منسوب کر دیا ہے ۴۰ حالانکہ اقبال کے نزدیک "وجدان و ادراک" حقیقت کا زینہ بلکہ "شعور کا روشن نقطہ" ہے۔ "اسرار خودی" کے [illegible]

طلبے سے ہوا تھا: "یہ وحدتِ وجدانی یا شعور کا روشن نقطہ جس سے تمام انسانی تخیلات و جذبات و تمنیات مستنیر ہوتے ہیں..." ۴۱ علامہ اقبال پر

یہی مسائل طالبوری کا الزام خرد دشمنی سراسر غلط ہے کہ ایک معروف "[illegible] عقل و خرد" [illegible] کا [illegible] سے کوئی

تعلق ہی نہیں ہے۔ طالبوری کتاب کی طرح اس مضمون میں بھی عقل کا جس طرح استعمال ہوا ہے، وہ لائقِ تحسین نہیں ہے

۳

ابراہیم نے قرآن و حدیث کے حوالے سے علم اشیا کی اہمیت و ضرورت بیان کر کے اقبال پر کڑی تنقید [illegible] لاعلمی ۔ [illegible]

حالانکہ اقبال نے قرآن ہی کے حوالے سے علم اسما کو "اعتبارِ آدم" کہا ہے اور حکمتِ اشیا کو حصارِ آدم قرار دیا ہے۔

علمِ اسما اعتبارِ آدم است — حکمتِ اشیا حصارِ آدم است ۴۲

اقبال کے بیشتر شعری مجموعوں میں حکمتِ اشیا کی توصیف و تلقین موجود ہے۔ "پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق" میں کہا ہے:

ہر چہ می بینی ز انوارِ حق است — حکمتِ اشیا ز اسرارِ حق است

ہر کہ آیاتِ خدا بیند حر است — اصلِ این حکمت ز حکم انظر است ۴۳

مثنوی "مسافر" میں لکھا ہے کہ حکمتِ اشیا کا آغاز مومنوں سے ہی ہوا تھا مگر مسلمانوں نے یورپ کے دورِ عروج سے پہلے اس کی قدر و قیمت
کی بنیاد رکھی۔ مومنین نے مادہ کا پتہ لگایا اور عقل کا حاصل کر لیا تھا۔ حکمتِ اشیا کی ہیں ہمارے گم شدہ متاع کی ہے، تو اسے دوبارہ حاصل کر
لینا ہمارے لئے ضروری ہے، تہذیب اختیار کرنے سے بچنا ضروری ہے کہ یہ مذہب اہلِ حق کے ساتھ دشمنی رکھتی ہے[44]

"پیامِ مشرق" کے یہ اشعار بھی لائقِ توجہ ہیں:

زندگی جہد است و استحقاق نیست — جز بعلمِ انفس و آفاق نیست
گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر — ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر[45]

علم اور عشق انسان کے امتیازی اوصاف ہیں۔ مردِ مومن ان دونوں اوصاف کا اصلی جوہر حاصل ہوتا ہے۔ دونوں سے محروم علم بھی
ہے اور علم گم کردہ ہو تو تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم کا ادراک کیا ہے:

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی[46]

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل[47]

وہ علم کم بصری جس میں ہم کنار نہیں
تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم![48]

"جاوید نامہ" میں متعدد مقامات پر علم و عشق کی اہمیت اجاگر کی ہے[49]۔ نثر میں بھی یہ روش برابر قائم ہے[50]۔ حکمتِ اسلام اور انسان، ہر انسان،
اس قدر زور دیا ہے کہ ڈاکٹر میر ولی الدین نے اقبال کو شاعر کے علاوہ سائنسی مفکر کہا ہے اور اس کی توضیح حسبِ ذیل الفاظ میں کی ہے:

"میں نے انہیں سائنسی مفکر اس لیے کہا ہے کہ انہوں نے سائنسی نظریات جدید سے متاثر ہو کر اور سائنسی طریقِ کار
اور سائنسی منہاج پر زور دے کر استقرا کے ساتھ ساتھ ادراک الحواس کی اہمیت جتلائی۔ اقبال نے عالمِ فطرت کو
حقیقت قرار دے کر اس کی تسخیر پر ابھارا۔ انہوں نے قرآن حکیم کی علمی و سائنسی روح کو منکشف کیا اور مذہب اور
سائنس کو متضاد سلسلۂ فکر و عمل قرار دینے کی بجائے ان کو ایک دوسرے کا معاون ثابت کیا۔"[51]

مسلمان مذہب سے وابستگی کے باوجود سائنس میں پیچھے ہونے کے سبب سائنسی کمالات سے محروم ہیں۔ دوسری طرف اہلِ مغرب
سائنسی کمالات رکھنے کے باوجود انکار سے وابستگی کے باعث روحانیت کو جہنم سے نجات دلانے میں ناکام رہے ہیں۔ اقبال
مذہب اور سائنس یا عشق و زیرکی کے اشتراک و تعاون سے ایک نئی دنیا تخلیق کرنے کے آرزومند ہیں۔ "جاوید نامہ" میں مسعود [?] پاشا [?]
کی زبان سے کہتے ہیں کہ اہلِ مغرب کے لئے زیرکی سامانِ حیات ہے اور اہلِ مشرق کے لیے کائنات کا راز عشق ہے۔ زیرکی عشق کی مدد سے حق شناس
بنتی ہے جبکہ کارِ عشق زیرکی سے محکم اساس ہوتا ہے۔ عشق جب عقل سے ہم کنار ہوتا ہے تو ایک نیا جہاں تعمیر کرتا ہے۔ اس کے لیے جہاں نو کے
لیے عشق اور زیرکی کو ملا دو[52]۔ اقبال کا کہنا ہے کہ اہلِ مغرب سے سوز و ساز کی توقع رکھنے کے بجائے اہلِ مشرق کو ساجھا تعمیر کرنا چاہیے[53]

ان شواہد کی روشنی میں اقبال کو مخالفِ علم اور خرد دشمن سمجھنا کاری خطا ہے۔ اقبال نے خطبات میں لکھا ہے کہ "اسلام کا ظہور استقرائی عقل کا ظہور ہے۔ اسلام میں نبوت اپنی معراجِ کمال کو پہنچ گئی لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا۔ اس میں یہ گہرا نکتہ پنہاں ہے کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ شعورِ ذات کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کہ انسان خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔"[54] مس برج لانڈرا نے مذکورہ اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اقبال نے عقلِ انسانی کو وحی پر ترجیح دی ہے۔" مصنفہ موصوفہ کی یہ رائے صحیح نہیں تھی۔[55] اقبال اس عقل کے حامی ہیں جو وحی کو سمجھے اور اس سے رہنمائی حاصل کرے اور اس کی مخالفت نہ کرے۔ یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ جو عقل وحی کے خلاف بغاوت کرتی ہے تو اقبال اس کی مخالفت کرتے ہیں یہ کارروائی دانشِ برہانی یا عقلِ کل پر برتری ہے۔ کیا اس صاحبِ کمال کو "خرد دشمن" کہنا چاہیے؟ اس کے لیے ایک مثال پر غور کرنا ضروری ہے

اقبال قوت کے حامی ہیں، کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ اقبال مخالفِ قوت یا قوت دشمن ہیں چنانچہ "قوت اور دین" کے زیرِ عنوان اقبال لکھتے ہیں:

لادیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق![56]

قوت ایک صورت میں زہر ہے اور دوسری صورت میں تریاق۔ قوت لادین ہو تو اقبال اس کے مخالف ہیں۔ دین کی حفاظت کرے تو اس کے حامی ہیں۔ یہی حال عقل اور علم کا ہے۔ عقل اور علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اقبال اصل اہمیت عشق یعنی وحی کو دیتے ہیں کہ وہ "ام الکتاب" ہے اور علم ظاہر ہے کہ "ابن الکتاب" ہے۔ اسی طرح عقل خود غرض ہوتی ہے اور یہ بات اقبال کے ایک یورپی مستشرق پروفیسر رالف رسل نے بھی تسلیم کی ہے۔[57] عقل اور وحی کا فرق اقبال نے اس طرح واضح کیا ہے:

عقل خود بیں غافل از بہبودِ غیر　　سودِ خود بیند نہ بیند سودِ غیر
وحیِ حق بینندۂ سودِ ہمہ　　در نگاہش سود و بہبودِ ہمہ[58]

دوسری بات یہ ہے کہ سائنس جدید کی طرح جب علم بھی وحی کے خلاف سازش کرتا ہے اور شیطنت کی تقویت کا باعث بنتا ہے تو اقبال اس علم کو طاغوتی قرار دیتے ہیں۔ اس علم سے بچنے کی تلقین وہ "مردِ مجاہد" [illegible] کرتے ہیں۔ جاوید نامہ میں اقبال نے "محکماتِ عالم قرآنی" کے زیرِ عنوان (۱) خلافتِ آدم (۲) حکومتِ الٰہی (۳) ارض ملکِ خداست اور (۴) حکمت خیرِ کثیر است کے ذیلی عنوان قائم کیے ہیں۔ اقبال محکماتِ عالم قرآنی کے علمبردار ہیں۔ ان میں کوئی شک نہیں ہے۔ قوت بھی اللہ کی صفت ہے اور اقبال اس کے علمبردار ہیں۔ تاہم اس کی اچھائی اور برائی کا انحصار دین یا لادینی پر ہے۔ یہی حال علم کا ہے۔ "حکمت خیرِ کثیر است" میں اقبال کہتے ہیں:

علم بے عشق است از طاغوتیاں　　علم با عشق است از لاہوتیاں[59]

اور جس طرح اقبال پر "مخالفِ قوت" ہونے کا اعتراض وارد نہیں ہوتا اسی طرح انہیں "خرد دشمن" اور "مخالفِ علم" کہنا بھی غلط ہے۔ اقبال نے علمِ وحی کو کامل تر قرار دیا ہے[60] تاہم وہ کسی دوسری باطنی معرفت پر علمِ حسیہ عقلیہ کو ترجیح دیتے ہیں۔[61]

حوالے اور حواشی

۱. روایت اور بغاوت، ص ۸۸

۲. [illegible]، ص ۱۵۹

۳–۴. اقبال کا علمِ کلام، صفحات ۳۰، ۲۸، ۱۲۱–۱۲۲

۵. یادوں کی برات، صفحہ ۱۰۱

۶–۷. اقبال ایک شاعر، صفحات ۵۹، ۶۲–۶۳

۸. ماہنامہ [illegible]، اقبال نمبر، جنوری ۱۹۷۸ء، صفحہ ۱۲۱

۹. "اقبال" — جولائی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۵۲

۱۰. [illegible]، ص ۹۴

۱۱. معاصر ادب، جولائی ۱۹۹۰ء، ص ۶۷

۱۲–۱۳. اقبال ہمارے عظیم شاعر، صفحات ۲۴ تا ۲۶

۱۴. اقبال ایک شاعر، صفحہ ۱۵۱–۱۵۲

۱۵. تلاشِ اقبال، صفحات ۷۹–۸۰

۱۶. Encyclopaedia of Religion and Ethics — ۱۰/۵۸۰، بحوالہ "اقبال" اکتوبر ۱۹۸۵ء، ۱۵۲

۱۷. [illegible] "[illegible]" [illegible] اقبال نے [illegible] کے بارے میں کہے ہیں۔ [illegible]

سیاہ تارہ [illegible] عشق

[illegible]

۱۸–۲۴. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۱۸۶، ۲۰۷، ۳۰۴، ۳۴۳، ۳۸۹، ۳۴۰، ۳۹۰

۲۵. اقبال نے "زبورِ عجم" میں کہا ہے [illegible] / عمل [illegible] عشق [illegible] [illegible] "[illegible]" (۲۵۳) میں لکھا ہے The one grasps Reality piecemeal, the other grasps it in its wholeness.

۲۶. جوابِ شکوہ کا مشہور مصرعہ [illegible]

۲۷. کلیاتِ اقبال اردو، ص ۵۶۵ — [illegible] عقل کے بارے میں [illegible] ہے۔"

۲۸ مسلم اقوام عقل کی جانب ... [illegible] ... ہیں ... [illegible] ... اللہ کے لیے ... [illegible] ...
یہ کام کس کا ہے؟ ... [illegible] ...
... [illegible] ... (اقبال ... [illegible] ...)
سوال یہ ہے کہ ... [illegible] ...
... [illegible] ... اقبال ... عقل ... [illegible] ...
کو اقبال ... [illegible] ...
علم اور استعمال کی ... [illegible] ... مسلم اقوام کی ... [illegible] ...

۲۹. پوری رباعی حسب ذیل ہے:

خرد دیکھے اگر دل کی نگاہ سے ... جہاں روشن ہے نور لا الٰہ سے

... [illegible] ... (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۴۱۵)

۳۰. مطالعے اور ... [illegible] ... ص ۴۹

۳۱-۳۲. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۲۸۲، ۴۹۶

۳۳. "زمانۂ حاضر کا انسان" کے زیرِ عنوان اقبال لکھتے ہیں:

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا ... آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا ... زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۵۳۱)

۳۴. "پیغامِ برگساں" کے زیرِ عنوان اقبال لکھتے ہیں:

... [illegible] ...
... [illegible] ... (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۲۷۷)

۳۵ اقبال نے "عشق" کو ... [illegible] ... کہا ہے

۳۶. ... [illegible] ... اقبال کے ایک شعر ... [illegible] ... (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۰۹)
... [illegible] ... (اقبال کا علمِ کلام، صفحات ۱۲۱، ۱۲۲) ... [illegible] ...
... [illegible] ... اللہ کی ذات ہے ... [illegible] ...
... [illegible] ...

۳۷ تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال کا نظریۂ عقل و عشق" ... [illegible] ... صفحات ۹۳ تا ۱۰۲

۳۸. دیکھیے، عروجِ اقبال، صفحہ ۲۴۳

۳۹-۴۰. اقبال کا علمِ کلام،

۴۱. مقالاتِ اقبال، صفحہ ۱۹۳

۴۲-۴۳. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۱۲۲، ۸۲۹

۴۴. جن اشعار کا مفہوم بیان کیا گیا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:

حکمتِ اشیا فرنگی زاد نیست   اصلِ او جز لذتِ ایجاد نیست

نیک اگر بینی مسلمان زادہ است   این گہر از دستِ ما افتادہ است

چون عرب اندر اروپا پر کشاد   علم و حکمت را بنا دیگر نہاد

دانہ آن صحرانشینان کاشتند   حاصلش افرنگیان برداشتند

این پری از شیشۂ اسلافِ ماست   باز صیدش کن کہ او از قافِ ماست

لیکن از تہذیبِ لادینی گریز   زانکہ او با اہلِ حق دارد ستیز

واضح رہے کہ اہلِ مغرب نے مسلمانوں سے حکمتِ اشیا حاصل کرتے وقت ان کا دین قبول نہیں کیا تھا۔ ہمیں بھی سائنسی علوم کی تحصیل کے دوران ان کی لادینی تہذیب سے گریز کرنا چاہیے۔

۴۵. کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۱۸۱-۱۸۹

۴۶ تا ۴۸. کلیاتِ اقبال اردو، (بالترتیب) ۱۲۲، ۲۵۵، ۴۸۸

۴۹. دیکھیے، کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۶۹۰، ۷۲۶

۵۰. مثلاً ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ "اصل حقیقت تو یہ ہے کہ یورپ کا فلسفہ خود اس امر کا ثبوت ہے کہ کس طرح وہ ارسطو کی عقلی اور منطقی موشگافیوں کو چھوڑ کر آخر کار فطرت اللہ کے قریب آ رہا ہے۔ یہی مذہب اسلام بھی ہے اور میرے نزدیک یورپ کی یہی تاریخ اسلام کی صداقت کا ایک قطعی ثبوت ہے۔ مسلمانوں کو تو حکم ہے کہ علم اگر چین میں بھی ہو تو اس کو حاصل کرو۔" (مقالاتِ اقبال، صفحہ ۲۱۵)

۵۱. مقاصدِ اقبال، صفحات ۲۳۲-۲۳۳

۵۲-۵۳. متعلقہ اشعار حسبِ ذیل ہیں:

غربیان را زیرکی سازِ حیات   شرقیان را عشق رازِ کائنات

زیرکی از عشق گردد حق شناس   کارِ عشق از زیرکی محکم اساس

عشق چون با زیرکی ہمبر شود   نقشبندِ عالمِ دیگر شود

خیز و نقشِ عالمِ دیگر بنہ   عشق را با زیرکی آمیزہ دہ

زندگی را سوز و ساز از نارِ تست

عالمِ نو آفریدن کارِ تست!   [کلیاتِ اقبال فارسی، صفحات ۶۵۲-۶۵۴]

۵۴. خطبات، شیخ سعید ایڈیشن، صفحہ ۱۰۱

۵۵. اس عبارت سے اقبال کا مدعا یہ ہے کہ اسے کسی نئی نبوت کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ ختم نبوت کا تصور یہ ہے کہ [illegible]
کی دنیا میں ہی نئے [illegible] علم کا [illegible] ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے۔ "اقبالیات سید نذیر نیازی" صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۹)

۵۶. کلیات اقبال اردو، صفحہ ۴۹۱

۵۷. [illegible] لکھتے ہیں کہ "جہاں تک اقبال کے [illegible] دو [illegible] کی موقف کرتے ہیں [illegible] ان سے متفق ہوں [illegible]
کہ [illegible] اصول ہی جگہ درست نہیں [illegible] کا اظہار ہوتا ہے [illegible] اقبال
(اور میں بھی) کرتے ہیں"۔ [illegible] کا جو استعمال کیا ہے [illegible] عقل کا
بہت ہی محدود تصور ہے"۔ (اقبال اور اس کا [illegible] صفحہ ۸) یہ [illegible] پیدا کرتا ہے [illegible] اصل اہم سوال [illegible]
[illegible] تجربہ" [illegible] اس کا ادراک [illegible] کیا جائے اور اس کا [illegible] کر کے اپنی تجربہ [illegible] مواد کو [illegible]
عشق (وحی [illegible] ایمان) کی [illegible] ہے۔ [illegible] تجربہ [illegible]
بھی ہو جاتی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، [illegible] حکیم، صفحات ۱۰۲ تا ۱۰۸)

[illegible] کی عبارت [illegible] ہے۔ لکھتے ہیں "عقل [illegible] محدود نہیں بلکہ [illegible] عشق [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] "عشق" کے ساتھ [illegible] ہے" اقبال [illegible]
[illegible] ہے۔ "[illegible] عشق اور زیرکی [illegible]" اور "[illegible] زیرکی [illegible]" کا بھی [illegible] ہے۔

۵۸. کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۱۵۹۔ ان اشعار میں اقبال نے بتایا ہے کہ [illegible]
جگہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ وحی [illegible] پیش نظر رکھی ہے۔

۵۹. کلیات اقبال فارسی، صفحہ ۴۹۲۔ یہی وہ علم و عشق ہے [illegible] کا ساتھ [illegible]
امت بنتا ہے۔

۶۰. دیکھیے، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، صفحہ ۱۹۱

۶۱. "علم ظاہر و علم باطن" میں اقبال لکھتے ہیں کہ "[illegible] کو علم پر ترجیح دینا [illegible] ہر قوم کی [illegible] کی طرح [illegible] علمی
اعتبار سے [illegible] تمام علوم [illegible] کی [illegible] ہے جن کی وساطت سے انسان [illegible] عالم کے قوی کو مسخر کر کے اس زمان و مکاں کی [illegible]
پر حکومت کر سکتا ہے"۔ (انوار اقبال، مرتبہ بشیر احمد ڈار، صفحہ ۲۶۹)

۵۔ کیا اقبال کی حمایتِ عشق غلط ہے اور تصورِ عشق مبہم ہے؟

[illegible] کی یہ رائے [illegible] ہو چکی ہے کہ اقبال نے عشق کو اجاگر اور عقل پر دھاوا بول دیا [illegible] کے [illegible] اقبال کی [illegible]
[illegible] کے نتیجے میں [illegible] اور ۱۹۴۷ء کا قتلِ عام ہوا۔

[illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] اور پاکستان قائم ہوا [illegible] ۱۹۴۷ء کا قتلِ عام [illegible]
لیکن سوال یہ ہے کہ [illegible] سے [illegible] محروم کیوں [illegible] ہیں؟ یہودیوں کو [illegible] فلسطین میں لا کر ان کی آزاد ریاست
قائم کی گئی۔ مشرقی تیمور میں [illegible] کے [illegible] استصوابِ رائے کے لیے دباؤ ڈالا گیا جس کے نتیجے میں [illegible]
[illegible] کا علاقہ آزاد ہو گیا۔ اس کے برعکس کشمیر میں [illegible] استصوابِ رائے کے حق میں قراردادوں کے باوجود کشمیریوں کو
اس کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ کشمیر میں [illegible] عسکری جدوجہد شروع ہوئی تو [illegible] دہشت گردی کا نام دے کر [illegible]
[illegible] مظالم ڈھائے گئے۔ [illegible] کی [illegible] رپورٹ کے مطابق [illegible] ہزار کشمیریوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ [illegible]
کو زخمی کیا گیا ہے۔ ۹۲ ہزار کو گرفتار کیا گیا ہے اور [illegible] ہزار گھر [illegible] نذرِ آتش کیے گئے ہیں۔

عشق کو [illegible] موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے [illegible] کشمیریوں کو [illegible] بھارت [illegible] آزادی کی [illegible]
وصول کر رہا ہے [illegible] اور [illegible] آزادی کو [illegible] کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ اسی طرح پاکستان قائم [illegible]
[illegible] ہندو اکثریت [illegible] ہوئی۔ [illegible] جانوروں [illegible] طور پر دہلی میں [illegible] شروع ہو گئے [illegible]
[illegible] اور مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا۔ [illegible] پاکستان [illegible] کے [illegible] اور وہ
[illegible] کا تصور [illegible] ہے [illegible] مصنف نے نظر انداز کیا ہے۔ [illegible] اقبال [illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] اور ہندو مسلمانوں کو [illegible] کوئی [illegible] کشمیریوں کا استصوابِ رائے کا مطالبہ بھی غلط نہیں ہے؟ لیکن [illegible]
[illegible] کو [illegible] کے مراکز میں لے جا کر [illegible] مسلمانوں کو قتل کر [illegible] کے گھر اور کاروبار [illegible]
کر عورتوں کو [illegible] سے [illegible] کی [illegible] پاکستان [illegible] ۱۹۴۷ء [illegible] کی
صورت میں [illegible]۔ مسلم اکثریتی علاقوں میں اس قتلِ عام کا [illegible] مصنف نے [illegible] واقعے کے طور پر پیش کیا ہے [illegible]
دیا ہے کہ غیر مسلم بھی [illegible] تھے۔ مصنف نے اس طرح ۱۹۴۷ء کے قتلِ عام کی ذمہ داری مسلمانوں پر اور اقبال کے تصورِ عشق پر ڈال دی
ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] اور اس ضمن میں اس کی [illegible] رکھتے ہیں؟

۲

[illegible] اور [illegible] اقبال کو [illegible] ان کی حمایتِ عشق و وجدان کو بھی غلط ٹھہرایا ہے۔ اس
ضمن میں جو دلائل [illegible] کیے ہیں وہ [illegible] اقبال کے کلام [illegible] کو [illegible] طور پر [illegible] کر کے پیش کیے ہیں۔

مالیہوری لکھتے ہیں کہ مقول پر مشہور نزول "برگسان کے سامنے کا سب حصہ اس روایتی تصوف پر مشتمل ہے ... اس کے افکار کی مرد [illegible] کا ماحاث
اس کا انحطاط وجدانی حیات ہے کہ اس کی سمت سے طریق مقرب ہو جاتا ہے کہ تصوف پر اوپر اور حقیقت اس کا پیوند کیا گیا ہے۔" برگسان کے اس [illegible]
اس کی یہ رائے نقل کر کے مالیہوری لکھتے ہیں کہ "اقبال ہی وہ ہیں جو متصوفانہ افکار کی تشریح برگسان کے رنگ میں کر کے اپنی ہی [illegible]
دیا چاہتے ہیں"۔ مالیہوری مزید لکھتے ہیں کہ "اقبال کا عشق برگسان کی وجدانی حیات کی صدائے بازگشت ہے جس کی فلسفی توضیح [illegible]
الہام جات کو نام و سرفراز رکھا ہوا ہے۔" اس کے بعد مالیہوری نے وہ "مشابہات اور حقائق" پیش کیے ہیں جن کی بنا پر وہ حقیقت وجدان کی عقل و حواس پر
سادات کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جس کی مشابہ حقائق و شواہد کا تعلق اقبال سے ہے اور برگسان کو دیا گیا ہے۔ یہ طویل [illegible] ملاحظہ یا کچھ اضافہ کر کے اس
کے اپنے ہیں۔ یہ ملکہ کہیں کہیں اقبال کا ذکر ہی کیا ہے۔ یہ "حقائق و شواہد" مختصراً حسب ذیل ہیں:

(۱) برگسان کہتا ہے کہ جب حقائق عقل کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہیں تو وجدانی کوائف ظہور پذیر ہوتے ہیں اور وجدانی ادراک [illegible] کی [illegible]۔
اس لیے یہ دعویٰ کرنا کہ وجدان عقل کی تکمیل کرتا ہے ناقابل فہم ہے۔

(۲) وجدانی کیفیات کا انحصار کسی شخص کے مخصوص رنگ، مزاج (mood) پر ہوتا ہے تو روایت [illegible] کی اشاعت قوم کی [illegible] اور
ماحول کے گونا گوں اثرات کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے وجدانی ہونے کا تاثر پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ وجدان کے مرکزی عقل
کا اخذ کردہ نتائج رنگ مزاج کی تلون کیفیتی کے محتاج نہیں ہوا کرتے۔

(۳) وجدانی کیفیات متضاد اور متناقض ہو سکتی ہیں۔ بے حد طرح کی رو سے اقبال کو شیخ اکبر سمیعی [illegible] کی طرح اپنی طرف کے
مشاہدات بلکہ وارداتوں کے مرحلے کو بھی صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔

(۴) وجدانی [illegible] منفرد اور شخصی ہوتی ہیں۔ جن میں ہوتے کا تجربہ ہوا نہیں ہو سکتا تو پھر ناقابل فہم اور ناقابل اظہار ہوتا ہے۔ اظہار و ابلاغ
کے لیے وجدان عقل کا محتاج ہے۔

(۵) برگسان اور اقبال کہتے ہیں کہ حقیقت اور وجدان ادراک حقیقت کے حامل ہیں بلکہ عقل اس کے ادراک سے معذور ہے۔ اگر وہ عقلی استدلال
سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں تو اپنے دعوے کے مطابق یہ نتیجہ غلط ہے اور اگر وجدانی کشف و شہود سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے تو سوال ہوا کہ وجدانی
کیفیات ناقابل اظہار ہوتی ہیں۔ سی ام جوڈ نے صحیح کہا ہے کہ عقل کے دشمن ہی اس کی نارسائی ثابت کرنے کے لیے عقلی استدلال سے کام لیتے ہیں۔

(۶) جن دلائل سے عقل کو حقائق اشیا کے ادراک کے ناقابل قرار دیا جاتا ہے وہی کشف و وجدان کے خلاف بھی منقول کہے جا سکتے ہیں۔

(۷) برگسان اور اقبال کا خیال ہے کہ وجدانی کیفیات کو چند ساعت سے زیادہ طول نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے وجدان پر کسی معرفت کی بنیاد نہیں رکھی
جا سکتی بلکہ عقلی استدلال اور سائنسی تحقیق کو بیسیوں برس طول دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ علمی انکشافات ہر دور کے سائنس دانوں کا
اضافہ ہوتا جاتا ہے مگر یہ بات وجدانی کیفیات کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔

(۸) وجدان علم کا مصدر و ماخذ نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ وجدانی کیفیات کی ترتیب کرنے سے قاصر ہے۔ ان کے اظہار و بیان سے فاصر ہے کہ
الفاظ و تراکیب عقل و شعور ہی کی تخلیق ہیں۔ ہر عقل کی مدد کے بغیر وجدانی کیفیات میں کچھ وضاحت کی تعبیر نہیں کر سکتا۔

(۹) اقبال نے خطبات میں صوفیہ کے کشف و شہود سے استدلال کیا ہے بلکہ سکاروں کو مستند قرار دیا ہے حالانکہ صوفیہ کی بسط ان کی وجدانی کیفیات

زیادہ قابلِ اعتماد ہوتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ [illegible] کے شہ پاروں ہی میں فکر و ادراک کا صحیح و صالح امتزاج مل سکتا ہے۔

(۱) [illegible] ہوتا ہے جس کے [illegible] عقل کی پاسبانی میں جذب اور فکری باہمت اور [illegible] معاشرہ [illegible]

کے وجود کی [illegible] بے راہ رو [illegible] کی طرح تمام [illegible] کی تمام دیتے ہیں [illegible] کہ یہ

ضروری ہے کہ انسان سوچ سمجھ کر [illegible] کا شعور کرے اور [illegible] کے حصول کے لیے مسلسل شعوری کوشش کرے۔

(۲) [illegible] اخلاق کا انحصار [illegible] ہے کہ انسان کے [illegible] اور [illegible] عقل کی [illegible] رہیں [illegible] ہے

[illegible] ہے کہ [illegible] ہیں ان کی [illegible] عقل [illegible] کو [illegible] ہے

(۳) عقلی تحریکیں ہمیشہ اقوامِ عالم کے سیاسی عروج کے [illegible] اور معاشرتی تنزل کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔

ان کا دعویٰ ہے علامہ اقبال یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ عقل [illegible] ہے اور عقل ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے مگر

[illegible] سے بھی عقل کی رہنمائی ہی میں کام لیا جا سکتا ہے۔

۳

عقل کی حمایت میں علامہ اقبال [illegible] دلائل کا خلاصہ اس طرح کیا ہے جس سے کسی [illegible] نا [illegible]

میں آتا ہے۔ [illegible] میں [illegible] دلائل [illegible] ہے؟ عقل و خرد کی حمایت اور عشق و وجدان کی [illegible]

بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر [illegible] اپنے مضمون "اقبال وحی اور عرفان" میں لکھتے ہیں کہ اقبال [illegible]

[illegible] کے علاوہ عقل بھی [illegible] رکھتی ہے [illegible] عقل غیر ضروری ہی نہیں بلکہ اس کا وجود [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] تجربہ کیے [illegible] نہیں سکتی [illegible] اس کے [illegible] لاکر [illegible] کرے گی اور اس طرح

شے کی وحدت کو کثرت میں منقسم کرے گی [illegible] ایک [illegible] حقیقت ہے [illegible] ہم [illegible]

حقیقت کو جب عقل سمجھنے کی سعی کرتی ہے تو [illegible] ہے؟ [illegible] اور [illegible] کا [illegible]

کے [illegible] کی [illegible] مثالیں ہمارے [illegible] کے [illegible] ہیں عقل تجربہ اور [illegible] کی [illegible] مثالی کی [illegible] اور [illegible]

کی معلوم ہی ہے زمانے کا عقلی [illegible] کار فرما رہا ہے۔ ان [illegible] کے ماوراء [illegible] کے ذریعے ممکن ہے؟

اس کے علاوہ بھی عقل کے [illegible] ہیں لیکن یہاں [illegible] طور پر [illegible] ہے [illegible]

دلائل و شواہد [illegible] ہیں اور وہ [illegible] ہیں۔ ایک [illegible] ہے کہ انسان کا [illegible] عرفان کے [illegible]

کی [illegible] ہے۔ علامہ اقبال نے [illegible] حقیقت [illegible] عرفان اور احساس کیا ہے [illegible] انسان کے [illegible] میں [illegible]

حقیقت [illegible] عرفان کی [illegible] ہے۔ انسان [illegible] حقیقت کی [illegible] ہے انسان [illegible]

[illegible] کے [illegible] ہیں۔ اس [illegible] عقل سے ہی کام [illegible] ہیں لیکن [illegible] اللہ کی طرف سے [illegible] ہوتے ہیں۔

اس لیے [illegible] کی تکمیل کا [illegible] ہی [illegible] ہے

علامہ اقبال نے لکھا ہے کہ [illegible] کا انحصار کسی شخص کے [illegible] مزاج پر ہوتا ہے جس میں [illegible] کے

[illegible]

[illegible]

عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰ!

عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام!

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات!

عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلسل حالت ہے وہ مجھے نصیب نہیں۔ محبت کے علاوہ کچھ اور ابد ہے۔ عشقِ رسولؐ، حبِ خدا، قرآن سے شغف، امتِ مسلمہ کی بیداری اور ایک جاہل لڑکی جاہلی کا اضطراب، حریت، آزادی، مساوات اور اخوت کا فروغ، یہ سب مظاہر اسی جذبۂ عشق کے متعلقات ہیں۔

۴

علی عباس جلالپوری کے پیروؤں نے مکتبِ اقبال کو تسلیم کر کے اقبال عاری رکھا ہے۔ پروفیسر حبیب اشرف کا مضمون "عقل و وجدان برگساں اور اقبال کی نظر میں" اسی کی کوشش ہے۔ حبیب اشرف اپنے مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں:

"اس تمام بحث کا ماحصل یہ ہے کہ علامہ اقبال نے مذہب اور خصوصاً مذہبِ اسلام میں ادراکِ ذاتِ مطلق اور ذاتِ انسانی کے تصور کو ثابت کرنے کے لیے عقل و وجدان کے نظریات برگساں سے مستعار لیے ہیں، البتہ ان نظریات میں اپنی ضرورت کے مطابق کچھ تصرفات کیے ہیں۔"[16]

اسی طرح پروفیسر انور صادق کا مضمون "اقبال کے تصورِ عشق کا تنقیدی جائزہ" جلالپوری کے دعووں کی تائید و توسیع ہے[17] اگرچہ مصنف اور نہیں جلالپوری سے استفادہ بھی کیا ہے[18] انور صادق اقبال کی ماہیتِ عشق کو ہدفِ اعتراض بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال کے تصورِ عشق میں ابہام اور اس کے استدلال میں تضاد کی ایک وجوہات ہیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اقبال کا فلسفۂ خودی دو عناصر پر مشتمل ہے، اول خودی کی ماہیت اور دوم عشق کا تصور۔ اقبال کے فلسفۂ خودی کے جزوِ اول یعنی خودی تو براہِ راست وحدت الوجود کا ردِ عمل ہے اور تعلیماتِ قرآنی کے عین مطابق مگر جزوِ دوم یعنی عشق وحدت الوجود کے مطابق اور تعلیماتِ قرآنی کے برعکس، کیونکہ تمام قرآنِ حکیم میں عشق کا تصور لفظاً نہیں ملتا اور نہ ہی حدیث میں یہ اصطلاح ... تدبر اور تفکر پر قرآن میں بار بار زور دیا گیا ہے۔ اس لیے اقبال کے فلسفۂ خودی اور تصورِ عشق میں جو ابہام اور تضاد پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خودی کے ساتھ ... کے طور پر عقل کے بجائے عشق کو ... کر کے ... کو یکجا کیا ہے مگر قرآنی تعلیمات کی روح کے منافی ہے۔"[19]

پروفیسر انور صادق نے اقبال کے تصورِ عشق میں ابہام کا مسئلہ ڈاکٹر سید عبداللہ کی تحریروں سے اخذ کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ "اقبال کا مکمل نظریۂ عشق (خصوصاً اس کا وہ حصہ جو جذبات کے حریف کی حیثیت سے سامنے آتا ہے) بعض اوقات مبہم، پیچیدہ اور مشکل ہو جاتا ہے ... اقبال کا نظریۂ عقل پر اور نظریۂ عشق اپنی تکمیلی صورت میں صوفیوں اور عارفوں کے نظریۂ عشق سے بھی زیادہ پیچیدہ اور تعبیر طلب ہے۔"[20]
ڈاکٹر وحید عشرت نے بھی اسی رائے کو اپنے الفاظ میں دہرایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "عشق کے بارے میں علامہ کا نقطۂ نظر غیر واضح اور مبہم ہے اور علامہ کے ہاں عشق کا لفظ کیا مفاہیم رکھتا ہے یا اس کی صحیح تفہیم کیا ہے اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ یوں علامہ کی عشق کی اصطلاح وضاحت طلب اور ناقابلِ اطلاق ہے کیونکہ معرکۂ عقل و عشق میں عشق مبہم اور ہوا ہوائی سی صورت کے سوا کوئی ابھار نہیں رکھتا۔"[21]

ان اعتراضات کے پیشِ نظر یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ (۱) کیا اقبال کا تصورِ عشق برگساں سے مستعار ہے؟ (۲) کیا اقبال کا تصورِ عشق مبہم اور غیر واضح ہے؟ اور (۳) کیا اقبال کا تصورِ عشق قرآن کے منافی ہے؟ ذیل میں ان سوالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

پروفیسر انور صادق لکھتے ہیں کہ "جس طرح اقبال کی عشق دوستی کا ردِ عمل فارسی شاعری کے اثرات کا نتیجہ ہے، اسی طرح ان کی خرد دشمنی کا ردِ عمل بھی

کی تاریخی شاعری کے فروغ ہی سے مرتب ہوا تھا ۔ اقبال کی خودی اور خرد دشمنی کا سرچشمہ قرآن حکیم نہیں بلکہ فارسی شاعری اور خانقاہی ماحول کو قرار دیا جاتا ہے ... وہ اقبال [illegible] جو فلسفہ و تصوف دونوں سے پوری طرح آگاہ تھے، مذہب کے معاملے میں تصوف اور عقل کے مقابلے [illegible] عشق کو ترجیح دینے لگے اور یوں مسلمانوں میں خرد دشمنی کی روایت کا آغاز کیا ۔۔ خرد دشمنی کی اس روایت کو جس کا آغاز غزالی اور رومی نے کیا تھا اقبال نے بیسویں صدی میں اپنی شاعری اور نثر کے ذریعے آگے بڑھانے کی کوشش کی۔"[22]

ان مختصر آرا میں جو بات لائق توجہ ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] اور [illegible] خرد دشمنی مسلمان صوفیوں کی روایت ہے اور اقبال نے مرشد روم سے خواہ کتنا ہی استفادہ کیا ہو، ان کے تصورِ عشق کا ماخذ مرشد روم نہیں ہے ۔ چنانچہ [illegible] میں یہ اصرار کہ اقبال نے عقل و خرد کے بارے [illegible] مرشد روم سے مستعار لیے ہیں، ناقابلِ قبول ہے ۔

یہ دعویٰ کہ اقبال کی خرد دشمنی کا سرچشمہ قرآن حکیم نہیں ہے، مغالطہ انگیز ہے ۔ قرآن کو حکیم اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حکمت کا خزانہ ہے ۔ قرآن میں جہاں رسالت مآبؐ کے فرائض بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ انسانوں کو حکمت سکھاتے ہیں ۔ قرآن نے علم پر زور دیا ہے اور اقبال نے قرآن کے حوالے سے علم و حکمت کی تعریف کی ہے ۔ "کیا اقبال خرد دشمن اور مخالفِ علم ہیں؟" کا جواب [illegible] علم و حکمت کے فروغ میں عقل کا کردار بہت اہم ہے ۔ اقبال کو خرد دشمن کہنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ اقبال کو علامہ کہا جاتا ہے تو علم کی بنیاد پر اور حکیم الامت کہا جاتا ہے تو حکمت و دانش کی بنیاد پر ۔ ایسے خرد دشمن کہنا ان پر [illegible] الزام لگانا ہے ۔ قرآن میں تفکر و تدبر پر زور دیا گیا ہے ۔ کائنات کی نشانیوں اور اللہ کی [illegible] کو سمجھنے کے لیے ۔ اقبال اپنی [illegible] میں مفکر ہیں ۔ اقبال مفکرِ اسلام ہیں وہ مفکرِ سرمایہ داری، مفکرِ اشتراکیت یا مفکرِ [illegible] نہیں ہیں ۔ تفکر و تدبر کا رخ اگر اسلام کی طرف ہے اور یہی قرآن کا منشا ہے تو اقبال کی اہمیت واضح ہے ۔ ان کا تفکر، ان کا تدبر، ان کا علم، ان کی حکمت و دانش سب قرآنی ہیں ۔ اس اعتبار سے ان کی خرد دانی کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے ۔ تاہم جو تفکر و تدبر لادینی کے فروغ کے لیے وقف ہو وہ قرآن کی منشا کے خلاف ہے اور اقبال اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حریت، مساوات اور اخوت کو فروغ دینے والی حکومت کی حمایت کی جائے اور انسانوں کا لہو پینے والی ملوکیت کی مخالفت کی جائے ۔ کوئی کہنا چاہے تو کہہ [illegible] اقبال میں کوئی دو عملی نہیں ہے ۔

یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت ؛ ||
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات ![23]

[illegible] علم و دانش کا زیادہ استعمال ہوتا ہے، اسی لیے لوگ اس کے حوالے سے گمراہی پھیلاتے ہیں ۔ ڈاکٹر [illegible] کے خیالات میں اہم نکتہ ہے مگر ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا ۔ راقم نے طویل عرصے تک ایم اے کی سطح پر اقبالیات کا درس دیا ہے کبھی اقبال کے تصورِ عقل و عشق کے ضمن میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوا ۔ ڈاکٹر [illegible] کے مطابق عشق جب عقل کے حریف کی حیثیت سے ابھر آتا ہے تو عام طور پر مبہم اور پیچیدہ ہو جاتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سوال، عقل و عشق کی زیادہ واضح تفہیم کا باعث [illegible] ہے ۔ نکتہ سمجھنے کے لیے اقبال کے ابتدائی دور کی نظم "عقل و دل" اور آخری دور کی نظم "علم و عشق" لائقِ توجہ ہیں[24] ۔ اقبال نے عقل اور عشق کے لیے جو استعارات استعمال کیے ہیں وہ ان تصورات کی وضاحت کرتے ہیں[25] جہاں جہاں عقل اور عشق کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ [illegible] ایک دوسرے کی وضاحت کرتے ہیں

ان تصورات کی تکمیلی صورت یہی ہے کہ اقبال عقل اور عشق دونوں کے قائل ہیں، اور دونوں کا امتزاج چاہتے ہیں۔ چند اشعار لائق توجہ ہیں:

شوق بے پروا گیا، فکر فلک پیما گیا
تیری محفل میں نہ دیوانے، نہ فرزانے رہے [26]

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی [27]

خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ!
سکھائی عشق نے مجھ کو حدیث رندانہ! [28]

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا   خبر میں، نظر میں، اذان سحر میں! [29]

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایت اندیشہ و کمال جنوں [30]

نقشے کہ بستہ ایم ہمہ اوہام باطل است
عقلے بہم رساں کہ ادب خوردۂ دل است [31]

زیرکی از عشق گردد حق شناس   کار عشق از زیرکی محکم اساس

خیز و نقش عالم دیگر بنہ   عشق را با زیرکی آمیز دہ [32]

نثر میں بھی اس امتزاج کی خواہش ہے۔ دو بیانات سے ... جو اقبال کے منتشر اوراق میں درج ہوا ہے۔ اس سے پہلے ... کے ہیں۔ پروفیسر نکلسن کے نام اقبال نے "نائب حق" کے بارے میں لکھا تھا:

The highest power is united in him with the highest knowledge
In his life thought and action, instinct and reason become one [33]

اسی طرح مسٹر ... اقبال میں شامل ہے ... ہم ... ایک بات تو ہے کہ اقبال کے ہاں ... اور ... [34]

۵

پروفیسر انور صادق کا یہ موقف درست ہے کہ عقل اور عشق ... عام ہیں۔ ... کے وقت ... ہوتے ہیں ... عقل کا لفظ الحاد اور عشق کا لفظ ایمان کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ عشق کی اعلیٰ اور ادنیٰ کی سطحیں ہیں اور بقول اقبال عشق کے ہزاروں مقام ہیں: عشق ہے ابن السبیل اس کے ہزاروں مقام [35] اقبال نے عقل اور عشق دونوں الفاظ کو معنوی تنوع کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ (دیکھیے، حاشیہ ۲۵) اور اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اچھے ... (عشق) عقل کے تعاون سے ثمر آور ہوتی ہے۔ ڈاکٹر وحید عشرت لکھتے ہیں کہ ... عشق سے کہیں بہتر لفظ ایمان ہے [36] یہ درست ہے اور اقبال نے لفظ "ایمان" استعمال کیا ہے [37] بلکہ ... لفظ "یقین" بھی استعمال کیا ہے [38] لیکن وحید عشرت ... اصرار کر رہے ہیں کہ شاعرانہ اسالیب لفظوں کے استعمال میں وسعت ...

۸

اور اقبال لفظ عشق [illegible] ایمان کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ [illegible] اللہ [illegible] عشق ایمان ہے۔ [illegible]
دولت ہو، نسل ہو یا عورت ہو تو یہ [illegible] عشق ایمان آتا ہے۔ اقبال ہر جگہ عشق کے قائل ہیں

عشق اب پیرویٔ عقل خدا داد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے [39]

پروفیسر انور صادق [illegible] عشق [illegible] ہے [illegible]
کہ اقبال کا تصورِ عشق قرآن و حدیث کے مطابق ہے [illegible] قرآن حکیم [illegible] عشق
استعمال نہیں کیا۔ اقبال [illegible] اقبال پر [illegible] اعتراض کیا ہے [illegible] عشق [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] آبرو کوچۂ جاناں [illegible]
عشق کرے [illegible] استعمال کیا ہے [illegible] اسلام [illegible] اقبال [illegible]
دیا۔ قرآن نے "شدید محبت" کے [illegible] استعمال [illegible] "عشق" کا لفظ "شدید محبت" کے معنوں میں [illegible]
اور اقبال نے اس سے کام لیا۔ [illegible] اعتراض کی کوئی وقعت نہیں۔ [illegible]
ہے کہ اس سے "شدید محبت" مومن کی [illegible] ہے [illegible] کا ارشاد ہے [illegible] مومن وہی ہے [illegible] اللہ اور رسول [illegible]
زیادہ محبت ہو [illegible] تو درحقیقت اقبال نے اسلام [illegible] حاصل کیا ہے [illegible] کلام کو [illegible]
اور فروغ کا ذریعہ [illegible] ہے۔ [illegible] وضاحت ہو چکی ہے کہ [illegible]
کا کوئی [illegible] ہے جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے [illegible] ہیں۔ [illegible]
اللہ سے شدید محبت مومن کی [illegible] ہے۔ یہی اسلام ہے اور یہی اقبال کا پیغام ہے۔

حوالے اور حواشی

۱۔ دیکھیے "کیا اقبال مغرب کے مادی اور اسلامی ماضی پرست ہیں؟" — اصل حوالے کے لیے دیکھیے، Islam in Modern History ص ۵۹

۲۔ دیکھیے، روزنامہ جنگ لاہور، ۲۸ مارچ ۲۰۰۰ء، اداریہ

۳۔ ایضاً، ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ [illegible] کے [illegible] تحریر نگار اور کالم نگار [illegible] دوسرے سوال کا جو [illegible] کر رہے ہیں عمارت کا دور [illegible] ہوا تو [illegible] کا مطالعہ [illegible] لگتا۔

۴۔ تفصیل کے لیے "کلیاتِ اقبال" مرتبہ [illegible] اعلیٰ [illegible] ۲۸ تا ۳۲

۵ تا ۷۔ اقبال کا علم کلام، صفحات ۱۱۹، ۱۲۱ / ۱۲۲ تا ۱۳۰

۸۔ علی عباس جلالپوری کے دلائل کے مطابق [illegible] ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

(۱) [illegible] جلالپوری کا اس پر کیا تبصرہ ہے، اس سے اقبال کا تعلق؟

(۲) جو وجدان (نادرہ) اعتقادِ مطلع، جو قوم کی تعمیر اور ماحول کے گوناگوں عوامل اور اثرات سے وابستہ ہو اقبال نے اس کی تائید و حمایت کہاں کی ہے؟

(۳) وجدانی کیفیات متضاد اور متناقض ہو سکتی ہیں [illegible] ہے کہ اسی لیے [illegible] اصل [illegible] کے اصول سے بھی اختلاف کرتے ہیں۔ اقبال کے ہاں [illegible] وجدانی [illegible] کی اطاعت لازم نہیں ہے [illegible] لکھتا ہے:

"[illegible] عقل کی کوئی بھی [illegible] حال ہی سمجھا ہے کہ عقل اور تجربے سے کام لیتے ہوئے اس بات [illegible] کریں اس لیے اگر ہم سے [illegible] تو گویا ضرورۃً یہ بھی مان لیا کہ اسے کسی شخص کو اس دعوے کا حق [illegible] کہ اس کے علم کا تعلق [illegible] العقل سے [illegible] ہماری اس کی اطاعت لازم آتی ہے"

شیخ احمد سرہندی کا وجدان [illegible] توحید کی تائید و توثیق [illegible] اقبال اس سے متفق ہیں۔

(۴) یہ درست ہے کہ [illegible] کے لیے وجدان [illegible] سے عقل کا وجدان پر فائق ہونا ثابت نہیں ہوتا [illegible] احساس ہونے کے لیے زبان کا محتاج ہے تو احساس پر زبان کی فوقیت ثابت نہیں ہوتی۔

(۵) اقبال کو، بیسویں صدی کے طور پر، عقل کا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔ وجدانی کیفیات میں [illegible] عقل کا [illegible] شامل رہتا ہے
(تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، صفحہ ۲۱)

(۶) [illegible] اشیاء کے علاوہ عقل انسان کے [illegible] حقیقتِ مطلقہ کا ادراک بھی حاصل کرتے [illegible] "[illegible] سے جو وجدان میں [illegible] کا [illegible] ہو سکتا ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۲) شعر میں اسے اس طرح بیان کیا ہے:

ہر دو بمنزلے روان، ہر دو امیر کاروان
عقل بہ حیلہ می برد، عشق برد کشاں کشاں (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۳۷۵)

(۷) اسی دلیل سے یہ بھی واضح ہے کہ دلالہوری شمع و سلیم [illegible] کے واسطے بیا جلتے کے اصرار اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اقبال نے معروفی [illegible] "مثال" کو ایک لمحہ قرار دیا ہے وہ حقیقت مطلقہ کے مشاہدے کا لمحہ ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۲۸) علم اشیا اور سائنس کا فروغ عقل و استقرائی کا رہین منت ہے اور عقل استقرائی کی اقبال نے حمایت و تعریف کی ہے۔

(۸) وجدان بھی "خدا کا کلام" "ام الکتاب" نہیں ہے بلکہ علم ابن الکتاب۔

(۹) یہ دعویٰ درست نہیں کہ وجدانی کیفیات کے ضمن میں اقبال نے [illegible] نگاروں کو نظر انداز کیا ہے۔ اقبال یہ بحث کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:

"یہ عالم جس میں ہم رہتے ہیں اس کی ماہیت کیا ہے اور ترکیب کیا؟ کیا اس کی ساخت میں کوئی دوامی عنصر موجود ہے؟ ہم اس سے کیا تعلق ہے اور ہمارا اس میں کیا مقام [illegible] اس مقام کے ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ یہ سوالات [illegible] فلسفہ اور اعلیٰ شاعری میں مشترک ہیں۔ لیکن شاعرانہ واردات سے جو علم حاصل ہوتا ہے، انفرادی ہوتا ہے۔۔۔ [illegible]"

(۱۰) یہ درست ہے کہ مغربی معاشرہ وہ ہوتا ہے جس کے افرادی دانش سے بہرہ ور نہ ہونے پائیں۔ عقلی [illegible] [ع] (نصف الایمن [illegible]) کی بدولت جو کچھ ہیں [illegible] کی بدولت عقلی اور حسی قدر ہے اس مقام پر پہنچی تھی کہ لوگوں نے اقرار کر لیا تھا کہ حقیقت کی [illegible] شعور عاری تھی۔ اہل [illegible] کی تعقیر کے سبب اس روش کو تبدیل کیا گیا۔ [illegible] اور [illegible] اللہ ہے جو بہترین صفات کا مالک ہے [illegible] کا عشق اس کے تحت ہوتا چاہیے [illegible] پوری [illegible] ہے

(۱۱) محاسن اخلاق کا انحصار وحی پر ہے۔ خیر و شر کا معیار بھی وحی ہے۔ [illegible] بیشہ اور غلط کار ہوگ۔ حیوانات کی طرح [illegible] کی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس جگہ وہ وحی [illegible] عقل ان کا ساتھ دیتی ہے۔ [illegible] حرام کو روک سکتی ہے۔

(۱۲) مسلمانوں کی ترقی اور [illegible] کے شاندار دور کی بنیاد کامل ایمان تھا۔ قرآن میں سب سے زیادہ زور ایمان و عمل پر دیا [illegible] کی تلقین بھی کی گئی۔ یہ تاکید [illegible] اللہ کی نشانیوں کو سمجھنے کے لیے ہے۔

۹. تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین" صفحات ۱۳۹ تا ۱۵۱

۱۰. عقل کو حواس کی معلومات پہنچانے والی تو وہ کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے کوئی [illegible] غلط اطلاع دے تو عقل کا فیصلہ غلط ہو جاتا ہے۔ یہ بات ایک مثال سے سمجھی جا سکتی ہے۔ ایک جج کے سامنے مدعی ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ فریق ثانی اس کی تردید یا کچھ [illegible] ہے دونوں گروہ اپنے بیان تحریر کراتے ہیں اور وکلا بحث کرتے ہیں تو جج کسی نتیجے تک پہنچتا ہے۔ [illegible] غلط [illegible] فیصلہ غلط ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آنکھ کے دیکھنے، کان کے سننے، [illegible] کے چھونے، ناک کے سونگھنے اور زبان کے چکھنے میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو عقل صحیح فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اقبال نے بھی [illegible] کی حمایت نہیں کی۔ [illegible] سمت کوشی کی دلالت ہیں

۱۱. اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین، ڈاکٹر عشرت حسن انور، صفحہ ۱۹۹

۱۲. کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۸۶

۱۳. اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین، صفحہ ۱۴۱

۱۴. دیکھیے "کیا اقبال مخالف علم اور خرد دشمن ہیں"

۱۵. دیکھیے [illegible]

۱۶. خیابانِ دانائے راز، صفحہ ۳۱۴

۱۷. پروفیسر انور صادق نے علی عباس جلالپوری کی بیان کردہ اقبال کی روحانی کیفیت [illegible] و [illegible] کی [illegible] توجیہ کی ہے (ماہنامہ [illegible] کے لیے دیکھیے "کیا اقبال روحانی بزرگ تھے؟") اسی طرح جلالپوری کی پیروی میں لکھا ہے "[illegible] سوال یہ ہے کہ اقبال [illegible] اور [illegible] کیا بات میں پایہ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کو [illegible] کیجیے [illegible] سٹر علی عباس جلالپوری: [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] میں ساری [illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] ہے کہ وہ [illegible] کو [illegible] دوسروں [illegible] تک [illegible] کرنا [illegible] یہ بات کہاں سے اپنے [illegible] و [illegible] کے [illegible] ہے۔" ("اقبال" — اکتوبر ۱۹۸۵ء)

اقبال پر جلالپوری کی یہ [illegible] انور صادق [illegible] کیا ہے اقبال کے [illegible] بالکل [illegible] (دیکھیے [illegible] ۳۰) [illegible] اقبال کے ہر [illegible] معتبر اور [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] انور صادق نے "روزگارِ فقیر" سے ایک واقعہ [illegible] کیا ہے [illegible] سے اقبال "وحی الہام" پر یقین رکھتے تھے۔

۱۸. [illegible] جلالپوری کا [illegible] ہے کہ اقبال وحدت الوجودی تھے لیکن پروفیسر انور صادق [illegible] لکھا ہے کہ اقبال وحدت الوجود کے مخالف تھے

۱۹. "اقبال" — اکتوبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۸۳

۲۰. مسائلِ اقبال، صفحات ۲۳۰-۲۳۱

۲۱. "اقبال" — جولائی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۵۲

۲۲. "اقبال" — اکتوبر ۱۹۸۵ء، صفحات ۱۰۰-۱۰۱

۲۳. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۴۹

۲۴. عقل کا [illegible] یہ [illegible] نہیں ہے۔ عقل [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] عقل کی [illegible] ہے لیکن عشق اس سے ماورا [illegible] ہے۔ عشق [illegible] حاصل کر سکتا ہے [illegible] علم "عقل و دل" کا [illegible] علم و عشق [illegible] ہیں کہ [illegible] زندگی سے دور اور [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] اور کمال کی [illegible] علم کا [illegible] ہے لیکن عشق [illegible] علم کے [illegible] ہیں۔ [illegible] وحی کا [illegible] علم [illegible]

۲۵. عقل کے لیے اقبال نے [illegible] خرد، اندیشہ، [illegible]، [illegible]، فکر، [illegible]، فلسفہ، حکمت اور علم (بہر [illegible]) کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) خرد: [illegible] شاہوں سے کی [illegible] شرق و غرب / [illegible] ہیں [illegible] خرد [illegible] ہیں (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۹۰)

دل [illegible] خرد [illegible] جہانگیر / [illegible] خرد [illegible] (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۲۷۱)

[illegible] / [illegible] (، صفحہ ۸۰۱)

(۲) اندیشہ: [illegible] مسلماں کی زندگی کیا ہے / یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۵۱۰)

(۳) دانش: [illegible] / دانش و [illegible] (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۲۶)

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں / کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیل! (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۵۵۶)

(۴) شعور و حواس [illegible] / شعور و [illegible]

[illegible] / [illegible] (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۵۴۳)

(۵) [illegible]: شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب / مقامِ شوق میں ہیں سب دل و نظر کے رقیب (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۲)

(۶) فکر: شوق بے پروا گیا، فکرِ فلک پیما گیا / [illegible] (ایضاً، ص ۱۸۶)

(۷) علم: ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی / نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی (ایضاً، ص ۲۷۴)

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل / اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل! (ایضاً، ص ۳۵۵)

(۸) فلسفہ: [illegible] (ایضاً، ص ۴۸۰)

(۹) حکمت: [illegible] / [illegible] (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۲۶)

[illegible]

(۱) دل: [illegible] (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۳۷۷)

[illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۸۵)

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر / خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نو کی تصویر! (ایضاً، ص ۵۹۲)

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کراری / مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری (ایضاً، ص ۳۲۹)

(۲) شوق: ہر لحظہ نیا طور، نئی برقِ تجلی / اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے! (ایضاً، ص ۵۸۹)

شوق مری لے میں ہے، شوق مری نے میں ہے / نغمۂ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے (ایضاً، ص ۳۸۸)

(۳) آشنائی: دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو / عجب چیز ہے لذتِ آشنائی! (ایضاً، ص ۳۹۷)

(۴) بے تابی: عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی / خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی! (ایضاً، ص ۴۲۳)

(۵) [illegible]: [illegible] (ایضاً، ص ۱۱۵)

[illegible] (ایضاً، ص ۳۳۳)

(۶) تب و تاب: [illegible] (ایضاً، ص ۳۰۷)

(۷) سرور: [illegible] (ایضاً، ص ۳۴۴)

(۸) آتش: [illegible] (ایضاً، ص ۳۵۷)

(۹) جنوں: وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنوں / خدا مجھے نفسِ جبرئیل دے تو کہوں (ایضاً، ص ۳۱۹)

(۱۰) دلسوزی: اے بادِ بیابانی! مجھ کو بھی عنایت ہو / خاموشی و دل سوزی، سرمستی و رعنائی! (ایضاً، ص ۴۱۴)

(۱۱) مستی - من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق / تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۲۳)

(۱۲) درد: آہ! اس شور کے لیے مجنوں ساماں غم ماتم ہے / درد انسانی سے اس ہستی کا دل شناسا ہے (" ، صفحہ ۳۳۹)

(۱۳) عرفان - اس مقام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمز؟ آشکارا / وہیں اگر تنگ ہے تو کیا ہے معانی کے گردوں پہ ہے کمند (" ، صفحہ ۴۸۰)

(۱۴) نظر - خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں / ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں (" ، صفحہ ۳۲۹)

(۱۵) قلب: قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں / چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں (" ، صفحہ ۴۰۳)

عقل کو ملتی نہیں اپنے بتوں سے نجات

عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات!

خوار ہوا کس قدر آدمِ یزداں صفات!

قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات!

کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات؟ (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۴۶۴)

(۱۶) خونِ جگر: نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر / نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر (" ، صفحہ ۳۹۳)

۲۶-۳۰ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۱۸۲، ۲۷۴، ۳۲۳، ۲۹۸، ۵۱۰،

۳۱-۳۲ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۳۴۴، ۴۵۳

۳۳. Discourses of Iqbal — صفحہ ۱۸۸

۳۴. اقبال دورِ جدید کا امام، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحہ ۲۹

۳۵. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۸۸

۳۶. "اقبال" — جولائی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۵۰

۳۷. بطور مثال دو اشعار دیکھیے:

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا (جوابِ شکوہ، بانگِ درا)

ولایت، پادشاہی، علمِ اشیا کی جہانگیری

یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں (طلوعِ اسلام، بانگِ درا)

کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب نے شعر "بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق" پر یہ اعتراض کیا ہے کہ "یقیناً حضرت ابراہیمؑ آتش میں کود پڑے — یہ ایک تاریخی واقعہ ہے مگر جس بات نے ان کو آتش میں کودنے پر مجبور کیا وہ عشق نہیں، ایمان تھا" (ماہنامہ ... ۱۱-۱۱، فروری ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۱،۳۲) یہ اعتراض کرتے ہوئے خواجہ موصوف نے "جوابِ شکوہ" کا مندرجہ بالا شعر نظرانداز کیا ہے — یہ بات سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ اقبال "عشق" اور "ایمان" کو مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں — لفظ کا استعمال اپنے تناظر میں تفہیم کو ممکن اور سہل بناتا ہے لیکن معترضین اکثر

غالب علامہ اعواز کے ساتھ کلام اقبال کو سمجھنے سے پہلے اعتراض وارد کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ رباعی دیکھیے۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر شریک زمرۂ لا یحزنون کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۲۹)

سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (لا یحزنون ...) سے واضح ہے کہ اقبال نے "محزون" کا لفظ "ایمان" کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اگر ناقد [illegible] یہ کہیں کہ لفظ "اقبال" [illegible] "محزون" [illegible] درست ہوگا مگر مصرع موزوں [illegible] سے تشابہ [illegible]

۳۸ صرف ایک نظم "طلوع اسلام" میں لفظ "یقین" متعدد اشعار میں استعمال ہوا ہے۔ دو شعر یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا

تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیر ملت ہے

یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

۳۹ کلیات اقبال اردو، صفحہ ۲۶۵

۴۰۔ پروفیسر انور صادق نے "عشق" کو "وحدت الوجود" کی صورت قرار دیا ہے۔ مسئلہ "وحدت الوجود" (Oneness of existence) میں جہاں عاشق اور معشوق میں [illegible] عابد اور معبود کا [illegible] ہوتا ہے، عاشق اور معشوق کی تفریق [illegible] ہے۔ اقبال [illegible] "فراق" کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہی "فراق" ہے جو "وصال" [illegible] اقبال [illegible] "وصال" پر بار بار "فرقت" کو ترجیح دیتے ہیں [illegible] بھی موجود ہے۔ اقبال کا نظام [illegible] خودی [illegible] خدا سے قریب ہوتا ہے [illegible] خدا سے دور ہوتا ہے [illegible] اپنے روحانی نوٹ میں اقبال لکھتے ہیں:

The greater his distance from God the less his individuality (Discourses of Iqbal/p 184)

۴۱۔ "وصال" [illegible] اور اقبال کے نظریۂ خودی کے منافی ہے [illegible] قطرے کا سمندر میں [illegible] وصال [illegible] قطرے کا سمندر میں [illegible] انور صادق کی [illegible] کے تصور کو "قطرے سے بیزاری" قرار دیا (دیکھیے "اسالیب" [illegible] ۱۹۸۵، صفحہ ۹۰) غلط صحت ہے۔ اقبال کا [illegible] سے بیزاری [illegible] (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۳۸۳) [illegible] ہے۔

ایک اچھا [illegible] کے لیے [illegible] پرستش و محبت رکھتا ہے [illegible] اسی طرح [illegible] ہوتی ہے۔ انور صادق نے خود لکھا ہے کہ "انسان میں [illegible] کے لیے وہی صفات [illegible] جو خدا [illegible] ہیں"۔ یہی صفات خدا سے محبت و قربت کا [illegible] ہیں۔ انور صادق کا یہ کہنا کہ "عشق [illegible] خودی اور استحکام ذات کا ذریعہ [illegible] خودی اور انفرادی ذات [illegible] (اقبال [illegible] ۱۹۸۸، صفحہ ۱۰۶) [illegible]

ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پروفیسر انور صادق اعلیٰ [illegible] ملا لاہوری کی طرح رومی کے عشق کو [illegible] تصوف سے ماخوذ مانتے ہیں اور اگرچہ ملا لاہوری نے اقبال کے جذبوں کو [illegible] کی [illegible] کیا ہے [illegible] باہم انور صادق اقبال کے تصورِ عشق کو عارفی شعرا متصوفین [illegible] سے ماخوذ مانتے ہیں اور اقبال کے تصورِ عشق کا رشتہ [illegible] سے جوڑ کر [illegible] نقطۂ نظر سے اقبال پر مسلط کر رہے ہیں۔

اقبال کو [illegible] سے سمجھنے کے لئے [illegible] سے دیکھا جائے [illegible] تخلقوا باخلاق اللہ کے [illegible] اسلامی [illegible]

He who comes nearest to God is the completest person. Not that he is finally absorbed in God. On the contrary, he absorbs God into himself.

(Discourses of Iqbal/P. 164)

۴۱۔ ایک مضمون "اقبال پر جوش ملیح آبادی کے اعتراضات کا جائزہ" میں ان معاملات پر راقم نے روشنی ڈالی ہے۔ اس مضمون کی اشاعت [illegible] سال [۲۰۰۰ء میں] "اقبالیات" میں متوقع ہے۔

۴۲۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۶۵ کا ایک ٹکڑا ہے: والذین آمنوا اشد حبا للہ

۴۳۔ دیکھیے، "معارف الحدیث" مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانی، جلد اول، صفحہ ۱۳۳

۴۴۔ یاد رہے کہ اقبال نے "عشق" کے لیے انگریزی میں [illegible] "love" (محبت) لکھا ہے

The Ego is fortified by love (عشق) (Discourses of Iqbal/P. 86)

۴۵۔ پروفیسر انور صادق کے [illegible] ملاحظہ ہو: "[illegible] کا [illegible] ہے" (اقبال [illegible] ۱۹۸۸ء ۱۲ [illegible]) [illegible] ہے۔ "[illegible]" اور "[illegible] محبت" [illegible] ہے۔ [illegible] اقبال کے تصورِ عشق کا ماخذ قرآن حکیم ہے۔

۹ صرف شاعر یا مفکر بھی

جن ہندو دانش وروں نے اقبال کی فکری عظمت کا اعتراف کیا ہے ان میں ڈاکٹر سچدانند سنہا، فراق گورکھپوری، تارا چرن رستوگی، حکم چند نیر اور گوپی چند نارنگ وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند جین کا بھی یہی رجحان ہے۔ ڈاکٹر حکم چند نیر لکھتے ہیں کہ اقبال کی عظمت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم نے انہیں دانائے راز، صاحب حکمت، حکیم الامت، مجدد وقت، مفکر، عالم اور فلسفی اور خدا جانے کیا کیا کہہ کر ان کی شاعرانہ عظمت کی راہ میں فلسفہ و حکمت، مذہب اور سیاست وغیرہ کی کیسی کیسی آہنی دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ ڈاکٹر نیر مزید لکھتے ہیں

> "اقبال کے کلام میں فلسفیانہ، مذہبی اور سیاسی خیالات و افکار کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ ان افکار کو ان کی شاعری سے نکال دیا جائے تو ان کی شاعری اور شاعرانہ عظمت کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا لیکن اگر شاعری کو نکال لیا جائے تو یہ فلسفیانہ، مذہبی اور سیاسی افکار و خیالات ریت کی دیوار کی طرح زمیں بوس ہو جائیں گے۔"[1]

شمس الرحمن فاروقی نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اب شاعر اقبال سے زیادہ اقبال کے مطالعے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے افکار کو حتی الامکان پس پشت ڈال کر ان کی شاعری پر توجہ صرف کی جائے۔[2] ایک مقام پر اقبال کے فلسفہ و پیغام کے شیدائیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> "جب انہوں نے دیکھا کہ ہم نہاد زبان و بیان کے اجارہ دار اقبال کو شاعر نہیں مانتے تو انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ وہ بھی شاعری سے برأت کا اظہار کر کے اپنے چھوٹے اور کم فہم نکتہ چینوں کا منہ بند کر دیں۔ مشکل یہ ہے کہ یہ محض فلسفہ اور پیغام [illegible] کے عنصر [illegible] ہی سے نابلد ہیں [illegible] اقبال فلسفی کی [illegible] ہاتھ لگے۔"[3]

مجنوں گورکھپوری نے لکھا تھا "یہ سچ ہے کہ ہمارے ادب اور ہماری معاشرت کی تاریخ میں اقبال کا شمار ان دانایان راز میں ہوتا ہے جو تفکر و عمل کا رخ نئی سمتوں میں موڑ سکتے ہیں"۔ تاہم انہوں نے یہ بھی کہا "اقبال کی پہلی اور آخری حیثیت شاعر کی ہے"۔[4]

۲

مجنوں گورکھپوری نے اقبال کو اول و آخر شاعر قرار دینے کے باوجود انہیں دانایان راز میں شمار کیا ہے جو تفکر و عمل کا رخ موڑ سکتے ہیں۔ شمس الرحمن فاروقی کا ان اقبال شناسوں سے اختلاف واضح ہے جنہوں نے اقبال کی شاعری کو پس پشت ڈال رکھا، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ "اگر اقبال کی شاعری اس فکر عظیم سے خالی ہوتی جو ان کی شاعری کی روح ہے تو تاریخ ادب میں وہ شاید اپنی موجودہ [illegible] پر فائز نہ ہوتے"۔[5] اقبال کے گہرے اور وسیع اثرات ان کی شاعری کے مرہون منت ہیں اور یہ بات لائق تحسین ہے کہ ہندوستان میں اقبال کے شعری فن پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ اس طرح ان "چھوٹوں" اور "کم فہموں" کا ازالہ ہو رہا ہے جنہوں نے مدت تک اقبال کو شاعر تسلیم نہ کیا اور [illegible] محاورہ [illegible] وغیرہ کو شاعرانہ [illegible] کی کسوٹی سمجھتے رہے۔ — تاہم اقبال کا فکر عظیم ان کی عظمت ہے۔ اسے نہ اقبال کی شاعری سے الگ کیا جا سکتا ہے اور نہ پس پشت ڈالا جا سکتا ہے۔ بقول اقبال:

> معنی [illegible] حرف [illegible] فکر بلند [illegible] کہ [illegible] بھر [illegible] میں [illegible][6]

شعر و فکر اقبال لازم و ملزوم ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔ جمیل ڈاکٹر جمیل جالبی "اقبال کے فن کو جو شے منفرد بناتی ہیں وہ بات energize کرتی ہے وہ ان کا فکری رویہ ہے۔ [illegible] انفرادی رنگ پر [illegible] ہے"۔ اس کے برعکس یہ بات بھی درست ہے کہ اقبال کا فکر بار بار شعری پیکر میں ڈھل کر ہر رنگ میں سامنے آتا ہے۔ [illegible] نے لکھا ہے "جمالیات کی سطح ناکام رہی ہے وہاں اقبال کی شاعری ہمارے ذہن کو وہ خوشی اور اطمینان عطا کرتی ہے"[۸] اقبال کی شاعری سے انکار ممکن نہیں۔ لیکن اسی طرح ان کے فکر سے انکار کرنا بھی ممکن ہے

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم

لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان![۹]

ڈاکٹر حکیم جیز بیتر کا یہ دعویٰ کہ شاعری کو نکال دیا جائے تو اقبال کے یہاں سماجی ، مذہبی اور سیاسی افکار و خیالات وغیرہ کی [illegible] ہو جائیں گے، اس لیے ہم کو ان کو ماننا پڑتا ہے۔ شہرت اقبال کی شاعری کو الگ کر کے ممکن ہے۔ اقبال کا فکر شاعری [illegible] کا علاوہ ہر ترتیب کی طرح ہے۔ [illegible] کی تمام تر فکری تخلیقات کی مؤثر ادائیگی اور اقبال کے ذریعہ سامنے آئیں۔ [illegible] کو تاریخ علم کی صورت میں ہر شاعر کیا تاہم حقیقت یہ بھی ہے کہ اقبال کے افکار شعری پیکر ادا کرتے ہیں اور مردہ جسموں میں زندگی کی لہر دوڑا دیتے ہیں۔ [illegible] یا جمہوری تمام پسند سیاسی دانشور اقبال کی فکری عظمت کا اعتراف تصور پاکستان کے باپ کی خاطر کرتے ہیں تاہم [illegible] اقبال کو عظیم مفکر تسلیم کیا ہے۔ ڈاکٹر [illegible] کا مقالہ بعنوان "علامہ اقبال، ایک عظیم مفکر اور ایک عظیم شاعر" قابلِ توجہ ہے۔ اقبال کی [illegible] کرنا ہوں سے بالکل مختلف ہیں [illegible]۔ اقبال کو بڑے شاعروں اور مفکروں میں شمار کیا ہے [illegible] کے اس قول سے بھی اتفاق کرتے ہیں۔ کیا کہ اقبال شاعر بڑے ہیں اور مفکر بھی بڑے"[۱۰] [illegible] نے اپنے ہی قائم کردہ [illegible] شاعر کے مطابق اور شاعری میں عمدہ فکر قائم نہیں کی جا سکتی"[۱۱] [illegible] نے اقبال کو ان شاعروں اور مفکروں کے برابر جگہ دی ہے۔[۱۲]

ضمیر نسیم کی تصنیف "اقبال ہمارے عظیم شاعر" "اقبال ہمارے عظیم مفکر" کی ہی کا حصہ ہے۔ تاہم [illegible] کے باوجود وہ فکر اقبال کی [illegible] نہیں ڈال سکے۔ انہوں نے کتاب [illegible] اقبال کے ان تصورات کا ذکر کر کے ان کا سیاسی فکر کی تشریح کی ہے [illegible] عنوان ہے "علامہ اقبال حکیم الامت" اور اقبال کو حکیم الامت [illegible] کیا ہے اس مقالہ [illegible] ایک مستقل مضمون کی صورت میں اس کا انتخاب سے جائزہ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبال حکیم الامت بھی ہیں، [illegible] بھی ہیں، تصور پاکستان کے خالق بھی ہیں، عظیم مفکر بھی ہیں اور بلاشبہ عظیم شاعر بھی ہیں۔

حوالے اور حواشی

۱. مطالعۂ اقبال، اقبال سے آرستفرہ لکھنؤ، صفحہ ۵۵

۲-۳. ابیات رفتی، صفحات ۱۲، ۶۲

۴. اقبال، اجمالی تبصرہ، صفحہ ۸۳

۵. "اقبال بحیثیت شاعر" مرتبہ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی

ڈاکٹر ہاشمی [illegible] نے "اقبال کی شاعری میں [illegible]" [illegible] کی شاعری [illegible] اور [illegible] کا فیض [illegible] آل احمد سرور [illegible] کی شاعری [illegible] علامت کی دلیل [illegible] اقبال علاوہ شاعر ہونے کے [illegible] کی شاعری میں [illegible] (اقبالیاتی ماٹرے، صفحہ ۱۲۵) آل احمد سرور [illegible] اقبال [illegible] کے علاوہ [illegible] مفکر بھی تھے۔

۶. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۹۸

۷.

۸. اقبال عروج عالم، صفحہ ۷۶

۹. کلیاتِ اقبال اردو، [illegible] ۵۲۳ — [illegible] اقبال [illegible] اقبال کی [illegible]

۱۰. فکرِ اقبال (مقالات جیبور آباد سیمینار)، صفحہ ۱۲۵

۱۱. اقبال اور مغربی مفکرین، صفحہ ۹۰

۱۲. اقبال کی شاعری میں [illegible] پہلو، مشمولہ "اقبال کچھ مباحث"، صفحہ ۱۱۰

۱۳. صحیح لائے عمرانیہ، صفحہ ۱۹۲

۱۔ صرف شاعر و فلسفی یا کچھ اور بھی؟

"مکتوبات شیخ الاسلام" کے مرتب اور مولانا حسین احمد مدنی کے ارادت مند و پیروکار مولانا نجم الدین اصلاحی دو فقرے میں لکھتے ہیں کہ "ہم ڈاکٹر صاحب مرحوم (علامہ اقبال) کو ایک شاعر اور فلسفی سے زیادہ حیثیت دینے کو شرعی جرم سمجھتے ہیں"۔[۱] مولانا [illegible] اور نیز [illegible] کا [illegible] اور شیخ الحدیث [illegible] بزم اقبال کی "معتبر" کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے [illegible] انبیا کے علاوہ صحبت شعر سے متصف ہونے کو حرام قرار دیا ہے۔ [illegible] مرتکب قرار دیا ہے:

"شاعر ہونے کے اعتبار کی مخالفت کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں (اللہ نے) یہ اعلان فرمایا کہ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ○ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ○ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ○ (الشعراء ۲۲۴-۲۲۶)
ان دو ارشادات کی روشنی میں "علامہ اقبال" کا [illegible] واضح ہو جاتا ہے [illegible] اس حقیقت کے انکار [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] علامہ اقبال کو فلسفی اور شاعر کا درجہ دے کر جو مروج [illegible] قرآن و سنت کے [illegible] کوئی شک نہیں [illegible] استدلال [illegible] قرآن کے سورۃ الشعراء کا [illegible] مصداق قرار پائے گا"۔[۲]

اسی طرح کا فتویٰ سید [illegible] نے بھی صادر کیا ہے۔[۳]

۲

انبیا میں سے بے شک کوئی شاعر نہیں تھا لیکن متعدد صحابہ کرامؓ نے شاعری کی ہے۔ اس بات کو [illegible] حضرت [illegible] کی رائے کیا ہے؟ افسوس کہ مولانا [illegible] قرآن حکیم کی وہ آیات نقل کی ہیں جن کا [illegible] آیات کو نظر انداز کیا ہے جن کا مصداق علامہ اقبال ہیں۔ سورۃ الشعراء کی اگلی آیات جو صاحب ایمان شعرا سے متعلق ہیں حسب ذیل ہیں:

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ○

مولانا [illegible] کی نقل کردہ آیات کا ترجمہ ہے: "رہے شعرا تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں"۔ اگلی آیات کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا۔ اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں"۔[۴]

اللہ تعالیٰ نے شعرا کے ایک ہی گروہ کا ذکر کیا ہوتا اور کوئی استثنا نہ ہوتی تو مذکورہ مولانا صاحبان کی رائے صحیح ہوتی اور علامہ اقبال مجرم ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ شعرا کے دوسرے گروہ کا ذکر بھی اللہ نے کیا ہے جسے اکثر حضرات نے چھپایا ہے۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔

۲

دو کوئی کا اجارہ دار سمجھے ہوا اور [illegible] اقبال کا ترجمہ [illegible] حق کو مشتبہ بنایا ہے اور جانتے بوجھتے ہوئے حق کو چھپانے کی کوشش کی ہے اور اقبال
قرآن حکیم کی اس آیت کا مصداق ٹھہرے ہیں: وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (ترجمہ) اور باطل کا رنگ چڑھا
کر حق کو مشتبہ مت بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو

قرآن حکیم نے قابلِ مذمت شعرا کی جو صفات بیان کی ہیں [illegible] ان میں سے کوئی ایک بھی [illegible] اقبال میں نہیں پائی جاتی اور وہ صفات جو شعرائے [illegible] گروہ کی بیان کی گئی ہیں [illegible] سب اقبال میں موجود ہیں۔ اقبال نے [illegible] مسئلہ قومیت پر تھا۔ [illegible] میں سب تھا ایک رائے پر متفق نہیں تھے۔ مولانا حسین احمد مدنی کا مقام و مرتبہ [illegible] تصورِ قومیت اقبال کا درست تھا اس سے اتفاق کرنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے علما کی معلوم [illegible] تعداد میں [illegible] اب تو علمائے کرام جماعتوں گروہوں کی سربراہی [illegible] اور اپنے [illegible] اسلامی تصورِ قومیت کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

مولانا علی میاں ندوی [illegible] ڈاکٹر اقبال کو شاعر اور [illegible] سے زیادہ حیثیت دے کر [illegible] لکھے ہیں [illegible]
اجارہ داری قائم کرنے اور [illegible] کے مترادف ہے [illegible] ہیں [illegible] نہیں ہے۔ اقبال صرف شاعر و [illegible] اور [illegible] کچھ
ہیں اقبال [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی دولت [illegible] ہیں۔ اقبال [illegible]
سے [illegible] کو [illegible] کرنے کا درس دیتے ہیں اقبال کی [illegible] اور [illegible] کتاب [illegible] لکھے ہیں اور [illegible] ڈاکٹر [illegible]
[illegible] اقبال قرآن کی طرف [illegible] اور [illegible] کو سمجھنے [illegible] ہیں۔ وہ [illegible] اور اسلامی [illegible]
[illegible] ہیں۔ وہ [illegible] اقبال عالم [illegible]
اقوام کو ان کی رہنمائی [illegible] کے مسائل [illegible] ڈاکٹر علی شریعتی نے اقبال کو [illegible] کہا ہے [illegible]
[illegible] کے [illegible] اور [illegible] کا طور پر [illegible] قائل ہیں [illegible] اقبال [illegible] کم کی [illegible]
کا [illegible] اقبال پر ہوا اور [illegible] اور [illegible] کی اعلیٰ [illegible] علمی و فکری سطح پر قرآن کے [illegible]
کی تفسیر و تعبیر اور [illegible] اور [illegible] اقبال [illegible] اتفاق [illegible]
دیکھئے۔ تاہم [illegible] اقبال [illegible] اقبال پر [illegible] موجود ہیں [illegible] اقبال [illegible] ہے۔ کیا [illegible] اصلاحی اور [illegible]
کو شرعی جواز کا مرتکب ٹھہرا سکتے ہیں؟

ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال بنیادی طور پر [illegible] اور [illegible] شاعر بلکہ ایک [illegible] ہے۔ [illegible] اور ان کی [illegible]
[illegible] کے [illegible] عاشق کے [illegible] اقبال [illegible] ڈاکٹر [illegible] اقبال کو [illegible] مانتے ہیں [illegible]
بنیادی اور اہم [illegible] کی طرف ہے۔ پروفیسر [illegible] نے اقبال [illegible] کے [illegible] لکھے ہیں [illegible] کا عنوان "اقبال
کی بنیادی حیثیت" ڈاکٹر [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کرتا ہے پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ اقبال بنیادی طور پر [illegible] اور [illegible] بلکہ وہ کچھ اور ہی ہیں۔ [illegible] اور [illegible] ان کی [illegible]
کے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] وہ [illegible] اور [illegible] کا [illegible] وہ ←

قابلِ ذکر ہے جو اقبال کو شاعر اور فلسفی مانتا ہے۔ ۔ اقبال ایک جینئس شاعر اور فلسفی تھے اور بقول رئیس احمد جعفری

اسلام کا احیا اور مسلمانوں کی سربلندی ان کی ایک عادت تھا جو ان برسوں کی طرح جاری رہی ہے۔"

اقبال کو اسلام کے بعد ابتدائی کا شعور حاصل تھا اور ان کو فلسطین سے گہری محبت تھی ۔ یہی وقت دشمنوں کا ہدف ہے اور

اسی کے تحت وہ اسلام کا احیا اور مسلمانوں کی سربلندی چاہتے ہیں ۔

حوالے اور حواشی

۱. مکتوب بنام شیخ الاسلام (جلد سوم)، صفحات ۱۲۱-۱۲۲ اور "اقبال اور مودودی کا تقابلی جائزہ"، صفحات ۱۸۷-۱۸۸

۲. "الترشید" — مرکزی اقبال نمبر، صفحہ ۳۱۱

۳. سردار عبدالقیوم نے ناروے میں ایک ملاقات کے دوران کہا تھا "اقبال کے ساتھ ... گمراہ [illegible] راستے سے ہٹے ہوئے اور رسول اللہ سے دور" کا الزام عائد کیا — انہوں نے یہ بھی کہا کہ جو "[illegible] کا کلام پڑھے گا، گمراہ ہو گا" (نوائے وقت، ۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء)

سردار عبدالقیوم [illegible] ارشادات کا مصداق ٹھہرایا ہے — [illegible] ۱۹۸۸ء کو [illegible] اقبال کے [illegible] انہوں نے [illegible] کہا کہ اقبال کا کلام [illegible] پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] لوگوں سے کہا [illegible] اقبال کا کلام پڑھ کر [illegible] کے [illegible] حاصل نہیں کر سکتے" (نوائے وقت، لاہور، [illegible] مارچ ۱۹۸۸ء) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے [illegible] — بعنوان "[illegible]"

۴. تفہیم القرآن (جلد سوم)، صفحات ۵۴۵-۵۴۹

۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال — شخصی ایک مطالعہ، صفحات ۵۲ تا ۵۶

۶. تفصیل کے لیے، پانچواں باب، بعنوان "تصور قومیت کے خلاف ردعمل"

۷. [illegible] عالم مولانا [illegible] کلام اقبال کو [illegible] اقبال [illegible] کرتے ہیں کہ پاکستان کے [illegible] "[illegible] پاکستان [illegible]" [illegible] ہیں۔

۸-۹. "اقبال اور ہم" — صفحات ۲۶، ۹۳

۱۰. حکمت اقبال، صفحہ ۵۲

۱۱. اقبال نامہ، مرتبہ [illegible]، صفحات ۳۶۲، ۳۶۳

جزو ۱۱

مغربی اور الحادی فکر پر اعتراضات کا جائزہ

چوتھا باب ۔۔۔ فنی اور ایمانی فکر پر اعتراضات کا جائزہ

۱۔ معرکۂ اسرار خودی

[illegible]

و۔ لفظ "خودی" اور اس کے مفہوم پر اعتراض

[illegible]

> [illegible] تصور بالکل خلاف اسلام ہے [illegible]

[illegible] (Self) [illegible]

[illegible]

[illegible] (Self) [illegible]

[illegible] "خودی" [illegible] "خودداری" [illegible]

(self - assertion) کے لیے بھی استعمال کیا ہے [illegible] ۔ جب زندگی اور قوت کے لیے ضروری ہو — یہ قوت موت کا سامنا کرتے ہوئے بھی [illegible] اور [illegible] قائم رکھتی ہے [illegible] اسلامی کردار خودی کی قوتوں کو [illegible] کرتا ہے اور [illegible] جاتا ہے۔

ب — تصوفِ وجودیہ کی مخالفت پر اعتراضات

اسرارِ خودی [illegible] اعتراضات [illegible] اقبال کی حافظ شیرازی پر تنقید تھی اور [illegible] مثنوی کے دیباچے میں وحدت الوجود کی [illegible] اسلام کا کمال [illegible] اور تصوف کا کمال وحدت الوجود [illegible] کی مخالفت [illegible] کو اسلام [illegible] گیا۔ شاہ [illegible] لکھا۔

"میرا مقصود [illegible] حق [illegible] (mention) [illegible] ایک جو [illegible] کی طرف [illegible] چاہتا ہوں ۔۔۔ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ [illegible] تصوف [illegible] ۔۔۔ تصوف [illegible] اسلام [illegible] اسلام کی روح [illegible] اسلام کا کمال [illegible] اسلام کا کمال [illegible] وحدت الوجود [illegible] ان بزرگوں [illegible] ان سوالات [illegible] [illegible] ان کے معاصرین سے [illegible]"

[illegible] شاہ [illegible] مثنوی [illegible] [illegible] اسلام [illegible] شاہ [illegible] اعمال کے [illegible] مضمون [illegible] ایک [illegible] کے سرگرم [illegible] وحدت الوجود [illegible] [illegible] وحدت الوجود [illegible] ان کے [illegible] اہتمام سے شائع کیا [illegible] ایک مضمون بعنوان "خودی اور [illegible]" لکھا [illegible] میں [illegible] کا یہ [illegible] گیا کہ "ان کو بزرگ [illegible]" [illegible] تصوف کے حامیوں نے اقبال کی مخالفت وحدت الوجود کے باعث، مثنوی اسرارِ خودی کو نہ صرف تصوف کے بلکہ اسلام کے بھی خلاف قرار دیا۔

۲

ان اعتراضات سے بنیادی طور پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں [illegible] کیا مثنوی اسرارِ خودی خلاف اسلام ہے؟ اور [illegible] میں اسلام [illegible] تصوف [illegible] مثنوی کو خلاف اسلام قرار دینے پر [illegible] کی ۔ [illegible] لکھا

"[illegible] مثنوی میں [illegible] ایسا پیش کرتا ہے جو اسلامی تعلیم کے خلاف [illegible] تصوف کے مخالف [illegible] اقبال [illegible] اور قوت [illegible] سے [illegible] [illegible] اسلام [illegible] تصوف کے [illegible] [illegible] ایسے کچھ [illegible] کو [illegible] ہوچکے؟ کیا [illegible]

[illegible] سمجھتے ہو ، [illegible] تم کو کوئی [illegible] ہوگی ؟ اور کیا اس [illegible] کلام [illegible] التصوف [illegible] اسلام [illegible] ہو جاتے ؟[110]

شاہ [illegible] مولوی شریف اور اکبر الہ آبادی [illegible] تصوف کے [illegible] ، لیکن وحدت الوجود کو [illegible] اسلام مانے کے [illegible]

شاہ سلیمان نے لکھا کہ وحدت الوجود ایک علمی مسئلہ ہے [illegible] اس کا تعلق ضرور ہے مگر [illegible] سے اس کا کوئی واسطہ نہیں[111]

ایک خط میں اکبر الہ آبادی نے خواجہ حسن نظامی کو لکھا کہ :

"حضرت اقبال [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہوتا لیکن [illegible]

مسئلہ وحدت الوجود [illegible] اور [illegible] پر گفتگو کر رہے تھے ۔ میں آپ کو [illegible] اور [illegible]

[illegible] قرآن [illegible] مسئلہ وحدت الوجود کو [illegible] علم الہامی تھے [illegible] شروع [illegible]

دیا ہے کہ یہ مسئلہ جزو اسلام نہیں"[118]

علامہ اقبال [illegible] مضامین اور [illegible] تصوف پر [illegible] دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا ۔

اقبال نے بتایا کہ "تصوف [illegible] کرنا [illegible] ہے ۔ [illegible] اسلام کی [illegible] ہے"[119] اقبال نے لکھا کہ "[illegible] تمام [illegible] کا

[illegible] شاعری [illegible] کی [illegible][120] اقبال کا [illegible] تھا اور [illegible] ہو گیا تھا ۔ [illegible]

[illegible] ہے[121] ایک [illegible] کے [illegible]

اسلام کے [illegible] کی ۔ یہ حقیقت [illegible] ہے کہ

اقبال [illegible] قرآن ہی کے معیار پر رکھا [illegible]

"[illegible] کوئی شرعی [illegible] مسائل کا قائل رہا ہوں [illegible]

کے [illegible] قرآن [illegible] اسلامی [illegible] ہیں ۔ مثلاً [illegible]

کا مسئلہ [illegible] وحدت الوجود یا [illegible] مسائل جن کا ذکر [illegible]

[illegible] کا ہے [illegible] سے [illegible] اسلام سے کوئی [illegible] نہیں رکھتے"[122]

اس خط میں اقبال کا [illegible] حسن نظامی [illegible] ہے ۔ اس میں اقبال لکھتے ہیں کہ "میرا [illegible]

خیال تصوف کی طرف ہے [illegible] اور بھی قوی ہو گیا تھا ، کیونکہ [illegible] وحدت الوجود

کی طرف [illegible] کرتا ہے ، مگر قرآن پر تدبر کرنے اور تاریخ اسلام کا [illegible] مطالعہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible]

قرآن کی خاطر اپنے قدیم خیال کو ترک کر دیا"[123] [illegible] اقبال نے "توحید" اور "وحدت الوجود" کا فرق [illegible] لکھتے ہیں ۔

"اصل [illegible] "توحید" اور "وحدت الوجود" کا مفہوم سمجھنے میں [illegible] غلطی ہوئی ہے ۔ [illegible]

[illegible] کا مفہوم [illegible] ہے اور [illegible] کا مفہوم [illegible] ہے ۔ توحید

کے [illegible] کثرت" [illegible] تصور کیا ہے [illegible] ہے "وحدت الوجود"

کی [illegible] کثرت" [illegible] ہے ۔ اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے وحدت الوجود یا زمانۂ حال کے فلسفۂ یورپ کی اصطلاح

میں توحید کو [illegible] کا [illegible] تصور کیے گئے [illegible] کے نام سے [illegible] کا تعلق [illegible] سے [illegible] امام کی منصب سے تھا۔ اسلام کی تعلیم [illegible] ہے [illegible] کہ عبادت کے قابل صرف ایک ذات ہے۔ باقی جو کچھ کثرت [illegible] عالم میں [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے۔[۲۴]

[illegible] تصوف [illegible] اور رہبانیت [illegible] کو جنم دیتا ہے جبکہ اقبال کے مرد کے [illegible] اسلامی تصوف [illegible] دنیاداری اور رہبانیت [illegible] اعتدال کی راہ ہے اور اس کا [illegible] پر ہے جس کا مقصد کامل [illegible] ہے [illegible] تصوف پر اقبال کا ایک بڑا اعتراض یہ ہے [illegible] غور اصل میں [illegible] معانی تلاش کر کے [illegible] کو مسخ کر دیا۔ اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ [illegible] شعرا [illegible] کی طرف مائل تھے۔ اسلام [illegible] ایرانی [illegible] اور طبعی میلان [illegible] طرح سے ظاہر ہوا [illegible] لٹریچر کی بنیاد پڑی۔ ان شعرا نے نہایت عجیب و غریب اور بظاہر [illegible] طریقوں سے شعائر اسلام کی تردید و تنسیخ کی ہے اور اسلام کی ہر [illegible] سے مذموم بیان کیا ہے۔ اگر اسلام افلاس کو [illegible] ہے تو [illegible] اعلیٰ درجے کی سعادت قرار دیتا ہے۔ اسلام جہاد فی سبیل اللہ کو زندگی کے لیے ضروری تصور کرتا ہے تو شعرائے عجم اس شعار اسلام میں [illegible] اور معنی تلاش کرتے ہیں۔ مثلاً

[illegible] ہے شہادت اور [illegible] عاشق کو شہید [illegible] قرار دیا ہے

در روز قیامت [illegible] کے ماند

ایں کشتۂ دشمن است و آں کشتۂ دوست

[illegible] نہایت [illegible] ہے اور [illegible] سے دیکھیے تو [illegible] کی تردید [illegible] طریق [illegible] ہے [illegible] شاعر نے کمال [illegible] ہے کہ جس نے [illegible] ہے ان کو [illegible] اس امر کا [illegible] کی [illegible] ہے کہ وجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ [illegible] اقبال کی نظروں سے [illegible] ہیں۔[۲۵]

اقبال [illegible] اسلام [illegible] تصوف کو رد کیا [illegible] معنی ہے۔ اس [illegible] میں اقبال [illegible] معروف [illegible] علم ظاہر و علم باطن [illegible] اقبال نے [illegible] باطنی علم کو غیر [illegible] اور [illegible] ٹھہرایا۔[۲۶] ایک [illegible] میں بھی اصول کو [illegible] کہتے ہیں [illegible] اور اس بات پر زور دیا کہ [illegible] اسلام [illegible] توحید کے اصول کی [illegible] ہے۔[۲۷] اقبال نے وحدت الوجود [illegible] غیر اسلامی قرار دیا اور [illegible] کی۔[۲۸] [illegible] اور [illegible] اسلام کے منافی بتایا۔[۲۹] اور رہبانیت کو غیر اسلامی [illegible] کیا جس [illegible] بالآخر اتفاق کر لیا۔[۳۰]

ج۔ اسرار خودی کا مقصد

[illegible] ہے معروف [illegible] اسرار خودی [illegible] میں مثنوی اسرار خودی کو پانچ وجوہ سے [illegible] قرار دیا۔[۳۱] علامہ اقبال [illegible] اس [illegible] میں پانچوں وجوہ پر بحث کی۔[۳۲] جس [illegible] پہلی وجہ یہ بیان کی کہ اقبال۔ خودی کی [illegible] پر جو کچھ کہا ہے [illegible] اور [illegible] بلکہ قرآن شریف کی تعلیم سے [illegible] کم ہے [illegible] قرآن اس کی ضرورت [illegible] کی [illegible]

[illegible] کے مضمون اور مروّجہ مثنویوں میں خواجہ حافظ پر سخت تنقید کا اظہار ہے۔ اس کا [illegible] علمی مقام [illegible]
کے کلام حافظ کے دفاع میں [illegible] مقالہ [illegible] اس [illegible] موقف کی وضاحت بھی کی۔ اقبال [illegible]
اسرار خودی اور تصوف میں [illegible] اور خواجہ حافظ [illegible] اعتراضات کا جواب دیا۔ حافظ [illegible] کہا کہ شاعرانہ اعتبار سے میں
حافظ کو بحیثیت بلند پایہ شاعر سمجھتا ہوں۔ [illegible] الدین کی [illegible] ایک [illegible] شاعر [illegible]
کچھ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] اشعار [illegible] خواجہ حافظ کا [illegible]
اور کسی شاعر کی تنقید کے لیے اس کے نام [illegible] ہی کو [illegible] جاتا ہے۔

اقبال نے دوسرے [illegible] اور [illegible] خواجہ حافظ کی مخالفت پر اظہار خیال کیا ہے۔ اس کا [illegible] واضح ہے
جو انھوں نے [illegible] ۱۹۱۸ء کو لکھا گیا اور [illegible] کے [illegible] موقف [illegible] ہے۔ اقبال لکھتے ہیں:

"آج اور کل [illegible] کے [illegible] ہوئے۔ میں نے خواجہ حافظ پر [illegible] لکھا [illegible] سے بکنی
[illegible]۔ میرا اعتراض [illegible] حافظ پر [illegible] اور [illegible] کا ہے۔ اسرار خودی میں جو کچھ لکھا گیا وہ ایک [illegible] کی [illegible]
[illegible] میں [illegible] اس [illegible] سے ضرور [illegible]
[illegible] ہے۔ خواجہ حافظ کی [illegible] اس [illegible] میں [illegible]
[illegible] (narcotic) [illegible] خواجہ حافظ کے کلام سے
[illegible] پیدا ہوتی ہے [illegible] تصوف سے [illegible] اور [illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible]
کرنے والا ہے۔ اسلامی تصوف اس میں [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے۔ میرا تو [illegible] مقصود ہے
کہ [illegible] کا [illegible]۔ [illegible] ہے۔ قوم کی زندگی کے لیے اس کا اور اس کے [illegible] کا optimistic
ہونا ضروری ہے۔ اسرار خودی میں حافظ پر جو کچھ لکھا گیا [illegible] اور اشعار لکھے ہیں جن کا عنوان یہ ہے:

"در حقیقت شعر و اصلاح ادبیات اسلامیہ"

ان اشعار کو پڑھ کر مجھے امید ہے کہ [illegible] دور ہو جائیں گی اور میرا اصل مطلب واضح ہو جائے گا۔"[۴۲]

۸- انتساب پر نکتہ چینی

مثنوی اسرار خودی [illegible] مضمون [illegible] خواجہ حسن نظامی [illegible] اعتراض کیا۔ اقبال نے [illegible] واضح [illegible]
[illegible] اسرار خودی [illegible] کہ [illegible] مضمون میں [illegible] کہ اقبال نے مثنوی کو [illegible]
[illegible] اور کس طرح ایک [illegible] کے سامنے سر جھکا کر اپنی مثنوی [illegible] کیا ہے۔ [illegible]
[illegible] خواجہ صاحب [illegible] سمجھے۔ [illegible] معترض [illegible]
[illegible] کے سامنے [illegible] وہ بھی [illegible] کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ [illegible]

آپ نے لفظ ڈیڈیکیشن کا جو مطلب سمجھا ہے وہ صحیح نہیں۔ اس سے مراد محض اظہارِ محبت و اخلاص ہے جو دو آدمیوں کے ذاتی تعلقات پر مبنی ہوتا ہے۔ جن خاص اشعار میں ڈیڈیکیشن کی وجہ صاف لکھ دی ہے۔ اگر آپ ان اشعار کو غور سے پڑھتے تو خود بخود یہ بات معلوم ہو جاتی۔"[۴۳]

شائستہ خان نے لکھا ہے کہ "اس انتساب کو صرف ایک عام [illegible] نظم سمجھ کر پڑھا گیا، پھر بڑھا کر سمجھا نہیں گیا، اور سمجھا گیا تو مقصد [illegible] کا تبصرہ ہے"[۴۴] انتساب کے کل بیس اشعار ہیں جن میں سے چند اشعار اقبال کے اپنے بارے میں تھے۔ "اسرارِ خودی" کے دوسرے ایڈیشن میں ان اشعار کو انتساب سے نکال کر تمہید میں شامل کر دیا گیا۔ انتساب کے آٹھ اشعار جو علی امام سے متعلق تھے دوسرے ایڈیشن میں شامل رکھے گئے البتہ تیسرے ایڈیشن میں انہیں شامل نہ کیا گیا۔ ان آٹھ اشعار میں سے پہلے دو اشعار بظاہر قابلِ اعتراض معلوم ہوتے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں۔۔

اے امام اے سپہر والا نصاب   ذرہ را [illegible] مہر اشراقت [illegible]

سلطنت را دیدہ افروز آمدی   عقلِ کل را حکمت آموز آمدی

اس ضمن میں شائستہ خان نے لکھا ہے کہ "وہ سپہر تھے اور اچھے نسب کے سپہر (نواب امداد امام اثر کے صاحبزادے) سپہروں کا ماحول [illegible] مدت سے اشراف کے بیٹے ہی [illegible] کا مالک تھا اور امام [illegible] کا نام تھا۔ پہلے شعر میں ان کے [illegible] اور کچھ نہیں اور اس میں قابلِ اعتراض بات کیا ٹھہری ہے"[۴۵] دوسرے مصرع کا بھی بعض لوگوں نے غلط مطلب اخذ کیا ہے[۴۶] سلطنت سے مراد انگریزی سرکار اور عقلِ کل سے مراد [illegible] تو سمجھ میں آتا ہے کہ شعر میں واقعیت کا رنگ ہے۔ [illegible] نہ تبصرہ تھا اور نہ کسی میں تنزل کا کوئی سوال تھا۔

د۔ کچھ اور اعتراضات

صوفی حلقوں میں ملاؤں کی مخالفت [illegible] رہی ہے جیسا کہ [illegible] ملاؤں پر بھی اعتراض ہوا کہ "ادبیاتِ [illegible]" [illegible] ثابت ہو گیا۔ ذوقی شاہ نے "[illegible]" پر اعتراض کیا اور [illegible] (البرہان؟) نام کر دیا[۴۷] [illegible] کہ [illegible] میں کس طور ہیں ملاؤں کی روح ہے۔ اس کو درا [illegible] ہیں[۴۸] "اسرارِ خودی" کا ترجمہ شائع ہوا تو سنتشر [illegible] تصورِ خودی کو [illegible] اور [illegible] مستعار بتایا۔ "کیا نظریاتی مستعار ہے؟" کے رسم سوالوں کا مدلل جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔

یہ اعتراض بھی ہوا کہ مثنوی میں حافظ شیرازی کو [illegible] گیا ہے جو کہ "اسرارِ خودی" کا موضوع ہی نہ تھا [illegible] حافظ شیرازی [illegible] میں رحمت [illegible] اقبال نے ۱۹۱۸ء میں [illegible] ذوقی شاہ نے سورۃ الشعراء کی وہ آیات درج کیں جن میں کہا گیا ہے کہ شعراء کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ اس موقع پر [illegible] اقبال [illegible] کے نتائج [illegible] میں آگر [illegible] اور [illegible] کہ وہ [illegible] کرے جو شاعرانہ [illegible] ہوتا؟[۴۹] اور [illegible] اقبال نے [illegible] میں آگر [illegible] نتائج [illegible] اور [illegible] سو دیگر معتقد [illegible] تو ذوقی شاہ نے خاموشی اختیار کر لی [illegible] ہے کہ معترضینِ اقبال [illegible] کی سورۃ الشعراء کی [illegible] کا حوالہ اقبال کو متہم کرنے کے لیے دیا ہے اسی سورۃ کی [illegible] متصل آیات کو [illegible] کیا ہے جن میں صاحبِ ایمان شعراء کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔[۵۰]

ز۔ مثنوی اسرارِ خودی پر مجموعی نظر

اقبال تصوف کے منکر نہ تھے، تصوف وجودیہ کے خلاف تھے۔ اقبال نے مروجہ وجودی تصوف میں جو [illegible] اسلام میں [illegible] داخل ہو گیا تھا
اقبال نے تصوف میں غیر اسلامی عناصر کی نشاندہی کی اور [illegible] سے [illegible] علاوہ کر جانا چاہا۔ تصوف کا نام اسلام میں افراط و تفریط کا
شکار ہوا۔ اقبال مسلمانوں نے صوفی اور تصوف کی اصطلاح کو یہ قبول کیا کہ "ابتدائی زمانے میں تصوف کا مقصد اور مفہوم سوائے زہد و عبادت
کے اور کچھ نہ تھا"[51] ایثار، فقر، صبر و توکل، معرفت، حبِ خدا اور حبِ مصطفیٰ[61] ایسے اوصاف ہیں جنہیں اسلام سے جدا نہیں کیا جا سکتا
اور اخلاق و عمل سے متعلق تصوف کا یہی حصہ ہے جس کی اقبال نے تعریف کی۔ یہ اخلاص ہی اصل ہے اور اسلام کا کمال ہے۔ یہ تصوف
مطابق توحید اور شریعتِ اسلامیہ کا علمبردار ہے۔ تصوف وجودیہ توحید کو مسخ اور اسلامی شعائر کی تردید کرتا ہے۔ اس تصوف [illegible]
وہ باطنی علم ہے جس کا کوئی جواز و اعتبار نہیں ہے۔ پیغمبرِ آخر نے اللہ کا پیغام بہ تمام و کمال انسانوں تک پہنچا دیا۔ وجودی تصوف
کی اشاعت رہبانیت اور اسلامی تصوف کا کمال [illegible] ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے مگر یاد رکھیے یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ وجودی تصوف
نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ قوائے عمل کو کمزور اور ناکارہ کرتا ہے[52] یہ دور انحطاط میں مقبول ہوا اور اس نے زوال کو تیز تر کیا۔

وحدت الوجود کی تردید مولانا [illegible] اور صوفیا [illegible] کرتے رہے ہیں۔ ابن عربی اور مولانا شبستری کو بھی [illegible] افراط پر
سمجھا گیا تھا[53] ان کا مقام و مرتبہ صوفی ہیں اور اقبال نے ان سے استفادہ بھی کیا[54] لیکن اسلامی نشاۃِ ثانیہ کے پیشِ نظر اقبال ان دونوں کے
فکری و تصنیفی ادب کی تعبیر و اصلاح کے حق میں تھے۔ جہاں ان صوفیوں کے قوائے عمل کو توانا بنانے کے لیے [illegible] تصوف [illegible]
کیا اس کی بنیاد توحید اور شریعتِ اسلامیہ تھی۔ تصورِ خودی اور نظریۂ وحدت الوجود ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ [illegible] خودی کے اصول
اطاعتِ الٰہی اور احکامِ شریعت کی پابندی سے عبارت ہیں اور خودی استحکامِ ذاتِ الٰہی ہے۔ [illegible] معاشرے پر اللہ کی حاکمیت کا نام ہے کہ
وجودی صوفیا نے موجود فی الخارج کی کثرت کو محض فریبِ نظر قرار دیا۔ تصورِ خودی اس میں [illegible] کو دور کرنے کا درس دیتا ہے مگر
وحدت الوجود کی نظر ذات خدا میں فنا ہو جانے پر ہے۔ بعض حکما صوفیا اور اقبال نے فنا کی جو تعریف کی ہے وہ فنا اور بقا کی ایک شکل ہے اور
مسئلہ فنا و بقا کی بہترین تعبیر[55] وحدت الوجود وصال پر اور [illegible] ہے جبکہ تصورِ خودی فراق پر۔ فراق سے مراد دوری نہیں بلکہ انسانی انفرادیت کا قیام
ہے۔ وجودی تصوف مرکبِ آرزو جبکہ تصورِ خودی آرزو طلب کا اشاریہ ہے۔ تصوف وجودیہ کا یکسر جبکہ تصورِ خودی کا محور اسلام ہے
مختصر یہ کہ وجودی [illegible] تصوف زوال کی علامت جبکہ تصورِ خودی نشاۃِ ثانیہ کا سبب ہے۔ اقبال کو معلوم تھا کہ اس کی مخالفت ہوگی لیکن وہ یہ بھی
جانتے تھے کہ یہ بیج جو وہ سردہ زمین میں بو رہے ہیں، اگے گا اور بار آور ہوگا[56]

اقبال نے "وحدت الوجود" کی کھل کر مخالفت کی۔ تصوف وجودیہ کے حامیوں نے اقبال کی مخالفت بھی کھل کر کی۔ [illegible]
حضرت اکبر الٰہ آبادی کے استفسار سے متاثر ہو کر راقم الحروف اور ڈاکٹر صاحب دونوں نے اس بحث کو ختم کر دیا تھا[57] [illegible] اس اختلاف کی
ناگواری پوری طرح نہ کر سکے[58] لیکن اقبال [illegible] کی "اسرارِ خودی" کے اگلے اڈیشنوں میں رد و بدل کے علاوہ یہ دیا کہ
زہریلی بحر "وحدت الوجود" کا نام لے کر اس کی مخالفت نہ کی۔ [illegible] یہ نکلا کہ وحدت الوجود کے علمبردار والے تلامذہ اقبال کی [illegible]

اور ٹائیل کے ذریعے اس موقف کی اشاعت شروع کردی کہ اقبال عمر میں وحدت الوجود کے حامی ہو گئے تھے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی شرحوں کا مقصد اوّلین اسی غلط موقف کا پرچار ہے۔ مخالفین اقبال نے بھی اعلان کر دیا کہ اقبال کے تفکر کا آغاز بھی وحدت الوجود سے ہوا تھا اور انتہا بھی وحدت الوجود پر ہوا۔ یہ ایک غلط موقف ہے جس کا جائزہ اگلے عنوان کے تحت لیا گیا ہے۔

اقبال نے مصالحت کی پالیسی اور دوسری وجوہ سے جو ظاہری طور پر تو اقدامات کیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ "[illegible] تصوف" کی [illegible] ان کے [illegible] کی تکمیل و اشاعت کا ارادہ ترک کر دیا۔ اسرار خودی کے دوسرے ایڈیشن سے "دیباچہ" اور حافظ شیرازی سے متعلق اشعار خارج کر دیے گئے۔ تیسرے ایڈیشن سے سر علی امام کے نام انتساب بھی حذف کر دیا گیا۔ اس طرح ایک اور اعتراض رفع ہو گیا۔ دراصل علی امام کی تمام منصب اور اقبال سے دوستانہ تعلق کے باوصف یہ [illegible] احساس تھی، اس اعزاز سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ علی امام نے جو [illegible] استحسانات کے حامی اور ولی تھے، [illegible] اپنی طرف کر لیا۔ انہوں نے نہرو رپورٹ کی تائید کی اور [illegible] شمالی ہند کا [illegible] سیاست کی نوعیت کا [illegible] ہے ۶۰ [illegible] اقبال کو ان کے سیاسی [illegible] کے خلاف بیان جاری کرنا پڑا ۶۱

اقبال نے اپنا ادبی تصنیفی [illegible] کیے جس [illegible] تبدیلیاں کیں۔ ان سے ان کی طبعی سلامتی ظاہر ہوتی ہے۔ [illegible] کے دوران تصوف وجودیہ یا [illegible] تصوف کے [illegible] ہوا، اصلاح تصوف میں ان کا ایک کردار ہے۔ اصلاح تصوف کا کام اقبال نے جاری رکھا جو [illegible] بیداری کا ایک پہلو تھا۔ "اسرار خودی" [illegible] بیداری کا پیغام تھی۔ اقبال کے دوسرے شعری مجموعے بھی جو اس کے بعد منظر عام پر آئے مسلم بیداری ہی کا پیغام تھے۔

حوالے اور حواشی

۱. دیکھیے: (i) حیاتِ نو شعور کی کڑیاں از ڈاکٹر میر ولی الدین، مشمولہ "اقبال" ـ اکتوبر ۱۹۵۲ء (ii) زندہ رود کا ارتقائی سفر، علمی ہنگامہ

(iii) تاریخِ تصوف کا پس منظر، مشمولہ "تاریخِ تصوف" از علامہ اقبال مرتبہ پروفیسر صابر کلوروی

۲. مثال کے طور پر خواجہ میر الدین جمیل نے "اسرارِ خودی" کی ہیئت میں لکھی جانے والی مثنوی "سرالاسرار" میں خودی کو محمود ثابت ... الفاظ سے ظاہر کیا ہے ـ تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" صفحات ۲۱۹ ـ ۲۲۰

۳. مقالاتِ اقبال، صفحہ ۱۹۹

۴. "اقبال" ـــ اکتوبر ۱۹۵۲ء، صفحہ ۶۵

۵. مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

جان: ہر صورتِ کے بے حس دل میں مرنے کی تڑپ / پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

زندگی: زندگی کی قوت پنہاں کو کر دے آشکار / تا یہ چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے (ضربِ کلیم، بانگِ درا)

من: اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی / تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن (کلیاتِ اقبال اردو، ۲۴۰، ۳۴۳)

روح: بیا از من بگیر آن دیر ساله / که عشقِ روح را باشد پیاله (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۰۱۲)

۶. "Stray Reflections" میں عام طور پر personality کا لفظ استعمال کیا ہے ـ (دیکھیے، ص ۳۴، ۳۵) انگریزی خطبات میں ص ۹۵ اور Self کا استعمال عام ہے ـ person کا لفظ بھی استعمال کیا ہے ـ

۷. ایضاً ـــ Gabriel's Wing، پیش لفظ نقشِ ثانی

۸. دیکھیے Discources of Iqbal ـــ صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۳

۹-۱۰. دیکھیے، سرِّ اقبال حیاتِ اقبال میں، مرتبہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری / عراقی، صفحات ۲۸۱ تا ۲۹۵

۱۱. دوسری بات کے بر عکس اقبال نے مثنوی میں (بالعموم) تصوف کے مسلمہ اصولوں کی مخالفت کی ـ موضوعات بہر حال صورت میں نقل کیے ہیں

"در بیان اینکہ اصلِ نظامِ عالم از خودی است و تسلسلِ حیاتِ تعیناتِ وجود بر استحکامِ خودی انحصار دارد"

"در بیان اینکہ حیاتِ خودی از تخلیق و تولیدِ مقاصد است"

"در بیان اینکہ خودی از عشق استحکام می پذیرد"

"در بیان اینکہ چون خودی از عشق و محبت محکم میگردد قوائے ظاهره و مخفیهٔ نظامِ عالم را مسخر می سازد"

"در بیان اینکہ افلاطون یونانی و حافظ شیرازی کہ تصوف و ادبیاتِ اقوامِ اسلامیہ از تخیلاتِ ایشان اثرِ عظیم پذیرفتہ بر مسلکِ گوسفندی رفته، و از ایشان احتراز واجب است" (سرِّ اقبال حیاتِ اقبال میں، صفحات ۲۸۵ ـ ۲۸۶)

تخلیقِ مقاصد اصل ابداعیں کے تحت ہوتی ہے ـ تسخیرِ فطرت اصل نہیں بلکہ منتظر ہے ـ اصل مقصد کی نشاندہی اقبال

نے اس سرخی میں کی ہے ۔ "در بیان اشد مقصر حالت علم اعلائے کلمۃ اللہ است ..." داقی نے کل سرخی کو خواہ مخواہ کر دیا

۱۲. وہ شعر یہ ہے : سرور ہمی شود کہ توحید خدا / واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

ترکیب "توحید خدا" محلِ نظر ہے ۔ بھی تصوف سے وابستہ حضرات "توحیدِ وجودی" کی ترکیب بھی استعمال کرتے ہیں ۔ داقی شاہ
کا یہ دعویٰ محلِ نظر ہے کہ معقلِ انسانی وحدت الوجود کے سمجھنے سے قاصر ہے تاہم اب ایسا ہی دعویٰ "توحید" کے بارے میں نہیں کیا جا سکتا ۔

۱۳. دیکھیے، "اقبال" — اکتوبر ۱۹۵۳ء، صفحہ ۷۷

۱۴. یہ سوالات حسبِ ذیل تھے :

(۱) کیا قرآن شریف عقیدۂ وحدت الوجود کا مخالف ہے ؟

(۲) کیا توحید اور وحدت الوجود دو جداگانہ اشیا ہیں ؟

(۳) کیا اسلام صرف انانیت کو مٹانے آیا ہے ؟

(۴) تصوف کا انتہائی نتیجہ اور مقصود کیا ہے ؟

(۵) کیا صحابۂ کرام میں کسب سکر مثل حراج حافظ شیراز کے کسی میں نہ تھا ؟

(۶) صوفیوں کی حالت، سلوک کے کسی مقام کو مصر ہے یا نہیں ؟

(۷) کیا کیفیت وحدت الوجود کسی مقام کا نام ہے اور اس مقام کے بعد کا مقام ہے ؟ کیا حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے علم عرفا حق تسلیم کیا ہے اور یہ مذہبی اور عقلی مفید ہے یا نہیں ؟

(۸) کیا وحدت الوجود اہم علمی مسئلہ ہے یا اس کو مذہب سے بھی کچھ تعلق ہے ؟ [ایضاً، صفحہ ۷۸]

خواجہ حسن نظامی کے سوالات کا مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن شریف نے "توحید" کا عقیدہ دیا ہے نہ کہ "وحدت الوجود" کا ۔ توحید
کا عقیدہ یہ ہے کہ الٰہ (خالق، مالک، قادر، رب، معبود ...) سوائے اللہ کے کوئی اور نہیں ۔ "وحدت الوجود" کا مفہوم
ہے "وجودی اکائی" ۔ یہ اکائی خدا ہو تو کائنات کا انکار اور کائنات ہو تو ماورا خدا کا انکار لازم ہے ۔ اس میں خالق اور مخلوق
کا تصور نہیں ہے عقیدۂ توحید میں اللہ خالق اور کائنات مخلوق ہے ۔ چنانچہ "توحید" اور "وحدت الوجود" دو جداگانہ اشیا ہیں
اسلام غرور کو مٹانے آیا ہے نہ کہ انانیت ۔ ہر روز رہا ہے قیامت کے دن حساب بھی ہر فرد کا الگ ہو گا ۔ تصوف کا انتہائی
نتیجہ اور مقصود اداہمی اصل ہے ۔ صحابہ کرام[۲۳] بیدار دل اور بیدار ذہن تھے اور کفار کی جارحیت کا توڑ کرنے کے لیے جنگ وجدل
میں مصروف رہتے تھے ۔ "وحدت الوجود" کی مسلمانوں کو تعلیم دی گئی وہ اس کا مذہب سے کچھ تعلق ہے ۔

۱۵. "اقبال" — اکتوبر ۱۹۵۳ء، صفحہ ۸۹

۱۶ تا ۱۸. ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۸۳-۸۴، ۷۹، ۸۰

۱۹-۲۰. مقالاتِ اقبال، صفحات ۲۱۸، ۲۰۴

۲۱. سیاراتیں مال کے نام اپنے خط مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۱۶ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ "تصوف کے ادبیات کا وہ حصہ جو اخلاق و عمل سے تعلق رکھتا

ہے باعث نالی قور ہے کیونکہ اس کے پڑھنے سے طبیعت پر سرور کی حالت طاری ہوتی ہے مسلمہ کا حصہ میں مبتلا ہے اور حق نوجوانوں میں سرے حال میں تعلیم قرآن کے مخالف ہے۔ (مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خاں، صفحہ ۲۰)

۲۲. مقالات اقبال، صفحہ ۲۰۱

۲۳-۲۴. خطوط اقبال، صفحات ۱۱۴، ۱۱۷-۱۱۸

۲۵. دیکھیے، وہ خط سراج الدین پال مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۶ء، اقبال نامہ، حصہ اوّل، صفحات ۳۵ تا ۳۷

۲۶. دیکھیے، انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار، صفحات ۲۶۸ تا ۲۷۲

۲۷. دیکھیے، Islam and Mysticism مشمولہ Discourses of Iqbal، صفحات ۱۴۰ تا ۱۴۳

۲۸. محمد دین فوق کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۵ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ "مجھ کو تعجب ہے کہ شیخ علا کے اس رندانہ شعر کو جو بر اسنے مصطفیٰ دارم" کو آپ اس کتاب میں جگہ دیتے ہیں اور پھر ملا کی تشریح کس غرض سے ہوتی ہے یہی وہ وحدت الوجود ہے جس پر خواجہ حسن نظامی اور اہل طریقت کو ناز ہے؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے اور ہم غریب مسلمانوں کو ان کے منتروں سے محفوظ رکھے"۔ (انوار اقبال، صفحہ ۶۲) مزید دیکھیے، "تصوف وجودیہ" مشمولہ مقالات اقبال — یہی اصل کتاب تاریخ تصوف میں بھی اقبال نے تصوف میں سرا-می ماہر کی نشاندہی کی ہے جسے اقبال عجمی تصوف یا تصوف وجودیہ کہتے ہیں۔

۲۹. اقبال لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی زندگی اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ایک مسلمان قلب کی مستقل کیفیت بیداری ہے نہ خواب یا سکر۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں یہ حالت معروف نظر نہیں آتا"۔ (حوالے اور تفصیل کے لیے دیکھیے، مقالات اقبال، صفحہ ۲۰۵)

۳۰. اس ضمن میں وضاحت کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ اسلام نے دین و دنیا کے فرائض کو یکجا کیا ہے اور اس طرح سے نوع انسان کے لیے ایک معمول راہ قائم کی ہے۔ جہاں یہ کہا گیا ہے کہ ہمارا مقصود اعلیٰ اعلائے کلمۃ اللہ ہے، وہاں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ لا تنس نصیبک من الدنیا (دنیا میں اپنا حصہ فراموش مت کر)۔ "دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ" اسلام کی تعلیم نہیں، بلکہ صحیح اسلامی تعلیم یہ ہے جو شرح عقائد میں جن الفاظ میں نہایت خوبی کے ساتھ بیان کی گئی ہے — ترک الاسباب جہالت، یعنی اسبابِ دنیا کا ترک کرنا جہالت ہے — و الاعتقاد علیہا شرک، اور ان پر اعتماد کرنا شرک ہے — پس جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کہتا ہوں کہ: از کلیم دیں و دنیا کشاد — تو میرا مطلب اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ نبی کریمؐ نے دین کی وساطت سے دنیا میں حصہ لینا سکھایا ہے"۔ (مقالات اقبال، صفحہ ۱۰۲)

اقبال سے متعلق اپنے آخری مضمون میں خواجہ حسن نظامی نے اپنے موقف کی تائید و توثیق ان الفاظ میں کی:

"کچھ عرصے تک اخبارات میں اختلافی مضامین شائع ہوتے رہے مگر آخر کار سر اقبال کا اعتقاد ہو گیا، اور میں نے تسلیم کر لیا کہ ترک دنیا کا وہ تخیل جو عام صوفیائے کرام کا ہے، وہ وقتِ حاضر کے لیے موزوں نہیں ہے، کیونکہ قرآن میں خدا نے جو دعا سکھائی ہے اس میں دنیا کی بھلائی کو مقدم اور آخرت کی بھلائی کو مؤخر کیا گیا ہے"۔ (معاصرین اقبال کی نظر میں، صفحہ ۴۴۳)

اس مقام پر یہ نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ قرآن میں خود خدا نے "وقت" کی قسم کھائی ہے اور جسے ہم روزانہ متعدد بار نماز میں پڑھتے ہیں اس کا مدلول صرف "وقتِ حاضر" پر منحصر نہیں ہوتا۔ تمام زمانوں پر ہوتا ہے۔

۳۱-۳۲۔ حسن نظامی کا مضمون ۳۰ جنوری ۱۹۱۶ء کے "خطیب" میں شائع ہوا۔ محمد عبداللہ قریشی نے "معرکۂ اسرارِ خودی" میں اس کے متعلق اقتباسات دیے ہیں۔ علامہ اقبال کا مضمون "اسرارِ خودی" ۹ فروری ۱۹۱۶ء کو "وکیل" میں چھپا اور اب "مقالاتِ اقبال" میں شامل ہے۔

۳۳-۳۴۔ اسرارِ خودی کے دیباچے میں اقبال نے لکھا تھا: "یہی حکمائے انگلستان کی فرہنگِ ادبیاتِ عالم میں ایک خاص پایہ رکھتی ہیں اور اس قابل ہیں کہ مشرقی دل و دماغ ان سے مستفید ہو کر اپنی قدیم بلند پایہ روایات پر نظرِ ثانی کریں۔" یہ شعور دراصل فلسفیانہ روایات پر نظرِ ثانی کا ہے جو بے علمی نادانستہ تھی ہیں۔ اقبال نے لکھا کہ "حکمائے انگلستان کا فلسفہ اسی رنگ میں رنگین ہے اور وہ اسی کو ... جس سے ... کا پیمانہ لے کر اسلام آیا تھا۔ حیرانی ہے مسلمان اور اہلِ مشرق ان کے فلسفے کا اعادہ کرتے ہیں اور محض تقلیدی ہو رہے ہیں۔ مگر مری اپنی ... میں اپنی فلسفیانہ روایات پر نظرِ ثانی کریں تو کیا برا ہے اور فلسفیانہ روایات پر نظرِ ثانی کرنا تو ہی تقاضائے وقت کا مستعار ہیں۔" (مقالاتِ اقبال، صفحہ ۲۱۵)

۳۵۔ "کشفِ خودی"، مطبوعہ "وکیل" امرتسر، مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ "اقبال"، اکتوبر ۱۹۵۲ء، صفحہ ۷۶

۳۶۔ "ڈاکٹر صاحب کی کمزوریاں"، مشمولہ ہفت روزہ سراج الاخبار جہلم مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء، بحوالہ زندہ رود، صفحہ ۲۲۵

۳۷۔ مشیر حسین قدوائی کا مضمون ۲۳ مارچ ۱۹۱۶ء کو "زمیندار" میں چھپا۔ (زندہ رود جلد ۲، صفحہ ۲۲۷) اور اپریل ۱۹۱۶ء میں "طریقت" میں شائع ہوا اور اب "تنقیدِ اقبال حیاتِ اقبال میں" مرتبہ ڈاکٹر فیس فراقی میں شامل ہے۔

۳۸۔ بحوالہ زندہ رود، صفحہ ۲۲۶

۳۹۔ پیرزادہ مظفر احمد فضلی کی مثنوی "رازِ بے خودی" پر تبصرہ اسلم جیراجپوری کے مضمون "مثنوی اسرارِ خودی" میں شامل ہے۔ اشعار کا نمونہ دیا گیا ہے۔ (دیکھیے، اقبال معاصرین کی نظر میں، مرتبہ پروفیسر سید وقار عظیم، صفحات ۳۲۶ تا ۳۲۸)
ملک قمر جہلمی کی مثنوی کے لیے دیکھیے، "اوراقِ گم گشتہ" مرتبہ پروفیسر رحیم بخش شاہین، صفحات ۱۰۲ تا ۱۱۰)

۴۰۔ مقالاتِ اقبال، صفحات ۲۰۶ تا ۲۰۸

۴۱۔ مثال کے طور پر دیکھیے، خطوط بنام (۱) اکبر الہ آبادی مورخہ ۴ فروری ۱۹۱۶ء (۲) کشن پرشاد شاد مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۶ء (۳) سید فصیح اللہ کاظمی مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۶ء (۴) سراج الدین پال مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۶ء (کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم)

۴۲۔ اقبال نامہ، حصہ دوم، صفحات ۵۳ تا ۵۶

اس اقتباس میں یہ جملہ توجہ طلب ہے "ا ... وقت میں اک تصوف سے ضرور مانوس ہوا۔" اس جملے کے تناظر میں سلیم اختر کی یہ تحریر بڑا علمی درس سامان ہے کہ "یہی وہ وقت تھا جب جستجو میں لگے رہے ... کی ضرورت محسوس ہوئی اور تصوف کے وہ رجحانات ابھر آئے جنہوں نے ادراکِ کائنات کو مکمل طور پر مبہم پردے سے چھپا لیا۔ تصوف کے یہ وہی رجحانات تھے جن کے خلاف اقبال ہمیشہ آواز اٹھاتے رہے کیونکہ وہ اس امر کو پوری طرح سمجھ گئے کہ اسلامی کائنات کو پانے میں تصوف نے اہم رول ادا کیا۔" (اقبال ایک شاعر، صفحہ ۹۰) اقبال اس بات کو پوری طرح سمجھتے تھے لیکن سوال یہ ہے کہ اس تصوف سے جڑے رہنے کا اب کیا فائدہ ہے۔ اقبال کے نزدیک اب وہ تصوف بے خبری اور علم ... ہے۔

۴۳۔ مقالاتِ اقبال، صفحہ ۲۲۰

۴۴-۴۵۔ اسرارِ خودی، [illegible] شدہ، ترتیب، صفحات (تبصرہ) ۱۱، (مثنوی) ۱

۴۶۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، ایضاً، صفحہ ۳۴

۴۷۔ [illegible] فاروقی نے لکھا کہ "اقبال [illegible] زمانے کے [illegible] لوگوں پر جن کی نگاہوں کو مادیت پر یورپ کی مادی ترقی نے خیرہ کر رکھا ہے، اس پر سیاستِ ملکی کے مغربی اصولوں کا [illegible] ہے۔" (نقشِ اقبال [illegible] اقبال میں، صفحات ۲۸۲-۲۸۶)

۴۸۔ "اقبال" [illegible] اکتوبر ۱۹۵۳ء، صفحہ ۷۷

۴۹۔ نقشِ اقبال حیاتِ اقبال میں، صفحات ۲۴۲-۲۴۳

۵۰۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) شیرازہ [illegible] عنوان "صرف شاعر رہا ہی یا کچھ اور بھی؟" (۲) اقبال دشمنی ایک مطالعہ، صفحات ۵۲ تا ۵۹

۵۱-۵۲۔ دیکھیے، تاریخِ تصوف، صفحہ ۵۶

۵۳۔ اقبال سے پہلے (۱) ابن تیمیہ، (۲) ابن قیم، [illegible] اور [illegible] نے وحدت الوجود کے نظریے کی شدید مخالفت کی اور ابن عربی کو کافر قرار دیا۔ ابن تیمیہ کا یہ قول بہت مشہور ہوا کہ جو ابن عربی کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ شیخ احمد سرہندی پہلے وحدت الوجود کے قائل تھے پھر وحدت الشہود کے قائل ہوئے۔ آخر میں توحید کے [illegible] رہے اور ابن عربی کی ان قرآنی تاویلات کا توڑ کیا جن سے وحدت الوجود ثابت کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے "حضرت مجدد کا نظریۂ توحید" میں تفصیل بیان کی ہے۔

علامہ اقبال نے اپنے مکتوب بنام اکبر الہ آبادی مورخہ ۱۱ جون ۱۹۱۸ء میں لکھا ہے — "[illegible] [illegible] ہوں [illegible] [illegible] ہے۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ نئی بات نہیں۔ حضرت [illegible] لکھ چکے ہیں، حضرت [illegible] لکھ چکے ہیں۔ [illegible] اور منصور [illegible] کے متعلق وہ الفاظ ہیں لکھے جو حضرت [illegible] اور [illegible] ان دونوں بزرگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔" (اقبال نامہ، [illegible] ۴۳)

[illegible] کا دیوان [illegible] اور مولانا الطاف حسین حالی کی نظم [illegible] "حیاتِ سعدی" [illegible] شاہد ہیں اس بات کی کہ [illegible] کے [illegible] پر اقبال سے پہلے ہی ہوئی۔

۵۴۔ خواجہ حسن نظامی کے نام [illegible] مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء میں اقبال لکھتے ہیں "میں شیخ کی [illegible] و [illegible] کا قائل ہوں اور ان کو اسلام کے بہت بڑے [illegible] میں سمجھتا ہوں۔" (خطوطِ اقبال، صفحہ ۱۱۷)

۵۵. ظفر احمد صدیقی کے نام ایک خط مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ "[illegible] اسلام الٰہی خودی میں اس حقیقت [illegible] کی [illegible]
ہوا جو ہیروشپ اقبال و مواقف [illegible] اور [illegible] رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو مسلم کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیہ اسلام
نے فنا کہا ہے۔ میں نے اس کا نام بقا رکھا ہے۔" (اقبال نامہ، حصہ اوّل، صفحات ۲۰۲-۲۰۳)

۵۶. کشن پرشاد شاد کے نام ایک خط مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۶ء کے ایک حصے کو اقبال نے "پرائیویٹ" بنایا اور خواہش ظاہر کی کہ اسے [illegible]
کر دیا جائے ــــ اس حصے میں اقبال لکھتے ہیں "مجھے معلوم تھا کہ اس کی مخالفت ہوگی کیونکہ ہم ــــ [illegible] کے [illegible] ہیں اور
اخلاقی [illegible] سے مراد [illegible] ہے کہ [illegible] تمام عالم [illegible] کو اپنے شکار (خواہ وہ شکار اپنی قوم ہو خواہ غیر) کی گھات میں [illegible]
بنا دیتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ [illegible] اپنے تباہ و برباد کرنے والے اسباب کو اپنا بہترین مربی تصور کرتا ہے مگر "خیر
[illegible]" ــــ اور "[illegible]" [illegible] حسن نظامی [illegible] اقبال ــــ [illegible]"
اقبال نے [illegible] آگے گا، [illegible] گا اور [illegible] مخالفت [illegible] ہوگا۔" (اقبال نام شاد، صفحات ۱۴۳-۱۴۴)

۵۷-۵۸. دیکھیے، رسالہ "[illegible]" دہلی، اپریل ۱۹۱۸ء، صفحہ ۲۰

خواجہ حسن نظامی نے پیرزادہ مظفر احمد کی تصنیف [illegible] کی اور "اسرار خودی" کے جواب میں ان کی زیر تصنیف مثنوی کا کچھ حصہ شائع کیا
[illegible] مثنوی ہے جس میں علامہ اقبال کے لیے دشمن اسلام، رہزن ایمان، [illegible] جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ــــ یہ مثنوی [illegible]
"[illegible]" کے نام سے شائع ہوئی جبکہ حسن نظامی نے [illegible] میں اس کا نام "[illegible] اسرار خودی" تحریر کیا تھا کہ [illegible] ایک مضمون کا
عنوان تھا۔

۵۹. [illegible] نے شیخ اعجاز احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ اقبال کے والد گرامی نے اقبال سے کہا کہ "[illegible] کے [illegible]
[illegible] نکالے بغیر اصول کی تشریح کی جا سکتی تھی ... مثنوی کے وہ اشعار، جن پر [illegible] کو اعتراض ہے، آئندہ ایڈیشن
میں ان کا حذف کر دینا ہی مناسب ہوگا۔" (تفصیل کے لیے [illegible]، جلد دوم، صفحہ ۱۹۶)
ان اشعار اور دیباچے کو حذف کرنے کی وجوہ اقبال نے خود ہی بیان کی ہیں۔ [illegible] اسلم جیراجپوری کے نام ایک خط مورخہ ۱۷ مئی
۱۹۱۹ء میں اقبال لکھتے ہیں کہ "[illegible] حافظ پر جو اشعار میں نے لکھے تھے ان کا مقصود محض ایک لٹریری اصول کی تشریح اور توضیح تھا ...
[illegible] ہوئی ... بہرحال میں نے وہ اشعار حذف کر دیے ہیں اور ان کی جگہ اسی لٹریری اصول کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے جس کو
میں صحیح سمجھتا ہوں ... دیباچہ بہت مختصر تھا اور اپنے اختصار کی وجہ سے [illegible] کا باعث تھا [illegible] مجھے [illegible] کے [illegible]
اور دیگر تحریروں سے معلوم ہوا۔" (تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال نامہ، حصہ اوّل، صفحات ۵۲-۵۳) اس سے پہلے "اسرار خودی" کے دوسرے
ایڈیشن کے دیباچے میں بھی کم و بیش یہی وجوہ اقبال نے بیان کی تھیں۔ (دیکھیے، مقالات اقبال، صفحہ ۲۳۵)

۶۰-۶۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال کا سیاسی کارنامہ"۔ صفحات ۱۸۹ تا ۱۹۱، ۱۹۴، ۱۹۹، ۲۶۴-۲۶۵

۳۔ کفر کا فتویٰ اور ہر معترضہ پہ ... کا ازالہ

اقبال کے اجتہاد پر ... جس کا تو انہیں کافر کہا گیا ... اقبال نے ایک خط میں لکھی ہے کہ لندن کی ایک فہرست میں اقبال کے ... اسرارِ خودی پر اعتراضات کے سلسلے میں مسلمان علماء کے ایک ... نے بیرونی ... کیا کہ میں دہریت کی تعلیم کر رہا ہوں ... اوراق میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ اسرارِ خودی کو اسلام کی آڑ میں اسلام پر حملہ تصور دیا گیا

۱۔ فتویٰ کفر

۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کے زمیندار میں علامہ اقبال کے خلاف مولوی دیدار علی کے فتویٰ کفر کی رپورٹ شائع ہوئی ... سوال کیا گیا ہے ... بیان کیا گیا ہے[۳] استفتا اور فتویٰ حسب ذیل ہیں

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور ... کہ ایک شخص اشعار میں آفتاب کو ... کے ساتھ متصف کرے اور ... حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر ... کرے ... یاد کرے ... کو رام کا اوتار مانتے ہیں ... اور 'چراغِ ہدایت' کے الفاظ سے یاد کرے اور ان کی تعریف میں ... ایسے شخص کے ساتھ میل جول ... اور ہر طرح کا مقاطعہ کرنا جائز ہے یا ناجائز اور ... کے متعلق کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔ اشعار حسب ذیل ہیں:

آفتاب

اے آفتاب! ہم کو ضیائے شعور دے — چشمِ خرد کو اپنی تجلی سے نور دے

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو — یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو — زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تو

نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری — آزادِ قیدِ اول و آخر ضیا تری (ترجمہ گایتری منتر)

کہاں کا آنا کہاں کا جانا، فریب ہے امتیازِ عقبیٰ

نمود ہر شے میں ہے ہماری، کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

... کچھ اس میں اے کلام ... ذرا سے کلام کرتے ہیں!

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خدا تری قوم کو بچائے

بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

رام کی تعریف میں فرماتے ہیں:

اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نامِ ہند

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند

اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند

تلوار کا دھنی تھا، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں، جوشِ محبت میں فرد تھا

(المنتخب پیرزادہ محمد صدیق [illegible])

منقولے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسم پروردگار اور ہیروں عرفاً مخصوص واجب تعالیٰ ہے ... [illegible] کے مرکب ... نام لینے کو کہتے ہیں!
[illegible] پروردگار اور پروردگار ... [illegible] ... کا مقبرہ ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ورنہ سخت گنہگار ہوگے ۔ [illegible]

۲

رگ وید کی قدیم اور مشہور دعا "گایتری" کا ترجمہ اقبال ... ۱۹۰۲ء میں "مخزن" میں شائع ہوا تھا اس کے ساتھ اقبال کا ایک ... [illegible]
[illegible] میں وضاحت کی گئی تھی کہ ... [illegible] کے لیے اردو ... [illegible]
آفتاب ... [illegible] ... آفتاب ... [illegible]
ہے ۔ [illegible] ... اللہ تعالیٰ کی ہستی کو نور سے تعبیر کیا ہے ۔ قرآن شریف میں آیا ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"
اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ گایتری ایک دعا ہے جو خدا ... [illegible] ... [illegible]
دعا کے مفہوم ... [illegible] ... میں مبتلا ہو گئے ۔ ڈاکٹر ... [illegible] ... کلامِ اقبال کے [illegible]
[illegible] ... آفتاب ... [illegible] ... اقبال نے ... [illegible]
کا سامان کر دیا"[۲] چنانچہ ... [illegible] ... تھا۔

[illegible] ... اقبال ... [illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
ہے ... قرآن ... [illegible] ... ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ۔ رام کی تعریف ... [illegible]
کیسے ہو سکتا ہے ... [illegible] ... خدا نے رام کی شکل میں جنم لیا ہے ۔ اللہ ... [illegible]
[illegible] ہیں ۔ رام کے ... [illegible] ... اسلامی تعلیمات کے منافی ہے

دیوبندی فتویٰ باز مولوی تھے۔ اور اقبال کو اس لیے ناپسند کرتے تھے کہ اقبال نے حجاز جیسے مسلمانوں کے دو مرکزوں کو اکٹھا اور
کشمکش سے بچانے کے لیے حجاز پر ابن سعود کی حکومت کو قائم رکھنے کی حمایت کی تھی۔ ابن سعود عام وہابی مسلک کا علمبردار تھا اور حجاز ...
قبضے میں تھا۔ تجویز یہ تھی کہ حجاز کا انتظام حکومت سابق سلطان الملک عبدالحمید کے سپرد کیا جائے۔ اقبال نے اس تجویز سے اتفاق نہ کیا؟ اس
لیے بریلوی مسلک کے مولوی ان سے ناراض تھے۔ مولوی ... نے اقبال کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا۔ مستفتی کوئی مرزائی شخص ...
اور یہ ساری کارروائی خاص منصوبے کے تحت اور مصلحت کی بنا پر ہوئی۔ تاہم مسلمانوں نے اس فتوے کو قبول نہ کیا اور اقبال سے ...
نہ کیا بلکہ ہوا یہ کہ فتویٰ جاری کرنے والے مولوی کی مٹی پلید ہوئی!

ب۔ کیا اقبال قادیانی رہے تھے یا ان کا قادیانیت کے ساتھ گہرا تعلق رہا تھا؟
(اعتراضات اور غلط بیانیوں پر ایک نظر)

شمیم رضوی نے بار بار لکھا ہے کہ سر اقبال کٹر قادیانی تھے۔ حسب ذیل اقتباسات سے ان کے دعووں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ لکھتے ہیں:

"وہ ایک کٹر قادیانی تھے اور کم از کم اس وقت تک ایک کٹر قادیانی ہی رہے جب ان کی عمر ۵۸ سال ہو چکی تھی (۱۹۳۵ء) اور قریب قریب ان کا سارا کلام سپرد قرطاس ہو چکا تھا۔۔۔ سر اقبال نے اپنی زندگی کے آخری تین برسوں میں ایسے مضامین لکھے تھے جن کو پڑھ کر یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اب وہ قادیانیت سے تائب ہو گئے ہیں لیکن ان کے بھتیجے اعجاز احمد قادیانی کی کتاب "مظلوم اقبال" نے جو ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی ہے اس خیال کی تردید کر دی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے اب معلوم ہوتا ہے کہ سر اقبال اصلی قادیانی تھے ... لاہوری مرزائی ... کرتا تھا۔۔۔ ۱۸۷۷ء سے ۱۹۳۵ء تک سر اقبال پکے قادیانی تھے اور مولانا انور شاہ کشمیری کی تبلیغ کی وجہ سے ... مرزائیت کے چنگل سے ... اور اسلام کے عقائد پر عقیدہ رکھنے کی ڈاکٹر صاحب کو توفیق حاصل ہوئی۔"

صاحبزادہ افتخار اور شمیم رضوی ... کے معترض اقبال کو مرفوع القلم ہی رکھا جاتا لیکن ایسے دعووں کی بنا پر اقبال کے
بارے میں غلط فہمیوں کا امکان ہے اس لیے ان سے صرف نظر کرنا مناسب نہیں ہے۔ قطع نظر اس تضاد کے جو مندرجہ بالا ...
ہے یہ ظاہر ہے کہ معترض کی آرا کا ماخذ "مظلوم اقبال" ہے۔ شیخ اعجاز احمد اور "مظلوم اقبال" کا حوالہ ... قرار دیا ہے ...
ان بیانات کا سچ جھوٹ جاننے کے لیے اس نوٹ کو سامنے لانے کی ضرورت ہے جو شیخ اعجاز احمد نے تاریخ وار درج کیا ہے۔ انہوں
نے وہ نکات درج کیے ہیں جن کی بنیاد پر ... چونکہ یہ نکات اقبال کے مرزائی معترضین نے بار بار ...
کی جانچ پرکھ بھی ضروری ہے۔ لہٰذا انہیں اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ۱۹۰۱ء میں انہوں نے بانی سلسلۂ احمدیہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا: "مرزا غلام احمد قادیانی موجودہ دور کے ہندی مسلمانوں میں غالباً
سب سے بڑے دینی مفکر (profoundest theologian)"

(۲) ۱۹۰۲ء میں جب ان کو بعض مذہبی مسائل پر رائے درکار ہوئی تو ہندوستان بھر کے علماء و فقہا کو چھوڑ کر بانی سلسلۂ احمدیہ کے پہلے

بیٹے ... سال تک قادیان ... رکھا ہو ... بانی سلسلۂ احمدیہ کو ہندی مسلمانوں میں غالباً سب سے بڑے دینی مفکر

جانشین حضرت مولانا نورالدین (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) سے رجوع کیا۔

(۳) وطن علی گڑھ (۱۹۱۰ء) میں جماعت احمدیہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں۔"

(۴) یہ امر دلچسپی کا موجب ہوگا کہ انہی دنوں علامہ نے اپنے بڑے بیٹے جناب آفتاب مرحوم کو جو سیالکوٹ کے ایک سکول میں تعلیم پا رہے تھے قادیان بھیج کر وہاں کے تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرایا۔

(۵) ۱۹۱۳ء میں علامہ کو ایک ذاتی معاملہ میں شرعی مسئلے کی ضرورت پڑی تو اپنے دوست مرزا جلال الدین بیرسٹر کو قادیان بھجوا کر حضرت مولانا سے مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت مولانا نے جو مشورہ دیا علامہ نے اس پر عمل کیا۔

(۶) مارچ ۱۹۲۷ء میں بانی سلسلہ احمدیہ کے دوسرے جانشین مرزا بشیرالدین محمود احمد کا ایک لیکچر "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر علامہ اقبال کے زیر صدارت لاہور میں ہوا۔ لیکچر کے بعد صدارتی خطاب میں علامہ نے فرمایا "ایسی پر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے اور خاص طور پر جو قرآن کریم کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ نہایت عمدہ ہے۔"

(۷) ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء کو علامہ نے جماعت احمدیہ کے امام کے سیکرٹری کو ایک خط میں لکھا "چونکہ آپ کی جماعت منظم ہے اور نیز بہت سے مستعد آدمی اس جماعت میں موجود ہیں اس واسطے آپ بہت مفید کام مسلمانوں کے لیے انجام دے سکیں گے۔"

(۸) ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو نواب ذوالفقار علی خان کی کوٹھی واقع شملہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ اقبال اور ہندوستان کے بہت سے مسلم اکابرین شامل ہوئے۔ طے پایا کہ ایک مستقل ادارہ کشمیر کمیٹی بنائی جائے جو تحریک آزادی کشمیر کے سارے کام کو اپنے ہاتھ میں لے۔ علامہ اقبال نے تجویز کیا کہ جماعت احمدیہ کے امام اس کمیٹی کے صدر ہوں کیونکہ ان کے پاس مخلص اور کام کرنے والے کارکن ہیں اور وسائل بھی۔

(۹) ۱۹۳۱ء میں احمدیہ مسجد لندن کے امام مولانا درد نے علامہ اقبال اور بعض دوسرے اکابرین کو مسجد میں ایک تقریب میں شمولیت کی دعوت دی۔ مولانا غلام رسول مہر بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے لکھا علامہ اقبال نو مسلم انگریزوں کی زبان سے قرآن مجید سنکر خوش ہوئے۔

(۱۰) ۱۹۳۲ء میں چودھری محمد احسن کے نام اپنے خط میں علامہ اقبال نے لکھا "اشاعت اسلام کا جوش جو ان (بانی سلسلہ احمدیہ) کی جماعت کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے، قابل قدر ہے۔"

( ) انجمن حمایت اسلام کی مجلس عاملہ کے رکن ایک احمدی بھی ہوا کرتے تھے۔ محاذ آرائی سے پہلے علامہ نے کبھی اس پر اعتراض نہ کیا۔ اسی طرح مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس میں احمدیوں کی شمولیت پر علامہ کی طرف سے کبھی اعتراض نہ ہوا بلکہ ایک سال تو چودھری ظفراللہ خان احمدی لیگ کے صدر بھی رہے۔ لیکن علامہ کی طرف سے کوئی احتجاج نہیں ہوا۔

(۱۲) پنجاب کونسل کے انتخاب میں چودھری ظفراللہ خان ایک مسلم حلقہ سے منتخب ہوئے۔ علامہ اقبال کی طرف سے چودھری صاحب کے ایک مسلم حلقہ سے منتخب ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔

یہ معلومات درج کرنے کے بعد شیخ اعجاز احمد لکھتے ہیں:

"مندرجہ بالا حقائق اس بات کا ثبوت ہیں کہ ۱۹۳۵ء کے آغاز تک علامہ اقبال کے نزدیک احمدی دائرہ اسلام سے

خارج نہ تھے ۔۔۔ احمدی جماعت نے قبول کیا۔ اقبال ' اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ تھی ' ۱۹۳۵ء میں ان کی یہی
علامہ اقبال کی رائے میں دائرہ اسلام سے یکسر خارج ہو گئی " [۷۲]

کہ کہیں کا جواب شیخ اعجاز احمد [illegible] دیا ہے، وہ محل نظر ہے۔[۷۳] اس تبدیلی رائے کی جو وجوہ اقبال نے بتائی ہیں وہ ان کی معقولیت [illegible]
ہیں۔[۷۴] قطع نظر ان مباحث کے کس مقام پر حسن نیت کی وضاحت مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ شمیم صاحب نے شیخ اعجاز احمد کی کتاب
"مظلوم اقبال" کی بنیاد پر علامہ اقبال کے ۱۹۳۵ء تک کے ہی دور تک "کٹر قادیانی" ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے، وہ [illegible]
شیخ اعجاز احمد نے جو کچھ ثابت کیا ہے وہ یہ ہے کہ اقبال ۱۹۳۵ء تک قادیانی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہ دیتے تھے۔ شمیم
کا دعویٰ اس سے مختلف ہے اور صریحاً غلط بیانی پر مبنی ہے۔ موصوف نے اقبال کو کٹر قادیانی بنا دیا ہے۔ یہ جسارت [illegible] اور [illegible]
ہے [illegible] شخص نے علامہ اقبال پر ناروا تہمت لگائی ہے۔ اقبال کبھی ایک دن کے لئے بھی قادیانی نہیں رہے تھے۔ انہوں نے
مرزا غلام احمد یا کسی دوسرے قادیانی امیر کے ہاتھ پر کبھی بیعت نہیں کی اور نہ کبھی ایک لمحے کے لیے ختم نبوت کے منکر [illegible]
ہوئے۔ بیعت کی دعوت کو انہوں نے ایک دم بلکہ رد کر دیا اور ختم نبوت کے عقیدے کا ہمیشہ اظہار و اعلان کرتے رہے۔

۲

علامہ اقبال نے ۱۹۳۵ء میں مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس سے پہلے شیخ اعجاز احمد کے الفاظ میں "احمدیوں [illegible]
سے اتفاق اور دو ایک بنیادی اختلاف کے باوجود علامہ اقبال بہ قول و عمل احمدیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ تسلیم کرتے رہے تھے"[۷۵] [illegible]
نے قادیانیت کو کسی بنیادی عقیدے سے متعلق نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کیا نہ مجدد۔ تاہم شیخ اعجاز احمد کا یہ دعویٰ درست
ہے کہ اقبال نے احمدی جماعت کو ۱۹۳۵ء سے پہلے دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا تھا۔ اقبال [illegible] ان کے انکار نے [illegible]
کو غیر مسلم قرار دینے میں کوتاہی یا تاخیر کی، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قادیانی جماعت مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے [illegible]
قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کیا وہ مرزا قادیانی کو [illegible] کا ہی [illegible] کافر قرار دے رہے تھے۔ [illegible]
کا اخراج ہو گیا اور اقبال نے [illegible] کوتاہی کا ازالہ کر دیا۔ [illegible] اخراج سے پہلے کی [illegible] کو قادیانی [illegible]
قادیانیت کا جواز بنانا چاہتے ہیں۔ [illegible] علامہ اقبال پر ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ اقبال کا احمدیت سے گہرا
تعلق ثابت کیا جائے اور اسے قادیانیت کی تقویت کا ذریعہ بنایا جائے۔ یہ کوششیں اگرچہ [illegible] سے جاری تھیں [illegible] تاہم ایک [illegible]
دعویٰ شیخ عبدالماجد نے کیا ہے۔ "اقبال کا احمدیت کے [illegible]" کا عنوان جما کر موصوف رقم طراز ہیں

"[illegible] رہے کہ مرحوم کے متعلق مسلمہ حقیقت ہو چکی ہے، جنہوں نے اس سلسلہ احمدیہ یا احمدیت کی مخالفت [illegible] کی
کی ہے۔ ان میں مولانا شبلی نعمانی، مولانا حالی، مولانا اکبر الہ آبادی، مولانا عبدالحلیم شرر، علامہ کے استاد مولانا میر حسن،
خواجہ حسن نظامی، مولانا غلام رسول مہر، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہ شامل تھے
لیکن ان میں سے کسی کا بھی احمدیت کے ساتھ ایسا گہرا تعلق نہیں رہا کہ اس نے اپنے لخت جگر کو دینی تعلیم کے حصول کے
لیے سالہا سال تک قادیان بھجوائے رکھا ہو۔ بانی سلسلہ احمدیہ کو جن مسلمانوں نے عالمانہ سے بڑے دینی مفکر

کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ کی جماعت کو "اسلامی سیرت کے ٹھیٹھ نمونہ کی حامل جماعت" قرار دیا ہے جو کسی کا بھی اتنا گہرا تعلق نہیں رہا کہ انہوں نے اپنے ذاتی ازدواجیات کے معاملات کے سلسلے میں شرعی فتوے قادیان سے منگوائے ہوں۔ وفات مسیح کا اقرار کیا ہے اور امت میں نئے مسیحا (New Christ) کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ احمدیت کے خلاف محاذ آرائی کے دور میں بھی "صالح آدمی" قرار دیتے ہوئے اپنے ایک مرید کو اپنے نابالغ بچوں کے اولیاء میں شامل کیا ہے جو کچھ عرصہ پیشتر تحریک احمدیہ میں شامل ہو گیا ہو۔[19]

آفتاب کے ضمن میں "مختصر مگر" استعارہ اور ری تمام "مغالطہ" ہے۔ آفتاب نے ۱۹۱۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔[18] اگر اقبال کا سیالکوٹ مشن سکول اور کالج میں داخلہ شیخ نور محمد کے عیسائیت سے گہرے تعلق کا مظہر نہیں ہے تو آفتاب کا تعلیم الاسلام سکول قادیان میں داخلہ قادیانیت سے اقبال کے گہرے تعلق کا مظہر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ آفتاب کے امور لاہور کے بجائے زیادہ تر سیالکوٹ میں طے پاتے تھے جہاں شیخ عطا محمد کا دخل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اقبال بڑے بھائی کے ممنون تھے اور ان کی خوشنودی چاہتے تھے۔ ۱۹۱۰ء کے خاندانی جھگڑے میں اقبال نے مغربی دور کے تعلیمی رجحان پرست مغربی تہذیب کے نمونے تیار کر رہا تھا مرزائی بزرگ داڑھی اور دوسرے ظاہری شعائر کی پابندی کرتے تھے، اسی لیے اقبال سے "قادیانی مرتبے" کو "اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ" قرار دیا۔ اصل خرابی یہ تھی کہ اقبال دوسرے متعدد اکابر کی طرح قادیانی جماعت کو اسلام ہی کا ایک فرقہ سمجھتے تھے، جس میں ان کے بڑے بھائی بھی شامل تھے۔ اس دور میں شواہد جو اقبال کے قادیانیت کے ساتھ تعلق کو ظاہر کرتے ہیں انہیں اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ تاہم متعدد شواہد اس دور سے متعلق بھی ایسے ہیں جن سے اقبال کی نہ صرف قادیانیت سے لاتعلقی بلکہ دوری ظاہر ہوتی ہے اور اقبال قادیانی عقائد پر اعتراض کرتے ہوئے اور ان پر ضرب لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان شواہد کا ذکر کچھ آگے آ رہا ہے۔

قادیانیت کے ضمن میں اقبال کے رویے کا سراغ لگاتے ہوئے ان کے فکری ارتقا کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ بات عام طور پر مسلم ہے کہ اقبال بیسویں صدی کے اوائل تک روایتی عجمی تصوف کے قائل تھے۔ ان کا پہلا مضمون (The doctrine of Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim Al-Jilani) جو رسالے Indian Antiquary میں ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ کسی قدر ترمیم کے ساتھ ڈاکٹریٹ کے مقالے میں شامل کر دیا گیا۔ ۱۹۰۰ء میں مرزا غلام احمد کے لیے "غالباً جدید ہندی مسلمانوں کے سب سے بڑے ماہر دینیات" (probably the profoundest theologian) کے الفاظ لکھے گئے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو وہ شہرت تھی جو مرزا قادیانی کو آریہ سماجیوں اور عیسائی اداروں کے ساتھ مناظروں کے باعث حاصل ہوئی تھی اور دوسری وجہ مرزا قادیانی کا "فصوص الحکم" سے استفادہ تھا۔[19] بعد میں اقبال نے "فصوص الحکم" کے لیے "الحاد و زندقہ" کے الفاظ استعمال کیے۔[20]

ازدواجیات کے ضمن میں شرعی فتویٰ قادیان سے منگوانے کا واقعہ ضروری نہیں کہ درست ہو۔ اس کے راوی مرزا جلال الدین ہیں اور مرزا صاحب کے بیان کردہ بعض واقعات غلط ثابت ہوئے ہیں۔[21] وفات مسیح کے بارے میں اقبال کی رائے دوسرے مرزائی حضرات سے بھی الگ بیان کی ہے لیکن کسی نے اس ضمن میں بنیادی ماخذ کا حوالہ دینا مناسب نہیں سمجھا۔[22] متعلقہ متن کو سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھا جائے تو واضح طور پر اقبال کے ذہنی قرب کا نہیں بعد کا اندازہ ہوتا ہے۔ پوچھے ہوئے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں:

تعلیم سوم میں مذہبی حصہ بہت متاثر ہے صرف ایک ہی چیز قابلی طور پر متاثر کر سکتی ہے اور وہ قرآنی تصور
ہے ... اس الہامی بنیاد کو احمدیت نے فراہم کیا۔ خود احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ برطانوی "اہتمام" احمدیت کی سب سے بڑی خدمت
ہے جو انہوں نے انجام دی ہے۔ پیغمبرانہ الہام کو ریاستی خیالات کی بنیاد قرار دینا جو سیاسی اہمیت رکھتے ہیں گویا اس بات
کا اعلان کرنا ہے کہ برطانوی حکومت کے حوالہ کو قبول نہیں کرنے والے اول درجہ کے کافر ہیں ... اسلامی حکم کا انکار ہے۔
جہاں تک میں نے اس تحریک کے منشا کو سمجھا ہے احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیح کی موت ایک عام فانی انسان کی موت
تھی اور رجعت مسیح گویا ایسے شخص کی آمد ہے جو روحانی حیثیت سے اس کا مثیل ہے۔ اس خیال سے اس تحریک پر ایک طرح
کا عقلی رنگ چڑھ جاتا ہے لیکن ابتدائی مدارج میں اس تصور مسیحیت کے حوالے تحریک کے اغراض کو پورا کرتا ہے جس
کو موجودہ سیاسی قوتیں وجود میں لاتی ہیں ... مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ
سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرتا ہے"[23]

مرزائی حضرات نے دوران کا ایک مغالطہ کہہ کر اقبال کی مرزائیت سے قربت کا تاثر پیدا کیا[24] حکم اقبال وفات و حیات مسیح[؟] جیسے
مسائل کو الہیات کے لات و منات قرار دیتے ہیں[25] انہوں نے تو اس پر حسرت کی کہ مسلمان آزاد ہوں، تعمیر نو کے اصل سے گزریں،
اتحاد قائم کریں اور دنیا سے ملوکیت و استعمار کا خاتمہ کر کے حریت، مساوات اور اخوت کی قرار کا گہوارہ بنائیں۔ جہاں تک ... یہ
کہا جو مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کی بات اقبال نے ... سے کی لیکن ان کے اقبال و قبل کا ... مرزا ... تھا ...
مرزائیت سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کر رہی تھی، وہاں اقبال نے ۱۹۰۷ء ہی سے مرزائی ... کو ... رہا
کر رہا تھا۔ مولانا ... اخبار "..." کو مرزائیت کے ... بتلاتے ہیں یہ بات محل نظر ہے[26] ایک سوال یہ بھی قائم ... ہے کہ "...
نے احمدیوں کے خلاف ۱۹۳۵ء سے قبل زبان کیوں نہ کھولی؟" اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ علامہ اقبال کی کوتاہی تھی۔ اقبال کا ایک شعر ہے:

نمی صورت بر دیدۂ چشم ... ہے
... ہر دو جہاں ... ہے[27]

احمدیوں کے خلاف ۱۹۳۵ء سے قبل اقبال نے زبان اس طرح نہ کھولی تھی جس طرح ۱۹۳۵ء میں کھولی۔ ۱۹۳۵ء میں اہل علم نے ... سے
کا مطالعہ کیا۔ ایسا مطالعہ پہلے نہیں کیا تھا۔ اسلام اور مرزائیت کے بنیادی فرق اور تضاد کو واضح کیا۔ پہلے اس موضوع پر قلم نہ اٹھایا تھا اس
کی وجہ اقبال نے بیان کر دی ہے۔ ڈاکٹر ... اقبال ... اس پر روشنی ڈالی ہے[28] تاہم بحقیقت عیاں اور واضح ہے کہ اقبال کے ... کا
رخ ... ہی تھا ... قربت کے ... مرزائیوں نے اکٹھے کیے ہیں ایسے ... کے ساتھ ...
کی قربت کے ... کیے جا سکتے ہیں اور کیے گئے ہیں[29] جہاں تک بنیادی امور کا تعلق ہے اقبال اور مرزائیت میں ... ان
بنیادی امور کو حسب ذیل عنوانات کے تحت زیر بحث لایا جا سکتا ہے:

(۱) "مسیح موعود" کا تصور (۲) ختم نبوت کا عقیدہ (۳) بیعت کا معاملہ (۴) جہاد کے ضمن میں نظریات
ان امور کے ضمن میں جو ... ہیں ... اقبال کے مزعومہ "گہرے تعلق" کی تردید ہو جاتی ہے

مسیح موعود کا تصور

مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۱ء میں مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے بعد مسیح موعود ہونے کا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ قادیانیت کی ابتدا مثیلِ مسیح اور مسیح موعود کے دعووں سے ہوئی۔ مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے پر قادیانی اب بھی بہت زور دیتے ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے علمائے ... حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد اور مرزا غلام احمد کے دعووں میں جو فرق و امتیاز ہے اس کی وضاحت ... احادیث کی روشنی میں کر دی ہے۔[30] اقبال اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔ لیکن بعض حضرات بشمول شیخ محمد اکرام نے اقبال کے کچھ اقوال ... کو اسی مسیح موعود کے تصور سے منسلک کر دیا ہے۔ شیخ محمد اکرام: "اقبال بھی مسیحائی اور مہدی کے قائل تھے"۔ ... میں جن اشعار ... [31] جن سے مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ تردید ہوتی ہے۔[32] درحقیقت مسیح موعود اور اس سے ملتے جلتے تصورات کو اقبال نے قطعاً رد کیا ہے اور مرزا غلام احمد کی زندگی میں ہی ایسا کر دیا تھا۔ اقبال مرزا قادیانی کو نہ مسیح مانتے ہیں، نہ مثیلِ مسیح۔ البتہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق آمدِ مہدی سے انکار نہیں کرتے لیکن ... قرار دیتے ہیں۔ حسبِ ذیل اشعار میں سے پہلا ۱۹۰۲ء کا ہے اور دوسرا ۱۹۰۵ء کا:

مجھ کو انکار نہیں آمدِ مہدی سے مگر غیر ممکن ہے کوئی مثل ہو پیدا تیرا [33]

... دل ... ہے ... کا ... مہدی ... چھوڑ دے [34]

اس طرح اقبال نے وہ شاخ ہی کاٹ دی جس پر مرزائیت کا گھونسلا بنایا گیا تھا۔ مرزا کے قادیانیت کے دعووں ... کو مدِنظر رکھ کر اقبال ... کی کوشش کی، مگر ان کو اثر نہ ہوا۔[35]

ختمِ نبوت، بروز، حلول اور ظل

مرزا غلام احمد کے متفرق و متضاد دعووں میں سے ایک یہ ہے کہ "میں ضروری طور پر ... خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔"[36] شیخ محمد اکرام ... اقبال کو بروز کا قائل ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے[37] مگر ... مغالطہ دینے کی کوشش ہے۔ اقبال نے مرزا قادیانی کو کسی بروزی یا ظلی نبی تسلیم نہیں کیا[38] اور انہوں نے اپنے موقف کا اظہار ۱۹۰۲ء ہی میں کر دیا تھا:

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک بزم را روشن ز نورِ شمعِ عرفاں کردۂ [39]

"رموزِ بیخودی" ۱۹۱۸ء میں (۱۹۳۵ء سے سترہ برس قبل) شائع ہوئی۔ حسبِ ذیل اشعار لائقِ توجہ ہیں:

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد بر رسولِ ما رسالت ختم کرد

رونق از ما محفلِ ایام را او رسل را ختم و ما اقوام را

لا نبی بعدی ز احسانِ خداست پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

قوم را سرمایۂ قوت ازو حفظِ سرِ وحدتِ ملت ازو [40]

کلمۂ طیبہ میں اسلامی تمدن کے دو بنیادی نکات توحید اور رسالت ہیں۔ توحید پہلا اور رسالت دوسرا نکتہ ہے۔ یہ بات قابلِ غور ہے

کہ اقبال کے خطبے The Spirit of Muslim Culture میں اولین تصورِ ختمِ نبوت کو حاصل ہے۔ اقبال لکھتے ہیں۔

"In Islam prophecy neaches its perfection in discovering the need of its own abolution."[41]

چنانچہ ۱۹۲۵ء سے پہلے ہی اقبال ختمِ نبوت کے قائل، حامی، مفسر اور علمبردار تھے[42] یہ وہ عقیدہ ہے جسے اقبال کے ہاں مرکزی [illegible]

مستقل اور بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اقبال کے ہاں یہ تصور اسلامی تمدن کی جان ہے۔

کیا اقبال نے مرزا قادیانی کی بھی بیعت کی؟

بیعت کے معاملے میں مرزائیوں نے [illegible] سے کام لیا ہے۔ قادیانی [illegible] کے [illegible] کو [illegible] ہے[43] "[illegible]

[illegible]" کا ثبوت چھوڑا ہے اور "ترکِ بیعت" جیسا عنوان جاتا ہے[44] حکیم شیخ اعجاز احمد کی حالیت کو مرزائیت کا مظاہر کیا ہے

اس میں لکھتے ہیں کہ "ان (اقبال) کے عقیدے کے مطابق ہادی کی آمد، زمانے کے اور مہدی ظہور اور موعود کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی

تخیلات کا نتیجہ ہیں۔ عربی تخیلات اور قرآن کریم کی صحیح سپرٹ سے ان کا کوئی سروکار نہیں۔۔۔ اس عقیدہ کو رکھتے ہوئے وہ کسی مسیح موعود کا دعویٰ

کرنے والے کی بیعت کیسے کر سکتے تھے۔ [illegible] بیعت ترک کی [illegible] معلوم نہیں ہوتی[45]"

حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد یا میر ناصر نواب (مرزائی) کی طرف سے اقبال کو بیعت کا پیغام ۱۹۰۲ء میں ملا۔ اقبال نے [illegible]

کی اور ایک طویل نظم "بہ جواب دعوتِ بیعت مرزا" لکھی جو اول "مئی ۱۹۰۲ء میں" وہ مظلوم (پیغامِ بیعت کے جواب میں)" کے زیرِ عنوان شائع

ہوئی۔ اسی عنوان سے "پنجاب والا" لاہور ۱۲ جولائی ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔ تفصیل "سرودِ رفتہ" اور "اقبال کا [illegible]" میں دیکھی

جا سکتی ہے[46] اس موضوع پر مرزائیوں نے محمد عالم مختار حق کی ہے جس نے یہی [illegible] کی ہے [illegible] اور [illegible] بڑی ہے جو بیانی

نکتہ اقبال کا مرزائیت سے دوری کا عام اسے دل کی نفرت کے ذریعے اور ان کے تعلق کا تشدد اظہار کیا گیا ہے۔ ۱۹۰۲ء میں اقبال

قادیانی تحریک کے بارے میں کیا رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کے درج ذیل اشعار سے ہوتا ہے:

> ہم اٹھا ہوا ہوں میں لیکن مئے حق سے بھرا ہوا ہوں میں
>
> ایک دانے پہ ہے نظر تیری اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں
>
> تو جدائی پہ جان دیتا ہے وصل کی راہ سوچتا ہوں میں
>
> ہاتھوں میں نماز پڑھتے ہیں اس عبادت کو کیا سمجھتا ہوں میں
>
> مرزا! ایسا ہی خوش ہے تجھے اور آنسو بہا رہا ہوں میں[47]

اگر اقبال نے ۱۸۹۷ء میں بیعت کی ہوتی تو اس طویل نظم میں اس کا ذکر ہوتا۔ اقبال کے متعدد اشعار کے جواب میں شیخ منظور الٰہی نے ۱۹۰۵ء

کے اشعار نقل کیے ہیں[48] حامد شاہ کی نظم میں بھی مذکورہ بیعت کا کوئی حوالہ نہیں۔ مرزائی کسی ایک بات پر قائم نہیں رہتے[49] جو بات یقینی ہے

وہ اقبال کے مندرجہ بالا اشعار سے واضح ہے۔ اقبال نے نہ صرف مرزا قادیانی کی بیعت نہیں کی بلکہ موصوف کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔

فریضۂ جہاد

جہاد کے معاملے میں بھی مرزائیت اور اقبال کا تصادم ۱۹۰۲ء سے شروع ہوتا ہے اور اقبال زندگی بھر اسے برقرار رکھتے ہیں۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک طرف تو اقبال جہاد پر بے مثل اشعار تخلیق کرتے ہیں اور دوسری طرف، جہاد کے حوالے سے مرزا قادیانی پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔ ... اس ضمن میں بھی قادیانی مصنفین نے تاویل، مغالطے اور جعل سازی کے حربوں سے کام لے کر ... کیا ہے۔ مولانا ... مرزائیت، جہاد اور اقبال کے تناظر میں تفصیل سے لکھا ہے اور مناسب یہی ہے کہ اس ضمن میں ان کے بیانات کا جائزہ لیا جائے۔ شیخ عبدالماجد نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحریر درج کی ہے کہ "شریعت اسلامیہ کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں ... قطعی حرام ہے"[50] جو سطور آگے یہ قطعی حرام "التوائے جہاد" کا فتویٰ بن گیا ہے۔[51] آگے وہ یہ لکھتا ہے کہ جب اقبال "قرآن مجید پر غور و فکر کر کے کوئی نتیجہ نکالتے ہیں تو وہ یہی ہے جس کا اظہار ... ہے۔ اس ضمن میں شیخ عبدالماجد کی ایک دلیل حسب ذیل ہے:

"... اہل سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ... اسی بات کے قائل تھے کہ تلوار ... اب قلم کا دور دورہ ہے اب قلم ہی سے ... کا کام لیا جائے ... چنانچہ قلم کی کشورکشائی کے منکروں کو سمجھانے کے لیے آپ نے ۱۹۰۲ء میں انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں پڑھی جانے والی نظم میں یہ شعر شامل کیا:

تیغ کے بھی دن کبھی تھے اب قلم کا دور ہے ... کشور ... کاٹھ کی تلوار کیا"[52]

۲

شیخ عبدالماجد نے یہ تو لکھا ہے کہ مندرجہ بالا شعر اس نظم میں شامل تھا جو ۱۹۰۲ء میں انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں پڑھی گئی تھی، لیکن اس شعر کے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ... فوراً پکڑے جاتے ... وہ نظم ... اور ... کے مرتبہ مجموعے ... میں شامل ہے[53] یہ شعر اس طویل نظم کے پانچویں بند کا ساتواں شعر ہے۔ اس بند کے پورے دس اشعار ... کے آخر میں استفہامیہ نشان (؟) موجود ہے۔ "اقبال کلام اقبال" ... ہے[54] یہ ہے شعر کی اصل صورت یہ ہے:

تیغ کے بھی دن کبھی تھے اب قلم کا دور ہے ... کشورکشا ... کاٹھ کی تلوار کیا؟

پہلا مصرع مرزا قادیانی کا قول ہے اور دوسرا مصرع اس کا جواب ہے۔ ... ہٹا کر عبدالماجد نے شعر کے مفہوم کو الٹ دیا ہے ... بڑی جعل سازی ہے۔ جس مفہوم کی وکالت عبدالماجد نے کی ہے وہ درست ہوتا اگر مرزا غلام احمد نے "کاٹھ کی تلوار" سے دو بار ... فتح کر لیے ہوتے۔ ... کچھ نہیں ہوا۔ ... مزید ... نظم کے ... عبدالماجد کے ... کی تائید نہیں کرتے۔ نظم کا عنوان ہے "اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے" اسلامیہ کالج کی جگہ کسی قادیانی تعلیمی ادارے کی ترجمانی ہوتی اور شعر کے آخر میں استفہامیہ نشان بھی نہ ہوتا تو مذکورہ الٹے مفہوم کی گنجائش نکل سکتی تھی اگرچہ واقعاتی اعتبار سے غلط ہی ہوتا۔ علاوہ ازیں اسی نظم کے ... اور آخر میں یہ شعر ہے:

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک ... بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردۂ

اس عصر میں اقبال نے ملّی اور سیاسی قوت کو رد کیا ہے۔ پانچویں عشرے میں تنسیخ جہاد کو مذہب کا جزو لازم بنانا استعماری ۔ انتہائی قیمتی کارگزاری تھی
میں مرزا غلام احمد کی ملّی اور سیاسی قوت کا قلع قمع کرنا۔ اس طرح ختم نبوت کے عقیدے سے اقبال کی وابستگی شروع سے آخر تک رہی ہے۔
اسی طرح نکتۂ جہاد ابتدا سے اخیر تک ان کی دلچسپی کا خاص موضوع رہا ہے، چنانچہ ضرب کلیم کی نظم "جہاد" میں یہ شعر کی صورت اختیار کر گیا ہے:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے ۔ دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟ ۔ مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے ۔ یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے ۔ مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات ۔ اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر؟

شیخ کلیسا نواز سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ ایک طرف عیسائی مشنریوں سے مناظرے کر کے مسلمانوں میں شہرت و مقبولیت حاصل کرنا اور دوسری طرف اپنی نبوت کو مسلمانوں کی محکومیت کے لیے الہامی سند کے طور پر استعمال کرنا مرزا قادیانی کا طرۂ امتیاز ہے۔ مجاہدین سید سراج الدولہ اور ٹیپو شہید کے ساتھ تلخ تجربے کے بعد برطانوی حکومت کو یہ بنیادی ضرورت تھی کہ جہاد کی حرمت کا مقبول الہامی سند کے ساتھ منظر عام پر آئے۔ شیخ محمد اکرم نے "ظہور جہاد" کی تاویل ہی آزادی کی تحریک کی ... مگر برطانوی استعمار کی حکمت کا اشارہ یہ ہے[55] وہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ "مسیح موعود" کا عیسائی مشنریوں سے مقابلہ "دجال" سے مقابلہ تھا۔ یہ مغالطہ دینے کی کوشش ہے۔ شیخ محمد اکرام صاحب فرماتے ہیں:

"دجال جس سے ... کے ... مراد ایک ایسی قوم تھی جو بے انتہائی دجل اور دھوکہ آمیز سیاست کے ذریعے دنیا میں بڑا فتنہ پیدا کرنے والی تھی ... مغرب کی عیسائی اقوام نے جو طور اختیار کیے ہیں، دجال کے گروہ کی تصویر بعینہٖ ان پر صادق آتی ہے[56]"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ "دجال" سے ... عیسائی مشنری مراد لیا جاتا ہے۔ ... ظاہر کرتے ہیں کہ دجال کا اطلاق مغرب کی ... اقوام پر ہوتا ہے جنہوں نے سیاسی ... ترقی کی اور انتہائی دجل اور دھوکہ آمیز سیاست سے دنیا میں فتنہ پیدا کیا۔ مرزا غلام احمد کی توضیح کے مطابق اس ترقی اور اس سیاست کی حامل یورپ کی استعماری اقوام دجال کے مترادف ہیں نہ کہ عیسائی مشنری۔ مرحوم ... کے مطابق انتہائی دجل اور دھوکہ آمیز سیاست وہی قوت برطانوی حکومت تھی اور مرزا غلام احمد اسی دجال کے وفادار تھے۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ "اس سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ ... امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہوں ... قطعی حرام ہے" استعمار کے ... اور مسلمانوں کی محکومیت کی گویا الہامی اور قرآنی سند ہے۔ یہ اسی "دجال" سے مقابلے کے بجائے اس کی اطاعت و وفاداری کا درس دینا ہے۔

۴

انگریزوں کی اطاعت و وفاداری کے ضمن میں علامہ اقبال کے ریکارڈ کو پیش کرنا مغالطہ ہے[57] جہاد کی تنسیخ یا التوا کے سلسلے میں اقبال کو مرزا قادیانی کا ہمنوا ظاہر کرنا مغالطہ ہے[58] اقبال کو ... کا مشتاق ... مغالطہ ہے اور بالخصوص ۱۹۳۵ء سے پہلے اقبال کا مرزائیت سے "گہرے تعلق" کا دعویٰ مغالطہ ہے۔ بنیادی اور ... اقبال استعمار ... مرزائیت کے خلاف سینہ سپر نظر آتے ہیں۔

ح۔ تشیع

اقبال کو "تفضیلی" بھی کہا گیا ہے [59] ایک کتاب میں انہیں شیعہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی [60] اہلِ بیت کی محبت و توصیف میں لکھے گئے اقبال کے اشعار کو ان کے "تفضیلی" ہونے کا ثبوت قرار دیا گیا ہے [61] حقیقت کیا ہے؟ اسے جاننے کے لئے اقبال کے اشعار پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے جو اقبال نے حضرت علیؓ و حسینؓ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں اور بطور خاص حضرت علیؓ سے محبت و ارادت سے متعلق لکھے ہیں۔ کسی حتمی نتیجے تک پہنچنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اقبال کے رجحان و فکر اور عقیدہ کے تناظر میں ان کے کلام نظم و نثر کے مقامات کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے جو مشخصات کے ساتھ ہیں یا ان کے تفضیلی ہونے کی تائید نہیں کرتے۔

شیخ اعجاز احمد نے اقبال کے چند ایسے منتخب اشعار پیش کیے ہیں، جن سے ان کے رجحان و اسلوب میں "ذرا سے تشیع" کا دعویٰ کیا گیا ہے مثلاً "زبور عجم" میں ایک [illegible] جو عرفی کی زمین میں [illegible] [63] اقبال نے اس بارے میں یوں واضح ظاہر کرتے ہیں:

ہے اس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا
تفضیلِ علیؓ ہم نے سنی اس کی زبانی [64]

اعجاز احمد لکھتے ہیں کہ اس بارے میں اشعار پر اقبال [illegible] اس شعر میں [illegible] کے اس شعر میں جس میں یہ شعر ہے [illegible] متعلق دوسروں کے خیالات بیان کئے ہیں [illegible] رسولِ مقبولؐ کے اہلِ بیت کے ساتھ محبت تو ہر مسلمان کا اولین [illegible] ہونا چاہیے اور بجا ان سے محبت [illegible] کا بھی اسلوب ہے لیکن اتنا ہی نہیں، [illegible] راہوں [65] اقبال کے اس بیان میں [illegible] ان کی شدید محبت کا ہے۔ اقبال نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے مقام و مرتبہ کو نظر انداز نہیں کیا اور ان سے [illegible] کے ساتھ بیان کیا ہے [66] اہلِ بیت سے اقبال کی محبت مزید بھی ہے اور حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت امام حسینؓ کے [illegible] مقام و مرتبہ کی توثیق کرتے ہیں۔ چنانچہ "رموزِ بیخودی" کے ایک باب میں حضرت [illegible] اور "زبورِ عجم" کے ایک باب میں حضرت فاطمہ الزہراؓ کا [illegible] کردار بیان ہے۔ حضرت فاطمہؓ کو اقبال نے [illegible] "اسوۂ کاملہ" قرار دیا ہے۔ اسی طرح شبیری کو ایک علامت [illegible] قرار دے کر [illegible] کی ہے [67]

اقبال نے "صدیق و مرتضیٰ" کا ذکر ساتھ ساتھ بھی کیا ہے اور فاروق و کرارؓ کو دلِ مسلمان کی علامتیں قرار دے کر انہیں جسمِ آدم کے حق میں کیمیا بھی قرار دیا ہے [68] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقبال [illegible] امتیاز نہیں کرتے۔ اہلِ تشیع حضرت خالد بن ولیدؓ سے پرخاش رکھتے ہیں [69] لیکن "ضربِ کلیم" کے [illegible] میں اقبال نے خالدؓ کا [illegible] اور حیدرِ کرارؓ کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے:

تقدیر ہے [illegible]
یا خالدِ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ! [70]

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خلیفۂ اوّل کے طور پر اقبال حضرت ابوبکرؓ کو قبول و تسلیم کرتے ہیں۔ اسی لیے [illegible] [71] کہا ہے تاہم وہ یزید کی خلافت کو نہیں مانتے اور شبیر کے مقابلے میں یزید کو شر کی قوت تصور کرتے ہیں۔ اس سے اقبال کو "تفضیلی" کہنے والے کا اپنا عقیدہ [illegible] ہے [72] مختصر یہ کہ اقبال تفضیلی سنی نہیں بلکہ اہلِ بیت سے محبت و شیفتگی رکھنے والے سنی ہیں [illegible] انہوں نے اس کی [illegible] کے ساتھ کی ہے [73]

حوالے اور حواشی

۱. انوارِ اقبال، صفحہ ۳۱۷ [illegible] "آثار و اقبال" [illegible] "مثنوی ... " میں اظہار ... ۱۹۰۱ء کا [illegible] میں ۱۳ دسمبر ۱۹۲۴ء کو پڑھا گیا۔" (ملفوظات، صفحہ ۳۴۳)

۲. [illegible] اقبال [illegible] (یہ شعر [illegible] تھا) ۱۹۲۱ء کو اقبال کے [illegible] میں [illegible] [illegible] سفرنامۂ اقبال، مرتبہ فاروقی، صفحات ۸۵ تا ۹۱)

۳. مثلاً دیکھیے (۱) مظلوم اقبال، [illegible] صفحہ ۲۱۷ (۲) اقبال اور تحریکِ پاکستان، [illegible]، صفحات ۵۵ تا ۵۷ (۳) [illegible] (اقتباس، مری و اقبال صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲) (۴) شورش کاشمیری (اقتباس، مری و اقبال صفحہ ۲۸۱ تا ۲۹۱)

۴. "زمیندار" — ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء، بحوالہ "ذکرِ اقبال" صفحات ۱۲۸ـ۱۲۹

۵. دیکھیے، رختِ سفر مرتبہ [illegible]، صفحات ۱۲۰ تا ۱۲۲

۶. [illegible] کلامِ اقبال، صفحہ ۱۷۵ [illegible] اقبال [illegible] کے ایک لفظ [illegible] اردو [illegible] اقبال کے ذوق [illegible] ہے

۷. [illegible] اقبال [illegible] : [illegible] ہمارے ہمارے ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے۔ (بانگِ درا، صفحہ ۱۴۴)

۸. سالک [illegible] (ذکرِ اقبال، صفحہ ۱۲۷) [illegible] بہت بڑے [illegible] اقبال [illegible] جہاں ... گئے [illegible]

بال کے آم کی چوسی ہوئی گٹھلی کا ہے صوف

[illegible] (اقبال کے [illegible]، صفحہ ۲۰۹)

۹. تفصیل کے لیے دیکھیے، گفتارِ اقبال، صفحات ۱۰ تا ۱۲

۱۰. عبدالمجید سالک لکھتے ہیں کہ [illegible] ملامت کی بوچھاڑ ہوئی [illegible] سالک [illegible] (ذکرِ اقبال، صفحہ ۱۳۰)

۱۱. صدائے احتجاج، حصہ اوّل، صفحات ۳، ۸، ۹

۱۲. مظلوم اقبال، صفحات ۱۹۵ تا ۱۹۹

۱۳. شیخ [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] کے متعلق [illegible] جس کے لیے [illegible]

کی وجہ کانگریس احرار ... [illegible] ... خیال تھیں ... [illegible]
معاملہ میں علاقہ کا احساسِ محرومی بھی شامل ہو گیا ... [illegible] ... اور
عام طور پر ان کے ... کے مطابق ... [مظلوم اقبال، ...] ... محرومی کے ضمن میں شیخ اعجاز احمد ... [illegible]
احرار کی خوش قسمتی ... [illegible] ... اس وقت ... احرار کی ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ... [مظلوم اقبال، ۲۰۳]

شیخ اعجاز احمد ... [illegible] ... اقبال کی ... [illegible]
... [illegible] ... [مظلوم اقبال ... ۲۸۳] شیخ اعجاز احمد ... [illegible]
... اقبال کے ... [illegible] ...
... [illegible] ... [دیکھیے ...] ...
کہ علامہ اقبال کی تحریروں میں ... [illegible] ... کا اظہار ہے۔

شیخ اعجاز احمد ... ڈاکٹر جاوید اقبال ... [illegible] ...
... [illegible] ... اقبال کی ... [illegible] ... شیخ اعجاز احمد ... [illegible]
(دیکھیے ...) ... [illegible] ... اقبال کی تحریروں ... [illegible]
... [illegible] ... مظلوم اقبال ... [illegible] ...
... [illegible] ... اعجاز احمد ... [illegible] ...
... [illegible] ... علامہ اقبال ... [مظلوم اقبال ... ۲۰۷] ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ... اقبال کے ... [illegible] ...
... [illegible] ... شیخ اعجاز احمد ... [illegible] ..."

شیخ اعجاز احمد نے "مظلوم اقبال" کے ... [illegible] ... پر تبصرہ کیا ہے ... [illegible]
علامہ اقبال کی ... [illegible] ...
... [illegible] ... شیخ اعجاز ... [illegible] ... (مظلوم اقبال، ... ۱۹۱) قادیانیت کے
ضمن میں جاوید اقبال نے علامہ اقبال کی ... [illegible] ...
... [illegible] ... اقبال کی ... [illegible] ...
کی اہمیت ... [illegible] ... شیخ اعجاز احمد ... اقبال کا نقطۂ نظر حسبِ ذیل اقتباسات سے واضح ہے:

تحریک کے دو گروہوں کے باہمی مراسلات کی اس بحث پر ہیں کہ جو ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے معلوم تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی [illegible] تحریک سے کس وقت [illegible] ایک نئی نبوت [illegible] بانی اسلام کی [illegible] نبوت، کا دعویٰ کیا گیا تھا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا گیا ... درست طریقے [illegible] سے [illegible] جاتا ہے [illegible] میں کوئی نقص ہے تو [illegible] ایک گروہ اور [illegible] کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے [illegible] آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔" (حرف اقبال، صفحہ ۱۱۲)

تاہم کسی بات کو [illegible] اس ضمن میں شیخ عطار اللہ رقم طراز ہیں:

[illegible] کی حضور رسالت مآب کی ختم [illegible] مرتبہ نبوت کا دعویٰ [illegible] احمدی اپنی [illegible] کو سرکار دو عالم سے برتر پیش کرتا ہے۔ حضرت امام مہدی کو قرآن حکیم میں قائم [illegible] کیا گیا ہے اور انہیں [illegible] تسلیم کرنا ہر احمدی کا فرض [illegible] ہے۔ حضور رسالت مآب کی نبوت سے برتر نبوت کے دعوے کی تہمت احراریوں اور علامہ کے ما شیہ نشینوں نے ان کے [illegible] رسول کو EXPLOIT کرتے ہوئے ان کو احمدیت کے خلاف [illegible] کے لئے تیار [illegible] اور علامہ نے [illegible] درست [illegible] کر لیا ... ان دنوں احمدیت کے خلاف ایسی ایسی [illegible] اور [illegible] باتیں ان کے حضور بیان کی جاتیں اور [illegible] باتیں [illegible] کے متعلق [illegible] کے اور کیا کہا جائے:

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے

کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا" (انوار اقبال، صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹)

شیخ عطار اللہ [illegible] کہ اقبال [illegible] سیاسی [illegible] پر یقین کر لیتے تھے [illegible] مادر اقبال کو [illegible] کی درج کی اور مادر اقبال [illegible] کی [illegible] ہیں۔ (دیکھیے، [illegible] ۱۲۳، ۵۸۴ ۵۸۸) [illegible] عبدالمجید سالک کی [illegible] تحریر بھی درج کی ہے کہ "۱۹۳۵ء میں مولانا ظفر علی خان اور مجلس احرار [illegible] احمدیوں کے [illegible] کا آغاز کیا ... چنانچہ علامہ اقبال نے کسی [illegible] کی درخواست پر ایک مضمون لکھا جس میں [illegible] فرقہ کی [illegible] ہے ... اور آخر میں حکومت کو یہ مشورہ دیا [illegible] فرقہ کو ایک علیحدہ جماعت تسلیم کر لے۔" (ملفوظات اقبال، صفحہ ۲۰۹/ ذکر اقبال صفحہ ۲۱۰)

کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے [illegible] کام کرنے کی وجہ سے اقبال [illegible] نتیجے تک پہنچ چکے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں [illegible] کے خلاف [illegible] کا آغاز ہوا تو اقبال نے [illegible] رہنے کے بجائے اس مسئلے کے بارے میں [illegible] بیان کر دیا۔ [illegible] کی درخواست [illegible] سیاسی [illegible] ذاتی [illegible] مطالعے اور [illegible] کا [illegible] تھا۔ [illegible] سالک نے اس [illegible] سے کام لیا ہے اور شیخ [illegible] اصل مسئلے کو نظر انداز کر دیا ہے۔ [illegible] نبوت کا دعویٰ اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو کافر قرار دینا۔ شیخ عطار اللہ نے دونوں مسائل کو ایک طرف رکھ کر "برتر نبوت" پر اعتراض [illegible] کر دیا اور [illegible] ان [illegible] سے [illegible] کے بجائے اصل شیخ موصوف سے رجوع کرتے تو وہ [illegible] کہ حضور رسالت مآب کی نبوت سے برتر نبوت کا عقیدہ رکھنے کا الزام احمدیوں پر تہمت ہے۔ کوئی شخص [illegible] کو [illegible] کرتا ہے [illegible]

شیخ محمد اکرام نے، شیخ اعجاز احمد کی حمایت میں، اہل اسلام سے ہر قسم نبوت کے دعویٰ کو ابہام قرار دیتے ہوئے بانی سلسلہ احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کی تحریروں کا ثبوت حاصل ہے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال اور احمدیت — صفحات ۲۲۸ - ۲۲۹] بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریریں درج کردی گئی ہیں۔ امام جماعت احمدیہ کا بیان ہے۔ "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔" [حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر ۵ جلد ۱۰، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء بحوالہ "ثبوت حاضر ہیں" صفحہ ۱۴۳] خود شیخ محمد اکرام نے امام جماعت احمدیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے

"مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ... ایک ایسا مذہبی رہنما مبعوث ہوا جس نے خدا کے اذن سے دوبارہ دنیا پر ظاہر ہونے والے آسمانی مصلح ہونے کا دعویٰ کیا ... دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار، کیا یہودی اور کیا عیسائی، کیا مسلمان اور کیا ہندو، کیا بدھ اور کیا زرتشتی اور کنفیوشس کے ماننے والے سبھی اپنے اپنے مذہب کی رو سے آخری زمانہ کے موعود مصلح کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ یہودی ایک مسیح کی انتظار میں تھے جو دوبارہ آکر ان پر ظاہر ہونا تھا اور عیسائیوں کو بھی ایک مسیح کی آمد کا انتظار تھا۔ مسلمان بھی ایک موعود مسیح کی آمد کے منتظر تھے... ہر مذہب میں ہی قطعی اور واضح پیشگوئیاں موجود ہیں کہ آخری زمانے میں [illegible] عالمگیر اصلاح کی خاطر خدا تعالیٰ کسی مصلح کو ضرور بھیجے گا ... ایک ایسے موعود عالم کو مبعوث فرمانا تھا جو تمام مذاہب کے موعود مصلح کی ہی ماموریت کے [illegible] بنی آدم کو ایک عالمی وحدت کی لڑی میں پرو کر توحید خالق کا ایک روح پرور نظارہ، توحید خالق کے آئینہ میں [illegible]"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد بر موقع جشن تشکر ۱۸۸۹ء - ۱۹۸۹ء بحوالہ "اقبال اور احمدیت" صفحات ۸۳ - ۸۴)

یہ پیغام حضور رسالت مآب کے پیغمبر عالمیان اور خاتم الانبیاء ہونے کا کھلا انکار ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] تصور توحید کامل طور پر [illegible] "توحید خالق کا روح پرور نظارہ" جو "بنی آدم کو ایک عالمی وحدت کی لڑی میں پرو" [illegible] دکھایا ہے۔ اس "پیغام" میں "ہر قسم نبوت" کا اعلان [illegible] ہر قسم نبوت کا صریح اور واضح اظہار [illegible] مرزا بشیر الدین [illegible] ۱۹۳۰ء میں مرزا بہاء اللہ کے دعووں کی توثیق کی ہے [illegible] کوئی نبوت کس طرح ختم نبوت پر منتج ہو سکتی ہے۔ ہر قسم نبوت کے دعووں سے قطع نظر نبوت کی [illegible] اقبال [illegible]

"جس میں اہل احمدیت کی [illegible] دعویٰ نبوت کی روشنی میں [illegible] تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو [illegible] بانی تحریک احمدیت [illegible] کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح [illegible] پیغمبر [illegible] اپنے روحانی ورثہ کی [illegible] پر منتقل ہو جاتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ میں پیغمبر اسلام کا "بروز" ہوں۔ اس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ پیغمبر اسلام کا بروز ہونے کی حیثیت سے اس کا خاتم النبیین ہونا دراصل حضرت [illegible] کا خاتم النبیین ہونا ہے۔" [حرف اقبال، ۹۳، ۱۲۸]

اقبال قادیانیت کو ایک [illegible] ابتداء سے [illegible] کشمیر کمیٹی میں [illegible] کرنے کا موقع [illegible]

اقبال نے اس منصب پر پوری توجہ مبذول کی اور اس کے عملہ پہلوؤں کو اعلیٰ ترتیب علمی و فکری نہج پر استوار کر دیا۔ اقبال نے ۱۹۳۵ء سے ... بعد کو بھی غیر مسلم قرار نہیں دیا تھا۔ [illegible] ... ہو گیا کہ یہ جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے ... اقبال [illegible] اظہار کیا تو اس کی معقول وجوہ بھی ساتھ ہی بیان کیں۔ اقبال ... پیش کیے وہ حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اقبال کی تحریک ... کو کسی کے دباؤ یا خطرے کا ... ہی اقبال [illegible] سے حقائق تبدیل ہو گئے۔ اقبال [illegible] کا ثبوت نادانی [illegible] سے ملتا ہے۔ [illegible] نبی اور [illegible] جماعت کے اہم عالموں کے دعووں کی تردید ہوتی ہے اور تائید و توثیق بھی کرتے جاتے ہیں۔

۱۵. معلوم اقبال، صفحہ ۱۹۵

۱۶. مثلاً دیکھیے عقیدہ اقبال اور [illegible] تاریخی حقائق کے ... اور نور احمد منیر اور "احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں" از محمد الدین

۱۷. اقبال اور احمدیت، [illegible] اقبال کی کتاب ... پر تبصرہ، صفحات ۳۲ ۳۳

۱۸. دیکھیے، [illegible] قریشی کا مضمون بعنوان "[illegible] اقبال" ... "اقبال نمبر"، اکتوبر دسمبر ۱۹۸۵ء، ۳۲ ۱۹

۱۹. [illegible] اقبال [illegible] صاحب کی دکان پر اس محفل کی ... نعرہ بلند کیا کرتی تھی ... [illegible] [illegible] [illegible] شریک ہوا کرتے تھے ... (ملفوظات اقبال، ۳۳۲-۲۶) [illegible] "[illegible]" ... کے طور پر ... (ملفوظات ... ۲۰) [illegible] احمد کے ... "کیا علامہ اقبال نے ... " [illegible] ... اقبال نے اس دعوے کو ... (تفصیل آگے ...) اور کچھ عرصے بعد ... [illegible] ... کیا یہ اس الفاظ ... ہے؟

۲۰. دیکھیے، [illegible] کے نام اقبال کا خط مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۶ء، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، ۵۲۴-۳۲

۲۱. مثلاً [illegible] لکھا ہے کہ "ایک مرتبہ ہم ... کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لکھنؤ گئے" ... (دیکھیے ...) [illegible] ... اقبال کا ... (تفصیل کے لیے دیکھیے، ملفوظات اقبال، ۱۳۲-۱۳۳) ... [illegible] ... (تفصیل کے لیے دیکھیے، علامہ اقبال اور احمدیت، ... ۱۲-۱۳)

۲۲. دیکھیے [illegible] احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں، محمد الدین، صفحات ۸-۹ [illegible] علامہ اقبال اور احمدیت، شیخ نور احمد منیر، ۱۳۳-۲۱ ۲۲

کیا اعلیٰ ... کی وجہ ... کے ... کامل اور ... کرتی ہے؟

۲۳۔ حرف اقبال، صفحات ۱۳۲-۱۳۳

۲۴۔ مثلاً سرمالک اور شیخ نوراحمد منیر۔ دو مختلف تاریخ حوالوں سے ایک ہی عبارت کے دو ترجمے نقل کیے ہیں ... جہاں ... کو ... کی ... کے سمجھا ہے ... معنی رنگ پڑھ جاتا ہے" (احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں: صفحہ ۸، علامہ اقبال اور احمدیت: صفحات ۱۱، ۱۲) ... نے لکھا ہے کہ "یا دو وہ جو سر پڑھ کر بولے"۔ علامہ اقبال نے اپنی اس رو ... کو بھی غلط قرار دیا؟ علامہ موصوف وفات مسیح اور ... مسیح کے مسئلے کو خاص اہمیت دے رہے ہیں اور ... کو ... کی ساہیر درست قرار دے رہے ہیں۔

اقبال نے مرزائیوں کے وفات مسیح اور مثیل مسیح کے ... کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس خیال سے ... تحریک پر ... رنگ چڑھ گیا ہے" اس کو درست قرار نہیں دیا ... کا ... لیکن ... کے ... ہوا ہے جس سے مرزائیت کی ... ہوتی ہے۔

۲۵۔ زندگی کے آخری دور میں اقبال نے ابلیس کی زبان سے کہا ہے:

ابن مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے؟
ہیں صفات ذات حق، حق سے جدا یا عین ذات؟
آنے والے سے مسیح ناصری مقصود ہے
یا مجدد جس میں ہوں فرزند مریم کے صفات؟
ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
امت مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہوئے لات و منات؟ (ابلیس کی مجلس شوریٰ، ارمغان حجاز)

شیخ نوراحمد منیر نے لکھا ہے کہ سرسید، مفتی ... مولوی چراغ علی، مولانا آزاد اور کئی دوسرے اکابر وفات مسیح کے قائل تھے (علامہ اقبال اور احمدیت، صفحہ ۲۱)۔ اگر اقبال ... کے قائل تھے تو ... مرزا قادیانی کا ... کیوں سمجھا جاتا ہے؟ ... بھی ہو سکتی ہے ... کہ اقبال ... کی ... مسیح موعود ... کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۶۔ "نکر اقبال اور تحریک احمدیہ" کا آغوان ... کا ... ہے جو شیخ عبدالماجد ... ڈاکٹر ... کے پاس "امارت" ... اقبال کے ... مسعود ... ۱۹۳۶ء کو شیخ عبدالماجد "سراسر جعلی" قرار دے بیٹھے ہیں (بصارت ۱۱ مارچ ۱۹۹۲ء ... ۳۷ ... ۱۹) ... اعلیٰ اور جعلی ... کتاب کے صفحہ ۹۸ پر درج کیے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ موصوف کی ... کے مطابق ... سراسر جعلی ہیں ... شیخ عبدالماجد کے دعوے کو درست مان لیا جائے تو بھی علامہ اقبال کے اس موقف میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ... نے ... کی ... کی ... تاہم ڈاکٹر اقبال ... کی ... کے ... سے ... تو ... کی ... نہیں تھی ... کی ... تحقیق ... ہیں۔ مثلاً ... اقبال نے ۱۹۱۴ء میں مرزائی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا (دیکھیے (۱) نگارش اقبال میر ... ۱۹۸۸ء، صفحہ ۲۲۹ (۲) ... روزنامہ ... ستمبر ۱۹۸۹ء)

صفحہ ۱۰، ج ۱۱۱، اقبال ۱۹۸۶، مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت، صفحہ ۳۲۹) وحید عشرت نے "گفتارِ اقبال" صفحہ ۲۲۳ کا حوالہ دیا ہے جو غلط ہے۔ موصوف نے صرف [illegible] لیے شیر احمد ڈار کے دیے ہوئے حوالے کو اختیار کر لیا۔ (دیکھیے، رسالہ اسلام اور احمدیت، صفحہ ۳۲۹) لیکن قادیانی حضرات بشمول شیخ عبدالماجد قادیانیت کی موت کے بعد بڑی بڑی حیلہ سازیاں کر رہے ہیں۔ اقبال کا ایک مشہور جملہ ہے کہ I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and India. (Thoughts and Reflections of Iqbal, p. 306) ملک اسحاق نے اس کا ترجمہ اوں کیا ہے: "قادیانی اور مسلمانوں میں زیادہ اختلافات نہیں ہیں۔ یہ بھی اسلام اور یہ بھی ہندوستان کے لیے وجہِ فخر ہیں" (مرزا عبدالواحد بزمِ [illegible] ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۱ء، صفحہ ۱۶۵) ڈاکٹر وحید قریشی نے اس جعل سازی کا ذکر اپنے کالم میں کیا ہے (اقبال کشی کی مہم — روزنامہ "پاکستان" ۲۱ اپریل ۲۰۰۰ء)

شیخ عبدالماجد کے بقول شیخ اعجاز احمد نے ۱۹۳۱ء میں احمدیت قبول کی (فکرِ اقبال اور تحریکِ احمدیت، صفحہ ۱۹۹) وہ "احمدیت کے علاج ادبی" پہلے سے تھے۔ ان کی حالت کو قادیانیت کے کھاتے میں ڈالنا ستم ظریفی ہے

۲۷. زبورِ عجم، صفحہ ۲

۲۸ ڈاکٹر جاوید اقبال — مرزا صاحب کے موقف اور اقبال پر ان کی [illegible] کا ذکر کیا ہے (زندہ رود، صفحات ۵۸۴ تا ۵۸۵) جاوید اقبال ... احمدیت کو ... صفحہ ۶۵ پر "پیارا صلح" ... ۱۹۰۵ء میں اقبال نے مرزا قادیانی کی حمایت سے انکار ... کیا ہے ... "پیارا صلح" مرزائیوں کا اخبار ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اوّل، صفحات ۱۳۱ تا ۱۳۲)

۲۹ مثلاً دیکھیے، شعرائے اقبال کا ہندوستان میں سفر ... اقبال اور ان کا عہد، رفیع الدین ہاشمی ... [illegible]

(۱) ... [illegible] (صدائے درد: بانگِ درا)

(۲) اقبال نے "گایتری" منتر کا ترجمہ کیا (آفتاب: بانگِ درا)

(۳) ... [illegible] (بانگِ درا)

(۴) ... [illegible] [ ]

(۵) ... [illegible] ( )

(۶) ایک ہندو سوامی رام تیرتھ پر بھی نظم لکھی

(۷) رام چندر جی پر نظم لکھی جس میں رام کو "امامِ ہند" اور "چراغِ ہدایت" کہا۔ (رام: بانگِ درا)

(۸) "اسرارِ خودی" کے دیباچے میں سری کرشن اور سری رام کی مدح کی ہے

(۹) "بانگِ درا" کی نظم "طلوعِ اسلام" میں ... [illegible] کی تعریف کی ہے

(۱۰) "جاوید نامہ" میں جہاں دوست (شوکی نہاراج) کو ایک روحانی اور علمی رہنما کی حیثیت سے دکھایا ہے۔

(۱۱) "جاوید نامہ" میں بھرتری ہری کی تعریف و توصیف کی۔

(۱۲) بھرتری ہری کا شعر "بالِ جبریل" کی پیشانی پر درج کیا۔

۳۰. تفصیل کے لیے دیکھیے، "مسیح موعود کی حقیقت" مشمولہ تفہیم القرآن، جلد چہارم، صفحات ۱۵۴ تا ۱۶۶

۳۱۔ یہ دلائل و سراج منیر (۱۱۰۰ماروں کی اسلام) ۔ ورن دیکھو کر مبدل کامل بکار ادتا۔ کاش کہ ہوا دلاتی کی دعا کی رہنے میں مسول ہو اور رسول اللہ صلعم پر حسب و ہیں اور ہیری مسلماوں پر ایمان کے مطابق کریں۔“ (۲) ۔۔۔ دیکھئے کہ موجودہ رہنما روایات کے انتظار سے نبی دمست ہے“ تو بات نیکی تارکی کا کام ہے صبر ہے کیا تعب اللہ تعالی طرا ہا مبدل کر سہ اور نئی نوع انسان کو چراغ دعا نور محمری عطا کرے ۔ میری کی بڑی شخصیت کے اس مواجہہ دعاکی حاجت نہیں آتی ۔“ (۳) اقبال نے ا بیچے خط محررہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۲ء نام ڈاکٹر نکلسن پر اسیر میکیری کے دو پیراگراف نقل کیے ۔ جن سے ظاہر تھا کہ ہمیں معلوم ہی ہے اور یہ قمری ۱۰۰ سالانہ ہوں گے ، بقول (A New Christ) کی مزورت ہے “ (اقبال اور احمدیت ، ص ۱۸۴) یہ باتیں پہلے شیخ اعجاز احمد نے لکھی تھیں ۔ (مقالات اقبال ، صفحات ۱۹۱-۱۹۲) اقبال کی پہلی تحریر ۱۹ جولائی ۱۹۰۹ء کی ہے ۔ (اقبال نامہ ، حصہ اول ، ص ۱۴۲) دوسری تحریر ۲ جون ۹۲ء کی ہے (مقالات اقبال ، ص ۱۲۳ ، ۹۲-۲۴۲) اور تیسری تحریر ۲۴ جنوری ۱۹۲۱ء کی ۔ (کلیات مکاتیب اقبال ، جلد دوم ، صفحات ۲۳۰-۲۳۱)

۳۲۔ مورخہ ۱۵ جون تحریر میں مرحوم اکبر الہ آبادی کی وفات (۱۹۰۸ء) کے بعد کی ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ”سلطانی کی دعا“ اور ”نوری ہالہ نبی شخصیت“ سے مراد ”مجدد“ یا ”نئے مسیحا“ کا تعلق مرزا قادیانی سے نہیں ہے ۔ اقبال نے مرزا موصوف کو تصور اور اور دیا ہے ممتاز حسن ۔ ایک معروف ”اقبال ایک جیوری کی حیثیت سے“ کے زیر عنوان اقبال کی درمیانی میں لکھا تھا (اقبال ماہ صبح ، ص ۲۵ ، ۱۹۷۵ء) اسی طرح مولوی ظفر علی خان کا یہ قول بہت مشہور ہوا کہ ”اقبال ہمارے درمیان مسیح بن کر آیا ہے“ (ایضاً ، ص ۳۲۵) لیکن لکھنے اور پڑھنے والوں نے اس کا مطلب ”پیغمبر“ یا ”مسیح“ نہیں لیا ۔ اقبال ہی کی ، غلط فہمی میں مبتلا ہوئے ۔ دراصل یہ ادبی اسالیب ہیں اور مرزائی حضرات انہی دلائل مرزائیت کے حق میں مروج ایسے الفاظ سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں ۔

دوسرے نکلسن کے نام طویل خط میں اقبال نے ”مرد مسلمان“ ، ”نرالی شخصیت“ یا ”نائب حق“ کا تصور پیش کیا ہے ۔ (اس کے لیے دیکھیے ، Thoughts and Reflections of Iqbal صفحات ۹۳ تا ۱۰۲) یہ پوری تحریر اسرار خودی اور اس پر کیے گئے اعتراضات کے حوالے سے ہے ۔ اقبال کے تصور کو مرزا قادیانی سے منسلک کرنا اعلیٰ ہمت بیہودگی ہے

۳۳-۳۴۔ ابتدائی کلام اقبال ، صفحات ۲۷۹ ، ۲۸۰

۳۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ، ملفوظات اقبال ، صفحات ۱۴۲-۱۴۳

۳۶۔ ”ایک سلطنت کا ارادہ“ ص ۱۰ ، روزنامہ سروش جلد ۱۸ ، شمارہ ۲۱۲ عکس کے لیے دیکھیے ، مرزا طاہر ، ص ۱۲۸

۳۷۔ شیخ عبدالماجد نے ”اقبال اور احمدیت“ کے ص ۳۰۶ پر ایک مرتبہ بنایا ہے ۔ اقبال در مطالعہ سے کو لڑکپن دیکھا اور ”مجذوبی کیفیت“ کا شوق حاصل اقبال کا یہ قول لکھا ہے ”جب میرا ذوق شوق ہوتا ہے تو مادہ کی روح ان میں حلول کر جاتی ہے اور میں تو مادہ ہی بن جاتا ہوں“ (اقبال نامہ ، حصہ دوم ، ص ۱۰۶) سوال یہ ہے کہ کیا ”مجذوبی کیفیت“ بھی ہوتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کیا حافظ اور اقبال ایک ہی شخص ہیں یا دو الگ شخصیتیں ؟ اگر یہ دو الگ شخصیتیں ہیں اور مجذوب اصل سے الگ ہوتا ہے تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی کو ایسے خیالات کی بنیاد پر خاتم الانبیاء مانا جا سکتا ہے ؟

۳۸۔ اقبال نے ۱۹۲۲ء کے حصہ دوم رسالہ تاملات کے سرورق کو ”بزم عجم“ میں درج کیا یہی کیفیت ۱۹۲۵ء کے مضامین کی ہے ۔ اقبال ازراہ

... کو ظاہر ... کرتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر کے بقول ۱۹۳۶ء میں اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو کو لکھا ... [illegible] ... کی بات
"مجوزہ" پیر ہے اور حقیقت بھی یہی ہے" (فکر اقبال اور تحریک احمدیہ ص ۲۸۶) "حقیقت بھی یہی ہے" شیخ عبدالقادر ... اقبال
نے ... [illegible] ... کا ... (Magian in disguise) قرار دیا ہے (دیکھئے Thoughts and
Reflections of Iqbal ص ۲۹۸) واضح رہے کہ اقبال ... [illegible] ... ۱۹۳۵ء میں پنڈت نہرو کے سوالوں کا ... تھا۔
۲۷ مئی ۱۹۳۶ء کے اپنے مکتوب بنام پروفیسر الیاس برنی میں اقبال لکھتے ہیں:

"قادیانی تحریک ... [illegible] ... مسئلہ ... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ... ہوگی"

[کلیات مکاتیب اقبال، جلد چہارم، صفحہ ۶۲۶ ... [illegible]]

... عقیدہ ... [illegible] ... اقبال کا ... [illegible] ...
... (اقبال اور قادیانیت، ص ۳۰۰ ... اقبال اور تحریک احمدیہ، ص ۳۸۱) ... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...

قادیانی ... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ...
... [illegible] ... اس سوال کا جواب ہے کہ "نہیں" ... لکھتے ہیں۔

"... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ... ملتا ہے ..."

(حرف اقبال، ص ۱۰۵–۱۰۶ اصل انگریزی متن کے لیے دیکھئے: Thoughts and Reflections of Iqbal ص ۲۵۰، ۲۵۱)

۳۹۔ دیکھئے (۱) رفتہ ... ص ۲۲۱ (۲) اقبال کا ... ص ۱۵۹

۴۰۔ ... ص ۱۰۲ ... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ... ہے۔

۴۱۔ The Reconstruction of Religious Thought in Islam — ص ۱۰۱

اس جملے کا ترجمہ ہے: "اسلام کی حرمت چونکہ اب معراج کمال کو پہنچ گئی لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا" علامہ اقبال کا یہ قول قرآن کریم کی اس آیت پر مبنی ہے: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی "آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے"۔

۴۲۔ شیخ عبدالماجد کا یہ عنوان ... "اقبال بائیس سال تک احمدیہ ماخوذ نظریات سے متاثر رہے" / اقبال [illegible] مسئلے کو زندگی اور موت کا مسئلہ کب اور کیوں بنایا؟ (دیکھیے، فکر اقبال اور تحریک احمدیہ، ۱۹۹۳ء، ۲۳۴، ۲۴۴)

شیخ اقبال کو معذور قرار کر کے شیخ موصوف نے اقبال کا تعلق ... ختم نبوت کے ضمن میں احمدیہ مفروضات ... ہوتا ہے اور بنیادی آواز ... سے بات سامنے لائی گئی ہے ... انہوں نے ان کی تحریروں کا جائزہ لے کر ... اور انہیں ان کی لکھی ہوئی باتوں کو توڑ مروڑ کر اور اسالیب بیان کو مسخ کر کے مفہوم پیدا کر کے ... ممکن نہیں دوکان میں رکھ دی ہیں۔

۴۳۔ اس شیخ نور احمد میرٹھی نے لکھا ہے: "علامہ اقبال پر حضرت ... کی عظیم شخصیت کا ... اثر تھا۔ آپ کے استاد ... ان کے مرید ہو کر وہ آخر تک احمدیت میں آ جاتے ہیں۔ ... ۱۵ دسمبر ۱۹۵۳ء میں تحقیقاتی عدالت کی کارروائی ... ہوئی ہے ... اور ... گورنمنٹ کے ڈائریکٹر ... چودھری ... صاحب نے اپنے سابقہ بیان کی تصحیح کرتے ہوئے کہا:

"علامہ اقبال نے ۱۸۹۳ء یا ۱۸۹۲ء میں ... بیعت کی تھی ... میں نے پہلے کہا ہے کہ ۱۸۹۷ء میں کی تھی۔ مجھے یہ واقعہ ... یاد ہے ... میں ان سے ... بیعت کی تھی"

یہ بیان بتاتا ہے کہ اقبال احمدی رہے ہیں اور انہوں نے بیعت کی تھی" (علامہ اقبال اور احمدیت، تاریخی حقائق کے آئینے میں)

شیخ عبدالماجد نے علامہ اقبال کی بیعت کا عنوان قائم کیا ہے اور اس میں "دو آراء" کا ذکر کیا ہے۔ ایک رائے ... کی بیعت کے دعوے کی تردید ... کہ ان کے مطابق اقبال نے ۱۸۹۲ء یا ۱۸۹۳ء میں مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تھی" (اقبال ... ۲۰۰۰ء)

عبدالماجد ... "اتہامات ... علیم ... کی رائے کے طور پر ... کیا ... کے ... گواہی ... مطابق ... عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے "کیا اقبال ۱۹۲۱ء تک قادیانی رہے؟" ... "قادیانی کی بیعت" کے زیر عنوان ... کی توثیق کی ہے اور لکھا ہے کہ اقبال ... تھے یا نہیں ... ۱۸۹۷ء سے ۱۹۲۱ء تک جماعت احمدیہ ... "احمدیت اور اقبال" ... لکھا۔ ... کے لیے دیکھیے: "اقبال اور احمدیت" — صفحات ۳۸ تا ۴۴)

۴۵۔ تفصیل اور حوالے کے لیے دیکھیے، مطالعۂ اقبال، صفحات ۱۸۹ تا ۱۹۱

۴۶۔ ڈاکٹر ... لکھتے ہیں: "یہ نظم ... ۱۹۰۲ء میں اس عنوان سے شائع ہوئی: "... (پیام ...) ... اسی عنوان سے ... لاہور ۱۴ جولائی ۱۹۰۲ء ... شمارہ ۲۷ میں شائع ہوئی ... سرسری نظر ... کلام اقبال ... یہی عنوان ... :

(... حضرت مرزا) اس سے ... صحیح ہو گیا کہ یہ ... حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے تھی" (... کلام اقبال، ۹۳)

مزید دیکھیے (۱) ... ۱۲ ... (۲) ... اقبال ... صفحات ۲۲۲ تا ۲۴۱

۴۷۔ رخت سفر، انوار عارف، صفحہ ۴۴

۴۸. اقبال اور احمدیت، صفحات ۵۹-۶۰

۴۹. نور احمد منیر کا کہنا ہے کہ "اقبال خوش اعتقاد [illegible] تھے" [illegible] کہ "[illegible] اقبال اور احمدی [illegible]" [illegible] کے بارے مختلف ہیں۔ اس بیان میں زیادہ [illegible] ہے کہ [illegible] کہ علامہ اقبال [illegible] تھے۔ [illegible] علامہ اقبال سے [illegible] ہی [اقبال اور احمدیت، شیخ عبدالماجد، ۴۳ و ۱۹۷۱] شیخ اعجاز احمد نے ڈاکٹر عبدالماجد کے [illegible] "خالج [illegible]" لکھا ہے (ایضاً، صفحہ ۴۳) بیعت کی تردید کی ہے۔

۵۰. اقبال اور احمدیت، صفحہ ۱۲۸

۵۱. شیخ عبدالماجد لکھتے ہیں کہ [illegible] عام طور پر [illegible] کی کوشش کرتے ہیں کہ [illegible] جہاد کو [illegible] طور پر حرام قرار دے دیا ہے [illegible] جہاد کا خیال / دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال [illegible] مخصوص اشعار کو [illegible] ... [illegible] / عیسیٰ مسیح منکروں کا کرے گا اقتدا [illegible] حرمت کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ التوائے جہاد کا فتویٰ ہے" شیخ عبدالماجد [illegible] کے [illegible] اشعار [illegible] ہیں۔

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

([illegible] ، ضمیمہ [illegible] ، [illegible] روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۷۷ ، بحوالہ "ثبوت حاضر ہیں" ۳۴ ، ۵۱)

۵۲. اقبال اور احمدیت، صفحہ ۱۳۱

۵۳. دیکھیے، سرود رفتہ، صفحات ۳۰ و ۲۸۲

۵۴. اردو کلام اقبال، مرتبہ ڈاکٹر گیان چند، ۴۷ و ۱۵۷

۵۵. "استوا" [illegible] اور کیوں؟ اس استوا کا [illegible] پوری طرح [illegible] ہوا اور استعمار مرزائیت کا اسی طرح [illegible] تھا۔ دراصل "استوا کے پہلو" شیخ عبدالماجد کی تاویل ہے [illegible] "خاتمہ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور [illegible] رکھ کر [illegible] کی جائیں تو [illegible] الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں" (تریاق القلوب، ص ۲۷-۲۸ ، [illegible] روحانی خزائن جلد ۱۵ ، ص ۱۵۵ [illegible] ، بحوالہ "ثبوت حاضر ہیں" ۴۳ و ۲۲۲) مرزا قادیانی کا [illegible] کی کتاب (Ahmadyya Movement British Jewish Connections) سے کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] پر ایک [illegible] کی کتاب ہے۔

۵۶. اقبال اور احمدیت، صفحات ۶۸-۶۹

۵۷. دیکھیے، کتاب [illegible] کا چوتھا باب اور اس کا [illegible] کے دور میں [illegible] کا جائزہ، ڈاکٹر [illegible] "[illegible]" زیر عنوان۔

۵۸. تاریخی حصوصیت سے اقبال کے مکتوب [illegible] مرزا بشیر الدین محمود [illegible] ۱۲ دسمبر ۱۹۳۶ء سے [illegible] کے بارے میں [illegible] کے دعویٰ کا ہے

کر "علامہ اقبال کا موقف جہاد کے متعلق بھی سید احمد خاں صاحب والا ہی ہے" [علامہ اقبال اور انگریز، تاریخی حقائق کے آئینے میں، ص ۲۲۲ — مزید دیکھیے، احمدیہ علامہ اقبال کی نظر میں، ... = ۱۲۹ مزید دیکھیے، اقبال اور انگریز، شیخ عبدالماجد، ص ۱۶۹]

مزید یہ کہ اقبال نے لکھا ہے کہ "جو جہاد ملک گیری کی ہوس کے لیے ہو، مذہب اسلام میں حرام ہے ... علی ہذا القیاس دین کی اشاعت کے لیے تلوار اٹھانا بھی حرام ہے"۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال نامہ، حصہ اوّل، صفحات ۲۰۳-۲۰۴] یہ درحقیقت اسلامی نقطۂ نظر ہے لیکن ان صورتوں میں جہاد کی اجازت اور جہاد کا حکم ہے۔ اقبال ان کی تائید و حمایت کرتے ہیں مگر مرزا غلام احمد نے ایسی کوئی تائید و حمایت نہیں کی، بلکہ جہاد کی مخالفت کی ہے۔ اقبال کا نقطۂ نظر شعر میں ہے "کیا اقبال جنگ کے حامی اور اسلامی مانتے ہیں؟" کے زیر عنوان تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ اس کا ماحصل یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کے ضمن میں اقبال کا موقف سید احمد خاں جیسا ہے جو مرزائیت کا ہے۔ مرزائیت نے جہاد کو منسوخ کیا ہے مگر اقبال استعمار کا مقابلہ کرنے کے لیے اسے ضروری خیال کرتے ہیں۔ مرزائیت اور اقبال میں اس اعتبار سے زمین آسمان کا بعد ہے بلکہ ... کا فرق ہے۔ ... "جہاد" کے متعلق اشعار گزشتہ اوراق میں نقل ہو چکے ہیں۔ ان سے مرزائیت اور اقبال کا موقف واضح ہے۔ ... جہاد کے ضمن میں اقبال کا حامی ... اردو کلام سے کچھ اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

مرے خاک و خوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے؟ تب و تاب جاودانہ (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۰۷)

... نہ تیرے ہزاروں برس ... ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی (ایضاً، ص ۳۹۰)
اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے لڑا دے ممولے کو شہباز سے (ایضاً، ص ۴۱۵)

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ! (ایضاً، ص ۶۶۲)۔

وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری! (ایضاً، ص ۵۰۵)

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے!
جہاں میں سرِّ حرم کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے! (ایضاً، ص ۵۱۵)

۵۹۔ مرقع چرتی میں ... متعدد شعبوں نے اقبال کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو "صدیق" اور "فاروق" کہنے پر ... کے مطالب ... کی شاعری کے سبب سخت اعتراضات کا ہدف بنایا ہے۔ اس میں بیں رکنی ہوش ... کے کتابچہ "مقام اقبال" کا ایک شمارہ "اقبال ذہنی ایک مطالعہ" میں پیش کیا گیا ہے۔ ... اور بعض دوسرے صحیفوں کی طرح اہل تشیع کا رویہ اقبال کے بارے میں

بہتر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیعہ علمی شخصیات نے اقبال کو بحیثیت ممدوح خوش پیش کیا ہے۔ علی ماماقانی اقبال کو "مشرق کا عالم شیعہ" کہتے ہیں
اور ڈاکٹر علی شریعتی نے ایک "علی گو رہ" لکھا ہے۔ یہ وہ عالم تھے (؟) جو کسی شیعے نے کبھی نہیں کیا ہے۔ راقم نے شیعہ حضرات کی زبان
سے اقبال کو "تفضیلی سنی" کہتے ہوئے سنا ہے۔ یہ ان کے نزدیک اقبال کی تحسین ہے۔ ایک شیعہ مصنف نے بہت سی دلیلوں اور حوالوں سے
اقبال کو "تفضیلی شیعہ" لکھا ہے۔ ("شیعیات اقبال در افکار اقبال" میں اقبال کے شعروں کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے ان سے زیادہ بیگار اور
لایعنی اعترافات بھی کیے گئے ہیں۔) اس سے مطلع نظر اقبال کی توصیف کرتے ہوئے نواب حسن رضا لکھتے ہیں:

"میرے دوست اور فلسفیانہ شاعری کے آفتاب ... ڈاکٹر شیخ سر اقبال صاحب ... چونکہ محب اہل بیت
تھے اور تفضیلی ہونا نظر رکھتے تھے اس لیے قدرت نے ان کو جناب سید الشہدا علیہ السلام سے ایک دل پسند کی طرح
عطا فرمائی ہے۔" ("منادی" مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۸ء، بحوالہ "معاصرین اقبال کی نظر میں" صفحہ ۲۸)

۶۰۔ شیخ اعجاز احمد نے لکھا ہے کہ "سید اکبر حسین عراقی کی ایک کتاب ("اقبال در مورد جاودان قرآن" جی ہاں بعنوان ۔ ۔ ۔) ۲۰۰۰ صفحے کا
اعلاق ہوا جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ڈاکٹر اقبال دراصل شیعہ تھے اور اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں مقید کیے ہوئے تھے۔ بہرحال
تفضیلی ضرور تھے۔" (مظلوم اقبال، صفحہ ۱۲۵)

۶۱۔ ایک صاحب فرخ حسن ہاشمی لکھتے ہیں کہ "اقبال کے ساتھ ایک بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ ان سے مربیدہ ہونے کا سہرا اپنی شاعری کے شرح
داد و تیرا ذرا ذریں بڑی طرفگی سے دیتے ہیں۔ کہ مصرعہ ہے۔ موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید۔ شعر کا یہ مصرعہ جس کا نمبر ۳ کی علامت
ہے، لیکن یہ مصرعہ جس میرے کا لولا ہوا ساہیلا ہے، اس سے اقبال کے متعلق موعقدہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے ایک سانس میں
پیغمبر حضرت موسیٰ کا مرتبہ پیغمبر ہی مصرعہ میں علی کے بیٹے حسین کو بٹھا دیا۔ یہ وہ صورت ایسا ہے کہ عقیدے کے لحاظ سے اگر اس پر غور
کی جائے تو اقبال کے بارے میں مثال بر سے مومن ہو جاتا ہے۔" ("اقبال کا سلامی جمہوریہ پاکستان، مرتبہ محمد عبدالحق" صفحہ ۱۲ تا ۲۳)

۶۲۔ یہ اشعار درج ذیل ہیں:

طرح تیغ کیا جو مذہب اقبال   یہ گناہ عظیم جو ترقی ہے
سنا ہے حورت صبا عرف میں بھی اے دل   کوئی نام ہے عشق کی کے عرے والوں کا
ہمیشہ ورد زباں ہے علی کا نام اقبال   کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے
فیض اقبال ہے اسی در کا   بندہ شاہ لافتا ہوں میں
ہوں مرید ماہرانی حصہ کا کیب تھے   موج دریا آب نے ما نگی سا نس پر لکھے
سعی اصحاب نامہ سے ہیں اقبال کو   ذرہ شعر کہہ فارغی سے آگے ہوائی ہوا (مظلوم اقبال، صفحات ۲۰۳، ۱۹۹، ۱۹۸)

۶۳۔ مظفر حسین شاہد نے شیخ عطا اللہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "ان کے مکان کے دوسری طرف ایک مولوی صاحب رہتے تھے جو ایک مقامی کالج میں
عربی پڑھاتے تھے ... بہت سی آئی ہے اور وہ شاہ ولایت کے مرید تھے۔" (مہر اقبال، صفحات ۱۴۴ - ۱۴۵)

۶۴۔ بانگ درا، صفحہ ۵۱

۶۵. مظاہر اقبال ، صفحہ ۱۴۳

۶۶. "بانگ درا" میں "صدیق رض" کے عنوان سے نظم ہے اس میں ابوبکر صدیق رض کے مثل کردار کے قائل ہوتے ہیں۔ [illegible] کے لیے ہے خدا کا رسول بس" اس عشق و محبت و استواری کی بات کوئی عاشقِ رسول ہی کہہ سکتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کا "رموز بیخودی" کے باب "خلاصۂ مطالب مثنوی" میں اقبال نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے، وہ [illegible] ہیں:

آں امینُ النّاس بر مولائے ما ۔۔۔ آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما

ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر ۔۔۔ ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

۶۷. حسبِ ذیل اشعار دیکھیے:

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری

بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی! (کلیاتِ اقبال اردو ، صفحہ ۴۹۵)

اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری!

میراثِ مسلمانی سرمایۂ شبیری! (" ، صفحہ ۵۵۳)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری (" ، صفحہ ۶۱۰)

۶۸. متعلقہ اشعار یہ ہیں:

ترا ہے جرأت کی توفیق دے! ۔۔۔ دلِ مرتضیٰ سوزِ صدیق رض دے (کلیاتِ اقبال اردو ، صفحہ ۴۱۶)

دلِ بیدار فاروقی ، دلِ بیدار کراری

مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری (" ، صفحہ ۲۲۹)

۶۹. دیکھیے ، مظاہر اقبال ، برکت علی گوشہ نشین ، صفحہ ۳۳

۷۰. کلیاتِ اقبال اردو ، صفحہ ۴۸۹

۷۱. محمد حسن نے "شبیر" پر اقبال کے ڈالے ہوئے "زخم" کے نشان کے باعث جھگڑا اٹھایا ہے لیکن شبیر [illegible] ہم ہو، حضرت موسیٰ کا [illegible] کی وجہ سے اقبال کو معتقد کیا ہے۔ (دیکھیے حاشیہ ۶۱) یک موجودہ مصرع میں شبیر رض کا ذکر [illegible] کے مقابلے پر ہے الله اس شعر [illegible] [illegible] دو سال پر [illegible] اس کی [illegible] (کلیاتِ اقبال اردو ، صفحہ ۳۵۵) میں [illegible] میں حضرت حسین رض کا ذکر حضرت اسماعیل [illegible] ہوا ہے۔ حسین رض پر ۲ کا [illegible] ہے [illegible] علیہ السلام) کہا ہے۔ (دیکھیے حاشیہ ۹۵) ظاہر ہے کہ [illegible] حضرت حسین رض [illegible] انہیں کی نے یہ عقیدہ کیا۔ اقبال نے حضرت علی رض اور حضرت حسین رض کے [illegible] کہیں [illegible] دیا ہے اور کہیں اس طرح [illegible] ہم ایسا [illegible] کا درجہ دیتے ہوں [illegible] ہم عقاید اقبال انہیں اہلِ تشیع کی طرح "امام" تصور نہیں کرتے بلکہ امامت کے عقیدے کو مخالف وہ سمجھتے ہیں۔ ابوالکلام آزادی [illegible] ہیں:

شیعوں کے متعلق ان کے نوٹ ... سے بھی جاہل ہے۔ امامت کا مسئلہ سوسائٹی کو انتشار سے محفوظ رکھنے والا ہے، خصوصاً [illegible] کا معیار عقل ہو [illegible] ... کی سمت [illegible] ضروری [جبر] ہے۔ اگر تقلید ضروری ہے تو [illegible] سے [illegible] امام ہوگا [illegible] کے اصول میں ایک نقص ہے اور وہ یہ کہ عوام کو [illegible] سے تعلق رہتا ہے اور قرآن سے تعلق کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔" (اقبال نامہ، حصہ اول، [illegible])

[illegible] سے پہلے "امیر المومنین" [illegible] لکھتے ہیں۔ حسب ذیل عبارت دیکھئے:

"بات یہ ہے کہ [illegible] واقعہ کربلا کو اسلام کا بہت بڑا واقعہ قرار دے دیا ہے، اور [illegible] والے لوگ امیر المومنین یزید بن معاویہؓ کو [illegible] قرار دے گئے ہیں۔"

(اقبال، اسلامی جمہوریہ پاکستان، جنرل محمد ضیاء الحق [illegible] ۲۳۴)

واقعہ کربلا کو صرف ایک گروہ [illegible] بہت بڑا واقعہ قرار دیا ہے۔ [illegible] گروہ کا کام ہے۔ [illegible] واقعہ کربلا کو بہت بڑا واقعہ [illegible] کے لیے [illegible] کا واقعہ ہی کیا بڑا اور بہت بڑا نہیں ہے؟ [illegible] کیا [illegible] ہے؟

۷۲۔ اس وصیت نامے میں اقبال لکھتے ہیں:

"غرض یہ ہے کہ [illegible] حضرات اہل سنت [illegible] اور اسی پر قائم رہنا چاہیے اور ائمہ اہل بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیے۔" (زندہ رود، [illegible] ۶۴۰)

پانچواں باب

سیاسی اور ملی افکار پر اعتراضات کا جائزہ

پانچواں باب : سیاسی اور ملی افکار پر اعتراضات

۱- تصورِ قومیت کے خلاف ردِ عمل

(۱) وطنی قومیت اور اسلامی قومیت

اسلامی تصورِ شخصیت اور اسلامی تصورِ قومیت فکرِ اقبال کے دو بنیادی تصورات ہیں ۔ اسلامی تصورِ قومیت کی آبیاری اقبال نے [illegible] مسلمانوں کی وطنی قومیت (Nationalism) پر اسلامی اصولِ اجتماعی کو ترجیح دینے کے ضمن میں مولانا محمد علی جوہر [illegible] خاص طور پر اقبال کو اپنا المعصر کہا ہے[1] ۔ ۱۹۰۵ء تک اقبال نے ہندی وطنی قومیت کا پرچار کیا[2] ۔ ہندی وطنی قومیت کا مفہوم یہ تھا کہ ہندوستان کے تمام باشندے ایک قوم ہیں ۔ اقبال اس تصور سے چمٹے رہتے تو متحدہ قومیت کے نتیجے میں [illegible] ہندوستان آزاد ہوتا اور پاکستان نہ بنتا[3] ۔ اقبال نے یہ تصور ترک کر دیا ، اس کی مخالفت کی اور اسلامی تصورِ قومیت کے علمبردار بن گئے[4] ۔ اس تصور کی رو سے مسلمان اسلام کی بنیاد پر ایک قوم (NATION) ہیں ۔ [illegible] سطح پر یہ تصور پاکستان کی بنیاد ہے اور عالمی سطح پر اسلامی اتحاد کی راہ ہموار کرتا ہے ۔ چنانچہ عالمِ اسلام اور خاص طور پر اہلِ پاکستان کے لئے یہ تصور بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ اسلامی قومیت پر وطنی و نسلی قومیت کو ترجیح دینے سے مسلمان منتشر ہو گیا ۔ اسلامی قومیت کے فروغ سے اسلامی اتحاد قائم ہو سکتا ہے جس میں مسلمانوں کا [illegible] ہو گا ۔ اسلامی قومیت میں اسلام [illegible] ہے جبکہ وطنی قومیت مادہ پرستی کی دین ہے [illegible] وطن کا [illegible] رہا ہے ۔ اقبال اس معرکے کی اہمیت کو [illegible] اس طرح بیان کرتے ہیں :

> بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
> اس زمانے میں کوئی حیدرِ کرار بھی ہے[5]

یورپ میں میکیاولی کے نظریۂ وطنیت سے مادہ پرستی کو فروغ حاصل ہوا ۔ مادہ پرستی کے ضمن میں ڈارون کا نظریۂ ارتقا ، مارکس کا [illegible] فرائڈ کا نظریۂ لاشعور یا جنسیت بھی اہمیت کے حامل رہے ۔ سرمایہ داری نظام اور اس کا ردِ عمل اشتراکیت بھی مادہ پرستی کے [illegible] میکیاولی کی کتاب "الملوک" سولہویں صدی کے ربعِ اول میں سامنے آئی ۔ انگلستان میں جدید وطنی قومیت کا آغاز سترھویں صدی میں ہوا ۔ جرمنی میں نیشنلزم اٹھارویں صدی کی پیداوار ہے ۔ انیسویں صدی کے دوران مغربی یورپ اور امریکہ میں نیشنلزم ایک غالب قوت رہی ۔ بیسویں صدی میں یہ تصور دنیا بھر میں پھیل گیا چنانچہ انیسویں صدی یورپ میں وطنی قوم پرستی کا عہد کہلاتی ہے[6] ۔

[illegible] انیسویں صدی ہی میں قائم ہوا [illegible] صنعتی انقلاب اور سرمایہ داری نظام کی بدولت [illegible] اقوام کے ہاتھوں میں طاقت آ گئی ۔ وطنی قوم پرستی کے عطا کردہ جوشِ مسابقت و رقابت نے ترقی کی رفتار کو تیز تر کیا ۔ قومی ریاستیں (Nation States) [illegible] طاقتور بن گئیں اور کمزور اقوام پر چڑھ دوڑیں ۔ بیسیوں ملک [illegible] کا شکار ہو گئے ۔ استعمار کا شکار ہونے والے بیشتر ممالک مسلمان تھے ۔ قبضہ و تسلط قائم کرنے کا یہ سلسلہ بیسویں صدی کے ربعِ اول کے بعد تک بھی جاری رہا[7] ۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے الفاظ میں "مغرب ترقی کر کے [illegible] اپنے سے کمزوروں کو [illegible] تھا [illegible]

کا کردار ہی ہندی قوم پرستی سے زیادہ ہندو قوم پرستی پر مبنی رہا۔ اس کا ثبوت تقسیم بنگال (۱۹۰۵ء) کے خلاف تحریک اور دوسرے لا[illegible]

رہنماؤں کا ہندو مسائل [illegible] اصلاح تھا۔ تاہم اس کے برعکس اقبال کی نظر ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی تھی۔ چنانچہ مسلم لیگ

کی برطانوی کمیٹی کے افتتاحی اجلاس (۱۹۰۸ء) میں اقبال شریک ہوئے اور اس کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔[۱۸]

(ب) ہندوؤں کا ردّ عمل

اقبال نے اسلام کی آواز بلند کی اور مسلمانوں کو مخاطب کیا تو ہمیشہ کی سطح پر ہندوؤں میں عام ہو کر نہیں بلکہ مسلمان کی حیثیت سے اقبال ہندوؤں کا کوئی حق متعصب نہیں رہے تھے لیکن ہندوؤں نے اس اثر کو اقبال کی مخالفت شروع کر دی۔ خطبۂ الٰہ آباد کے بعد یہ مخالفت انتہائی شدید ہو گئی[۱۹] اس سے کچھ پہلے ۱۹۲۹ء میں آنند سروپ [illegible] کی مشہور نظم "شکوۂ اقبال" شائع ہوئی۔ اس نظم میں ہندو ذہنیت کا اظہار ہوا ہے۔ بعض مصرعے اور ایک شعر یہاں نقل کیا جاتا ہے:

ع تو کعبے کا دلدادہ تھا تو بت خانے میں کیوں آیا؟

ع اے بلبل چمن کے شاخ گل، کیوں تار قفس میں بیٹھا ہے؟

ع مذہب کے ہاتھوں خون ترا پامال تخیل ہوئی

سے ہندی ہونے پہ ناز جسے کل تک تھا حجازی بن بیٹھا

اپنی محفل کا رند پرانا، آج نمازی بن بیٹھا[۲۰]

ڈاکٹر سچدانند سنہا، اقبال کے ہندو معاصروں کے علاوہ کم و بیش ہر ایسے اہل قلم کی تحریروں سے [illegible] ایک خصوصیت مشترک ہے۔ ہندی وطن پرستی سے اسلامی قومیت اور وسیع تر اسلامی فکر کی طرف اقبال کے ذہنی سفر پر سخت نکتہ چینی کی ہے[۲۱] یہاں میں ایک ہندو دانش ور ڈاکٹر سچدانند سنہا کی تصنیف اقبال کے حوالے سے بات کروں گا جنھوں نے ۹۰ برس کی عمر [illegible] Iqbal the Poet and His Message مرتب کی جو ۱۹۴۷ء میں الٰہ آباد سے پہلی بار شائع ہوئی۔ ڈاکٹر سنہا، جو کئی عہدوں پر فائز رہے — پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہونے کے علاوہ [illegible] کی صدارت کا اعزاز بھی انھیں حاصل ہوا

ڈاکٹر سچدانند سنہا نے "ترانۂ ہندی" کو ہندی قوم پرستی اور حب الوطنی پر مبنی نظم قرار دیا ہے اور ہندوستان کا قومی ترانہ بننے کا مستحق بھی، مگر افسوس اس ترانے میں ساری [illegible] پھر [illegible] کے بعد اقبال "ترانۂ ملی" نہ لکھتے۔ ہندو کانوں کو میٹھی لگنے والی [illegible] کے برعکس یہ ہے کہ ع اقبال ترا دیس [illegible] ہے۔ اور ع شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے۔ سنہا لکھتے ہیں کہ یہ خالص ہندوستانی الفاظ ہیں اور اقبال برداشت کرتے تو ایسے الفاظ میں "ترانۂ ہندی" لکھ سکتے تھے۔ نیز "ترانۂ ملی" کی وجہ سے اقبال کا مرتبہ اخلاقی مشکوک ہو جاتا ہے۔ یہ ترانہ ہندوؤں کو مجروح کرتا ہے۔ اس میں ہندی قوم پرستی اور حب الوطنی کی اپیل نہیں ہے۔ "ترانۂ ہندی" میں ہندوستان کو آسمان تک لے جانے کے بعد "ترانۂ ملی" میں چین و عرب اور سارے جہاں کی بات کی ہے حالانکہ یہ [illegible] کے اپنے نہیں ہیں بلکہ انھیں ہندوستان کی طرح اپنا لیا ہے۔ سنہا لکھتے ہیں کہ اقبال کا دفاع کرنے والوں میں سے کسی نے اس اعتراض کا جواب نہیں دیا۔[۲۲]

اقبال کا دفاع کرنے والوں کے بجائے یہاں ایک بے تعصب مستشرق کی رائے درج کی جاتی ہے جو مسٹر [illegible] اقبال میں شامل ہے۔ [illegible] رسل لکھتے ہیں کہ

حربۂ وطنیت اور سائنسی علوم کی ترقی نے ان قوموں میں وہ قوت پیدا کر دی تھی جس کے ذریعے کمزوروں کو لوٹنے اور حکومت کرنے کا عمل جاری رہا۔[9] علاوہ ازیں مخالفت اور رقابت کی بنا پر، وطنی قومیت پر استوار، استعماری طاقتیں بالآخر آپس میں ٹکرا گئیں۔ جنگِ عظیم (اوّل) کی پیش گوئی اقبال نے طرابلس ۱۹۰۷ء میں کر دی تھی:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا[10]

ہزار سالہ وحدت کا سب سے بڑا ... حکومت ... کی علامت تھی —— جیسا کہ ... عالمگیر ... دوسری دینی تحریک نے قوموں میں تقسیم کر دیا۔ اہلِ مغرب کی نگاہیں اقوام کی تنگ حدود میں الجھ گئیں اور سیاسی مطالبوں کی پرورش وطنی قومیت کے تصور کے تحت ہوئی۔[11] اٹھارویں صدی میں ریاست کے اقوامِ کلیسا کی شکست کے بعد نیشنلزم کو اعلیٰ ترین مطالبہ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں Nationalism پر مقالے کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

"a state of mind, in which the supreme loyalty of the individual is felt to be due to the nation state."

اسلام میں معبود کا درجہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہ تصور کلمۂ طیبہ کے بنیادی مفہوم میں شامل ہے۔ چنانچہ وطنی قومیت کی تاریخ کے تناظر میں علامہ اقبال نے اپنی نظم "وطنیت" (۱۹۱۰ء) میں اسلامی نقطۂ نظر کو اس طرح پیش کیا ہے:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اقوامِ جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصودِ تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے
قومیتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے[12]

اقبال اہلِ یورپ کی اس چال سے آگاہ تھے۔ یہ بات انہیں اچھی طرح معلوم ہو گئی تھی کہ یورپ کی طرف سے ... اسلام کی وحدتِ دینی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی حربہ نہیں کہ اسلامی ممالک میں فرنگی حربۂ وطنیت کی اشاعت کی جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہ تدبیر جنگِ عظیم میں کامیاب بھی ہو گئی۔[13] یہ بات اقبال نے شعری روپ میں بھی بیان کی ہے:

حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز[14]

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مطابق ہندوستان میں نیشنلزم کا آغاز ۱۸۸۵ء میں ہوا۔[15] دراصل اسی سال انڈین نیشنل کانگرس قائم ہوئی۔ اس سے قبل ہندو قومیت کی لہر، ہندی وطنی قومیت کی شکل میں، اقوامِ غیر اور مسلمانوں کا ردِّعمل بھی واضح ہو چکا تھا۔[16] علاوہ

اقبال کا "مردِ مومن" عارف میں آج بھی مقبول ہے۔ اس میں وطنی نظام کا امکان ہے۔ یہ علاوہ ازیں ہر قوم میں پایا جاتا ہے اس لیے نہیں کہ وہ سارے جہاں سے واقعی اچھا ہے بلکہ چونکہ وہ ان کا وطن ہے اس لیے سب سے اچھا ہے۔ [illegible] اگر تو ہیں کہ جمہوری ملکوں میں اقبال کے احساسات بالکل مختلف ہو گئے۔ اب ہیں وہی رجحانات کے باعث جو تاریخ پر قول رہی تھی، اصل سے ان کا انحراف کر لیا تھا۔ انہوں نے وطنی وحدت کا تصور ترک کر دیا [illegible] تھی۔ اقبال کے اسلامی اتحاد کو عالمی اتحاد میں پیش کیا [illegible] سے انسانوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ وطنی قومیت کا [illegible] مسلم لیگ نے اقبال کے حق میں مضبوط دلیل پیش کر دی اور عالمی سیاست اب تک ایسی دلیلیں پیش کر رہی ہے[۲۳]

"مردِ مومن" کا [illegible] "مردِ ملی" پر تعمیر کیوں ہوئی؟ "مردِ مومن" وطنی قومیت کا آئینہ دار تھا اور ہندوؤں میں بہت مقبول ہوا۔ اقبال [illegible] کے بجائے اسلامی برادری کی بات کرنے لگے تو ہندو اہلِ دانش کو تشویش ہوئی۔ "مردِ ملی" اسلامی قومیت یا ملتِ اسلامیہ کا آئینہ دار ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک مسئلہ یہ تھا کہ اقبال جو وطنی قومیت کے حق میں "مردِ مومن" [illegible] وطنی قومیت کے مخالف اور اسلامی قومیت کے حامی ہو گئے۔ آزادی کی صورت میں وطنی قومیت [illegible] ہندوستان کی شکل [illegible] ہندو اکثریت کا راج قائم ہوتا۔ ہندوؤں کو اندیشہ تھا [illegible] اسلامی قومیت کا [illegible] مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کا قیام تھا۔ یہ بات ہندوؤں کو گوارا نہ تھی۔ عالمی سطح پر اسلامی قومیت کا تصور اسلامی اتحاد کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ ہندو اسے خطرہ تصور کرتے ہیں[۲۴] ہندوؤں کے علاوہ مغرب کے لیے بھی یہ خطرہ ہے[۲۵]

اقبال کے اسلامی تصورِ قومیت [illegible] اسلامی اتحاد کی تردید کے لیے ڈاکٹر سنہا نے یہ دعویٰ کیا کہ اقبال نے اسلام کی غلط تاویل کی ہے۔ سنہا نے اسلام کی جو تاویل کی ہے [illegible] یہ ہے کہ خدا سب کا ہے، صرف مسلمانوں کا نہیں ہے۔ اسلام کے نزدیک ہندوؤں کا تصورِ خدا وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ اللہ کی نظر میں سب انسان برابر ہیں۔ قرآن [illegible] جیسی اکبر کے زمانے میں تھی۔ [illegible] اس کی [illegible] مسلمانوں کے [illegible] کیوں؟ اسلام ایک [illegible] ہے [illegible] کے تحت [illegible] تمام ادیان بنیادی طور پر [illegible] ہیں لہٰذا اسلام اور ہندومت میں کوئی فرق نہیں[۲۶]

ڈاکٹر سنہا مزید لکھتے ہیں کہ [illegible] اسلام [illegible] میں، مسلمانوں کو ایک برادری، سماجی اور مذہبی اخوت کے [illegible] کہا ہے [illegible] اور سیاسی [illegible] ہیں۔ [illegible] اور مسلم ممالک میں وطنی قوم پرستی کا فروغ اسلامی اتحاد کی نفی کرتا ہے۔ ہندوستان کی مسلم تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان غیر مسلموں سے اتحاد کرتے رہے ہیں لیکن کبھی [illegible] قائم نہیں کیا۔ تاریخ اسلام کے مسلمان ریاستوں کا سیاسی اتحاد کبھی وجود میں نہیں رہا۔ [illegible] کے مشورے میں اسلام کا نام تک نہیں۔ ترکی اور ایران [illegible] اور مذہب سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ کوئی [illegible] رکھتا ہے [illegible][۲۷] ڈاکٹر سنہا کے نزدیک مسلم اور غیر مسلم کی تمیز متضاد ہے۔ وطنی قومیت اور اسلام میں کوئی تضاد نہیں اور اسلامی برادری سیاسی حیثیت سے موجود رہی ہے نہ کبھی وجود میں آئے گی[۲۸]

[illegible] وطنی قومیت کا راستہ ہموار کرنے کے لیے ڈاکٹر سنہا [illegible] ہیں۔ ایک مقام پر انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ اسلام [illegible]

نقصانات سے بچانے میں کامیاب رہا، جبکہ ہندوستان ایسا نہیں کر سکتا[29] سوال یہ ہے کہ جب فرق مذہب کا ہے اور اس کی نفی نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہندوستان نے مسلمانوں میں اونچ نیچ کیوں قائم کی اور ہندوؤں نے شودروں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیوں روا رکھا؟ مقبول سر اسٹینلے ریڈ (Sir Stanley Reed) ... بات کا عام خیال ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو پیشہ کے لئے تقسیم کیا[30] چودھری محمد علی نے وضاحت کی ہے کہ ہندو مسلم تیل اور پانی کی طرح ہیں ... ایک دوسرے میں حل نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ ہندو اپنے معاشرے سے باہر جنم لینے والے کو ملیچھ (ناپاک) سمجھتے ہیں[31] ... اس کی اجازت نہیں ... رکھا نہیں جا سکتا تاہم ... تو ... اور ... کا الٹ ہر ایمان رکھنا ... مسلم اور غیر مسلم کے درمیان تمیز ... پر نہیں ایمان کے ... ہے اور انسانوں کی ہی ایک نسبت ... رکھی ہے[32] ... مسلمان کا نقطۂ نظر آفاقی ہوتا ہے۔ انسان ترکی مسلمان ... کسی حیوان کو ... ہندو قوم کا معاملہ ... مختلف ہے۔ شودروں اور ... ہندوؤں کے ساتھ ... سلوک ہندوؤں نے روا رکھا، تاریخ میں ... کی کوئی مثال نہیں ہے۔ ... اختیار ... متحدہ ہندوستان میں، مسلمانوں کی ... حیثیت ہوتی جو اب ... مسلمانوں کی ہے۔ شودروں ... یا اس سے بدتر

ہندو اور مسلمان کا فرق ... ہے جسے ہندو ... تسلیم کیا ہے۔ ... ۱۹۴۷ء میں ... مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فرق ... ہے کہ ... ہی کے دور میں ... فرق ... کم ... ہندو ... ہندو ... شودر کو ... اختیار ... اس کی ... مسلمان ہندو ... کو تسلیم کرتا اور ... رہتا لیکن مسلمان نے ... اختیار ... شروع کر دیا ... وہ مضبوط ہو ... ہندو میں ضم ہو کر ... مسلمان کی حیثیت ... ہے[33] ... نہرو نے لکھا ہے کہ ... کی ... ہر جب ... اس کی بنیاد ہندو مذہب تھا۔ ... مسلمان ہندو قوم ... کی ... کے ... باہر آئے تو ہندو ... کی طرح ... مسلم ... کی صورت اختیار کر لی[34] حقیقت یہی ہے ... ہے نہرو ... اپنے الفاظ ... ہیں لیکن مسلمانوں ... متحدہ وطنی قومیت ... کرنے کے لئے خود نہرو اور ... اپنی ... کو ... رہے ہیں صاحب رسالت مآب[35] ... مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کر کے اسلامی برادری کو مذہبی اور سماجی ... کے ساتھ ساتھ سیاسی ... صورت بھی عطا کی تھی۔ اسلام ... پرائیویٹ مذہب نہیں ہے ... ایک اجتماعی نظام ہے ... وطنی قوم پرستی اور اسلام ... کا ... حیثیت ... وطنی قوم پرستی اس کی ... شامل ہے ... (Organization of Islamic Countries) ... میں رشتۂ اتحاد اسلام ہے۔ مسلم ممالک میں اسلامی معاشروں کے ... اور اسلامی اتحاد کی تڑپ ... کوئی ... نہیں ہے ... سیاسی حیثیت ... مسلمانوں کی برادری ... ہے۔ ... کی ... اس کا ثبوت ہے۔ ... پاگل پن کیسے ہو سکتا ہے؟ پاکستان ... دیوانے کا خواب کہا گیا تھا۔ ... ایسی ... مشکل ... پاگل پن ... عقل و دانش کے منافی ہے۔

(ج) مولانا محمد علی، مولانا مدنی اور دوسرے جید علماء کے اعتراضات

علامہ اقبال، محمد علی جوہر اور ابوالکلام آزاد، بیسویں صدی کے آغاز سے کچھ عرصہ قبل [illegible] افق پر ابھرنے والے درخشندہ ترین ستارے تھے۔ اقبال نے ۱۹۰۰ء میں [illegible] کے موضوع پر علی گڑھ کالج میں خطبہ پڑھا اور اسی سال [illegible] زوال اور عروج کا شکار [illegible] قوم کو سنوارنا شروع کیا۔ اسی سال محمد علی جوہر نے کامریڈ نکالا۔ ابوالکلام [illegible] کے الہلال کا آغاز ۱۹۱۲ء ہوا۔ محمد علی نے ۱۹۱۹ء میں خلافت تحریک شروع کی جو [illegible] تحریک تھی۔ ابوالکلام اس میں پوری طرح شریک تھے۔ [illegible] کی تحریک عدم تعاون گاندھی کے ہاتھ میں تھی۔ اس دوران انگریز [illegible] کے [illegible] کو عروج حاصل ہوا اور ہندو مسلم اتحاد کی [illegible] تاہم [illegible] ۱۹۲۲ء میں گاندھی نے تحریک کے خاتمے کا اعلان کیا [illegible] مسلمان بہت مایوس ہو گئے۔ ہندو مسلم فسادات [illegible] اتحاد کا تصور [illegible] محمد علی اور ابوالکلام کے راستے بھی جدا ہو گئے۔ ابوالکلام [illegible] سیاسی راستہ اپنایا اور چوٹی کے کانگریسی لیڈر [illegible] انہوں نے [illegible] مرتبہ کانگریس کی صدارت کی [illegible] عمر [illegible] ۳۵ سال تھی[35]۔ علامہ اقبال اور ابوالکلام کا کوئی ٹکراؤ نہ ہوا۔ [illegible] تک [illegible] حالانکہ علامہ اقبال اسلامی تصور قومیت [illegible] امام الہند کی حیثیت رکھتے تھے اور ابوالکلام ہندی وطنی قومیت کے [illegible] علمبردار تھے۔ انہوں نے وحدت ادیان کا [illegible] امتیاز کر کے متحدہ قومیت کو [illegible] اور عملی سیاست کی [illegible] علماء کے سرخیل قرار پائے[36]۔

محمد علی جوہر دو دائروں کے اسیر تھے۔ اسلامی اور ہندوستانی۔ علامہ اقبال صرف اسلامی دائرے کے قائل تھے۔ [illegible] دائرہ اسلامی دائرے سے متصادم تھا۔ محمد علی [illegible] مفاہمت کرنے کو درستی اور [illegible] ہم دوش [illegible][37] علامہ اقبال کو [illegible] سے [illegible] کرنے [illegible] کے ضمن میں اقبال کو [illegible] کا ہدف بنایا اور ۱۹۲۸ء [illegible] پانچ مضامین اقبال کے خلاف [illegible] کیے[38]۔ اقبال نے ان مضامین کا کوئی جواب نہ دیا [illegible] ۱۹۲۸ء [illegible] لاہور [illegible] دونوں [illegible] محمد علی [illegible] اسلام [illegible] ہوا [illegible] علامہ اقبال کی [illegible] کا مختصر [illegible] محمد علی [illegible] قوم پرستی کا جواب [illegible] اقبال نے کہا کہ اسلام [illegible] رشتہ ہو گیا ہے۔ [illegible] زمانے میں [illegible] اسلام کی [illegible] بڑی [illegible] جغرافیائی قومیت [illegible] بچے [illegible] کا فرض ہے کہ وہ جغرافیائی قومیت کی [illegible] کو دور کریں[39]۔

۱۹۳۸ء [illegible] دہلی [illegible] جلسہ میں [illegible] مولانا حسین احمد مدنی نے کہا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ اس بیان کا [illegible] علامہ اقبال [illegible] اشعار کی ایک نظم کہی[40]۔ مولانا حسین احمد مدنی دارالعلوم دیوبند کے سربرآوردہ عالم اور زہد و تقویٰ میں مشہور و معروف تھے[41]۔ [illegible] قومیت پر اختلاف نے دو قابل احترام ہستیوں کے مابین ایک معرکہ کی شکل اختیار کر لی۔ مولانا مدنی نے [illegible] کہ ملت کا لفظ قوم کے معنی میں استعمال کرنا غلط ہے[42]۔ علامہ اقبال [illegible] درست سمجھتے تھے اور گزشتہ تیس برسوں سے ملت، امت اور قوم کے الفاظ کو مترادفات کے طور پر استعمال کر رہے تھے[43]۔ علامہ اقبال جانتے تھے کہ [illegible] وطنیت یہی ہے جو مولانا مدنی نے بیان کیا ہے۔ ان کا اعتراض یہ تھا کہ مولانا مدنی نے ہندی مسلمانوں کو [illegible]

اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے[44] اور جب مولانا طالوت کی وساطت سے [illegible] مدنی نے [illegible] مولانا مدنی نے انکار کیا کہ میں نے اب کوئی مشورہ دیا ہے تو علامہ نے
اپنا اعتراض واپس لے لیا اور اس بحث کو خوش گوار طریقے سے ختم کر دیا[45] لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ تقریر میں مولانا مدنی نے
صرف یہ کہ مشورہ دیا تھا بلکہ اقبال کی وفات کے بعد ایک رسالہ "متحدہ قومیت اور اسلام" کے عنوان سے شائع کیا جس میں متحدہ قومیت
کی تلقین زوردار انداز سے اور بار بار کی۔ وہ صاف صاف مولانا مدنی لکھتے ہیں:

"متحدہ قومیت کا جو تصور کانگریس پیش کرتا ہے [illegible] ہر وطنیت اور [illegible] کے ذریعہ سے پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ پیدا
ہوا اور ہمیشہ قومیت کے ساتھ پیدا ہوا اور یہی ضروری ہے تاکہ تمام اقوام ہندیہ دوش بدوش ہو کر ملک کی آزادی کو
اور اپنے لیے ترقی اور بہبودی کی صورتیں پیدا کریں [illegible] اور دنیا کا تمام ان کے لیے صرف سرمایہ سے آزادی ہی
ہو سکتا ہے۔ بغیر اس کے اور کوئی صورت ہرگز نہیں۔ متحدہ قومیت سے مذہبی اشتراک [illegible] نہیں ہے۔ وہ ہرگز ہرگز
نہیں جو ہمارے مخالف حضرات سمجھ رہے ہیں کہ مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی ایسے نظام کے تحت آ جائیں جو لادینی اور دہریت کا مرادف ہو"[46]

اقبال کے اسلامی تصور قومیت کے خلاف پہلی اعلانیہ کتاب مولانا حسین احمد مدنی کا رسالہ "متحدہ قومیت اور اسلام" ہے۔ اس میں علامہ اقبال
کے مضمون "جغرافیائی حدود اور مسلمان" کا جواب دیا گیا ہے۔ [illegible] اقتباس کے آخری [illegible] اقبال کے حسب ذیل انتباہ کا جواب ہے:

"اگر بعض مسلمان اس فریب میں مبتلا ہیں کہ دین اور وطن بحیثیت ایک سیاسی تصور کے یکجا رہ سکتے ہیں
تو میں مسلمانوں کو ہر وقت انتباہ کرتا ہوں کہ اس راہ کا آخری مرحلہ اول تو لادینی ہوگا اور اگر لادینی نہیں
تو اسلام کو محض ایک اخلاقی نظریہ سمجھ کر اس کے اجتماعی نظام سے بے پروائی"[47]

مولانا مدنی نے یہ خیال کیا کہ متحدہ قومیت [illegible] متحدہ ہندوستان کی آزادی کی صورت میں [illegible]
[illegible] جس میں اسلام کا اجتماعی نظام [illegible] [illegible]
[illegible] لیکن اسلام کا اجتماعی نظام [illegible] کی حکمرانی میں قائم نہیں ہو سکتا [illegible]
[illegible] کے حوالے کر دیا [illegible] اقبال [illegible] مولانا مدنی نے
"متحدہ قومیت" [illegible] اور [illegible] نظر سے دیکھنے کی کوشش نہیں کی

مولانا مدنی نے "میثاق مدینہ" کو متحدہ قومیت کا جواز [illegible] مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہوا تھا
[illegible] دو گروہوں [illegible] کے درمیان [illegible] کا معاہدہ [illegible] کی صورت میں کیا تھا۔ مولانا مدنی [illegible] میثاق کے [illegible]
[illegible] کی حمایت کر رہے تھے۔ [illegible] مسلمان اس کی پیروی کرنے [illegible] کے تحت آ جاتے اور ان کی
حیثیت اقلیت [illegible]۔ "میثاق مدینہ" سے مسلمانوں کی حیثیت [illegible] کے متاثر ہونے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ افسوس ہے کہ مولانا مدنی
علامہ اقبال کے اس نکتے کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ اسلام ایک "حیثیت اجتماعیہ اسلامیہ" ہے اور چونکہ [illegible] "حیثیت اجتماعیہ [illegible]"
ہے اس لیے اسلام سے متصادم ہوتا ہے۔ مولانا مدنی نے اس نکتے کا جواب [illegible] اور [illegible] کے حوالے سے دیا ہے[49] [illegible]
کی [illegible] اسلامی [illegible] میں [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] علامہ اقبال کا موقف واضح تھا کہ —— مسلمان ہونے کی حیثیت سے

انگریزی ملازمت کے مقابلے [illegible] کے استقرار کا [illegible] ہمارا فرض ہے ۔ آزادی ہمارا مقصد ہے ۔ تاہم ہمارا اوّلین مقصد اسلامی نظام حکومت کا قیام ہے جس کی آزادی [illegible] اسلام قائم رہے اور [illegible] طاقت ور ہو جائے ۔ آزادی ہندو کا [illegible] انگریز [illegible] دارالکفر [illegible]

اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آزادی [illegible] مسلمانوں کی حکومت کے قیام میں [illegible] کی طرح [illegible] اصل جڑ[50] [illegible] آزادی کا انکار ہوئے [illegible] کافری حکومت کی [illegible] اور [illegible] انہی الفاظ میں کیا ہے[51]۔ مولانا [illegible] نے ابوالکلام آزاد سے [illegible] اور درشت لہجہ میں کہا کہ "آپ کی جگہ ہندوستان میں نہیں پاکستان میں ہے اور [illegible] کے لیے بہتر ہوگا"[52]۔ ایک [illegible] دانشور پروفیسر [illegible] کے قول [illegible] کی اشاعت [illegible] مولانا آزاد کو "فرقہ پرست" کہا گیا اور ان کے ماضی [illegible] کا [illegible] ہے[53]۔

(۵) آزادی کے بعد بھارت میں ہندی قوم پرست مسلمانوں کا زاویۂ نظر

آزادی کے بعد بھارت میں اقبال کا اسلامی قومیت کا تصور مسلسل زیرِ بحث رہا ہے ۔ [illegible] لکھنے والے پاکستان کی [illegible] کرنے کے درپے ہیں ۔ ہندوؤں اور متحدہ قومیت کے حامی [illegible] کا ایک گروہ تصورِ پاکستان سے اقبال کے تعلق کا انکار کرتا ہے ۔ وہ اقبال کو حاجت اور پاکستان کی مخالفت کو شمار [illegible] ہوئے ہے ۔ اس گروہ کے اکثر اہل قلم اقبال کو محبتِ وطن اور [illegible] سے عالم اور [illegible] آفاقی شاعر مانتے ہیں ۔ دوسرا گروہ اقبال کو اسلامی قومیت کا علمبردار اور تصورِ پاکستان کا خالق سمجھ کر اقبال [illegible] (دیکھیے حاشیہ ۳) ستم ظریفی یہ ہے کہ [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ اقبال [illegible] کا [illegible] معلوم ہوتا ہے تو کوئی ہندو اہلِ قلم اسے [illegible] لکھتا ہے کہ اقبال [illegible] فرقہ پرستی اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible] اقبال کا تصورِ پاکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے[54]۔

ہندی قوم پرست مسلمانوں میں ایسے دانشور بھی ہیں جو تصورِ پاکستان کے الزام سے اقبال کو "بری" کر دیتے ہیں لیکن وطنی قومیت کی مخالفت کا "مجرم" قرار دیتے ہیں ۔ اس ضمن میں آل احمد سرور کی مثال [illegible] ہے ۔ آزادی سے قبل وہ اقبال کے اسلامی تصورِ قومیت کے حامی تھے[55] آزادی کے بعد [illegible] اس کے مخالف ہو گئے اور اقبال پر نکتہ چینی شروع کر دی ۔ وطنی قوم پرستی کے [illegible] اسلام کی ایک مخصوص تاویل کرتے ہیں اور کبھی وطن کو اسلام پر ترجیح دیتے ہیں ۔ سرور لکھتے ہیں کہ "محض اسلام قومیت [illegible] کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ "قومیت آج دنیا کی [illegible] بڑی طاقت ہے" ۔۔۔ "قومیں مذہب سے نہیں نسل، وطن اور [illegible] مشترک تاریخ و تہذیب سے بنتی ہیں" ۔۔۔ "اقبال نے لفظ قوم (Nation) کے سلسلے میں وسعتِ نظر سے کام نہیں لیا" ۔۔۔ سرور کا [illegible] ہے کہ اقبال نے [illegible] یا قومیت کی قوت اور اہمیت سے انکار کر کے غلطی کی ۔ اقبال نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا [illegible] کی طرف مولانا آزاد نے اپنی کتاب India Wins Freedom کے آخر میں اشارہ کیا ہے یعنی یہ کہ [illegible] دو صوبوں کو چھوڑ کر [illegible] کی سارے مسلمانوں کے لیے مرکز [illegible] نہیں ہو سکتا[56]۔

اس میں [illegible] ہیں کہ وطنی قومیت بڑی طاقت ہے ۔ اقبال اس سے انکار نہیں کرتے بلکہ اسے [illegible] اور [illegible] بتاتے ہیں ۔ اقبال کے نزدیک مسلمانوں کی طاقت کا راز اسلامی قومیت میں ہے ۔ اسلامی قومیت ہی مسلمان ممالک کو متحد کر سکتی ہے [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے [illegible]

ایسی طرح علامت بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح [illegible] مختلف حصوں میں مسلمانوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہی اتحاد ان مسلمانوں کی حفاظت کا ضامن [illegible]
ہے جو اپنے اپنے ممالک میں اقلیت میں ہیں۔ اقبال نے وطنی قومیت کی نفی اور اسلامی قومیت کا اثبات کر کے تمام پاکستان کی راہ ہموار کی
ہو کوئی معمولی نہیں تھی۔ اسی طرح کروڑوں مسلمان [illegible] کی آنے والی [illegible] ہندوؤں [illegible] اسلام [illegible] محدود [illegible]
کے لیے [illegible] رکھتا ہے [illegible] مستقبل میں بھی [illegible] ہے [illegible] کا دعویٰ ہے کہ قومیں مذہب سے نہیں [illegible] وطن اور [illegible]
سے بنتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں لیکن [illegible] اسلامی [illegible] وطنیت [illegible] ہے۔ جہاں تک [illegible]
ہندوؤں اور مسلمانوں کی [illegible] ہے یہی حال [illegible] کا ہے[57] آل احمد سرور کو عراقی مسلمانوں [illegible]
قومیت کی [illegible] قرآن کا اسلام کا تصور ان کے سامنے [illegible] کھڑا ہو جاتا ہے[58] [illegible] آل احمد سرور [illegible]
اس سے [illegible] سرور [illegible] اسلام [illegible] کی [illegible] ہوتی ہے

ملک اور علاقائی قوم پرست [illegible] اقبال کی شاعری میں قومی [illegible]
کا گزارا [illegible] اور وہ اسلامی قومیت کو "[illegible] پوری دنیا کے لیے زہر ناک" سمجھتے ہیں[59] ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"[illegible] اقبال کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں مذہب کی بنیاد پر
ایک قومیت کی تشکیل چاہی۔ قومیت اور وطنیت [illegible] جغرافیائی حدود کی بنیاد پر [illegible] انسان کی ایک عالمگیر
برادری کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اقبال [illegible] وہ قومیت [illegible]

اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے قومیتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

لیکن [illegible] یہ نہ سوچا کہ جس قومیت کی تشکیل وہ مذہب کی
بنیاد پر چاہتے ہیں وہ بھی تو مخلوقِ خدا کو [illegible] کی بنیاد پر گروہوں میں بانٹ رہی ہے۔ ایک عالمگیر [illegible]
کا پیغام [illegible] لیکن یہ عالمگیر [illegible] جو مذہبی [illegible] سے مشروط ہو تو اسے کیسے عالمگیر [illegible] کہا جا
سکتا ہے بلکہ وہ قومیت جو مذہبی اعتقاد کی بنیاد پر بنائی جائے گی، وہ دنیا کے لیے اس قومیت سے زیادہ
تباہ کن ہوگی جس کی بنیاد صرف جغرافیائی ہو"[60]

اقبال کا سب سے بڑا جرم مذہب کی بنیاد پر ایک قومیت کی تشکیل ایسا اعتراف ہے جو ایک مسلمان کو کسی دشمن اسلام [illegible]
مذہب کی بنیاد پر ایک قوم یا ملت کی تشکیل تو صاحب رسالت [illegible] نے کی تھی [illegible] اقبال
نے اس کی وضاحت اور تلاش کی [illegible] مذہبی اعتقاد کی بنیاد پر [illegible] قومیت وطنی قومیت سے زیادہ تباہ کن ہوگی [illegible]
کے تصور قومیت پر تبصرہ کرنے والوں کو اقبال ہی کا تصور اسلام پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اقبال کا تصور اسلام اور تصور ملت [illegible] مختلف ہے
جو تباہ کن کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے [illegible] ملت [illegible] دنیا کے لیے رحمت ثابت ہو سکتی ہے [illegible] مغربی مادہ پرستانہ
نظام [illegible] انسانی اخوت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ [illegible] عالمگیر ملت کے حق میں [illegible] ضروری ہے تو مادہ پرستی [illegible]
بلکہ تعمیر نو اور اتحاد کے لیے مسلمان اس مقام پر [illegible] ہو سکتے ہیں۔ [illegible] اقبال کے [illegible] کا یہ علاج [illegible] کوئی [illegible]

مادہ پرستانہ نظام خواہ اشتراکیت ہو یا سرمایہ داری، اسی قومیت کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں[61] مذاہب میں سے ہندومت بھی پرانی ہے۔
ہندومت ذات پات کی اونچ نیچ میں پھنسا ہے۔ عیسائیت کی عالمگیر حیثیت وطنی قومیتوں کے قیام کے ساتھ ختم ہو گئی۔ یہ ایک بڑا المیہ
ہے ... ہے۔ اسلام جو عناصر پر مشتمل ہے ... ہے۔ اجتماعی سطح پر ... آزادی ... وحدت اور
مساوات اجتماعی کا ضامن ہے۔ ملت اسلامیہ روابط مکانی ... ہے۔ ... [62] ... اور وطنی قومیت
انسانوں کی عالمگیر برادری کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ وطنیت اور رنگ و نسل سے ماورا ہونے کے باعث صرف اسلام عالمگیر برادری کی
بنیاد بن سکتا ہے۔ کوئی دوسرا نظریہ یہ بنیاد فراہم نہیں کرتا۔

عارف نیشلسٹ علماء میں مولانا ... خاص طور سے نمایاں ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال مسلم ... کا کام یہ تھا کہ اپنے آپ
کو الگ قوم اور دوسروں کو الگ قوم سمجھ کر علیحدہ جغرافیائی گوشے میں سمٹ جائیں۔ ملک ... کا اصل کام یہ تھا کہ وہ ساری انسانیت
کو ایک سمجھیں اور تمام قوموں کو ایک آفاقی تہذیب کے تحت لانے کی کوشش کریں۔ وہ ... اپنے استدلال سے یہ نتیجہ اخذ کرتے
ہیں کہ اقبال کا کیس غلط ... کا کیس ہے[63]

متحدہ ہندوستان میں مسلمان ساری انسانیت کو ایک سمجھ کر ... ہندوؤں کو ایک نہیں سمجھے ... جو
حالت مسلمانوں کی ہے وہی متحدہ ہندوستان کی بھی ہوتی۔ تمام قوموں کو ایک تہذیب کے تحت لانے کے ضمن میں بھارت کے مسلمان
کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے۔ ان کی حیثیت ... سے کمتر ہے۔ تمام قوموں کو ایک آفاقی تہذیب کے تحت لانے کے لیے ضروری ہے
کہ حقیقی اسلامی معاشرے کی تشکیل ہو اور اسے دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا جائے۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل کسی ایسی سرزمین پر
ممکن ہے جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو قیام پاکستان ایک اہم پیش رفت تھی۔ ... کا اصل کام یہ ہے کہ
پاکستان میں صحیح اسلامی معاشروں کی تشکیل ہو اور اس کا موثر نفاذ ہو۔ تمام قوموں کو آفاقی تہذیب کے تحت لانے کے لیے ... ضروری ہے

(ب) آزادی کے بعد پاکستان میں قوم پرستوں کا موقف

آزادی کے بعد پاکستان میں نیشلسٹ مسلمانوں کی حکمت عملی بدل گئی۔ آزادی سے پہلے وہ متحدہ ہندوستان کے حامی اور قیام پاکستان
کے مخالف تھے۔ پورا ہندوستان ان کا وطن تھا۔ اب وہ علاقائی، لسانی اور نسلی سطح پر اتر آئے۔ بلوچستان، سرحد، سندھ اور بنگلہ دیش کے
نعرے علاقائی، لسانی اور نسلی بنیاد پر لگے۔ مشرقی پاکستان میں وطنی و لسانی قومیت کا بیج ہندو استادوں نے تیار کیا۔ مغربی پاکستان
میں سرحدی گاندھی نے مشکلات پیدا کیں۔ ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے نیشلسٹ رہنماؤں نے پاکستان کے حق میں
کلمہ خیر کہا[64] لیکن آزاد پاکستان میں متحدہ ہندوستان کے حامیوں نے "پختونستان" کا نعرہ بلند کیا۔ انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ آزادی
کے لیے قربانی ہم نے دی ہے جس کے نتیجے میں پاکستان قائم ہوا۔ آزادی کے لیے قربانی دینے کا دعویٰ درست تھا لیکن وہ قربانی متحدہ ہندوستان
کے لیے دی گئی تھی اور جب کانگرس نے تقسیم ہند کو تسلیم کر لیا تو ... سیاست کو ... کانگرس نے ہمیں بھیڑیوں کے آگے ڈال دیا ہے[65]

اس میں شک نہیں کہ بنگلہ دیش ہندوستانی جارحیت کے باعث قائم ہوا تاہم پاکستان کے حکمران بھی اس کے ذمہ دار تھے۔ ان حکمرانوں نے
پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو مستحکم کرنے کی طرف توجہ دی اور نہ ... کی روشنی میں اسلامی انقلاب اور ... قائم کرنے کے تصور کو پس پشت ڈال

ایسے اجتماعات میں جنہیں سیاسی جماعتوں اور افراد کو کھل کھیلنے کے مواقع ملتے رہے۔ مثال کے طور پر "مسعود نوائی" میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں پاکستان کو مضبوط کرنے والے ہر عنصر کی مذمت کی گئی۔ علامہ مصطفیٰ شاہ نے علاوہ اقبال، قائداعظم، لیاقت علی اور اردو زبان سب کے خلاف زہر افشانی کی[63] اس شخص کو [illegible] تعلیم [illegible] گیا[64]

(۲) پاکستان میں وطنی قومیت کا شوشہ

پاکستان میں تصور پاکستان کی وطنی تاویل بھی ہوئی اور پاکستانی نیشنلزم کی [illegible] بھی چلائی گئی۔ مسعود اکرم کا مقالہ Iqbal and Foundations of Pakistani Nationalism میں، حفیظ الرحمٰن اور اقبال کی طرف سے [illegible] کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ وطنی قومیت کو مسلمانوں کے لیے خطرناک قرار دینے والے اقبال نے بالآخر وطنی قومیت قبول کرلی۔ انکے الفاظ یہ ہیں:

> Nevertheless the man who had condemned Western type nationalism in the strongest of terms because it was inimical to all things Muslim, and who had rejected the concept on various intellectual grounds, had in the final analysis accepted the very element which he considered the most dangerous for Muslims, namely territorial nationalism.[68]

تصور پاکستان کو سمجھنے میں مسعود اکرم [illegible] رہے ہیں۔ اقبال کا تصور پاکستان حسب ذیل پانچ عناصر پر مشتمل ہے۔

(۱) اسلامی تصور قومیت۔ یہ تصور نہ صرف پاکستان بلکہ اسلامی اتحاد کی بنیاد ہے۔[69]

(۲) ہندی مسلمانوں کا انگریزی غلامی اور ہندو غلبہ دونوں سے نجات۔[70]

(۳) ہندوستان کی تقسیم۔[71]

(۴) ہندی مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کا قیام[72] اور (۵) ایک ریاست جس میں ملوکیت کا [illegible] اسلامی شریعت کا نفاذ اور اس کے ذریعہ تمام مسلمانوں کے معاشی اور دوسرے مسائل کا حل، نیز اسلام کی تمدنی قوت کا تحفظ اور اس کا فروغ

اس لیے مسعود اکرم کا یہ دعویٰ [illegible] کے منافی ہے کہ [illegible] قومی [illegible] یورپی طرز کے نیشنلزم کی شدید مذمت کی تھی انہوں نے بالآخر وطنی قومیت قبول کرلی۔ حفیظ الرحمٰن [illegible] یہ [illegible] ظاہر ہوتی ہے کہ ایک مسلم ریاست کا تصور وطنی قومیت کی نفی اور اسلامی قومیت کی اساس پر مبنی ہے۔ اقبال اسے واضح طور پر اسلامی [illegible] ہیں[73] اسلام کی اجتماعی حیثیت پر زور دیتے ہیں اور یورپی وطنی قومیت کو [illegible] بتاتے ہیں[74] [illegible] ہے جیسا کہ [illegible] ہو گئی اس کے بعد لکھتے ہیں:

> Therefore the construction of a polity on national lines, but means a displacement of the Islamic principal of solidarity, is simply unthinkable to a Muslim.[75]

۳

یہ بات افسوس ناک ہے کہ پاکستانی علما کی جانب سے بعض اقبال شناس حضرات نے بھی کی۔ مزید افسوس ناک بات یہ ہے کہ اپنے علاقائی تصور کو علامہ اقبال سے منسوب کر دیا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ۱۹۶۱ء میں لکھا تھا:

> If Iqbal had lived to see the establishment of Pakistan → (the realisation in a concrete form of his abstract and nebulous political ideal) it is certain that he would have developed into yet another phase, and laid the foundations of what may be termed 'Pakistani nationalism.'[76]

مولانا صلاح الدین احمد "جمہوریت کی طرف" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ "اسلامی جمہوریہ میں جدید ملت کا فروغ اور جمہوری اداروں کے نتیجے میں ایک قومی وطنی کی آمیزش بجا طور پر ایک تاریخی نتیجے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ۔ ۔ شاعر آسمان کی بلندیوں اور وسعتوں سے اتر کر زمین کے ایک تنگ ٹکڑے کی حدود میں قید اور اس کے مفاد کو محدود ہونے پر بہ صد مسرت آمادہ ہو گیا کہ اسی میں اس کو اس کی نجات نظر آتی ۔ ۔ ۔ اقبال نے جب ہمیں پاکستان کا تصور دیا تو بلاشبہ اس کے آفاق گیر تصورِ ملت سے کوئی نسبت نہیں رکھتا تھا لیکن اس کی رخصت کا حقیقت پسندانہ رخصت تھی"۔ پروفیسر شیخ نذیر ملک اپنے مضمون بعنوان 'اقبال اور سرزمین پاکستان' میں لکھتے ہیں کہ "پاکستان کا تصور دراصل زمین سے وابستگی کا تصور ہے"۔ اس عقیدے کا مفہوم پاکستانی وطنی قومیت ہے۔ جناب مسلم انجم نے تحریر کیا کہ "زمین سے وابستگی کا تصور سیاسی اصطلاح میں وطنی قومیت کا تصور ہے"۔ حکم بقول اقبال "ملت مجروح وسبس مر — — تو مپرور سالف است، بس نہایت مکانی موارد"۔ زمین سے وابستگی ملکی سطح سے نیچے علاقائی سطح پر بھی ظاہر ہوتی ہے اور [illegible] کو ملک بنا دیتی ہے۔ اسلامی قومیت [illegible] کی صورت میں پاکستان اس خطرے سے دوچار رہے گا۔ وطنی قومیت نے علاقائیت کی شکل اختیار کی۔ اسلامی قومیت کا شعور غالب رہتا تو مشرقی پاکستان [illegible] نہ سکتا۔ اسلامی اتحاد کے قیام کی صورت میں پاکستان اور دیگر [illegible] ایک تسبیح کے دانے ہوں گے۔ یہ اتحاد وطنی قوم پرستی کے بجائے اسلامی تصور قومیت پر منحصر ہے۔

مولانا صلاح الدین احمد نے تصور پاکستان کو ناروا [illegible] ہے جبکہ بات صاف اور سیدھی ہے۔ اقبال نہ آسمان کی وسعتوں اور بلندیوں سے اتر کر زمین کے ایک تنگ ٹکڑے میں محدود ہو گئے ہیں اور نہ ان کے آفاق گیر تصور ملت اور تصور پاکستان میں کوئی تناقض ہے۔ مسلمان ایک الگ قوم اور مسعود ملت ہیں۔ یہ قومیت اسلام عطا کرتا ہے۔ مرحلہ میری سطح پر اس تصور کا [illegible] پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا اور آفاقی سطح پر یہی تصور عالم اسلام کے اتحاد کی راہ ہموار کرتا ہے۔ زمین کے ایک ٹکڑے سے وابستگی اور اس پر قائم ہو کر بیٹھ جانا ← تعلیمات اقبال کی مرحلہ [illegible] ہے۔ نیا پاکستان کو اقبال اپنی چشم بصیرت سے صاف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اگلے مرحلے کی نشان دہی کی اور مملکت و آسائش [illegible] سے خبردار بھی کیا۔ حسب ذیل اشعار [illegible] کے بعد کہے گئے۔

تو ابھی رہ گزر میں ہے قیدِ مقام سے گزر!
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر![81]

مقامِ پرورشِ آہ و نالہ ہے یہ چمن
نہ سیرِ گل کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے
رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بیکراں کے لیے [۸۲]

ڈاکٹر جاوید اقبال سے Stray Reflections کے تعارف میں ایک نہیں بلکہ دو لغزشیں ہوئیں اور ان دو میں انہوں نے دوسری کا ازالہ کر دیا — دوسری لغزش اقبال نے 'اسلامی سوشلزم' کو مسترد کر دیا تھا [۸۳] ڈاکٹر موصوف نے 'پاکستان ازم' کی بھی اسی طرح کی:

"ہم نسلی، لسانی اور علاقائی اعتبار سے ایک نہیں، ہم تو ملی اعتبار سے ایک ہیں۔ پاکستان ہمارا وطن ہمارے قومی اتحاد کا ضامن ہے بلکہ پاکستان تو ہمارے ملی اتحاد کی تخلیق ہے۔ پاکستان نے پاکستانی قوم کو جنم نہیں دیا بلکہ مسلم قوم نے پاکستان کو پیدا کیا ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی ہے۔ اگر یہ بنیاد کمزور ہوگئی تو ساری کی ساری عمارت ہمارے سروں پر آ رہے گی۔ اس لیے اگر 'پاکستانی قوم پرستی' یا 'وطن پرستی' کے اصول کے پس پشت اسلام کا معیار کارفرما ہے تو ہمارا سیاسی مسلک اقبال کا سیاسی مسلک ہے، لیکن اگر ہم 'پاکستانی قوم پرستی' یا 'وطن پرستی' کا نعرہ محض اس توقع پر بلند کر رہے ہیں کہ اسی طرح ہم قوم اور ملک کو اسلام سے سرکاری رابطے سے آزاد کر دیں تو ہم اقبال سے منحرف ہو رہے ہیں یا ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔" [۸۴]

اس اقتباس میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے بجا طور پر پاکستان کی اساس، اقبال کے نقطۂ نظر کا حق ادا کر دیا ہے۔ تاہم اتنی وضاحت اور ضروری ہے کہ جس طرح اسلامی سوشلزم کی اصطلاح گمراہی کا راستہ کھولتی ہے [۸۵] اور بات اسلامی معاشرے کے اندر رہنے کے بجائے مارکس اور لینن کے سوادِ اعظم تک جا پہنچتی ہے، اسی طرح 'پاکستانی نیشنلزم' کی اصطلاح خطرات سے خالی نہیں۔ پاکستانی قوم پرستی یا 'وطن پرستی' کا نعرہ ہماری تعبیرات کی رو پر رہے گا اور پاکستان کی اصل بنیاد کو کھوکھلا کر دے گا۔ اس لیے کہ سوائے اللہ کی پرستش کے روادار نہیں — اسلام نے قوم اور وطن، نسل اور وطن کی محبت اگر ہے، پرستش جائز نہیں۔ معبود صرف اللہ ہے۔ اسلام کی ابدی تعلیم کے اصل عنصر یہی ہیں اور مقصد یہی۔ پاکستان کی بقا اور وطن پرستی کے لیے نہیں بلکہ اس لیے ضروری ہے کہ یہاں اسلام جلوہ گر ہو۔ نری قومیت سے دور رہے۔ [۸۶] ہمارا اصل الاصول ماتحت ہے جس کا ذکر ہے

موجودہ صورتحال کی ہم آہنگی اور پاکستان کے ۱۹۷۰ء کا انتشار اسلامی قومیت کے رد عمل پر ہے۔ دنیائے اسلام کے اتحاد و استحکام کا انحصار بڑی حد تک اسی پر ہے۔ ہماری کامیابی کا یہ واحد راستہ ہے۔ پاکستان میں اقبال کے دونوں بنیادی تصورات، اسلامی تشخص اور اسلامی قومیت کے اثرات ہونا اس کا لازمی تقاضا ہے کہ ہم اپنا پاکستان محفوظ رکھیں۔ جس ملک کو ہندوؤں کا ملک بنایا تھا، اس کی گرفت سے نکل کر نہ ڈالی جائے اور جو قوم کو سرگرداں کر دیا گیا۔ شناخت کی صورت یہی ہے کہ مقصودِ وجودِ پاکستان، علامہ اقبال کی اسلامی بصیرت کے مطابق بنیادی اقدار کی ترویج اور اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر کی جائے۔ دنیا کے سامنے نمونہ پیش کرنا ضروری ہے۔ کرنے کا اصل کام یہی ہے۔ اس کے بعد عالمِ اسلام اور بالآخر عالمِ انسانیت کی تعمیر ممکن ہے۔ 'معمارِ حرم! باز بہ تعمیرِ جہاں خیز' [۸۷] کہہ کر اقبال نے اسی طرف توجہ دلائی ہے۔

حوالے اور حواشی

۱۔ دیکھیے، مکتوبِ اقبال بنام سراج الدین پال، محررہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۳ء، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، ج ۴، ص ۲۶۵

۲۔ سید نذیر نیازی لکھتے ہیں کہ اقبال نے "زندگی کے کسی دور میں بھی وطنی قومیت کا نظریہ قبول نہیں کیا" (دانائے راز، اقبال اکادمی ایڈیشن، ص ۳۶۵)
اسی طرح ڈاکٹر عبدالمغنی کا موقف ہے کہ "اقبال وطن پرست اپنی شاعری کے کسی دور میں نہیں تھے" (تصورِ اقبال، ... ص ۲۸۹)
سید نذیر نیازی اور ڈاکٹر عبدالمغنی دونوں اور بابائے اقبال ... ہیں لیکن ان کے اس موقف سے اتفاق بڑا مشکل ہے۔ خود اقبال نے اعتراف کیا ہے کہ "میں بھی ایک وقت میں وطنیت (Nationalism) پر اعتقاد رکھتا تھا اور ہندوستان کی متحدہ قومیت کا خواب سب سے پہلے میں نے دیکھا تھا"۔ (روزنامہ ... ، ۲۱ اپریل ۱۹۷۰ء، اقبال ایڈیشن، بحوالہ "اقبال کا سیاسی کارنامہ"، ص ۲۴۸)

وطنی قومیت کے پرچار کے ضمن میں اقبال کے جو وطنی اشعار زیادہ قابلِ توجہ ہیں:

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑوں گا
شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو
جو تو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیرِ امتیازِ ما و تو رہنا
ابھارا ہے تمیزِ ملت و آئیں نے قوموں کو
مرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے؟ (تصویرِ درد، بانگِ درا)

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا (ترانۂ ہندی، بانگِ درا)

پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے (نیا شوالہ، بانگِ درا)

صدائے درد، سید کی لوحِ تربت، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت اور بعض دوسری نظموں میں بھی وطن پرستانہ جذبات نمایاں ہیں۔ وطنی قومیت (Nationalism) کو اقبال نے بہت جلد ترک کر دیا البتہ محبتِ وطن (Patriotism) سے کبھی دست بردار نہیں ہوئے

۳. قیامِ پاکستان کا پس منظر، اقبال کے افکار، ڈاکٹر گوربخش ملی نے حسبِ ذیل الفاظ میں سوال کیا ہے:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اقبال نے ایک صحت مند قومی رویے سے منہ موڑ کر یک لخت اپنے فکری رنگ ایک سنی اور غیر صحت مند نظریے کی جانب کیوں موڑا؟ ... کسی بھی طرح ہوا اقبال نے اس مقام پر غیر جانب دار نیشنل اور انسانی فکر کی راہ ایک دم ترک کر دی اور ہم مذہب مسلمانوں ہی پر زیادہ زور دے کر برادری قوم اور وطن کا ایک ایسا ترجمان ڈالا جس کا محور ماسوا نے مذہبِ اسلام کے اور کچھ نہ تھا ... مذہب سے وابستہ قوم کے تصور نے دو رخی بنا پر ہندوستان کو تقسیم کروا ڈالا۔ اس نظریے کا اس سے زیادہ بڑا ایک سیاسی نتیجہ شاید ہی کوئی ہو ... ہندوستان میں مسلم اکثریت والے علاقوں کا پاکستان کے نام سے الگ ایک ملک کا وجود اسی مذہبی بنیاد کا، سیاسی سطح پر ایک نہایت ہی اعلیٰ کارنامہ ہے۔"

(اقبال پر ایک تعمیری نظر، شمارہ "معیارات" دہلی ۱۹۹۰ء، صفحات ۲۱ تا ۳۰۷)

۴. ڈاکٹر ظہیر چیمہ کا دعویٰ ہے (اقبال اور ... ۲۹۰) کہ اقبال نے حسبِ ذیل شعر اپریل ۱۹۰۶ء میں کہا ہے:

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے (کلیاتِ اقبال اردو، ۲۲، ۱۳۶)

معلوم ہوا کہ ۱۹۰۹ء میں "دو قومی نظریہ" کے عنوان ... اقبال کا ایک خط اہم ہے۔ (اقبال ... ۹۳) حالانکہ اس کا آغاز اقبال کے قیامِ یورپ کے دوران ہو چکا تھا۔ مذکورہ خط میں اقبال نے لکھا ہے کہ میرا خیال رہا ہے کہ امتیازِ مذہب اس ملک سے اٹھ جانا چاہیے مگر ... میرا خیال یہ ہے کہ قومی شخصیت کو محفوظ رکھنا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لیے ضروری ہے۔ اس خط میں اقبال نے "ہندوستان میں ایک مشترک قومیت" پیدا کرنے کے خیال کو ناقابلِ عمل قرار دیا ہے۔ اپنی ڈائری میں ۱۹۱۰ء کے دوران میں اقبال نے وطن پرستی کو بت پرستی کی ایک صورت قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ قومیت پرستی کی تمام ... اسی نسبت سے ہے اور اسلام جس چیز کو مٹانے کے لیے آیا تھا، وہ مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کا بنیادی اصول قرار دے دیا گیا ہے۔

(Stray Reflections اقبال کی ڈائری، انگریزی، مرتبہ ... مشمولہ افکارِ اقبال، ص ۸۴)

بعد ازاں اقبال اپنی وفات تک اسلامی تصورِ قومیت کی وضاحت مؤثر پیرایوں میں کرتے رہے۔ ۱۹۱۰ء میں "ملتِ بیضا" ... اسی سال کے آخر میں علی گڑھ کالج میں ایک اہم خطبہ بعنوان The Muslim Community, a Sociological Study دیا۔ مولانا ظفر علی خاں نے اس خطبے کا ترجمہ "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" کے عنوان سے شائع کیا۔ "ترانۂ ملی" کا بھی یہی دور ہے۔ اسلامی تصورِ قومیت کے ضمن میں اس دور کی نظم و نثر میں حسبِ ذیل تحریریں خاص طور پر اہم ہیں:

(۱) مثنوی رموزِ بیخودی ۱۹۱۸ء
(۲) خطبۂ الٰہ آباد (ابتدائی حصہ) ۱۹۳۰ء
(۳) جغرافیائی حدود اور مسلمان ۱۹۳۸ء

علامہ اقبال کا نقطۂ نظر حسب ذیل مصرعوں، اشعار سے بھی واضح ہے:

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں — جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

پاک ہے گرد وطن سے سر داماں تیرا — تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا (جواب شکوہ، بانگ درا)

مکے نے دیا خاک جنیوا کو یہ پیغام — جمعیت اقوام کہ جمعیت آدم؟ (مکہ اور جنیوا، ضرب کلیم)

۵. کلیات اقبال اردو، صفحہ ۲۵۲

۶. تفصیل کے لیے دیکھیے، قرآن اور علم جدید، ڈاکٹر رفیع الدین، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۵۲ء

۷. Encyclopaedia Britannica، سولہویں جلد ۲۲، ص ۱۳۹

۸. برطانیہ نے جن ممالک پر قبضہ جمایا ان کی تفصیل حسب ذیل ہے: (بیشتر تمام مسلمان ملکوں کے ہیں)

عمان ۱۷۹۸ء، ماریشس ۱۸۱۴ء، سری لنکا ۱۸۱۵ء، گیانا ۱۸۳۱ء

ہندوستان پر ۱۸۵۷ء میں قبضہ مکمل ہوا، بحرین ۱۸۶۱ء، گھانا ۱۸۷۱ء

فیجی ۱۸۷۴ء، افغانستان ۱۸۷۸ء، قبرص ۱۸۷۸ء، گیبون ۱۸۸۵ء

مالدیپ ۱۸۸۷ء، نجیریا ۱۸۸۱ء، یوگنڈا ۱۸۹۴ء، سیرالیون ۱۸۹۶ء

کویت ۱۸۹۹ء، زنجبار ۱۸۹۱ء، سوڈان ۱۸۹۹ء، ملائیشیا ۱۹۰۵ء

نائیجیریا ۱۹۱۴ء، مصر ۱۹۱۴ء، قطر ۱۹۱۶ء، متحدہ عرب امارات ۱۹۱۶ء

اردن ۱۹۱۷ء، فلسطین ۱۹۱۸ء، [illegible] ۱۹۱۸ء، صومالیہ ۱۹۲۰ء

عراق ۱۹۲۰ء، کینیا ۱۹۲۰ء

فرانس نے جن ممالک پر قبضہ کیا، ان کی تفصیل یہ ہے:

[illegible] ۱۸۲۹ء، کمورو ۱۸۸۶ء، تیونیشیا ۱۸۸۳ء، صومالی ۱۸۸۸ء

بینن ۱۸۹۱ء، سینیگال ۱۸۹۳ء، مڈغاسکر ۱۸۹۶ء، چاڈ ۱۹۰۰ء

موریتانیہ ۱۹۰۳ء، مالی ۱۹۰۴ء، آئیوری کوسٹ ۱۹۱۷ء، لبنان ۱۹۱۸ء

شام ۱۹۱۸ء، نائجر ۱۹۲۲ء

علاوہ ازیں ہالینڈ نے ۱۸۰۰ء میں انڈونیشیا پر، برطانیہ اور روس نے ۱۹۰۷ء میں ایران پر، اٹلی نے ۱۹۱۱ء میں لیبیا پر، فرانس اور سپین نے مراکش پر ۱۹۱۲ء میں قبضہ کیا۔ یہ تمام مسلم ممالک ہیں۔ حجاز بھی کچھ عرصے تک برطانیہ کے زیر تسلط رہا۔

۹. زندہ رود، حیات اقبال کا تشکیلی دور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، حیدرآباد، کراچی، اشاعت سوم ۱۹۸۵ء، صفحہ ۱۲۰

۱۰. کلیات اقبال اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، صفحہ ۱۶۱

۱۱. تفصیل کے لیے دیکھیے: Thoughts and Reflections of Iqbal مرتبہ سید عبدالواحد، شیخ محمد اشرف، لاہور، ۱۹۶۴ء، صفحہ ۲۹۳

۱۲. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۱۴۰ – ۱۴۱

۱۳. مقالاتِ اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد معینی، آئینہ ادب، لاہور، بار دوم ۱۹۸۸ء، ص ۲۴۳ ۔ ۶ فروری ۱۹۳۸ء کی ہے لیکن اس سے پہلے ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کے مکتوب بنام وحید احمد، مدیر نقیب، میں اقبال لکھتے ہیں:

"اس زمانے میں سب سے بڑا دشمن اسلام اور اسلامیوں کا نسلی امتیاز و ملکی قومیت کا خیال ہے۔ پندرہ (غزل "زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا" [illegible] بانگِ درا، ص ۱۴۶) برس ہوئے جب میں نے پہلے پہل اس کا احساس کیا۔ (مارچ ۱۹۰۷ء میں تہ۔ بقول گیان چند اقبال نے یہ شعر کہا تھا "سارے جہاں سے۔۔۔") اس وقت میں یورپ میں تھا اور اس احساس نے میرے خیالات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی (اسلام دشمن) آب و ہوا نے مجھے مسلمان کر دیا" (کلیات مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، ص ۲۷۱)

ڈاکٹر جاوید اقبال اس مکتوب اور مارچ ۱۹۰۷ء کی تحریر کردہ غزل کے حوالے سے اس انقلاب کا سال ۱۹۰۷ء متعین کرتے ہیں۔ مولانا مہر اور مولانا سالک نے "شذراتِ اقبال" کا مقالہ ہے یاد (زندہ رود، صفحات ۱۳۳، ۱۳۴) ڈاکٹر گیان چند کا استدلال ہے کہ اس سے پہلی غزل اپریل ۱۹۰۶ء کی ہے جس کے بعد غزل کی ترتیب کی پیروی پا رہی ہے۔ (اقبال کا ابتدائی کلام، ص ۲۹۸) یہ استدلال اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے کہ اس کی کیا ہے کہ اقبال نے بانگِ درا میں زمانی ترتیب کا اہتمام صرف مجموعی طور پر کیا ہے۔

۱۴. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۶۴

۱۵. انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا، جلد ۱۹، ص ۱۵۱

۱۶. الطاف حسین حالی نے لکھا ہے کہ ۱۸۶۷ء میں بنارس کے بعض سربرآوردہ ہندوؤں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو تمام سرکاری عدالتوں میں سے اردو زبان اور فارسی رسم الخط کے موقوف کرانے میں کوشش کی جائے اور بجائے اس کے بھاشا زبان جاری ہو جو دیوناگری میں لکھی جائے۔ سرسید کہتے تھے کہ یہ پہلا موقع تھا جبکہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب ہندو مسلمانوں کا بطور ایک قوم کے ساتھ چلنا اور دونوں کو ملا کر سب کے لیے ساتھ ساتھ کوشش کرنا محال ہے۔ (حیاتِ جاوید، حصہ اول۔ اکادمی لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۱۳۸)

۱۷. تفصیل کے لیے دیکھیے The Emergence of Pakistan، چودھری محمد علی، ص ۱۴

لوکمانیہ تلک ۱۸۸۹ء میں کانگریس کے نظامِ سیاست پر حاوی ہو گئے۔ یہ متعصب ہندو تھے۔ کانگریس کے پیرو و وابستہ تھے لیکن تمام ہر دو آئے تو قوم پرستی (Nationalism) کا لبادہ اوڑھ کر ایک نمایاں ہوئے جو کٹر فرقہ پرستی اور مسلم دشمنی کے باعث ان کی ہندو ماں کی ترکیب کا مقصد ہندو راج کا قیام اور ہندو دھرم کو زندہ کرنا تھا۔ (اقبال کا سیاسی کارنامہ، محمد احمد خاں، ص ۹۰)

۱۸. ذکرِ اقبال، عبدالمجید سالک، بزمِ اقبال، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۳ء، ص ۵۷ بحوالہ زندہ رود، ص ۱۱۶

۱۹. ۷ فروری ۱۹۲۱ء کے "انقلاب" میں مولانا عبدالمجید سالک نے "افکار و حوادث" کے تحت لکھا کہ "ڈاکٹر اقبال نے ہندو راج کے علمبرداروں کی اسی دکھتی رگ کو بے نقاب کر دیا ہے۔ [illegible] ہو کر ہندوستان کے گوشے گوشے میں آج رہے ہیں۔۔۔ اقبال کی کسی دلیل کا جواب ہندوؤں سے بن نہیں پڑا، البتہ شاعروں کی وہ بوچھاڑ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔" (بحوالہ: حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، محمد حمزہ فاروقی، ص ۲۳۲)

اسی طرح ۹ فروری ۱۹۳۱ء کو معاصر "انقلاب" کے اداریے میں لکھا:

"علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا، اس پر ہندو دنیا نے [illegible] کی [illegible] برپا کر رکھی ہے۔ ہندوؤں کا کوئی انگریزی یا ہندی [illegible] اخبار ایسا نہیں جس نے علامہ ممدوح کو جی بھر کے گالیاں نہ دی ہوں۔"

(بحوالہ اقبال کا سیاسی سفر، محمد حمزہ فاروقی، صفحہ ۲۳۶)

۲۰. "شکوہ از اقبال" مشمولہ "زمانہ" فروری ۱۹۲۹ء، صفحہ ۱۱۸

۲۱. مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ، ڈاکٹر سید عبداللہ، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۲۸۰

۲۲. Iqbal, The Poet and his Message، ڈاکٹر [illegible] لال، الہ آباد، ۱۹۷۴ء، صفحات ۱۹۱ تا ۱۹۳۔ اقبال کے سوا مصرعوں کے لیے دیکھیے، کلیات اقبال اردو، ۲۸۸، ۲۹۱

۲۳. اقبال اور اس کا پیام، ادارہ ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۷۶ء، صفحات ۸ تا ۱۱

۲۴. [illegible] نے لکھا تھا کہ "میں ہندوستان کے [illegible] سے واقف ہوں لیکن اس کے ساتھ وسط ایشیا، عرب، عراق اور ترکی کے مسلح لشکروں کی تاب نہ لا سکیں گے" (بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علما، پروفیسر [illegible]، صفحہ ۳۱، ۳۲)

۲۵. ایل ڈکنسن نے ۱۹۳۰ء میں "اسرار خودی" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"And if the East once gets going to recover by arms a free and united Islam, it will not stop till it has either conquered the world or failed in that attempt."

The Sword and Scepter, Edited by Riffat Hassam, Page 289

۲۶. Iqbal the Poet and his Message صفحات ۲۵۹ تا ۲۶۸،

۲۷ تا ۲۹: ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۲۸۴ تا ۲۹۸، ۸۱ تا ۸۹، ۲۵۹، ۲۶۵

۳۰. ۳۱. The Emergence of Pakistan، [illegible] پاکستان، لاہور، ۲۳، ۴۰

۳۲. دیکھیے، قرآن حکیم، سورۃ العصر

۳۳. ۳۴. بحوالہ "اقبال نامہ"، [illegible]، لاہور، پاکستانی ایڈیشن، ۱۹۷۰ء، صفحہ ۲۳

[illegible] کی رپورٹ نے بھی مان لیا ہے کہ "میں نے گذشتہ چھ ماہ میں ۱۰ بجے رات کا [illegible] کے مطالعے میں صرف کیا ہے اور اس سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ایک امر محال اور ناقابل عمل شے ہے۔ انگریزوں کے سامنے ہم [illegible] ہو سکتے ہیں لیکن جمہوری طرز حکومت کے مطابق ہندوستان میں اسلام حکومت قائم کرنے کے لیے ایسا اتحاد ناممکن نظر آتا ہے۔" (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علما، چودھری [illegible]، صفحات ۲۵، ۲۶)

۳۵. ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، مرتبہ رشید الدین، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، صفحات ۵۹، ۸۵

۳۶. "الہلال" کے مدیر مولانا ابوالکلام آزاد بھی قومیت کے علمبردار تھے، علامہ اقبال کے نظریہ کے تحت ۱۹۱۲ء کی ایک تحریر میں انہوں نے کہا

"یہ برادری ہوا کی مانند کی ہوئی ہے ہر انسان جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اسی برادری میں داخل ہو گیا۔ وہ مصری ہو یا ہندی، چینی ہو یا کابلی یا حبشی ہو، خواہ قسطنطنیہ کا تعلیم یافتہ ترک لیکن اگر وہ مسلم ہے تو اس کے ... کا مفہوم ہے جس کا گروہ کسی خاص وطن اور مقام سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ تمام دنیا اس کا وطن اور تمام انسان اس کے ... ہیں۔"

(خطبات ابوالکلام آزاد، ملک نصراللہ، صفحہ ۱۳)

۱۹۲۰ء کے بعد ابوالکلام نے متحدہ وطنی قومیت کا علمبردار بنا... کانگریس کے صدر کی حیثیت سے ۱۹۴۰ء میں اسے "قدرت کا فیصلہ" قرار دیا:

"ہماری گیارہ سو برس کی مشترک زندگی نے ایک متحدہ قومیت کا سانچا ڈھال دیا ہے۔ ایسے سانچے بنائے نہیں جا سکتے وہ قدرت کے مخفی ہاتھوں سے خود بنا کرتے ہیں۔ اب یہ سانچا ڈھل چکا اور قسمت کی مہر اس پر لگ چکی۔ ہم پسند کریں یا نہ کریں مگر اب ہم ایک ہندوستانی قوم بن چکے ہیں۔ علیحدگی کا کوئی مصنوعی تخیل ہمارے اس ایک ہونے کو دو نہیں بنا سکتا۔ ہمیں قدرت کے فیصلے پر رضامند ہونا چاہیے" (ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، صفحہ ۳۴۸)

۳۷. جمہوریہ مصر، حروف ...، ... (...)، ...، ۱۹۹۶ء، صفحہ ۱۰۶

۳۸. تفصیل کے لیے دیکھیے "علامہ اقبال پر مولانا حسین احمد کے اعتراضات کا جائزہ" پروفیسر ایوب صابر، مشمولہ "قومی زبان" کراچی، اپریل ۱۹۸۸ء

۳۹. مباحث اقبال کے مخفی گوشے، صفحہ ۵

۴۰. اس نظم کے اشعار حسب ذیل ہیں:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

۴۱. ملاحظہ کیجیے: چراغ فکر مرتبہ ...، ...، ادارۃ الرشاد، ...، ۱۹۹۴ء

۴۲. مولانا مدنی نے لکھا کہ ... اقبال مرحوم کی ... ہے کہ ملت اور قوم کو سر اقبال صاحب ... قرار دے رہے ہیں۔ ملت کے معنی شریعت یا دین کے ہیں اور قوم کے معنی عورتوں اور مردوں کی جماعت کے ہیں۔ ملت اور قوم کے معنی و مفہوم کا فرق ... ہے ... مسلّم چلا آتا ہے (متحدہ قومیت اور اسلام، مولانا حسین احمد مدنی، مکتبہ محمودیہ لاہور، ...، ۱۹۳۸، صفحہ ۲۶، ۲۷) ... کہ زمانۂ حال کی فارسی اور اردو میں "ملت" کا لفظ "شریعت" یا "دین" کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا

۴۳. اقبال لکھتے ہیں کہ "مثال کی طرح فارسی اور ... زبان میں بکثرت مستعملات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملت قوم کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ میں نے اپنی تحریروں میں بالعموم ملت بمعنی قوم ہی استعمال کیا ہے" (مقالات اقبال، صفحہ ۲۱۲)

کلام اقبال سے ملت بمعنی قوم کے استعمال کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:

ع ہے ... ملت کا ... (کلیات اقبال اردو، صفحہ ۲۰۰)

وجودِ افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی

فدا ہو ملت پہ، یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا [کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۱۳۰]

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی [" " ، صفحہ ۲۴۸]

تفریقِ ملل حکمتِ افرنگ کا مقصود — اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم [" " ، صفحہ ۵۲۰]

اک کشمکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام — یہی ہے راز [illegible] [" " ، صفحہ ۲۲۳]

۴۴. مقالاتِ اقبال، صفحات ۲۴۲-۲۴۳

۴۵. مقالاتِ اقبال، [illegible] کے اس بیان میں جو اخبار "[illegible]" میں شائع ہوا، مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:

لہٰذا اشد ضروری ہے کہ تمام [illegible] کو ایک ہی رشتہ میں [illegible] کر کے

کامیابی کے میدان میں گامزن کیا جائے۔ ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتۂ اتحاد

بجز متحدہ قومیت کے اور کوئی رشتہ نہیں، جو کہ اس زمانہ میں بھی (وطنیت) ہی ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ

اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔

ان الفاظ سے تو یہی پایا جاتا ہے کہ [illegible] ... [illegible] ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ

اس امت سے انکار [illegible] متحدہ قومیت [illegible]

[illegible] کے اس اعتراض [illegible] کی گنجائش نہیں رہتا۔" [متحدہ قومیت اور اسلام، صفحہ ۲۳، ۲۴]

ارشاد [illegible] [دیکھیے [illegible]]

۴۶. متحدہ قومیت اور اسلام، صفحہ ۵۹   ۴۷. مقالاتِ اقبال، صفحہ ۲۴۶

۴۸. مولانا مدنی کے رسالے "متحدہ قومیت اور اسلام" کی تردید میں سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اسی عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ان کی کتاب

"مسئلہ قومیت" میں شامل ہے۔ "میثاقِ مدینہ" کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

"اس معاہدے کو آپ کی اصطلاح "متحدہ قومیت" سے کیا واسطہ؟ زیادہ سے زیادہ اس کو آج کل کی

زبان میں فوجی اتحاد (Military alliance) کہہ سکتے ہیں، بجز ایک تحالفِ خاص کا مقصد ہو [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] رہیں گے [illegible] تمدنی و سیاسی [illegible] رہیں گی [illegible]

کوئی علاقہ [illegible] دونوں فریق [illegible] گے" — (تفصیل کے لیے دیکھیے مسئلہ قومیت، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۶۶ء، صفحات ۹۲-۹۳)

۴۹. متحدہ قومیت اور اسلام، صفحہ ۶۰ — مولانا مودودی نے [illegible] کو "[illegible]" قرار دیا ہے۔ [مسئلہ قومیت، صفحات ۹۴-۹۵]

۵۰. تفصیلات کے لیے دیکھیے، "[illegible]"، مشمولہ "مقالاتِ اقبال"۔ نیز کلامِ اقبال، مثلاً حسبِ ذیل شعر:

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے — حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری (کلیاتِ اقبال، اردو، صفحہ ۲۹۱)

۵۱۔ چراغ فکر، شافی ابوالحسنی، صفحہ ۳۰۴

۵۲۔ اطلاعات تحریر - انتسابی تحریر۔

۵۳۔ اقبال ایک عظیم سیاسی مفکر، مرتبہ، شائع کردہ ماہنامہ جامعہ، نئی دہلی، ۱۹۹۲ء، صفحہ ۷۰

۵۴۔ نامی جیسا اثر دل (غنی کا ایک معروف مضمون "... ہندو ... اور ... اقبال" فروری ۱۹۹۲ء کے کتاب نما میں شائع ہوا ... [illegible]

"۱۹۳۰ء کے قریب جب اقبال ... [illegible] ... میں داخل ہوتے ہیں تو ... اور مرتبہ ... [illegible]

دائروں سے نکل کر ... کی ... [illegible] ... کے تحت ... ملاؤں کے ... [illegible]

... [illegible] ... اسلامی ریاست کی تعمیر کے ... کی طرف اشارہ کرتے ہیں ... [illegible]

... [illegible] ... اگر ہمارے شاعر ... [illegible]

... [illegible] ... ریاست میں ... [illegible]

... [illegible] ... کی حاجت کے ... [illegible] ... فقدان ... ہو جاتے"

کتاب نما، مئی ۱۹۹۱ء میں ... کپور کا ... مضمون شائع ہوا۔ کپور لکھتے ہیں:

"فروری ۱۹۹۲ء کے کتاب نما میں ... [illegible]

... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... [illegible] ... ریاست ... [illegible]

کی ... [illegible] ... کا اسلام ... ہو گیا ہے ... علامہ اقبال پر یہ الزامات اور ...

... [illegible] ... کا اسلام سراسر ... [illegible]

بہتان ہے ... علامہ اقبال کا ۱۹۳۰ء کے مسلم لیگ کے الہ آباد کے اجلاس میں دیا گیا ... خطبہ ...

ہے۔ لیکن اس خطبہ میں علامہ اقبال نے آزاد پاکستان کی ... [illegible] ... مسلم اکثریت کے ... کی

... [illegible] ... آزاد پاکستان کے تصور کے طور پر پیش کر دیا گیا۔ آزاد پاکستان کا تصور علامہ اقبال

کے دماغ کی اپج نہیں تھی بلکہ انگریزوں کی ایک چال تھی۔"

۵۵۔ دیکھیے: (۱) اقبال ... کے نکتہ چیں ... "غزنائے اقبال" ... [illegible]

... [illegible] ... ۔ [...] (۲) اقبال ... کا ... "تحقیقی اشارے" (صفحات ۱۱۶، ۱۱۷)

۵۶۔ دیکھیے: (۱) ... ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ایڈیشن ۱۹۸۵ء، صفحات ۹۰، ۹۱، ۹۲

(۲) دانشور اقبال، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۹۴ء، صفحات ۸۱، ۸۲

۵۷۔ دیکھیے، The Emergence of Pakistan، چودھری محمد علی، صفحات ۱ تا ۷

۵۸۔ ...، صفحہ ۹۰

۵۹. [illegible] ، مشمولہ [illegible] ، مرتبہ [illegible] ، صفحات ۹-۱۰

۶۰. [illegible] ، مشمولہ [illegible] ، اقبال [illegible] اکتوبر ، صفحہ ۱۲۸

۶۱. [illegible] سے بھی فکری کے [illegible] ہیں اور [illegible] کے [illegible] ہیں تاہم [illegible] بھی رہنما موجود ہے جس سے [illegible] اور اشتراکیت دونوں محروم ہیں [illegible] کے اعتبار سے [illegible] کا استعمال [illegible]

۶۲. کلیاتِ اقبال نثری ، صفحات ۱۰۳ تا ۱۳۰

۶۳. اقبال ریویو ، اقبال اکیڈمی حیدرآباد ، نومبر ۱۹۶۵ء ، ۵۵-۶۶

۶۴. دیکھیے ، (۱) [illegible] ، صفحہ ۵۱۲ (۲) [illegible] ، ص ۲۵۶

۶۵. تفصیل کے لیے دیکھیے ، تحریک پاکستان [illegible] کا کردار ، ڈاکٹر [illegible] ، مشمولہ جنگ ، مورخہ [illegible] ۱۹۸۸ء

۶۶. [illegible] شاہ [illegible] سوہا ڈائجسٹ کے [illegible] لکھتے ہیں کہ "اقبال [illegible] اپنے استاد [illegible] کی طرح پاگل (سوہا ڈائجسٹ ، [illegible] ۱۵ [illegible]) [illegible] اور [illegible] کا [illegible] سے تعلق ہوں گے۔ (سوہا ڈائجسٹ ، ۸۹ [illegible] ۱۹۸۸ء) [illegible] اقبال کی عظمت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہیں (سوہا ڈائجسٹ ، جلد ۴ ، شمارہ ۳) پاکستان [illegible] کمزوریاں اور [illegible] اور [illegible] کو [illegible] لیے اسلام ایک بہت کمزور [illegible]" (سوہا ڈائجسٹ ، جلد ۵ ، شمارہ ۴) تفصیلات کے لیے دیکھیے [illegible]

۶۷. [illegible] کے [illegible] شاہ کے بیانات اخباروں اور رسالوں میں [illegible] [illegible] جون ۱۹۸۹ء — [illegible] ۲۵ جون ، ۳۰ جولائی ، ۸ اور ۱۸ اگست ۱۹۸۹ء [illegible] ۲۳ [illegible] ۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء [illegible] شاہ نے کراچی میں [illegible] پروگرام میں [illegible] (دیکھیے [illegible] ۲ نومبر ۱۹۸۹ء) ان کے [illegible] کیا گیا۔ (امروز ، مورخہ ۱۷ نومبر [illegible] مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۹ء

۶۸. Iqbal and Foundations of Pakistani Nationalism ، [illegible] ، ۱۹۹۳ء ، ۱۰۳ - ۱۰۵ ، ۱۰۶

۶۹. دیکھیے (۱) [illegible] ، ۱۹۲۰ء (۲) [illegible] اقبال کی [illegible] "خضرِ راہ" (بانگِ درا) اور "رموزِ بیخودی" (۳) [illegible] (۴) [illegible] مشمولہ [illegible] اقبال (۵) [illegible] مورخہ ۲۸ [illegible] ۱۹۳۷ء ، ۲۱ جون ۱۹۳۷ء

۷۰. Thoughts and Reflections of Iqbal ، ۷۵ ، مرتبہ سید عبدالواحد ، صفحات ۱۴۴ تا ۱۴۶

۷۱. ـــ ، ـــ Stray Reflections ، مرتبہ ڈاکٹر جاوید اقبال ، اقبال اکیڈمی پاکستان ، لاہور ، ۱۹۹۲ء ، صفحات ۱۵ ، ۱۴

۷۷. تصوراتِ اقبال ، صفحات ۳۳۱ تا ۳۳۴

۷۸-۷۹-۸۰. اقبال ، [illegible] ، اقبال لاہور ، ۱۹۸۵ء ، صفحات ۴۲ ، ۱۳۹

۸۰۔ خطبۂ الہ آباد کا یہ جملہ اس کا ثبوت ہے:

"... the formation of a consolidated North West Indian Muslim State appears to me . . the final destiny of the Muslims, at least of North-West of India".

(Thoughts and Reflections of Iqbal, Page 171)

نیز حسب ذیل شعر قابل توجہ ہے:

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۴۲)

۸۱ – ۸۲۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحات (بالترتیب) ۳۴۱، ۳۴۰

۸۳۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"He was, therefore, the first Muslim in the Indian subcontinent to express a coherent demand for the establishment of Islamic socialism"

[Stray Reflections, Page 23]

ڈاکٹر جاوید اقبال نے ... مضمون ... 'اقبال کے معاشی تصورات' میں لکھا کہ اقبال کے معاشی تصورات ... ہے۔ انہوں نے ... اسلامی ... اور ... سوشلزم کی ... مستشرقین کی ... ہے۔

(مے لالہ فام، صفحات ۱۳۸ – ۱۳۹)

۸۴۔ مے لالہ فام، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۶ء، صفحہ ۲۶۱

۸۵۔ 'اقبال اور سوشلزم' مرتبہ محمد حنیف رامے میں متعدد معروف شاعروں نے اقبال کو 'اسلامی سوشلزم' کا داعی ثابت کیا ہے۔ اسلام کی ... سے زیادہ یہ حامیان سوشلزم کی مادیت پر ... ہیں۔ حنیف رامے نے ... کارل مارکس کو ترجیح ... کی ہے۔ کتاب کے پہلے معروف ... ڈاکٹر خواجہ ... ہیں جنہوں نے ... 'اسلامی سوشلزم' کی اصطلاح ... کی۔ (اقبال کا ادبی مقام، صفحات ۵۶ تا ۵۹) اس دوران انہوں نے اسلامی سوشلسٹوں کی ملی سرگرمیوں کا ... کیا۔

۸۶۔ ... پاکستان کا اداریہ ہے۔ دیکھیے، ... اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ۲۳، ۳

۸۷۔ پورا شعر یوں ہے: ...

...

از ...

از ... (کلیاتِ اقبال فارسی، ۸۵۴)

۲۔ تصورِ پاکستان: غلط فہمیاں اور علامہ اقبال پر اعتراضات

۱۔ تصورِ پاکستان کا حقیقی خالق کون ہے؟

تصورِ پاکستان کے ضمن میں [illegible] اعتراضات ہندوؤں، ہندی قوم پرست مسلمانوں، اشتراکیوں اور مستشرقین سبھی نے کیے ہیں۔ ان میں [illegible] کی غرض سے [illegible] پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس کو کمزور کرنے کے لیے غلط فہمیوں کا ایک جال بھی بنا اور پھیلایا گیا [illegible] یہ ہے کہ پاکستان [illegible] بھی [illegible] کہ پاکستان [illegible] سے اسلامی ریاست [illegible] پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس کو [illegible] اور کمزور کرنے [illegible] ہیں [illegible] پاکستان، نظریۂ پاکستان کی بنیاد پر قائم ہوا لیکن پاکستانی معاشرے کو اس نظریے یا تصور کے مطابق استوار کرنے کے بجائے انحراف کا راستہ اختیار کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں بنگلہ قومیت نے زور پکڑا اور بنگلہ دیش قائم ہوا۔ موجودہ پاکستان میں بھی علاقائی، لسانی اور نسلی قومیتیں سر اٹھا رہی ہیں۔ [illegible] تصورِ پاکستان [illegible] کے نتیجے میں ملک متعدد [illegible] مسائل کا شکار ہو گیا ہے۔ [illegible] اور [illegible] سے نجات کے لیے اور پاکستان کی سالمیت [illegible] کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس کا تعین کیا جائے یعنی معلوم کیا جائے کہ پاکستان کا نظریہ یا تصور کیا ہے، اسے کس نے پیش کیا؟ حقیقی معنوں میں [illegible] تصورِ پاکستان کون ہے اور اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ مخالفینِ پاکستان اور [illegible] پاکستان اور منکرینِ تصورِ پاکستان [illegible] کو کس کس طرح مشکوک اور کمزور کیا ہے؟ [illegible] پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس کو [illegible] کے لیے پاکستان [illegible] تصور پر کیا اعتراض کیے ہیں؟ ان میں سے اگر کوئی اعتراض [illegible] اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ تصورِ پاکستان سے کہاں کہاں انحراف ہوا اور اس کے نتیجے میں گزشتہ نصف صدی کے دوران جو مسائل بھیانک شکل اختیار کر چکے ہیں ان کا صحیح حل کیا ہے؟

علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے [illegible] اجلاس منعقدہ الہ آباد میں جو خطبہ پیش کیا [illegible] کا تصور پہلی مرتبہ اسی میں ظاہر ہوا۔ اس سے پہلے اس تصور کے عناصر [illegible] کے [illegible] بکھرے [illegible] ہیں [illegible] آل انڈیا کانگریس کے سرکاری موقف، ہندی وطنی قومیت (Indian nationalism) سے قطع نظر ہندو ابتدا سے [illegible] الگ قوم سمجھتے رہے ہیں [illegible] تھا۔[1] [illegible] کہ ہندوؤں سے [illegible] قوم [illegible] مسلمانوں کی الگ قومیت کے نقطۂ نظر میں محمود غزنوی، [illegible] عالمگیر، شاہ ولی اللہ اور سرسید احمد خان کا [illegible] مسلّم ہے۔ حضرت مجدد [illegible] اور عالمگیر نے دارا شکوہ کی متحدہ قومیت کا توڑ کیا۔ علامہ اقبال نے دونوں کو [illegible] قومیت [illegible] میں شمار کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ اور ان کے علمی پیروکاروں کی خدمات بھی [illegible] ہیں۔ سید احمد شہید [illegible] اسلامی ریاست کے قیام کی خاطر جہاد کیا۔ سرسید [illegible] ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو الگ قومیں قرار دیا اور مسلمانوں کو الگ [illegible]

شامل ہونے سے منع کیا۔ علامہ اقبال نے اس ملاقات کی تعریف ان الفاظ میں کی:

"میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ آج سے بیس برس پہلے مسٹر [illegible] مرحوم نے مسلمانوں کے لیے جو راہِ عمل قائم کی، وہ صحیح تھی اور رنج گزرنے کے ساتھ اس راہِ عمل کی اہمیت محسوس ہو رہی ہے۔"[3]

اقبال نے ۱۹۰۶ء میں وطنی قومیت (nationalism) کا تصور ترک کر دیا اور اس بت کو توڑنا شروع کر دیا۔ اس ضمن میں ان کا پہلا وار ہی زوردار تھا، جب انہوں نے یہ شعر کہا:

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے[4]

[illegible] "ترانۂ ملی" — "وطنیت" — "خواب [illegible]" — اور "خضرِ راہ" میں [illegible] زور دے دیا۔ [illegible] ۱۹۲۲ء سے [illegible] اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ [illegible] مسلمانوں [illegible] کا حل اقبال [illegible] مسلم ریاست کی شکل میں [illegible] تھا۔ ۱۹۲۸ء میں [illegible] کے [illegible] سامنے آئے (تفصیلات آگے آ رہی ہیں)۔ تاہم سب سے زیادہ اہمیت خطبۂ الٰہ آباد کی ہے۔ اس خطبۂ صدارت میں جو آل انڈیا مسلم لیگ کے [illegible] ہوا [illegible] اہم ترین شخصیت نے شمال مغربی ہندوستان میں مسلم ریاست کے قیام کو [illegible] منزل مقصود قرار دیا۔[5] [illegible] ۲۰ [illegible] کے خطبۂ الٰہ آباد میں ہی [illegible] علامہ اقبال [illegible] ایک علیحدہ [illegible] مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔[6] ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"ایک طرف تو اقبال نے تمام [illegible] مسلمانوں کو دعوت دی کہ تم ایک ملت ہو [illegible] قوم [illegible] اور دوسری طرف انہوں نے [illegible] مسلمانوں [illegible] ایک قوم اور [illegible] تمہاری [illegible] قوم [illegible] اقبال نے [illegible] اسلامی [illegible] تصور کی تبلیغ [illegible] کے مسلمانوں کے اندر اسلامی قومیت کا احساس پیدا نہ کر دیا ہوتا تو آج تک پاکستان کا بھی وجود نہ ہوتا۔"

پاکستان میں اور بیرونِ پاکستان اس بات پر اتفاقِ رائے موجود ہے کہ مفکرِ تصورِ پاکستان علامہ اقبال ہیں، [illegible] تصورِ پاکستان [illegible] اقبال ہی کو [illegible] ہیں۔ مثال کے طور پر معروف [illegible] عالم اور دانشور مولانا [illegible] کے مطابق "اصل حقیقت یہ ہے کہ اقبال کی رہنمائی ہی درست تھی ۔۔۔ [illegible] کا کام تھا کہ اپنے آپ کو الگ قوم اور دوسروں کو الگ قوم [illegible] میں [illegible]"[8]

ہندوستان کے [illegible] کی تقسیم کی ذمہ داری علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد پر ہے [illegible] پیش ہونے سے پہلے [illegible] اسلام سے وابستگی اور اسلامی تصورِ قومیت کی تعمیر [illegible] کے باعث [illegible] اقبال سے [illegible] تھے۔ خطبۂ الٰہ آباد [illegible]

پر حملے اور اقبال کو رجعت پسند خیالات کا حامل [illegible] گالیوں کی بوچھاڑ کی۔ خلیفہ اللہ آباد کے دو بیٹے سید محمود اعظم رسول میر نے [illegible]
"انقلاب" نے ایک اداریے میں لکھا کہ "[illegible] رياست کا تصور پیش کرنے کے باعث پنڈت جواہر لال نہرو علامہ اقبال کی اس تجویز پر مخالفت کر رہے [illegible]
جنہی مخالفت انہوں نے لمود [illegible] اور [illegible] کی تھی، چنانچہ تصور پاکستان کے ضمن میں علامہ اقبال کی جو مخالفت ہوئی اور [illegible]
میں اخبار اقبال کی رخصت ہونے والی جو مہم شروع کی گئی اس سے صاف ظاہر ہے کہ تصور پاکستان کا خالق کون ہے؟ تصور پاکستان
کے ضمن میں علامہ اقبال کے مقابلے میں کسی اور کی مخالفت اور تشہیر نہیں ہوئی۔ البتہ [illegible] اور مسلم پاکستان کے ساتھ
میں تمام اہم کرمی [illegible] سیاسی کارکنان [illegible] خلیفہ اللہ آباد کے ایک بیٹے سید عبدالمجید سالک نے لکھا کہ "اقبال کی
دلیل کا جواب ہندوؤں سے نہیں بن پڑا، البتہ گالیوں کی وہ بوچھاڑ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔" [illegible] (اقبال
ہندوؤں جیسی [illegible] قوم کا کیا شمار (کہ) ہے) کا شعر درج کرتے ہوئے سالک نے لکھا کہ "[illegible] ہندوؤں کا کچھ شمار نہیں
چاہتے، صرف اپنا کچھ ساتھ چاہتے ہیں۔ اور ہندو [illegible] شمالی ہند میں اسلامی سلطنت قائم ہو کر رہے گی۔"[12]

حقائق تو یہ ہیں کہ مخالفین پاکستان نے پاکستان کی اساس اور نظریہ اقبال کو [illegible] کی خاطر یہ موقف پیش کرنا شروع کیا کہ
علامہ اقبال کا تصور پاکستان [illegible] ہیں۔ بعض پاکستانی دانشوروں نے اسلام کا راستہ روکنے کے لیے اقبال کا تعلق تصور پاکستان
سے کمزور کیا۔ انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ تقسیم ہند کا مطالبہ سے نہیں ہوا تھا۔ ایک مورخ یا [illegible] نے لکھا
کہ اقبال دو قومی نظریے کے حامل تھے۔ اس حوالے کے دوسرے حصے کا [illegible] سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ تقسیم ہند
فرقہ وارانہ بنیاد پر تقسیم ہند سے تصور پاکستان کی [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] تصور پاکستان [illegible]
[illegible] علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد سے پہلے [illegible] پیش کیا۔ اس کا جواب [illegible] سالک ہندوؤں [illegible]
خطبہ الہ آباد کے علاوہ دو اہم دستاویزات کی اہمیت بیان ہے۔ [illegible] کے نام لکھے گئے خطوط اور [illegible]
کی "[illegible]"۔ [illegible] اقبال کا [illegible] "[illegible] مسلمان"۔ تصور پاکستان [illegible]
ان دستاویزات میں تصور پاکستان [illegible] اسلامی قومیت کا نظریہ پاکستان کو اسلامی دنیا سے مربوط کرتا [illegible]
لیے کہ اسلامی اتحاد کی بنا ہی اسلامی قومیت [illegible] وطنیت کا نظریہ پھیل چکا تھا، علامہ اقبال نے اسلامی قومیت کا
نظریہ زور دار اور پر اثر انداز کے ساتھ پیش کیا۔" تصور پاکستان کے دوسرے عناصر میں اہم ترین اسلامی اجتماعی [illegible] دوسرے مطالب سے متعلق
ہے۔" اسی ضمن میں اقبال [illegible] کے اثرات سے پاک اسلامی جمہوریت [illegible] اور اسلامی قوانین کے نفاذ کو ضروری قرار
دیتے ہیں۔ [illegible] ملک کی [illegible] ہندوستان کی ہندوؤں اور [illegible]
تقسیم (distribution) اور [illegible] (پیر شال) میں ایک مسلم ریاست (یا [illegible]) کا قیام تصور پاکستان
کے عناصر ہیں۔"

ب۔ تصور پاکستان سے اقبال کا رشتہ کاٹنے کی کوشش

پالیسی کی روشنی میں جن افراد نے اقبال کو تصور پاکستان سے لاتعلق ثابت کرنے میں [illegible] جواہر لال نہرو اور چودھری رحمت علی

شامل ہیں۔ تھامس نے دوسری عالمی جنگ کے دوران [illegible] اقبال لندن میں تھے، مولانا غلام رسول مہر [illegible] "اسلامی مارچ" کے عنوان سے [illegible] ہو جب تبصرہ سا پایا تھا[15]۔ اس کی کتاب [Enlist India for Freedom] ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی جس میں، مولانا [illegible] یہ ظاہر کیا کہ اقبال تو پاکستان کے مخالف تھے اور اسے انگریزوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے تباہ کن قرار دیتے تھے[16]۔ تھامس کے اقبال کے خطوط شائع ہونے سے پہلے [illegible] تاہم ان خطوط کی اشاعت سے تھامس کی دروغ گوئی کا پول کھل گیا[17]۔ ہندو یہ سمجھتے ہیں کہ تصور پاکستان کا تعلق علامہ اقبال سے منسوب کرنا ضروری ہے تاکہ نیا پاکستان [illegible] کی جائے۔ اس لیے تھامس کی دروغ گوئی [illegible] جواہر لال نہرو ([illegible]) اور متعدد ہندو اور [illegible] مشہوروں نے تھامس کی مذکورہ کتاب [illegible] کی بنیاد پر اپنے استدلال کی عمارت اٹھائی۔ مثال کے طور پر جواہر لال نہرو لکھتے ہیں:

"اقبال پاکستان کے اولین حامیوں میں سے ایک [illegible] انہوں نے اس کے خطرہ اور اس کی لغویت کو محسوس کر لیا تھا۔ ایڈورڈ تھامسن نے لکھا ہے کہ [illegible] اقبال [illegible] کہ انہوں نے پاکستان کی وکالت [illegible] کی حیثیت [illegible] کی ضرورت تھی لیکن انہیں یقین تھا کہ یہ (تجویز) ہندوستان کے لیے [illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible] مضر ہوگی [illegible] انہوں نے اپنی رائے بدل لی [illegible] پاکستان [illegible] زیادہ غور نہیں کیا تھا کیونکہ [illegible] اس کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوئی تھی[18]۔"

نہرو نے تسلیم کیا ہے کہ اقبال پاکستان کے اولین حامیوں میں [illegible] تھے۔ انہیں [illegible] پاکستان کی لغویت اقبال پر [illegible] منکشف ہوئی [illegible] سوشلسٹ [illegible] ڈاکٹر [illegible] تھامس کی طرح [illegible] اور مسلم لیگ کا مخالف تھا اس نے ۱۹۴۷ء [illegible] کا ذمہ دار اقبال کو ٹھہرایا ہے لیکن نیا پاکستان کو [illegible] قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اقبال کے تصور کو [illegible] ۲۳ [illegible] ان کے [illegible] ہندوستان میں [illegible] پیش کیا جاتا ہے کہ ایک [illegible] پاکستان کی [illegible] درج کرتا ہے اس کا [illegible] اور [illegible] سے [illegible] وصول کرتا ہے[19]۔

[illegible] نہرو [illegible] اشتراکیت [illegible] دونوں نے اقبال کو بھی اشتراکی ظاہر کیا ہے۔ نہرو کا خیال ہے کہ اپنی زندگی کے آخری [illegible] اقبال سوشلزم کے قریب [illegible] تھے [illegible] اور دلیل ہے کہ اقبال تصور پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے [illegible] نے اسلام قبول کر لیا اور [illegible] کہ وہ [illegible] ہیں، ہندوؤں ہی کا [illegible] رہتے ہیں۔ [illegible] نے بھی کیا اور "پاکستان کے نتائج" (Consequences of Pakistan) [illegible] ۱۹۴۶ء میں شائع کی [illegible] (۱۹۴۳ء، [illegible] ۳۰) کر کے دکھایا ہے کہ پاکستان کا تصور [illegible] کے بعد [illegible] اسلم خان [illegible] چودھری رحمت علی، شیخ محمد صادق اور [illegible] نے جنوری ۱۹۳۳ء میں [illegible] پیش کیا [illegible] "آل انڈیا مسلم" [illegible] مسلم قومیت کے [illegible] کے ساتھ وکالت [illegible] (Friends or Foes) [illegible] میں [illegible] لکھا ہے کہ علامہ اقبال اپنی وفات سے پہلے تصور پاکستان سے دستبردار ہو چکے تھے[21]۔

چودھری رحمت علی کے پمفلٹ میں خاص بات یہ ہے کہ اس میں مسلم ریاست کا نام "پاکستان" پہلی مرتبہ منظر عام پر آیا۔ [illegible] طور پر

یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس لفظ کا خالق رحمت علی ہے۲۲۔ تاہم چودھری رحمت علی کی زبردست خواہش تھی کہ وہ تصورِ پاکستان کا خالق نہیں بلکہ پاکستان کا بانی بھی تسلیم کیا جائے۔ کریڈٹ لینے کی یہ کوشش قیامِ پاکستان سے پہلے ہی شروع ہو گئی۔ رحمت علی کے قریبی ساتھی خان اے اقبال کا مرتب کردہ مجموعہ "بانیٔ پاکستان" (The Founder of Pakistan) ۱۹۴۲ء میں کیمبرج سے شائع ہوا۔ اس دستاویز کا آغاز حسبِ ذیل فقرے سے ہوتا ہے:

> In the recent history of South Asia, the vision of a single individual has seldom transformed the fate of a nation so completely as has been done by Choudhary Rehmat Ali, the Founder of Pakistan.

مخالفینِ پاکستان (مثلاً سمتھ، نہرو اور گاندھی وغیرہ) کی تحریروں سے رحمت علی کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اپنی دو مکتوبات Pakistan, The Fatherland of Pak Nation میں رحمت علی نے علامہ اقبال کو معتوب و منکرِ پاکستان، اور قائداعظم کو بانیٔ پاکستان کے مقام سے معزول کر کے دونوں کو منافق ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب وسط ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۲۳۔ اس میں رحمت علی نے بہت سے ایسے لوگوں کے نام بھی شامل کیے ہیں۔ اشاعت کے دوران The Greatest Betrayal کا سانحہ ہوا۔ عظیم ترین غداری کا براہ راست ذمہ دار ظاہر کیا ہے۲۴۔ چودھری رحمت علی ایک اور بڑی زیادتی یہ کی ہے کہ قائداعظم کو Quisling e Azam (یعنی غدار اعظم) قرار دیا ہے۲۵۔ علامہ اقبال کو "مسلم تاریخ کے تاریک ترین دور میں روشنی کا مینار" اور "اسلام کا پیغمبرانہ شاعر" تو مانا ہے لیکن ان کے "مسلم ریاست" کے تصور کو "مسلم ہند" کی تجویز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان کا اعلان اور اسے تسلیم کرنے کا مطالبہ ۱۹۳۳ء میں پاکستان نیشنل موومنٹ نے کیا۲۶۔ ۲۳ مارچ کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی اور ۱۴ اگست کو پاکستان قائم ہوا لیکن چودھری رحمت علی کے نزدیک یہ تاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء کی ہے کہ اس روز ان کا پمفلٹ Now or Never شائع ہوا۔ چنانچہ انہوں نے ۲۸ جنوری ۱۹۵۰ء کو "اپنی قوم" کے نام جو سالانہ پیغام جاری کیا، اس کے سرورق پر "پاکستان کا سترھواں یومِ پیدائش" تھا۲۷۔

آزادی کے بعد بھارت میں اقبال پر بحث میں دو متضاد رویے رفتہ رفتہ واضح ہوتے گئے۔ نہرو (اور جگن ناتھ آزاد وغیرہ) عام طور پر علامہ اقبال کو تصورِ پاکستان کا خالق سمجھتے تھے، اسی وجہ سے ابتداً بھارت میں اقبال کو نظرانداز کیا گیا۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد لکھتے ہیں:

> "ہندوستان کے آزاد ہوتے ہی ملک میں دو موضوعات کے متعلق بحث کا سلسلہ شروع ہو گیا، ایک اردو اور دوسرا اقبالیات ... عام خیال یہ تھا کہ ملک کی تقسیم کی ذمہ داری علامہ اقبال کے اس خطبۂ صدارت پر ہے جو انہوں نے ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں پڑھا تھا۲۸۔"

اقبال سنگھ لکھتے ہیں کہ عام طور پر علامہ اقبال کو قیامِ پاکستان سے وابستہ سمجھا گیا اور اس لیے بھارت میں انہیں بدگمانی کی نظر سے دیکھا گیا۲۹۔ اقبال سنگھ کا تعلق اس گروہ سے ہے جو تصورِ پاکستان سے اقبال کے رشتے کو کاٹنے کے لیے کوشاں ہے۔ یہ رویہ بھارت کے سرکاری دانشوروں کا ہے جو جواہر لال نہرو کے موقف کو اپنائے ہوئے ہیں اور پاکستان کے نظریاتی استحکام کو کھوکھلا کرنے کے درپے

ہیں۔ عام طور پر بھارتی ہندو اور سیکولرسٹ لوگ، اقبال ہی کو تصورِ پاکستان کا خالق سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے علامہ اقبال کو مطعون کر[illegible]
کے مقصد کے تحت انکے خلاف طرح طرح کے اور انتہائی نازیبا اعتراضات عائد کرتے ہیں[۳۰] علامہ اقبال کی [illegible]
پاکستان کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ ہندو اور سیکولرسٹ مسلمان، دونوں گروہ مخالفتِ پاکستان پر متفق ہیں۔ (ان گروہ
میں ہندو اور سیکولرسٹ مسلمان شامل ہیں۔) ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بھارتی سیکولرسٹ مسلمان بڑے طمطراق سے اقبال پر "فرقہ پرستی" اور
"تقسیمِ ملک" کے حوالے سے معترض ہوتا ہے اور کوئی ہندو اہلِ قلم اسے مسترد قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ اقبال پر ہرگز فرقہ پرستی اور
ملا مولوی پن [illegible] کا الزام [illegible] غلط ہے اور یہ کہ اقبال کا تصورِ پاکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے![۳۱]

اقبال کو "تصورِ پاکستان" کے الزام سے بچانے والوں کی اس وقت چاندی ہو گئی جب تھامسن کے نام اقبال کے مکتوبات شائع ہوئے
انج حسن احمر کی کتاب (Iqbal His Political Ideas at Crossroads) علی گڑھ سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کا
[illegible] تھامسن کے نام اقبال کے خطوط بھی پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آئے۔ تھامسن کے نام خط مورخہ ۴/مارچ ۱۹۳۴ء میں اقبال نے "پاکستان سکیم" سے لاتعلقی
اور خطبہ الہ آباد میں "مسلم صوبہ" کی تجویز پیش کرنے کا ذکر کیا ہے[۳۲] اس "وضاحت" کی بدولت حسن احمر نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے
کہ اقبال "پاکستان سکیم" کے خالق نہیں تھے اور ۱۹۳۴ء تک ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبے کی تشکیل چاہتے تھے[۳۳] اس سے پہلے تھامسن
کی [illegible] تحریروں کا بار بار حوالہ دیا جاتا تھا۔ ۱۹۷۹ء سے اس "پختہ ثبوت" کو دہرایا جا رہا ہے۔

ادھر پاکستان میں بھی بعض لوگ کنفیوژ رہے۔ [illegible] پیرزادہ کی کتاب Evolution of Pakistan ۱۹۶۳ء میں اور
چودھری خلیق الزماں کی تصنیف Pathway to Pakistan ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔ تصورِ پاکستان سے علامہ اقبال کا رشتہ کمزور کرنے کے لیے
مسلم ریاست کے تجویز کنندگان کی ایک فہرست تیار کی گئی۔ پیرزادہ کی آدھی کتاب ایسے افراد کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ یہ فیلڈ مارشل ایوب خاں کا عہد
تھا۔ ایوب خاں کے زمانے میں [illegible] منصوبہ پایۂ تکمیل کو [illegible] پاکستان کی اساس اسلام کو
[illegible] کیا گیا۔ یہ بات [illegible] طے کی گئی کہ "اسلامک ری پبلک آف پاکستان" سے "اسلامک" کا لفظ نکال دیا جائے[۳۴] [illegible]
کو یہ مشورے دے جا رہے تھے کہ [illegible] اور اسلام ایک ساتھ نہیں چل سکتے[۳۵] پیرزادہ سرکاری دانشور تھے اور متعدد بڑے عہدوں پر
فائز ہوئے[۳۶] چودھری خلیق الزماں بھی ایوب خاں کی قائم کردہ کنونشن مسلم لیگ کے صدر مقرر ہوئے۔ پیرزادہ نے تصورِ پاکستان کے
[illegible] سرپرستی کے [illegible] تلاش کیے اور چودھری خلیق الزماں نے یہ تاج چودھری رحمت علی کے سر پر رکھ دیا[۳۷] ایک طرف پوری پاکستانی قوم
علامہ اقبال کو تصورِ پاکستان کا خالق مانتی ہے اور دوسری طرف [illegible] کے تحت متعدد [illegible] نے اس سے انکار کیا ہے۔
اشتیاق حسین قریشی نے جمال الدین افغانی کے [illegible] چودھری رحمت علی کا ذکر کیا ہے[۳۸] انہوں نے تحریکِ خلافت اور رحمت علی کی پاکستان [illegible]
میں کام کیا تھا[۳۹] چودھری رحمت علی سے وابستگی کے باعث ان کی رائے قابلِ فہم ہے۔ خلیق الزماں اور رحمت علی دونوں چودھری تھے۔ [illegible]
[illegible] رحمت علی کے بارے میں [illegible] خلیق الزماں [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] ایم اے ایچ اصفہانی کا موقف زیادہ [illegible] ہے وہ لکھتے ہیں:

"اس بات سے کاملاً انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ڈاکٹر اقبال کا فکر، شاعری اور خطبات بھی اسی سمت اشارہ کرتے تھے (یعنی مسلم ریاست
کے قیام کی طرف) لیکن یہ کہنا کہ وہ مسلم ریاست کے تصور کے خالق تھے، تاریخ کو مسخ کرنا ہے"[۴۰]

ایک سچی اور معروضی مفکر کے تحت پاکستان کے تصور و فکر اور بانی ہونے کا سہرا چودھری رحمت علی کے سر باندھنے کی مہم میں سب سے زیادہ اور منظم کام کے کے عزیز نے کیا ہے۔ تصورِ پاکستان کی مہم میں موصوف نے طرح طرح کے حربے استعمال کیے ہیں۔ ڈاکٹر شفیق علی خاں نے The Making of Pakistan سے ماخوذ کے کے عزیز کی بے سروپا تحریر کو اپنی کتاب Iqbal's Concept of Separate North-West Muslim State کی پیشانی پر درج کیا ہے:

> It must be remembered that Iqbal did not argue for a Muslim-State, but only for a Muslim Bloc in an Indian Federation. Moreover, Bengal and Assam (the then East Pakistan) did not enter into his calculation. It is grossly misleading to call him the originator of the Idea of Pakistan or the poet who dreamed of partition he never talked of partition and his ideal was of getting together of the Muslim provinces in the North-West so as to bargain more advantageously with the projected Hindu Center. It is one of the myths of Pakistani Nationalism to saddle Iqbal with the parentage of Pakistan.[۶۱]

کے کے عزیز کی مذکورہ کتاب ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ موصوف کو بھٹو کے عہدِ حکومت کی توقیر حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں ... پاکستان کی درخواست پر وہ پاکستان آئے اور 'نیشنل کمیشن آن ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ' کو قائم کیا اور چلایا۔[۶۲] ۱۹۷۸ء میں ۷۰۰ صفحات پر مشتمل کتاب Complete Works of Rahmat Ali شائع ہوئی۔ دوسری جلد میں ان کی اکتشافی کتاب اور کتابچے شامل ہیں اور 'پاکستان یا پاستان'۔ اس کی اشاعت کے ساتھ ہی یہ ضبط ہوئی۔[۶۳] حکومت تبدیل ہو چکی تھی۔ کے کے عزیز کو فوراً سبکدوش ہونا پڑا جہاں وہ ۱۹۹۲ء تک رہے۔ طویل مدت بعد کے کے عزیز کی کتاب A History of the Idea of Pakistan چار جلدوں میں ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ تصورِ پاکستان کی تاریخ، چودھری رحمت علی اور اقبال کے بارے میں ... سے اپنی ترتیب کی اور اپنی رائے میں ڈالے۔ کے کے عزیز نے ریکارڈ قائم کیا۔ موصوف نے خطبۂ الٰہ آباد سے پہلے ۱۹۳۰ء کا تذکرہ کیا ہے۔ قرارداد لاہور منظور ہونے تک۔ تعداد ۱۰۰ تک پہنچی ہے[۶۴] رحمت علی کا ۱۱۵ بار ذکر ۲۶ ویں نمبر ہے۔ ایک سو سے زائد کی طویل فہرست میں دو مقامات پر اقبال کا ذکر ہی ہے۔ ... 'Rahmat Ali: A Biography' بھی شامل کی گئی ہے۔

'رحمت علی ایک سوانح عمری' کا پہلا مسودہ ۱۹۷۴ء میں تیار ہوا۔[۶۵] اس کی اشاعت ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔ کے کے عزیز نے بسیار طرح اس مقصد کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ رحمت علی کو بیک وقت تصورِ پاکستان کا خالق اور بانیٔ پاکستان ہونے کا اعزاز مل جائے۔ چنانچہ دوسرے باب کا عنوان رکھا ہے "ایک تصور کی تخلیق ۱۹۳۳ء" (The Birth of an Idea - 1933)

(۱) "آزاد مسلم ریاست" یا "ہندوستان کے اندر مسلم صوبہ"

خطبہ الہ آباد واضح تھا[48] تاہم اس کی مختلف تاویلات ہوتی رہیں[49] یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ بھارت کے سرکاری دانشور
اب مصر ہیں کہ اقبال نے ہندوستان کے اندر مسلم صوبے کی تجویز پیش کی تھی۔ علی گڑھ کے انجم حسن اختر نے اسی کے خطوط بنام
تھامسن، خطبۂ الہ آباد (۱۹۳۰ء) اور خطبۂ لاہور (۱۹۳۲ء) کی بنیاد پر علامہ اقبال کی تجویز 'ہندوستان کے اندر مسلم صوبہ' ہی قرار دی
ہے اور اسے حرفِ آخر کہا ہے[50] معظم قیس مرزا نے بھی اپنی کتاب "محبِ وطن اقبال" میں اقبال کے خطوط بنام تھامسن و
راسب انس نیز جواہر لال نہرو کی اس ضمن میں تحریر سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے[51] ان سے آل احمد سرور نے اس موقف سے اختلاف
کیا ہے کہ اقبال نے ۱۹۳۷ء، ۳۸ء تک اپنا خیال تبدیل کر لیا تھا۔ اس کے بعد آل احمد سرور نے بھی اپنی رائے تبدیل کر دی اور ایک نئے
نکتہ پر زور دیا کہ اقبال کے خطوط بنام جناح کی اصل کاپیاں دستیاب ہیں[52] اقبال سنگھ نے علامہ اقبال اور تصورِ پاکستان کے بارے
مختلف بلکہ متضاد باتیں کہی ہیں۔ تاہم تھامسن کے خطوط کی اشاعت کے بعد وہ یک منفی موقف اختیار کرتے ہیں۔ اپنی کتاب
(The Ardent Pilgrim) کے دوسرے ایڈیشن میں اقبال کا خط بنام تھامسن مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء درج کرنے کے بعد لکھا ہے
کہ اپنی وفات تک اقبال کا یہی موقف رہا[53] اس خط میں علامہ اقبال نے 'پاکستان سکیم' سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ
میری تجویز 'ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبے' کی ہے۔ بھارتی دانشوروں کے جذبۂ مخالفتِ پاکستان کی [illegible] ان کو مجبور کرتا
ہے لیکن اس پر غور کیجیے سید جمیل [illegible] پاکستانی اہلِ قلم بھی اسی سوال کو اچھال رہے ہیں۔ ان کا مقصد تصورِ پاکستان کا تاج چودھری رحمت علی
کے سر پر رکھ کر اپنے نسلی افتخار کو پروان چڑھانا ہے۔

اپنے غلط موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے لوگ از خود اصول قائم کر لیتے ہیں اور بعض حقائق کو نظرانداز کر دیتے ہیں جس سے
ان کے موقف کی تردید ہوتی ہے۔ انجم حسن اختر کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ "مراد ہر کلامِ اقبال کے موضوع اور لب و لہجہ
سیاسی بیانات اور دلائل کے لیے شاعری درست ذریعہ نہیں ہے۔ اقبال کے سیاسی تصورات کو سمجھنے کے لیے ہمیں ان کی نثر کی طرف
رجوع کرنا چاہیے۔" (حسن اختر اقبال کے سیاسی تصورات کو سمجھنے کے لیے، یک جنبشِ قلم، شاعری کو برطرف کر رہے ہیں) نثر میں
اقبال کے سیاسی خیالات کم کم ذکر ہوئے ہیں، اسی لیے تھامسن کے نام خطوط کی بہت اہمیت ہے۔ (درحقیقت وہ اقبال کی اتنی
شاعری کو نظرانداز کر رہا ہے، جتنی کہ اقبال کے خطوط بنام جناح کی دستاویزات ہیں اور جس کی اہمیت بہرحال بنیادی ہے، نظرانداز ہو گئے ہیں)
جس علم کے تمام مروجہ اصولوں سے انصاف نہیں کیا جا سکتا۔ اقبال سے متعلق کسی بھی مسئلے کی تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اقبال کا پورا
کلام، نظم و نثر، حتیٰ کہ ملفوظات کو بھی سامنے رکھا جائے۔ تصورِ پاکستان کے ضمن میں اقبال کے خطوط بنام تھامسن سے زیادہ اقبال
کے خطوط بنام جناح کی اہمیت اس لیے ہے کہ تھامسن پاکستان کا مخالف تھا، اسے "نیم اسلامی سازش" قرار دیتا تھا اور اس کی
تحریروں سے ہندی مسلمانوں کے نصب العین کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس نقصان سے بچنے کے لیے اسے تھپکی دینے کی ضرورت تھی

۱۰

(خطوط بنام قاسم پر سر ... ۱۱ پر شائع ہو رہے ہیں) علامہ اقبال نے اپنے دل و دماغ، رازداری کے ساتھ، کھول کر حاجی کے سامنے رکھا جنہیں مطالبۂ پاکستان کے ضمن میں پیش رفت پر آمادہ کرنا تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے لکھا ہے کہ علامہ اقبال سے کوئی ایسی تعلیق نقل کرتے ہیں تو اسکے موضوع کے مختلف اجزا جو ابتدائی چھوٹی نظموں میں اظہار پا چکے ہوتے ہیں اور ان کے شعری تخلیق کی ارتقائی جزو اور چھوٹی نظموں میں سمائی دیتی ہے[51]۔ یہ بات 'خطبۂ الٰہ آباد' اور ... کے ضمن میں بھی درست ہے۔ 'خطبۂ الٰہ آباد' سے پہلے اور بعد میں ایک مسلم ریاست کے موضوع پر متعدد اشارات اور واضح بیانات ملتے ہیں۔ یہ سلسلہ تقریباً سولہ برسوں پر محیط ہے۔ خاص خاص نکات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:۔

(۱) 'خضر راہ' ۱۹۲۲ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں سنائی گئی۔ حسب ذیل اشعار قابل توجہ ہیں

ربط و ضبطِ ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر
پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر!

علامہ اقبال ہندوستانیت کے بجائے ربط و ضبطِ ملتِ بیضا پر زور دے رہے ہیں۔ ملک و دولت کو اسلامیت کا ثمر مانتے ہیں اور مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی تلقین کرتے ہیں۔ اقبال پوری دنیائے اسلام کو متحد دیکھنا چاہتے ہیں تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ نیل کے ساحل سے کاشغر تک شمال مغربی ہند کا مسلم اکثریتی علاقہ بیچ میں پڑتا ہے۔ ایک اسلامی بلاک ... کو آزاد کرانے کا ہی ہے۔

(۲) ... ۱۹۲۴ء میں اقبال نے کہا:

"ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات کے پیش نظر مسلمانوں کے لیے ایک راستہ تو یہ ہے کہ ہندو ... پروگرام ہو جائیں اور دوسرا راستہ یہ کہ ہندو مسلم اتحاد ... وطنیت اور قومیت کے جدید تصورات اختیار کر لیں لیکن ان کے لیے تیسرا اور سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ، کشمیر اور بلوچستان کو ملا کر ایک اسلامی سلطنت قائم کریں۔ اگر مسلمان ان علاقوں میں منظم ہو جائیں تو باقی ہندوستان میں اسلامی اقلیت کا تحفظ ممکن ہے"[55]۔

ظاہر ہے کہ ہندو ... کے تسلط میں ایک مسلم صوبہ باقی ہندوستان میں اسلامی اقلیت کا تحفظ نہیں کر سکتا

(۳) بقول عبدالمجید سالک مرتضیٰ احمد خان میکش کے تین مضامین، علامہ اقبال کے مشورے پر اسی راہنمائی میں، ہندوستان کا آئینی مسئلہ حل کرنے کے لیے 'انقلاب' میں شائع کیے گئے۔ یہ مضامین ۲۲ دسمبر ۱۹۲۸ء کو شائع ہوئے۔ اس میں تجویز پیش کی گئی کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو یکجا کر کے مسلمانان ہند کا وطن بنایا جائے جہاں رہ کر وہ اپنی تہذیب، اپنے افکار اور اپنے تمدن و معاشرت ...

اپنی منشا اور خواہش کے مطابق ترقی دے سکیں۔[۵۶]

(۴) ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء کو علامہ اقبال کی الہ آباد والی تقریر سے ایک ماہ قبل "انقلاب" نے ایک مقالہ افتتاحیہ میں یہ تجویز پیش کی کہ شمالی ہند کے مسلمان اپنے اصولی مسائل پر غور کرنے کے لیے ایک کانفرنس منعقد کریں۔ ۲۳ دسمبر کو علامہ اقبال کی صدارت میں مسلم اکابر کا اجلاس ہوا جس میں وہ مجوزہ کانفرنس کے عہدے دار مقرر کیے گئے۔ کانفرنس کے انعقاد کی ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء کو رات ۱۰ بجے ہوئی جب اسی روز سے "انقلاب" کے صفحہ اول پر کانفرنس کی اپیل دو کالمی بوکس میں اس عنوان سے آنے لگی —— "پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان اسلامی ملک ہیں۔ ان میں مسلم کا علم بلند کرو۔"[۵۷] "اسلامی ملک" کے اس واضح مطالبے کو "ہندوستان کے اندر مسلم صوبے" کی تجویز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۵) ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد میں، علامہ اقبال نے آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قرارداد دہلی کا ذکر کرتے ہوئے یقین سے کہا کہ یہ اداروں کی قرارداد میں شامل مطالبات کی عمر بھر نہ گزرے گا۔ مسلمانوں کی ملی سیاست آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قرارداد دہلی (یا چودہ نکات) تک پہنچی تھی۔ اس سے آگے بڑھ کر علامہ اقبال نے دوقومی نظریے پر مسلم ریاست کے قیام کی تجویز ان الفاظ میں پیش کی:

> Personally, I would like to go further than the demands embodied in it. I would like to see the Punjab, North West Frontier Province, Sind and Baluchistan amalgamated into a single State. Self Government within the British Empire or without the British Empire, the formation of a consolidated North West Indian Muslim State appears to me to be the final destiny of the Muslims, at least of North-West India.[58]

یہاں اقبال نے "مسلم ریاست" کہا ہے۔ "مسلم صوبے" کے الفاظ استعمال نہیں کیے۔ نیز اسے کم از کم شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کی FINAL DESTINY قرار دیا ہے۔ عبدالمجید سالک مدیر انقلاب علامہ اقبال کی رہنمائی میں مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑ رہے تھے۔[۵۹] "انقلاب" ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء سے (یعنی مسلم کانفرنس کے جس کے صدر علامہ اقبال تھے) پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کو ایک "اسلامی ملک" دو کالمی بوکس میں نمایاں کرکے ظاہر کر رہا تھا۔[۶۰] خطبہ الہ آباد کے دو روز بعد ہی ہندو ردعمل کے جواب میں ۲ جنوری ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں "انقلاب" نے لکھا کہ "ہندو چیخیں، پکاریں یا چپ رہیں، شمالی ہند میں اسلامی سلطنت قائم ہو کر رہے گی۔"[۶۱]

خطبہ الہ آباد کے دو حصے ہیں —— پہلا حصہ "مسلم ریاست" کے تصور پر مشتمل ہے جو حقیقی تصور پاکستان یہی ہے جس میں اقبال نے وضاحت کی ہے کہ اسلام، عیسائیت کی طرح، پرائیویٹ مذہب نہیں ہے۔ اسلام ایک اجتماعی سیاسی نظام ہی ہے جو کسی دوسرے نظام کے تحت قائم نہیں رہ سکتا۔ اس حصے کی کوئی تاویل ممکن نہیں۔ دوسرا حصہ اس وقت کے مسلم مطالبات کی تائیدو حمایت پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں "آزاد مسلم ریاست" اور "ہندوستان کے اندر خود مختار مسلم صوبے یا ریاستوں" کے حق میں دو مختلف مطالبوں کی کیفیت ہے۔[۶۲] ہندو اور ہندو نواز جن حصوں کو شروع کرتے ہیں، جس میں اقبال نے "مسلم ریاست" کو کم از کم شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کا آخری و حتمی مقدر قرار دیا ہے، پہلے حصے سے متعلق ہے۔ اس حصے کا وہ تاویل کا دروازہ اس لیے کھولتا ہے کہ اقبال اسے نہرو کمیٹی کی پیش ہونے والی تجویز بتاتے ہیں جو رد ہو گئی تھی۔[۶۳] پہلا حصہ کے دوران کبھی اشاروں میں اور کبھی وضاحت سے "مسلم ریاست" کی

وکالت ہے۔[۶۴] مثلاً لکھتے ہیں کہ ہندوستان مختلف قوموں کا وطن اور سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ یہاں اسلام کے حیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے۔ یہ مرکزیت کسی اور مرکز کے زیر تسلط قائم نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے آزاد ملک چاہیے۔

(۶) مسٹر [illegible] کے نام ۱۲ بجے مکتوب مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء میں، اقبال لکھتے ہیں:

"مجوزہ اسلامی ریاست ایک نصب العین ہے۔ اس میں آبادیوں کے تبادلے کی ضرورت نہیں۔ یہ خیال (آبادیوں کے تبادلے کا) [illegible] ظاہر کیا تھا۔ اس ایک ریاست یا متعدد اسلامی ریاستوں میں جو شمال مغربی ہندوستان کی اسکیم کے مطابق پیدا ہوں گی، ہندو اقلیت کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا۔"[۶۵]

(۷) تیسری گول میز کانفرنس میں، جو [illegible] سے متعلق کارروائی میں، اقبال نے حصہ لیا اور [illegible] کے لیے اعلان ہیں [illegible] وفاق کے خلاف اور وہ مرکز [illegible] کی جانب سے تحریک کی۔ اقبال نے کہا: "صوبوں کو مکمل خود مختاری دی جائے [illegible] ہندوستان میں [illegible] بلکہ وہ آزاد ریاستیں (Dominions) ہوں جن کا براہ راست تعلق لندن میں [illegible] سے ہو۔"[۶۶]

ڈاکٹر [illegible] اس کانفرنس میں موجود تھے۔ اقبال کے [illegible] "پاکستان یا تقسیم ہند" میں [illegible] ذیل تبصرہ کیا ہے:

"اگر ایک [illegible] مرکزی حکومت کی مخالفت کو پاکستانی اسکیم کا مخصوص و بنیادی پہلو قرار دیا جائے تو گول میز کانفرنس کا ایک [illegible] واقعہ ایسا ملتا ہے، جس نے اس اسکیم کا نام لیے بغیر اس کی تائید کی، اور وہ تھا سر محمد اقبال، جس نے تیسری گول میز کانفرنس میں اس رائے کا اظہار کیا کہ ہندوستان کے لیے کوئی مرکزی حکومت نہ ہو اور یہ کہ صوبے خود مختار اور آزاد ڈومینین ہوں جن کا براہ راست تعلق وزیر ہند سے لندن میں ہو۔"[۶۷]

ظاہر ہے کہ ہندوستان کی عدم موجودگی میں خود مختار مسلم صوبے آزاد اور منظم مسلم ریاست کی صورت میں متحد ہو سکتے تھے۔

(۸) نیشنل لیگ انگلستان کی ایک تقریب منعقدہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء سے اقبال نے اپنے خطاب کے دوران کہا:

"پچھلے سال آل انڈیا مسلم لیگ [illegible] میں فرقہ وارانہ مسئلے کے حل کے طور پر میں نے شمال مغربی ہند میں ایک وسیع مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تھی۔ اگرچہ یہ تجویز مسلمانوں کے مطالبات میں شامل نہ تھی، لیکن میری ذاتی رائے اب بھی یہی ہے کہ صرف یہی ایک حل ان مسائل کا ہے۔ میں اتنی دیر انتظار کرنے کو تیار ہوں جب تک تجربہ اس تجویز کی معقولیت یا غیر معقولیت ثابت کر کے نہیں دکھا دیتا۔"[۶۸]

خطبہ الٰہ آباد کے حوالے سے اقبال نے یہاں بھی "مسلم ریاست" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(۹) تیسری گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین کے طرز عمل پر جواہر لال نہرو کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے، علامہ اقبال نے ۶ دسمبر ۱۹۳۳ء کو جاری کیے گئے ایک اخباری بیان میں کہا:

"آخر میں میں پنڈت جواہر لال نہرو سے ایک سیدھا سا سوال کرنا چاہتا ہوں۔ جب تک اکثریتی ملک تو [illegible] کی اقلیت کے کم سے کم تحفظات کو جنہیں وہ اپنی بقا کے لیے ضروری سمجھتی ہے [illegible] ثالثی کا فیصلہ تسلیم کرے [illegible] وحدت کی ایسی [illegible] نہیں جس میں صرف اس کا اپنا مفاد

ہے ہندوستان کا مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے؟ اس کی صرف دو صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو انگریز والی ہندوستانی قوم کو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ مشرق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برطانوی سامراج کی ایجنٹ بنی رہے گی یا پھر ملک کو مذہبی، تاریخی اور تمدنی حالات کے پیش نظر اس طرح تقسیم کرنا ہوگا کہ موجودہ شکل میں انتخابات اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا سوال ہی نہ رہے۔

(۱۰) قائد اعظم کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء میں علامہ اقبال لکھتے ہیں:

"اسلامی قانون کے طویل و عمیق مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام قانون کو اچھی طرح سمجھ کر نافذ کیا جائے، تو ہر شخص کے لیے کم از کم حق معاش محفوظ ہو جاتا ہے، لیکن شریعت اسلام کا نفاذ اور ارتقا ایک آزاد مسلم ریاست یا ریاستوں کے بغیر اس ملک میں ناممکن ہے۔ سالہا سال سے میرا یہی عقیدہ رہا ہے اور اب بھی میرا ایمان ہے کہ مسلمانوں کی غربت (روٹی کا مسئلہ) اور ہندوستان کی امن و امان کا قیام اسی سے حل ہو سکتا ہے۔"

موجودہ مسائل کا حل مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے کہیں زیادہ آسان ہے، لیکن جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے مسلم ہندوستان کے ان مسائل کا حل آسانی سے کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ملک کو ایک یا زیادہ مسلم ریاستوں میں تقسیم کیا جائے جہاں پر مسلمانوں کی واضح اکثریت ہو۔ کیا آپ کی رائے میں اس مطالبہ کا وقت نہیں آ پہنچا؟

(۱۱) علامہ نے ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کے خط (بنام قائد اعظم) میں وسطی ہندوستان میں فسادات، ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے ... قرآن کو نذر آتش کرنے کے واقعات اور نئے دستور میں مسلمانوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"کانگرس کے صدر نے تو غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کے (جداگانہ) سیاسی وجود سے ہی انکار کر دیا ہے۔ ہندوؤں کی دوسری سیاسی جماعت یعنی ہندو مہاسبھا کو میں ہندو عوام کی نمائندہ سمجھتا ہوں، اس نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہندوستان میں ایک متحدہ ہندو مسلم قوم کا وجود ناممکن ہے۔ ان حالات کے پیش نظر صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان میں امن کے لیے ملک کی از سر نو تقسیم کی جائے جس کی بنیاد نسلی، مذہبی اور لسانی اشتراک پر ہو۔ مجھے یاد ہے کہ انگلستان سے روانگی سے قبل لارڈ لوتھین نے مجھ سے کہا تھا کہ میری سکیم ہی ہندوستان کے مصائب کا واحد ممکن حل ہے، لیکن اس پر عمل درآمد کے لیے ۲۵ سال درکار ہوں گے۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ ہماری قوم ابھی اتنی زیادہ منظم نہیں ہوئی ... لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو اپنے خطبہ میں کم از کم اس طریق عمل کی طرف اشارہ ضرور کر دینا چاہیے جو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر اختیار کرنا پڑے گا۔

میرے خیال میں نئے دستور میں ہندوستان بھر کو ایک ہی وفاق میں مربوط رکھنے کی تجویز بالکل بیکار ہے۔ مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق کا قیام اسی طریق پر جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے، صرف واحد راستہ ہے جس سے ہندوستان

میں امن و امان قائم ہو گا اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط سے بچایا جا سکے گا ۔ کیوں نہ شمال مغربی
ہندوستان اور شمال کے ... علاقوں کو علیحدہ اقوام تصور کیا جائے جنہیں ہندوستان اور بیرونِ ہندوستان کی
دوسری اقوام کی طرح حق خود اختیاری حاصل ہو۔[41]

یہ خطوط انتہائی اہم ہیں۔ ان میں اقبال کا مسلم ریاست یا ریاستوں کا تصور غیر مبہم الفاظ میں دیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ خطوط مصیبت زدہ اور اس "ڈوبتے جہاز" کے نام ہیں جو اس سال کی سطر میں قوم کی مضبوط راہنمائی کا حق ادا کر سکتی تھی۔[42] اسی مقاصد کے تحت ان خطوط کی تاویل ناممکن ہے اور ان کی موجودگی میں خطبۂ الٰہ آباد صحت و اقبال کے ساتھ ریاست کی بیہودہ تاویل غلط قرار پائے گی جو ان خطوط سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ اسلامی شریعت کے نفاذ (یعنی اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے لیے[43]) اس میں مسلمانوں کے مسئلہ غربت کا حل بھی ہے، سرزمین میں امن و امان کے قیام اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط سے بچانے کے لیے اقبال شمال مغربی ہند اور شمال میں ایک مسلم ریاست یا ریاستوں کے قیام کو ناگزیر تصور کرتے ہیں۔ اقبال کا ۱۹۳۷ء ... ہی مفید تھا لارڈ لوتھین نے اس سکیم کو ہندوستان کے مسائل کا واحد حل قرار دیا اور ... ۲۵ سال کا عرصہ ... یا وہ خطبۂ الٰہ آباد میں پیش ہو چکی تھی۔ چنانچہ تصور پاکستان سے اقبال کا رشتہ منقطع کرنے والوں کو یہ موقف اختیار کرنا پڑا کہ ان خطوط کی اصل کہیں دستیاب نہیں ہے۔ ... اس طرح کا ... کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہے۔[44]

(۱۳) اسی وضاحت سے کچھ عرصہ پہلے ایک مرکزی ... (جغرافیائی حدود اور مسلمان) میں علامہ اقبال غیر ملکیوں سے آزادی کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے غلبہ و تسلط سے نجات کو بھی ضروری تصور کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ اسلام قائم رہے اور مسلمان طاقت ور بن جائے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے انگریز کی غلامی کے سر توڑنا اور اس کے استبداد کا خاتمہ کرنا ہمارا فرض ہے اور اس آزادی سے ہمارا مقصد یہی نہیں کہ ہم آزاد ہو جائیں بلکہ ہمارا اوّل مقصد یہ ہے کہ اسلام قائم رہے اور مسلمان طاقت ور بن جائے۔ اس لیے مسلمان کسی ایسی حکومت کے قیام میں مددگار نہیں ہو سکتا جس کی بنیادیں انہی اصولوں پر ہوں، جن پر انگریزی حکومت قائم ہے۔ ایک باطل کو ختم کر کے دوسرے باطل کو قائم کرنا چہ معنی دارد؟"[45]

آزادی و اسلام کا قائم رہنا (بہ حیثیت جسد ... "سطور بہ حیثیت اجتماعیہ انسانیہ"[46]) اور مسلمان کا طاقت ور ہونا صرف ریاست ہی سے ممکن ہے ... بہر حال مرکزی دستور اور مرکزی حکومت کے تحت ہوتا ہے۔

ان تمام شواہد اور حقائق کو نظر انداز کر کے صرف تھامسن کے حوالے سے علامہ اقبال پر "مسلم ریاست" کے تصور کو "مسلم صوبہ" کی تعبیر قرار دینا مخالفینِ پاکستان کا وطیرہ بن گیا ہے۔

ایڈورڈ تھامسن کے نام اپنے خط مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں اقبال لکھتے ہیں:

"آپ نے مجھے اس سکیم کا حامی قرار دیا ہے جو "پاکستان" کے نام سے موسوم ہے مگر پاکستان میری سکیم نہیں ہے۔
جو تجویز میں نے اپنے خطبے میں پیش کی تھی وہ ایک مسلم صوبہ کے قیام کی تجویز تھی یعنی شمال مغربی ہند میں ایک ایسے

۱۵

صوبے کی تشکیل جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ میری سکیم کے مطابق یہ نیا صوبہ آئندہ کے ہندوستانی وفاق کا حصہ ہوگا لیکن پاکستان سکیم مسلم صوبوں کی ایک علیحدہ فیڈریشن کے قیام کی سفارش کرتی ہے جس کا براہ راست تعلق انگلستان سے ہو۔ علیحدہ ڈومینین کی صورت میں ہوگا۔ یہ سکیم کیمبرج میں سامنے آئی اور اس سکیم کے موجدوں کا خیال ہے کہ گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین نے مسلم قوم کو ہندو یا انڈین نیشنلزم کی بھینٹ چڑھا دیا ہے"۔

دوران بعد، راغب احسن کے نام اقبال اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"میری تجویز انڈین فیڈریشن کے اندر ایک مسلم صوبے کی تخلیق ہے لیکن پاکستان سکیم انڈین فیڈریشن سے باہر ہندوستان کے شمال مغرب میں مسلم صوبوں کی ایک علیحدہ فیڈریشن قائم کرنے کی سفارش کرتی ہے جس کا تعلق براہ راست انگلستان سے ہوگا"۔

یہ دونوں خطوط، پاکستان مخالف اس موقف کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں کہ علامہ اقبال ہندوستانی وفاق کے اندر ایک مسلم صوبے کی تشکیل چاہتے تھے جبکہ آزاد مسلم ریاست کا تصور انہوں نے پیش نہیں کیا تھا۔ علامہ اقبال کا اصل تصور جس کے منفرد اور مسلسل شواہد ہیں، آزاد مسلم ریاست ہی کا تصور ہے۔ ۱۹۳۴ء کے یہ خطوط بظاہر اس سے مطابقت نہیں رکھتے اور ایک تضاد کا اظہار ہے جو ایک الجھن ہے جو حسب ذیل نکات پر غور کرنے سے دور ہو سکتی ہے:

(۱) قیام پاکستان حسب ذیل تصورات، تدابیر، مطالبات، مراحل اور اقدامات کا مجموعہ ہے۔

دو قومی نظریہ یا اسلامی تصور قومیت ——— جداگانہ انتخابات ——— ہندوستانی وفاق کے اندر صوبائی خود مختاری ——— مسلم ریاست کا قیام (خطبہ الہ آباد، تجویز) ——— خود مختار صوبہ یا ریاست ——— اکثریت اور صوبوں کا براہ راست مرکزی حکومت سے تعلق (تجویز) ——— مسلم ریاست کا قیام (مطالبہ) ——— تحریک پاکستان (اقدام)

اقبال خطبہ الہ آباد سے پہلے مسلم ریاست کے تصور تک پہنچ چکے تھے۔ اس کا اظہار بھی مختلف، مکاتیب و مقالات اور انٹرویوز کے ذریعے ہو چکا تھا۔ اقبال ایک عرصہ پہلے ہی خطبہ الہ آباد میں اس تصور کا باقاعدہ اعلان و اظہار ہوا۔ ساتھ ہی، شمال مغربی مسلم صوبے کی تجویز کا ذکر بھی کرتے ہیں، جو نہرو کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی تھی اور بے وقعتی کی بنا پر رد کیا گیا۔ خطبہ الہ آباد میں اقبال نے پہلے وفاق کی حمایت کی ہے۔ خود مختار ریاست (Automomous State) کا ذکر بھی ہے [۸۰] اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بعد میں مزید، مفاد اور مسلم مطالبات کی حمایت (آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی) قرارداد میں درج ہیں، بہرصورت منظور کرنے تھا [۸۱]۔ مذکورہ مطالبات میں خود مختار ریاست کا ذکر ہے۔ اس میں جداگانہ انتخاب اور صوبائی خود مختاری اہم ترمطالبے ہیں جن نہرو رپورٹ میں رد کر دیا گیا تھا چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف خطبہ الہ آباد میں اقبال نے مسلمانوں کے نصب العین کا تعین کر دیا [۸۲] اور دوسری طرف وقتی اور فوری مسائل اور امور کو زیر بحث لاتے ہیں اور ان کے حل میں تدابیر اور مطالبات پیش کرتے ہیں۔ اس سے "ہندوستان کے اندر مسلم صوبے" کا موقف رکھنے والے اپنے حق میں استدلال کرتے ہیں۔ خطبہ الہ آباد کے بعد بھی، وقتی اور عملی سیاسی تقاضوں کے باعث اقبال کبھی تو اس کی تجویز کو دہراتے ہیں، جیسے ۱۹۳۴ء کے مذکورہ خطوط میں اور کبھی اپنے پیش کردہ نصب العین کے سلسلے میں کچھ کام یا پس پردہ راستہ ہموار کرتے ہیں۔ خاص کر "نیم اسلامی سلطنت" کے اجرا کے حوالے میں اس نصب العین کو "تقسیم" کہا ہے [۸۳] جناح کو آپ انگلینڈ کے اداس سے خطاب کرتے ہوئے

مسلم ریاست کے خاکے کا ہی تحریری ہے۔[85] جناب [illegible] کے نام ان خطوط میں اس تجویز یا نصب العین کی طرف پیش قدمی کا مشورہ دیتے ہیں۔ یہ مشورہ نصیحت وار دیا ہے۔ اس مشورہ سے یہ بات واضح ہے کہ تھامسن اور راغب احسن کے نام خطوط کی حیثیت [illegible] اور وقتی [illegible] ظاہری بات سے متعلق ہے۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جس "پاکستان سکیم" سے تھامسن کے نام خط میں لاتعلقی ظاہر کی ہے اور راغب کو لکھا ہے کہ "آپ اپنے تاریخی کلمات میں اس نکتہ کی وضاحت کے [illegible] تشنہ [illegible] رہ گیا؟ کسی دوسری توجہ ہی اس نکتہ کی جانب [illegible] مبذول کرا دیتے تھا"[86] کہ اس نکتے کی وضاحت چاہتے ہیں اسی "پاکستان سکیم" کی راغب احسن کے نام خط مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۳ء میں اپنی مجوزہ اسلامی ریاست کے ساتھ وابستگی ہے۔ یہ خط اشاعت کے لیے نہیں ہے۔ اس میں اقبال لکھتے ہیں:

"کہ آپ کے خیال میں ہے اس کا پورا ہونا [illegible] بڑے حالات و اسباب پر منحصر ہے اس میں سب سے بڑا ضروری امر یہ ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک اسلامی ریاست پیدا کی جائے یا پاکستان کی سکیم بروئے کار آئے۔"[87]

الغرض تھامسن اور راغب کے نام مارچ ۱۹۳۴ء کے خطوط کی بنا پر یہ خیال درست نہیں کہ اقبال مسلم ریاست کے تصور سے لاتعلق ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد اور نذیر [illegible] "مرکزِ مسلم ریاست" کو ہندوستان کے اندر مسلم [illegible] قرار دیتے ہیں۔[88] ایک جگہ یہی لکھتے ہیں

"حقیقت یہ ہے کہ وہ (علامہ اقبال) ایک صاحبِ بصیرت، مستقبل شناس [illegible] ان کی سرگرمیاں صرف وہ نہیں، جو سطح پر ہوتی رہیں۔ وہ پس پردہ بھی مصروف رہے۔ [illegible] کا مقصود یہ تھا کہ ایک وفاقِ ہندوستان ہی کو وجود میں آنا ہے تو یہ ایک دو قومی ریاستی مملکت ہو، جس کے مسلمان صوبے اندرونی طور پر خود مختار ہوں۔ اور پس پردہ سرگرمیوں کا منشا یہ تھا کہ ایک علیحدہ اسلامی سلطنت کے قیام کے لیے راہیں ہموار کی جائیں۔"[88]

(۲) مسلم مطالبات کا پورا ہونا منحصر تھا اس بات پر کہ غیر مسلم (ہندو اور انگریز) انہیں تسلیم کر لیں — اور یا مسلمان اس قدر منظم ہوں کہ اپنے مطالبات (اسلامی ریاست کا مطالبہ) اپنے بل بوتے پر منوا سکیں۔ اس اعتبار سے مسلمانوں کی حالت پتلی تھی۔ وہ منظم اور متحد نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال نے خطبۂ الہ آباد میں الگ مسلم ریاست کا "مطالبہ" نہیں کیا، صرف نصب العین کا تعین کیا اور چاہتے تھے کہ [illegible] مطالبات کی [illegible] مقبول اجماع [illegible] علامہ اقبال نے جہاں [illegible] کیا، [illegible] اداروں کو جوڑنے کے لیے [illegible] رکھا۔ (اس سے نصب العین متاثر نہیں ہوتا)[89] مفاہمت اور سمجھوتے کی کوشش ہوتی تھی۔ اس کا اندازہ [illegible] کہ ایک [illegible] ایس ڈی الفت کے اقبال کے نام مکتوب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء سے ہوتا ہے۔ اس خط میں الفت لکھتے ہیں:

"میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ہندوستان کے شمال مغربی بارڈر پر چار مسلم صوبوں کے ادغام کے متعلق آپ کی سکیم کی حمایت کرنے کی اجازت ڈاکٹر [illegible] سے انتہائی پرائیویٹ طور پر حاصل کر لی ہے۔ ہم آپ کی اصطلاح "مسلم سٹیٹ" سے اتفاق نہیں کرتے لیکن اپنی معانی کا اظہار "مسلم ہوم لینڈ" کے عنوان سے بھی کیا جا سکتا ہے ... میں جہاں آپ کو اس [illegible] سے [illegible] شکر گزار [illegible] کہ [illegible] میری مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے ..."[90]

ہندو مسلمانوں میں صلح و مفاہمت کی کوششیں بار بار ہوئیں اور یہ سلسلہ ۱۹۳۷ء تک جاری رہا۔ تھامسن اور راغب کے نام ۱۹۳۴ء میں لکھے گئے مذکورہ خطوط کو اس تناظر میں بھی دیکھا جانا چاہیے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھامسن کے نام مذکورہ خط میں "ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبے" کی جس تجویز کا ذکر ہے اس کی حقیقت واضح کر دی جائے ۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید صاحب نے مقالہ "اقبال [illegible] اور دو قومی مسلم ریاست" کے حاشیے "ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبہ" کا مفہوم واضح کیا ہے ، یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اقبال نے ہر صوبے اور ریاست کے لیے الگ فوج رکھنے کا بھی مطالبہ کیا[91] اور [illegible] حالات کا ذکر کر کے ڈاکٹر موصوف حسب ذیل نتیجے تک پہنچتے ہیں:

"ان ارشادات سے اقبال کی مراد کیا تھی؟ یہی کہ اگر وہ ادغام [illegible] تو مسلمان اپنی پوزیشن [illegible] اپنے معاشی معاملات کو خطرے میں دیکھ کر اس مشترکہ [illegible] سے الگ ہو جائیں"[92]

(۳) ہندو اور انگریز دونوں پان اسلامزم کے خلاف تھے اور "مسلم ریاست کے تصور" کو پان اسلامی رنگ دے کر ہوّا بنایا جا رہا تھا ۔

اس سے پہلے ۱۹۲۰ء میں [illegible] نے "[illegible]" کے خلاف شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے لکھا تھا:

If this book be prophetic, the last hope seems taken away
The East, if it arms, may indeed end by conquering the West[93]

اسی طرح کے خوف کا اظہار لالہ لاجپت رائے نے ۱۹۲۵ء میں ان الفاظ میں کیا تھا:

"میں سات کروڑ مسلمانوں سے نہیں ڈرتا لیکن میں سوچتا ہوں کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے ساتھ افغانستان، وسط ایشیا، عرب، عراق اور ترکی کے مسلح لشکر آ جائیں گے جن کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا"[94]

اقبال جب دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے انگلستان جا رہے تھے تو بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار نے ان سے انٹرویو کے سوال کیا اور پان اسلامزم کے بارے میں پوچھا ۔ ہندو پریس کا مقصد اقبال کو بدنام کرنا تھا[**] ۔ اسی کانفرنس کے سلسلے میں جب اقبال لندن میں مقیم تھے تو تھامسن نے "پان اسلامی سازش" کے عنوان سے [illegible] مضمون [illegible] کے حوالے سے "لندن ٹائمز" میں شائع کرایا ۔ اقبال کو تردیدی بیان جاری کرنا پڑا ۔ اپنے جوابی مراسلے میں اقبال نے لکھا:

"کیا میں ڈاکٹر تھامسن سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے سرکاری سلطنت سے [illegible] مسلم مملکت کا مطالبہ نہیں کیا ہے بلکہ [illegible] کے متعلق [illegible] ۔ [illegible] اس وقت ہندوستان [illegible] ۔ کوئی ہندوستانی مسلمان [illegible] ایک [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ۔ [illegible] مسلم مملکت [illegible] قائم کرنے کا خیال نہیں کر رہا ہے"[96]

پان اسلامک سازش کے سلسلے کو اتنا اچھالا گیا کہ مسلم ریاست کے تصور [illegible] کھڑی ہو جائیں ۔ [illegible] اقبال نے [illegible] قائم کرایا ۔ اسی طرح [illegible] کے انگریزی [illegible] نے اپنے تبصرے میں اقبال کو پاکستان سکیم کا خالق [illegible] اقبال نے تھامسن کو پان اسلامزم [illegible] کہ میری تجویز ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبے کی تھی ۔ اس میں شک نہیں کہ اسی تجویز کا ذکر خطبۂ الٰہ آباد میں موجود ہے [illegible] اسی تجویز کو رد کیا تھا ۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ علامہ اقبال نے

۱۸

خطبۂ الٰہ آباد میں "متحدہ مسلم ریاست" (Consolidated Muslim State) کو برِ صغیر کے شمال مغربی حصے کے مسلمانوں کا مقدر (final destiny) قرار دیا۔ اور اس مفہوم کو تھامسن کے "پاکستان سازش" کے الزام کے جواب میں ان الفاظ سے ظاہر کیا:

"مسلم ہندوستان میں ان ریاستوں کی اتحادی کارروائی کے متعلق یہ ایک تجویز ہے جو میں [illegible] کے حضور کی اس وقت صورت پیش کر رہا ہوں۔"

(۲) خطبۂ الٰہ آباد سے قبل [illegible] اپنے ایک مکتوب [illegible] کے نام مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء میں "[illegible]" کا [illegible] کے اجلاس منعقدہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء میں "مسلم ریاست" کے قیام کی تجویز "خطبۂ الٰہ آباد" کے حوالے سے کی۔ اور پورے یقین سے کہا کہ اس تجویز کی معقولیت کو ثابت کرے گا۔ اسی طرح [illegible] کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء میں خطبۂ الٰہ آباد کے حوالے سے [illegible] کی رائے نقل کی۔ اقبال لکھتے ہیں "مجھے یاد ہے کہ انگلستان سے روانگی سے قبل [illegible] نے مجھ سے کہا تھا کہ میری کم و بیش [illegible] کا واحد ممکن حل ہے۔ لیکن اس پر عمل درآمد ہونے کے لیے ۲۵ سال درکار ہیں۔" اس واحد ممکن حل کی توضیح [illegible] کے نام اسی خط میں اقبال [illegible] کی شکل [illegible] انھی [illegible]۔ اقبال لکھتے ہیں:

"مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق کا قیام [illegible] واحد راستہ ہے جس سے ہندوستان میں امن و امان قائم ہوگا اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط سے بچایا جا سکے گا۔"

اقبال نے لکھا ہے کہ اقبال نے division کا لفظ استعمال نہیں کیا۔" [illegible] کا بیان ہے کہ اقبال [illegible] partition کی بات نہیں کی۔ [illegible] کا تصورِ پاکستان [illegible] تقسیم کے لحاظ کر ساری اہمیت دی۔ [illegible] اقبال [illegible] کے [illegible] کا مسئلہ [illegible] ہے۔ [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] اقبال تصورِ پاکستان [illegible] ضرور [illegible] کی ضرورت پڑتی ہے۔ اول تو "متحدہ مسلم ریاست" کا قیام تقسیم ہند کے بغیر [illegible]۔ دوم یہ کہ اقبال نے distribution کا لفظ استعمال کیا جس کا مفہوم ہی (ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین ہندوستان کی) تقسیم ہے۔ [illegible] مسلم صوبوں کی [illegible] میں اقبال نے distribution کا لفظ حسبِ ذیل [illegible] استعمال کیا ہے:

"... the country will have to be redistributed on a basis of religious, historical and cultural affinities so as to do away with the question of electorates and the communal problem in its present form."[۱۰۰]

اس سے [illegible] کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۷ء میں لکھا ہے۔ چونکہ اسی خط میں "مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق کے قیام" کی بات کی ہے اس لیے لفظ distribution کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

(۲) کیا اقبال تصورِ پاکستان سے دست بردار ہو گئے تھے؟

اس غلط بیانی کی مرتکب شخصیات میں سے نمایاں ترین شخصیت جواہر لال نہرو کی ہے۔ ایک طرف "اقبال کے خطوط جناح کے نام"
قائداعظم کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں جن خطوط میں وہ علامہ اقبال واضح طور پر قائداعظم کو "آزاد مسلم ریاست یا
ریاستوں" کے مطالبے پر آمادہ کرتے ہیں اور مسلم ہند کو "مسلمانوں کے ایک جداگانہ وطن کا قیام" چاہتے ہیں، دوسری طرف نہرو
"ڈسکوری آف انڈیا" میں لکھتے ہیں کہ ـــــ "اقبال پاکستان کے اولین حامیوں میں سے تھے، تاہم انہوں نے اس کے خطرہ اور اس کی مہمل نوعیت
کو محسوس کر لیا تھا۔" وہ (اقبال) شعور کی سطح پر ہی مسلم ریاست کے تصور سے لاتعلق تھے۔ یہ نہرو کے الفاظ ہیں
حق اور سچ ہے۔ نہرو نے مسلم کیا ہے کہ "اقبال پاکستان کے اولین حامیوں میں سے تھے"۔ نہرو کا یہ دعویٰ کہ اقبال ... پاک
کی خوبی اور اس کے خطرے کو محسوس کر چکے تھے ان کے بیان پر مبنی ہے جو نہرو کا اپنا ہے۔ Discovery of India
کی اشاعت (۱۹۴۶ء) سے پہلے Letters of Iqbal to Jinnah کے دو ایڈیشن ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۴ء میں منظر عام پر آ چکے
تھے۔ انہیں نظر انداز کر کے نہرو ان کے بیان کا سہارا لے رہے ہیں۔ جواہر لال نہرو کو چاہیے تھا کہ اگر یہ خطوط جعلی تھے تو دعویٰ کرتے کہ یہ جعلی
ہیں لیکن نہرو صاحب اس وقت، پاکستان مخالف کی حیثیت رکھتے تھے، ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

یہ ذکر آ چکا ہے کہ ایڈورڈ تھامسن کی غلط بیانیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے
جس میں اقبال کے خطوط بنام تھامسن سے موصوف کے بیانات کا موازنہ کر کے ان کی علمی اور اخلاقی دیانت داری کا پول کھولا ہے۔ ...
کی حقیقت کا اندازہ کرنے کے لیے یہ ایک مثال کافی ہے کہ خطبۂ الٰہ آباد میں علامہ اقبال نے پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ایک
آزاد ریاست کی خواہش کا اظہار کیا تو اسے یہ واضح کرنا پڑا کہ یہ اپنی ذاتی حیثیت میں کر رہے ہیں۔ مسلم مطالبات کے ذکر کے بعد اقبال نے
Personally I would like to go further کہہ کر منفرد مسلم ریاست کے قیام کی بات کی۔ ... کی ریاست کا
مطالبہ کے چودہ نکات تک پہنچی تھی۔ اس کے برعکس تھامسن کا قول اقبال سے کہا کہ ــــ "پاکستان کا منصوبہ برطانوی حکومت کے لیے تباہ کن
ہے، ہندو قوم کے لیے تباہ کن ہے اور مسلم قوم کے لیے تباہ کن ہے ... لیکن میں مسلم لیگ کا صدر ہوں اس لیے میرا فرض ہے کہ
اس تجویز کی حمایت کروں"۔ (اقبال اور تھامسن کے بارے اقتباسات گزشتہ صفحات میں نقل ہو چکے ہیں۔)

کانٹ ویل سمتھ اور جواہر لال نہرو نے اقبال کو اشتراکی ہی ظاہر کیا ہے۔ تصورِ پاکستان سے دست برداری اور اشتراکیت کی وکالت کے ضمن میں
پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا یہ تبصرہ لائقِ توجہ ہے:

> "ایڈورڈ تھامسن، جواہر لال نہرو اور کانٹ ویل سمتھ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اقبال عمر کے آخری حصے میں
> مطالبۂ پاکستان کے حامی نہیں رہ گئے تھے... اس کا اقبال اور اشتراکیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ اقبال آخر واقعی
> اشتراکی ہی بن گئے تھے اس لیے مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہونا لازمی تھا لیکن اقبال کی کوئی تحریر (نظم یا نثر) سوائے
> اشتراکی ہونے کی شہادت دیتی ہے نہ اس بات کی کہ وہ مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو گئے تھے"۔ ۱۰۱

(۳) پاکستان فرقہ واریت کا نتیجہ تھا، اقبال کا ذہن آفاقی ہے۔

ہندوؤں نے اقبال پر فرقہ پرستی کا الزام شدومد سے اور بار بار عائد کیا ہے تاہم ہندو دانش وروں کا ایک گروہ متوازن نقطہ نظر رکھتا ہے۔ اس گروہ کے نزدیک اقبال آفاقی شاعر ہیں مگر پاکستان فرقہ واریت کا نتیجہ ہے۔ ہردوار ناتھ جیسا لکھتے ہیں:

"زندگی کے بارے میں اقبال کا نظریہ اول سے آخر تک ان حالات و واقعات کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتا جو تصورِ پاکستان یا تصورِ تقسیم ہند کے بعد کے دور میں رونما ہوتے چلے گئے۔"[۱۰۲]

ہند کے وقت تو پھیلانے والے ہندو اہلِ قلم زور شور سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اقبال پر مذہبی فرقہ پرستی اور ... کا الزام غلط ہے۔ اس لیے آزاد پاکستان کا تصور ان کے دماغ کی اختراع نہیں تھی۔[۱۰۳] پنجاب کے چودھری صاحبان "مصورِ پاکستان" کا نام چودھری رحمت علی کو دینے پر مصر ہیں، وہ بھی اسی دلیل سے کام لے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:

"مجھے حیرت ہوئی کہ کس طرح ہمارے بعض مصنفوں نے علامہ اقبال کی فکر کو محدود کر کے رکھ دیا۔ شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال تو ایک آفاقی اور عالمی شاعر تھے۔ وہ تو ہندوستان کے اندر رہتے ہوئے بھی مسلمانوں کی مرکزیت کے قائل تھے۔"[۱۰۴]

وضاحت سے یہ نہیں بتایا کہ ایک عالمی اور آفاقی شاعر کے لیے کیوں ضروری ہے کہ وہ ہندوستان کے اندر رہتے ہوئے مسلمانوں کی مرکزیت کا قائل ہو۔ یہ وضاحت بھی نہیں کی کہ مرکز میں ہندو اکثریت کے ہوتے ہوئے جمہوریت میں مسلمانوں کی مرکزیت کیسے قائم ہوگی؟

مسلمانوں کو فرقہ قرار دینا اور ہندو قوم پرستی کو فرقہ واریت سے تعبیر کرنا اصولاً غلط ہے۔ مسلمان ایک قوم ہیں، فرقہ یا اقلیت نہیں۔ دراصل انگریزی لفظ "کمیونل" کا ترجمہ فرقہ وارانہ ہے، چنانچہ یہ لفظ رواج پا گیا۔ تاہم فرقہ پرست کا لفظ اب بھی ... جماعتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں ہندو مہاسبھا فرقہ پرست جماعت ہے لیکن کانگریس والے اسے ہندو فرقہ پرست جماعت کہتے ہیں۔

اقبال کا ذہن بلاشبہ آفاقی تھا۔ ہر مسلمان کا ذہن آفاقی ہوتا ہے کیونکہ اسے اس بات کا یقین ہے کہ نسلِ انسانی ایک ... اقبال کی آفاقیت کا راز اسلام میں مضمر ہے۔ اسلام آفاقی ہے اس لیے اقبال آفاقی ہیں۔ اسلام رنگ، نسل، زبان اور وطن کے امتیازات کو اہمیت نہیں دیتا۔ اسلام نسلوں اور قوموں میں بٹی ہوئی اولادِ آدم کو اللہ کے کنبے میں تبدیل کرتا ہے۔ اقبال نے اسلام کو ... اصول و عقیدہ کے طور پر اختیار کیا۔ ہندوستان میں ہندوؤں کی وطنی قومیت اسلامی قومیت سے متصادم تھی، اس لیے اقبال نے اس کی مخالفت کی۔

اقبال تنگ نظری پر مبنی فرقہ واریت (Communalism) کو پسند نہیں کرتے، البتہ ملتِ اسلامیہ سے محبت کرتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنی "نظریہ فرقہ واریت" پر خطبہ الہ آباد میں روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

"یہ اصول کہ ہر جماعت کو اپنے منشا کے مطابق ترقی کرنے کا حق ہے، کسی تنگ نظر فرقہ واریت پر مبنی نہیں۔ وہ فرقہ واریت جو دوسری قوموں سے نفرت اور بدخواہی کی تعلیم دے، اس کے ذلیل اور ادنیٰ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ میں دوسری قوموں کے رسوم و قوانین اور ان کے معاشرتی و مذہبی اداروں کی دل سے عزت کرتا ہوں بلکہ بحیثیت مسلمان میرا یہ فرض ہے کہ اگر

صورت میں آپ نے تو قرآن و ارشاد کے مطابق، سب ان کی مدد سے مہاجروں کی حفاظت کروں۔ تاہم مجھے اس بات سے دلی مسرت ہے دوسرے اطوار اور میری زندگی کا سرچشمہ ہے جس نے اپنے دین، اپنا وطن، اپنی حکمت اور اپنے عزیز سے بہرہ مند ہو کر کے لئے وہ کچھ دیا کیا جس سے میں مسرور ہوئی اور روح کو تسکین ہوئی۔ جب تجھے میں نے مانا ہے اور سرفراز ہو کر دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ وہ سب میری ذات میں، سراسر آپ کا ہے۔[۵۰]

"مرد قلندر" کی اس مرتبہ شکل کی قدرو منزلت کا اعتراف، بقول اقبال، سر راس مسعود کے مطالعے سے بھی کیا تھا۔

(۱۲) تقسیم ہند کی تجویز پہلے دوسروں نے پیش کی

ایک طرف مخالفین پاکستان (ہندو، نیشنلسٹ، اشتراکی، سکھ، سندھی قوم پرست وغیرہ) یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ علامہ نے [illegible] قرار اور تحریک پاکستان کی تقویت کے لئے، حیثیت مفکر و مصور پاکستان، علامہ اقبال کا نام، غلط طور پر استعمال کیا گیا[۵۱] دوسری طرف پاکستان کے حامیوں نے مسلم ریاست کے تصور کو جسے اقبال نے اسلامی ریاست کا نصب العین کہا، "تقسیم ہند" اور "مرد قلندر" پیار اور [illegible] کی تجویز تک محدود کر کے اس کا ویری کی فہرستیں مرتب کرنی شروع کر دیں۔ اس میں مسلم لیگ کے بعض راہنما بھی ملوث ہوئے اور انہوں نے [illegible] کے لئے تصور پاکستان کو نظر انداز کر دیا۔ شریف الدین پیرزادہ کی کتاب (Evolution of Pakistan) کے پہلے ادوار [illegible] کے دیباچوں سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہر اس شخص کو پاکستان [illegible] والوں کی فہرست میں شامل کیا ہے جس نے دو قومی نظریہ [illegible] یا تقسیم ہند کی تجویز پیش کی۔[۵۲] چونکہ ہندو اور مسلمان لیڈر ہندوستان کو مسلمانوں سے الگ قوم سمجھتے تھے اس لئے انہیں دو قوموں کے قائد پیرزادہ نے پاکستان کے مبلغ شمار کیا۔ شمال مغربی ہندوستان میں اشتراکی امداد کے ہوتے ہوئے ان کے طبیعی بات کی رو سے ہی پاکستان بنانے والا سمجھا گیا [illegible] نے "تقسیم ہند" کی بات سیاسی طور پر کی اسے بھی اور وہ بھی جو رب پاکستان میں شامل کیا گیا۔ ان "کارناموں" کے باعث جواہر لال نے پیرزادہ کا مرعوب کیا اور چودھری رحمت علی نے انہیں پاکستان کا "اصل والد" قرار دیا۔ پیرزادہ کی طرح چودھری خلیق الزماں اور ایم آر اے [illegible] نے بھی تصور پاکستان کو نظر انداز [illegible] "مسلم ریاست" کے حقیقی تصور کو نظر انداز کرنے کے ہر سے سارے اعزاز چودھری رحمت علی کو دے گئے۔ اس فہرست میں ناموں کی ترتیب یہ ہے:

(۱) چودھری رحمت علی (۲) سید [illegible] (۳) مولانا حسرت موہانی (۴) مولانا عبیداللہ سندھی (۷) علامہ اقبال

رحمت علی نے لکھا ہے کہ میں نے ۱۹۱۵ء میں "بزم شبلی" کے افتتاحی اجلاس میں خطبۂ صدارت کے دوران شمالی ہند میں مسلم ریاست کے قیام کی تجویز کی بجائے علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد (۱۹۳۰ء) کے خطبۂ صدارت میں "ہندوستان کے اندر ایک مسلم صوبے" کی تجویز پیش کی تھی۔ [illegible] کی یہ پہلی بہت ساری خود غرضی پر مبنی تھی۔ اس میں حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی اور جھوٹ کا سہارا لیا گیا۔ شریف الدین پیرزادہ اس فہرست کو مان [illegible] (۱۸۵۸ء) تک پیچھے لے گئے اور یوں رحمت علی کی "بزم شبلی" والی تقریر کی اولیت کا ناتا ٹوٹ گیا۔ پیرزادہ کے کام کا یہ پہلا منفی پہلو ہے۔ اسی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں اقبال سے متعلق [illegible] کو پیرزادہ نے دو حصوں میں لکھا اور وہ شواہد اکٹھے کئے جن سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال کی تجویز ہندوستان کے اندر مسلم صوبے کی نہیں بلکہ الگ اور آزاد مسلم ریاست کی تھی۔ پیرزادہ کے کام کا دوسرا مثبت پہلو ہے۔ تاہم پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس کو نظر انداز کر کے، تقسیم ہند کا سہرا دوسرے لوگوں کو بھی پاکستان بنانے والوں [illegible]

شندر/ یا محض نظریہ ہے۔ پیرزادہ کے کام کا سب سے اہم پہلو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ میں اکثر مذہبی رہنما سماجی مصلحوں اور سیاسی لیڈروں کو شامل کیا گیا ہے۔ ان شخصیات میں تصور (concept) ہیں ہے اور ان کا کوئی تعلق براہ راست مرتب ہوا بلکہ اکثر شامل ہیں جو نام کو (نوم) سے مشہور ہے

شریف الدین پیرزادہ کے کام کو مسعود کرنے کے در میں ... "مرقع اقبال" اور "ملفوظات" ... کی بنا پر شامل [illegible] میں مرتب کیں۔ دوسرے مسائل سے جیسی تصور پاکستان کو اول کیا ہے ... ہندوستان کی مثال اس کا ہوا وہ ہو سکا ہے۔ پیرزادہ ... [illegible] سے تجویز کنندگان پاکستان میں شمار کیا تھا[11] کے کے عزیز نے یہ نام پیرزادہ کے حوالے سے منسوب کیا[12] پیرزادہ کو ... [illegible] دوسرے ایڈیشن سے یہ نام خارج کر دیا لیکن کے کے عزیز کے ہاں موجود ہے۔

شریف الدین پیرزادہ اور چودھری ... الزماں کے پیش کردہ تصورِ پاکستان کے ماخذ کا مفصل جائزہ [illegible] ... ہے[13]

ڈاکٹر جاوید اقبال نے ... [illegible] کے علاوہ ... اشتیاق حسین قریشی اور ایم اے ایچ اصفہانی کے کام پر بھی سطر ڈالی ہے[14]۔ جاوید اقبال نے ... بالخصوص احسان ... کیا ہے ... پیرزادہ کی فہرست میں شامل ... قادری کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں۔

"شریف الدین پیرزادہ ان کا نام ... کو مسلم ریاست (یعنی پاکستان) کے پیش ... میں شمار کرتے ہیں ... کی کتاب کے مطالعہ سے تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اقبال ... کی اپنی تجاویز کی طرح ہندوستان کی تقسیم! الگ مسلم ریاست کا تصور دیا تھا لیکن اس مرحلہ پر ... ضروری ہے کہ اقبال ... مسلم ریاست کی تجویز پیش کرنے سے قبل اس کے لیے ایک فکری یا نظریاتی اساس فراہم کی اور ... اس کی ... کو وجود میں لانے کے لیے عملی طور پر جدوجہد بھی کرتے رہے لیکن ان تجاویز ... مثلاً ... اسٹیشن ... (کرب) ... [illegible] ... کی اس سلسلہ میں ... اپنی تجاویز ... مسلمانوں کے لیے ... کرتا ہے ... ؟"[22]

الزماں اور ڈاکٹر جاوید اقبال کے سامنے کے کے عزیز کی طویل فہرست نہیں تھی۔ اس کی کتاب چار جلدوں میں ... میں شائع ہوئی۔ ان چار جلدوں ... کی دوسری جلد کا ... کیا جا سکتا ہے ... [illegible] ... اس فہرست میں ... ایم ایم ... کا ذکر پیرزادہ نے کیا ہے[23]۔ پیرزادہ کا کام ... اور ... ناقص اور گمراہ کن ہے، اس کا اطلاق کے کے عزیز پر بھی ہوتا ہے ... [illegible] ... جامعیت پاکستان کو تصورِ پاکستان کے ماخذ میں شمار کیا ہے۔ مثال کے طور پر ... ایڈیٹر ... کی ... اور دوسرے ... کی ... ہندوستان میں مسلمانوں کو دریائے ... سے پرے دھکیل دیا جائے گا[25] ... تصورِ پاکستان یہی ہے کہ مسلمانوں کو دریائے ... سے پرے دھکیل دیا جائے؟

شریف الدین پیرزادہ نے ... کیا ہے کہ ... تصورِ پاکستان کے ... ماخذ ... ہیں ... ایم اے ... اصفہانی اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے ... کو ... سے ... کر دیا ہے ... یہ ... ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے پس منظر میں تین اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک ... ہیں ... تاہم پیرزادہ کا ... نظر ہے اور ... کا خاص ... ہے۔ یہ معاملہ عمومی ... کا ... ہے لیکن ... مسلمان ... اور ... [illegible] ... تصورِ پاکستان کے ... میں ... یا ... پاکستان کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے ... اس میں ایک نام ... اصلاحی کا ہے ... وسط ایشیا ... اور شمال مغربی ... پر مشتمل ایک ... جمہوریہ کا ... [illegible]

ہے ۱۱۶ اصلاح کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ یورپی استعمار کے مقابلے پر وہ مسلم اتحاد کا داعی تھا ۱۱۷ تاہم شمال مغربی ہندوستان میں مملکت کے قیام کی
پیش نہیں کی تھی کوشش کا پتا نہیں چلتا اور نہ مذکورہ خواب کا کوئی مستند حوالہ یا ماخذ ہے ۱۱۸ قریشی، پیرزادہ، کے کے عزیز اور سید
مولانا محمد علی کو بھی محرکین پاکستان میں شمار کیا ہے، اس لیے کہ مولانا نے ۱۹۲۳ء میں قسطنطنیہ سے دہلی تک ایک نام نہاد "فیڈریشن" کا ذکر کیا تھا ۱۱۹
اس ذکر میں یہ نکتہ شامل نہیں کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے شمال مشرقی علاقے میں آزاد مسلم ریاست قائم کی جائے۔ مولانا محمد علی ہندو مسلم
ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار تھے وہ دو دائروں — اسلامی اور ہندوستانی — کے اسیر رہے اور آزاد مسلم ریاست کی حمایت نہ کر سکے ۱۲۰
کے کے عزیز کا ایک اعتراض محمد علی کی اس تجویز پر مبنی ہے کہ "ایک متحدہ ہندوستان" وجود میں رکھا جائے جس متحدہ ہندوستان کو وجود میں
لانا ہے ۱۲۱ مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ "ہمیں ایک متحدہ ہندوستان کو وجود میں لانا ہے" — یہ الگ اور منفرد مسلم ریاست کی تجویز نہیں بلکہ اس کی
راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی تجویز ہے۔ پیرزادہ اور کے کے عزیز نے مولانا عبیداللہ سندھی کو بھی ایسی فہرستوں میں شامل کیا ہے جبکہ وہ بھی
نیشنلسٹ اور مولانا حسین احمد مدنی کے ہمنوا تھے ۱۲۲ پیرزادہ لکھتے ہیں کہ مولانا نے محمود جمعیت پارٹی کی طرف سے [illegible] کے لیے وفاقی نظام تجویز
کیا — کے کے عزیز نے ان کی تجویز ان الفاظ میں بیان کی ہے "India to be a federation of republics" ۱۲۳ وفاق کی یہ تجویز آزاد اور
منفرد مسلم ریاست کے تصور سے مطابقت نہیں رکھتی۔ شریف الدین پیرزادہ نے مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی محرکین پاکستان میں شمار کیا ہے اور
ان کے بارے میں پانچ چھ صفحات تحریر کیے ہیں ۱۲۴ ابوالکلام آزاد وحدت ہندوستان کے قائل اور ہندوستانی متحدہ قومیت کے علمبردار تھے ۱۲۵
انہوں نے اسی وقت ہی قیام پاکستان کی مخالفت کی جب نہرو اور پٹیل بھی اس کے لیے آمادہ ہو چکے تھے ۱۲۶ انہیں ہندوؤں کی طرف سے
ہمدردی تھی لیکن پاکستان کا نام تک ان کی سماعت قبول نہیں کرتی تھی ۱۲۷

تصور پاکستان کے ماخذ میں متعدد انگریزوں کو بھی شامل کیا گیا ہے — مثلاً جان برائٹ، ڈبلیو ایس بلنٹ، لارڈ کرزن،
لووٹ فریزر، اور تھیوڈور ماریسن کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کے کے عزیز نے بعض ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ اگر ہندو اعتراف کریں (جو وہ
کرتے ہیں) کہ قیام پاکستان کے پیچھے انگریزوں کا ذہن کام کر رہا تھا تو پیرزادہ، جمیل الزماں اور کے کے عزیز جیسے دانشوروں کا کیا جواب ہو
گا۔ جان برائٹ نے پانچ یا چھ آزاد ریاستوں کی بات کی۔ یہ تجویز مسلم و منفرد مسلم ریاست کا خاکہ نہیں کرتی تاہم اس میں لامرکزیت ہے اور
ہے اور جب وفاقی دستوری تشکیل کے لیے گول میز کانفرنس منعقد ہو رہی تھیں تو مقامی [illegible] نے یہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان میں مرکزی حکومت
نہ ہو اور برطانوی حکومت کو قائم کرنے کے لیے جان برائٹ کا حوالہ بھی دیا ۱۲۸ تاہم برطانوی حکومت قائم نہ ہوئی۔ مسلم سوچ یہ تھی [illegible] حمایت کی
اور ہندوؤں کے لیے تو یہ تجویز قطعاً ناقابل قبول تھی۔ بلنٹ کی تجویز یہ تھی کہ شمال مغرب میں مسلم اور مرکزی ہند میں ہندو حکومتیں قائم کر دی
جائیں۔ حکمرانوں ہی انگریزی فوج موجود رہے ۱۲۹ بلنٹ کی تجویز برطانوی تسلط سے نجات نہیں دلاتی۔ لارڈ کرزن نے تقسیم بنگال کا اعادہ کیا جس
سے مشرقی بنگال کے مسلمانوں کو ہندو غلبے سے نجات ملی لیکن برطانوی تسلط قائم رہا۔ شدید ہندو ردعمل کے باعث یہ تقسیم منسوخ کروا دی گئی۔ اگر
ایسا ہوتا اور آزادی کے بعد مشرقی بنگال ہندو مرکز کے تحت ہوتا تو اس کی وہ حیثیت ہی ہوتی جو اب بنگلہ دیش کی ہے۔ مختصر یہ کہ کسی
انگریز نے اسلامی قومیت کی بنا پر مسلم قوم کے تحفظ و فروغ کے لیے آزاد اور منظم و منفرد مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش نہیں کی

جن ... کو تحریکِ پاکستان میں شامل کیا جا رہا ہے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ ہندو مہاسبھائی لیڈروں کو بھی تحریکِ پاکستان کے حامیوں میں شمار کیا گیا۔ رحمت علی، پیرزادہ اور عزیز نے ایسا کیا ہے۔ بھائی پرمانند کی اصل خواہش تو یہ تھی کہ مسلمانوں کو دریائے سندھ سے پرے دھکیل دیا جائے یا ہندو انہیں کلی طور پر جذب کر لیں۔ یہ ممکن نہ ہو سکے تو ہندوستان کو دو علاقوں میں تقسیم کرنے کی ... کہ ایک میں ہندو مت اور دوسرے میں اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے۔[130] لالہ لاجپت رائے تو ہندو مہاسبھا کے ... جداگانہ انتخابات کا سخت مخالف تھا۔ ان کے نزدیک یہ طریقہ انتخاب ایک دفعہ مروج ہو گیا تو باہمی کشمکش ... بغیر اسے ختم کرنا ناممکن ہو گا۔[131] ... جنگ کی ... میں ... مخالف تھے کہ ... مسلمانوں کی پشت پر افغانستان، وسطی ایشیا، عرب، عراق اور ترک کے مسلح عساکر ہوں گے جن کا مقابلہ ہم نہ کر سکیں گے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ... کا ... لاجپت رائے کے نزدیک ... تھا۔[132] انہوں نے ... صوبہ سرحد کی ... کہ ہندو اکثریتی علاقے ہندو ریاست اور مسلم اکثریتی علاقوں کو مسلم ریاست میں ... کا ... قائم کیا جائے۔ اس کے باوجود ... ہندوستان کی تقسیم ہوئی، مسلم ... ہیں۔ اس ... کو مسلم ریاست (پاکستان) کی تجویز قرار دینا غلط نہیں ہے۔ ... اس نے ... اور کہا کہ ... خیال کا اظہار نہیں کیا تھا۔[133] ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے کہ ہندو مہاسبھا ... کرتے تھے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ چنانچہ اسی بنیاد پر ڈاکٹر ... نے ... پاکستان کے ... (harbingers) میں شامل کیا ہے۔[134] یہ مغالطہ ہے۔ ... اسلامی ... ہے۔ ... دو قومی نظریہ ... اور ہے۔ ... ہندو اور ... اس کے ... رہے ہیں بلکہ ... دونوں کو پاکستان کا ... پاکستان کی ... ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ... ہے۔ ... ایک ... پاکستان ... ہوا۔

بھارت میں بلائیں دو ہی تو ہیں اک ساورکر اک گاندھی ہے
اک جھوٹ کا چلتا جھکڑ ہے اک مکر کی اٹھتی آندھی ہے[135]

پاکستانی ایڈیشن کا یہ قول ... کہ "پاکستان ... ہندو ..."[136] ... یہ ہے کہ تمام پاکستان ... ہندوؤں کی ... دشمنی کا ... رہا ہے۔ ... ہندوؤں کو پاکستان ... ان صوبوں میں ... کیا جائے جن صوبوں میں ... اور ... پاکستان ہیں۔ یہ بات ... پیش نظر رہی ... پاکستان کا ایک بڑا محرک ہندوؤں کی مسلم دشمنی ... ہے لیکن پاکستان کی ... اصل ... نہیں ... ہے۔

اب تک ان ... تحریکِ پاکستان کا ذکر ... جو معروف اور اہم تھے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی ... پاکستان کا ... مشکل ہے۔ جہاں تک غیر معروف اور ... "تحریکِ پاکستان" کا تعلق ہے ... اپنے ... کے اعتبار سے ... اکثر تجاویز سے ... علم ... ہے۔ مثلاً ... ۱۹۱۲ء میں ... ہندوستان کو ہندو اور مسلم ... میں تقسیم کرنے کا سوال اٹھایا ... پیرزادہ ... تاہم ... کی تجویز کا اصل ...

دستیاب نہیں ہو سکی البتہ اقتباس ضرور ملتا ہے۔ انہوں نے ایک وقت کیا تھا۔ قرارداد ہو منظور ہو چکی تھی [۱۳۷] عموق رزاق، ملا [illegible]، ملا ان سادی [illegible] رحیم بخش اور دوست محمد [illegible] وغیرہ کو تو ہیں پاکستان ۱ تصور پاکستان کے مخالفین میں شمار کرنا ایک عظیم تعصب کو سوا کیا [illegible] شدہ مجموعی پیش گوئی، تھی کہ ہندوستان مسلمانوں اور ہندوؤں میں تقسیم ہو جائے گا [۱۳۸] کیا ایسی پیش گوئی کو پاکستان کی تعمیر یا تصور تسلیم کیا جا سکتا ہے جو محض ہندوستان، مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین تقسیم ہوا اور ہندو سوچ [illegible] ہوا

شریعت اور [illegible] لکھا ہے کہ تحریک پاکستان کے اساسی عناصر [basic ideas] پہلی مرتبہ سرسید کی تحریروں میں موجود ہیں۔ یہ عناصر ہیں (۱) ہندوستان ایک برصغیر ہے ملک نہیں (۲) ہندو اور مسلمان ایک نہیں بلکہ دو قومیں ہیں (۳) جمہوری نظام ہندو اکثریت کی اجارہ داری [۱۳۹]

اگر یہ درست ہے کہ تحریک پاکستان کے اساسی عناصر سرسید کی تحریروں میں موجود ہیں تو دوسرے لفظوں میں سرسید تصور پاکستان کے خالق ہیں۔ [illegible] درست نہیں ہے۔ سرسید [illegible] اور ہندو ... اردو کے تحفظ پر تو جاری [illegible] کا خواب دیکھا یا اسلامی رسالت کا [illegible] کیا۔ [illegible] سیاسی ماحول [illegible] اور ان کے اصول اہم ہیں۔ سرسید [illegible] مسلمانوں کو کانگریس سے شامل ہونے سے روکا بہ سیاسی طور پر کی اجتماعی تھی۔ سرسید نے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ یہ کانفرنس [illegible] کا سلسلہ تھا۔ ان کے ۱۸۹۸ء میں انتقال کی سرپرستی میں، [illegible] نے مسلمانوں کے سیاسی مفادات کا مطالبہ کیا۔ اسی سال [۱۹۰۶ء میں] مسلم لیگ قائم ہوئی۔ [illegible] میں سرسید کے رفقاء پیش پیش تھے۔ سرسید نے علی گڑھ کالج قائم کیا جو آگے چل کر یونیورسٹی بنا۔ علی گڑھ کے طلباء [illegible] سرسید کے علاوہ علامہ اقبال کی ہمہ جہت اثرات [illegible] کیے [۱۴۰] علی گڑھ یونیورسٹی نے وقت آنے پر قیام پاکستان میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سرسید کی خدمات کو بالطور پر تصور پاکستان اور تحریک پاکستان کا پیش خیمہ قرار دیا جا سکتا ہے تاہم سرسید نے الگ اور آزاد مملکت کی کوئی تجویز پیش نہیں کی اور نہ ان کی تحریروں میں تصور پاکستان کے اساسی عناصر موجود ہیں۔ تصور پاکستان، علامہ اقبال [illegible] کے سامنے [illegible] خطبہ الہ آباد ۱۹۳۰ء میں پیش کیا اور اپنے خطوط نام جناح میں اس کی تکمیل کی۔

تصور پاکستان کی علمی صورت [illegible] کے علامہ اقبال کو ان میں سے ایک مانا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال کی بہ ظاہر جینیت عمرانی حوالہ سے ہوتی ہے۔ علامہ [illegible] تصورات کی آراء نیا پاکستان پر اثرانداز ہوئی ہیں۔ یہ آراء فوری طور پر بھی تصور پاکستان کا احاطہ نہیں کرتیں۔ اس سے بہتر کا تعلق [illegible] وغیرہ، اور ساری [illegible] ہے۔ تصور پاکستان بہت [illegible] اور علم۔ بہ جو خطبہ الہ آباد، اقبال کے خطوط بنام جناح اور [illegible] اور مسائل میں، آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ اقبال کے افکار سے سرسید کی خدمات وسیع ہیں۔ ان کی کوششیں قیام پاکستان پر منتج ہوئیں۔ قیام پاکستان کے پس منظر سے سرسید کو الگ کرنا مشکل ہے۔ اس کے باوجود حقیقی معنوں میں، مفکر و مصور پاکستان علامہ اقبال ہیں۔ اقبال کی حیثیت کو کمزور کرنے کے لیے سرسید کو آگے لانے کا مقصد سمجھنا مشکل نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سرسید اور اقبال میں کیا [illegible] اشتراک ہے اور کیا اختلافی پہلو ہیں ان پر غور کیا جائے۔ ان اختلافی امور میں سرسید کا نقطۂ نظر ہمارے طبقہ کو اپنے رجحانات کے مطابق دکھائی دیا تاکہ پاکستان کی مضبوطی اور خوشحالی کا انحصار اس پر تھا کہ پاکستانی معاشرے کو پاکستان کے حقیقی تصور کے مطابق استوار کیا جائے۔

اقبال نے انگریزی تہذیب کے ساتھ سرسید کی غیر مشروط وفاداری پر تنقید کی اور سرسید کے تمام مروجہ تعلیمی نظام کو غیر تسلی بخش قرار دیا۔

سرسید کی تو جہ مسلم اسپرانیہ پر مرکوز رہی مگر اقبال عوام کی حالت بدلنے کے متمنی تھے۔ یہ بات اقبال کے کلام نظم و نثر سے صاف ظاہر ہے۔ یہاں صرف خطبۂ علی گڑھ کا حوالہ ہے، یورپی تہذیب، انگریزی تعلیم اور مسلم عوام کی معاشی حالت کے ضمن میں اقبال کے ماخذ فکری وضاحت کافی ہے۔ اس اور — شبلی کی وضع میں، اقبال کے بیان کردہ خاص خاص نکات یہ ہیں

- کسی ایسی تہذیب کے ساتھ عمر لور اور اوقات بسر کی ایسی بہتر ہی ہو سکتی ہے جو اپنے نتائج کے اعتبار سے تمدنی سرچشمہ رہا ہو۔ [illegible] ہے
- جو مو علیم یافتہ طالب نوجوانوں کی صورت ایک ایسے اسلوب میں ڈھلی ہے جس کا فکری پس منظر اسلامی تہذیب سے بالکل عاری ہے
- دین اسلامی تہذیب کا موجود ہوا کر کے اس کی لونے کے شعبی زور اثر سے احساس و اخلاق کرتا ہے
- اگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہماری قومی زندگی کا تسلسل برقرار رہے تو ہمیں صرف کالا اقوام سارا کرنا چاہیے جو ہر صورت بر ابی اولیت برقرار رکھے اور دوسرے عوامل کے اچھے اور عامہ کو جذب کرے اور ان تمام عناصر سے اپنے وجود کو، وقتاً کے ساتھ پاک کرے جو اس کی مستقل روایات اور قوانین کے منافی ہو۔
- مسلمانوں کو موجودہ عالم کی ترقی ماری کا ساتھ ملا سے، دیا جانا چاہیے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی تہذیب بنیادی طور پر اسلامی ہو
- سماجی اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والے مسلمانوں کے لیے اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنے عوام کی معاشی حالت کس طرح بہتر بنائیں

سرسید مثل پرستی کی رو میں بہہ گئے مگر اقبال ذہنی آزادی حیثیت دے کر مثل و منطق کا امتزاج چاہتے ہیں۔ سرسید قوم کے معاشی [illegible] سے وابستہ تھے۔ اگر آزادی کا معاملہ برعکس تھا تو اس لیے سرسید کی وکالت کی۔ اقبال نے مغربی تہذیب کو مذہب، اخلاق اور ملکی و ملی و منتقل نسلوں پر بیدار کی۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی یہ رائے درست ہے کہ "سرسید اور اقبال کے وقت میں دوسرا ہی موڑ ہے... مغربی تہذیب کے مسئلے سے بڑے جامع اور دائمی نتائج[۱۴۱] سرسید یورپ کی مادی تہذیب سے مسحور اور مرعوب تھے۔ اقبال یورپ کے ہر پہلو میں صرف کا مطالعہ اور نہ کر کے تہذیب کے روحانی اقدار کا ماتم[۱۴۲] سرسید مغربی کلچر کے استعمال اور پیروی کی ۔ رہنمائی، کاشتوں اور جیبوں کے حوالے کی حمایت کرتے ہیں مگر اقبال کس طرح کی حرکتوں کو مغربی تہذیب کا چکا چوند (dazzling exterior) کہہ کر رد کرتے ہیں اور اس تہذیب کے پہلوؤں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے اہم پہلوؤں کی ترجمان ہے[۱۴۳] سرسید "مشاہیر ماحول" کے "انسان آزادی" کو نا قابل اعتماد کہتے تھے۔ جا بجا جاری اول کا تم مغربی پیروں کے نتائج کیا حسن سے لائق کار کو ہیں زیادہ قوم و اور معاشی سرمایہ[۱۴۴] اقبال کے نزدیک کسی فرد کا حق ہو اس کے ہر پہلو عوام سے دو ہی شخصیت کو مستحکم کر کے، وہ ہوس کے مقام پر مائل ہو سکتا ہے تاہم اقبال اس انداز کی حمایت کرتے ہیں جس میں عوام، وہ اس کی جبرہ دستیوں سے محفوظ ہو جائیں۔ اقبال کے نزدیک مسلم عوام کی معاشی بہتری اور اسلامی تعلیم کا مقاصد لازم و ملزوم ہیں[۱۴۵] سرسید پاکستان میں یہ دونوں نکات شامل ہیں — سرسید کی تحریریں اور تحریکیں ایسے آمیزوں سے عاری ہیں — اقبال کے خطبۂ الہ آباد میں جو بالکل یہ بیاض کی دستک ہے— اس کا مفہوم ماضی کے اسلام کا خاتمہ ہے۔ اقبال مسلمانوں کا عروج چاہتے ہیں اگر معاشی اور اخلاقی اقوات کا موجب ہے۔ اقبال اسلام میں ایک ایسا تہذیبی نظام دیکھتے ہیں جو رنگ، نسل، زبان اور وطن کے امتیاز کو اہمیت نہیں دیتا اور جس میں فرد اور معاشرے کے مفادات متوازن ہیں مگر ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ اقبال کا اسلامی تصور قومیت سرحدوں تک محدود نہیں۔ ان کی تبلیغ [illegible]

... کہ تمام مسلمان ممالک ... کے ... ایک ... جاہلیت کی طرح منتشر ہو جائیں۔ سر سید کو پیروی مغرب میں کامیابی دکھائی دیتی ہے جبکہ اقبال کے نزدیک استعمار نے اسلامیت کو پامال کر دیا ہے۔ اقبال اسلامی نشاۃ ثانیہ کے ذریعے تعمیر جہاں کے متمنی ہیں

فرنگ سے بہت آگے ہے منزل مومن
قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں[129]

پاکستان کے بالادست طبقے اس لائحہ عمل پر چلنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ مساوات، اخوت اور قربت کی سمت کوئی پیش رفت نہ ہوئی بلکہ طبقاتی نظام تعلیم کو وسعت دی گئی اور حالات ... مسائل پیدا ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے ... ایک ... [illegible] ... سے ہر دوسرے ... ہوا ہو جاتا ہے۔ وہ مغربی استعمار ... ہے۔ ... [illegible] ... کر دیا ہے ... کہ ... آج ہم ... اسلام کی ... ہمارے کام نہیں آ سکتیں۔ ... سر سید کی ... ایک مثال ہے جس کی ... ختم ہو ... منزل طے ہو سکتی ہے۔ ... [illegible] ... کے لیے اپنایا گیا اور جس ملک کو اسلامی ... کا ... استعمار کا ... کر رہا تھا

... اور بعض دوسرے حلقوں سے، فوری طور پر پاکستان کی تحریک میں چوہدری رحمت علی کا ذکر ہی ... اقبال ... کیا ہے ... اپنی اولیت قائم کرنے کی خاطر، خود رحمت علی نے کی۔ رحمت علی نے "پاکستان" سے ... ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی ... کہ میں ۱۹۱۵ء کے تصور ... "بزم شبلی" نام کرتے ہوئے ... "... " ... اور ... ایک ... ریاست قائم کرنے کا اعلان کیا[130] ... ۱۹۳۰ء تک لاہور میں رہے ... اس کا کوئی بیان ... ۱۹۱۵ء کے اعلان کا ... ثبوت ... رحمت علی کے ... نام ... رحمت علی کے ... کی اصل ... ایک ... رحمت علی کے ... کی تصویب ہوتی ہے[131] ... رحمت علی کو تصور پاکستان کا ... بانی پاکستان ... رحمت علی کے ... اور ... کوئی معروف شہادت ... ہوئی — اس واقعہ کے ... ایک قوی ثبوت ہے۔ ... اس غیر مستند بیان کی بنا پر چوہدری رحمت کی "اولیت" کو ... قائم کیا جاتا ہے[132] ... کی ... اور ... میں ... حکیم ... قریشی ... چوہدری رحمت علی ... حکیم ... کے بیٹے کا یہ بیان ... کے سرورق پر درج کیا ہے:

"چوہدری رحمت علی نے دیگر دوستوں کے ہمراہ لاہور میں "بزم شبلی" قائم کی جس کے اجلاس میں انہوں نے تقسیم ملک کا اعلان ... پیش کیا، یہ گویا "مطالبۂ پاکستان" کی ابتدا تھی۔"

"تقسیم ملک" ایک تحریر ہے، نظریہ نہیں ہے۔ ... قریشی کی ... اس کی شہادت ... مطالبۂ پاکستان کی ... مسلم ریاست کا تصور ... ایک ... حقیقت ہے۔ ... کوئی ... اور ایسا واقعہ جس کا ... ۱۹۴۷ء میں ہوا اور جو غیر مستند ہے اور جس کی شہادت ... ہے، مطالبۂ پاکستان کی بنیاد نہیں مانا جا سکتا۔

(۵) پاکستان کے محرکِ اوّل: چودھری رحمت علی

[illegible] اجلاس میں منعقد ہوا [illegible] سے قطع نظر، رحمت علی نے "پاکستان کا یوم ولادت" ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء مقرر کیا ہے[150] اس روز ان کا پمفلٹ (Now or Never) شائع ہوا۔ علامہ اقبال کا خطبۂ الٰہ آباد ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو پیش ہوا۔ اس خطبہ کی رو سے بھی مسلم ریاست کی تجویز، مطالبے یا تصور کا کریڈٹ لیا جا سکتا تھا تاہم رحمت علی اس کریڈٹ کے دعوے دار تھے۔ انہوں نے علامہ اقبال کے [illegible] (consolidated Muslim state) کے معنی تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ اپنے پمفلٹ میں وضاحت کی کہ ڈاکٹر اقبال چار صوبوں کا ادغام ایک ریاست کی شکل میں چاہتے ہیں جو ہندوستانی وفاق کے اندر ہو گی اور ہماری تجویز [illegible] کشمیر سمیت پانچ صوبوں کا علیحدہ وفاق ہو جو ہندوستان سے باہر ہو[151] اپنی کتاب "پاکستان" میں رحمت علی نے اس موقف کو چار دلائل یا دعووں سے تقویت دی جو حسب ذیل ہیں:

(۱) اقبال [illegible] طور پر [illegible] سیاست دانوں کے ہندوستانی وفاق کے مطالبے کی تائید کر رہے تھے اور وفاق کو فرقہ وارانہ مسئلے کا حل کہتے تھے

(۲) گول میز کانفرنس کے دوران اقبال ہندوستان کو ایک ملک، ہندوستانیوں کو ایک قوم اور مسلمانوں کو اس قوم کا فرقہ کہتے رہے

(۳) اقبال کی تجویز، پہلے سے [illegible] (رحمت علی، سردار گل خان، حسرت موہانی، [illegible] کی تجاویز) کے مماثل [illegible]

(۴) اقبال کا ہندوستانی وفاق کا مطالبہ [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible] ہمارے مسائل کو پیچیدہ اور دشوار [illegible][152]

رحمت علی نے علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد اور دوسرے بیانات سے [illegible] کے مطابق نقل کر کے [illegible] اپنی پمفلٹ کو ایک شکل دی۔ [illegible] اقبال کی مسلم ریاست کی تجویز میں [illegible] کچھ تبدیلی کر کے مسلم ریاست کی تجویز یا مطالبے کی اوّلیت کا اپنے [illegible] اعزاز حاصل کر لیا۔ تاہم ان کی تجویز [illegible] تھا اور [illegible] سے کام [illegible] معروف مفکر پاکستان کا [illegible] حاصل [illegible] مسلم [illegible] اور [illegible] نے رحمت علی کی [illegible] حیثیت بھی قبول کی۔ [illegible] نے اس [illegible] نام کیا ہے[153] [illegible] کی شاعری [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ رحمت علی کے مذکورہ دعووں پر ایک نظر ڈالی جائے۔

[illegible] پاکستان کے [illegible] مسلم ریاست، (قوم نظریہ) [illegible] آگے بڑھتی رہی ہے۔ نہرو رپورٹ (۱۹۲۸ء) میں ہندوستان [illegible] کے لیے وحدانی طرزِ حکومت کی تجویز تھی۔ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قرارداد دہلی (یکم جنوری ۱۹۲۹ء) میں ایسے وفاق کا مطالبہ کیا گیا تھا جس میں باقی اختیارات صوبوں کے پاس ہوں۔ دوسرے مطالبات میں جداگانہ انتخاب (جسے نہرو رپورٹ میں رد کر دیا گیا تھا)، سندھ کو [illegible] بمبئی سے الگ کرنا اور سرحد و بلوچستان میں اصلاحات کا نفاذ وغیرہ شامل تھے۔ ان مطالبات کی منظوری [illegible] مسلم ریاست [illegible] کی طرف [illegible] تھی اس لیے ہندو [illegible] کی مخالفت میں [illegible][154] مسلم لیگ کے [illegible] اجلاس کے خطبۂ صدارت میں ان مطالبات کی تائید فطری اور ضروری تھی۔ تاہم علامہ اقبال نے وفاقی سکیم کی غیر مشروط حمایت نہ کی بلکہ اس کی مخالفت میں آواز بھی اٹھائی[155] دوسری گول میز کانفرنس میں [illegible] سے علیحدگی بھی اسی [illegible] تھی[156] مسلم [illegible] وفاقی کمیٹی کی کارروائی میں شرکت پر خطبۂ لاہور (۱۹۳۲ء) میں اقبال نے [illegible] کی۔ اسی خطبے میں [illegible] کی توثیق کی [illegible] خطبۂ الٰہ آباد میں کل ہند وفاق کے تصور کے خلاف آواز بلند کی تھی[157] [illegible]

۱۹۳۲ء مسلم کانفرنس کے سلاتی اجلاس نے اپنی قرارداد میں مطالبہ کیا کہ متوازی وفاقی پارلیمان سے مسلم صوبوں کی مرکزی حکومت کے بجائے اختیارات صوبوں کو منتقل کیا جائے۔[۱۵۸] تیسری گول میز کانفرنس میں بھی اقبال نے کانفرنس کی حمایت اور وفاق کی مخالفت کی۔ رحمت علی کا دوسرا دعویٰ بھی غلط ہے خطبہ الہ آباد میں صراحت کی گئی ہے کہ برصغیر میں مسلمان ایک قوم [Nation] کہلانے کے مستحق ہیں۔ اقبال لکھتے ہیں

> Indeed the Muslims of India are the only Indian people who can fitly be described as a nation in the modern sense of the word. The Hindus, though ahead of us in almost all respects, have not yet been able to achieve the kind of homogeneity which is necessary for a nation, and which Islam has given you as a free gift.[159]

علامہ اقبال کو صوبائی وفاق کا حامی ہونے کی بنا پر صوبائی قومیت کا حامی سمجھنا حقیقت کے برعکس ہے۔ اقبال نے تیس پینتیس برس تک مسلسل اسلامی تصورِ قومیت کو اجاگر کیا اور اس کی تبلیغ کی۔ سوال یہ ہے کہ کیا چودھری رحمت علی کی نظر سے "قصیدہ علی گڑھ"، "شمشیر و سنان"، "وطنی جغرافیائی حدود اور مسلمان" نیز اقبال کا باقی کلام مسلم قومیت پر نہیں گزرا؟ رحمت علی لاہور میں تھے جب "بانگِ درا" شائع ہوئی اور وہ صوبے کی زندگی جو بار بار شائع ہوئی۔ کیا انہوں نے نظم "وطنیت"، "ترانۂ ملی"، "جوابِ شکوہ"، "خضرِ راہ" جیسی نظموں کا مطالعہ نہیں کیا ہوگا؟ اصل بات یہ ہے کہ رحمت علی ہر اس حقیقت کو نظرانداز کرتے ہیں جو انہیں اپنے مقصد کی راہ میں رکاوٹ نظر آتی ہے۔ مسلم قومیت کے ضمن میں اقبال کے خیال کو نظرانداز کیا ہے اور لکھا ہے کہ اسلامی قومیت کا عقیدہ مجھے بچپن میں میرے والد نے سکھایا۔ کس طرح کروڑوں والدین اپنے مسلمان بچوں کو سکھاتے رہے ہیں۔[۱۶۰] چودھری رحمت علی اس بات کو نظرانداز کرتے ہیں کہ اگر علامہ اقبال نہ ہوتے تو ابوالکلام آزاد جیسی عظیم شخصیت، حسین احمد مدنی جیسے متقی عالمِ دین اور دوسرے نیشنلسٹ علما کی متحدہ قومیت کی تبلیغ اور کانگریس کے پروپیگنڈے کا توڑ کیسے ہوتا؟ کروڑوں والدین تو نسلی، لسانی اور علاقائی قسم کی قومیتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ملی تاریخ کی خرابی کا آغاز اسی مسئلے سے ہوا۔[۱۶۱] ہمارے معاشرے میں یہ مسئلہ اب بھی موجود ہے اور اس کا حل اقبال کی اسلامی بصیرت کی حرارت و اشاعت میں مضمر ہے۔ ہندوستان کو ایک ملک کہنا اس وقت کی ایک حقیقت تھی۔ اہم بات خطبہ الہ آباد میں اقبال کا یہ کہنا ہے کہ ہندوستان مختصر سا ایشیا ہے۔ یہ مختلف اقوام کا وطن ہے۔ دنیا میں ہندوستان سب سے بڑا اسلامی ملک ہے بلکہ اسلام کے بحیثیت تمدنی قوت کے زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے۔[۱۶۲] رحمت علی کا تیسرا دعویٰ معمولی اور چونکا دینے والا ہے۔ مسئلہ کشمیر پر اقبال سے زیادہ فکرمند، کسی اور نے توجہ نہیں دی تاہم برطانوی صوبوں سے دیسی ریاستوں کا معاملہ مختلف تھا۔

خطبہ الہ آباد سے لے کر جناح کے نام خطوط تک میں علامہ اقبال نے صوبائی وفاق کی مخالفت کی۔ رحمت علی نے اس کے اردو اماں کو وفاق کا حامی قرار دیا۔ اسلامی تصورِ قومیت کی تفسیر و تبلیغ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۳۸ء تک مسلسل کی لیکن رحمت علی نے ان سے صوبائی قومیت منسوب کی۔ اقبال سے فیضان حاصل کیا لیکن اس کا اعتراف نہ کیا۔ اقبال نے خطبہ الہ آباد میں، اس وقت کے اجتماعی مسلم مطالبات سے آگے بڑھ کر، متحدہ مستحکم مسلم ریاست کو، کم از کم، شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کا مقدر [final destiny] قرار دیا لیکن رحمت علی نے

اس کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کی۔ خطبہ الٰہ آباد سے پہلے اور اس کے بعد "اسلامی وطن" سے "اسلامی ملک" اور "اسلامی ملت" کا الفاظ
استعمال کیے لیکن کیمبرج کے قیام کے باعث رحمت علی اس سے ضرور ہے۔ اس کے "ناؤ آر نیور" میں کوئی ایسی نئی بات نہیں تھی جو
پمفلٹ علامہ اقبال ہی کی کوشش میں سے مرتب ہوا۔ رحمت علی مداری کی طرح ڈگڈگی بجا کر تو مجمع اکٹھا کرتے ہیں اور سب
حقائق کو تبدیل کر کے دکھاتے ہیں۔ ... پاکستان کا نام وضع کر کے ...
ذیل میں رحمت علی کے پمفلٹ (Now or Never) کے بعض نکات اور ان کے ماخذ کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ ۱۲۳

Iqbal	Rahmat Ali / Now or Never
(1) India is a continent of human groups belonging to different races, speaking different languages and professing different religions. (Thoughts and Reflections of Iqbal p. 17)	(1) India constituted as it is, at the present moment, is not the name of one single country; nor the home of one single nation.
(2) Indeed it is no exaggeration to say that India is perhaps the only country in the world where Islam as a society is almost entirely due to the working of Islam as a culture inspired by a specific ethical ideal. [Ib, P. 162]	(2) The ideas which move our people to make the highest sacrifices are essentially different from those which inspire the Hindus to the same.
(3) The conclusion to which Europe is consequently driven is that religion is a private affair of the individual and has nothing to do with what is called man's temporal life .... It is my belief that Islam is not a matter of private opinion. It is a society, or if you like, a civic church. [Ib, P. 163, 196]	(3) Religion in the case of Muslims and Hindus is not a matter of private opinion as it may be in the case of Christians; but on the contrary it is a Civic Church, which lays down a most comprehensive code of conduct to be observed by its adherents from birth to death.
(4) The North-West India Muslims will prove the best defenders of India against a	(4) The Muslim Federation of North-West India would provide the bulwark of

foreign invasion, be the invasion one of ideas or of bayonets [10, P 171-172]	a buffer state against invasion of India either of ideas or of arms from any quater

رحمت علی نے ذیل پیرا کے مفہوم یا الفاظ میں جس قدر تبدیلی کی ہے اسی قدر ٹھوکر کھائی ہے۔ آخری جملے میں بعض الفاظ کے اضافے سے بات غلط ہو گئی ہے۔ اقبال کا مفہوم یہ تھا کہ شمال مغربی ہند میں مسلم ریاست، اشتراکی روس کے حملے سے ہندوستان کی حفاظت کرے گی، خواہ یہ حملہ نظریات کا ہو یا اسلحے کا ہو۔ یہ ریاست "کسی بھی جانب" سے ہندوستان کی حفاظت کیسے کر سکتی ہے؟ اسی طرح اقبال نے اسلام کو "حیثیت اجتماعیہ" کہا ہے، رحمت علی نے اسلام کو اخلاقی ضابطے تک محدود کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہندومت کو اسلام کے ساتھ بریکٹ کیا ہے حالانکہ اخلاقی ضابطے تک محدود ہو کر مذہب پرائیویٹ رہتا ہے خواہ یہ ضابطہ ہندوازم میں [illegible] تک ہی ہو۔

جس جملے میں علامہ اقبال نے متحدہ مسلم ریاست کو شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کا مقدر قرار دیا ہے، اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے تاکہ جملے میں ملاوٹ نہ کی جائے۔ رحمت علی نے یہ بھی کیا ہے اور مذکورہ جملے کو اس طرح نقل کیا ہے:

> Self-Government [for India] within the British Empire or without the British Empire, the formation of a consolidated North West Muslim state appears to me to be the final destiny of the Muslims at least of North-West India.

اس جملے میں بریکٹ کے اندر الفاظ رحمت علی کا اضافہ ہیں۔[۱۲۴]

چودھری خلیق الزمان نے بھی چودھری رحمت علی کو تصور پاکستان کا خالق قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں پہلی گول میز کانفرنس کے دوران، چودھری رحمت علی نے لندن میں کئی مسلم مندوبین سے ملاقات کی اور انہیں اپنی تقسیم ہند والی اسکیم سمجھائی، جس کو انہوں نے پہلی مرتبہ پاکستان کا نام دیا تھا اور آخر کار دسمبر ۱۹۳۰ء میں اقبال نے اسی کو کل ہند مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد کے صدارتی خطبے میں پیش کیا۔ بہر حال چودھری خلیق الزمان کی تحریر سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ چودھری رحمت علی سے متاثر ہو کر اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔[۱۲۵] چودھری خلیق الزمان نے مبالغہ کر کے یہ تاثر پیدا کیا ہے۔ اگرچہ رحمت علی خود بھی اپنی اسکیم کی چوری کا الزام علامہ اقبال پر عائد کرتے رہے ہیں[۱۲۶] لیکن یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا کہ میں نے پاکستان اسکیم خطبہ الہ آباد سے پہلے تجویز کی تھی۔ رحمت علی کے سوانح نگار کے کے عزیز کا موقف بھی یہی ہے کہ چودھری خلیق الزمان کے بیان میں کوئی صداقت نہیں۔ رحمت علی اپنے پمفلٹ (Now or Never) سے پہلے، ۱۹۳۱ء میں ایک خواب دیکھنے کا ذکر اپنے خط مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۳ء میں خواجہ عبدالرحیم سے اس طرح کرتے ہیں:

> "کیمبرج اور لندن میں اسلامی ممالک کے اور جہاں کہیں بھی اسلامیت ہے وہ سب اس آئیڈیل کے ... ہے جس کا خواب آپ نے اور میں نے ۱۹۳۱ء میں کیمبرج میں دیکھا تھا۔"[۱۲۷]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ آئیڈیل کا خواب خطبہ الہ آباد (۱۹۳۰ء) کے بعد دیکھا گیا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ خط

لکھے کی تاریخ (یکم دسمبر ۱۹۳۳ء) تک چودھری رحمت علی کو اس ادارہ نہیں تھا کہ آگے چل کر ان کی اس تحریر کو ۱۹۱۵ء تک پیچھے لے جانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

چودھری رحمت علی کو تصورِ پاکستان کا بانی اور پاکستان کا محرکِ اوّل ثابت کرنے کے لیے کے کے عزیز نے مسعود سروی کے کام کیا ہے۔ رحمت علی کی طرح ان کا مسئلہ بھی یہ رہا کہ مذکورہ تصورِ پاکستان کے مقام سے علامہ اقبال کو معزول کیے کیا جائے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے پیرزادہ کا نمونہ ان کے کام آیا۔ انہوں نے بھی تصور (concept) کو فرقہ وارانہ مسائل کے تقسیم ہند کی تجویز تک محدود کیا اور پیرزادہ کے کام کو وسعت دے کر اپنی کتاب (A History of the Idea of Pakistan) کو چار حصوں میں مرتب کیا۔ اس تاریخ کے عزیز لکھتے ہیں کہ اقبال سے پہلے انگریزوں، ہندوؤں اور مسلمانوں نے "تقسیم ہند" اور "مسلم ریاست" کا مطالبہ کر دیا تھا۔[۱۲۸] اس طرح اسال کی اوّلیت کا خاتمہ تو ہوا لیکن خطبۂ الہ آباد "ناؤ آر نیور" کی اشاعت سے پہلے پیش ہوا تھا۔ اس کا محرک کی حیثیت سے ہٹانے کے لیے کے کے عزیز نے چودھری رحمت علی کی طرح، دو دعوے کیے۔ ایک یہ کہ اقبال دو قومی نظریے کے قائل تھے۔[۱۲۹] دوسرا یہ کہ اقبال نے "تقسیم ہند" کی کوئی تجویز پیش نہیں کی بلکہ ان کی تجویز ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبوں کا الگ بلاک بنانے کی تھی۔

علامہ اقبال کو مسلم ریاست کی تجویز سے لاتعلق قرار دینے کے بعد چودھری رحمت علی کو حسبِ ذیل دلائل اور دعووں کی بنا پر پاکستان کا مجوز، مصور اور محرک قرار دیا ہے:

- چودھری رحمت علی نے سب سے پہلے، دو قومی نظریہ، ناقابلِ تردید اصرار کے ساتھ، پیش کیا۔
- اپنا اعلان نامہ (Now or Never) شائع کر کے ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء کو منفرد مسلم ریاست کا مطالبہ کیا۔
- اس ریاست کے حصول کے لیے "پاکستان نیشنل موومنٹ" قائم کر کے تحریک شروع کی۔
- مسلم ریاست کے لیے ایک نام "پاکستان" وضع کیا۔

تصورِ پاکستان سے قطع نظر، علامہ اقبال سے پہلے، "فرقہ وارانہ (دو قومی نظریے کی) بنیاد پر تقسیم ہند" کی جو تجاویز پیش ہوئیں، اگر وہ تجاویز تھیں اور پاکستان کا قیام ان کا مرہونِ منت ہے تو علامہ اقبال کے علاوہ رحمت علی کا مجوزِ پاکستان ہونا بھی غلط قرار پاتا ہے۔ تمام ہندوؤں نے خطبۂ الہ آباد کی جو شدید مخالفت کی اور اس کی بنا پر علامہ اقبال کو تنقید و تحقیر کا نشانہ بنایا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبل از اقبال تجاویز ہندوؤں کے لیے تکلیف دہ اور تشویش ناک نہیں تھیں۔ خطبۂ الہ آباد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو وہ یہ ہوں گے:

(i) مسلم ریاست کا تصور (concept)

(ii) مسلم ریاست کی تجویز یا مطالبہ

(iii) اس وقت کے اجتماعی مسلم مطالبات کی تائید و حمایت

مسلم ریاست کا تصور صرف اقبال نے پیش کیا۔ مسلم ریاست کے مطالبے کا تعلق بھی کیا۔ کے کے عزیز کے مطابق اگر اقبال کا خطبہ محض مسلم کانفرنس کے مطالبات سے متعلق تھا تو اقبال کو مسلم کانفرنس کے مطالبات کی حمایت کا حق حاصل نہیں تھا۔ کے کے عزیز اس کا پیش کردہ تصور سامنے رکھتے ہیں لیکن اس کے منطقی نتیجے (مسلم ریاست کے قیام) تک نہیں پہنچ پاتے۔ بلکہ وقتی اجتماعی مسلم مطالبات کی

کے باعث اقبال پر تضاد کا الزام عائد کر دیتے ہیں۔[141] کے کے عزیز نے اقبال کا یہ موقف بیان کیا ہے کہ اسلام میں روح اور مادہ یعنی کلیسا اور ریاست میں دوئی نہیں ہے۔ اسلام اخلاقی نصب العین کے ساتھ ایک سیاسی نظام بھی ہے۔ اقبال سوال اٹھاتے ہیں کہ "کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو ایک اخلاقی نصب العین کے طور پر تو برقرار رکھیں لیکن اس کے سیاسی نظام کے بجائے ان قومی سیاسیات کو اختیار کر لیں جن میں مذہب کی مداخلت کا کوئی امکان نہیں رہتا؟"[142] اس سوال کا صاف جواب ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہیں سے مسلم ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔ خطبۂ الہ آباد میں اقبال نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے وہ لائق توجہ ہے:

"اسلام بطور ایک اخلاقی نصب العین اور اس کے معاشرتی نظام — جو خودی کا پیدا کردہ ہے ایک نہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اگر آپ نے ایک کو ترک کیا تو لا محالہ دوسرے کا ترک بھی لازم آئے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان ایک لمحے کے لیے بھی کسی ایسے نظامِ سیاست پر غور کرنے کے لیے آمادہ ہوگا جو کسی ایسے وطنی یا قومی اصول پر مبنی ہو جو اسلام کے اصولِ اتحاد کی نفی کرتا ہو۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو آج مسلمانانِ ہندوستان کے سامنے ہے۔"[143]

کے کے عزیز مسلم ریاست کے اس تصور کو وقتی مسلم مفادات سے وابستہ کر کے اور اقبال پر تضاد کا الزام عائد کر کے اقبال کا اصل مسلم ریاست کے تصور سے منقطع کر دیتے ہیں اور یہ ثابت [illegible] اقبال کے مسلم ریاست کے تصور کو شکوک لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح [illegible] کی مسلم ریاست کو وقتی مسلم مفادات سے جوڑ کر ہندوستان کے اندر مسلم صوبہ مانتے ہیں۔ خطبۂ الہ آباد میں اقبال کا یہ مطالبہ مسلم ریاست کی تجویز پیش کرتا ہے:

Self-Government within the British Empire or without the British Empire, the formation of a consolidated North West Indian Muslim State appears to me to be the final destiny of the Muslims, at least of North West India

اسے [illegible] کے نظریے [illegible] حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بقول اقبال یہ تجویز نہرو کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی تھی لیکن [illegible] اقبال وفاق کی [illegible][144] درست ہے کہ اقبال [illegible] نہرو کمیٹی کے سامنے پیش [illegible] کے کے عزیز لکھتے ہیں کہ اقبال کے bound [illegible][145] اس اصول کے تحت خطبۂ الہ آباد کے [illegible] کو [illegible] ۲۸ جنوری ۱۹۳۸ء میں اقبال لکھتے ہیں:

"مجوزہ اسلامی ریاست ایک [illegible] ہے [illegible] ریاست [illegible] اسلامی [illegible] جس میں [illegible] کی اسکیم کے مطابق پیدا ہوگی، [illegible] اقلیت کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا۔"

اور [illegible] "مسلم ریاست" کا مفہوم واضح کرنے کے لیے کے کے عزیز لکھتے ہیں کہ اقبال نے formation کا لفظ استعمال کیا ہے creation کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ [illegible] مسلم ریاست کی "تخلیق" کی بات نہیں کرتے "تشکیل" کی بات کرتے ہیں، "تشکیل" کا مطلب چھوٹے علاقوں کو ملا کر بڑا علاقہ بنانا ہے [illegible] آزاد ریاست [illegible] تخلیق کی بات ہے۔[146] کے کے عزیز اقبال کے الفاظ کو [illegible] انگریزی لفظ "form" کا [illegible] "پیدا کرنا" بھی ہے۔[147] [illegible] اقبال نے creation کا لفظ نہیں formation کا لفظ استعمال کیا

مسٹر موہن داس [illegible] کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ اقبال [illegible] ہوئے ہوں۔ کہ اقبال [illegible] کے [illegible] میں نہیں تھے بلکہ اسلامی ریاست
یا ریاستوں کا قیام چاہتے تھے۔ ایک اور مقام پر کے کے عزیز نے لکھا ہے کہ اقبال نے "تقسیم"، "علیحدگی" [illegible] (partition, division
(separation, splitting up کی اصطلاحیں استعمال نہیں کرتے[178] اقبال نے بار بار distribution کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا
اطلاق کے کے عزیز "ملک" کے بجائے "صوبوں" پر کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ہاں کوئی [illegible] نکالا جاتا ہے۔ پارٹیشن یا ڈویژن کا مفہوم
ہندوستان کی تقسیم ہے جبکہ ڈسٹری بیوشن کا مفہوم ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہندوستان کی تقسیم ہے۔ اقبال نے اولاً خطبہ الٰہ آباد [۱۹۳۰ء]
میں یہ لفظ استعمال کیا۔ اسی سال [illegible] کانفرنس کے [illegible] کی وضاحت کے ضمن میں اور [illegible] اسی سال اور خطبہ
[illegible] میں ہندوستان کی ہندوؤں اور مسلمانوں میں "تقسیم" (distribution) کی بات کی[179] خطبہ الٰہ آباد میں اقبال نے [illegible]
کے علیحدہ وطن کے قیام کا ذکر [illegible] طور پر کیا ہے۔ [illegible] "ڈسٹری بیوشن" کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

کے کے عزیز نے علامہ اقبال کو دو قومی نظریے کا مخالف ثابت کرنے کے لیے جو شواہد اکٹھے کیے ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) فروری ۱۹۱۲ء میں
اقبال نے کہا کہ "ہندوستان کی قومیں آپس میں مل جائیں گی" (۲) ۲۶ اپریل ۱۹۲۶ء کو اقبال نے کہا "میں دل سے چاہتا ہوں کہ ہندو اور مسلمان
اپنے اختلافات کو دور کر کے ملک میں بھائیوں کی طرح سے رہیں" (۳) [illegible] ۱۹۲۷ء [illegible] اقبال نے ایک [illegible] متحدہ
قومیت کا تصور اچھا ہے ... ہندوؤں اور مسلمانوں [illegible] کہ ہم اختلافات [illegible] (۴) مئی ۱۹۲۷ء میں اقبال
نے کہا "مجھے یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ میں [illegible] ہندوستانی ہوں [illegible] اتحاد ہندو مسلم کی اہمیت و ضرورت کا احساس کیا اور [illegible]
ہے کہ اتحاد مستقل حیثیت اختیار کر لے (۵) [illegible] ہندوستان کی مختلف قوموں [illegible] تمام [illegible] کو ایک [illegible]
کی کوشش کریں تو [illegible] (۶) فروری ۱۹۲۱ء میں بھی مختلف قوموں کے اتحاد کی بات کی[180]

ان "شواہد" کی بنا پر کے کے عزیز اصرار کرتے ہیں کہ اقبال دو قومی نظریے کے خلاف تھے[181] [illegible]
فروری ۱۹۱۲ء میں اقبال نے متحدہ [illegible] قوموں کے اتحاد کی بات کی ہے۔ اس سے مسلم تشخص اور دو قومی نظریے
کی تردید نہیں بلکہ تائید ہوتی ہے۔ اسی تقریر کے دوران اقبال نے کہا کہ "مسلمانوں کو اپنی ترقی کے لیے خود ہاتھ پاؤں مارنے چاہئیں۔ ہندوؤں
کو [illegible] ملتا ہے، [illegible] اپنی کوششوں سے ملا ہے"[182] اس خطے میں مسلمانوں اور ہندوؤں جیسی دو قوموں کا ذکر ہے۔

۲۶ اپریل ۱۹۲۶ء کے بیان میں بھی اتحاد اور اتفاق کی تلقین ہے۔ نقل شدہ جملہ اپنے سیاق و سباق کے ساتھ اس طرح ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ پنجاب میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی کشیدگی کے باعث خطرناک حالات پیدا ہو رہے ہیں اور
[illegible] کی فضا جیسی مکدر ہو رہی ہے اسے کوئی [illegible] انسان اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ہندو
اور مسلمان اپنے اختلافات کو دور کر کے ملک میں بھائیوں کی طرح سے رہیں اور [illegible] ایک دوسرے کا سر پھوڑتے پھریں"

اسی بیان میں آگے چل کر اقبال کہتے ہیں کہ "موجودہ [illegible] ملک کے لیے [illegible] ہے اور مختلف اقوام کی ادبی و معاشرتی
زندگی کے لیے [illegible] ہے"[183] اقبال نے مختلف اقوام کا ذکر کیا ہے، یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کا سر پھوڑنے سے منع کیا ہے۔
مئی ۱۹۲۷ء کے خطاب میں بھی ہندو مسلم [illegible] دو قوموں کے [illegible] اتحاد کی اہمیت و ضرورت کا ذکر ہے۔ اس تقریر کے دوران اقبال نے

ہندوؤں کی اسمبلی ایک "دہشت" پر حیرت کا اظہار کیا ہے اور اسی ایک وجہ کو ایک علیحدہ ملک کے لیے کافی مثال کیا ہے۔ تقریر کے آخر
میں مسلمانوں سے کہا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ اس لیے کہ ہندوؤں اور حکومت کی کوششیں ان کے خلاف جاری ہیں۔[84]
۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کے بیان میں بھی "مختلف قوموں" اور "تمام قوموں" کا ذکر ہے۔ مسلم تشخص کی بھی نفی نہیں ہے [illegible] نقل شدہ [85]
اقبال نے کہا کہ "اتحاد کا مفروضہ کی ناکامی اور دیگر درپیش حالات نے مسلمانوں کو اس پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ بحیثیت [illegible] اپنی
پوزیشن اور اپنے مفاد کا خیال رکھیں"[85] جنوری ۱۹۲۹ء کے خطاب میں بھی "ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں" (قوموں) کی ہم آہنگی کا ذکر ہے[86]
"متحدہ قومیت" کا ذکر صرف جنوری ۱۹۲۷ء کے خطاب میں ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ اقبال نے ہندو مسلم اتحاد کے لیے،
اضطراری عالم میں، ۱۹۰۵ء کے دور ابتدائی زندگی کے دوران [illegible] اس موقع پر متحدہ قومیت کی حمایت کی۔ دوسرے تمام زیر بحث
بیانات میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو اتحاد، اتفاق اور مفاہمت کی تلقین کی ہے اس سے دو قومی نظریے کی نفی نہیں ہوتی۔ دو قومی نظریہ
کی نفی اس وقت ہوتی ہے جب قومیت کی بنیاد دین کے بجائے وطن پر رکھی جائے۔
کے کے عزیز [illegible] جس طرح سچ کو چھپایا ہے [illegible] ہوتی ہے۔ (حاشیہ نمبر ۱۸۶ بھی دیکھ لیجیے) موصوف علیحدہ [illegible]
[illegible] ہونے کا تاثر دیتے ہیں اور پاکستان کے موضوع پر لکھنے والوں کو سچ نہ لکھنے کی ہدایت [illegible] کہتے ہیں[187] [illegible] ڈال کر
چھپایا جاتا ہے۔ موصوف نے یہ خیال بھی پیش کیا کہ [illegible] انسان کا بول کرتا ہے تو [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] کی [illegible] زیادہ
ہوتی ہے کے کے عزیز نے اقبال کے مکتوب مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۹ء بنام [illegible] کا اقتباس خود درج کیا ہے[188] اس میں دو قومی نظریے
کی حمایت موجود ہے موصوف نے اقبال کے [illegible] مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۴ء کا اقتباس بھی درج کیا ہے[189] جس میں اہل ملت
کی "متحدہ قومیت" پر اقبال نے گرفت کی ہے۔ ان دو اقتباسات کے علاوہ کے کے عزیز نے اسلامی تصور قومیت [illegible] اقبال
کے وہ سب حوالے نظر انداز کر دیے ہیں جو کلام اقبال کے ہر حصے میں موجود ہیں۔ اگر ان ابیات پر موصوف کی نظر گہری ہوتی تو ان کی
[illegible] اور یہ مانع نہیں ہوتی۔ [illegible] کا ترجمہ بعنوان "ملت [illegible]" (ارمغان [illegible]) دستیاب
رہا ہے۔ "معاملات اقبال" [illegible] ۔ اصل انگریزی متن بھی ۱۹۸۲ء میں شائع ہو گیا تھا[190] کے کے عزیز نے اس
جیسے مرحوم شاعر کی زندگی میں پڑھے[191] اقتباسات پر گہری نظر نہ ہونے کے علاوہ، کے کے عزیز نے اقبال کے اسلامی تصور قومیت
میں بیان حقائق کو عمداً چھپایا ہے۔ موصوف نے "بانگ درا" میں شامل اقبال کی نظم "وطنیت" کا ذکر طنز کے ساتھ کیا ہے[192]
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "بانگ درا" کا مطالعہ انہوں نے کیا ہے۔ "بانگ درا" کے تیسرے حصے میں بیشتر نظمیں اسلامی تصور قومیت
کا مظہر ہیں۔ "وطنیت" "ترانہ ملی" "جواب شکوہ" اور "خضر راہ" میں اس تصور کا زور دار اور مؤثر اظہار ہوا ہے[193]
سامنے کی حقیقت ہے جسے کے کے عزیز نے عمداً نظر انداز کیا ہے۔ دو قومی نظریہ سے متعلق سر سید کی متعدد آرا کو موصوف نے تاریخ تصور پاکستان
کی اپنی تیار کردہ فہرست میں شامل کیا ہے [illegible] اقبال کے خطوط [illegible] اور معلومات کو نظر انداز کیا ہے تاکہ رحمت علی کا نام اقبال سے
پہلے درج ہو سکے۔ رحمت علی کا اندراج جس سال کی بنیاد پر ہوا ہے اس کی صحت مشکوک ہے اور اس کا اصل متن دستیاب نہیں ہے
کے کے عزیز بھی اس سے مستفید ہیں تاہم[194] مکتوبات اقبال کی آرا محفوظ و موجود ہیں اور شائع ہو چکی ہیں۔ اقبال کا اسلامی تصور قومیت ایک

روشن حقیقت ہے جس پر پردہ ڈالنا مشکل ہے۔ ... کے مرتبین نے معمولی مناسبت کے تحت اس کا انکار کیا ہے۔ اقبال کے نزدیک وطن کے معنی ایک ملک یا ایک قوم [illegible] ... سرزمین [illegible] ... قومی مطلب میں معنوں میں کہا جاتا ہے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ اقبال کے خط مورخہ ۱۹۰۹ء [illegible] اقبال کی تحریر میں اس کا پہلا اظہار ہوا[194] چودھری رحمت علی کی عمر اس وقت بارہ برس تھی۔ اس سے پہلے بعض دوسری [illegible] "ملی عادت" ۔ "دریا موج کا دل" اور "مرا" کے الفاظ استعمال ہوئے۔[195] حسب ذیل شعر ۱۹۰۶ء کا ہے:

خوگر سارے جہاں سے الگ کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصار ملت کی اتحاد وطن نہیں ہے[196]

"رموز بے خودی" کا موضوع بھی ملت ہے۔ اس میں ایک الگ اسلامی ملی قومیت کی نمود بھی ہے۔ خطبہ الٰہ آباد کا [illegible] کی اسلام کے قومیت [illegible] کرتا ہے۔ یہ پورا سرمایہ فکر رحمت علی کے پمفلٹ (Now or Never) سے پہلے کا ہے۔ اسلامی تصور قومیت کے تناظر میں اقبال کا کوئی ثانی نہیں اور رحمت علی تو اقبال کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے۔ رحمت علی نے ایک مختصر سے پمفلٹ کے چند صفحوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا فرق بتایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کا مذہب، ان کی ثقافت، تاریخ، روایت اور معاشرت مختلف ہے۔[197] اس تحریر میں کوئی نئی بات نہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا فرق معلوم و معروف تھا۔ یہ کوئی راز نہ تھا جس کا انکشاف پہلی دفعہ رحمت علی نے کیا ہو۔ ہندو مسلم فرق سائمن رپورٹ میں بھی ریکارڈ ہو چکا تھا۔ اقبال کی مسلم ریاست [illegible] کی حمایت میں "انقلاب" نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء کے اداریے میں دلیل دی کہ سائمن کمیشن نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاشرت اور روایات مختلف ہیں۔[198] اس فرق و اختلاف کا اظہار خطبہ الٰہ آباد میں بھی بار بار ہوا ہے۔

اب یہ حقیقت سامنے آ چکی ہے کہ رحمت علی کا اپنا پمفلٹ (Now or Never) خطبہ الٰہ آباد اور اقبال [illegible] کی خوشہ چینی سے تیار کیا۔ رحمت علی کی [illegible] کا ماخذ اقبال کی تحریریں ہیں۔ [illegible] کا تحقیقی مقالہ [illegible] ہو آئے گا مزید تفصیلات سامنے آ جائیں گی ——— رحمت علی [illegible] اقبال [illegible] لاہور [illegible] اور انگلستان میں بھی علامہ اقبال سے ملاقاتیں کیں۔[199]

... کے مرتبین نے اس پمفلٹ کی بنا پر لکھا ہے کہ رحمت علی نے دو قومی نظریہ [illegible] سے پہلے، اقبال [illegible] کے ساتھ [illegible] کیا۔ مگر رحمت علی نے یہ نظریہ [illegible] سے پہلے پیش کیا — اور نہ اسے اتنی [illegible] کے ساتھ پیش کیا — برصغیر میں مسلم قومیت کے بانیوں میں حضرت مجدد الف ثانی، اورنگ زیب عالمگیر، شاہ ولی اللہ، سرسید احمد خاں اور علامہ اقبال شامل ہیں۔ اقبال نے [illegible] وطنی قومیت کا توڑ کر کے اسلامی ملی قومیت کو [illegible] کے ساتھ پیش کیا۔ رحمت علی نے ہندوؤں اور مسلمانوں کا فرق و اختلاف بیان کیا ہے جو معلوم و معروف تھا۔ اس کا جواب ہندوؤں کے پاس [illegible] کہ اس فرق و اختلاف کے باوجود ہندو اور مسلمان صدیوں سے اکٹھے رہتے ہیں، [illegible] بھی رہ سکتے ہیں۔ علامہ اقبال کا استدلال یہ تھا کہ اسلام فقط [illegible] نہیں ہے، ایک اجتماعی سیاسی نظام بھی ہے۔ یہ اجتماعی سیاسی نظام کسی قومی (National) سیاسی نظام کے تحت قائم نہیں ہو سکتا۔[200] خطبہ الٰہ آباد کے [illegible] حصے میں اقبال نے اسی دلیل کو ابھارا ہے۔ [illegible] نکات حسب ذیل ہیں:

- بحیثیت ایک اخلاقی نصب العین اور نظامِ سیاست کے اسلام ہی سب سے بڑا عنصر تھا جس سے مسلمانانِ ہند کی تاریخِ حیات متاثر ہوئی
ہندوستان میں مسلم جماعت کی تشکیل صرف اسلام کی مرہونِ منت ہے۔
- دینی نظامِ سیاست مسیحیت میں موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اہلِ مغرب عام طور پر یہ سمجھے کہ مذہب کا معاملہ فرد کی ذات تک [illegible] اور
ہے۔ لیکن اسلام کی رو سے خدا اور کائنات، کلیسا اور ریاست اور روح اور مادہ ایک ہی کل کے مختلف اجزا ہیں۔
- یورپ کی مسیحی ریاستوں نے مذہب سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور وہاں قومی اغراض کے تحت مصروف رہا [illegible]
ہے اس طرح مسیح کے عالمگیر اخلاقی نظام کی جگہ قومی اخلاقی نظاموں نے لے لی۔
- دنیائے اسلام کے پیشِ نظر ایک عالمگیر نظامِ سیاست ہے جس کی اساس وحی پر ہے۔
- اسلام اب بھی ایک زندہ قوت ہے جو ذہنِ انسانی کو نسل و وطن کی قیود سے آزاد کر سکتی ہے
- اسلام کی تقدیر خود اس کے اپنے ہاتھ میں ہے، اسے کسی دوسری تقدیر کے حوالے نہیں کیا جا سکتا
- یہ ممکن نہیں کہ ہم اسلام کو بطور ایک اخلاقی نصب العین کے تو برقرار رکھیں لیکن اس کے نظامِ سیاست کو رد کر کے ایسے قومی نظامات
اختیار کر لیں جن میں مذہب کی مداخلت کا امکان نہیں رہتا [illegible] اسلام کا ہی عنصر ہو گا جو مغرب [illegible] ابھرا ہے
- مسلمان کسی ایسے نظامِ سیاست کو قبول نہیں کر سکتے جو ایسے وطنی و قومی اصول پر مبنی ہو جو اسلام کے اصولِ اتحاد کی نفی کرتا ہو
- ہندوستان کے مختلف مذاہب میں ایک وسیع [illegible] سے کار رجحان ہے۔ ہر گروہ مضطرب ہے کہ [illegible] اقتدار برقرار [illegible]
- ہندوستان دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے صرف اسی صورت میں
زندہ رہ سکتا ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کر لے۔
- یہ امر [illegible] کہ [illegible] ہندو قوم [illegible] چاہتے ہیں کہ ان کو دوسری قوموں پر [illegible]
کے لیے غلبہ حاصل ہو جائے۔

اقبال کا معروف خطبہ "[illegible] ہندو اور مسلمان" خطبۂ الٰہ آباد کے اسی فکری و نظریاتی حصے کی طرح [illegible] اسلام کے اسی [illegible]
استدلال پر مبنی ہے۔ یہ حقیقی تصورِ پاکستان ہے۔ پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس، پوری صراحت [illegible] (دیکھیے اسلامی ریاست) اور
پورے کمال کے ساتھ صرف اقبال کے کلام نظم و نثر میں ہے [illegible] "دانش ور" "فرقہ واریت" کی بنیاد پر تقسیمِ ہند [illegible] تصورِ پاکستان
کو فرقہ وارانہ [illegible] دیتے ہیں، وہ پاکستان کو اس کی حقیقی فکری و نظریاتی اساس سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ اقبال نے خطبۂ الٰہ آباد میں [illegible]
کے قیام کا ذکر کیا ہے۔ [illegible] جنوری ۱۹۳۱ء میں "اسلامی ریاست" [illegible] مسلمانوں کا
"نصب العین" قرار دیا ہے۔ یہ ایک بڑے نصب العین [illegible] اسلامی [illegible] کا آخری حصہ ہے اور اسلامی اتحاد کی جانب ایک اہم قدم [illegible]
ہے۔ تحریکِ پاکستان کا معروف نعرہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" اسی نصب العین کا مؤثر عوامی اظہار تھا۔

چودھری رحمت علی [illegible] کے ترتیب دیے گئے [illegible] "پاکستان" [illegible] انہوں نے اپنے پمفلٹ میں یہ تو لکھا ہے کہ اسلام
پرائیویٹ مذہب نہیں ہے لیکن اسلام کے اجتماعی سیاسی نظام کا ذکر نہیں کیا حالانکہ پرائیویٹ کی نفی اجتماعی ہے ——— اس طرح

ایک طرف مسلم ریاست کے قیام کے لیے، علامہ اقبال نے ناقابلِ تردید استدلال سے مدد لیا اور دوسری طرف اسلامی نشاۃ ثانیہ سے وابستہ ہو گئے۔ اسلامی نشاۃ ثانیہ کی حامی اہلِ مغرب کے [illegible] اکل کی رائے میں "سیاہ بختی" ہے۔ ہر تحریک اسلام کے احیاء کی ہر حامی ہے جو وہ اجتماعی سیاسی اسلام کو خطرہ سمجھتے ہیں۔ رحمت علی نے "پاکستان نیشنل موومنٹ" قائم کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مطمحِ نظر اسلامی ریاست نہیں بلکہ قومی ریاست تھا۔[۲۰۲] جہاں تک رحمت علی کے موقف یا طریقِ کار میں علامہ اقبال کے موقف یا طریقِ کار سے فرق و اختلاف ہے [illegible] رحمت علی نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اقبال نے خطبۂ الٰہ آباد میں کہا تھا کہ "ہندوستان کی تاریخ کا موجودہ مرحلہ نہایت نازک ہے کہ مسلمان قوم مکمل طور پر منظم ہو اور وہ مقصد و ارادہ کے اتحاد سے بہرہ ور ہو"[۲۰۳] لیکن رحمت علی نے مسلم لیگ میں شمولیت کے بجائے ۱۹۳۳ء کی الگ جماعت بنائی۔ برخلاف اس کے علامہ اقبال، مسلم لیگ اور [illegible] کی وکالت کی۔ اس طریقِ کار سے قیامِ پاکستان میں تو کوئی مدد نہ ملی، الٹا خود رحمت علی کو اس کا افسوس ناک خمیازہ بھگتنا پڑا۔[۲۰۴]

کے کے عزیز لکھتے ہیں کہ اقبال کی مسلم ریاست کی تجویز مبہم تھی [illegible] فضل سے مختلف معنوں میں استعمال کیا اور اسے تشریح [illegible] کے لیے چھوڑ گئے، لیکن رحمت علی نے ایک تصور کو اپنایا اور اس کے حق میں شدت سے تنازعہ (controversy) [illegible] اضافی[۲۰۵] کہنا [illegible] ہے کہ رحمت علی کے الفاظ درست اور تحریر مبہم تھی[۲۰۶] علامہ اقبال نے اپنے مکتوب بنام جناح مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۷ء میں "مسلم صوبوں کے [illegible] وفاق کے قیام" کا ذکر کیا ہے۔ کے کے عزیز مسلم ریاست کی تجویز مانتے ہیں لیکن اس کی "پیش رو" [illegible] رحمت علی کا اثر مانتے ہیں[۲۰۷] [illegible] رحمت علی کے ثبوت علامہ اقبال پر ۱۹۳۲ء سے [illegible] ظاہر ہو گئے تھے[۲۰۸] [illegible] پر علامہ اقبال کا اثر تھا اور رحمت علی کا پمفلٹ (Now or Never) خطبۂ الٰہ آباد کی خوشہ چینی سے تیار ہوا۔ کے کے عزیز (اور [illegible]) مسلم ریاست کے [illegible] اور [illegible] سیاست [illegible] اقبال کے تصور کے مابین فرق [illegible]۔ رحمت علی کے پمفلٹ (۱۹۳۳ء) سے پہلے اقبال کے [illegible] مسلم ریاست کا مطالبہ واضح طور پر اور [illegible] سامنے آ چکا تھا۔ رحمت علی کے [illegible] علامہ اقبال سے [illegible] اقبال کا [illegible] تھا اس سے رحمت علی ہی متاثر ہوئے۔ دوسرے [illegible] اقبال نے رحمت علی سے پہلے اور رحمت علی کی نسبت زیادہ واضح اور زیادہ [illegible] "اسلامی ملک" اور "اسلامی سلطنت" کی بات کی۔ رحمت علی کو اقبال کے ان ارشادات [illegible] رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ [illegible] اقبال کی [illegible] "انقلاب" اقبال کے [illegible] ہیں، دو کالمی [illegible] ایک اپیل ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء سے شروع ہو کر [illegible] شائع ہوتی رہی۔ اس کے الفاظ [illegible] اور اثر انگیز ہیں اور مسلمانوں کو ایک ہی [illegible] آٹھ [illegible] پر مشتمل ہے۔ اپیل یہ تھی:

• پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان اسلامی ملک ہیں۔ ان میں اسلام کا علم بلند ہو۔[۲۰۹]

خطبۂ الٰہ آباد کے [illegible] ہندوؤں کی طرف سے [illegible] کا مقابلہ کرتے ہوئے [illegible] فروری ۱۹۳۱ء کو "انقلاب" نے لکھا:

• ہندو [illegible] انشاء اللہ شمالی ہند میں اسلامی سلطنت قائم ہو کر رہے گی۔[۲۱۰]

"اسلامی ملک" اور "اسلامی سلطنت" کا کیا مفہوم ہے؟ رحمت علی نے "ناؤ آر نیور" میں جو کچھ لکھا اس کا مفہوم اس سے زیادہ

ہیں تھا ۔ وضاحت، زور اور اثر انگیزی ان خوبیوں میں زیادہ ہے ۔ ساری بات یہ ہے کہ رحمت علی کا پمفلٹ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء کو شائع ہوا۔ "انقلاب" کا اداریہ (پہلی دفعہ) ۱۲ دسمبر ۱۹۳۳ء کو شائع ہوا اور ہیروز کی شورش کے جواب میں مذکورہ بیان ۸ جنوری ۱۹۳۱ء (یعنی آج سے دو سال پیشتر) منظرِ عام پر آیا۔

کے کے عزیز ... سلسلہ ... سے بہت گمراہی پھیلائی ہے [۲۱] ... کے ... کسی واسطے سے ... نے اس کلام کا جائزہ لیا ... کے ... (اگر کچھ باقی رہ گئی ہے تو) نکل جائے گی۔

پنجاب کے بعض چودھری ... سے ... کے کے عزیز سے متاثر ہو کر، رحمت علی کو تصورِ پاکستان کا خالق قرار دینے کے لیے کام کر رہے ہیں ۔ پاکستان کے ضمن میں لکھنے والوں پر ... کے عزیز نے جو پھبتیاں کسی ہیں (دیکھیے ... صفحہ ۱۸۲) ان کا اطلاق جن لوگوں پر ہوتا ہے ان میں یہ چودھری صاحبان شامل ہیں ۔ کے کے عزیز سمیت ان حضرات کا موقف مطالبۂ پاکستان کو تقویت پہنچاتا ہے ۔ اقبال سے متعلق مطالبۂ پاکستان کے دو ... گروہ ہیں ۔ ایک گروہ کے سربراہ ... پاکستان ... علامہ اقبال پر ہے ۔ یہ گروہ اقبال پر ... اسلامی ... ہندوستانی قومیت ... ہندو مسلمان ... قتل و غارت گری کے شعلے بھڑکانے کے الزامات عائد کرتا ہے ۔ اس گروہ نے پاکستان کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لیے علامہ اقبال کو طرح طرح کے ناروا اعتراضات کا ہدف بنایا ۔ دوسرا گروہ ... فکری و نظریاتی اساس سے محروم کرنے کے لیے اقبال کا تعلق تصورِ پاکستان سے منقطع کرتا ہے ۔ یہ چودھری صاحبان ... بالواسطہ طور پر اسی گروہ کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔

جو پاکستانی ... "... ہم ہیں" یا "فرقہ وارانہ ... ہیں" کی ... مسٹر ... تصورِ پاکستان کا ... علامہ اقبال کے ... اور کو دیا جاتا ہے ... انہوں نے ... اہم نکات کو ... کیا ہے ... ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لیے کچھ وقت پر کچھ فیصلہ کا ... ہوتا ہے ۔ ... غلط وقت پر یا کچھ وقت پر غلط فیصلہ ... یا مضر ہوتا ہے ۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ مسلم ریاست کے حصول کے لیے ۱۹۰۱ (؟) قوم کو ... تیار ... ہندوؤں ... انگریزوں ... یہ نکتہ ... کہ ... قوم کو جامع فکری و نظریاتی ... اسلامی قومیت اور اسلامی ... کے ماسوا کسی دوسری ... اور ... مسلم ... تھا ، خصوصاً اس لیے کہ ہندو راہنماؤں ، دانشوروں اور صحافیوں کا پروپیگنڈا ... تھا اور بعض ... علما متحدہ قومیت اور آل انڈیا کانگرس کی حمایت کر رہے تھے ۔

قطع نظر اس کے کہ ... تحریک ... مسلم ... کی تحریک تھی جو کچھ وقت پر شروع کی گئی ۔ ... ہندو راہنماؤں نے متحدہ ہندی قومیت کا رنگ ... (۱۹۲۲ء) ، "تحریکِ ... " کی ناکامی اور ... (۱۹۲۴ء) کے ... ہندوؤں کا رنگ ڈھنگ ... اور ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے ... ہوا ۔ ہندو ... کی ... اور ہندی متحدہ قومیت کو ... بنایا [۲۳] ۱۹۲۸ء میں اقبال نے مسلم ریاست کے قیام کی ضرورت کا اظہار پہلی مرتبہ ... ۱۹۲۸ء میں ... اقبال کی ... جو ... کے تین مضامین ، قسط وار ، "انقلاب" میں شائع ہوئے ہیں ... یہ تجویز پہلی مرتبہ شائع ... کہ پنجاب ، سرحد ، سندھ اور بلوچستان کو یکجا کر کے مسلمانانِ ہند کا وطن ... جائے ... کردہ ... ،

اپنے افکار اور اپنے تمدن و معاشرت کو اپنی منشا اور خواہش کے مطابق ترقی دے سکیں۔ اس تحریر کو منظرِ عام پر لانے کا مقصد ہندو ردِ عمل معلوم کرنا تھا جو ہر لحاظ سے حوصلہ افزا نہیں تھا۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۳۰ء کو، اقبال کی الہ آباد، ابراہیم کانفرنس کے ضمن میں، اعلان شائع ہوا کہ "پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان اسلامی ملک ہیں۔ ان میں اسلام کا علم بلند کرو"

مسلمان انگریزوں اور ہندوؤں دونوں سے برسرِ پیکار تھے۔ فکری انتشار اور مایوسی کا شکار تھے۔ مسلمان قوم کی حالت پتلی تھی۔ مسلم لیگ بھی کمزور تھی۔ مسلم ریاست کے "مطالبہ" کے لیے یہ وقت مناسب نہیں تھا۔ اس مطالبے کو ہندوؤں اور انگریزوں سے منوانا محال تھا، وجہ یہ ہے کہ مسلمان بیدار، متحد اور منظم نہیں تھے۔ لیکن مسلم قوم کے سامنے نصب العین پیش کرنے کا صحیح وقت یہی تھا۔ چنانچہ علامہ اقبال نے صحیح وقت پر اہم پیغام دے کر مسلمانوں کے سامنے یہ نصب العین رکھ دیا۔ فکری انتشار اور مایوسی نئے نصب العین کے تحت فکری اتحاد اور امید میں بدلنے لگی۔ مسلم بیداری کا سب سے بڑا محرک کلامِ اقبال تھا۔ اسلامی نشاۃِ ثانیہ اور ادب، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مسلم ریاست کے تصور سے ہندی مسلمان شعوری اور جذباتی طور پر ہم آہنگ ہو چکے تھے۔ کے کے عزیز کا موقف ہے کہ تصورِ پاکستان اقبال سے پہلے پیش کیا جا چکا تھا۔ اس کے باوجود وہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یہ تصور رحمت علی کا ہے۔ تاہم کے کے عزیز تسلیم کرتے ہیں کہ اقبال نے قوم کو بیدار اور تصورِ پاکستان قبول کرنے کے لیے تیار کیا۔ اس تصور کے پیچھے قوت اقبال کی تھی اور اس اعتبار سے اصل کارنامہ انھی کا ہے۔[۲۱۳]

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ تصورِ پاکستان کے لیے قوم کو تیار اقبال نے کیا اور اس تصور کے پیچھے مؤثر قوت اقبال ہی کی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے، یورپ ہندی کے دوران پیش کی جانے والی تجاویز کا درجہ کیا ہے؟ یہ درست ہے کہ ان تجاویز میں تصورِ پاکستان کے کسی پہلو کا سرسری ذکر ہے تاہم یہ پورے تصورِ پاکستان کا احاطہ کرتی ہیں اور نہ تاریخِ پاکستان کے ضمن میں ان کا کوئی کردار ہے۔ اکثر تجاویز کا مسلمانوں کو کوئی علم ہی نہیں تھا۔ یہ تجاویز ایسے ہیں جیسے آسمان پر بادل تنکوں کی طرح ہوا میں اڑتے ہیں اور کہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ مسلم ریاست کا باقاعدہ نصب العین اقبال نے دیا۔ مسلم ریاست کا تصور جو اقبال نے پیش کیا اس تصور میں وسعت، بلندی اور گہرائی ہے۔ اقبال کے کلام میں مسلم قومیت کا تصور پوری جامعیت کے ساتھ موجود ہے۔ تاہم "خطبہ الہ آباد"، "اقبال کے خطوط بنام جناح" اور اقبال کا مضمون بعنوان "جغرافیائی حدود اور مسلمان" خاص طور پر اہم ہیں۔ "خطبہ الہ آباد" پاکستان کی اہم دستاویز، مسلم لیگ کی سرکاری دستاویز ہے۔ "اقبال کے خطوط بنام جناح" کی اہمیت بھی واضح ہے۔ ان خطوط میں مسلم ریاست کا تصور بھی ہے اور اقبال نے جناح کو مطالبۂ پاکستان کے لیے آمادہ بھی کیا ہے۔ "جغرافیائی حدود اور مسلمان" ایک ایسے عالمِ دین کے اشکالات و اعتراضات کا جواب ہے جو ہندی وطنی قومیت اور اکھنڈ بھارت کے حامی تھے۔ یہ بھی ایک اہم دستاویز ہے اور اسے تصورِ پاکستان سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہی تین دستاویزات پیشِ نظر رکھی جائیں تو تصورِ پاکستان کی معنویت، بلندی، گہرائی اور وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک طرف یہ امور ہے اور دوسری طرف یہ بستی کہ بعض سیاستدانوں، درباریوں، مصنفوں اور آئینی ماہرین وغیرہ کو "حقیقی تصورِ پاکستان" سمجھا اور بتایا جا رہا ہے۔ منسوب شدہ پمفلٹ "ناؤ اور نیور" کو "تصورِ پاکستان کی اوّلین تحریری دستاویز" قرار دیا گیا ہے اور "تقسیمِ ملک" کے "انقلاب آفریں منصوبے" کو "سر آغا خان" سے ایک خطاب میں تلاش کیا جا رہا ہے جس کا اصل متن موجود نہیں ہے، نہ یہ خطاب کسی اخبار میں رپورٹ ہوا اور نہ کسی معتبر شہادت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

چودھری رحمت علی صاحب مذکورہ تین دستاویزات سے تصورِ پاکستان کا جو اجمالی خاکہ بنتا ہے وہ یہ ہے:

(۱) ہندوستان کی ہندوؤں اور مسلمانوں میں تقسیم اور مسلمانوں کا اکثریتی علاقوں اور ہندو [illegible] و تسلط و دباؤ سے نجات

(۲) اسلام اخلاقی ضابطہ بھی ہے اور اجتماعی سیاسی و معاشرتی نظام بھی۔ دین اور سیاست کی اس یکجائی [illegible] ایک حیثیت اجتماعیہ [illegible] اور ہیئت اجتماعیہ [illegible] کسی اور آئین سے سمجھوتہ [illegible] ممکن نہیں کہ مسلمان بھی اسلام پر عمل پیرا ہوں اور اجتماعی سیاسی معاملات میں غیر مسلموں کے تابع بھی ہوں۔

(۳) کم از کم شمال مغرب (اور بنگال) کے مسلمانوں کے لیے الگ مسلم ریاست (یا ریاستوں) کا قیام۔ اس ریاست میں [illegible] کی [illegible] سے پاک اسلامی تمدن کا احیاء و تحفظ اور اسلامی قوانین کا نفاذ۔ جس میں عوام کی خوشحالی کی ضمانت ہے۔

(۴) پاکستان کی بنیاد اسلامی قومیت ہے۔ [illegible] چودھری رحمت علی نے دو قومی نظریہ پیش کیا لیکن یہ نظریہ محدود [illegible] مسلمان ایک امت، ملت یا قوم ہیں اور [illegible] پاکستان [illegible] اسلامی [illegible] سے مسلک ہے۔ اس حوالے سے مغربی استعمار کی جمہوری [illegible] کی روک تھام [illegible] ایک قوم ہوتی [illegible] رنگ و نسل [illegible] نظریات کا مقابلہ کرنے کا [illegible] مساوات، اخوت، حریت اور اسلامی [illegible] ہم [illegible] تصور پاکستان [illegible] اس جامع تصور پاکستان کو ملحوظ رکھ کر پاکستان کے ملی اور [illegible] تصور [illegible] مرتب کی گئی [illegible] نصاب میں شامل ہو گئیں۔ اسی طرح اسلام کو اجتماعی سطح پر [illegible] اور کسی رحمت علی کو آگے لایا گیا[۲۱۵] [illegible] اسلام پرائیویٹ ہے۔ اسلام کے [illegible] علامہ اقبال کا [illegible] ہندو [illegible] سمجھتے تھے؟[۲۱۶] سر سید [illegible] مسلم ریاست [illegible] دو قومی نظریہ اور [illegible] تاہم [illegible] اور اسلامی قومیت کی [illegible] علامہ اقبال کا [illegible] مسلم ریاست کا نام "پاکستان" چودھری رحمت علی نے وضع کیا[۲۱۷] [illegible] علامہ اقبال اور قائداعظم [illegible] رحمت علی نے [illegible] کے نام [illegible] بنگستان، عثمانستان، صدیقستان، فاروقستان، حیدرستان، ماپلستان، [illegible] وغیرہ[۲۱۸] ان ناموں کو کوئی مقبولیت اور اہمیت نہ مل سکی۔ اسی طرح "پاکستان نیشنل موومنٹ" [illegible] قائداعظم کی رہنمائی میں تحریک پاکستان چلی اور کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ [illegible] رحمت علی دوسری تحریکوں کے بانی بھی تھے "آل انڈیا ملی موومنٹ" اور "تحریک [illegible] دینیا"[۲۱۹] (Dinia Continental Movement) [illegible] تحریک کیمبرج میں چلیں اور وہیں رحمت علی کے ساتھ دفن ہو گئیں۔ [illegible] سیاست پر ان کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ ۱۹۳۳ء میں پاکستان کا مطالبہ کیا اور تحریک چلانا [illegible] وقت [illegible] حقیقی [illegible] کی کوشش کی۔ رحمت علی علامہ اقبال پر اپنی سکیم چوری کرنے کا الزام [illegible][۲۲۰] اس پر "اللہ [illegible]" کی مثل صادق آتی ہے [illegible] اور [illegible] انہوں نے [illegible] فیصلے کیے[۲۲۲] [illegible] مسلم ریاست کے قیام [illegible] اس ضمن میں ان کا غلو انتہا تک ہے[۲۲۳] اقبال کی [illegible]

مثال ہے۔ علامہ اقبال نے مرزا صاحب کی مکمل حمایت کی اور ان پر بھرپور اعتماد کیا[۲۲۴] جناح کو علامہ ہی قائد اعظم کا مرتبہ قال
ہوا ۱۹۴۰ء میں ان کی صدارت میں قرارداد لاہور منظور ہوئی جس میں الگ مسلم ریاست کا مطالبہ کیا گیا۔ اس مطالبے کے حصول کے لئے
قائد اعظم فرشتہ تھا؟ کی راہنمائی میں تحریک پاکستان چلی۔ قائد اعظم نے مسلم عوام کو ایک پرچم تلے متحد و منظم کیا اور انتخابات میں
مرکزی اسمبلی کی تمام مسلم نشستیں جیت لیں۔ تمام پاکستان کی راہ اس سے ہموار ہوئی اور پاکستان قائم ہو گیا۔ علامہ اقبال نے نیز کر
چودھری رحمت علی نے قائد اعظم کی مذمت کی۔ یہ مذمت نازیبا الفاظ میں تھی اور رحمت علی کی کوتاہ نظری اور محرومی کا مظہر تھی
رحمت علی نے "قائد اعظم" کا جو نام اور مقام رکھا وہ بھی ایک بے بصیرت شخص کا کام تھا۔ اس اعتبار سے رحمت علی کا کردار
پس منظر، منفی تھا۔ رحمت علی کو "تصور پاکستان کا خالق" یا "بانی پاکستان" قرار دینا تاریخی حقائق کے منافی ہے اور بے حقیقت ہے۔

(۹) تخلیق پاکستان انگریز کی چال تھی

کانٹ ویل سمتھ نے اپنی کتاب (Modern Islam in India) میں لکھا ہے کہ خطبہ الہ آباد میں اقبال نے مسلم ریاست کا
جو تصور پیش کیا، اس کا اس وقت کوئی اثر نہ ہوا ——— اور اس ضمن میں کوئی کارروائی نہ ہوئی، حتیٰ کہ کیمبرج کے بعض طلبا نے اس کا پروپیگنڈا
کیا یا انہیں اس پروپیگنڈے پر مامور کیا گیا۔ اس بات کی شہادت موجود ہے کہ برطانیہ تقسیم ہند پر تلا ہوا تھا[۲۲۵] اس شہادت پر
حاشیے میں روشنی ڈالی ہے اور وہ یہ ہے کہ ۱۹۳۲ء میں ایک انگریز پروفیسر نے اپنی کتاب (Years of Destiny, India 1926-1932)
میں ہندی قومیت کو توڑ کر الگ مسلم ریاست کا خیال ظاہر کیا کہ دہلی سے شمال تک ایک کاریڈور کی تجویز بھی پیش کی۔ علاوہ ازیں جب ہندوستان
کے لیے وفاقی دستور پر غور و فکر ہو رہا تھا تو برطانوی سرکاری عہدیدار ۱۹۳۳ء میں پاکستان منصوبے پر اصرار کر رہے تھے جبکہ اس کا مقصد
تھا کہ اسے مسترد کر دیا جائے۔ سمتھ نے اس ضمن میں خان اے اختر کے مراسلہ (The Founder of Pakistan - ۱۴ جون) ۱۹۴۵ء کا حوالہ دیا ہے۔
سمتھ نے تیسری شہادت یہ پیش کی ہے کہ "ہندوستان میں یہ بات دہرائی جاتی ہیں، اس بات پر یقین کیا جاتا ہے کہ کیمبرج میں ایک ہندوستانی طالب علم
جو پاکستان اسکیم پر کام کر رہا ہے اور جس کے وسائل آمدنی واضح نہیں۔ انڈیا آفس سے تنخواہ لیتا ہے۔"[۲۲۶]
مستشرقین کی آواز ——— اور خاص طور پر کانٹ ویل سمتھ نے اسلام، علامہ اقبال اور تصور پاکستان کے خلاف جو کچھ لکھا ہے، وہ
برصغیر میں ہندوؤں، احمدیوں اور ہندو قوم پرست مسلمانوں نے بار بار دہرایا ہے۔ پاکستان کو برطانوی چال قرار دینے کا رجحان بھی
سمتھ کا مرہون منت ہے۔ سمتھ کے بیان کردہ "شواہد" کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تاسن کی طرح انہیں بھی صورت کا سہارا لینا
یا غلط دلیل بازی سے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی۔ جہاں تک انگریز پروفیسر کے خیال یا تحریر کا تعلق ہے اسے برطانیہ کی سرکاری پالیسی کیسے
قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا کانٹ ویل سمتھ کے اشتراکی خیالات کینیڈا کی سرکاری پالیسی کے ترجمان تھے؟ یہ بات کہ ۱۹۳۳ء میں برطانوی
عہدیدار پاکستان منصوبے پر اصرار کر رہے تھے، صریحاً غلط بیانی ہے[۲۲۷] رحمت علی کے برطانوی آلہ کار ہونے کے حق میں یا اس کے خلاف
دلیلیں دی جا سکتی ہیں[۲۲۸] لیکن سمتھ کا یہ کہنا کہ "یہ یقین کیا جاتا ہے کہ رحمت علی انڈیا آفس سے تنخواہ لیتا ہے"۔ کوئی دستاویزی ثبوت نہیں
ہے۔ الزام عائد کرنے سے پہلے سمتھ کو اس ضمن میں، ثبوت پیش کرنا چاہیے تھی۔ بالفرض اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ رحمت علی کو، انڈیا آفس

سے تمہارا ملتی قومی تراش کا منفرد حسینی تصور پاکستان کو متاثر کا بھی ہو رہا ہے — رحمت علی نے جہاں اقبال کے تصور سے انحراف کیا ہے وہاں اسے متاثر دیا ہے[229] تاہم جو شواہد ریکارڈ پر ہیں ان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں "مسلم ریاست" اور ۱۹۳۳ء میں "پاکستان سکیم" کے ضمن میں ہندو ہی نے برطانوی سرکاری تشویش کو دور کیا۔[230]

کانٹ ویل سمتھ کی فراہم کردہ شہادت کے مقابلے میں گزشتہ صدی کی تاریخی شہادت بالکل برعکس ہے۔ وطنی قوم پرستی ([illegible]) اٹھارویں صدی میں، مغربی یورپ اور امریکہ میں علاقائی وطنیت بن گئی تھی۔ انیسویں صدی میں یہ تصور روس کے راستے ترکی پہنچ گیا اور ۱۹ ویں صدی یورپ میں بیشتر مادی علاقائی[231] — خلافت عثمانیہ کے خلاف اسلامی اتحاد کی جو شکل پیدا ہوئی تھی اسے پارہ پارہ کرنے کے لئے یورپی استعمار نے وطنی قوم پرستی کو مسلم دنیا میں مربوط و مستحکم اتحاد اسلامی کے خلاف استعمال کو مناسب پایا۔[232] چنانچہ وہ تصور روس نے ترکی میں پہلے قوم پرستی کی، عرب میں عرب وطنیت کی حمایت شروع کر دی۔[233] اسلامی اتحاد کے خلاف اسلامی قومیت کے تصور کو اپنا کر اس کی تعمیر و تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ سب سے پہلے ترکوں میں یورپی اقوام نے پہلے ہی طے کر لیا تھا۔ جنگ عظیم اول کے بعد عثمانی سلطنت کے کئی حصے بخرے کر دیئے گئے۔[234] چنانچہ برطانیہ کو تشویش تھا کہ کہیں اسلامی اتحاد کا خاتمہ یورپی استعمار کا مقصد تھا۔ اس لیے پھر سے مربوط نہیں ہونے کے لیے مسلم دنیا سے متصل اور اسلامی تصور قومیت کی بنیاد پر

مسلم ریاست کا قیام کی حمایت یا اس پر اصرار برطانیہ کی طرف سے ہوتا۔ ایسا نہیں ہوا۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل شواہد لائق توجہ ہیں

- اقبال کے خطبہ الٰہ آباد پر برطانوی وزیر اعظم رمزے میکڈونلڈ نے سخت برہمی کا اظہار کیا۔ الٰہ آباد کے انگریزی اخبار "لیڈر" نے ... سخت نفرین کیا کہ وفاقی حکومت کے تصور پر اقبال نے جو حملہ کیا ہے وہ کسی بھی سرکاری اور ہندوستانی حلقے میں قبول نہ ہوگا، اس کا اظہار کر رہے تھے۔[235]
- سرکاری اور ہندو رہنما اور دانشور "پین اسلامزم" کو خطرہ سمجھتے رہے ہیں۔ اسلامی تصور قومیت سے ... اور دنیا میں اسلامی اتحاد دونوں وابستہ ہیں۔ اسلامی اتحاد کے حوالے سے ۱۹۲۰ء میں لالہ لاجپت رائے نے یہ تشویش ظاہر کی کہ اسلام عالم اسلام کو متحد اور مسلح کر کے مغرب کو شکست دینا چاہتے ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں ایڈورڈ تھامسن نے خطبہ الٰہ آباد کو "پین اسلامی سازش" قرار دیا (یہ ہرزہ سرائی مسلم ریاست کے قیام میں رکاوٹ بن جاتا اگر اقبال تھامسن کا سدباب نہ کرتے۔)
- سرکار برطانیہ ... مسلم اکثریتی صوبوں سمیت وفاقی ہندی ڈھانچے کی تشکیل کو ترجیح دیتی رہی۔ چنانچہ ۱۹۳۵ء کا دستور وفاقی تھا
- کامن ویلتھ بلاک کی طرف سے ہندوستان کی تقسیم کو غیر معقول اور ناقابل عمل قرار دے کر رد کر دیا گیا
- کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نے پلان منظور کر لیا۔ مسلم لیگ نے اسے اس لیے منظور کیا تھا کہ انگریز اقتدار اکثریت کے حوالے کر کے چلے جاتے ... پاکستان کی راہ ہموار ہو چکی تھی لیکن اللہ کو پاکستان منظور تھا۔ کانگرس کے صدر جواہر لال نہرو نے ... تحفظات کے خلاف بیان دے دیا۔ قائداعظم نے اس بیان پر پلان منسوخ کر دیا اور قیام پاکستان کے لیے راست اقدام کی دھمکی دی۔
- وزیر اعظم ایٹلی اور ... لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو مسلمانوں کے تاثرات سے ہمدردی تھی۔ ماؤنٹ بیٹن کے ہندو رہنماؤں (گاندھی اور نہرو) سے خصوصی تعلقات تھے۔ ... پاکستان کو ... گورداسپور اور ... کی تحصیلیں بھارت کے حوالے کر دیں — تاکہ ہندوستان کو کشمیر کا زمینی راستہ مل جائے۔

عثمانی سلطنت کے تحت تمام اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے منصوبوں سے لے کر، مالیہ ... (ایران، ترکی، سعودی، اور

الزام کے ضمن میں معروف استعماری مہرہ دستور ایڈورڈ ٹامسن کی اسلام دشمنی واضح ہے۔ اسی دوران ہندوؤں کے سرمایہ دار برطانوی چالوں کا قائم
عمل میں آیا۔ یہ خلافِ شعور ہی کا شاخسانہ تھا جس کے ان الزامات کی نفی کرتے ہیں کہ واقعی پاکستان سرمایہ کی چال تھی

د۔ تصورِ پاکستان کا خالق کون؟ حتمی نتیجہ

گزشتہ صفحات میں ان دعووں کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی رو سے علامہ اقبال تصورِ پاکستان سے لاتعلق قرار پاتے ہیں۔ اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یہ دعوے دلائل میں کوئی صداقت نہیں رکھتے۔ حقیقت تک پہنچنے کے لیے ایک راستہ یہ بھی ہے کہ خطبہ الہ آباد کے بعد مسلم اور غیر مسلم اخبارات میں اس کا مفہوم کیا بیان ہوا اور خطبہ الہ آباد کی تائید اور مخالفت کن بنیادوں پر ہوئی؟ ایک اہم سوال یہ ہے کہ علامہ اقبال ردِ عمل جو علامہ اقبال کے خطبہ پر ہوا کیا اس سے پہلے اس کا مطلب "تقسیم ہند" یا "مرکز سے علیحدگی" [illegible] کی تو سیع کے علاوہ کسی اور معنی کے طلب ہوا؟ آگے بڑھنے سے پہلے ان امور پر ایک نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔

۸ جنوری ۱۹۳۱ء کے "انقلاب" میں عبدالمجید سالک نے "افکار و حوادث" کے تحت لکھا کہ "علامہ کی تحریر ... اسلام [illegible] اسلام کو صرف ہند اور صرف عالمِ اسلام ہے، دنیا کے سب سے بڑے ... اعتدال اور بے اصول انسانوں کی اکثریت کا شکار ... یہ معاملات تو یہیں تک رہتا ہے کہ اقبال، ہندوؤں جیسی ... اور لاتعداد قوم کا کیا شمار کرتا ہے ... مسلمان ہندوؤں کا کچھ بگاڑنا نہیں چاہتے، صرف اپنا کچھ بچانا چاہتے ہیں اور ہندو چاہیں یا نہ چاہیں انشاء اللہ تعالیٰ شمالی ہند میں اسلامی سلطنت قائم ہو کر رہے گی"۔[۲۲۶]
۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء کے روزنامہ "انقلاب" میں، مولانا غلام رسول مہر نے علامہ اقبال اور ہندو اخبار کے عنوان کے تحت اداریہ لکھا۔ چند اقتباسات یہاں درج کیے جاتے ہیں:

> "علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں جو صدارتی خطاب ارشاد فرمایا، اس پر ہندو دنیا کے تمام اخبار بجز چند کے ... ہندوؤں کا کوئی انگریزی یا ہندی یا اردو اخبار ایسا نہیں جس نے علامہ مرحوم کو تی ... کے ... نہ دی ہوں۔ یہیں ہندو قوم کے اخلاق پر ... افسوس ہے کہ اس نے ہندوستان کے ایک مایۂ ناز مفکر اور عالی خیال مفکر کے خیالات کو احترام کے ساتھ دیکھنا اور آزادی آدمیوں کی ایک دلیل توڑی کی طرح سوچنے کی بجائے سب ایک ہونا۔ انگریزی سے ... کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ وہ ہندوستان کی ہر قوم کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے مذہب، اپنی تہذیب اپنے تمدن اور اپنے کلچر کی بنیاد پر نشو و ارتقا کے مراحل طے کرنے کا موقع دینا چاہتے ہیں
> اگر ہندو اس ملک میں محض اپنی اکثریت کی بنا پر ہندو راج قائم کرنے کے لیے دل و جان سے کوشاں ہیں اور مسلمانوں کو برابر بھی نہیں کرتے تو مسلمانوں کو بھی یقیناً یہ حق حاصل ہے کہ وہ پنجاب، صوبہ سرحد، بلوچستان اور سندھ کو ملا کر (جس کی قومی حیثیت سے ان کی آبادی اسی صوبہ کے قریب ہے) ایک اسلامی سلطنت قائم کرنا اپنا نصب العین قرار دیں"۔[۲۲۷]

مولانا انقلاب کی یہ تحریر بالخصوص اس امر میں ہے صاف ظاہر ہے کہ علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لیے کس نصب العین کا تعین کیا تھا۔ اگرچہ علامہ اقبال بہرحال ہر پہلو سے تعبیر سے وہ باہر سیت بس جانا "اسلامی سلطنت" کی جگہ "اسلامی صوبہ" کے الفاظ استعمال کرنے پر مجبور ہوئے[۲۲۸] لیکن یہ وقتی پسپائی تھی۔ اسی بنا پر وقتی پسپائی، قیاس کے ضمن میں، علامہ اقبال نے بھی اختیار کی تھی تاکہ ... اسلام؟"

کا ہر وپیگنڈا مسلم ریاست کی سرحل کھوئی رکر دے۔ خطبۂ الہ آباد پر "ہمدم" نے اپنا تبصرہ "ہندو مسلم تنازعات کا بہترین حل" کے عنوان سے تحریر کیا۔ "ہمدم" نے لکھا کہ "اقبال کا یہ مطالبہ نہایت حق بجانب ہے کہ مسلمانوں کو ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہند کے قیام کا موقع ملنا چاہیے اور اس کی بہترین شکل یہی صورت ہو سکتی ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد سلطنت قائم کی جائے"۲۳۹ اور عنوری کے اداریے میں مولانا مہر نے لکھا کہ علامہ اقبال ... چاہتے ہیں کہ "اسلامی صوبے متحد ہو کر ایک اسلامی سلطنت کے قیام کا نصب العین اپنے سامنے رکھیں"۲۴۰ اور ۱۷ جنوری کے "افکار و حوادث" میں مولانا سالک نے طنزاً لکھا کہ "اگر ہندو اس ملک میں اپنا راج چاہتے ہیں تو وہ بالکل حق بجانب ہے، کیونکہ اس کی اکثریت ہے، لیکن اگر مسلمان شمالی ہند میں اپنی سلطنت قائم کرنا چاہیں تو وہ ہرگز حق بجانب نہیں ہیں، اور وہ بھی اس لئے کہ اکثریت رکھتے ہیں"۲۴۱ سکالر کے رادھے اس ہمعصر زوال ناک اور ایس ایم سلیم کا ایک مضمون ۲۸ جنوری ۱۹۳۱ء کے "انقلاب" میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ "جہاں تک مسلمانان ہند کا تعلق ہے اس خطبہ نے ہندوستان میں اسلامی نصب العین کو سب سے پہلی بار کچھ وضاحت اور بنش کے ساتھ پیش کر دیا ہے"۲۴۲ "سب سے پہلی بار" کے الفاظ قابل توجہ ہیں۔

خطبۂ الہ آباد کے بعد علامہ اقبال کی زبردست مخالفت ہوئی۔ اس مخالفت کی وجہ ہندو مہاسبھائی لیڈر مسٹر مجیکر کے اک بیان سے ظاہر ہے:

"میں نے ... کی اپنی تحریر پر غور کرنے سے انکار کر دیا جس سے بقول علامہ ڈاکٹر اقبال شمالی ہند میں اک ریاست قائم ہو اور جس کا شعور باقی ہندوستان سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہو ... ہم حتی الوسع کوشش کریں گے کہ ہم مسلمانوں کو پان اسلامک ذہنیت کی تمناؤں کو پورا کرنے کی اجازت نہ دیں اور مسلمانوں کی طرف سے ہندوستان کی آرزوئے علیحدگی کی حوصلہ افزائی نہ کریں"۲۴۳

مخالفت کی شدت کا اندازہ سالک و مہر کی حسب ذیل تحریروں سے ہو سکتا ہے۔ سالک لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر اقبال نے ہندو راج کے علمبرداروں کی ایسی دکھتی رگ کو پکڑ لیا ہے کہ وہ بے قرار ہو کر ہندوستان کے گوشے گوشے میں ناچ رہے ہیں اور پہاڑ تک کہ بھٹنڈاں تک اپنے ناچتے چلے گئے ہیں۔ ہم نے لکھا تھا کہ اقبال کی تمنا دل کا خواب ہندوؤں میں بس یہی پڑا، البتہ جاہلوں کی وہ بوچھاڑ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ملک بھر میں کوئی ہندو اخبار ایسا نہیں جس نے ڈاکٹر صاحب کو پیٹ بھر کر گالیاں نہ دی ہوں"۲۴۴

مولانا مہر لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ اقبال کے خطبۂ صدارت سے ہندو دنیا میں جو ہلچل برپا ہوئی، اس سے تاریخ ہند آگاہ ہے۔ شاید ہی کوئی ہندو رسالہ ہو، جس نے اس خطبے کے خلاف نہایت ناپاک انداز میں زہر افشانی نہ کی ہو اور شاید ہی کوئی جغرافیائی سیاسی سطریں لکھنے والا ہندو ایسا ہو جس نے اس خطبے کو اپنی مذموم اور ناپاک جوہریت دونوں کا تختۂ مشق نہ بنایا ہو۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ غالباً حضرت سلطان محمود غزنوی اور حضرت عالمگیر و نظم رحمہما اللہ تعالیٰ کے خلاف بھی ہندوؤں نے اس تواتر، اس تسلسل، اس جارحانہ اور اس ہمہ گیری کے ساتھ فتنہ پردازیاں نہیں کیں، جن کا مرکز و مرجع ... حضرت علامہ اقبال کے خطبۂ صدارت کو بنایا گیا"۲۴۵

علامہ اقبال کے خلاف ریشہ دوانی اور سوتیلا برتاؤ کیوں ہوا؟ اس ضمن میں، غلام رسول مہر کے جذبات قابل توجہ ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ اقبال کا خطبہ ہندوؤں کے تصورِ قومیت یا ہندوستان میں ہندو راج کے قیام پر سب سے پہلی باقاعدہ ضربِ کاری ہے، جس نے اس راج کی بنیادیں ہلا دی ہیں ... حضرت علامہ اقبال کی حق پرست آواز نے ہندو سلطنت ... کے مینار کا بام بالکل توڑ ڈالا ہے لہٰذا اگر آج ہندو قوم اپنی آرزوؤں کی ... خون شدگی کا غصہ حضرت علامہ اقبال کے خلاف سوتیلا برتاؤ کی شکل میں نکال رہی ہے تو اس پر تعجب کیوں کیا جائے۔ ... ایک آزادی پسند ہندو مضمون نگار نے جو روز ہونے والا تھا کہ اقبال ہندوؤں کا مالک ہندوؤں سے جیسی کہ ... کے حوالے کیا جا رہا ہے ... خدا اس مبارک ہستی کو سلامت رکھے جس نے پریاگ (الٰہ آباد) میں سب سے پہلی مرتبہ راہ گم کردہ اور "قومیت و جمہوریت" کے فریب کارانہ دعاوی سے مسحور ملت کے لیے ہدایت کی حقیقی روشنی کا سروسامان کیا۔ خدا کو منظور ہوا تو یہ روشنی روحی کی جگہ منزلِ مقصود تک اسلامیانِ ہند کی رفیق رہے گی۔"[226]

اور یہ روشنی، قیامِ پاکستان تک، اسلامیانِ ہند کی رفیق رہی۔ خطبہ الٰہ آباد کی حمایت اور مخالفت میں جو بیانات، اداریے، کالم اور مضامین سامنے آئے ان میں سے بعض کے اہم حصے یہاں پیش کیے گئے ہیں۔ ان اقتباسات سے حسبِ ذیل نکات ابھر کر آتے ہیں:

(۱) بیدار مسلم ذہن اور استعماری عزائم رکھنے والے ہندو ذہن کے نزدیک، خطبۂ الٰہ آباد میں کوئی ابہام نہ تھا۔ مسٹر جیکر کے جس بیان کا اقتباس درج کیا گیا ہے اور جو ۱۸ جنوری ۱۹۳۱ء کے "انقلاب" سنڈے ایڈیشن میں شائع ہوا، اس کی ابتدا ان جملوں سے ہوئی:

"خوشی کا مقام ہے کہ علامہ اقبال نے اس قدر صاف گوئی سے کام لیا۔ ان کی تقریر بے وقت ہوگی لیکن بہرحال حقیقت پر مبنی ہے۔ انہوں نے بلاخوف و خطر اس بات کو بیان کیا جو کچھ عرصے سے چند وہ مسلمانوں کی تہ میں اسکیم ہو رہی تھی"۔

(۲) علامہ اقبال نے شمالی ہند میں "اسلامی ریاست" کا نصب العین پیش کیا۔ یہ ہندوستان کے اندر مسلم صوبے کی تجویز نہ تھی۔ جیکر نے "شمالی ہند میں مسلم ریاست" اور "ہندوستان سے علیحدگی" کے الفاظ استعمال کیے۔ مدیرانِ "انقلاب" بار بار "اسلامی سلطنت کے قیام کا نصب العین" لکھتے ہیں۔ "ہمدم" نے بھی بار بار دہرایا کہ علامہ نے "ایک واحد سلطنت کے قیام" کی بات کی۔ [جا بجا مغالطہ ہے کہ تصورِ پاکستان چودھری رحمت علی نے "ناؤ آر نیور" میں ۱۹۳۳ء میں پیش کیا۔]

(۳) ہندوؤں کے پاس جس چیز کا جواب نہیں تھا وہ علامہ اقبال کا استدلال تھا۔ یہ استدلال "تصورِ پاکستان" کا لازمی اور اہم جزو ہے۔ اس استدلال کے ضمن میں اقبال کا کوئی حریف نہیں۔

(۴) واصف احسن اور ان کے ساتھیوں کے نزدیک اسلامی نصب العین کو ہندوستان میں پہلی بار وضاحت اور یقین کے ساتھ پیش کیا گیا۔ غلام رسول مہر کے الفاظ میں خطبۂ الٰہ آباد "ہندوؤں کے تصورِ قومیت یا ہندوستان میں ہندو راج کے قیام پر سب سے پہلی باقاعدہ ضربِ کاری ہے، جس نے اس راج کی بنیادیں ہلا دی ہیں"۔ اس وضاحت کے ضمن میں بھی اقبال کا کوئی حریف نہیں۔ (اقبال سے پہلے تقسیمِ ہند کی بات کرنے والوں میں سے کوئی بھی یہ اہمیت اور مقام نہیں رکھتا)

(۵) مسلم ریاست کے قیام کا تصور پیش کرنے کے نتیجے میں، ہندوؤں کی طرف سے، علامہ اقبال کی زبردست مخالفت ہوئی

یہ مخالفت اس عنوان سے بھی سے بڑھ گئی تو اورنگ زیب عالمگیر اور محمود غزنوی کے لیے مخصوص تھی۔ اس کا مشہور مثال
حالیہ میں سے کسی کے حصے میں، دو آتا دلوں سے اقبال سے پہلے قدم مسیح کی مارنگی تھی اس کا عنوان Now or Never تھا
کہ بعد لکھنے والوں پر بھی ہوتا ہے الٰہ آباد کا ادراک اور تحریک پاکستان کے ضمن میں تا از اعلیٰ مشہور مخالفت کا ہدف ہے

۸۔ تصورِ پاکستان پر بعض دوسرے اعتراضات

تصورِ پاکستان پر متعدد دوسرے اعتراضات کیے گئے ہیں جو عرصہ دراز سے دلائل کے ساتھ دہرایا جا رہا ہے اس سے تاریخ اور
تصورِ پاکستان کے ناظرین ان میں سے بیشتر اعتراضات کا ہدف۔ قائد اعظم کو بنایا گیا ہے ایک اور دیکھا جا سکتا ہے۔ تصور پاکستان
کے خالق کا تعلق ہوتا ہے ان اعتراضات کو حسب ذیل عنوانات کے تحت زیر بحث لایا جا سکتا ہے:

(۱) دین اسلامی سازش

(۲) خطبۂ الٰہ آباد میں بنگال کا ذکر نہ تھا

(۳) ہندوستانی مسلمان نظرانداز

(۴) مسلمان تقسیم: وسیع تر امکانات سے محرومی

(۵) فسادات اور قتل و غارت گری

(۶) ملک تقسیم، تقسیم در تقسیم کا خطرہ

(۷) یہ وہ پاکستان نہیں

(۱) دین اسلامی سازش

ہندو اور انگریز دونوں اقوام عیار اور دور اندیش ہیں ـــــ اسلام دشمنی میں بھی دونوں کو اشتراک حاصل ہے۔ چنانچہ ان کی دانش
بھی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتی رہی ہے اور یہ عمل جاری ہے۔ اقبال نے اسلامی تصور قومیت۔ دو قومی
ان پر بین المملکت ہونے کا شبہ ظاہر کیا گیا۔ اقبال نے اس کا اظہار کیا[۲۴۷] اسرار خودی میں ہم تخلیق کی تعبیر ملتی ہے ڈکنس
نے بھی اسلامی اتحاد کا پیغام سمجھ کر سمجھ لی[۲۴۸] اس سے ڈکنس کی دور اندیشی اور مسلم دشمنی دونوں کا اظہار ہوتا ہے
کا مشہور نام سی آر داس نے اسلامی ہونے کا ترجمان ہے[۲۴۹] تاہم خطبۂ الٰہ آباد کے بعد علامہ اقبال کے خلاف ردعمل بہت شدید ہوا اور
اقبال کو ہر دوسرے مفکر کا درجہ دیا گیا مسلم ریاست کے تصور کو بین اسلامی سازش قرار دے کر اس کی مخالفت اور مذمت کی گئی۔
زیادہ شور تو ہندوؤں نے مچایا لیکن انگریزوں کی برہم ہوئے اور انہوں نے اقبال سے مسلمانوں کو کہا یہ موقف اختیار کرنے کی اور
کا یہ واضح تصور پیش اسلامی تحریک ہے ہم ان کا ساتھ دو یا پھر لو۔ ہم مسلمانوں اور ملک ہو کر (ان کے ساتھ رہنے کے قول) ہندوؤں پر یلغار کریں گے
اور (ڈکنس کے قول) مغرب کو شکست دیں گے تو نتیجہ کیا ہوتا؟ خصوصاً اس صورت میں کہ مسلمان متحد و منظم نہیں تھے۔ یہ میں لگ
تھا کہ انگریز ایک طرف طور پر استوار ہندوؤں کے حوالے کر دیتے، اور مسلم ریاست کا خواب ہمیشہ کے لیے چکنا چور ہو جاتا۔ چنانچہ ہندو اور انگریز

رد عمل کے مقابلے پر موثر، حکمت اور احتیاط سے کام لیا گیا اور کہیں کہیں وقتی طور پر جذباتی بھی اختیار کی گئی۔ اسی لیے اقبال، دو قومی (۱)
قائد اعظم اور نام جاتا "بصیغۂ راز خطوط" ایک جیسے ہیں۔

خطبۂ الٰہ آباد کے صرف چودہ روز کے اندر، ہندو ہی ... حالی را جہا جگر ... کا حسب ذیل سوال سامنے آیا

"کوئی کاغذ سے کہ علامہ اقبال نے اس قدر صاف گوئی سے کام لیا، ان کی تقریر سے وقت ہو گئی تھی ... ہو
پڑ گئی ہے۔ انہوں نے مسلم ... ہندوستان کو ... کر دیا تو ... عرصے سے چودہ نکات کی تہ میں ... پوری ہی
... میں سے کسی ایسی تجویز پر غور کرنے سے انکار کر دیا جس سے معقول ... اقبال شمالی ہند میں ... ریاست
قائم ہو اور جس کا مقصد اسی ہندوستان سے علیحدگی اختیار کر لینا ہو ... ہم حتی الوسع کوشش کریں گے کہ ہم مسلمان
کو پان اسلامک ریاست کی تمناؤں کو پورا کرنے کی اجازت نہ دیں۔"[250]

اقبال سے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن جا رہے تھے تو انگریزی اخبار "بمبئی کرانیکل" کے نامہ نگار سے انٹرویو لیا۔
اقبال نے وضاحت کی کہ میں دنیا کی کسی قوم کے خلاف کوئی تعصب نہیں رکھتا۔ "پین اسلامزم" کے بارے میں کہا کہ اصطلاح "زرد خطرے" کی طرح
پروپیگنڈا کی گئی اور اس کا مقصد اسلامی ممالک میں یورپی ملوکیت کو جواز مہیا کرنا تھا۔[251] اقبال جب لندن کے دوران ایڈورڈ تھامسن نے
لندن ٹائمز کے مدیر کو نام ایک مراسلے میں اقبال کو خطبۂ الٰہ آباد کے حوالے سے پان اسلامزم کا ... کہا ... "ان اسلامی ... "
رکھا تو تصدیق ... خطبۂ الٰہ آباد کا وہ اقتباس نقل کیا جس میں اقبال نے شمال مغربی ہند میں ایک متحدہ نظم
مسلم ریاست کو مسلمانوں کا مقدر قرار دیا تھا۔ اس پر تھامسن نے دو اعتراض کیے۔ ایک اعتراض یہ تھا کہ اقبال پر ... جنوبی وفاق
سے اجتناب کرتے ہیں اور دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اسی صورت میں ... ہند ... اجماع ... ہے[252] اس اعتراض کا ... اور
"ان اسلامی ... " کا جواب اقبال نے ... اور ... کے ساتھ دیا۔ پہلا اعتراض کے جواب میں ("جنوبی وفاق" کے مقابلے کو ... قرار)
دے) اقبال نے کہا کہ "کوئی ہندوستانی مسلمان ... نہیں رکھتا ہے ... کے ایک مسلم ... وفاقی
دولت مشترکہ ... شمال مغربی ہند ... کو ... کرنے کا حل ... " دوسرے ... کا
جواب یہ دیا کہ "ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر ... اور ... کا ایک ... ترقی ... کی ... کے خلاف
ہندوستان کی برطانوی سلطنت کے لیے مفید ثابت ہو گا۔"[253]

برطانوی ... خطبۂ الٰہ آباد میں اقبال نے "برطانوی سلطنت کے
اندر یا برطانوی سلطنت سے باہر" کے الفاظ استعمال کیے تھے۔ "برطانوی سلطنت کے اندر" کا مفہوم ... آزادی تھی جو
پاکستان میں ۱۹۵۶ء کے دستور کے نفاذ سے پہلے تھی اور یا "برطانوی دولت مشترکہ کے اندر" اس کا مفہوم تھا۔ اقبال کے ... سے ...
دوسرا مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ پاکستان اب تک برطانوی دولت مشترکہ کے اندر ہے[254] دوسرے اعتراض کا اقبال نے ایسا ... جواب ...
... تھامسن کے ... سے ... دنیا کے سیاسی ... شکل اختیار کر رہے تھے۔ مغرب کے ... اشتراکی روس
ایک بڑا خطرہ بن رہا تھا۔ ہر چند کہ "پین اسلامزم" کے خلاف ہندو اور انگریز متفق تھے لیکن مغرب کو لاحق یہ نیا خطرہ ایک ... سے ...

کا استقامی تھا۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ [illegible] مغربی [illegible] مسلمان [illegible] کا مغربی [illegible] کئے [illegible]
کی ہو یا مسلح جنگ کی شکل میں ہو قائد اعظم کے اشتراکی [illegible] دیکھتے ہوئے اقبال نے برطانیہ والوں کے ذہن میں [illegible] ڈال دی
کہ اشتراکی روس کے مقابلے میں [illegible] ضروری [illegible] ہوں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اقبال [illegible] کی
واضح ہوتی گئی چنانچہ بالآخر اشتراکی روس کی [illegible] مسلمانوں کی علاحدہ [illegible] کا مطالبہ پاکستان اور [illegible] بنا [illegible]

"پین اسلامی سازش" کے عنوان کا اصل [illegible] "مسلم ریاست کا قیام" تھا۔ اقبال نے وضاحت کی کہ [illegible] برطانوی [illegible]
ایک مسلم مملکت کا مطالبہ [illegible] نہیں کیا بلکہ [illegible] مستقبل [illegible] اور [illegible] قوتوں کی امکانی کارروائی کے متعلق [illegible] تجویز ہے اور
برصغیر ہند کے مقدر کی اس وقت صورت گری کر رہی ہیں"۔ یہ تجویز اقبال کا تھا جو مستقبل میں دور تک دیکھ سکتے تھے۔ اقبال کی اہمیت
قائد اعظم آگاہ تھا۔ اقبال کے حوالے سے "مسلم ریاست" کا "پین اسلامی" خطرہ [illegible] کے حامی قائد اعظم [illegible] دل و دماغ پر حاوی رہا
چنانچہ "مکاتیب اقبال" پر اپنے تبصرے میں قائد اعظم نے اقبال کو پاکستان اسکیم کا حامی قرار دیا۔ اقبال نے اپنے خطبہ "الہ آباد" [illegible]
[illegible] کو ایک طرف رکھتے ہوئے قائد اعظم نے اپنے [illegible] میں پاکستان اسکیم سے لاتعلقی ظاہر کی [illegible] چوہدری رحمت علی [illegible]
[illegible] ہندوستان کے [illegible] ایک نام [illegible] کی تھی[255] اس طرح اقبال [illegible]
دیا اور اسے ایک [illegible] کا امکان کم تھا کہ قائد اعظم اقبال کے [illegible] کے حوالے سے [illegible] اسلامی خطرہ کا شور مچاتا

اقبال کی یہ بات اقبال کے وصال [illegible] ہوئی [illegible] زیادہ [illegible] اور [illegible] قرار دیا جاتا [illegible]
[illegible] (Enlist India for Freedom) [illegible] تصور پاکستان [illegible]
[illegible] کی کوشش کی [illegible] اور دوسرے [illegible] اور دانشوروں [illegible] قائد اعظم کے حوالے [illegible] اور چوہدری رحمت [illegible]
نے نام خود پاکستان سکیم ([illegible]) [illegible] تصور پاکستان کے خالق اور
بانی پاکستان [illegible] رحمت علی کے [illegible] (Myth) کو حقیقت [illegible]
[illegible] میں وضاحت ہو چکی ہے کہ مسلم ریاست کا تصور اقبال ہی کا تھا [illegible] رحمت علی کی "پاکستان اسکیم"
علامہ اقبال کا [illegible] اس فرق کے ساتھ کہ اس میں اسلام کا [illegible] اور "پین اسلامی خطرہ" موجود نہیں تھا۔ [illegible] "پاکستان [illegible] تحریک"
شروع کی جس کا تصور قومی یا "نیشن سٹیٹ" تھا "نیشن سٹیٹ" مغرب کے "نیشنلزم" سے ہم آہنگ ہے [illegible] رحمت علی کی تحریک کا مسلم ریاست [illegible]
[illegible] ہونا محال تھا یہ تحریک [illegible] کی [illegible] اقبال کی [illegible]
[illegible] مسلم ریاست کا قیام ہوتی [illegible] اسلامی اتحاد کے علمبردار ہے[256] اور [illegible] اسلامی تصور [illegible] کی رو سے کوئی دوسرا راستہ اختیار یا قبول
نہیں کر سکتے تھے [illegible] مسلم ریاست کو [illegible] ملوکیت [illegible] (جاگیرداری نظام) سے پاک کرنا، مساوات، اخوت اور حریت [illegible]
[illegible] اس میں اسلامی قوانین کا نفاذ اور عوام کے لیے معاش کی ضمانت فراہم کرنا اور [illegible] اسلامی نشاۃ ثانیہ اور [illegible] اسلامی
اتحاد کے قیام کا ذریعہ بنانا اقبال کے تصور پاکستان میں شامل ہے۔

(۲) خطبۂ الٰہ آباد میں بنگال کا ذکر نہ تھا

خطبۂ الٰہ آباد میں اقبال نے بنگال کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اس بنا پر اقبال کو جو صرف اشتراکی بنایا جاتا رہا ہے وہ حامیانِ اقبال کو تصورِ پاکستان کا بانی ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں اور وہ اشتراکی کو ظاہر کرنے سے چوکتے ہیں۔ ایسے حامیان کا دعویٰ ہے کہ اقبال کی دلچسپی پنجاب تک محدود تھی۔ معترضین نے اس نکتے پر جس طرح اظہارِ خیال کیا ہے اس کے کچھ نمونے درج کیے جاتے ہیں

اقبال سنگھ نے لکھا ہے کہ خطبۂ الٰہ آباد میں مشرقی بنگال کا کوئی ذکر نہیں۔ اقبال نے مشرقی بنگال کے مسلمانوں کو ہندوستانی مسلمانوں کا ناگزیر حصہ نہیں سمجھا (اقبال سنگھ نے یا تو جی۔ اشتراکی ہی ظاہر کیا ہے کہ اقبال نے اپنے خطبے میں استعمال [illegible] کیا اور بعد کو کردہ لفظ "پاکستان" استعمال نہیں کیا[۲۵۷] اقبال سنگھ کے علم میں شاید یہ بات نہ ہو کہ لفظ "پاکستان" خطبۂ الٰہ آباد (۱۹۳۰ء) کے وقت ایجاد نہیں ہوا تھا[۲۵۸]) ڈاکٹر شفیق علی خان نے خطبۂ الٰہ آباد میں بنگال کا ذکر نہ کرنے پر اقبال کو نامناسب طور پر ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اس ضمن میں بعض دوسرے معترضین کی آرا کو بھی پیش کیا ہے۔ ان میں مسلم قوم پرست مسلمان مصنف ایم۔ آر۔ اے۔ بیگ شامل ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے بنگال کا ذکر ترک کرنے کی وجہ کا پتہ چلانے کی کوشش نہیں کی، بلکہ صرف اسی رویّے کے باعث شکوک و شبہات ظاہر کیے ہیں[۲۵۹] ڈاکٹر موصوف بار بار یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اقبال نے اپنی مجوزہ مسلم ریاست میں بنگال کو شامل کیوں نہیں کیا؟ اس سوال کا جواب ایک عام پڑھا لکھا بھی دے سکتا ہے کہ اقبال شاید اس لیے عام طور پر اس منصوبے سے آگاہ تھے کہ جغرافیائی دوری اور ثقافتی اختلافات جیسے قدرتی (دو) مسائل کی وجہ سے دو ریاستوں کا قیام زیادہ دیر تک اکٹھا نہیں رہ سکتا[۲۶۰] ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں کہ اقبال کی توجہ بنگال کے مسلمانوں پر زیادہ تر نہ تھی، لیکن شمال مشرقی ہند یا صوبہ جمہوریہ بنگال کے مسلمانوں کی کثیرالتعداد کے سیاسی مسئلہ پر خطبۂ الٰہ آباد میں کوئی تذکرہ نہ پا سکیں[۲۶۱] اسی طرح ناصر اے کے مرید نے ظاہر کیا ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ اقبال ایک علاقے کی وکالت کر رہے تھے، جن کا تمام تر تعلق قوم کی [illegible][۲۶۲] رسالہ میں بھی اسی ضمن میں، طرز کا ایک تیر چلاتے ہوئے، اقبال پر تنقید کی۔ رسالے نے لکھا ہے:

> "وہ (اقبال) کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کی قوم (Nation) سے مراد مسلمان قوم یا امت مسلمہ کو مراد لیا جانا چاہیے جو جغرافیائی حدود اور امتیاز کے حامل علاقائی قومیت سے بالکل بے نیاز ہے۔ تاہم وہ ← شمال مشرقی ہند کے مسلمانوں کا ذکر نہیں کرتے جو شمال مغرب کے مسلمانوں سے تعداد میں زیادہ ہیں"[۲۶۳]

خطبۂ الٰہ آباد میں اقبال نے بنگال کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ اس اعتراض کی وجہ ہے اور اس کا سبب دریافت کرنا ضروری ہے۔ دراصل مخالفینِ اقبال کا دعویٰ کوئی نئی بات نہیں اور یہ غلط ہے کہ اقبال پنجاب کے جاگیرداروں کا ترجمان نہیں تھا۔ اقبال مسلم ریاست کو ہر طرح کی (جاگیرداری نظام اور مطلق العنان رویوں) کی چاپ سے آزاد رکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مسلم معاشرے کی ساری خصوصیات اخوت، مساوات اور حریت بتائی ہیں۔ مشرقی پاکستان کا زوال سقوطِ اقبال کو نظرانداز کرنے کا نتیجہ تھا۔ مشرقی پاکستان میں علیحدگی کے رجحان نے [illegible] اور وطنی تعصبات کو ہوا دیا۔ جمہوری سیاست پاکستانی حکمرانوں نے اپنے مادہ پرستانہ رویوں سے مشرقی بازو کے عوام کو احساسِ محرومی سے دوچار کر دیا۔ علاوہ ازیں [illegible]، عسکری اقتدار اور علاقائی عصبیت جیسی اسباب بھی علیحدگی پر منتج ہوئے۔ تفصیل ڈاکٹر صفدر محمود کی کتاب "پاکستان کیوں ٹوٹا؟" میں دیکھی جا سکتی ہے

علامہ اقبال کو پنجاب کی حمایت پر [illegible] اور اقبال و جناح کا موازنہ کر کے انہیں بالمقابل رکھا [illegible] بڑا کرتا ہے۔ اقبال کا مروی اور یکسر رخا۔ مطالعہ [illegible] کا [illegible] ہے۔ کوئی محقق یا مؤرخ معروضی مناصر کے تحت تحقیق کر رہا ہو یا تاریخ [illegible] رہا ہو تو حقائق [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اقبال کی نظم "نیو ورلڈ" [illegible] ہے[265] وہ مسلم ریاست کو اسلامی [illegible] کرتے ہیں اور اسلامی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] و مسائل کا حل [illegible] کرتے ہیں[265] اقبال [illegible] اور فکر کو [illegible] حقائق کے منافی ہے۔ [illegible] مسلم ریاست کو عالم اسلام سے [illegible] سمجھتے ہیں[266] جہاں تک [illegible] میں شمال کے ذکر کا تعلق ہے، اس ضمن میں چند [illegible] نکات پیش نظر رکھے جا سکتے ہیں۔

- آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے اجلاس دہلی [۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ تا یکم جنوری ۱۹۲۹ء] میں علامہ اقبال [illegible] قرارداد منظور کی گئی اس میں ایک مطالبہ یہ تھا کہ مسلم اکثریتی صوبوں [پنجاب و بنگال] کی [illegible] میں [illegible] اکثریت [illegible] (مسلم اکثریت [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] میں تبدیل ہو جائے گی)[267]
- [illegible] مسلم کانفرنس کے ضمن میں [illegible] سوال اٹھایا گیا کہ اس سے بنگال کے مسلمانوں کو الگ کیوں رکھا گیا ہے تو [illegible] کی طرف سے [illegible] یہ جواب دیا کہ [illegible] کے [illegible] بنگال کو [illegible] نہیں کیا گیا [illegible] کانفرنس میں بھی [illegible] کے مسلمانوں کی [illegible][268]
- کل ہند مسلم کانفرنس کے اجلاس لاہور (۱۹۳۲ء) کو [illegible] اقبال نے [illegible] دونوں اکثریتی صوبوں (پنجاب اور بنگال) کے [illegible] اکثریت کی [illegible] وکالت کی[269]
- اقبال نے [illegible] مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۷ء میں لکھا کہ "کیوں نہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے [illegible] اقوام تصور کیا جائے جنہیں ہندوستان اور بیرون ہندوستان کی دوسری اقوام کی طرح حق خود اختیاری حاصل ہو"[270]

[illegible] یہ واضح ہے کہ خطبہ الہ آباد [illegible] میں [illegible] شمال مغربی ہند کا [illegible] ہیں۔ خطبۂ الہ آباد میں [illegible] "کم از کم" (at least) [illegible] ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] نگاہ میں تھا۔ البتہ مذکورہ خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال [illegible] مسلم ریاست کے حق میں تھے۔

[illegible] نیازی کا علامہ اقبال سے [illegible] تعلق تھا۔ خطبۂ الہ آباد کے [illegible] اسلامی ریاست" کے عنوان سے انہوں نے ایک مضمون لکھا جو "[illegible] سید نذیر نیازی" میں شامل ہے۔ اس مضمون کے حسب ذیل [illegible] ہیں:

> "ہندوستان میں غالباً اسی قسم کی ایک دوسری ریاست بنگال میں قائم ہوگی۔ [illegible] بنگال کی حالت کچھ ایسی ہے کہ اس کے متعلق کوئی خاص تو پیش [illegible] دشوار ہے۔ بہر حال وہ ایک عظیم الشان اسلامی [illegible] ہے جس سے مسلمان [illegible] کسی طرح بھی غفلت نہیں برت سکتے۔"[271]

(۳) ہندوستانی مسلمان نظرانداز

ابن حسن اختر لکھتے ہیں: "یہ عجیب بات ہے کہ تقسیم ملک کی صورت میں اقبال مسلم اقلیت کے صوبوں میں مسلمانوں کی حالت زار کا اندازہ نہ کر سکے"[۲۷۲] اس ضمن میں انہوں نے اقبال کے مکتوب بنام [illegible] مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کا ایک اقتباس دیا ہے جو درج ذیل ہے:

"ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو فی الحال مسلم اقلیت کے صوبوں کو نظرانداز کر دینا چاہیے۔ مسلم اکثریت اور مسلم اقلیت کے صوبوں کا بہترین مفاد اسی طریق کو اختیار کرنے میں ہے۔"

یہی اقتباس کے کے عزیز نے بھی نقل کیا ہے۔ اس سے جو نتیجہ موصوف نے اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں سے اقبال کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔[۲۷۳] مورخ اقبال شناس [illegible] نے یہ بھی لکھا ہے کہ اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو نظرانداز کر کے اقبال نے یہ خود غرضی کی ہے کہ ہندی اسلام کے مستقبل سے صرف نظر کی ہے[۲۷۴] تاجی انور راحیلی مولانا مدنی پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دراصل بات یہ تھی کہ حضرت مدنی ہر اس تحریک کو برصغیر کے مسلمانوں کے لیے غیر مفید سمجھتے تھے جس سے ایک خطہ یا ایک علاقہ کے مسلمانوں کو امن و عافیت سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملے اور باقی مسلمان دوسری پریشانیوں کا شکار ہو جائیں"[۲۷۵]

"مکتوبات شیخ الاسلام" کے مرتب مولانا نجم الدین اصلاحی اسی تشویش کا [illegible] اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فرض شناسی [illegible] کے سارے اندازوں میں اگر کوئی چیز صحیح کے خانے میں رکھی جا سکتی ہے تو یہ کہ بعض مسلمانوں کو بچا لیا اور ان کی ایک علیحدہ ریاست بنا دی لیکن ہندی مسلمان اپنے سابق حریف کے شکنجے میں ہیں، غدار اور جاسوس کہے جاتے ہیں۔ ہر ملک کی وفاداری مشتبہ اور ہر ایک کے لیے عار تلاشی وفاداری ضروری ہے"[۲۷۶]

تاجی محمد رفیق ہاشمی نے "مشترکہ تہذیبی ورثہ اور اقبال" کے عنوان کے تحت اپنے ایک تاثر میں لکھا ہے:

"جو چیز اقبال جیسے بالغ نظر اور صاحب بصیرت انسان نے دیدہ و دانستہ نظرانداز کر دی یا جسے دیکھنے اور دکھانے کی ضرورت محسوس نہ کی وہ اس کثیر ملک میں کروڑوں [illegible] رہنے والے دوسرے علاقوں کے لاکھوں کروڑوں [illegible] تھے جو اپنے افراد کی [illegible] کو [illegible] کے سبب چھوڑ کر اپنے "خواب مسلم" میں علاحدگی کے [illegible] ہو سکے"[۲۷۷]

[illegible] "لبرل" نامی ماہ نامہ شائع ہوتا ہے جس کا مدیر [illegible] مخالف پاکستان اور اقبال شناس کے حوالے سے [illegible] ہے[۲۷۸] اپنے مضمون "علامہ اقبال [illegible]" میں اقبال کو تصور پاکستان کا خالق ماننے سے انکار کیا ہے۔ اس کے [illegible] ظاہر کی ہے اقبال کی "وطن" [illegible] شاعری [illegible] تقسیم [illegible] کی [illegible] انکار کا [illegible] ہے کہ آج ہمارے [illegible] اپنے ہی دیس میں [illegible] ہو کر رہ گئے ہیں"[۲۷۹] اسی ضمن میں پروفیسر شبیر الحق نے بھی [illegible] مسلمانوں [illegible] کی طرح، علامہ اقبال کو [illegible] ان کا خیال ہے کہ اقبال [illegible] تابع ہو گئے تھے کہ [illegible] اور [illegible] جس کے باعث وہ بیمار ہو گئے تھے[۲۸۰] پاکستانی دانشور سلیم احمد نے بھی یہ سوال اٹھایا کہ ہندوستان کے مسلمان فکر اقبال کی روشنی میں [illegible] مسلمانوں کے مسئلے کا اقبال کے پاس کیا حل ہے؟[۲۸۱]

مذکورہ اعتراضات ماحی قریشی کے مطابق پس ماندہ ہندوستانی مسلمانوں کا مسئلہ قیام پاکستان سے پہلے ہی زیر بحث تھا۔ ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ تقسیم ہند سے ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کی پوزیشن زیادہ کمزور ہو جائے گی۔ ان علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کو اچانک ایسی صورت حال کا سامنا ہوگا کہ ایک صبح اٹھ کر دیکھیں گے وہ اپنے آپ کو اپنے گھر اور وطن میں پردیسی اور اجنبی پائیں گے۔ صنعتی، تعلیمی اور معاشی لحاظ سے پسماندہ ہو جائیں گے اور ایک ایسی حکومت کے رحم و کرم پر ہوں گے جو خالص ہندو راج بن چکی ہوگی۔[۲۸۲] کچھ اور دیکھا جائے تو مذکورہ اعتراض خطبہ الہ آباد کے فوراً بعد ہی سامنے آ گیا تھا۔ سید نذیر نیازی نے اپنے مضمون "ہندی اسلامی ریاست" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ تیسرا اعتراض خود مسلمانوں کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شمال مغرب میں ایک آزاد اسلامی ریاست کی تشکیل سے مسلمانان ہند کی قوت کا شیرازہ بکھر جائے۔[۲۸۳]

… کا دعویٰ کہ اقبال کو بقیہ ہندوستان کے مسلمانوں سے دلچسپی نہیں تھی اور انہوں نے یہ غلط دعویٰ کیا کہ ہندی مسلمانوں … ان کا دل … یہ ادعا آپ ہی کسی تبصرے کا لائق نہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ ہندی مسلمانوں کے مسئلے کا جو حل اقبال نے تجویز کیا تھا کیا اس سے بہتر کوئی اور حل تھا؟ اقبال کا پیش کردہ حل یہ تھا کہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو وقتی طور پر … کو خود مختار کر دینا چاہیے تاکہ ان دو علاقوں میں مسلم ریاستیں قائم ہو سکیں۔ ان کے نزدیک نہ صرف مسلم اکثریت بلکہ مسلم اقلیت کے صوبوں کا بہترین مفاد بھی اسی طریق کو اختیار کرنے میں تھا۔ سید نذیر نیازی اقبال کے ہمنوا تھے۔ خطبہ الہ آباد کے بعد زیر بحث اعتراض کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے لکھا تھا کہ "اصولی اعتبار سے اسلامی ریاست ایک ایسا نصب العین ہے جس میں مسلمانان ہند یکساں طور پر شامل ہیں ۔۔۔ عملی اعتبار سے یہ ہندوستان کے جماعتی پیچیدہ سیاسی مسئلے کا بہترین حل ہے ۔۔۔ رہے وہ صوبے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ۔۔۔ ان صوبوں کے اردگرد مسلمانوں کی مضبوطی تو ان کی مضبوطی ہے"[۲۸۴] خطبہ الہ آباد سے چھ برس پہلے اقبال نے کہا تھا کہ اگر مسلم اکثریتی علاقوں میں مدغم ہو جائیں تو باقی ہندوستان میں اسلامی اقلیت کا تحفظ ممکن ہے۔[۲۸۵] … کی اپنی رائے یہ ہے کہ مسلم اقلیت کے لیے کوئی بھی تجویز ممکن نہ تھی۔ ان کے نزدیک رحمت علی نے جو حل تجویز کیا (عثمانستان، ماروستان، حیدرستان وغیرہ) وہ دور کی کوڑی لانے کے مترادف تھا۔[۲۸۶]

اس صورت حال میں اقبال کے خلاف الزام تراشی اور اسلام دشمنی نہ صرف نادرست ہے بلکہ اس سے معترض کی … کا شعور بھی ظاہر ہوتا ہے

ابوالکلام آزاد کے اعتراض کا جواب سید ابوالاعلیٰ مودودی نے دیا ہے۔ اسی قسم کے دوسرے اعتراضات کا بھی یہی جواب ہے۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"سوال یہ تھا کہ کیا ہندوستان میں ہی اقلیتوں کے صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد اتنی ہی رہتی جو تقسیم نہ ہونے کی صورت میں ان کی امداد اور تقویت میں کس طرح اضافہ ہو سکتا تھا؟ ۔۔۔ موجودہ صورت میں ان کے سات کروڑ (آدمی غالباً) بھائی آزاد ہیں اور ان کی امداد کرنے کے لیے آزاد اور خود مختار ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ان کی حفاظت کے لیے لڑ بھی سکتے ہیں ان کے اوپر جو مظالم توڑے جا رہے ہیں ان کے خلاف بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ سات کروڑ بھی غلام ہوتے اور ایک متحدہ اور مشترک ہندوستانی مرکز کے ماتحت ہوتے تو وہ نہ صرف ساڑھے تین کروڑ (اس سے زیادہ) مسلمانوں کی کسی قسم کی خدمت کرنے سے معذور ہوتے بلکہ خود بھی ہندوؤں کے سامراجی عزائم کا شکار ہوتے۔ مولانا نے کوئی دلیل ایسی پیش نہیں کی کہ متحدہ ہندوستان میں مسلم اکثریت کے صوبے کس طرح اقلیت کے صوبوں والے مسلمانوں کی امداد کر سکتے تھے جبکہ

مسلمانوں کی اسی طرح علیحدہ ہوتی ... کوئی موثر انفرادی آواز۔ مولانا کا نظریہ تو کبھی قبولیت کا درجہ حاصل نہ کر سکا جو ہمیں سے ملتا جلتا ہے ... چاہیے الیاس سے کہا جاتا [illegible] ہوتی [illegible] کسی بہتر طرح ہوتا۔ اگر سارے ہندو اکثریت علاقوں کو [illegible] نافذ کر سکتا [illegible] کی کوئی صورت ہو سکتی تو یہ نظریہ قابل غور ہوتا۔ مگر واقعہ تو یہ ہے کہ اقلیت کے علاقوں کے مسلمانوں کی پوزیشن متحدہ ہندوستان میں موجودہ حیثیت سے کہیں بہتر ہوتی۔[۲۸۶]

فکر اقبال میں بڑی اہمیت کے مسائل کا حل ہے، اسلامی معاشرے کا [illegible] ہونے کے باعث۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ ہندوستانی [illegible] کے مسائل کا حل بھی فکر اقبال کی روشنی میں معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس حل کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا تعلق پاکستان سے زیادہ آزاد [illegible] علاقے سے ہے جس کی بڑی مسلم آبادی، بیسویں صدی [illegible] ہے۔ دوسرے پہلو کا تعلق [illegible] ہے جو اقلیت کی صورت میں، بھارت [illegible] مسلم دنیا میں [illegible] مسلمانوں کی تقویت کا باعث ہوگی۔ بھارتی مسلمانوں کی حفاظت کا دارومدار [illegible] پاکستان کی مضبوطی میں ہے۔ [illegible] مسلمانوں کو علامہ اقبال کا واضح پیغام یہ ہے کہ [illegible] اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ تنظیم اور اتحاد [illegible] کی حالت [illegible] بہتر ہے [illegible] کوئی سمت اقبال کا پورا [illegible] بھارتی مسلمانوں کا بہتر [illegible] ہے۔

(۴) مسئلہ تقسیم: وسیع تر امکانات سے محرومی

[illegible] ابوالکلام کے ساتھ [illegible] نے لکھا ہے کہ تقسیم سارے ملک کے لیے ایک [illegible] تھا لیکن [illegible] کو [illegible] زیادہ [illegible] مسلمانوں [illegible] دو حصوں میں تقسیم ہو گئے[۲۸۸] [illegible] قوم پرست عالم [illegible] لکھتے ہیں:

"[illegible] شبیر احمد عثمانی، قائد اعظم اور مسٹر [illegible] اگر اس حقیقت کو جانتے تو وہ ملک کی تقسیم کی کبھی حمایت نہ کرتے۔ کیونکہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے یہ موقع تھا کہ ایک پورے برصغیر میں وہ ہر قسم کی علمی، اقتصادی، سماجی اور [illegible] سرگرمیاں [illegible] رکھ سکیں۔ لیکن تقسیم کے نتیجے میں وہ سمٹ گئے اور ان تمام عظیم اور وسیع امکانات سے یکسر محروم ہو گئے۔ اس محرومی کی قیمت میں انہیں جو چیز ملی وہ صرف دو چھوٹے چھوٹے علاقوں میں محدود سیاسی اقتدار تھا اور بس۔"[۲۸۹]

وحیدالدین خاں کی رائے یہ ہے کہ [illegible] کمال اتاترک، جمال الدین افغانی، سید قطب، علامہ اقبال اور [illegible] سیاسی اقتدار کو اہم ترین چیز سمجھتے تھے لیکن سیاسی [illegible] کی [illegible] علامت ہے ۔۔۔ وحیدالدین خاں کا مشورہ ہے کہ انڈونیشیا کے چینیوں اور ہندوستان کے پارسیوں کی طرح مسلمانوں کو وسائل حیات اپنے ہاتھ میں لینے چاہئیں۔ علیحدہ [illegible] کرتے ہیں [illegible] سے مسلمانوں کی [illegible] قائم رہی، چاہے اقبال کا کہیں [illegible] کا کس سے۔[۲۹۰]

[illegible] مسلمانوں کی آراء [illegible] کا مظہر ہوتی ہیں۔ پروفیسر مشیرالحق نے [illegible] کہ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے [illegible] مسلمانوں سے "ملکی حیثیت" بہتر [illegible] ہے۔[۲۹۱] وحیدالدین خاں نے "[illegible] ڈیبیٹس" میں [illegible] کا اظہار کیا ہے کہ پاک

سے نا کچھ فائدہ نہیں ہوا بلکہ یہ نقصان ہوا ہے کہ جو تنازعہ فرقوں (communities) کے مابین تھا وہ ریاستی سطح پر پہنچ گیا۔ اس تنازعہ کے نتائج کے لیے بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کی کمزوریاں سی ہی ہیں ۲۹۲

سوال یہ ہے کہ آزادی اور سیاسی اقتدار کی بنیادی اہمیت [illegible] ہے تو مسلم قوم نے آزادی اور سیاسی اقتدار کی [illegible] سوال یہ بھی ہے کہ کیا آزادی اور سیاسی اقتدار اسلامی معاشرے کا قیام [illegible] ہے؟ جہاں تک تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی سرگرمیوں کا تعلق ہے کس مسلم رہنما نے اس سے منع کیا ہے؟ سیاسی اقتدار سے ان سرگرمیوں میں کمی نہیں ہوتی، اضافہ ہوتا ہے۔ البتہ ان کا سلسلہ ان سرگرمیوں پر ختم نہیں ہے۔ دنیا میں ہر طرف شر و فساد پھیلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنی [illegible] کے [illegible] پر توجہ دیں۔ اگر وہ ہندوستان کے [illegible] بھارت کے [illegible] کی طرح اپنی سرگرمیاں [illegible] افراد کی ترقی ہوئی [illegible] پاکستان [illegible] کی طرح وسائل [illegible] اکٹھا کر لیتے؟ پاکستان قائم ہونے سے ان میں رکاوٹ کیسے پڑ گئی ہے؟ تعلیمی، اقتصادی، معاشی اور [illegible] سرگرمیوں کو اب کیوں جاری نہیں رکھا جا سکتا؟ اگر مولانا کا مقصود یہ ہے کہ پاکستان کے مسلمان ان وسیع امکانات سے محروم ہو گئے ہیں تو ان کا موقف زیادہ [illegible] ہے۔ تمام پاکستان کے مسلمان وسیع امکانات سے محروم نہیں ہوئے [illegible] ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان سے فائدہ نہیں ہوا، نقصان ہوا ہے۔ ہندوؤں کا اصرار [illegible] ہے۔ مسلمانوں کو اس سے [illegible] فائدہ ہوا ہے [illegible] مسلمانوں کا غالب حصہ ہندوؤں کی [illegible] سے محفوظ ہو گیا ہے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمان اور ان کی [illegible] آزاد اسلامی ریاستیں شامل ہو گئی ہیں — اور ان کے سامنے اسلامی نشأۃ ثانیہ کے وسیع امکانات ہیں۔

(۵) [illegible] اور تمثیل و [illegible]

ٹامس [illegible] نے ۱۹۴۷ء [illegible] مساوات اور تمثیل [illegible] کا [illegible] اقبال کو ٹھہرایا ہے ۲۹۳ اس کی تحریر [illegible] اشتراکیوں کے [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] والا [illegible] اور اشتراکی بھی [illegible] کے لیے [illegible] کی رائے وہی [illegible] رکھی ہے۔ چنانچہ [illegible] کے [illegible] "[illegible]" ۔ [illegible] طرح کی ہے جیسے [illegible] کی رائے [illegible]۔ اس [illegible] کے [illegible] کی مذکورہ رائے کا [illegible] ترجمہ درج کیا ہے:

"۔۔۔ [illegible] صدی کے اوائل [illegible] بڑے مسلم معاشرہ میں ۲۰ویں صدی سے [illegible] آنے لگا تھا اور [illegible] کم [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کے آثار ہر جگہ دیکھے جا سکتے تھے اور اقبال نے اس صورت حال کو [illegible] ترتیب و [illegible] اور [illegible] کے ساتھ اپنی شاعری کے سانچے میں ڈھالا ۔۔۔ اس نے "عشق" کو اچھالا اور عقل پر [illegible] ۔۔۔ مسلم [illegible] اور ۱۹۴۷ء کے [illegible] کی روشنی میں اقبال کی [illegible] اسلامی [illegible] سے [illegible] کو [illegible] کا [illegible] ۔۔۔" ۲۹۴

ڈاکٹر [illegible] لکھتے ہیں:

اقبال کا اعلان کہ ... [illegible] ... لوگوں کی اکثریت اور اس سے زیادہ ... [illegible] ... کی ...
نہیں ہے اور پھر ان کا حل ان کی نظر میں یہ تھا کہ ہندوستان میں ایک یا ایک سے زیادہ آزاد مسلم ریاستیں قائم ہو جائیں
جن میں اسلامی قانون نافذ ہوں۔ اس وجہ کی بنا پر ہندوستان کے تقسیم ہو جانے پر بھی لوگوں کا اعلان کیا گیا
ہوا اور ان کی ... سے جس قوم کا اس دوران قائم ہوا اس سے تمام دنیا آگاہ ہے۔ لوگوں نے ان کے ساتھ ... [illegible] لگے
اور دوست تک گالیاں دیتے رہے ہیں اور خود بھی ... [illegible] ... کے حساب کے لیے آج اقبال اپنے درمیان ہوتے ہیں۔" ۲۹۵
ہندوؤں کی سوچ کو ہندی قوم پرست مسلمان عموماً نظرانداز کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ... [illegible] ... نے لکھا ہے کہ ... پاکستان ... [illegible]
کا عالم "خونی جال" ... [illegible] ... اقبال کے ہر دوش کلام کا نتیجہ ہے جس سے مختلف ... [illegible] ... آج ... کی تباہی
میں اضافہ ہوا ۲۹۶ ... [illegible] ... اقبال کی ... [illegible] ..." کے ضمن میں لکھتے ہیں،

"... ان کے معجزات کس قدر خوفناک ہیں اور ان کا ... [illegible] ... کے نتیجے میں پورے برصغیر میں ...
کس کس طرح ابھر ... [illegible] ... ہے اور ہوتی رہے گی ... اگر ہمارے شاعر مشرق کو خواب میں ہی اس کا خیال آ
گیا ہوتا تو وہ صرف سیدھی سیدھی شاعری کرتے ..." ۲۹۷

دیکھنے والے ... ایک قوم کی ... اور دوسری قوم کی جماعت کو شمار ... اور ایک قوم کے رہنماؤں کی ... اور دوسری قوم کے رہنماؤں
کی ... [illegible] ... وغیرہ اخبار ... ایسی ہی تحریریں ... [illegible] ... جن کی ... اس کی اسلام دشمنی کا ثبوت ہیں۔ ہندوؤں کی
اسلام دشمنی کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ وہ مسلمانوں کو دریائے ... [illegible] ... سے پرے دھکیلنے کی باتیں بھی کرتے رہے ہیں۔ البتہ ہندو قوم پرست ...
کا رویہ حیرت و افسوس کا موجب بنتا ہے۔ وہ مسلم ... [illegible] ... ہندو ... طرف داری کرتے ہیں اور مسلم اکابرین کی
مخالفت ... [illegible] ... کرتے ہیں۔ ان میں ایک نام ... [illegible] ... سرور ... کا ہے۔ ... [illegible] ... اقبال ... کا اظہار
کرتے ہیں۔ اپنے مضمون "اقبال کی تاریخ ولادت" میں لکھا ہے کہ اگر ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کا قیام ... [illegible] ... اقبال
دو ... [illegible] ... کے ... [illegible] ... ہندو ... [illegible] ... دونوں ... [illegible] ...
کا اظہار کیا ہے کہ "اقبال کی ... [illegible] ... نہرو ... [illegible] ... آزادی کا سچا علمبردار ... [illegible] ..." ۲۹۸ ... [illegible] ...
الزام ہے ... [illegible] ... مساوات ... [illegible] ... مقام اقبال اور پنڈت نہرو کے رویوں کا جائزہ لیا جائے تو جو
حقائق سامنے آتے ہیں، وہ اسلام اور ہندومت کے فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔

۱۹۲۸ء میں لاہور میں ... [illegible] ... ہندو مسلم فسادات ... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ...
"متحدہ قومیت" کی حمایت ... [illegible] ... اسلامی تصور ... [illegible] ... ۲۹۹ دوسری طرف ... مسلمانوں کو ایک قوم ماننے والے پنڈت نہرو
نے ۱۹۴۷ء میں جب دہلی کے مسلمانوں پر ... [illegible] ... مسلم ... [illegible] ... کوئی ... [illegible] ...
مسلمانوں کو مسلح و منظم ہو کر ... [illegible] ... اپنی حفاظت اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے کی تھی۔ مسلم ... [illegible] ...
امن و امان کا حصول، معاشی حالت ... [illegible] ... (جس کی دو وجوہ اقبال کے ... [illegible] ... اور ہندو ... کی سود خوری تھی ۳۰۰

اسلامی قانون کا اجرا اور اسلامی تمدن کا احیاء و فروغ تھا۔ ہندوؤں سے مسلم قوم کے حقوق اور مسلم ریاست کے قیام کی صورت میں قوم کو بڑی کاوش
کرنی پڑیں ۳۰۲ اور جب مسلم ریاست قائم ہوئی تو وحشیانہ انتقام میں ہندوستانی مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ یہ داستان بہت دلخراش ہے تاہم
وحید الدین خاں جیسے دانشوروں سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ کیا برصغیر کے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا؟
کیا اس صورت میں ہماری مسلم شناخت محفوظ رہتی؟ اور مسلم کلچر [illegible] رنگ [illegible] جاتے؟ جو قیام پاکستان سے پہلے ہی مرحلے سے گزر رہے تھے۔ [illegible]
امت مسلمہ انتشار کا شکار [illegible] قوت خوار ہو رہی تھی۔ کیا اس صورت میں اقبال کی مسلم بیداری کی تحریک کا کوئی جواز نہیں تھا؟ اقبال نے [illegible]
کو خودی پر [illegible] کی تعلیم ضرور دی ہے لیکن اس قوت کا مظہر [illegible] بنیادی [illegible] اور دوسرے متعلقہ پہلو ہیں۔ اقبال شعر و ادب اور
علم و ہنر کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہندو صرف طاقت کی زبان سمجھتا ہے اور پاکستان کی ایٹمی قوت [illegible] بھارتی
جارحیت [illegible]، جب پاکستان اور [illegible] اسلام پر حملہ آور [illegible] ہے۔ وہ ہندو عزائم کو [illegible] کے الفاظ میں [illegible] کہ اگر
پاکستان قائم ہی ہو گیا تو اس کی وحدت تک ختم کر دی جائے گی۔ پاکستان کو ختم کر کے دوبارہ ہندوستان کو متحد کرنا [illegible] ۳۰۳

"[illegible] پاکستان" کے مصنف [illegible] کے ایک انٹرویو سے بھی ہندو ذہن کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ [illegible] امریکہ کو
انٹرویو دیتے ہوئے اس سوال کے جواب میں کہ پچاس برس قبل کے فسادات میں قائداعظم، نہرو، گاندھی یا انگریزوں کا کوئی حصہ
نہیں تھا، پھر وہ کیوں ہوا؟ [illegible] کہا کہ اس کی جڑیں وہاں تک جاتی ہیں جب مسلمان باہر سے یہاں آئے اور انہوں نے
حکومت کی۔ [illegible] ہندوؤں کا [illegible] تو ہندوؤں کے [illegible] مقامات ان کے سامنے آ گئے۔ ان کا ردعمل ہی [illegible]
یہاں کے [illegible] مذہبی بنیاد پرستی شروع ہوئی اور [illegible] کا انہدام بھی اس کے نتیجے میں ہوا ۳۰۴

مگر جواہر لال نہرو فسادات نہیں روک سکے لیکن ان فسادات کو روکنا ان کی ذمہ داری تھی۔ بقول [illegible] ہندوستانی لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے
ابوالکلام آزاد کو یقین دلایا تھا کہ تقسیم ہند کی صورت میں وہ خون بہنے نہیں دے گا اور اگر فسادات ہوئے تو [illegible] ضرورت پڑی تو
[illegible] ٹینک اور ہوائی جہاز استعمال کرتے ہوئے فسادیوں کو کچل دے گا لیکن وہ اپنی بات سے منحرف ہو گیا اور [illegible]
[illegible] جب ۳۰۵ جہاں تک مسلمانوں کے ہاتھ میں کر آئے اور حکومت کرنے کا
تعلق ہے، یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ مسلم دور اقتدار میں ہندو مسلم فسادات نہیں ہوئے۔ [illegible] دور اقتدار کی ہزار سالہ [illegible] ہندوؤں
کو جب دوبارہ اقتدار حاصل ہوا تو [illegible] اور [illegible] والوں کو [illegible] ہندوؤں سے [illegible]
نے انہیں دکن کی طرف دھکیل دیا اور باقی رہ جانے والوں کو شودر بنا دیا۔ شودروں کے [illegible] ہندو ذہن [illegible] رحم اور [illegible]
ہے۔ علامہ اقبال نے ان کی حالت زار کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے:

آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے — درد انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے ۳۰۶

یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ آزادی کے بعد [illegible] کے دوران اخلاقی رذائل سے قطع نظر، پاکستان اور بنگلہ دیش میں ہندو کش
فسادات نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن [illegible] کے دوران بھارت میں ۲۵ ہزار مسلم کش فسادات ہوئے۔ لاکھوں مسلمان شہید کیے گئے اور اربوں
روپے کی املاک تباہ کی گئیں۔ بہت سی مساجد [illegible] اور تین سو مساجد مندر بنانے کی [illegible] ہیں ۳۰۷

(۶) ملکی تقسیم: تقسیم در تقسیم کا خطرہ

"بھارت ماتا" کے ٹکڑے کرنے کا الزام بہت دہرایا گیا ہے۔ مگر ہزاروں برس کی تاریخ کے دوران، مختصر وقفوں سے قطع نظر، برصغیر کبھی ایک ملک نہیں رہا۔ تاہم اس وقت بھی اصل موضوع "تقسیم در تقسیم" کا خطرہ ہے۔ مولانا [illegible] اور مودودی کے ضمن میں [illegible] لکھتے ہیں:

"اس کو یہ اندیشہ تھا کہ برصغیر کی اگر تقسیم کی گئی تو اس سے ایک دفعہ سرحدی [illegible] آگے کے لیے اس کو روکنا مشکل ہو جائے گا اور کسی بھی وجہ کو بنیاد بنا کر تقسیم در تقسیم کا عمل حاصل شدہ وطن کو کمزور کر دے گا۔" ۲۰۹

انہوں نے حکیم محمد سعید کے اداریے سے لکھا ہے کہ ۱۹۴۸ء میں ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ "پاکستان تقسیم در تقسیم کے عذاب اور [illegible] سے دوچار رہے گا" ۴۹ سال بعد پاکستان سے [illegible] حکیم محمد سعید درد سر پاکستانی بھی اس اندیشے میں مبتلا ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں:

"آج پاکستان لسانی عصبیتوں، [illegible]، علاقائی [illegible] میں گرفتار ہو چکا ہے، صوبائی آزادیوں کی بات ہو رہی ہے۔ "ہم ایک ہیں" کا نعرہ ماضی ہو کر رہ گیا ہے، قرآن و حدیث اور اسلام کی تعلیمات سے [illegible] ہو گئی ہیں اور برملا کہا جاتا ہے کہ یہ علامت اسلام، پاکستان میں اللہ داری کو [illegible] سے جوڑے رہنے کے لیے کمزور ہو چکی ہے اور اس میں انتشار و افتراق کو روکنے کی مؤثر توانائی باقی نہیں رہی ہے۔" ۲۱۰

اس میں شک نہیں کہ ملی، لسانی اور علاقائی قوتیں پاکستان کو [illegible] ہیں۔ ان میں وہ سیاسی [illegible] شامل ہیں جو متحدہ ہندوستان کا حامی اور [illegible] پاکستان کا مخالف تھا اور وہ [illegible] ہے۔ اس [illegible] پاکستان [illegible] حالات سے [illegible] مختلف ہیں جو مشرقی پاکستان میں پیدا ہو گئے تھے۔ [illegible] اور علاقائی قوتیت کو فروغ دینے [illegible] مغربی پاکستانی [illegible] کا کردار [illegible] رہا۔ اس لیے کہ حکومت سازی کے عمل میں [illegible] علاقائی مطالبات کے عمل میں مغربی پاکستانی [illegible] علیحدگی کے حق میں تھی [illegible] فوجی [illegible] کا، [illegible] گیا۔ پھر فوجی کارروائی ہوئی۔ بھارت نے [illegible] گویا کہ مشرقی محاذ پر ہمارا دفاع کمزور تھا اور بھارت کی پشت پر [illegible] تھی [illegible] ٹوٹ چکا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے [illegible] تعلقات [illegible] جنگ سے بچنے کا [illegible] کا [illegible] ہو گیا ہے جس سے بھارتی [illegible] کا امکان کم ہوا ہے۔ پاکستان کی علاقائی، لسانی اور نسلی قوتیں کسی صوبے میں اتنی مؤثر نہیں ہیں جتنی مشرقی پاکستان میں علاقائی [illegible] تھی [illegible] ملی تضادات رکھتا ہے۔ قومیتوں کا مطالبہ صوبائی خود مختاری اور کنفیڈریشن کا ہے۔ صوبائی خود مختاری کا مطالبہ [illegible] اور کنفیڈریشن کا [illegible] ہے۔ تاہم صورت حال کچھ بھی ہو [illegible] سے بہتر ہو گی ——— پاکستان کی نسبت بھارت میں علیحدگی کی تحریکیں زیادہ فعال ہیں۔ پاکستان میں اسلام نے [illegible] کے نتیجے میں [illegible] لیا۔ اسلام کی طاقت ختم نہیں ہوئی مگر [illegible] جاری ہے۔ طویل المیعاد پاکستان میں اسلامی معاشرہ [illegible] کے امکانات روشن ہیں۔ اسلامی معاشرے کے قیام سے طویل اجتماعی کا دروازہ کھلے گا۔ اللہ کی حاکمیت کے باعث عوام کو [illegible] کی مرضی سے نجات ملے گی۔ امتیازات ختم ہوں گے اور مساوات کو فروغ حاصل ہو گا۔ مساوات اخوت کا باعث ہو گی اور پاکستان انشاءاللہ متحد رہے گا اور مستحکم ہو گا۔

(۷) یہ وہ پاکستان نہیں

اردو پارک دہلی میں ۲۶ اپریل ۱۹۷۸ء کو ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ [illegible] [illegible]
۔ [illegible] جمعیت علماء ہند (تو) بہت علما جلسے میں شریک تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ [illegible]
است کا یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہو [illegible] [illegible] کی قسم آج بھی [illegible]
کچھ چھوڑ جاؤ کہ آپ کا ساتھ دیں گے [illegible] [illegible] [illegible] ہے کہ [illegible] اسی قسم کے اسلامی قوانین [illegible]
سکتے وہ کس طرح اپنے وطن میں کس طرح اسلامی قوانین نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک حقیقت ہے [illegible] [illegible]
بیان کر چکے [illegible] : [illegible] کے سلسلے میں 'پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ' کے نعرے بلند ہو رہے تھے اور پاکستان کے لیے
حسب ذیل دلائل کی بنا پر ووٹ دینے کی اپیل کی جا رہی تھی :

"یہ ایک اسلامی مملکت ہو گی جہاں اسلامی نظام نافذ ہو گا۔ جہاں سرمایہ دار، جاگیردار اور زمیندار کو [illegible]
اور معیشت پر مرکزی [illegible] حاصل نہ ہو گی۔ اسلامی فلاحی ریاست کا [illegible] قائم ہو گا [illegible] [illegible] ہو گا اور [illegible]
اسلامی اصول و اخلاقیات حاصل کرنے کے [illegible] [illegible] [illegible] اللہ کی [illegible] ہو گی اور جہاں اللہ کا قانون نافذ ہو گا" ۳۲

[illegible] ہے کہ [illegible] [illegible] کا [illegible] اسلام کیا ہے، ایک [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] پاکستان کی
[illegible] کی [illegible] اپنے اجتہاد [illegible] اللہ کی [illegible] اور اسلامی فلاحی ریاست کا [illegible] [illegible] [illegible] پاکستان کی [illegible]
اور [illegible] ہوا۔ [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] ہوئے اور [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] کر لیا
جمعیت العلمائے ہند [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سیاسی جماعتیں [illegible] کی طرح [illegible] اور قیام پاکستان [illegible] [illegible] ہوگئی ۱۰
[illegible] کہ یہ وہ پاکستان نہیں جس کا وعدہ کیا گیا تھا، مخالفین پاکستان نے [illegible] پاکستان کا [illegible] [illegible] [illegible] کے
[illegible] کا [illegible] [illegible] کیا گیا ہے وہ تمام پاکستان پر [illegible] [illegible] کے [illegible] ہے کہ پاکستان سرمایہ داروں —
جاگیرداروں اور وڈیروں کی لوٹ مار، [illegible] کی خود غرضی اور سیاستدانوں کی [illegible] [illegible] کا شکار ہے۔ ان طبقوں نے پاکستان کو
[illegible] فلاحی اسلامی ریاست [illegible] [illegible] کی آرزو [illegible] اور پاکستانی [illegible] [illegible]۔ پاکستان کی [illegible] اور استحکام کا [illegible]
قائداعظم کے [illegible] اور علامہ اقبال کے [illegible] اسلامی تصورات [illegible] [illegible] نظرانداز کر دیا گیا ہے ۳۳

علامہ اقبال کے اسلامی [illegible] تصورات اور قائداعظم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] تحقیقی کام کی ضرورت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پاکستان [illegible] [illegible] کار لاکر پاکستان کی [illegible] اور [illegible] کو
یقینی بنایا جا سکے۔ پاکستان کو تصور پاکستان کے مطابق استوار کرنا ضروری ہے۔ تصور پاکستان کا خالق اسلامی [illegible] [illegible]
ہے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] موجودہ دور کی اعلیٰ ترین علمی و فکری [illegible] قرآن کے علم و حکمت اور [illegible] [illegible] کی
تعبیر [illegible] [illegible] [illegible] ۳۴ [illegible] [illegible] پاکستان ہیں۔ پاکستان میں ایک [illegible]

اتفاق رائے موجود ہے۔ اس دور کی اعلیٰ ترین علمی اور فکری سطح پر علامہ نے قرآن کی تعبیر و تفسیر اقبال نے کی ہے۔ اس پر بھی کم و بیش اتفاق رائے موجود ہے۔ کم از کم یہ اتفاق رائے اقبال سے زیادہ کسی اور کے بارے میں نہیں ہے —— اقبال پاکستان ہی نہیں، پوری اسلامی دنیا کے "ستارۂ عظمت" ہیں[۳۱۵] اقبال اسلامی دنیا کے اتحاد و استحکام کے نقیب ہیں۔ ان کی حیثیت مشرق و مغرب کے درمیان پل کی سی ہے ان کا وہی آفاقی پیغام اور انسان دوستی، کہ ملکوں کا ہی اختیار ہے۔ پاکستان، اسلامی دنیا اور عالم انسانیت کی فلاح کا راز علامہ اقبال کی اسلامی بصیرت میں ہے۔ اگر ہم اقبال، پاکستان اور اسلام کی فکر کریں تو عملی آئین بنا کر اسلامی معاشرے کو اقبال کی اسلامی بصیرت کے مطابق استوار کر کے ہم دنیائے اسلام اور عالم انسانیت کے لیے مثال قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ گزشتہ نصف صدی کے دوران تعلیمات اقبال سے ہم نے کہاں کہاں انحراف کیا ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔ ذیل میں مختصراً جو جائزہ لیا جا رہا ہے کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

- اقبال کا بنیادی پیغام "خودی" ہے۔ اس کا مقصود فرد کی مستحکم شخصیت اور مضبوط کردار ہے۔ اس کردار کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول پر مبنی ہے۔ "مسلمان" یا "مومن حق" بندہ خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ اپنے نصب العین سے محبت کرتا ہے اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ ایسی شخصیت مضبوط و ناقابل شکست اور خدا اور رسول کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ بہادر اور بیباک ہوتا ہے بے خوفی، دلیری اور ایمان سے شخصیت کمزور ہوتی ہے۔ دستور سول اجتماعی سطح پر اداروں اور قومی فردی کمزور پڑ جاتی ہے۔ یہی اجتماعی سطح پر اقبال سے مؤثر ہوتی ہے[۳۱۶]

پاکستان میں جس چیز کا سب سے زیادہ فقدان ہے وہ مستحکم شخصیت اور مضبوط کردار ہے۔ معاشرے کے بالادست طبقے اس سوال کا عملی جواب نہ دے سکے۔ حاکم و مالک اور نادر مطلق خدا کے بجائے دولت اور اقتدار کو نصب العین بنا کر وہ اغیار کا سامان، استوار مغرب سے مستعار اور مرعوب اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو گئے ہیں۔ کردار کے فقدان سے معاشرہ ہر طرف بحران میں مبتلا ہوا۔ اقبال کے طور پر کرپشن سے بالادست طبقوں کی روپے کا استحصال ہو رہا ہے۔ مالیاتی اداروں کے قرضے بڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔ اور ہر قومی ادارہ بتدریج کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ دستور سول ادارہ کمزور ہے۔ قومی کمزور ہوتی ہے لیکن ارباب اختیار بیرونی قرضوں پر قرضے لیے اور قوم قرضوں کے نیچے دبتی چلی گئی ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ مالیاتی اداروں کے لیے ہوئے قرضے دو کھرب روپے کے قریب ہیں۔ ایک سال بعد ارباب کے اتفاق سے گزشتہ مہینوں کے دوران، پچاس ارب ڈالر کا سرمایہ بیرونی ملک منتقل ہو چکا ہے۔ پاکستان پر ۲۰۰۰ء تک چالیس ارب ڈالر بیرونی اور ستر ارب ڈالر ملکی قرضے ہو جائیں گے[۳۱۷] دو کھرب سترہ ارب روپے بیرونی قرضوں کی اصل اور سود کی سالانہ قسط ہے۔ یہ رقم دفاع کے بجٹ سے دگنی ہے اور نئے قرضوں کے باعث اس میں اضافہ ہو رہا ہے[۳۱۸] اس قوم کے شاہینوں کو اقبال کی تعلیم یہی تھی کہ بغیر محنت کے، مال و دولت کی خواہش ہی ناقابل برداشت ہے[۳۱۹] اس کے برعکس "رزق حرام" جمع کرنے میں مسلمانوں کو مات کر دیا۔ یہ ہمارے مستحکم شخصیت اور مضبوط کردار کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

- اقبال نے خطبہ الہ آباد میں، اسلام کے سیاسی نظام پر زور دیا ہے۔ اس خطبہ میں صرف ملوکیت سے پاک اسلامی قانون کی بات کی ہے۔ مغربی ملوکیت سے مراد مطلق العنانی اور جاگیرداری نظام ہے۔ اقبال مروجہ جمہوریت کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور

اے سرمایہ داروں کی جگہ رو گری نظر آ رہی ہیں۔۲۲۰ اقبال روحانی جمہوریت چاہتے ہیں جو دولت مندوں کا کھیل نہیں ہے بلکہ عام انسان کی خودی

کی تخلیق و عروج کا ذریعہ ہے۔ وہ اللہ رحمت خلقوں کی چیرہ دستیوں سے محروم کر دیا جاتا ہے کے خواہش مند ہیں۔۲۲۱ اور زندگی عوام کی معاشی

حالات بہتر بنانے پر زور دیتے رہتے ہیں۔۲۲۲ کہ مرکب اسلامی ماؤں کے مطابق مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔۲۲۳ لیکن اسلامی اصول

اسلام کے اصولی، مادی، نظام کا حصہ ہے جو تصور پاکستان کا اہم نکتہ ہے۔ اقبال کے مرکب سرمایہ داری اور اشتراکیت۔ انفرادی ملکیت کا جو

وہ اسلام سرمایہ کی قوت سے کام لیتا ہے لیکن اسے حدود کے اندر رکھتا ہے۔ اقبال حرمت ربا اور زکوٰۃ کو قرآنی نظام سے تعبیر

دیتے ہیں۔۲۲۴ وہ فرق جس اور قل العفو میں معمر نظام کی جان سمجھتے ہیں۔۲۲۵ اقبال اسلامی تصور قومیت کے مفسر و مبلغ ہیں اور نسلی و علاقائی

سرحدوں/علاقائی تضادات کے خلاف ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اقبال قربت، مساوات اور اخوت کے علمبردار ہیں۔۲۲۶

ان امور میں بھی پاکستان کی مختصر تاریخ، تعلیمات اقبال سے انحراف کی داستان ہے۔ یہ موضوع بہت وسیع ہے

مختصراً عرض ہے کہ ۶ ملین روپے کی رقم پر صرف ۶ ہزار بڑے مالدار قابض ہیں۔ سرمایہ داروں کے ... ہزار خاندان ...

[illegible] میں قومی دولت مرکوز ہے۔۲۲۷ ... بجائے پاکستان کے ... [illegible] ... روپے ہیں اور

اگر وسائل کی تقسیم منصفانہ ہوتی تو قوم میں ترقی اور خوشحالی ہو جاتی۔۲۲۸ پاکستان کے ایک سابق ... [illegible] ... ہے کہ

... کالی منقولہ ... [illegible] ... منتقل کرانے کے سلسلے میں ... کو بہت بڑا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔"۲۲۹

اسلامی ماؤں کا ... [illegible] ... ہے ... ۔ ... تو ... [illegible] ... کر کے مال ...

بجلی اور گیس کی چوری، ... کی ... اور دوسرے ... سرمایہ ... ۔ ڈاکے اور قتل و غارت گری ...

... مظلوموں کو چوری اور ... [illegible] ... ہے کہ ... ہزار ... [illegible] ...

میں ۵ لاکھ ۹۱ ہزار اور ... [illegible] ... لاکھ پچاس ہزار مقدمات زیر التوا ہیں۔۲۳۰

اس ملک جو جمہوریت مطلق ... [illegible] ... ہو گئے ہیں ... [illegible] ... ۲۳۱

کامیاب ہوتے ہیں۔ دولت ہی اکثر ناجائز ہوتی ہے ... اور سرمایہ داری کے ... رجحانات کے تحت ... [illegible] ...

گیا۔ ... [illegible] ... ادارے ... [illegible] ...

... کے تحت ... [illegible] ... ہو رہے ہیں۔ ... قرضوں (... روپے) کی رقوم

نفع نقصان میں شراکت کی بنیاد پر اور ... قرض حسنہ کے طور پر فراہم کی جاتیں تو ... بہتر ہوتے ... اور

... [illegible] ... سود پر قرضے دیتے ... قرضوں کے بوجھ تلے دب جانے سے محفوظ رہتا۔

پاکستانی معاشرہ حریت، مساوات اور اخوت سے دور ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اقبال کی اسلامی بصیرت کو بروئے کار نہیں لایا گیا۔

اقبال کے مرکب ... [illegible] ... کا مقصود ہیں۔ ان کے فروغ ہی سے اسلامی فلاحی معاشرے کا قیام ممکن ہے

حوالے اور حواشی

۱. بعض پاکستانی دانشوروں نے تصورِ پاکستان کا تعلق تحریکِ تصورِ پاکستان کے حوالے سے پیش کیا اور ۱۹۴۷ء سے پہلے کی فکری و نظریاتی اساس کو نظرانداز کیا۔ انہوں نے "ارتقائے پاکستان" اور "تصورِ پاکستان کی تاریخ" کو "نظامِ جمہوری نظام" یا "فرقہ وارانہ بنیاد پر تقسیم جمہوری نظام" کی تلاش اور اس کے ارتقاء تک اپنی مساعی کو محدود کر دیا۔ نتیجے کے طور پر سبھاش چندر بوس، لالہ لاجپت رائے اور بھائی پرمانند بھی تصورِ پاکستان کے بانیوں میں شمار کیے گئے جبکہ بھائی پرمانند مسلمانوں کو دریائے سندھ سے پرے دھکیلنے کے خواہشمند تھے۔

۲. ایک مکتوب کے دوران اقبال نے کہا: "تاریخی اعتبار سے ہندوستان ... ہندوستان کا ... مسلمانوں کے لیے ... اس تحریک کو ... لیکن ہندوستان کا تقاضا ہے ... کہ مسلمان ... بلکہ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی نے اور بعد میں شاہ ولی اللہ نے ۔ ۱۸۵۷ء کا تذکار بھی تھا" (اسلام ... ص ۳۳-۳۰)

۳. گفتارِ اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۳۰۲

۴. کلیاتِ اقبال اردو، شیخ غلام علی ایڈیشن، صفحہ ۱۳۶

۵. Thoughts and Reflections of Iqbal، مرتبہ سید عبدالواحد، شیخ محمد اشرف، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۱۲۱

۶. Emergence of Pakistan، ریسرچ سوسائٹی پاکستان، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، اردو ایڈیشن، ۱۹۹۲ء، ص ۲۵

۷. اقتباساتِ سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرتبہ عاصم نعمانی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۶۹ء، ص ۱۰

۸. اقبال ریویو، اقبال اکیڈمی، حیدرآباد دکن، شمارہ دسمبر ۱۹۱۵ء، ص ۸۵

۹. اقبال کا سیاسی سفر، مرتبہ محمد حمزہ فاروقی، بزمِ اقبال، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۴۳

۱۰. حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، مرتبہ محمد حمزہ فاروقی، ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۲۳۵

۱۱. کے کے عزیز، A History of the Idea of Pakistan، ص ۳۲۵

۱۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، میرا مقالہ بعنوان "علامہ اقبال اور مسئلۂ قومیت" مشمولہ مقالاتِ اقبال کانگرس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۳. دیکھیے (i) خطبۂ الٰہ آباد کے اشتراکی ... (ii) "جغرافیائی حدود اور مسلمان" مشمولہ مقالاتِ اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد، آئینۂ ادب، لاہور

۱۴. تفصیل کے لیے دیکھیے (i) خطبۂ الٰہ آباد

(ii) جغرافیائی حدود اور مسلمان

(iii) اقبال کے خطوط جناح کے نام، ترجمہ و مرتبہ محمد جہانگیر عالم، اوریئنٹل پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۲۲ تا ۲۸، ۵۵

۱۵۔ دیکھیے، Letters and writings of Iqbal۔ مرتبہ بشیر احمد ڈار، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۸۱ء، ۱۲۰ ...
نیز اسلام آباد ... مسلم ریاست ... ایک انگریز ... "یہ پروپیگنڈا مسلم ریاست" کے حوالے سے ...
نے اقبال کے خطبے میں لکھا کہ مسلم ریاست ... مسعود ... کی کارروائی سے متعلق میرا تجزیہ ہے، جس وقت ...
کے تصور کی صورت گری کر رہے ہیں (... ص ۲۱) تھامسن کے اعتراض اور اقبال کے جواب سے صاف ظاہر ہے کہ اقبال ...
خطبۂ الہ آباد میں "مسلم ریاست" کا تصور پیش کیا تھا ... یہ ہے کہ مسلم ریاست، اسلامی افکار کا پیش خیمہ تھی۔ اقبال ...
... کی تشکیل ہوئی۔ چنانچہ تھامسن نے ... اقبال پر تبصرہ کرتے ہوئے "مسلم ریاست" کا تصور اقبال سے منسوب کیا ...
پروپیگنڈے کی ... کے پیش نظر اقبال نے تھامسن کو لکھا ... تجویز ہندوستان کے اندر مسلم صوبے کی تھی۔ (مکاتیب اقبال، ...
جلد سوم، ص ۲۷۲) اس سے تھامسن کی تسلی تو ہو گئی لیکن تھامسن سے ملتا جلتا ... تمام پاکستان کی راہ روکنے کی کوشش کی۔ ...
... کے حوالے سے شروع ہوا کہ اقبال بانیٔ پاکستان کے مخالف تھے۔ تھامسن کے نام اقبال کے خط کی اشاعت (۱۹۶۹)
سے جہاں تھامسن کی ملتا جلتا ... کا پول کھلا، ان مخالفین پاکستان کے ہاتھ ایک "ثبوت" آ گیا کہ اقبال کی تجویز "مسلم ریاست" کی
نہیں بلکہ "ہندوستان کے اندر مسلم صوبے" کی تھی۔

۱۶-۱۷۔ ان ملتا جلتا ... کی تفصیل اور ... کے جائزے کے لیے دیکھیے: (۱) اقبال آخری دو سال، ... ص ۱۲۲ - ۱۵۸، ۱۵۱ء
(ii) اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص ... - ۸۳۱ تا ۸۳۲ (iii) ... ، ڈاکٹر ... اقبال، ص ... ۲۴۲ ، ۲۴۳

۱۸۔ Discovery of India ... اقبال کا ... صفحات ۸۲۹ ، ۸۳۰

۱۹۔ Modern Islam in India ، ... شیخ محمد اشرف، لاہور، ۱۹۴۷ء، ص ۲۸۸ - ۲۸۹
... کتاب کا پہلا ایڈیشن لاہور سے ۱۹۴۳ء، ... دوسرا ایڈیشن لندن سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔ ...
(۱۹۶۳ء - ۱۹۶۶ء) کی ... سول ... پریس لاہور ... میں شائع کیا

۲۰۔ Consequences of Pakistan ۔ ... پریس لاہور، ۱۹۴۲ء، ص ۲۷

۲۱۔ Friends and Foes ... پبلشنگ ہاؤس، لاہور، ص ۲۶

۲۲۔ میرا ... یہ ہے (اقبال ... ص ۹۱) تاہم ... کے حوالے سے ... کا سال ... پاکستان
کی اقبال کا ... ۱۹۰۴ء ... (تفصیلات کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۹۰۰ تا ۹۱۴)

۲۳۔ دیکھیے، رحمت علی ایک سوانح عمری (انگریزی) ... ، مجلس ... لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۲۶۶

۲۴، ۲۵۔ دیکھیے، رحمت علی کی کتاب "پاکستان" ... نیز دیکھیے "رحمت علی ایک سوانح عمری" ... صفحات ۲۲۰ - ۲۲۱

۲۶-۲۷۔ Complete works of Rahmat Ali ... صفحات ۱۸۸، ۲۱۲

۲۸۔ ہندوستان میں اقبالیات، مکتبۂ علم و دانش لاہور، ۱۹۹۲ء، صفحات ۱۲، ۱۵

۲۹۔ The Ardent Pilgrim ۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۲ء، دیباچہ

۳۰. مثال کے طور پر دیکھیے، (۱) Iqbal the Poet and His Message ۔ ڈاکٹر سچیدانند سنہا

(۲) Thus Spoke Firaq ۔ فراق گورکھپوری

(۳) Iqbal in Final Countdown ۔ ڈاکٹر ادجیت رستوگی

۳۱. تاج صبور الحق ہاشمی کا ایک طویل مضمون بعنوان "مشترکہ تہذیبی ورثہ اور اقبال" مئی ۱۹۹۲ء کے 'کتاب نما' میں بطور 'اشاریہ' شائع ہوا۔ وہ لکھتے ہیں:

"۱۹۳۰ء کے قریب سے اقبال کچھ عرصہ کے لیے ہندوستان کی ملی سیاست میں داخل ہو گئے ہیں اور مرد درویش کے منصب سے نکل کر اور مشترکہ تہذیبی میراث کی پاسداری کرنے کے بجائے اپنے فکری محور کے تحت مسلمانوں کے اکثریتی علاقے شمالی مغربی ہند میں ایک آزاد اسلامی ریاست کی تعمیر کے امکانات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس علاحدگی پسندانہ کارروائی کے نتیجے میں پورے برصغیر میں انتشار کس کس طرح ابھریں، واقعات ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اگر ہمارے شاعر مشرق کو خواب میں بھی اس کا خیال گیا ہوتا تو وہ صرف ہندی میری شاعری کرتے۔ اپنے عہد کی مذموم سیاست میں سرشار ہو کے، مذہبی فرقہ پرستی اور ملائیت پرستی کی حامل انتہا پسند قوتوں کی حمایت کے سبب زندگی کا جو نقشہ بنا رہے ہیں وہ آج قدرے مختلف ہوتا۔"

اس مضمون کے جواب میں لاجپت پرکاش کپور کا مضمون 'مطالعۂ اقبال' کے عنوان کے تحت ۱۹۹۲ء کے 'کتاب نما' میں شائع ہوا۔ وہ لکھتے ہیں:

"مئی ۱۹۹۲ء کے 'کتاب نما' میں، پروفیسر تاج صبور الحق ہاشمی صاحب کا اشاریہ پڑھ کر بہت افسوس ہوا بلکہ ہنسی کو مانے ہوئی۔ آج کل علامہ اقبال کے خلاف لکھنے والے بھی تقسیم ملک اور اس کے نتائج کی ذمہ داری ڈالنے کے ساتھ ساتھ ان پر کم بنیاد چیزوں کو ہوا دیتے اور اپنے عہد کی مذموم سیاست میں سرشار ہونے، مذہبی فرقہ پرستی اور ملائیت پرستی کی حامل انتہا پسند قوتوں کی حمایت۔ کا الزام لگانے کا چلن کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے ... علامہ اقبال پر یہ الزامات اور خاص طور پر "مذہبی فرقہ پرستی اور ملائیت پرستی کی حامل انتہا پسند قوتوں کی حمایت" کا الزام سراسر بے بنیاد، گمراہ کن اور بہتان ہے ... یہ بھی کہنا صحیح ہے کہ علامہ اقبال کا ۱۹۳۰ء کے مسلم لیگ الہ آباد کے اجلاس میں دیا گیا خطبۂ صدارت ہے لیکن اس خطبہ میں علامہ اقبال نے آزاد پاکستان کی نہیں بلکہ انڈین فیڈریشن کے اندر ایک مسلم اکثریتی صوبے کی وکالت کی تھی۔ جسے توڑ موڑ کر لوگوں نے آزاد پاکستان کے تصور کے طور پر پیش کر دیا۔ آزاد پاکستان کا تصور علامہ اقبال کے دماغ کی اختراع نہیں تھی بلکہ انگریزوں کی ایک چال تھی۔"

۳۲۔۳۳. Iqbal His Political Ideas at Crossroads ۔ پرنٹ ویل پبلیکیشنز، علی گڑھ، صفحات ۸۰، ۱۲

۳۴۔۳۵. شہاب نامہ، قدرت اللہ شہاب، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، بار یازدہم، ۱۹۹۴ء، صفحات ۵۱۹، ۵۲۲

۳۶. Evolution of Pakistan، شریف الدین پیرزادہ، آل پاکستان لیگل ڈیسیژنز کراچی، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۶۳ء، دیکھیے مصنف کا تعارف

۳۷. جلد سوم، زندہ رود، ڈاکٹر جاوید اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۴ء، صفحہ ۳۸۸

۳۸-۳۹ Struggle for Pakistan مشتاق حسین قریشی، ص ۱۵، مصر کا تاریخ

۴۰. حوالہ زندہ رود، ص ۳۸۹

۴۱. Iqbal's concept of Separate North-West Muslim State مرتبہ شیر محمد ، کراچی ۱۹۹۶ء ، جلد اول

۴۲. دیکھیے : A History of the Idea of Pakistan جلد اول ، دیباچہ ، صفحہ IX

۴۳. یہ بات پروفیسر شیخ محمد ممتاز علی قریشی ۔ ایرون ، یہ ملر دستور سے اس طرح حاصل کی تھی جو لے حمایت کر دی ہے ۔

۴۴. A History of the Idea of Pakistan جلد سوم ، صفحات ۴۹۱ تا ۴۹۴

۴۵. ـــــ Rahmat Ali, A Biography دیباچہ ، صفحہ XI

۴۶. "معتقد پاکستان کی ۹ تاریخ حقائق" کیمبل ، کی پریس ، ۱۹۹۴ء ، صفحہ ۸۳

۴۷. "نظریۂ پاکستان اور چوہدری رحمت علی" ، لاہور ، ۱۹۹۴ء

۴۸ ۔ ۴۹. خطبۂ الہ آباد ۔ دسمبر ۱۹۳۰ء ۔ "ہندوستان کے اندر ہی مسلم صوبوں کی" ... کا یہ تصور کہ کیا "... کا نام " ... اقبال ... سے کام لیا" (اقبال کا سیاسی سفر، صفحہ ۲۷۹) ... رکھنے والے مسلمانوں اور ... ہندوؤں ... سے مراد آزاد ... "ہی تھی ۔ ... دسمبر ۱۹۳۰ء ... (حیات اقبال کے مخفی گوشے ، صفحہ ۲۲۵ ۔ اقبال کا سیاسی سفر، صفحہ ۲۳۲) ... ہندوستان کے ... کی تاویل ... (اقبال کا سیاسی سفر، صفحات ۲۵۱ ، ۲۵۲) ...

۵۰. Iqbal, His Political Ideas at Crossroads ، صفحہ ۱۱

۵۱. ... اقبال ... ، صفحات ۱۴۴ تا ۱۴۶

۵۲. دانشورانِ اقبال ۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس ، علی گڑھ ، ۱۹۹۴ء ، صفحہ ۹

۵۳. The Ardent Pilgrim دیباچہ ، صفحہ XIII

۵۴. اقبال کا ... ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ، طبع ... ۱۹۹۰ء ، صفحہ ۲۰

۵۵. اقبالیات ... ، اقبال اکادمی پاکستان ، ۱۹۹۹ء ، صفحہ ۳۰

۵۶ ۔ ۵۷. سرگزشتِ اقبال ، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ، صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۱ ، ۲۹۸ تا ۳۰۲

۵۸. Thoughts and Reflections of Iqbal مرتبہ سید عبدالواحد ، شیخ محمد اشرف ، لاہور ، ۱۹۹۲ء ، صفحات ...

۵۹ ۔ ۶۰. سرگزشتِ اقبال ، عبدالسلام خورشید ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ، صفحات ۲۹۲ ، ۳۰۲

۶۱. حیاتِ اقبال کے مخفی گوشے ، صفحہ ۲۲۵

۶۲. بعض محقق (...) کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ علامہ اقبال ہندوؤں سے مفاہمت کا دروازہ کھلا رکھنا چاہتے تھے ۔ ... اقبال ... کو ... کا ... نہیں تھا ... کہ ... اقبال کا مقصد ... کے لیے دروازہ کھلا چھوڑنا تھا

کی (The Ardent Pilgrim ۹۲ ص) [illegible] نہیں ہے۔ مسلمان اس وقت اپنے مسائل ہی لیے کہ ہندوؤں کے ساتھ سمجھوتہ کی صورت سے بیزار ہوتے۔ تاہم صاف سیدھی بات یہ ہے کہ علامہ اقبال نے مسلم مطالبات کی تائید و حمایت کرتے ہوئے جو آل پارٹیز مسلم کانفرنس نے مرتب کیے تھے اور جو قائداعظم نے اپنے چودہ نکات میں شامل کر لیے تھے اور جو ابھی مسلمانوں [illegible] اور ہندوؤں کی طرف سے ان کی مخالفت جاری تھی ان مطالبات کی تائید و حمایت کرتے ہوئے [illegible] سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً [illegible] ہندو، مسلمانوں اور [illegible] کے معاملے پر [illegible] آزاد ملکوں کے مابین ہی ممکن ہے۔ مسلمانوں کے وقتی اجتماعی مطالبات سے آگے بڑھ کر علامہ اقبال نے اپنی طرف سے خطبے کے اختتام میں جو کچھ کہا وہ تصور پاکستان ہے اور اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

۶۳۔ ہندو کیمپ نے [illegible] نہرو رپورٹ کو رد کیا تھا وہ ہندو مہاسبھا کا [illegible] کی کوشش [illegible]

۶۴۔ [illegible] مسلم مطالبات کی تائید کرتے ہوئے اقبال کی پیروی [illegible] [illegible] کا اشتراک کیا [illegible]

۶۵۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد سوم، ص ۱۸۸

۶۶۔ ۶۷۔ پاکستان [illegible] ص ۲۲۹ بحوالہ [illegible] کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۳۲۸، ۴۱۲

۶۸۔ Letters and writings of Iqbal، مرتب [illegible]، اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۷۵

۶۹۔ Speeches, writings and statements of Iqbal مرتبہ لطیف احمد شیروانی، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور، چوتھا ایڈیشن، ۱۹۹۵ء، ص [illegible]

[illegible] کے لیے دیکھیے [illegible] اقبال [illegible] اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ص ۹۱

۷۰۔ ۷۱۔ اقبال کے [illegible] مرتبہ [illegible] لاہور، ۱۹۸۶ء، ص [illegible]، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۵

۷۲۔ ضرب کلیم (۱۹۳۶ء) کا یہ شعر قابل توجہ ہے:

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے

حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری (کلیات اقبال اردو، ص ۲۷)

۷۳۔ علامہ اقبال انٹرنیشنل [illegible] (۱۰ تا ۱۲ جون ۱۹۹۷ء) میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر تحسین فراقی کے علاوہ میں بھی شریک تھا۔ ڈاکٹر [illegible] نے علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد میں [illegible] کا ذکر کیا ہے، [illegible]

۱۲ جون ۱۹۹۷ء کو ایک [illegible] اقبال اکیڈمی [illegible] ڈاکٹر [illegible] نے کہا کہ [illegible] اقبال کے خطوط کو سب سے پہلے [illegible] جعلی قرار دیا [illegible] سرور نے یہ بات اس کے [illegible] ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے کہا کہ [illegible] اقبال کے خطوط جعلی [illegible] ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئے تھے ان خطوں کی بنا پر اقبال کے سیاسی [illegible] اور ان کے تصور پاکستان پر بہت کچھ لکھا گیا اور طرح طرح کی [illegible] ہوئی مگر ان خطوں کی [illegible] پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ [illegible] برس بعد یہ انکشاف کیا جا رہا ہے کہ یہ خط جعلی ہیں۔

ڈاکٹر تحسین فراقی نے کہا کہ اگر ہم کسی معیار [illegible] اور [illegible] ٹھہرایا جائے تو پھر [illegible]

مورخ کا مستشرق معصوم/۲ بڑے کام میں سے سوال اٹھایا کہ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ تمام مسلم ... کی مملکت ... [illegible]

لاگو کیا ہے ؟ آپ اس سے اختلاف کر سکتے ہیں مگر اس کی جانب کوئی ... اور ... امامت ... [illegible]

اس کا کوئی جواب ڈاکٹر خلیق انجم ... نہ دے سکے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے سوداد قلم سرکی ہے (دیکھیے اقبالیات، ... ۱۹۹۱، ۲۶،۴۳)

۷۵۔۷۶۔ خطابات اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد، ... لاہور، اردو ۱۹۸۸ء، صفحات ۲۰۹، ۲۶۲ تا ۲۶۷

۷۷۔ Iqbal, his Political Ideas at Crossroads، صفحہ ۸۰، ترجمہ ڈاکٹر جاوید اقبال، رفیع رودو، صفحہ ۲۲۱ ۔۔ کا ایک حصہ ہے :

You call me (a) protagonist of the scheme called 'Pakistan'. Now Pakistan is not my scheme

اس خط کا ترجمہ مطبوعہ یوں ہے ... "آپ نے مجھے 'پاکستان' کا حامی قرار دیتے ہیں حالانکہ پاکستان میرا منصوبہ نہیں ہے" (کلیات مکاتیب اقبال، جلد سوم، صفحہ ۷۶۲) یہ ترجمہ ... پاکستان اسکیم سے یہاں مراد ... کی اسکیم ہے نہ کہ نظریۂ پاکستان۔

۷۸۔ دیکھیے (i) رفیع رودو، (جلد سوم) صفحہ ۴۳۲ (ii) کلیات مکاتیب اقبال، جلد سوم، صفحات ۷۶۳، ۷۶۴

۷۹۔ گزشتہ صفحات میں یہ شواہد سامنے آ چکے ہیں۔ دیکھیے (i) اقبالیات سید ... ، صفحہ ۳۰ (ii) سرگزشت اقبال، صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۱ (iii) سرگزشت اقبال، صفحات ۲۹۸ تا ۳۰۲

۸۰۔ وفاق کی حمایت، وحدانی حکومت کے مقابلے پر ہے جس کی سفارش نہرو رپورٹ میں کی گئی تھی ... وفاق کی حمایت ... میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قرارداد کے مطابق ... صوبوں کو دیے جائیں ... اور ... اختیارات مرکز کے پاس ہوں ... خود مختار ... ریاستوں کا ... کی بات تھی۔

۸۱۔ Autonomous State سے مراد اقبال کی مراد ہندوستان کے اندر خود مختار ریاست نہیں بلکہ ... خود مختار ریاست ہے۔ اس کا تعلق "within British Empire or without British Empire" ... کے ساتھ ہے۔ ہندوستان (موجودہ بھارت) کے ساتھ نہیں (مزید دیکھیے: اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۷۹۹ تا ۸۰۰)

۸۲۔ یہ اس وقت کی ملی سیاست تھی ... مذکورہ قرارداد میں شامل مطالبات منظور نہیں ہوئے تھے ... مطالبات کا پورا ہونا ... نصب العین کی طرف پیش قدمی کے مترادف تھا۔

۸۳۔ دیکھیے، اقبال کا مکتوب بنام ... مورخہ ۱۱ ... ۱۹۳۲ء (کلیات مکاتیب اقبال، جلد سوم، صفحہ ۱۸۸)

۸۴۔ Letters and writings of Iqbal ... ص ۷۹

۸۵-۸۶۔ سرگزشت اقبال، صفحہ ۲۸۹

۸۷۔ کلیات مکاتیب اقبال جلد سوم، صفحہ ۳۴۴

۸۸-۸۹۔ سرگزشت اقبال، صفحات ۳۴۴، ۲۸۹

۸۹. "اعلان بالفور" کو کئی اعتبار سے مبہم دستاویز کہا جاتا ہے کہ اس میں بیک وقت اسرائیلی سلطنت اور فلسطینیوں کے حقوق کی ادائیگی کا، اسرائیلی سلطنت اسی اعلان کی بنیاد پر قائم ہوئی (اگرچہ تصورِ پاکستان اعلان ... اور اسرائیلی سلطنت کا جواز اس سے مختلف ہی تھا)

۹۰. بحوالہ، زندہ رود، صفحہ ۵۱۸ (اصل انگریزی خط اقبال میوزیم میں محفوظ ہے)

۹۱-۹۲. سرگذشتِ اقبال، صفحات ۳۱۷ - ۳۱۸

۹۳. The Sword and the Sceptre مرتبہ رفیق افضل، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۲۹۰

۹۴. لاجپت رائے کا یہ مضمون بنگال کے کانگرسی لیڈر سی آر داس کے نام تھا۔ قائد اعظم نے اس کا حوالہ مسلم لیگ کے اجلاس لاہور ۱۹۴۰ء کے خطبے میں دیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۸۵۷ تا ۸۵۹

۹۵-۹۶.(الف) تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۲۸۷ - ۲۸۹، ۲۹۳ - ۲۹۴ (ب) Letters and writings of Iqbal صفحہ ۵۹

۹۷. اقبال کے خطوط جناح کے نام، ترجمہ و ترتیب، [illegible] جہانگیر عالم، صفحہ ۵۱

۹۸. The Ardent Pilgrim — صفحہ ۹۲

۹۹. دیکھیے: Iqbal's concept of Separate N.W Muslim State ۔ [illegible] کے کے عزیز کی تحریر

۱۰۰. Speeches, Writings and Statements of Iqbal مرتبہ لطیف احمد شیروانی، صفحہ ۲۹۰

۱۰۱. اقبال اور مغربی مفکرین، مکتبہ علم و دانش، لاہور، پانچویں اشاعت، ۱۹۹۷ء، صفحہ ۸۵

۱۰۲. بحوالہ "اقبال اور مغربی مفکرین"، صفحہ ۴۳

۱۰۳. دیکھیے حاشیہ ۲۱۔ [illegible] کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ ڈاکٹر اقبال اگر فرقہ پرست ہوتے یا مطالبۂ پاکستان کو [illegible] ہوتے تو جواہر لال نہرو [illegible] کے گھر ان سے ملنے کیوں گئے ہوتے۔ موصوف کو شاید علم نہیں کہ پاکستان کے [illegible] سے اس [illegible] اور اس کے بعد سے [illegible] اتفاق کر لیا تھا۔

۱۰۴. "تصورِ پاکستان [illegible]" [illegible]، کیپٹل پبلی کیشنز اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱

۱۰۵. اصل انگریزی متن کے لیے دیکھیے Thoughts and Reflections of Iqbal مرتبہ سید عبدالواحد، شیخ محمد اشرف، لاہور، ۱۹۶۴ء، صفحہ ۲۱۹

۱۰۶. مثال کے طور پر کانٹ ویل سمتھ نے لکھا ہے:

All possible prestige was drawn from Iqbal and his association with the separate state idea, and from his communalism. The magnificent Iqbal's reactionary potentialities, now that he was no longer there to refute them were being exploited to the full. The Muslim League was not primarily religious; but those of its devotees who were interested in the religious aspects of a separate Muslim state could find

ample stimulants to their enthusiasm and imagination
(Modern Islam in India, Sh M Ashraf, reprint 1969, P 292-93)

اقبال سنگھ لکھتے ہیں:

There is self deception, unconscious, subtle, but unmistakable self deception. This applies both to Iqbal in so far as he associated with the Pakistan demand, and to those who turn to Iqbal's philosophy for an ideological justification of Pakistan.
(The Ardent Pilgrim, II ed. P. 95-96)

پروفیسر مشیر الحق رقم طراز ہیں:

"بہر حال جب تجویز (یعنی قرارداد پاکستان) اس تحریک اور اس کی تعبیر میں لوگ اقبال اور ان کا اس دوران سے استشہاد کیا جانے لگا تو اس آزمائشی دور میں اقبال کا خطبۂ الہ آباد بھی کام آیا۔" (اقبال، مذہب اور سیاست، صفحہ ۱۰۳)

اسی طرح ایم برکات گیلانی رقمطراز ہیں:

"اقبال کے بارے میں غلط فہمی جو ۱۹۳۰ء سے پھیلائی جا رہی تھی ... اس غلط فہمی کو سب سے زیادہ تقویت ملی جب پاکستان کے حکمراں طبقے اور لیڈروں نے کسی خاص مقصد کی خاطر اقبال کو پاکستان کے بانی کے طور پر قومی ہیرو کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا۔" (کتاب نما، نئی دہلی، نومبر ۱۹۷۷ء، ص ۵۸)

۱۰۷۔ دیکھیے: Evolution of Pakistan کے پہلے ایڈیشن کا دیباچہ جو دوسرے ایڈیشن میں بھی شامل ہے۔ پیرزادہ لکھتے ہیں:

In this publication an attempt has been made to trace the etymology of Pakistan and to give a survey of the suggestions and schemes aiming at the division of the Indo-Pakistan Subcontinent

۱۰۸۔ Complete Works of Rahmat Ali مرتبہ کے کے عزیز، جلد اول، صفحات ۱۴۱ تا ۱۵۸

۱۰۹۔ مجلہ زندہ رود، ۴۴، ص ۳۸۶

۱۱۰۔ A History of the Idea of Pakistan مطبوعہ ۱۹۷۷ء، ۱۲۶ — بقول پیرزادہ شائع ہے کہ ۱۹۴۲ء میں کہا گیا کہ ہندوستان میں جب (اشتراکی) انقلاب آ جانے کا امکان تھا ... اسی وجہ سے جمہوری ... اس باب سے تصور پاکستان کا ایک تعلق، کمیونسٹ، اسلامی تصور ... پاکستان ... کے نتیجے میں قائم ہوا۔

۱۱۱۔ دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۸۴ تا ۹۲

۱۱۲-۱۱۳۔ زندہ رود، صفحات ۳۸۵ تا ۳۹۰، ۳۸۷

۶۰

۱۱۴. مثال کے لیے دیکھیے، A History of the Idea of Pakistan، ص ۴۹

۱۱۵. (۱) Evolution of Pakistan ص ۲۹۱ (۲) A History of the Idea of Pakistan ص ۴۲۹

۱۱۶. دیکھیے Evolution of Pakistan ص ۳۸

۱۱۷. اس پر علامہ اقبال نے روشنی ڈالی ہے۔ دیکھیے، حرفِ اقبال، مقالاتِ اقبال اور ... اقبال نامہ، ص ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰

۱۱۸. ڈاکٹر جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ ... اشتیاق حسین قریشی کی تحریر پر اعتماد کرتے ہیں اور ... کے اشعار کتاب "تاریخ تحریکِ آزادی" حصہ اول (انگریزی) کے صفحات ۴۸، ۴۹ پر ہے، مگر تاریخ تحریکِ آزادی ... کا مصنف اس روایت میں کوئی مستند ماخذ یا حوالہ پیش نہیں کرتا۔" (زندہ رود، صفحات ۳۸۶–۳۸۸)

۱۱۹. دیکھیے (۱) The Struggle for Pakistan ص ۱۱۷ (۲) Evolution of Pakistan ص ۱۰۴ (۳) A History of the Idea of Pakistan ص ۲۲۱

۱۲۰. تفصیل کے لیے دیکھیے، میرا مقالہ بعنوان "علامہ اقبال پر مولانا محمد علی جوہر کے اعتراضات کا جائزہ"، روزنامہ "قومی زبان"، کراچی، اپریل ۱۹۹۸ء

۱۲۱. A History of the Idea of Pakistan ص ۲۴۳

۱۲۲. ماہنامہ "اقبال ریویو"— ... اقبال نمبر، ... اکتوبر ۱۹۶۸ء، ص ۲۵

۱۲۳. A History of the Idea of Pakistan

۱۲۴. Evolution of Pakistan — صفحات ۲۶۳–۲۷۸

۱۲۵. ... مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۲۱ء میں کہا کہ "ہندوستان کے ... کا ... ہے کہ وہ ہندو مسلم ... ہندو مسلم اتحاد ... کانگریس ... کا اجلاس ۱۹۴۰ء میں مولانا ابوالکلام آزاد نے خطبہ دیا، اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے —

"ہماری گیارہ سو برس کی مشترک زندگی نے ایک متحدہ قومیت کا سانچہ ڈھال دیا ہے ... ایسے سانچے بنائے نہیں جا سکتے، وہ قدرت کے مخفی ہاتھوں ... سے صدیوں میں خود بخود بنا کرتے ہیں۔ اب یہ سانچہ ڈھل چکا اور قسمت کی مہر اس پر لگ چکی ..." (ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، مرتبہ رشید الدین خان، صفحات ۲۴۸، ۲۴۹)

۱۲۶. دیکھیے، ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، مرتبہ رشید الدین خان، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۵

۱۲۷. "آزادیِ ہند" ترجمہ، تلخیص، تعریب ... رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۵۹ء، صفحات ۱۵۶، ۱۵۷

مولانا آزاد کہتے ہیں کہ "جہاں تک ہندوؤں کے حقِ وطن کا مطالبہ ہے، یہ ... ہندوستان ... کے ... ہیں۔" ... علامہ اقبال کے ... "مشرق ... میں ... مغرب ... " ... (اقبال کے ... ص ۵۹) ... مشہور ... (کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۹۲)

اقبال نے لکھا ہے، "نوول پروفیسر پرونگ" یہودی مرضی اور ارادے سے اس ملک سے باہر چلے گئے تھے۔" [حرف اقبال، ص ۲۱۳] لیکن

نوول وی ایس [مشرق وسطیٰ کی ...، ۱۹۹۱ء] یہودی مسلطین ... (اقرار) ...

... مسلمانوں کو ...

۱۲۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۳۸۲ - ۳۸۳

۱۲۹۔ (۱) Evolution of Pakistan ص ۵۱ - ۵۲ (۲) A History of the Idea of Pakistan ص ۲۸۲

۱۳۰۔ (۱) Evolution of Pakistan ص ۹۲ (۲) A History of the Idea of Pakistan ص ۲۸۶

۱۳۱، ۱۳۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰

۱۳۳۔ گفتار اقبال، صفحہ ۲۸۲

۱۳۴۔ دیکھیے، The Struggle of Pakistan ص ۱۱۴ - ۱۱۵

۱۳۵۔ ... حیات ... ۱۹۹۵ء، ص ۱۴۷

۱۳۶۔ Islam in Modern History ... ۱۹۵۹ء، ص ۲۱۴

۱۳۷۔ دیکھیے، Evolution of Pakistan ص ۸۰ - ۹۲

۱۳۸۔ (۱) Evolution of Pakistan ص ۱۱ (۲) A History of the Idea of Pakistan ص ۲۸۸

۱۳۹۔ Evolution of Pakistan ص ۵۰

۱۴۰۔ دیکھیے، ... ۱۹۸۰ء

۱۴۱۔ ... ۱۹۸۲ء، ص ۲۵۴

۱۴۲۔ دیکھیے، ... "..." ... مقدمہ

۱۴۳۔ ... صفحہ ۲

۱۴۴۔ ... ۱۹۸۲ء، ص ۲۴۵ تا ۲۴۷

۱۴۵۔ دیکھیے، اقبال کے خطوط جناح کے نام، صفحہ ۲۴

۱۴۶۔ کلیات اقبال اردو، صفحہ ۴۲۹

۱۴۷۔ Complete Works of Rahmat Ali ...، ص ۱۲

۱۴۸۔ Rahmat Ali, a biography ... ۱۹۸۷ء، ص ۴۰

۱۴۹۔ ... ۱۹۹۷ء، صفحات ۸۹ - ۹۰

۱۵۰۔ دیکھیے، Complete Works of Rahmat Ali ...، صفحہ ۱۷۱

۱۵۱۔ Now or Never ... Evolution of Pakistan ص ۳۶۱

۱۵۲. Complete Works of Rahmat Ali ـ طبع دوم، صفحات ۱۶۵ ـ ۱۶۶

۱۵۳. دیکھیے، "رحمت علی، ایک سوانح عمری" کا چھٹا باب عنوان ہے "Home is wilderness"

۱۵۴. خطبۂ الٰہ آباد پر مسٹر ٹیکر کا تبصرہ قابلِ توجہ ہے۔ "گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے ہندوستان سے [illegible] پہنچ کر ٹیکر نے کہا کہ وہ پچھلے [illegible] اقبال [illegible] کے تمام [illegible] کی [illegible] سے انکار کرتے ہیں، [illegible] ماننے تھے کہ [illegible] کو [illegible] معرض میں منقسم کر دیں [گے]"۔ (اقبال کا سیاسی سفر، ص ۲۴۲)

۱۵۵. وفاقی حیثیت میں اقبال، وفاقی سکیم کی اس شکل کے مخالف تھے جو برطانوی حکومت اور ہندوؤں کے باہمی [illegible] تھی۔ [illegible]
خطبۂ الٰہ آباد میں اقبال نے [illegible] وفاقی سکیم کے خلاف سخت الفاظ میں مسلمانوں کو خبردار کیا۔ اقبال نے کہا
"اگر ہندوستان کے والیانِ ریاست کو وفاق میں شرکت کرنے کی دعوت دی تو ہندو [illegible] ایک [illegible]
والیانِ ریاست ایک طرف برطانوی [illegible] کے [illegible] ہوں گے تو دوسری طرف وفاقی اسمبلی میں ہندوؤں کو اکثریت
حاصل ہو جائے گی۔ [illegible] والیانِ ریاست کی [illegible] حکومتیں بھی اسی طرح مضبوط ہو جائیں گی۔ اگر مسلمانوں نے اس سکیم کو
منظور کر لیا تو ان کا سیاسی وجود تھوڑے ہی عرصے میں کالعدم ہو جائے گا۔"
(Thoughts and Reflections of Iqbal P 117-118)

۱۵۶. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۲۰۷ تا ۲۱۸

۱۵۷. دیکھیے: Thoughts and Reflections of Iqbal ـ ص ۲۰۰

۱۵۸. دیکھیے [illegible] کا مقالہ "چودھری رحمت علی اور تصورِ پاکستان" [illegible] پاکستان، [illegible] ۱۹۸۰ء، ص ۱۸

۱۵۹. Thoughts and Reflections of Iqbal صفحات ۱۸۹ ـ ۱۹۰

۱۶۰. Complete Works of Rahmat Ali صفحات ۱۴۰ ـ ۱۴۱

۱۶۱. [illegible] کے سلسلۂ مقاصد سے [illegible] کسی [illegible] اور [illegible]
[illegible] (نسل) پر زور دیا [illegible] اقبال نے اس [illegible] سے خبردار کیا ہے۔

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانندِ خاکِ رہگزر (کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۶۵)

۱۶۲. Thought and Reflections of Iqbal ص ۱۲۸، ۱۲۹

۱۶۳. یہاں کچھ مثالیں دینا مقصود ہے [illegible] اس [illegible] کا مفصل جائزہ [illegible]
[illegible] میں پیش ہو چکا ہے۔ [illegible] رحمت علی کی [illegible]

۱۶۴. Complete Works of Rahmat Ali ص ۱۶۵

۱۶۵ تا ۱۶۷. [illegible] صفحات (بالترتیب) ۲۸۸، ۲۲۴، ۲۲۵

۱۶۰–۱۶۱۔ A History of the Idea of Pakistan — جلد ۳ (انگریزی) ۲۶۸، ۲۶۲–۲۶۳، ۲۰۲

۱۶۲–۱۶۴۔ ایضاً، صفحات ۲۶۹، ۱۹۱ —— ۱۹۲

۱۶۵۔ Thoughts and Reflections of Iqbal ص ۱۹۷

۱۶۶–۱۶۷۔ A History of the Idea of Pakistan صفحات ۲۰۲، ۱۸۷، ۲۶۹

۱۶۶۔ The Standard English Urdu Dictionary — مرتبہ مولوی عبدالحق ۱۹۶۰ء، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۹۳ء ص ۴۲۵

۱۶۸۔ A History of the Idea of Pakistan ص ۴۰۶

۱۶۹۔ خطبۂ الٰہ آباد میں اقبال کہتے ہیں:

A redistribution of British India, calculated to secure a permanent solution of the communal problem is the main demand of the Muslims of India

(Thoughts and Reflections of Iqbal P 184)

۱۷۰۔ دسمبر ۱۹۳۳ء اقبال نے دوسری گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

Either the Indian majority community will have to accept for itself the permanent position of an agent of British imperialism in the East or the country will have to be redistributed on a basis of religious, historical and cultural affinities so as to do away with the question of electorates and the communal problem in its present form.

۱۷۱۔ اپنے مکتوب بنام جناح مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء میں اقبال لکھتے ہیں:

But as I have said above in order to make it possible for Muslim India to solve these problems it is necessary to redistribute the country and to provide one or more Muslim states with absolute majorities (quoted in: A History of the Idea of Pakistan, P 400)

۱۸۰–۱۸۱۔ ایضاً، صفحات ← ۲۶۲–۲۶۳، ۲۶۴، ۳۱۳، ۳۴۵

کے کے عزیز کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلی مرتبہ ان ماخذوں سے متعلق تحقیق کر رہے ہیں اور ان کے اقتباسات کو تمام و کمال پیش کرتے ہیں (کتاب مذکور ص ۱۸۶) حال یہ ہے کہ وہ اقتباس کے بعض الفاظ کو ظاہر کرتے ہیں اور بعض کو چھپاتے ہیں۔ تاکہ دو قومی نظریے کا مخالف ثابت کرنے کے لیے ان اقتباسات میں یہی کیا ہے —— ۲۹ مئی ۱۹۳۷ء کی علامہ اقبال کی تحریر جو انہوں نے پنجاب مسلم لیگ میں "ملکۂ اپنے اجتماع کی ماہوری" کی حمایت میں کی، اس پیش نظر رکھی جائے تو صوبوں کی ذہنیت کے علاوہ مسلم مرکز

کی فرقہ کاری پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے۔ (دیکھیے گفتارِ اقبال، صفحہ ۲۶ تا ۲۸) اسی طرح ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کی تحریر سے وہ نتائج

۱۱۱۔ حاصل نہیں ہوتے جو کے کے عزیز نے نکالے ہیں (دیکھیے، اگلا حاشیہ) کسی محقق کو یہ ہیرا پھیری زیب نہیں دیتی۔

۱۸۲ تا ۱۸۶۔ گفتارِ اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، صفحات (بالترتیب) ۲، ۱۳، ۱۴، ۲۰-۲۸، ۵۱، ۷۴

کے کے عزیز نے اقبال کے مذکورہ اقتباسات درج کرنے کے بعد اقبال کا ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کی تقریر کا یہ حصہ نقل کیا ہے [illegible]

اگر تمہیں آزادی ہند میں بھی مرکزی حکومت ہو تو ہمیں [illegible] میں جائیں تو کوئی اعتراض نہیں" [illegible]

[illegible] یہ نتائج اخذ کیے ہیں کہ خطبۂ الٰہ آباد سے پہلے اقبال [illegible] قومی نظریہ [illegible] مسلمانوں کی ہندوؤں سے علیحدگی اور تقسیم ہند [illegible] کے خریر

کے اخذ کردہ نتائج غلط اور گمراہ کن ہیں۔ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کی تقریر کے بعض دوسرے حصے بھی نقل کر دیے جائیں۔ اقبال

مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "آپ آئندہ کی حالت پر رحم نہیں کرتے تو خدا کے لیے [illegible] مسلمانوں کے حقوق کے

لیے کچھ کرو۔ تمام انجمنوں کو ملا دو اور ایک متحدہ محاذ بناؤ اور [illegible] کانگریس میں جانے سے بہتر ایک کانفرنس کرو۔ ہندوؤں کو

ایک موقع دو، محض اپنا وقت [illegible] اگر ممکن ہو تو ہو جائے، تو پھر ان کا یقین نہیں۔" (گفتارِ اقبال، صفحہ ۱۰۱)

یہ تقریر خطبۂ الٰہ آباد سے ایک سال پہلے کی ہے۔ اقبال مسلمانوں کو متحد ہو کر، اپنی [illegible] مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے

لیے کچھ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مسلم مطالبات منانے کے لیے ہندوؤں کو ایک اور موقع دیتے ہیں اگرچہ انہیں یقین ہے کہ ہندو [illegible]

مان لیں گے۔ خطبۂ الٰہ آباد کے موقع پر بھی [illegible]، حالانکہ اقبال نے ہندو مسلم مفاہمت نہ ہونے پر مایوسی کا اظہار کیا [illegible]

اگرچہ مفاہمت کا دروازہ کھلا رکھنے کے لیے [illegible] کا اظہار بھی کیا ہے تاہم اپنی ذاتی حیثیت سے منفرد مسلم ریاست کی تجویز اقبال

پیش کر دی۔ ایک اہم واقعے اور منطقی [illegible] کی بات پہلی دفعہ ہوئی تھی اگرچہ [illegible] ۔" کے

درمیان (بالواسطہ طور پر) یہ تجویز اقبال پہلے سے پیش کر رہے تھے (تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہے) کے کے عزیز

نے "گفتارِ اقبال" سے اپنے مطلب کے اقتباسات چنے ہیں۔ اس کے باوجود یہ اقتباسات اپنے سیاق و سباق میں [illegible] کے کے عزیز

کے اخذ کردہ نتائج کی نفی کرتے ہیں۔ کے کے عزیز نے اقبال کے ایسے بیانات کو سرے سے نظرانداز کیا ہے جو مسلمانوں کو ہندوؤں

سے الگ، سیاسی لائحہ عمل کی تلقین پر مبنی ہیں۔ [illegible] کے طور پر ۶ جنوری ۱۹۲۹ء کو (خطبۂ الٰہ آباد سے ڈیڑھ سال پہلے) ایک اہم موقع پر

(آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے) اقبال نے کہا:

"حضرات! آج میں نہایت صاف صاف لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کو ہندوستان میں

بحیثیت مسلمان ہونے کے زندہ رہنا ہے تو ان کو جلد از جلد اپنی اصلاح و ترقی کے لیے سعی و کوشش کرنی چاہیے

اور جلد از جلد ایک علیحدہ پولیٹیکل پروگرام بنانا چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں بعض حصے ایسے

ہیں، جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔۔۔۔" (گفتارِ اقبال، صفحہ ۷۳)

۱۱۳۔ A History of the Idea of Pakistan، جلد اول، صفحہ ۲۷ — (یہ حوالہ پہلے بھی آ چکا ہے) کے کے عزیز نے منتخب کی

جو خصوصیات بیان کی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

Everybody writes on the Pakistan movement who has energy, a set of opinions to plead and an ambition to see his name in the print. Everybody writes confidently, insistently, speedily, voluminously. But not truthfully. One marvels at the fossil frigidity of his prejudices and assertions. Facts are inaccurate. Documents are misquoted and garbled. Conclusions are unsound and false

ان معلومات میں سے بیشتر کے کے عزیز کے ان وجود ہیں ــ موصوف نے ایک مقصد سامنے رکھ کر تاریخ کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال کو [illegible] کا بانی ثابت کرنا ایسی ہی ایک کوشش ہے۔ چودھری رحمت علی کے پمفلٹ (Now or Never) میں کوئی ایسا نکتہ نہیں [illegible] تصور [illegible] اور تصور پاکستان کا تاج رحمت علی کے سر پر رکھ دیا [illegible] علامہ اقبال اور پاکستان کے [illegible] اقبال (A History of the Idea of Pakistan ص ۳۰۹-۳۱۰) میں علامہ اقبال اور پاکستان کا تذکرہ ان الفاظ میں:

"Iqbal's admirers have made extravagant claims about his influence on Rehmat Ali, even going to the length of saying that Iqbal coined the name "Pakistan" for Rahmat Ali's Muslim state, though there is absolutely no first hand or reliable evidence to support this when Iqbal himself had made a firm declaration that his suggestion was not for a partition but for a re distribution of provincial boundaries..."

ڈاکٹر اقبال احمد خان نے رحمت علی پر اقبال کے اثر کا ذکر کیا ہے اور عبدالوحید کی ایک روایت اور دو دلائل کی بنیاد پر یہ تسلیم کیا ہے کہ "تصور پاکستان کے بانی یا خالق چودھری رحمت علی نہیں، بلکہ علامہ اقبال ہیں اور پاکستان کا لفظ بھی [illegible] (رحمت علی) کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ دراصل علامہ کا وضع کردہ ہے" (اقبال [illegible] صفحات ۹۰۴-۹۰۵) کے کے عزیز [illegible] کا کوئی مواد نہیں دیا [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] تصور بھی اقبال کا ہے اور [illegible] نام بھی اقبال کا وضع کردہ ہے۔ کے کے عزیز لکھتے ہیں کہ اقبال کے مداح یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں کہ اقبال نے رحمت علی کی مسلم ریاست کے لیے نام وضع کیا [illegible] رحمت علی کی مسلم ریاست اقبال کے کسی مداح نے نہیں کہا [illegible] یہ کے کے عزیز کی تیاری ہے۔ اگر موصوف نے [illegible] کا نہیں بلکہ اقبال کے دوسرے مداحوں کا ذکر کیا ہے تو حوالہ دینا چاہیے تھا تاکہ معلوم ہو سکتا کہ اقبال کے کون سے مداحوں نے ایسی بات کہی ہے۔

اقبال نے [illegible] ہندوستان کو (ہندوستان [illegible]) [illegible] کی تجویز پیش کی ہے [illegible] ان [illegible] لکھتے ہیں کہ اقبال کا یہ قطعی اعلان ہے کہ میری تجویز تقسیم کی نہیں تھی بلکہ صوبائی سرحدوں میں

ردوبدل کی تھی۔

۱۸۸–۱۸۹. A History of the Idea of Pakistan — صفحات ۲۴۱، ۲۴۲

۱۹۰. دیکھیے، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ "تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

۱۹۱، ۱۹۲. A History of the Idea of Pakistan صفحات ۲۴۱، ۲۴۲، ۳۰۲

مذکورہ نظم کا عنوان "مؤثر" ہے جبکہ [illegible] "افتخار علی ملک کی مؤثر کاوش" — اس میں ایک مصرع ہے: "مؤثر ہے [illegible] افتخار علی ملک [illegible]"۔
اس نظم کی [illegible] اشعار کی بنا پر ہے [illegible] اس مصرعے سے بھی ظاہر ہے کہ یہ مادۂ [illegible]۔

۱۹۳. کے کے عزیز، ۱۹۰۵ء کی رحمت علی کی مبینہ تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

So far it has not been possible to trace the original of this inaugural address, nor has any contemporary witness come forward to confirm the substance of Rahmat Ali's claim (رحمت علی، ایک سوانح عمری، ص ۲۳)

۱۹۴. یہ بات علمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ علامہ اقبال کے اسلامی تصورِ قومیت پر مخالفینِ پاکستان نے، اسلام پاکستان کی راہ روکنے اور نظریۂ پاکستان کی فکری بنیاد کو غیر مستحکم کرنے کے لیے، شروع سے اعتراضات کیے ہیں۔ ان اعتراضات کا جائزہ لیا ہے۔ (دیکھیے "مقالاتِ اقبال کا تجزیہ" — [illegible]، لاہور، ۱۹۹۸ء) اقبال کے ایک نمایاں تصور سے کے کے عزیز کا انکار علمی دنیا میں ایک عجوبہ سے کم نہیں۔

۱۹۵. "طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام" میں اقبال کہتے ہیں:

جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا
اس کا مقام اور ہے، اس کا نظام اور ہے! (بانگِ درا، ص ۱۱۹)

اصلاح سے پہلے اس شعر کی شکل یہ تھی:

[illegible] کا نام، [illegible] اس کا نظام اور ہے (باقیاتِ اقبال، ص ۲۱۲)

مارچ ۱۹۰۷ء والی غزل کا یہ شعر، اقبال کے منصوبہ کے اظہار سے بھی، قابلِ توجہ ہے:

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا (بانگِ درا، ص ۱۵۲)

اسی نظم "عبدالقادر کے نام" میں "مسلمان قوم" کے لیے "بزم" کا لفظ استعمال کیا ہے:

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افقِ خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں (بانگِ درا، ص ۱۴۰)

۱۹۶. دیکھیے، کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۳۲، بانگِ درا، ص ۱۴۰

۱۹۷. [illegible] 'Evolution of Pakistan' — ص ۳۲۹

۱۹۸. ایضاً، [illegible]

۱۹۹۔ رحمت علی ۱۹۱۲ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور ۱۹۱۳ء تک لاہور میں رہے ۔ (رحمت علی ایک سوانح عمری، صفحات ۱۶۱–۱۶۲) اقبال کے پاس حاضری ہوتے رہے (روزگار فقیر، جلد اوّل، صفحات ۱۲۴ ۲۵) دوسری گول میز کانفرنس کے دوران جب اقبال لندن گئے تو وہاں استقبال کرنے والوں میں چودھری رحمت علی شامل تھے (بحوالہ اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحہ ۸۹۸)

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک پرجوش نوجوان جو اسلام سے محبت رکھتا ہو اور جو کئی سال تک، علامہ اقبال کے لاہور میں اقامت پذیر رہا ہو، ان کی مجالس میں شمار رہا ہو، کمبرج میں کئی سال سے رہا ہو — وہ اقبال کے خیالات سے بے بہرہ رہا ہو

۲۰۰۔ انہوں نے اس نکتہ پر متفق اور معروضات کی ہے ۔ (اقبال کا سیاسی کارنامہ، صفحات ۹۱۵ تا ۹۲۵) کے تحریر ہے ۔ اس کا دیتے ہیں ۔ خطبہ الہ آباد کا حوالہ بھی دیا ہے لیکن علامہ اقبال کے اس ، اپنی تحریروں ، استدلال سے آنکھیں چرائی ہیں

۲۰۱۔ چند اشعار بطور مثال، ذیل میں، درج کیے جاتے ہیں:

> سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
> حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۶۱)
>
> جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
> جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی (، ، صفحہ ۳۳۲)
>
> یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
> ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات (، ، صفحہ [illegible])

۲۰۲۔ جن ملکوں میں مسلمان اکثریت میں ہوں، اقبال کے مطابق، وہاں اسلام قوم پرستی کے خطرے کو، بے اثر کرے گا [illegible] کے لیے، اسلامی ریاست کا ضابطہ بالعموم [illegible] اس میں اسلامی اقدار شامل ہیں ۔ رحمت علی نے [illegible] علاوہ [illegible]

۲۰۳۔ Thoughts and Reflections of Iqbal — صفحہ ۱۹۳

۲۰۴۔ پاکستان جو کہ قائداعظم کی رہنمائی میں قائم ہوا اور جس کی بانی جماعت مسلم لیگ تھی اس لیے جب رحمت علی ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے تو ایک ماحول ان کے خلاف بنا ہوا (تفصیلات کے لیے دیکھیے: رحمت علی، ایک سوانح عمری، کا چھٹا باب) باب کے عنوان [illegible] (The Wilderness)

سے اسی بات کی صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ اس باب میں کے کے عزیز نے رحمت علی کے ساتھ عوام، بزرگوں، علمائے علم و دانش اور ارباب حکومت کی بدسلوکی (اور ہے ...) (Falsehood on the Throne) بیان کی ہے ۔ ... کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں ، حالانکہ مسلمانوں کا اجتماعی مزاج ، محسنِ رسول ؐ کے مطابق ، کبھی غلط نہیں ہوتا ۔ عوام کا اجتماعی حافظہ رحمت علی سے بے خبر تھا ۔ اس پر رحمت علی کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا تھا اس لیے عوام نے رحمت علی کو نظر انداز کیا ۔ رحمت علی مسلم لیگ کی مخالفت کرتے آئے تھے ۔ قائداعظم کو معلم ترین قرار اور مسخرا بنایا تھا ، ایسے شخص کے ساتھ ایک ہیرو کا سا سلوک کیسے ممکن تھا ۔

A History of the Idea of Pakistan ... (بالترتیب) ۲۴۰، ۲۴۹، ۴۰۲ تا ۴۰۳

۲۰۹۔ اے کے کے بروہی نے نقل بھی کیا ہے (کتاب مذکور، ص ۲۵۸) اس کے اردو اعلاریہ ہے کہ پاکستان کا تصور [illegible]

مرک چودھری رحمت علی ہیں — چہ دلاورا ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

۲۱۰۔ حیات اقبال کے مخفی گوشے، ۱۴۳ تا ۳۵ء

۲۱۱۔ کے کے عزیز کی چند مزید غلط بیانیوں کا ذکر حسب ذیل ہے:

(۱) اقبال کے دو خطوط بنام جناح مورخہ ۲۸ مئی اور ۲۱ جون ۱۹۳۷ء (جن میں اقبال نے ہندو مسلم [illegible] ہندوؤں کا مادرِ وطن تاکہ ... کی ضرورت ظاہر کی ہے) کے تجزیے ... کے کے عزیز ... نتائج اخذ کیے ہیں [illegible] ... وہ لکھتے ہیں کہ تنظیم ... اقبال نے ... لوگوں کی اقتصادی حالت ... سوال ہی ... جو ... کا حامل تھا (کتاب مذکور، ص ۱۲۲، ۳۱۱ تا [illegible])

علامہ [illegible] کے ... اقبال ہی کے ... بھی لکھی جا سکتی ہیں۔ ... ۱۹۳۷ء ... لوگوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کرتے ہیں ... اقتصادی ... مذہب ... قومی ... ہو سکتے ہیں ... تقسیم کرنا چاہیے ... [illegible] ... کو علیحدہ کر دیا جائے ... سیاست اور معاشیات میں داخل ... سیاسی اور اقتصادی مسائل کو ... اور دور وسطیٰ ... آج کی ... اخلاق اور ... قومیت کا ... [illegible] ... (مضامین نہرو، مرتبہ ... ص ۱۱۲ تا ۱۱۴)

علامہ اقبال نے ... نہرو کی ... اشتراکیت ... کامل اسلامی شریعت کا نفاذ ... "لیکن شریعت اسلام کا نفاذ ... آزاد ... ریاست یا ریاستوں ... اس ملک میں ناممکن ہے" (اقبال کے خطوط جناح کے نام، مرتبہ ... صفحات ۵۰ تا ۵۱) ... سے کامل "اسلامی شریعت کا نفاذ" ... ریاست ہی میں ممکن ہے ... اسلام ...

اسی طرح ... یہ بھی تھا کہ ہندو اور مسلمان ... اعتبار سے ایک ہیں ... مسلمانوں کے اتحاد کی بنیاد ... کا عقیدہ بتاتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک وطن، نسل، رنگ اور ... کی بنیاد نہیں ہو سکتیں۔ اس اعتبار سے وطنی اور نسلی امتیازات ملی اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہیں ... کی وضاحت ... ہے۔ اقبال ... کو بتاتے ہیں کہ مسلمان ... اعتبار سے بھی ہندوؤں سے مختلف ہیں ... میں اسی لیے مسلمانوں کو — martial races — کہا ہے۔

لسانی سوال کو بھی اقبال اسلامی تصور کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔ لسانی ... کے ظہور سے ... ہو گیا تھا۔ لسانی سوال

بھی ہندو مسلم مسئلہ تھا۔ ہندوؤں کی اردو دشمنی سے سرسید دو قومی نظریے تک پہنچے تھے۔ اردو اور ہندی کی ایک ہی لغت ہے۔ صرف رسم الخط اور
ذخیرۂ الفاظ کا ہے۔ اردو میں یہ خصوصیات عربی سے اور ہندی میں سنسکرت سے آئی ہیں۔ اردو رسم الخط اور ذخیرۂ الفاظ والی زبانیں (اردو،
سندھی، پنجابی، پشتو اور بلوچی) اب پاکستان میں ہیں۔ (کشمیری زبان بھی انہی خصوصیات کی حامل ہے) دوسری طرف ناگری رسم الخط اور
سنسکرتی الفاظ والی زبانوں کا گروہ بھارت میں ہے۔ اقبال کے ہاں اسلامی قومیت کے حوالے سے زبان کا مسئلہ بھی اہم تھا (۲) [illegible]
[illegible] اقتصادی، ملی، لسانی، سیاسی اور معاشرتی مسائل اسلامی قومیت ہی کے مسائل ہیں۔ اسلام کا دنیاوی نظام [illegible]

(۲) [illegible] لکھتے ہیں کہ رحمت علی اور قریشی صاحب کا موقف کل ہند سطح پر مسلم جمہوریت کا تھا جبکہ اقبال کا موقف علاقائی اور مقامی تھا۔
(کتاب مذکور، ۱۲۲ تا ۲۱۲، ۲۱۳) [illegible]
[illegible] اقبال نے ۱۹۲۸ء میں کہا تھا کہ اگر مسلمان [illegible] سرحد، سندھ، کشمیر اور بلوچستان میں [illegible]
[illegible] (مکالمات [illegible] ۲۰ و ۲۲۲) [illegible]
[illegible] پاکستان میں ہے۔ اقبال کا اسلامی قومیت [illegible] دو قومی نظریہ ہے [illegible]
اقبال [illegible] پاکستان کا معاملہ اسلامی دنیا سے منسلک تھا

(۳) [illegible] شمال مغربی ہند (West India) میں [illegible] (Large) [illegible] (Large) [illegible]
[illegible] (Letters and writings of Iqbal [illegible]) [illegible]
[illegible] شمال مغرب" (North West) کا ذکر ہوا ہے۔ (A History of Idea of Pakistan [illegible])
[illegible] "وسیع مغرب" (Large West) [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] "اسی ایک ریاست [illegible] شمال مغربی ہندوستان [illegible]" (کلیات مکاتیب اقبال
جلد سوم، ۱۸۸ [illegible]) اس سے ظاہر ہے کہ اقبال کا [illegible]

(۴) [illegible] اقبال اور رحمت علی کا [illegible] (کتاب مذکور، ۲۲۰ [illegible]) اس میں [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] رحمت علی [illegible]
[illegible] رحمت علی [illegible] اقبال ہی [illegible]
[illegible] اقبال [illegible]
[illegible] (Thoughts and Reflections of Iqbal) [illegible]
صفحہ [illegible] (۱۲۵، ۱۲۶) [illegible] انگریزوں اور ہندوؤں کی طرف [illegible]
اقبال کا [illegible] مسلم [illegible]
[illegible] اقبال کہتے ہیں کہ [illegible]

سے کہا کہ "اتحاد کامیابی کا سرچشمہ ہے . . . اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو" (ایضاً، ص ۱۲۲) انگریز حکومت کے [illegible] اور ہندوؤں کی [illegible] دہشت سے اقبال بہت [illegible] مسلمانوں کو خبردار کر رہے تھے۔ یکم مئی ۱۹۲۷ء کو مرکزیہ [illegible] ہال میں اقبال کی تقریر کا یہی موضوع تھا۔ اس تقریر کا متن ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے:

"آج کل ۳۰ [illegible] سے [illegible] [illegible] جو یہ ہے کہ مسلمان [illegible] پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ ایک طرف ہندوؤں کی کوشش ان کے [illegible] دوسری طرف حکومت کے [illegible] نظام کی سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف جاری ہیں [illegible] مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں" (ایضاً، ص ۲۷، ۲۸)

۲۱۲۔ سید سلیمان ندوی کے [illegible] مکتوب مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء [illegible] اقبال لکھتے ہیں:

"میرا [illegible] ضرور [illegible] اسلام کا ہندوؤں کے ہاتھوں [illegible] [illegible] اصل راہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے بھی [illegible]" ۔ (اقبال اور سیاست ملی، [illegible] ص ۱۲۰، ۱۳۱)

۲۱۳۔ اصل انگریزی متن حسب ذیل ہے:

He kicked his people into shape and prepared them for the acceptance of the idea of Pakistan. The idea was not his, but the force behind its becoming belonged to no one else. In this sense he occupies the highest place in the development of the idea of Pakistan. (کتاب مذکور، ص ۲۲۲)

۲۱۴۔ [illegible] سرکاری [illegible] کی [illegible] آل انڈیا کانفرنس میں، ہندوستان کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں [illegible] قرارداد [illegible] (۱۹۳۰ء) کی [illegible] [illegible] کا اصل متن [illegible] [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible] اصل متن [illegible]

۲۱۵۔ [illegible] [illegible] قیصر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پاکستان" نامی [illegible] کتاب [illegible] سرکاری [illegible] شائع کی گئی [illegible] اس کتاب میں [illegible] پاکستان [illegible] اقبال سے منسوب ہے۔ (ناشر [illegible]، صفحہ ۱۱۳)

۲۱۶۔ جواہر لال نہرو نے ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو [illegible] کے [illegible] بیان [illegible] کی مخالفت ان الفاظ میں کی:

"کسی مذہبی جماعت کا [illegible] مذہبی یا [illegible] معاملات میں رہنمائی کرنا [illegible] اور اس کی [illegible]

کا اعتراف بھی کرتے ہوں۔ اسی طرح ایک سیاسی اکائی کا ... طور پر کل ہندوستان ... سامنے آتا ہے

یا پھر اس کی راہ نکلتی ہو۔ ... ہندوستان ایک ... پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے کسی

سوال کا کوئی ... تصفیہ نہیں کیا جا سکتا" (مضامین نہرو، مرتبہ ... اردو اکادمی دہلی، ۱۹۹۲ء، ص ۱۴۳)

اسی طرح علامہ اقبال کے بیان مورخہ ... ۱۹۳۳ء (... مذہبی، ... اور قوموں ...) کی ... اسی طرح ... موجودہ

شکل میں ... اور ... علامہ اقبال ہی ... ہے۔ (خطبہ اقبال، ... مرتبہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ... ۲۰۹) ... میں

ہوئے کہا جاتا ہے ... ہندوستان کو مذہبی طور پر تقسیم کرنے کا ... ہوں ... صرف پیدا کرنا ... ہے اور موجودہ ...

میں ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (مضامین نہرو، صفحہ ۵۳)

موجودہ ... ہندوستان کو مذہبی طور پر تقسیم کرنا کیوں ضروری تھا؟ اس کا ... علامہ اقبال کے ہاں ... اور ...

تصورِ پاکستان کا مرکزی نکتہ ہے۔

۲۱۸۔ اکثر مورخوں کا موقف یہ ہے کہ ... ریاست کا نام "پاکستان" ہی علامہ اقبال کا وضع کردہ ہے ... کے ذہن میں ... (اقبال

اقبال کا سیاسی کارنامہ ... ۱۹۷۷ء) تاہم اگر اقبال ... کہیں ... یا کسی ... میں ... اور ... میں شامل

ہو جاتی تو ... رحمت علی نے "پاکستان" ... تحریری شکل میں ... (۱۹۳۳ء) میں استعمال کیا ہے

۲۱۸-۲۱۹۔ Complete works of Rahmat Ali ... رحمت علی ایک ... ۲۵۵، ۲۵۸، ۲۹۲، ۲۹۳

۲۲۰۔ دیکھیے، ... اقبال کا ... ص ۱۴۵

۲۲۱۔ ... رحمت علی کا ... (Inside India) میں شائع کیا تھا ...

کا اعتراف ہے کہ ... رحمت علی کا کوئی انٹرویو ... رحمت علی ... اور ... (۱۹۹۳ء

سوال ... کی شکل ... میں شامل ... (A history of the Idea of Pakistan ...) ...

... رحمت علی ... (۱۲۸ ...) ...

... رحمت علی ... (Inside India ... ۲۵۱ ... ۲۶۲)

اس سے ان کی ... کا اندازہ ہوتا ہے۔

۲۲۲۔ ... (۱۹۰۹ء) میں مسلم لیگ کی کوشش ... جداگانہ انتخابات کا اصول ... لیا تھا۔ ہندوؤں کی طرف سے ...

... "میثاق لکھنؤ" (۱۹۱۶ء) میں کانگرس ... اصول کو تسلیم کر لیا ... اور ... "جداگانہ ... "

قرار دیا گیا۔ "دہلی تجاویز" (۱۹۲۷ء) میں ... جناح کی ... مسلم رہنماؤں نے ... دوسرے مسلم مطالبات کا ... وہ

"جداگانہ انتخابات" ... علامہ اقبال نے اس ... کی مخالفت کی۔ مسلم لیگ دو حصوں ... جناح ... لیگ

میں بٹ گئی۔ "نہرو رپورٹ" (۱۹۲۸ء) میں "مخلوط انتخاب" کا اصول اختیار کیا گیا لیکن جن مسلم مطالبات کی منظوری سے یہ

اصول ... تھا وہ نظر انداز کر دیے گئے۔ ... جناح نے "چودہ نکات" مرتب کیے جن میں ایک اہم نکتہ "جداگانہ انتخاب"

کا اصول تھا۔ اسی طرح جب مسلم لیگ نے "صوبائی خود مختاری" کا مطالبہ کیا تو اقبال نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے استعفیٰ دے دیا۔ چنانچہ مسلم لیگ کو اپنے فیصلے پر نظرثانی کرنا پڑی۔ "جداگانہ انتخابات" اور "صوبائی خود مختاری" سے دست برداری سے مسلمانوں کی مسرت اکثریتی ہو جاتی۔ علامہ اقبال کی مخالفت "صحیح سمت میں بروقت اقدام" تھا۔

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۳۴ء میں انگلستان سے واپس آئے تو مسلم لیگ کے صدر چنے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں انہوں نے مسلم سیاسی عناصر کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا آغاز کیا۔ اسی دور میں "مسلم ریاست" کے حصول کا اور معرکہ جاری تھا۔ علامہ اقبال، قائد اعظم کی اور جناح کی قیادت کی اور مسلمانوں کے مفاد کے مطابق کام کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ جناح کی عمر اور قابلیت اور جماعت کی حالت پر پورا اعتماد کر کے اقبال نے تحریک میں اقبال کی "نصیحت" اور "اعلان" کا نتیجہ ہے۔ وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اقبال ۱۹۳۸ء اس وقت تک مسلم ہو جاتا کی فہرست "انتہائی مسرت" تھی اور صوبائی مسلمان کے اکثر مسلم سیاسی رہنما جناح سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اور پنجاب انتخابات میں شکست کے اسباب کا سبب تھی [A History of ... of Pakistan ص ۳۰۴] علامہ اقبال نے اپنے خط مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء میں جناح کو آگاہ کیا آپ کی راہ میں "مسلم ریاست" بار بار مسلمانوں کے مطالبے کا وقت آ پہنچا ہے۔ وہ وقت قریب آ گیا تھا اور قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کو متحد و منظم کرتے ہیں کچھ مزید کامیابی حاصل کی اور ۱۹۴۰ء میں مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ کرنا اور تحریک پاکستان کی راہنمائی اس طرح کی کہ سات برسوں میں پاکستان قائم ہو گیا۔

اس تاریخ پر یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ ۱۹۳۳ء میں پاکستان کا "مطالبہ" حل اور وقت تھا۔ "پاکستان قومی تحریک" کا آغاز بھی اسی طرح ہے اور یہ کہ مسلم قوم کو خود مسلم اور اس کی طرف سے مانگی گئی یہ صرف پاکستان کی منزل تک پہنچنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ رحمت علی کی کسی دوسرے دوست کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ وہ انگریزوں اور ہندوؤں سے ... کرے" اور "انہیں سمجھائے" گا۔ (دیکھیے، "ناؤ آر نیور" اور رحمت علی کا مذکورہ اسٹرڈیو جسے والدہ ایک نام نے اپنی کتاب میں شامل کیا۔) قائد اعظم محمد علی جناح نے ... وفات کے وقت کو سمجھانے کے لیے تو اقبال نے، حسب ذیل الفاظ میں فرمائش کی تھی

> نہیں تم کو ملازم سے ابھی کیا؟ علامت کی سرے سے زندگی!
> مرا لب بن ہم جس کو اپنا ہوئے دل کو بے گناہ بادشاہی! (اردو یورپ علامت، ناگپور ۱۹۳۱)

پھر رحمت علی نے ہندوستان آخر علی امت میں مصروف رہا۔ مسلم کا نئی تحریک دوڑانے کا عمل، حصول مقصد کے ناظر میں رحمت علی کی اہمیت کو کچھ ہے وہ مسلم ریاست کا نام "پاکستان" تجویز کرنے کے حق میں ہے۔

۲۲۳ ایک طرف رحمت علی جلد الہ آباد کی نقل، تاریخ، اس عمل میں کچھ تبدیلی کرتے اور اقبال کے تصور مسلم ریاست کا اعادہ کرتے (دیکھیے "ناؤ آر نیور" —) تصور پاکستان کا رحمت علی ہیرو کے طور پر ہیں اور وہ "پاکستان قومی تحریک" کے بانی ہونے پر اصرار کرتے آپ اسلامی کرنے میں مصروف ہیں (دیکھیے، مذکورہ "اسٹرڈیو") میرا ہی دوا لے سے "بانی پاکستان" ہونے کے زعم میں مبتلا ہیں (دیکھیے، ۱۹۴۱ء میں ان کے نام سے شائع ہونے والا مضمون "نیا پاکستان" اور رحمت علی کی "تصنیف" "پاکستان" حوالے پہلے آ چکے ہیں) دوسری طرف علامہ اقبال کے قوم اتحاد و تنظیم کی طرف متوجہ کر کے قائد اعظم جناح کو مسلم ریاست کے مطالبے پر آمادہ کرتے ہیں ...

[illegible] ہے۔ اس میں حصولِ مقصد پر زور ہے کہ [illegible] لیکن [illegible] اقبال ہی کا [illegible] قائداعظم نے قرارداد لاہور کی منظوری کے
تین برس بعد ان خطوط کو ایک دیباچہ کے ساتھ شائع کر دیا۔ اس دیباچہ میں قائداعظم لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک یہ خطوط بہت تاریخی اہمیت کے حامل ہیں بالخصوص وہ خطوط جن میں ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ان کے خیالات کا واضح اور غیر مبہم اظہار ہے۔ ان کے خیالات پورے طور پر میرے خیالات سے ہم آہنگ تھے [illegible] بالآخر میں ہندوستان کے دستوری مسائل کے مطالعہ اور تجزیے کے بعد انہی نتائج پر پہنچا اور کچھ عرصہ بعد یہی خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کی متحدہ خواہش کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جن کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ کی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور سے ہوا جو عام طور پر قرارداد پاکستان کے نام سے موسوم ہے۔" (اقبال کے خطوط جناح کے نام، صفحات ۲۰، ۲۱)

[illegible] قائداعظم کے الفاظ (his views were substantially [illegible] in consonance with my own) [illegible] اقبال [illegible] کی آرا میں ہم آہنگی تھی (کتاب مذکور، [illegible]) [illegible]

"... and had finally led me to the same conclusion as a result of careful examination and study of the constitutional problems facing India..."

۲۲۴۔ دیکھیے اقبال کے خطوط بنام جناح [illegible] مورخہ ۲۸ مئی اور ۲۱ جون ۱۹۳۷ء۔ [illegible] اقبال کی [illegible] ہے
[illegible] جناح [illegible] اقبال کے [illegible] (کتاب مذکور، [illegible]) [illegible]

۲۲۵، ۲۲۶۔ Modern Islam in India [illegible] ۱۹۴۶ء، صفحات ۲۸۷، ۲۷۹

۲۲۷۔ دیکھیے ہندوستان کی دستوری [illegible] سے متعلق [illegible] The Founder of Pakistan [illegible] صفحات ۵، ۲۰) یہاں "پاکستان" [illegible]
[illegible] تھا

۲۲۸۔ رحمت علی [illegible] [illegible] ۱۸۶]
[illegible] پانچ سو [illegible]
[illegible]
[illegible] (کتاب مذکور،
صفحہ ۱۳۸) [illegible] پاکستان [illegible] رحمت علی [illegible]
[illegible] پاکستان [illegible] ہے۔

۲۲۹۔ ۱۹۴۰ء کے [illegible] سیاسی و اقتصادی [illegible] "تصورِ پاکستان" کو [illegible] ہے۔

۲۳۰۔ [illegible] آل انڈیا مسلم کانفرنس کی [illegible] کمیٹی کے اجلاس میں [illegible]

ہوئے کہا کہ اگرچہ سر اقبال نے کہا ہے کہ چار مسلم صوبوں کو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے چار علیحدہ ریاستیں بنا دیا جائے مگر میری ناچیز رائے میں وہ اس تجویز کو دہرانے کے لیے تیار ہوں۔ البتہ اگر ایسا ہو۔۔۔ سرکاری دولت مشترکہ سے باہر کسی آزاد مسلم ریاست کے قیام کا ذکر کیا ہے تو میں اس ملک میں ایسی تجویز کو رد کرتا ہوں۔ مانے وزیر علم ایسی ایک علاقہ کے پیمانہ پر کے اسمبلی ہو جانے کا کوئی تصور کر سکتا ہوں [روئیداد نقلی سہ کمی، راؤنڈ ٹیبل کانفرنس، ۱۹۳۰ء ۱۱ نومبر ۱۹۳۰ء، اقبال کا سیاسی دور، ۳۹۱]

۲۳۱. Encyclopaedia Britannica، سولہویں جلد، صفحہ ۱۲۹

۲۳۲. مقالات اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد، صفحہ ۲۶۳

۲۳۳. مارچ ۱۹۰۷ء والی غزل سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ اقبال پیش گوئی کرتے ہیں کہ مغربی قوم جرمنی یورپ کو لے ڈوبے گی اور عرب کی اسلام دشمنی کے باوجود قافلۂ ملت شاد و سلامتی کو منزل تک پہنچ جائے گا۔ اس اقبال اپنے سفر کا یقین بھی کرتے ہیں:

> تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
> جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہوگا
> سفینۂ برگِ گل بنا لے گا قافلہ مورِ ناتواں کا
> ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا
> میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
> شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا (بانگِ درا، ۱۵۱ – ۱۵۲)

۲۳۴. "مصر و حجاز" میں بھی مکتوب مغرب "اور "ملت اسلامیہ" دونوں کی وضاحت ہے:

> حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
> ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
> ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
> نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر!

۲۳۵. عبداللہ قریشی، حیات اقبال کا اختتامی دور، صفحہ ۲۶۳

۲۳۶. حیات اقبال کے چند مخفی گوشے، صفحہ ۱۲۵

۲۳۷. اقبال کا سیاسی سفر، مرتبہ محمد حمزہ فاروقی، بزم اقبال لاہور، ۱۹۹۲ء، صفحات ۳۲۹ تا ۳۳۰

۲۳۸. ٹائمز لندن ۲۰ جنوری ۱۹۳۲ء کا ادارتی مضمون اسلامی سلطنت سے ایک خوف کا اظہار ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ہندوؤں کو رنج کی بات ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے دیکھنے کے بعد حکومت کو اس رنج کے اظہار و نمائش کے لیے سب سے زیادہ استعمال کیا ہے۔ وہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کے اتحاد سے شمال مغربی ہند میں ایک اسلامی سلطنت کے قیام کی تجویز ہے۔۔۔ اس تجویز سے واضح ہوگیا ہوگا کہ حضرت علامہ نے کوئی نئی تجویز پیش نہیں

کی مسلمان ان تمام صوبوں میں جہاں انہیں اکثریت حاصل ہے، پنجابی سے حقوقِ اکثریت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ۰۰۰ ہمیں تو صرف مقولہ کے قول کے مطابق ... مالی و عسکری ... کے مسلمانوں کی تقدیر ہی صرف ترقی ہے کہ ان چاروں صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا جائے۔" (اقبال کا سیاسی سفر، صفحات ۲۱۷، ۲۴۹، ۲۵۲)

۲۳۹-۲۴۰۔ کتابِ مذکور، صفحات ۲۲۳، ۲۴۱

۲۴۱۔ حیاتِ اقبال کے مخفی گوشے، صفحہ ۳۲۷

۲۴۲-۲۴۳۔ اقبال کا سیاسی سفر، صفحات ۲۴۳، ۲۶۸

۲۴۴۔ حیاتِ اقبال کے مخفی گوشے، صفحہ ۳۲۷

۲۴۵-۲۴۶۔ اقبال کا سیاسی سفر، صفحات ۲۴۳، ۲۴۳ تا ۲۴۷

۲۴۷۔ دیکھیے، شذراتِ اقبال، صفحہ ۱۸۲۔ اقبال کا ایک تحریر شدہ ۱۹۱۱ میں مولانا شبلی کے جلوس کا ... اس موضوع پر غور کرتے ہوئے اقبال نے کہا: "مغربی ملکوں کے متعلق بعض نامور مغربی مصنفوں نے غلط باتیں مشہور کر رکھی ہیں اور یہ کہ ہمیں اسلام کی تحریک پھیلانے کا بتایا جاتا ہے۔ یورپ کا ان سے مشتبہ ہونے کا اقرار ہے۔۰۰۰"

۲۴۸۔ ڈکنسن کا اسرارِ خودی پر تبصرہ "دی نیشن" میں ۲۴ دسمبر ۱۹۲۰ء کو شائع ہوا تھا۔ جس میں درج ذیل قابلِ توجہ ہیں:

And if the east once get going to recover by arms a free and united Islam, it will not stop till it has either conquered the world or failed in that attempt. In either case there will not be much left of Mr. Iqbal's philosophy among his coreligionists. (مشمولہ Sword and Scepter، مرتبہ رشید حسن، اقبال اکیڈمی پاکستان، صفحات ۲۸۹-۲۹۳)

۲۴۹۔ حوالے کے لیے دیکھیے (۱) تحریکِ پاکستان اور نیشنلسٹ علما، چودھری حبیب احمد، صفحہ ۳۶ (۲) سیاسی ... فرقے، ... صفحہ ۹۰

۲۵۰۔ اقبال کا سیاسی سفر، محمد حمزہ فاروقی، صفحات ۲۴۲-۲۴۸

۲۵۱ تا ۲۵۴۔ Letters and writings of Iqbal، مرتبہ شیر احمد ڈار، صفحات (الترتیب) ۵۵، ۱۰۸، ۱۱۹-۱۲۰

۲۵۴۔ برطانیہ نے جب متحدہ ہندوستان تقسیم کیا تو پاکستان ... مسلم لیگ کے ... سے نکل گیا۔ ... اساسی تنظیم آگے چل کر ... ہے کہ اسلامی اتحاد قائم ہو جائے کہ سب پاکستان بن گئے۔ تحریک محو ہے۔

۲۵۵۔ Iqbal his political ideas at crossroads، ایس حسن احمد، صفحہ ۸۰

۲۵۶۔ اس میں جب "خسرواں" کے اشعار نقل ہو چکے ہیں، جن اور مثالیں جہاں درج کی جاتی ہیں "پیامِ مشرق" جن اقبال کہتے ہیں۔

نہ عمامہ ... ترکِ ... جمع ... ...

تیرہ ... ... است (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۲۲)

انگریزی خطبات میں اقبال لکھتے ہیں:

For the present every Muslim nation must sink into her own deeper self, temporarily focus her vision on herself alone until all are strong and powerful to form a living family of republics.

(The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam. P 126)

۱۹۳۳ء میں اقبال نے سر فضل حسین کے اس سال کی ایڈریس، اسلامی دنیا میں سیاسی اتحاد؟ جنگ عظیم ... کہا:

"اس صدی سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام بطور ایک سوسائٹی کی حیثیت سے تمام قوموں اور مذاہب اسلام کو متحد کرنے کی اہلیت سے ... ملی، قومی اور مذہبی وجود کو ختم کرنا اور انسانی بہبود کے لئے ایک جس اسلام کا نظریہ (بلکہ عمر اقتصادی سے کام) لیا گیا تو اسلام ہی کا کمال ہوگا) کو وجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔"

اسی ضمن میں، ایک ہفتے کے بعد، اقبال نے مزید کہا:

"اسلام ایک عالمگیر سلطنت کا یقیناً منتظر ہے جو نسلی امتیازات سے بالاتر ہوگی اور جس میں شخصی اور مطلق العنان بادشاہتوں اور سرمایہ داروں کی گنجائش نہ ہوگی۔ دنیا کا تجربہ خود ایسی سلطنت پیدا کر دے گا غیر مسلموں کی نگاہ میں شاید یہ محض خواب ہو لیکن مسلمانوں کا یہ ایمان ہے"

(پہلے اقتباس کے لئے دیکھیے "خون اقبال" صفحہ ۲۰ اور دوسرے کے لئے "گفتار اقبال" صفحہ ۲۰۸)

۲۵۷. The Ardent Pilgrim — اقبال سنگھ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۷ء، صفحہ ۹۱

۲۵۸. پاکستان کا نام "ناؤ آر نیور" (۱۹۳۳ء) کی اشاعت سے متعارف ہوا۔ قرارداد لاہور (۱۹۴۰ء) میں یہ نام استعمال نہیں ہوا تھا اس کے بعد عام ہوگیا۔

۲۵۹ تا ۲۶۱ Iqbal's concept of N.W Muslim state — صفحات (بالترتیب) ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۸

۲۶۲. A History of the Idea of Pakistan — ص ۳۱۳

۲۶۳. اقبال اور ان کا پیام، پروفیسر رالف رسل، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی، ۱۹۹۴ء، صفحہ ۲۱

۲۶۴. علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل اشعار قابل توجہ ہیں:

تو ابھی رہگزر میں ہے قید مقام سے گزر
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر
رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک؟
ترا سفینہ کہ ہے بحر بیکراں کے لئے (کلیات اقبال اردو، صفحات ۳۲۱، ۴۲۱)

۲۶۵. دیکھیے Is Religion possible? مشمولہ اقبال کے انگریزی خطبات

۲۶۶. تمام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے تک ... سے اہل مغرب کا خاتمہ ... آپ کی منتظر رہے ہیں۔

۲۶۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص ۳۲۴ تا ۳۲۸

۲۶۸۔ سرگزشتِ اقبال، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، صفحات ۳۰۱ - ۳۰۲

۲۶۹۔ Thoughts and Reflections of Iqbal, ص 241

۲۷۰۔ اقبال کے خطوط جناح کے نام، ترجمہ و ترتیب - اقبال احمد صدیقی [illegible]، صفحہ ۵۵

اس اقتباس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال "قوم" کا لفظ "امتِ مسلمہ" سے کم تر معنوں میں بھی استعمال کرتے ہیں

۲۷۱۔ مقالاتِ سیمینار [illegible]، مرتبہ [illegible] اللہ [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۳۱

۲۷۲۔ Iqbal: his Political Ideas at Crossroads، ص ۱۸ - ۱۹

۲۷۳-۲۷۴۔ A History of the Idea of Pakistan، ص ۲۰۱-۲۰۲، ۳۱۲

۲۷۵۔ چراغِ فکر، دارالرشاد، الجمعیۃ [illegible]، ۱۹۹۶ء، ص ۵۸۲

۲۷۶۔ مکتوباتِ شیخ الاسلام، کراچی، ۱۹۹۶ء، جلد اول، ص ۳۸

۲۷۷۔ "کتاب نما" دہلی، فروری ۱۹۹۶ء، صفحہ ۵

۲۷۸۔ دیکھیے، [illegible] [illegible]، [illegible]، جون ۱۹۹۸ء، [illegible]

[illegible] (Nationalism) [illegible] [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] [illegible]

۲۷۹۔ ایضاً، صفحہ ۲۵

۲۸۰۔ اقبال ایک مسلم سیاسی مفکر، مرتبہ [illegible]، نئی دہلی، ۱۹۹۲ء، ص ۹

کشمیر میں کچھ "دہشت پسندوں" کے ہاتھوں اپنی ہلاکت سے کچھ عرصہ پہلے پروفیسر مشیرالحق [illegible] [illegible] ۱۹۸۹ء [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] ("سارا جہاں ہمارا" کا مفہوم کچھ اور ہے) [illegible]

[illegible] کے [illegible] کو باقی رکھنے کے لیے [illegible]

[illegible] اور [illegible] ایک قومی [illegible] کی حیثیت سے استعمال کرکے دوسروں کو [illegible]

[illegible] خود اپنا [illegible] (اقبال ایک مسلم سیاسی مفکر، صفحات ۸۰ - ۸۱)

پروفیسر مشیرالحق [illegible] اقبال کے مسلم ریاست کے تصور کو [illegible]

قرار دیتے ہیں (کتاب مذکور، صفحہ ۱۰) اس [illegible] اقبال [illegible]

مسلم ریاست (اسٹیٹ) کے بجائے [illegible] کا لفظ استعمال کیا تھا" (صفحہ ۱۲) [illegible]

[illegible] (صفحہ ۱۴) اور [illegible]

کی تحریک قرار دیتے ہیں اور [illegible] اقبال کی نفی کرتے ہیں۔ (صفحات ۸۰ - ۸۱)

۲۸۱. اقبال ... ، پروفیسر شیخ اکبر ملک، بزم اقبال لاہور، ۱۹۸۵ء، صفحہ ۱۳۹

۲۸۲. ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، مرتبہ رشید الدین خان، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۶ء، ۹۳، ۴۲۱

۲۸۳ تا ۲۸۵. اقبالیات سید مرید ... ، صفحات (بالترتیب) ۲۲۰، ۲۲۰–۲۲۱، ۳۰

۲۸۶. A History of the Idea of Pakistan — صفحہ ۳۱۲

۲۸۷. "تقسیم ہند" — مکتبہ جدید اردو ادب، لاہور، ۱۹۵۹ء، صفحات ۶۱–۶۲

۲۸۸. ابوالکلام آزاد، ایک ہمہ گیر شخصیت، صفحہ ۴۸

۲۸۹، ۲۹۰. اقبال ریویو، حیدرآباد دکن، نومبر ۱۹۹۵ء، صفحات ۳۱ تا ۳۲، ۵۲ تا ۵۵

۲۹۱. اقبال ایک مسلم سیاسی مفکر، صفحہ ۸

۲۹۲. ۲۴ فروری ۱۹۹۸ء کی شام کو ... "(India Debates)" کے پروگرام میں وحیدالدین خان ... دو قومی نظریے کو غلط قرار دیا۔ کشمیر کے ... [illegible] ... بقول وحیدالدین ... وحیدالدین خان شاعر ... اقبال تھے ... مسلمانوں کی ... [illegible] ... (اردو بک ریویو، نئی دہلی، مئی جون ۱۹۹۸ء، صفحات ۴، ۵)

۲۹۳. Islam in Modern History ... لائبریری، نیو یارک، ۱۹۵۹ء، صفحہ ۹۵

۲۹۴. مطالعۂ اقبال میں پہلا اقبال، مشمولہ "تناظر ۲" — صفحہ ۷۹

۲۹۵. اقبال پر ایک تنقیدی نظر، مشمولہ "عصری ادب" — دہلی، جون ۱۹۹۰ء، صفحہ ۴۱

۲۹۶. اقبال ریویو، حیدرآباد دکن، نومبر ۱۹۹۵ء، صفحات ۵۱–۵۵

۲۹۷. "کتاب نما" — نئی دہلی، شمارہ فروری ۱۹۹۶ء، صفحہ ۵

۲۹۸. "شاعر" اقبال نمبر، بمبئی، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۳۳

۲۹۹. تفصیلات کے لیے دیکھیے "گفتار اقبال" — صفحات ۲۰ تا ۲۳

۳۰۰. تفصیلات کے لیے دیکھیے "... " ... اور ... احمد صابری، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۵۱ء، ... ۳۰۵ تا ۲۱۶

۳۰۱. اقبال کے خطوط جناح کے نام، صفحہ ۱۹

۳۰۲. ← تقسیم بنگال کے خلاف شورش، نہرو رپورٹ ... [illegible] ... اس کی ... ہیں۔

۳۰۳. Friends and Foes — کے ایل گابا، پیپر پبلشنگ ہاؤس لاہور، صفحہ ۱۲۲

٣٠٤. روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ٢ جنوری ١٩٩٨ء، صفحہ ٨

٣٠٥. بحوالہ "چراغِ فقر" — صفحہ ١٠٥

٣٠٦. کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٢٢٩

٣٠٧. تفصیل کے لیے دیکھیے، "ہماری مسلمان حالت" از ڈاکٹر اسرار احمد، مشمولہ روزنامہ جنگ، راولپنڈی، مورخہ ٢٠ ... ١٩٩٨ء

٣٠٨–٣١٠. دیکھیے، چراغِ فقر، صفحات ٥٢٣ تا ٥٤٥

٣١١–٣١٣. ایضاً، صفحات ٢٩٥، ٥٨٥، ٥٨٨

٣١٤. اقبال اور ہم، ڈاکٹر اسرار احمد، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع پنجم، ١٩٨٥ء، صفحہ ٩٣

٣١٥. دیکھیے، "اقبال، مشرق کا سب سے بلند ستارہ"، علی خامنہ ای، دفتر ثقافتی، ناشر اسلامی جمہوریہ ایران، پاکستان، ١٩٩٦ء

٣١٦. فکرِ اقبال ہمہ گیر ہے تاہم، بطور مثال، کچھ اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

وہ عالم ہے مرئی ہے نگاہِ دل کو جس جس پہ ہے لذتِ آشنائی (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٣٩٢)

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر میرا نشیمن بھی تو، شاخِ نشیمن بھی تو! (〃 صفحہ ٣٨٢)

کی فقر سے دنیا و آخرت تیرے لیے

نہ جہاں تیرا ہے کہ تو جاہ و تعلیم تیرے لیے (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٣٠٨)

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی! (〃 صفحہ ٣٤٩)

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے

وہ درویشی، کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری! (〃 صفحہ ٣٥١)

تو اے تدبیرِ حاضر کی گرفتار غلامی سے بتر ہے بے یقینی! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ٣٤٣)

وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام

مرے جائے کوہ گراں تو اگر قلم زباں و سناں توڑ کر

ہو اک سطر تیری غنا رکا ہوا شوخیٔ فکر و کردار کا (〃 صفحہ ٤٢٠)

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق

تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات

تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن! (〃 صفحہ ٣٣٣)

٣١٧. "کوئی بڑی دولت اور ترقی یافتہ ملک کی وضع داری" از ماروف الحسن انصاری، مشمولہ روزنامہ "جنگ" — ١٢ مارچ ١٩٩٩ء، راولپنڈی

۳۱۸. "اشارات" از پروفیسر ڈاکٹر ... ترجمان القرآن، لاہور، ... ۱۹۹۹ء، صفحہ ۹

پروفیسر موصوف نے لکھا ہے کہ ... ۶۰ سے ۱۰۰ ...

۳۱۹. اقبال کا شعر ہے ... سوا گر ... بازو ...

کا ... (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۵۲۱)

۳۲۰. دیکھیے "بانگِ درا" کی نظم "خضرِ راہ" کا جز بعنوان "سلطنت"۔

۳۲۱. دیکھیے، زبورِ عجم کی نظم جو اس جز سے شروع ہوتی ہے:

... سرود ساز ...

از خاک ... ویرانی ... خراب

انقلاب! انقلاب! اے انقلاب (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۴۸۶)

"بالِ جبریل" کی نظم "فرمانِ خدا ..." (کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۴۰۱-۴۰۲)

۳۲۲. "علم الاقتصاد" (۱۹۰۳ء) کے دیباچے میں اقبال لکھتے ہیں:

"کیا یہ ممکن ہے ... اور

... ؟"

اس ضمن میں ... (۱۹۰۱ء) ... (۱۹۲۶ء) ... اقبال کی ...

... [illegible] (کلیاتِ اقبال ... ۴۶۸)

۳۲۳. دیکھیے، اقبال کا خط بنام ... ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء

۳۲۴. دیکھیے، گفتارِ اقبال، صفحہ ۶ تا ۸

۳۲۵. "جاوید نامہ" میں اقبال نے "زر" اور "حرص" کا ... کیا جاتا ہے:

... (کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۶۸)

"بالِ جبریل" میں ایک شعر ہے:

جو حرفِ "قل العفو" میں پوشیدہ ہے اب تک

اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۵۹۸)

۳۲۶. دیکھیے، کلیاتِ اقبال فارسی، صفحہ ۱۰۳ تا ۱۱

۳۲۷-۳۲۸. دیکھیے (۱) ترجمان القرآن، مارچ ۱۹۹۹ء، ... ۹ (۲) روزنامہ ... مارچ ۱۹۹۹ء، کالم ...

۳۲۹. ... : ڈاکٹر ... مرتبہ ... لاہور ... ۱۹۹۲ء، صفحات ۱۰۹-۱۱۰

۳۳۰. روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۱۵ مارچ ۱۹۹۹ء، صفحہ اول۔

چھٹا باب

اقبال کے فن پر اعتراضات کا جائزہ

چھٹا باب : اقبال کے فن پر اعتراضات

1 اقبال کے فن کو پرکھنے کا معیار

اقبال [illegible] اہل زبان [illegible]

کے [illegible] اقبال [illegible] اساتذہ زبان [illegible]

جدید ضروریات پورا کرنے کے لیے اختراع کیے [illegible]

[illegible] علوم [illegible] معاشی [illegible] سیاسی ترقی [illegible]

مرکبات اور اصطلاحات [illegible]

کی شعوریت [illegible]

لیکن [illegible]

اساتذہ زبان کے [illegible] محاورہ [illegible]

طور پر [illegible]

زبان کا ایک [illegible]

اس کی [illegible] اساتذہ [illegible] شعور [illegible]

میر کے [illegible] دہلی [illegible] غالب [illegible]

[illegible] اردو کی شعری روایت [illegible] غالب کی طرح اقبال [illegible]

[illegible] اقبال [illegible] غالب [illegible]

موجود ہے اور زندگی کے حقائق [illegible] اقبال [illegible]

کی حیثیت [illegible] ہمارے اقبال کا [illegible]

[illegible] ہمارے [illegible]

[illegible] ہمارے [illegible]

[illegible] زبان و بیان کے متعلق [illegible]

(اقبال کی [illegible]) [illegible] زبان و بیان کے متعلق [illegible]

ہیں اور [illegible] کتاب [illegible]

اہم [illegible]

کے لیے مروج زبان [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] شعر اور [illegible] اقبال کی زندگی [illegible]

کی شاعری سے جوہری طور پر مختلف ہے۔ اقبال نے اپنے معروف مضمون "جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرہ" میں شعری حسن کے اصول کی وضاحت کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ "جو صنعت حیاتِ انسانی کے لیے [illegible] ہے اس پر [illegible] نہیں رکھتی۔ [illegible] شعری حسن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ پیش پا افتادہ فقرہ [illegible] کہ کمالِ صنعت اپنی [illegible] آپ ہے [illegible] اصولی [illegible] کا ایک [illegible] جملہ ہے [illegible] ہے کہ ہم سے زندگی اور قوت [illegible] چھین لی جائے۔" اقبال کے نظریۂ فن کی [illegible] کلام کی متعدد [illegible] وضاحت ہوتی ہے۔ ان میں "سرور"، "مسجد قرطبہ"، "شاعر"، "شعر عجم"، "جبریل و ابلیس"، "ایجادِ معانی"، "موسیقی" اور "شعر" خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔ اقبال کے [illegible] "اسرارِ خودی" اور [illegible] [illegible] بہت [illegible] [illegible] اقبال پر [illegible] کا [illegible]

[illegible] اقبال کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اور [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کو [illegible] دیا۔ اقبال [illegible] اور [illegible] کیا تھا۔ [illegible] ادب [illegible] ایک طرف [illegible] اقبال کے [illegible] یہ [illegible] اور دوسری طرف اسلامی نظر [illegible] "اسرار" [illegible] کے [illegible] اسلام کی [illegible] [illegible] ہے [illegible] اقبال [illegible] معترضین [illegible] ہے [illegible] کی طرح [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] طرح [illegible] ہے [illegible] ہے اور [illegible]

اقبال [illegible] اقبال [illegible] [illegible] اقبال کی [illegible] معترضین جب اقبال کی [illegible] اور اقبال کی [illegible] [illegible] اقبال کا شعر ہے

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل

آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر[10]

اس شعر پر اعتراض کرتے ہوئے [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہوتا ہے [illegible] دفترِ عمل پیش ہو [illegible] دفترِ عمل [illegible] شرمسار ہو اور مجھے بھی شرمسار کر [illegible] کس طرح صحیح ہو سکتا تھا:

محشر میں دفترِ عمل پیش ہے آپ کو دیکھ کر
آپ بھی شرمسار ہوں، مجھ کو بھی شرمسار کر" ۱۱

بقول سراج الدین [illegible] "یہ [illegible] ہے کہ [illegible] ہمیشہ [illegible] سے ہوتا ہے"[۱۲] اقبال کا شعر [illegible] کو [illegible] اعتبار سے بھی درست ہے اور اکثر زبان اہلِ زبان کی [illegible]۔ لیکن سیماب کا اصلاح شدہ مصرعہ زبان و بیان کے اعتبار سے بہتر اور [illegible] ہوتا ہے ۱۲ اقبال کے ترقی یافتہ ذہن کو تذکیر و تانیث، روزمرہ و محاورہ [illegible]، عناصر اور [illegible] وغیرہ کے بارے میں لکھا اور [illegible] کوشش کرنا بعیر کلامِ اقبال پر غلط [illegible] ہیں۔ [illegible] کی کم مائیگی و کوتاہ نظری کا اشارہ ہے۔

اقبال کی نظر اردو اور فارسی ادب پر گہری تھی۔ عربی ادب [illegible] ان کا گہرا تعلق تھا۔ وہ قرآن کی [illegible] [illegible] تھے۔ انگریزی ادب پر دسترس تھی۔ [illegible] سے کثرت اور [illegible] کا مطالعہ کیا تھا۔ اقبال اہم ترین ادبی روایات [illegible] سے آگاہ تھے۔ وہ زبان و ادب کے [illegible] استعمال کی [illegible] رکھتے تھے۔ ان کا ذہن اتنا ترقی یافتہ ہے کہ [illegible] کا اظہار کرے تو ناممکن ہے۔ [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] کی ادبی تنقید کو معیار تصور کر کے کلامِ اقبال کا منصفانہ [illegible] ہے۔ کلیم الدین احمد نے انگریزی شعرا کو [illegible] کلامِ اقبال [illegible] دعوے دار کہتے ہیں۔ اقبال کے مقابلے میں چھوٹے شاعروں کو [illegible] معیار [illegible] کا نتیجہ نکالا ہے کہ کلیم الدین [illegible] گئی ہے۔ ڈاکٹر [illegible] نے "اقبال اور [illegible] ادب" [illegible] موضوع کی [illegible] اچھی طرح [illegible] ہے۔

اقبال کی زبان میں [illegible] [illegible] نے بھی [illegible] قواعد کی [illegible] ہیں۔ اقبال کے [illegible] کا ماخذ [illegible] ایسے عنوانات قائم کئے گئے ہیں [illegible] [illegible] اعتراضات کی بوچھاڑ کی گئی ہے [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] کام [illegible] اعتراضات [illegible] آ گئے ہیں [illegible] اہلِ زبان کے اصول کا [illegible] اہلِ زبان نے [illegible] روزمرہ و محاورہ [illegible] قواعد [illegible] کلامِ اقبال کو پرکھا ہوا طریقہ ہے۔ [illegible] زیادہ [illegible] ہیں اور ثانیاً قواعدِ زبان کو [illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] زبان کا بنیادی تعلق روزمرہ و محاورہ اور قواعد [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] زبان کو [illegible] خود اقبال [illegible] اہلِ زبان [illegible] کی [illegible] ہو [illegible]

[illegible] [illegible] کے اداروں [illegible] اعتبار کرتی ہے۔ اقبال نے اردو اور فارسی شاعری [illegible] [illegible] کو قبول کیا ہے اور اس سے کام لیا ہے[۱۱] تاہم [illegible] شعری [illegible] اصطلاحات کو اکثر [illegible] دے دیئے ہیں۔ متروک الفاظ، [illegible] تعقید، تذکیر و تانیث، [illegible] روزمرہ و محاورہ [illegible] عروض و قافیہ وغیرہ امور میں [illegible] کو پیشِ نظر رکھا ضروری اور مفید ہے، تاہم اردو زبان ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہی ہے۔ [illegible] ترقی و وسعت [illegible] اقبال کا [illegible] اور اقبال کو [illegible] میں [illegible] ہے۔ اقبال نے [illegible] نئی تلمیحات، نئے استعارات، نئی علامات اور نئی اصطلاحات وضع اور استعمال کی ہیں۔ اس سے [illegible] کی ضرورت [illegible] "[illegible]" کا

"صبح روشن" کی ترکیب پر اعتراض کیا رہا ہے تھا؟ اسی طرح تذکیر و تانیث کے ضمن میں دہلی و لکھنؤ کے فرق و اختلاف معلوم و معروف ہے، چنانچہ کسی ایک دبستان کی پیروی کے بجائے اقبال نے "روح"، "عاشق"، "عار" یا "برتیز" کو مونث [illegible] ہر ایک تواں ہو مستعمل ہوتا رہا ہے۔ انہوں نے مال کو مذکر [illegible] ہے اور [illegible] و اقبال کے ان [illegible] کو مونث ہے [illegible] کوئی [illegible] پیش ہوتا۔ بہتر یہ ہے کہ ترقی اردو کے ادارے مشترکہ طور پر ان اختلافی امور کا حتمی فیصلہ کر دیں۔ ایسا کرتے ہوئے سے زیادہ اہمیت میر، غالب اور اقبال کو ملنی چاہیے [illegible] ہوتا ہے [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] نے لکھا ہے کہ شیکسپیئر اور غالب کا کام [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کا کام [illegible] کی [illegible] کرے ۱۹۰ یہ ایک [illegible] رائے ہے اور ان کا اطلاق اقبال پر بھی ہوتا ہے۔

حوالے اور حواشی

۱۔ ڈاکٹر گیان چند [illegible] سے اس مقطع والی غزل کو ۱۹۱۱ کے کلام میں جگہ دی ہے۔ (دیکھیے، ارتقائی [illegible] اقبال، صفحہ [illegible])

۲۔ مقالاتِ اقبال، صفحہ ۵۲

۳۔ [illegible]

میں میرے لیے ممکن نہیں"۔ (اقبال نامہ، حصہ اوّل، صفحہ ۱۰۹)

۴۔۵۔ دیکھیے، عرضِ حال از مرزا [illegible]، مشمولہ "اقبال کی [illegible]"

۶۔ مقالاتِ اقبال، صفحہ ۲۳۲

۷۔ ان پوری سطروں کا مطالعہ ضروری اور مفید ہے [illegible] اقبال [illegible]

جس روز دل کی رمز مغنی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے! (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۵۷۷)

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا! (〃 ، صفحہ ۵۸۱)

تاثیرِ غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے! (〃 ، صفحہ ۵۸۹)

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار! (〃 ، صفحہ ۵۹۱)

نوا کو کرتا ہے موجِ نفس سے زہر آلود
وہ نے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں! (〃 ، صفحہ ۵۹۲)

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل! (〃 ، صفحہ ۵۹۵)

۸۔ اقبال کہتے ہیں [illegible] (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۰۹) [illegible]
بہت مشکل ہے [illegible] (ایضاً، صفحہ ۳۴۴)

۹۔ اقبال کا عشق [illegible] زباں کے عشق سے [illegible] بلکہ [illegible] کے لیے اگر ضروری ہے [illegible] تو مسلسل راکھ کا ڈھیر ہو جاتا ہے۔ عشق کی آگ اندھیر ہے [illegible] راکھ کا ڈھیر ہے (کلیاتِ اقبال اردو صفحہ ۴۱۲) [illegible]:

شوق مری لے میں ہے، شوق مری نے میں ہے

نغمۂ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے (کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۳۸۸)

وہ عالم [illegible] [illegible] (ایضاً، صفحہ ۲۲۴)

نگاہ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو [illegible] (ایضاً، صفحہ ۵۰۳)

اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کہ اقبال کا عشق [illegible] کا محور و منبع [illegible] ہے۔ عشق کی دو [illegible] ہے

۱۰۔ کلیاتِ اقبال اردو، صفحہ ۲۲۹

۱۱۔۱۲۔ اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۹۵ ۔ ۲۹۲

سراج نے میر کے اشعار نقل کر کے [illegible] ہے کہ امر کا تعلق ماضی و مستقبل سے بھی ہوتا ہے۔

۱۳۔ شعر کی [illegible] مصرعے کی [illegible] [illegible] کہ جب [illegible] [illegible] (دیکھیے کا مفہوم [illegible] [illegible] دونوں مصرعوں میں [illegible] ہے [illegible]

اقبال کی صحتِ زباں، صفحہ ۲۹۹)

۱۴۔ مثلاً دیکھیے (۱) اقبال۔ ایک مطالعہ از ڈاکٹر [illegible] [illegible] اقبال [illegible] [illegible] [illegible] ۱۹۸۸ء (۲) اقبال [illegible] ڈاکٹر [illegible] اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۹ء

۱۵۔ [illegible] کام میں کتب و مقالات کا [illegible] [illegible] اقبال [illegible] ایک مقالے میں [illegible] کیا تھا [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] مثلاً کلیم الدین احمد [illegible] کا جواب [illegible] کی کتب کا جائزہ راقم نے پیش کیا ہے۔ [illegible] "اقبال کی [illegible]" [illegible] (نئی دہلی ۱۹۳۵ء) میں [illegible] [illegible] ہیں جن کا [illegible] جائزہ لیا جا رہا ہے [illegible] اقبال کے فن پر کتب و رسائل [illegible] اعتراضات [illegible]

۱۶۔ [illegible] مزید تلاش سے [illegible] مواد مل سکتا ہے۔ [illegible] [illegible] کے علاوہ [illegible] [illegible] اقبال کی [illegible] [illegible] کے علاوہ ایران میں بھی اعتراضات ہوئے۔ ایرانی اہلِ زبان کے اعتراضات تلاش کرنے کے لیے طہران جانا ضروری ہے۔

۱۷۔ مثلاً ردیف قافیے کے بارے میں اقبال کہتے ہیں کہ "غزل [illegible] کے لیے قافیے کی شرط تو لازمی ہے اگر ردیف بھی [illegible] [illegible] اور بھی لطف بڑھ جاتا ہے۔ البتہ [illegible] کی [illegible] ہیں"۔ عروض کے بارے میں کہتے ہیں کہ "اگر ہم [illegible] [illegible] کی شاعری کا تعلق [illegible] معدوم ہو جائے گا۔" (اقبال [illegible]، حصہ اوّل، صفحات ۲۴۹، ۱۸۰)

١٧۔ "طلوعِ اسلام" کا مطلع ہے: دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی / افق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی! اسلامی احیاء ...
یہ ولولہ خیز شعر ہے اور اس کے لیے "صبحِ روشن" کا نیا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر مصرعے کی اس طرح اور اس ...
کے کسی ... کی تحسین تو کجا، "اردو نثر" ... صبحِ روشن بھی نئی ترکیب ہے دنیا صبحِ صادق اور صبحِ کاذب کے
سوا کسی تیسری صبح سے واقف تھی۔ ... صبحِ روشن اس کا ...
یہ ہے کہ ہم اسے ... دیکھتے ہیں" (اردو ادب کی ...، ۲۳، ۲۶)
پہلے مصرعے میں ستاروں کی تنک تابی کا ذکر ہے تو دلیلِ صبحِ روشن ہے۔ دوسرے مصرعے میں ...
میں بیان ہوا ہے اور یہ اسلوب قرآنِ حکیم سے ماخوذ ہے ... "صبحِ روشن" ...
اس لیے صرف اعتراض بنانا چاہیے کہ یہ ترکیب نئی ہے؟ بلکہ ہر ترکیب ابتدا میں نئی ہوتی ہے۔

١٨۔ ... [illegible]

١٩۔ محاسنِ کلامِ غالب، صفحہ ١٥

۲۔ فنی اعتراضات کے زاویے

۱۔ روزمرہ

بانگِ درا کی نظم "تصویرِ درد" کا شعر ہے: حسن کے غنچوں میں الفت کی ہوا لگتی نہیں / ایسی جس میں کوئی لطف صحبت ہی نہیں

"تنقیدِ ہمدرد" نے لکھا کہ "ہوا لگنا ایک محاورہ ہے [۱] میر نیرنگ (اساتذہ) نے جواب دیا "کیا ضروری ہے کہ محاورہ ہی ہو"[۲] اقبال نے لکھا کہ "ہوا لگنا محاورہ اردو ہے ہو گا۔ میرا مقصود بھی تو محاورہ ہی ہے"[۳] اصل سوال یہ ہے کہ "ہوا آنا" اردو روزمرہ کے مطابق ہے یا نہیں۔ سند کے طور پر اقبال نے ظفر دہلوی کا یہ شعر نقل کیا:

> خدا جانے سحر کس کی گلی سے یہ ہوا آئی
>
> حباب آسا جو میرا ہو گیا ہے پیرہن پھولا[۴]

جواب الجواب کے طور پر "تنقیدِ ہمدرد" نے لکھا "ایسی حالت میں کہا جاتا ہے: "حسن کے غنچوں کو الفت کی ہوا تک نہ لگی" نیز یہ کہ "ظفر مرحوم کے شعر کا محاورہ درست ہے اور اقبال کے اس ملک"[۵] حکیم مرحوم کی یہ رائے اپنے رنگ کی رنگینی کے علاوہ اہلِ زبان پر سرکار عائد کرنے کے مترادف ہے اور "ہوا آنا" اور "ہوا لگنا" دونوں کی اپنی اپنی لغوی حیثیت ہے[۶] اور دونوں درست ہیں۔ اگر کسی کی گلی سے ہوا آسکتی ہے تو چمن کے غنچوں میں ہوا کیوں نہیں آسکتی۔

۲

اقبال کا ایک شعر حسبِ ذیل شکل میں بھی نقل ہوا ہے:

> لگی ہے چوٹ دل پر آہ ہے یاد آ رہا … شبنم کا صبح آکر سے پھول کا دھلانا[۸]

"اودھ پنچ" نے اسے درج کر کے لکھا کہ "اس مل پر شبنم سے منہ کا دھلوانا زیادہ فصیح تھا مگر شاعری ماے لا۔ شبنم کا آنا ہی محاورہ ہے۔ شبنم گرتی ہے۔ اوس پڑتی ہے"[۹] "تنقیدِ ہمدرد" اور "اودھ پنچ" دونوں نے روزمرہ اور محاورہ کا جو فرق و معیار ملحوظ رکھا ہے اس کی توضیح الطاف حسین حالی نے "مقدمۂ شعر و شاعری" میں کی۔ "اوس پڑنا یعنی شبنم گرنا روزمرہ ہے مگر اوس پڑنا بمعنی افسردگی[۱۰] محاورہ ہے"[۱۱] اقبال نے نہ محاورہ باندھا ہے اور نہ روزمرہ کی دلالت ورزی کی ہے۔ اگر وہ "شبنم پڑنا" لکھتے تو روزمرہ کی دلالت ہوتی۔ اقبال کا بیاں کسی خاص دائرے میں محدود نہیں ہے۔ شعر کا دوسرا مصرع ایک شاعرانہ تخیل ہے جو استعارے کی زبان میں بیان ہوا ہے۔ "ایک آرزو" میں بھی دلکش تخیل اس طرح سے ہوا ہے۔ پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے / رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دعا ہو

۳

حکیم شمس الدین احمد لکھنوی نے "معترضاتِ اقبال کی اردو" میں روزمرہ کے حوالے سے اقبال پر بعض اعتراضات کیے[۱۲] تعلیل یہ ہے: خضرِ راہ کا شعر ہے: تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار / لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر۔ حکیم صاحب کا اعتراض لا… ہے۔ اردو میں "تا" اور "تاکہ" دونوں درست ہیں[۱۳] "چاند" کا مصرع ہے: … دستارِ فضیلت تیرے سر۔ معترض کے نزدیک

کسی کے سر جانا نہیں کہتے، بلکہ سر ہو جانا محاورہ ہے۔ "[illegible] سر ہو جانا" ہی روزمرہ کے مطابق ہے۔ اقبال کے مصرعے میں "پیر" [illegible] اور یوں اپاہج کی صورت پیدا ہوئی ہے ___ "[illegible]" کا مصرع ہے [illegible] "[illegible] سر ابھرتا ہے رو کے آب نیل" ۔ اعتراض یہ ہے کہ "سر ابھرتا ہے رو کے آب نیل" [illegible] "رو کے آب نیل پر" ہونا چاہیے [illegible] یہاں بھی "پر" محذوف ہے۔ "[illegible] آدم" کا مصرع ہے [illegible] اعتراض یہ ہے کہ "قرار لینا" محاورہ ہے، "قرار کر لینا" نہیں بولتے۔ "قرار کرنا" لغت میں بھی [illegible] کے معنوں میں "آرام کرنا" کے معنوں میں "قرار لینا" ہی روزمرہ کے مطابق ہے۔ خواجہ شمس الدین احمد کا یہ اعتراض درست ہے۔

"شمع و پروانہ" کا مصرع ہے [illegible] اعتراض یہ ہے کہ کسی کو پیار کر لیا [illegible] "عشق اور موت" کے مصرعے [illegible] پر اعتراض ہے کہ "ناچ کو ملنا ہے ناچ میں ہونا چاہیے" [illegible] مصرعے [illegible] ناچ سے ہونا [illegible] پر اعتراض [illegible] "ناچ سے ہونا" غلط ہے "ناچ میں ہونا" چاہیے۔

"کسی سے پیار کرنا" اور "[illegible] سے ہونا" [illegible] کو سہو ماننے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔

۴

حضرت فراخ [جوش ملسیانی] نے روزمرہ کے حوالے سے اقبال پر کم و بیش [illegible] اعتراض کیے ہیں [illegible] روزمرہ کے باوجود معمولی اور ناقابل التفات [illegible] اکثر اعتراضات [illegible] غلط اور لغو ہیں۔ ملسیانی کا بلاوجہ اعتراض [illegible] مصرعے پر ہے، [illegible] اعتراض [illegible] ہوگیا ہے[illegible] [illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible] [illegible] اسلامی [illegible] ہوں۔ یہ سب روزمرہ میں داخل ہیں اور کثیر الاستعمال ہیں۔" [illegible] درست وضاحت کی کہ یہ مجاز مرسل کی ایک [illegible] قسم ہے [illegible] کا ذکر کیا گیا [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] ہے"

"بانگ درا" کی نظم "[illegible]" کا شعر ہے [illegible] پر اعتراض [illegible] کر روشنی کرنے کی [illegible] ملسیانی [illegible] روشنی [illegible] کرانا [illegible] کہتے ہیں"[illegible] اعتراض [illegible] "روشنی کرنا" کے معنی میں [illegible] کی ہیں [illegible] شعر کا [illegible] اعتراض [illegible] روشنی کرنے کو کہاں سے [illegible] اور [illegible] جملہ شامل ہیں: "جس طرح [illegible] کے لوگ [illegible] کے [illegible] تامل ہوتا ہے"

"تصویر درد" اور "نیا شوالہ" کے مصرعے ہیں:

> یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے
>
> پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے

ملسیانی نے لکھا ہے کہ [illegible] تو نے سمجھا [illegible] تو سمجھا ہے [illegible] پہلا استعمال غلط اور متروک ہے۔ دوسرا درست ہے[20] [illegible] وضاحت کی ہے کہ "تو نے سمجھا" اور "تو سمجھا" دونوں [illegible] اور دونوں اپنے اپنے محل پر بولے جاتے ہیں[21]

اقبال نے کہا ہے: [illegible] پہلے والے کھل گئے ہیں [illegible] کھل گئے ہیں [illegible] جس نے پاؤں میں تاج سر دارا[22] جوش ملسیانی کا اعتراض یہ ہے کہ [illegible] کا استعمال [illegible][23]

سراج لکھنوی نے معترض سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ [illegible] کی صحت میں اہلِ زبان کو کلام ہو سکتا ہے؟ [illegible] میں [illegible] آدمی نکل گئے[٢٤] [illegible] [illegible] کی سند سے دو مثالیں [illegible] کا یہ شعر [illegible] [illegible] نکل گئی ! یہی نکلی گئی[٢٥]

اقبال کی نظم "عقل و دل" کا مصرع ہے:

> [illegible] خون کی ہے تو لیکن غیرتِ لعل بے بہا ہوں میں

[illegible] ملیانی کے مطابق [illegible] خون کی [illegible] ہو[٢٦] سراج لکھنوی [illegible] اردو زبان کا [illegible] ہے اور اہل زبان [illegible] استعمال [illegible] ہے۔ سراج نے سند میں دو شعر لکھے ہیں[٢٧] "[illegible]" کا [illegible] مصرع [illegible] [illegible] جیل میں "خون" کے [illegible] ہونا چاہیے"[٢٨] سراج لکھتے ہیں کہ [illegible] "خون" [illegible] استعمال ہوتا ہے۔ [illegible] کا شعر نقل کیا ہے۔

> عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے
> خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہاں

سراج کا یہ مصرع ہے [illegible] [illegible] "[illegible]" [illegible] کھائے گا[٢٩]

اقبال کی نظم "[illegible]" کا مصرع ہے [illegible] [illegible] ملیانی کے مطابق "[illegible]"[٣٠] اس اعتراض کو سراج لکھنوی نے [illegible] [illegible] ہے[٣١]

٥

روزمرہ کے حوالے سے [illegible] [illegible] [illegible] کا مصرع [illegible]

> پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے !
> جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے ![٣٢]

اقبال نے [illegible] معترض ہیں کہ "پھر وہی مشکل نہ بن جائے" خلافِ محاورہ ہے۔ (یعنی خلافِ روزمرہ ہے) اقبال سے [illegible] اثر لکھنوی نے [illegible] کے اعتراض پر [illegible] لکھا ہے

> [illegible] مشکل ہے [illegible] مشکل کے ساتھ [illegible] جیش [illegible] مشکل [illegible] مشکل صورت ہو [illegible] مشکل [illegible] دل کی صورت [illegible] [illegible] مشکل [illegible] [illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] بنش [illegible] سے یہ مفہوم ادا ہی نہ ہوتا [illegible] اجتماع ذوات میں ظہور ترتیب کا پہلو دکھتا[٣٣]

[illegible] "[illegible]"[٣٤] [illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible]" اردو کا محاورہ نہیں [illegible] محاورہ (یعنی روزمرہ) ہے[٣٥] [illegible] بے شک روزمرہ کے مطابق ہے لیکن اقبال کے مصرع [illegible] "[illegible]" سے [illegible][٣٦]

عبدالسلام ندوی کا دوسرا اعتراض "اے تب ورای کی بزم ساقی" کے اس شعر پر ہے:

رندانِ بلا کے عشرت تو سب گرم [illegible] ہے ... میرا تو حق ہے کہ گردش کو تھام لے ساقی

لکھتے ہیں کہ [illegible] یہ پنجابی محاورہ ہے[34] اعتراض درست نہیں ہے۔ [illegible] بات [illegible] کہ "تھام جانا" محاورہ صحیح ہے اور روزمرہ کے مطابق بھی ہے[35]

ان کا تیسرا اعتراض اس شعر پر ہے: خوش تو ہیں ہم بھی [illegible] کی ترقی سے مگر [illegible] لب سے نکل ہی جاتی ہے فریاد بھی [36] [illegible] ہیں کہ "ساتھ ہی" ہونا چاہیے۔ یہ اعتراض معمولی نوعیت کا ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی رقم طراز ہیں:

"اقبال نے اردو کا روزمرہ کافی حد تک [illegible] ہے۔ [illegible] اردو کے جملوں میں حسب موقع و ضرورت، مثال، محاورے، [illegible] عربی، فارسی، [illegible] وغیرہ الفاظ لوٹ جاتے ہیں ان کے سبب [illegible] مکمل اور مانوس سمجھے جاتے ہیں [illegible] اقبال نے [illegible] اور [illegible] اقبال کے [illegible] وغیرہ سے بھی کام لینے کی کوشش کی ہے اور اردو کی ان [illegible] کو [illegible] کر دیا ہے [illegible] روزمرہ پر "[illegible]"[40]

یہ اعتراض کہ اقبال [illegible] روزمرہ [illegible] کلام اقبال کے [illegible] واقفیت کا نتیجہ ہے [illegible] ہونی چاہیے اسے [illegible] اعتراض [illegible] ہے اس کے [illegible] "[illegible]" [illegible] ہے

حوالے اور حواشی

۱. اردوئے معلیٰ، یکم اگست ۱۹۰۳ء، بحوالہ "اقبال کی صحتِ زبان" مرتبہ اکبر حیدری کاشمیری، صفحہ ۱۰۳

۲. مخزن، بابت ستمبر ۱۹۰۳ء، بحوالہ کتاب مذکورہ صفحہ ۱۲۰

۳-۴. مخزن، اکتوبر ۱۹۰۳ء، بحوالہ تلاشِ اقبال، صفحہ ۱۲۶

۵. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۱۲۰

۶. دیکھیے، نوراللغات [illegible] اور لغت [illegible] شعر [illegible]
[illegible]

۷. مزید دیکھیے، "ابتدائی کلامِ اقبال"، صفحہ ۱۱۱ [illegible] ص ۱۵۷ — ۱۵۸

۸. دیکھیے، خلیل احمد [illegible] کا معروف مضمون "اقبال [illegible]" [illegible] "اوراقِ گم گشتہ" [illegible]
[illegible] ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۳۱۱ [illegible] (ابتدائی کلامِ اقبال ص ۲۰۱) [illegible]

۹. بحوالہ "اقبال کی صحتِ زبان" — صفحہ ۲۰

۱۰. حالی کی توضیع کے مطابق [illegible] سے زیادہ الفاظ [illegible] اردو [illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱. نوراللغات [illegible]
[illegible]

۱۲. شمس الدین احمد کا [illegible] مضمون "مرقع" [illegible] اقبال کی صحتِ زبان [illegible]

۱۳. صاحبِ نوراللغات [illegible]
[illegible] (اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۱۱۲)

۱۴. [illegible] (عاشق ہرجائی [illegible]) [illegible]
[illegible] (مطالب [illegible]) [illegible]
[illegible] (بانگِ درا، صفحہ ۱۰۰) [illegible]

سوال یہ ہے کہ "آتش زیرِ پا رکھتا ہوں" کے معنوں میں کیا کمی ہوئی؟

اسی طرح "دور سے آواز درا آتی ہے" میں کیا عیب ہے؟

[illegible] شاعر کا کہنا ہے کہ [illegible] [illegible]

[illegible] (اقبال کی ناکامیاں، [illegible]) [illegible]

[illegible] (ایضاً، صفحات ۴۸ تا ۵۲) کچھ نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) شکوہ [illegible] [illegible]

(۲) اقبال کی ایک غزل کا مصرع ہے: [illegible] (بانگِ درا، [illegible]) [illegible]

ایک مصرع ہے [illegible]

(۳) "ایک گائے اور بکری" کے اس مصرع [illegible]

(۴) اقبال کی ایک غزل کا مصرع ہے [illegible]

ان اعتراضات [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

چنانچہ [illegible] "ایک گائے اور بکری" [illegible] بانگِ درا [illegible]

[illegible] (دیکھیے [illegible] اقبال [illegible]) [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

[illegible] اعتراضات [illegible]

۱۵. بانگِ درا، صفحہ ۱۰۳

۱۶. اقبال کی ناکامیاں، صفحہ ۸

۱۷. "اقبال کی شاعری پر [illegible]" [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] "اقبال کی [illegible]" [illegible]

۱۸. اقبال کی ناکامیاں، صفحہ ۴۸

۱۹. تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) اقبال کی [illegible]، صفحہ ۲۲۸ (۲) [illegible] اقبال، صفحہ ۲۲ تا ۳۳

۲۰. اقبال کی ناکامیاں، صفحہ ۴۸

۲۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی [illegible] [illegible] اقبال [illegible]

[illegible] (مالِ جبریل، [illegible]) [illegible]

[illegible] سے ان کی اپنی نا سمجھی کا پول کھلتا ہے۔

۲۲. بانگِ درا، صفحات ۱۹۱، ۱۲۵، ۱۹۸

۲۳. اقبال کی ناکامیاں، صفحہ ۴۹

۲۴. اقبال کی [illegible]، صفحہ ۱۴۹

۲۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، [illegible] اقبال، صفحہ ۲۴

۲۶. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۹۴

۲۷. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۴۹

۲۸. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۹۱

۲۹. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۴۹ "اسلوب نون" کی لغت کی اور استعمال تک محدود ہے۔ مثلاً ناظم سیتاپوری اپنے مضمون "علامہ اقبال کا ایک دلچسپ پہلو" (مشمولہ "قومی زبان" یکم اپریل ۱۹۴۳ء) میں اقبال کے مصرعے: "مشرق میں اصول دین بن جاتے ہیں" (بانگِ درا، ص ۲۱۵) میں "دین" کے اسلوب نون پر معترض ہیں۔

۳۰. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۹۴

۳۱. اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۴۹۔۲۵۰

۳۲. بالِ جبریل، صفحہ ۱۳

۳۳. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۸۷

۳۴. "جوابِ شکوہ" کا شعر ہے: قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا / غیر یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا

۳۵. اقبال کامل، صفحہ ۲۴۹

۳۶. "آفت" کے لفظ قافلہ استعارہ ہے۔ ویرانی "جرس" کا استعارہ ہے۔ استعارہ در استعارہ کے اس استعمال پر اعتراض کیا ہے۔

۳۷. اقبال کامل، صفحہ ۲۴۹۔

۳۸. مزید دیکھیے، اقبال دشمنی ایک مطالعہ، صفحہ ۱۲۰

۳۹. اقبال کامل، صفحہ ۲۵۰

۴۰. اقبال جرمِ معصر، صفحہ ۲۴

ب ۔ نے، سے اور کو کا استعمال

۱۹۰۱ء میں لکھی گئی اقبال کی ایک نظم بعنوان "دردِ دل یا غم کا دعا [illegible] ہلالِ عید سے" کے چند شعر یہ ہیں :

چشمِ طفلی نے جب تجھے دیکھا   کہہ دیا خواب کو کہ خواب ہے تو
کم سنوں کو یہ کہہ رہا ہے ہلال   تو یہاں اشب [illegible] عید ہے کل"
آرزو یاس کو یہ کہتی ہے   ایک نئے شہر کا نشاں ہوں میں
حال اپنا اگر تجھے نہ کہیں   اور کہیں اسے کہاں کے لیے!

"تنقید ہمدرد" نے [illegible] کی کہ (۱) "خواب کو" [illegible] "کم سنوں کو" اور "یاس کو" غلط ہے "کو" کی جگہ "نے" لکھنا چاہیے
(۲) تجھے غلط ہے ۔ تجھ سے لکھنا چاہیے ۔

ایک اور اعتراض "نے" [illegible] کے استعمال [illegible] اقبال کی نظم "دل و دنیا" (۱۹۰۲ء) کا مصرع :

میں نے یہ پوچھا کہ حضرت آپ کو مرغوب [illegible] ہم مجبوری ہے میں [illegible] ایک ذرا سا کام ہے

"تنقید ہمدرد" نے مصرعِ ثانی میں "نے" کے استعمال کو، بالخصوص پرستِ تنقید [illegible] ! [illegible] "نے" کا [illegible]
طالبِ علمی اور اقبال نے اسے [illegible] کر لیا۔ تاہم کو اور "سے" دونوں کے استعمال کو درست قرار دیا اور اپنے موقف کی [illegible] میں [illegible]
کے شعر بطور سند پیش کیے۔ "تنقید ہمدرد" نے مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ کہاں "کو" اور "سے" دونوں کا استعمال درست ہے اور
کہاں "سے" کا استعمال درست اور "کو" کا غلط ہے۔ اسی طرح "تجھے" کی جگہ "تجھ سے" کی صحت پر اصرار کیا۔

اگرچہ "سے" اور "کو" کے استعمال میں اہلِ زبان میں [illegible] بحث [illegible] "تنقید ہمدرد" [illegible] کے [illegible]
کے حامیوں نے بھی درست قرار دیا۔ اور اس بحث [illegible] کا یہ فائدہ ہوا کہ "نے"، "کو" اور "سے" کے استعمال کا [illegible] ہو گیا
سات پیش نظر رہے کہ موجودہ حالی کا ہر کتاب اہلِ زبان بھی کرتے رہے تھے ۔ یہ اقبال کے [illegible] ۱۱ اشعار [illegible]
کا حصہ ہیں ۔ اس وقت اس پر اعتراض ہوا تھا لیکن اگر کوئی ان اشعار پر اب اعتراض کرے تو غلط ہو گا۔

حوالے اور حواشی

۱۔ [illegible] اقبال [illegible] سید [illegible] [illegible] اللہ قریشی، [illegible] ۵۲ تا ۱۱۶ — مزید دیکھیے، [illegible] ۱۸۰ تا ۲۰۱،
[illegible] کلامِ اقبال، صفحات ۹۵ تا ۱۰۲

۲۔ دیکھیے "تنقید ہمدرد" کا مضمون "اردو زبان [illegible]" [illegible] "اقبال کی صحبت [illegible]" [illegible] ۹۸ تا ۱۰۱

۳۔ [illegible] تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کا مضمون بعنوان "اردو زبان پنجاب میں" [illegible] مقالاتِ اقبال [illegible] ۵۱ تا ۴۳ [illegible] اقبال کی [illegible] [illegible] ۱۲۱

۵۔ دیکھیے "تنقیدِ جمہور" کا مضمون عنوان "اصلاحِ زبان"، [illegible] "مولانا اقبال کی صحتِ زبان" "تنقیدِ جمہور" سے الگ۔

"حضرت اقبال فرماتے ہیں کہ کلامِ سرور نے قدیم و حال کا کلام اس دعویٰ کا ثبوت ہے کہ "کہنا" کا صلہ "سے" ہوا [illegible] اور "کو" بھی۔ البتہ ایک باریک فرق اس کے استعمال میں ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں کہنے کا مقولہ موجود ہو [illegible] (ترکیب اضافی و توصیفی وغیرہ) مثلاً "[illegible]" [illegible] جہاں میں کہیے بہانے کو کہا جائے۔

یہ بات بھی [illegible] اور اصل بھی ہے اور اس موقع پر اقبال [illegible] بیان کی ہم [illegible] ہیں [illegible] مگر یہاں مقولہ مرکب [illegible] ہو لیکن وہ معمولی [illegible] سے ہو [illegible] جہاں مقولہ [illegible] مرکب تمام ہو تو کہنا کا صلہ "سے" اور "کو" دونوں آتے ہیں۔

یہ بھی صحیح ہے اور اصل بھی صحیح ہے لیکن یہاں [illegible] اور بہت نازک [illegible] لگتا ہے کہ [illegible] مقولہ [illegible] اور [illegible] میں اور یہی کی [illegible] ضروری ہے۔ مثلاً:

[illegible] تیار کرے / [illegible] دونوں صحیح ہیں

[illegible] / [illegible] کو [illegible] اچھا

امیر: [illegible] / [illegible] تم [illegible] کو

اور اگر ایسا نہیں ہے تو [illegible] ساتھ "کو" کا استعمال [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] بے کار ہے۔"

۶۔ "تنقیدِ جمہور" سے اس کی [illegible] "رسالہ [illegible]" کا [illegible] ہے [illegible] نے ایک مضمون میں [illegible] اس قسم کی [illegible] موجود ہیں۔" (اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۱۱۲)

۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) [illegible] کا [illegible] جس "[illegible] اقبال کی صحتِ زبان" (۲) "کو کے استعمال کی [illegible]" [illegible] "مولانا اقبال کی صحتِ زبان" صفحات ۱۸۱ تا ۱۸۹

ج۔ محاورہ

[illegible]

اقبال [illegible] آرزو ہی کو سیدھا کرے کوئی ؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) راہِ راست پر لانا، کجی دور کرنا

(۲) نشانہ لگانے کے لیے تیر یا بندوق کو مقابل کرنا ہدف کے

(۳) مار کوٹ کر ٹھیک کرنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں جا کے ڈوب مرنا تک ہے۔ شعر میں بعد کا ایک اور اعتراض کی زد میں ہے:

جو مر ہو بار کو پروا نہیں ذرہ کچھ بھی، موت اک گلشن میں صرف حیوان ہو کچھ نہیں [۸]

معترض کے نزدیک کسی زبان کے محاورہ کا دوسری زبان میں استعمال کرنا نامناسب ہے؟ یہی شعر نقل کر کے عنوان [۹] دیتے ہیں۔ لکھا ہے کہ "بہر تولنا اردو محاورہ ہے۔ فارسی کا محاورہ نہیں ہے کیونکہ زبان کے محاورات کا ترجمہ کرنا ٹھیک نہیں [۱۰]"

جواب: جہاں تک کسی زبان کے مصدر کا دوسری زبان میں استعمال کرنے کا تعلق ہے، غالب کا یہ مصرع: "جی دار شہیدوں کی نوروز ہے مجھا ہے" [۱۱] لائق توجہ ہے۔ اردو کے دوسرے بڑے شاعروں نے اس اصول کو توڑا ہے تو اسے باقی رکھنے کا کیا جواز ہے؟ اسی طرح فارسی اور انگریزی محاورات کے ترجمے اردو میں برابر شامل ہوتے رہتے ہیں۔ حالی تو پنجابی محاوروں کو بھی اردو میں استعمال کرنے کے حامی ہیں [۱۲]

۳

علی حیدر نیّر نظم "طلوع اسلام" کے اس شعر پر معترض ہیں:

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!

اعتراض یہ ہے کہ "کوہِ غم ٹوٹنا" محاورہ نہیں ہے، غم کا پہاڑ ٹوٹنا محاورہ ہے۔ روزمرہ اور محاورہ میں "دو" کا تصرف جائز نہیں ہے [۱۳] جواب یہ ہے کہ اقبال نے یہ تصرف کیا ہے اور یہی ان کا جواز ہے۔

حوالے اور حواشی

۱. اس کی وجہ یہ ہے کہ اقبال نے [illegible] کی ترجیح [illegible] محاورہ کے لیے بھی محاورہ کا لفظ استعمال کیا جاتا رہا۔ اکثر [illegible] نے بھی دونوں میں فرق و امتیاز کا خیال نہیں رکھا۔

۲. اسرارِ کلامِ اقبال، صفحہ ۲۰۵ [illegible] اقبال "[illegible]" جولائی ۱۹۰۳ء کے حوالے سے [illegible] ہے۔ [illegible] (ص ۲۴۴)

۳. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۱۰۳

۴. مقالاتِ اقبال، صفحہ [illegible] دیکھیے [illegible] اقبال کے شعری [illegible] مرتبہ [illegible] صفحہ ۶۳ [illegible] اقبال کی [illegible] ص ۲۶۳، ۱۱

۵. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۵۲

۶. [illegible] اقبال کی خامیاں [illegible] کے مطابق نقل کیا ہے (دیکھیے، اقبال کی [illegible] ص ۵۴۲)

۷. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۴

۸. بانگِ درا، صفحہ ۲۹۳

۹. اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۲۱-۲۲۲

۱۰. اقبالِ کامل، صفحہ ۲۵۰

۱۱. دیوانِ غالب [illegible] ص ۱۹۳ [illegible] اس مصرعے پر [illegible] اعتراض [illegible] (اقبال [illegible] ص ۲۲۲)

۱۲. دیکھیے، مقالاتِ اقبال، صفحہ ۵۳

[illegible] جو تا کہ ان امور پر [illegible] اخبار [illegible] کے لیے کوئی [illegible] محاورہ [illegible] ہے [illegible] کے لیے پہلے ہی لفظ یا محاورہ موجود ہوا [illegible] کے جواب میں اقبال نے [illegible] لائق توجہ ہے۔ اقبال نے کہا:

"[illegible] زبان میں ان کے لیے پہلے ہی لفظ کسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے موجود ہو تو [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہر طرح [illegible] البتہ [illegible] کسی [illegible] زبان کا ہو [illegible] اردو میں عربی، فارسی، پنجابی وغیرہ کا لفظ [illegible] لکھ سکتا ہے [illegible] وغیرہ [illegible]" (دیکھیے، [illegible] مرتبہ [illegible] ص ۳۲)

۱۳. "اقبال ایک مطالعہ" [illegible] مرتبہ [illegible] ص ۱۳۹

۶۔ تذکیر و تانیث

اقبال کی ایک مسودہ غزل کا شعر ہے

زری شوخی تو دیکھے، جب ذرا رونا تھا میرا کہاں ہیرو نے کیوں آپ نے الا بڑی ہے؟

تمسیم [illegible] نے لکھا "مالا [illegible] ادا بڑی [illegible] ۔" میر نیرنگ [illegible] اس کا [illegible] جواب دیا لکھتے ہیں

"حضرت یا تو مجھے وہ [illegible] دکھائیے [illegible] کا مرض ہے کہ وہ [illegible] الفاظ کے

تذکیر و تانیث کا پابند [illegible] اور پابند [illegible] ہیں آپ [illegible]

ہوں کہ اہل دہلی "مالا" کو مؤنث بولتے ہیں [illegible] تذکیر و تانیث کی ملاحظہ فرما لیا ہو

وہ بھی لکھتے ہیں کہ [illegible] "مالا" کو مؤنث بولتے ہیں [illegible] کیا ارادہ ہے؟"[3]

میر نیرنگ کے [illegible] سوال پر [illegible] نے کوئی [illegible] اور [illegible] ادا کر لی۔

۲

اقبال کی نظم "[illegible]" کا [illegible] مصرعہ ہے [illegible] کی [illegible] کہ کہا کہ [illegible]

مذکر [illegible] اسی طرح اقبال کی نظم [illegible] کا [illegible] مصرعہ [illegible]

کہ [illegible] کسی نے مؤنث نہیں کیا دلی والے شاید بولتے ہوں "[4]

[illegible] میں لکھا ہے کہ [illegible] کو لکھنؤ میں مذکر اور دہلی میں مؤنث بولتے ہیں۔ [illegible] کا [illegible]

جی ملانے کی جرأت [illegible] اچھالی [illegible]

اسی طرح [illegible] بھی کی [illegible] لفظ ہے اور مؤنث ہے۔ [illegible]

اہل دہلی مؤنث [illegible] دونوں مؤنث [illegible] اقبال پر کئے گئے اعتراضات [illegible]

"بانگِ درا" کی نظم "عشق اور موت" کے دو شعر ہیں:

ہوا حسن سے کو یا تھا کا فرشتہ اجل ہوں، مرا کام ہے آشکارا

اڑاتی ہوں میں رختِ ہستی کے پرزے بجھاتی ہوں میں زندگی کا شرارا

[illegible] کو [illegible] پہلے شعر میں مذکر دوسرے میں مؤنث [illegible] اور زندگی کے [illegible] ہے "[5] مصرعہ

[illegible] "شرارا" کی جگہ [illegible] اعتراض [illegible] پہلے مصرع [illegible] کو مذکر اور دوسرے میں مؤنث [illegible] کا اعتراض بھی کچھ [illegible]

ہو سکتا تھا۔ پہلے مصرعے کی [illegible] کا فرشتہ [illegible] اور مذکر کا [illegible] فرشتے کے لیے استعمال ہوا ہے

آگے موت [illegible] ہے میں اجل ہوں، میرا کام [illegible] میں [illegible] کے پرزے اڑاتی ہوں اور میں زندگی کا شرارا بجھاتی ہوں

اسی طرح کا ایک اور [illegible] اعتراض [illegible] ہے۔ اقبال کا مصرعہ ہے [illegible] اقبال [illegible]

ہو رہا ہے۔" "منتصرفا" اقبال نے درست لکھا ہے "منصرف" لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی جواز ہے۔

۳

"شمع اور شاعر" کا مصرع ہے: "وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا" — جوش ملسیانی کا اعتراض ہے کہ متاع مؤنث ہے۔ [illegible] کے علاوہ امیر مینائی اور میر تقی میر کے اشعار پیش کیے ہیں۔ صاحب نوراللغات نے "متاع" کے تحت لکھا ہے کہ "تذکیر و تانیث مختلف فیہ [illegible]" سراج لکھنوی نے وضاحت کی ہے کہ "متاع کو لکھنؤ کے اہلِ زبان مؤنث اور دہلی والے مذکر بولتے ہیں"۔ "صاحبِ [illegible]" کا کہنا ہے [illegible]۔

بہرحال "متاع" کی تذکیر و تانیث مختلف فیہ ہے اور اس لیے مذکر کا استعمال بھی روا ہے۔

"بانگِ درا" کی نظم "سوالی دامِ ہمرہ" کا مصرع ہے [illegible] گویا [illegible] — ملسیانی نے لکھا ہے کہ [illegible] کی تانیث کے متعلق بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پنجاب میں [illegible] کو مذکر بولتے ہیں۔ اور غالباً اسی وجہ سے اقبال نے بھی [illegible] کا اردو لکھ دیا۔ ملسیانی کی توضیح درست ہے۔ پنجاب میں [illegible] کو مذکر بولتے ہیں اور "ہر ہر" [illegible] کو مؤنث۔

"مینا" کے ضمن میں جوش ملسیانی نے اقبال کے دو مصرعے نقل کیے ہیں:

ع کر گئی ڈالی موت نے غربت میں مینائے امیر

ع رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے

ایسے ہی اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے "مگر [illegible] کو ہر جگہ مؤنث [illegible] ہے مگر [illegible] کو بعض مذکر لکھتے ہیں" [illegible] ایک شعری مسودے کے طور پر درج کیا۔ [illegible] کے مطابق "مینا" مؤنث ہے۔ [illegible] "مینا" کی طرح [illegible] اور [illegible] ہے۔ اور [illegible] اعتراض کیا ہے۔ [illegible] کی تذکیر و تانیث کو مختلف فیہ تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

"شمع اور شاعر" کا مصرع ہے: [illegible] جوش ملسیانی کے مطابق "[illegible] کا اردو [illegible] مؤنث ہیں" [illegible] کا مؤقف ابھی تک درست ہے [illegible] اسی طرح "ہر ہر" اور "غار" کے لیے مذکر [illegible] استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح "خرد" اور "گل" کے لیے صیغۂ تانیث [illegible] درست ہے [illegible] "گل" کو مذکر لکھا ہے۔

"ترانۂ ملّی" کا مصرع ہے: "تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا"

ملسیانی کے مطابق "سیل" مؤنث ہے۔ بطور ثبوت [illegible] اور [illegible] کے اشعار پیش کیے ہیں۔[14] [illegible] سے قطع نظر خود غالب کہتے ہیں [illegible] کو [illegible] دیکھئے / اس کے سیل گریہ میں [illegible] صاحب [illegible][18] صاحب نوراللغات[19] نے سیل کی تذکیر و تانیث کو مختلف فیہ لکھا ہے۔

اقبال کا مصرع ہے: "یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر"[18]

جوش ملسیانی نے لکھا ہے کہ "آیہ مذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ آیت مؤنث ہے، اس لیے مصنف نے آیہ کو بھی مؤنث سمجھ لیا"[19] [illegible] "آیہ" کو مذکر ہی لکھا ہے [illegible] اور آیہ چونکہ ایک ہی لفظ ہے [illegible] تو اہلِ زبان کو چاہیے کہ "آیہ" کو مؤنث لکھا کریں۔

د- تذکیر و تانیث

اقبال کی ایک منسوخ غزل کا شعر ہے:

کوئی شورش تو دیکھے، سب دریا وہ تماشا میرا — کہاں ہو ... کیوں آپ سے بالا جوانی ہے؟ [1]

"تنقید ہمدرد" نے لکھا ہے "مالا" کے ساتھ جوانی کا ... [2] میر ہر بخت نے اس کا عمدہ جواب دیا۔ لکھتے ہیں
مصرع ... وہ ... دکھانا ... کی رو سے ... کا مرتکب ہے کہ وہ ... کرے۔ لکھنؤ کے
محاورہ میں تذکیر و تانیث کا پابند رہتے اور پابند رہے لو ... اسی شہر کے ... ہیں آپ ... کرا
ہوں کہ اہلِ دہلی "مالا" کو مؤنث بولتے ہیں۔ ... خلال لکھنوی ... تذکیر و تانیث ہی ملاحظہ فرمالیا ہوتا
وہ بھی لکھتے ہیں کہ ... دہلی ... مالا کو مؤنث بولتے ہیں ... پھر ... کا کیا محاورہ ہے؟ [3]
میر ہر بخت کے اس سوال پر "تنقید ہمدرد" نے کوئی تبصرہ نہ کیا اور خاموشی اختیار کرلی۔

۲

اقبال کی نظم "قابلِ شہرواد" کا ایک مصرع ہے ... کسی کی ... ہے کہ جو ... ہوا ... اقبال ... لکھا کہ گوہر
مذکر ہے ... اسی طرح اقبال کی نظم ... کی ... "گوہر" کا ایک مصرع ہے ... جس کا ... ان سے ... مصرع سے لکھا
کہ ... لکھنؤ میں اور ... کی ... مؤنث ... اہلِ دہلی ... بولتے ہوں [4]
فرہنگ ... میں لکھا ہے "گوہر کو لکھنؤ میں مذکر اور دہلی میں مؤنث بولتے ہیں" علامہ اقبال کا ... شعر ... کیا،
جی ... کی ... ہے ... اقبال ...
اسی طرح صاحب ... نے ... مذکر ... اور مؤنث ... ہے ... لکھنؤ والے مذکر ... کہ
اہلِ دہلی مؤنث بولتے ہیں ... اور ... دونوں مؤنث ... اور اس ضمن میں اقبال پر کیے گئے اعتراضات ...

"بانگِ درا" کی نظم "عشق اور موت" کے دو شعر ہیں:

ہوا حسن سے گویا قضا کا فرشتہ — اجل ہوں، میرا کام ہے آتش لگانا

اڑاتی ہوں میں رختِ ہستی کے پرزے — بجھاتی ہوں میں زندگی کا شرارا

شمس ... لکھتے ہیں کہ "قضا کو پہلے شعر میں مذکر اور ... مؤنث لائے ہیں اور ... بہار ... کا محاورہ ہے" [5] معترض
نے "شرارا" کی جگہ "سہارا" ... کر اعتراض وارد ... پہلے شعر میں قضا کو مذکر ... اور دوسرے میں مؤنث لانے کا اعتراض ... کچھ ... سے ...
ہو سکتا تھا۔ پہلے مصرعے کی ... ہے "حسن سے قضا کا فرشتہ گویا ہوا" ... فرشتہ کا ... ہے اور مذکر کا صیغہ ... کے لیے استعمال ہوا ہے۔
آگے موت کہتا ہے "میں اجل ہوں، میرا کام ... کانا ہے ... ہستی کے پرزے اڑاتی ہوں اور میں زندگی کا شرارا بجھاتی ہوں"۔

اسی طرح ... اور ... اعتراض ... ہے ... اقبال کا مصرع ہے ... اقبال سے مقصود ... معترض نے لکھا کہ ...

"بانگِ درا" کی نظم "[illegible]" کا مصرع ہے : [illegible] مرادِ عالم کی ہے

ملسیانی نے لکھا ہے کہ "مرادِ عالم کا ذکر ہے، کہنا چاہیے تھا کیونکہ یہاں مذکر ہے"[20] یہاں اقبال کے مصرع میں [illegible] مذکر ہے۔ تانیث کا صیغہ میری ہستی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اقبال کے مصرع پر [illegible] عشق کے دردمند کا طرزِ کلام [illegible][22]

ملسیانی نے لکھا ہے کہ "طرز کا تذکیر و تانیث [illegible] ہے، لیکن شاعر کو کسی اصول پر کاربند رہنا چاہیے [illegible] چاہیے کہ مذکر ہی لکھے اور مؤنث ہی[23] [illegible] طرز کی مذکر [illegible] پہلے مصرع [illegible] ؟

بانگِ درا کی نظم "[illegible]" کا مصرع [illegible] ذرہ ذرہ [illegible]

[illegible] ملسیانی معترض ہیں کہ "ذرہ فصحا کے کلام میں مذکر آیا ہے مگر یہاں مؤنث [illegible] ہے"[24] ملسیانی [illegible]

شعر درج نہیں کیا۔ صاحبِ نوراللغات نے "ذرہ" کو مؤنث لکھا ہے اور [illegible] کا یہ شعر درج کیا ہے:

[illegible] ذرہ [illegible] ہیں [illegible]

جوش ملسیانی کو تذکیر و تانیث کے متعلق [illegible] اقبال [illegible] "مؤنث کی مثال" [illegible] اقبال کا یہ شعر ہے

زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہیں، آلام ہیں
کیسی کیسی دخترانِ مادرِ ایام ہیں![25]

پنڈت لبھو رام جوش ملسیانی رقم طراز ہیں: "زلزلے، بجلیاں [illegible] میں صرف بجلی مؤنث ہے، باقی تین لفظوں میں [illegible] مذکر ہیں۔ ایام الم کی جمع ہے، الم بھی مذکر ہے [illegible] دوسرے مصرع میں ان کو دخترانِ مادرِ ایام کہا گیا ہے [illegible] مگر انہیں مادرِ ایام کی [illegible] ہے ... تو مصرعِ اول میں [illegible] یہ دختروں کی جگہ بچیاں کہا جاتا [illegible] کیسے کیسے بچگانِ مادرِ ایام ہیں[26]"

پنڈت ملسیانی نے حسبِ عادت [illegible] اور مصرع پر غور نہیں کیا۔ انہوں نے "مادرِ ایام" [illegible] "ایام کی ماں" [illegible] ایام کو مادہ کہنے پر بھی معترض ہوئے۔ اقبال نے [illegible] "ایام" کو مادر کہا اور [illegible] کو اس مادر کی [illegible] کہا۔ ایک ایک مصیبت ایک ایک دختر ہے مادرِ ایام کی [illegible] کو جنم دیتی ہے[27]

۴

سیماب اکبر آبادی اور [illegible] نے "[illegible]" [illegible] ہے[28] [illegible] مؤنث ہے اور [illegible] مذکر[29]

[illegible] دہلی والے [illegible] کو مذکر لکھتے ہیں[30] نوراللغات میں بھی [illegible] کو [illegible]

"[illegible]" پنجاب میں مؤنث ہے۔ ڈاکٹر [illegible] نے "[illegible]" [illegible] کی تانیث پر اعتراض کیا ہے[31] جبکہ نوراللغات کے مطابق [illegible]

[illegible] اور دہلی میں مؤنث ہے [illegible] کو اقبال نے مؤنث استعمال کیا ہے [illegible]

تھے۔ ڈاکٹر [illegible] کے اپنے بیان [illegible] اصول کے مطابق [illegible] پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے[32]

حوالے اور حواشی

۱. ابتدائی کلام اقبال، صفحہ ۲۰۳

۲-۳. اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۱۰۳، ۱۲۱

۴. بانگِ درا، صفحہ ۹

۵. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۳

۶. بانگِ درا، صفحہ ۱۰۳

۷. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۳

۸. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی ابتدائی اساس، ۱۲۲، ۱۳۰۵ ۔ میر کا یہ مشہور شعر نقل کیا ہے:

غرور رکھتی ہے تمناے دل سارے عالم کو بھی رکھا!

۹. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۲۸-۲۲۹

۱۰. اقبال کی خامیاں، صفحات ۱۳

۱۱-۱۲. بانگِ درا، صفحات ۸۹، ۲۰۹

۱۳. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۳

۱۴. تفصیل کے لیے "اقبال دشمنی ایک مطالعہ" صفحہ ۹۰

۱۵-۱۶. اقبال کا مصرع ہے "مرتی ہے ... [illegible] ... (بانگِ درا، ۲۳ ...) ملیاں کے ... مرہم ... مستعمل ہے۔ (اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۳) مرہم کو ... مؤنث ہی لکھا ہے۔

۱۷. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۴

۱۸. بانگِ درا، صفحہ ۳۳۳

۱۹-۲۰. اقبال کی خامیاں، صفحات ۱۴، ۱۵

۲۱-۲۲. بانگِ درا، صفحات ۶۲، ۵۹

۲۳-۲۴. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۵

۲۵. بانگِ درا، صفحہ ۲۵۷

۲۶. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۴

۲۷. اقبال کا یہ شعر قابلِ توجہ ہے: ... ہجور (زبورِ عجم، صفحہ ۱۸)

۲۸. اقبال کا مصرع ہے: اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑ دی پرہیز۔ (بالِ جبریل، صفحہ ۲۵) سیماب کے ... لکھوں ...

دہلی دونوں جگہ مونث بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اثر لکھنوی نے لکھا ہے کہ "یہاں تک لکھنؤ اور دہلی کا اتفاق ہے لیکن حضرت معترض سے اتفاق ہے، پنجاب کا علم نہیں"۔ (اقبال کی صحت زبان، صفحہ ۲۸۹) "پنجاب کا علم نہیں" سے ظاہر ہے کہ اگر پنجاب میں لفظ بہار مونث ہے (اور ایسا ہی ہے) تو اثر لکھنوی کے مطابق اقبال ... لے سکتے ہیں کہ کسی لفظ کو مونث استعمال کریں

عبدالسلام ندوی کے اعتراض کے لیے دیکھیے، اقبال کامل، صفحہ ۲۲۸

۲۹-۳۰۔ اقبال کی ایک غزل کا شعر ہے:

قوت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
گرد ہے اب جانور کی مانند [illegible] (بالِ جبریل، صفحہ ۳۴)

اس شعر پر سیماب کے اعتراض اور اثر کے جواب کے لیے دیکھیے: اقبال کی صحت زبان، صفحہ ۲۹۱

۳۱۔ اقبال کے مصرعے ہیں:

(۱) پنجے سال استقامت ہو کی اقبال نے حسن دم (ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۴۴)

(۲) مجھے لفظِ جاں اپنی پیاری ہے یارب! (" ، صفحہ ۸۱)

اعتراضات کے لیے دیکھیے، ابتدائی کلامِ اقبال، صفحات ۴۴، ۸۱

اقبال کا ایک اور منسوخ شعر ہے: بہار جو نقاب ازل تھا ہوا میں / وہ نگہ تھا کہ جس کا سرور جس کا بہار تھا۔ ڈاکٹر گیان چند نے لکھا ہے کہ "بہار مونث ہے۔ اس کے ساتھ 'تھا' کے بجائے 'تھی' چاہیے تھا۔" (ابتدائی کلامِ اقبال، صفحات ۸۶، ۸۸) راقم کی رائے میں جس طرح ڈاکٹر گیان چند نے "تھی چاہیے تھی" کی بجائے "تھی چاہیے تھا" لکھا ہے اسی طرح اقبال نے "بہار" کو مونث سمجھتے ہوئے بھی "جلوۂ حسنِ ازل" کے پیش نظر "تھا" لکھ دیا ہے۔

۳۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۲۰

۸۔ واحد جمع

اقبال کا مصرع ہے: اس چمن میں اک حقیقت اور سو افسانہ ہے۔

مسٹر میرزو نے حکم لگایا کہ "سو افسانہ" غلط ہے۔ "سو افسانے" ہونا چاہیے"۲ اس اعتراض کا جواب نیرنگ اور اقبال دونوں نے دیا۔ نیرنگ نے لکھا کہ "سو افسانہ" بالکل جائز اور درست ہے۔ [illegible] سو سالوں [illegible]) کی طرح [illegible] سمجھا) وغیرہ۔ عرض ہر دو [illegible] بولتے ہیں اسی طرح بولتا ہے۔ میر [illegible] مشہور [illegible] کا ایک شعر بھی پیش کیا۔۳

اقبال نے لکھا کہ "آپ کی رائے میں یہاں "سو افسانہ" کی جگہ "سو افسانے" ہونا چاہیے۔ مگر جب اعتراض کرتے [illegible] سوچنا [illegible] سیکڑوں اردو [illegible] پیش کیے جا سکتے ہیں۔ آپ لکھنوی ہیں یا لکھنو کی زبان کے [illegible] واسطے میں مستند اساتذۂ لکھنو کے اشعار [illegible] اور اقبال [illegible] ذوق کا شعر یہاں نقل کیا جاتا ہے:

تھی [illegible] اسیر [illegible] کی دل [illegible] لاکھ زنجیر [illegible] گیسوئے خم داری تھی

۲

خواجہ [illegible] حسن نظامی [illegible] واحد جمع کا سوال [illegible] ایک مضمون میں مختلف اعتراضات کیے [illegible] اقبال کے مصرعے [illegible] قوت ہے اور [illegible] ہوں! [illegible] مصرع میں [illegible] کی جگہ [illegible] ہے" [illegible] تصرف کے ذریعے [illegible] کیا جا سکتا ہے"۶

مصرعے میں کوئی [illegible] کے لحاظ سے [illegible] کا سوال پیدا ہوتا۔ اس اعتراض کا جواب [illegible] نہیں دیا [illegible] قوت کی [illegible] کیونکہ زور لفظ قوت پر ہے اور قوت واحد ہے۔۷

۳

"بانگ درا" کی نظموں "[illegible]" اور "[illegible]" کے مصرعے ہیں:

> آنکھ وقف دید تھی، لب مائل گفتار تھا
>
> اس نئی آگ کا اقوام کہن ایندھن ہے

[illegible] معترض ہیں کہ "لب مائل گفتار تھے" ہونا چاہیے۔ لب چونکہ دو ہوتے ہیں اس لیے مصرا اس کے [illegible] جمع کا صیغہ لاتے ہیں۔ پھر "اقوام" قوم کی جمع ہے اس لیے "اقوام کہن ایندھن ہیں" ہونا چاہیے۔۸

سوال یہ ہے کہ "آنکھ وقف دید تھی" درست ہے تو "لب مائل گفتار تھا" درست کیوں نہیں ہے؟ یہ تو اقبال کو بھی معلوم تھا کہ ہر آدمی کی دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوتے ہیں۔ اقبال اس سے بھی واقف تھے کہ اقوام قوم کی جمع ہے۔ پھر اس صورت میں جبری کا جواز کیا ہے؟

حوالے اور حواشی

۱. بانگِ درا، صفحہ ۲۵

۲-۳. دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۱۰۳، ۱۳۰

۴. مقالاتِ اقبال، صفحات ۶۹-۷۰

۵. بالِ جبریل، صفحہ ۴۳

۶-۷. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۹۴

۸. اقبالِ کامل، صفحہ ۲۴۹

د۔ متروکات

اقبال کے مصرعے ہیں:

ع ہر کوئی مست مے ذوق تن آسانی ہے[1]

ع نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری[2]

شمس تبریز احمد نے مرکب "ہر کوئی" پہلے بولتے تھے اب متروک ہے "میر" نے لکھا ہے یہ متروک ہے[3] جوش ملسیانی لکھتے ہیں: [illegible] میں لفظ ہاں، وہاں، اور، تا، اے کہ، ملک، پر بھی اگر، مگر [illegible] کی جگہ نے، گر بھی اگر، میری جان کو مری جاں، نصیب لوں، چاہتا ہوں کو چاہتا ہوں وغیرہ وغیرہ کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ الفاظ بالاتفاق شعرا کی متروکات میں شامل ہیں۔[4]

آگے چل کر ملسیانی اقبال کے مصرعے اور اشعار درج کر کے یہ نوٹ کا اضافہ کیا ہے۔[5]

سراج الکھوی، جوش ملسیانی کے دعووں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "[illegible] حال کو ملسیانی نے متروک لکھا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں جس طرح پہلے یہ الفاظ مستعمل تھے شعرائے حال بھی اسی طرح سے جاری ہیں۔"[6] سراج الکھوی مزید لکھتے ہیں:

"اسی طرح 'اگر' 'تا' یہ بھی متروک نہیں، از سر تا قدم، از زمین تا آسمان، از مشرق تا مغرب اردو میں بولا جاتا ہے۔ ایک جگہ یہ لفظ ضرور ہے ... متروک ہے اگرچہ لکھنؤ کے بعض شعرا [illegible] کا بھی استعمال ہوتا ہے ... ہر گز متروک نہیں اور میں خود اسے ترک کیا ہے اگرچہ اصلی ہے اس لیے کہ اس کی جگہ اردو میں سوائے 'پر' کے کوئی لفظ نہیں ...

مگر بھی شاعر اردو میں بھی مستعمل ہے۔ میں تو برابر استعمال کرتا ہوں ... 'نہ' کی جگہ نے متروک ... اعتراض صحیح ہے مگر 'بھی' اگر ہرگز متروک نہیں۔ یہاں کے بعض میں 'اگر' معلوم ہو کے وہاں کر [illegible] استعمال درست ہے ... ہم لوگ برابر استعمال کرتے ہیں۔

مری جاں نہ نصیب لوں صحیح ہے۔ شعرا کے کلام میں بکثرت موجود ہے ... 'چاہتا' بجائے 'چاہتا' اس پر اعتراض غلط ہے دونوں طرح مستعمل ہے، لیکن پہلی صورت میں پر اعتراض ہے۔ شعرائے حال پر ... ہم لوگ 'چاہتا' ہی بولتے ہیں۔"[7]

یہ کہنا مشکل ہے کہ سراج الکھوی کی توضیحات کے مطابق ایک دو الفاظ کے سوا ملسیانی کے متروک قرار دیے گئے الفاظ میں کوئی لفظ متروک نہیں ہے۔ 'ملک' کو انہوں نے متروک کہا ہے تاہم لکھنؤ میں بھی کلی طور پر اسے ترک نہیں کیا گیا۔ لے دے کر صرف ایک لفظ 'نے' بمعنی 'نہ' ہے جس کے متروک ہونے سے سراج الکھوی نے اتفاق کیا ہے۔ وارث سرہندی نے علمی اردو لغت میں 'نے' کو متروکات الفاظ کی طرح درج کیا ہے۔ اقبال اسے بغرض [illegible] استعمال کرتے ہیں اور غالب نے بھی اس سے کام لیا ہے۔[8]

حوالے اور حواشی

۱-۲. بانگِ درا، صفحات ۲۲۷، ۳۱

۳. اقبال کی صحبت [illegible]، صفحات ۲۲۳، ۲۲۴ ۔ سوال یہ ہے کہ "ہرجائی" میں [illegible] کیا ہے اور اسے [illegible] کا [illegible] کیا ہے؟

۔ اسی طرح "اقرنے" متروک نہیں ہے تو "بجا" کیوں نہیں ہے؟

۴-۵. دیکھیے، اقبال کی تابانی، صفحات ۵۲، ۵۵

۶، ۷. سوال کے لیے دیکھیے، اقبال کی [illegible]، [illegible] تا ۱۳۷-۲۳۸

۸. غالب کا شعر ہے:

رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں (دیوانِ غالب، صفحہ ۹۸)

ز۔ تعقید

جوش ملسیانی نے "تقدیم و تاخیر" کے عنوان کے تحت [illegible] سے تعقید کے جو نمونے اکٹھے کیے ہیں اور جہاں جہاں اپنی طرف سے اصلاح کی ہے انہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

اقبال: تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی[2]

ملسیانی: تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی

اقبال: کہ جس کے نقش پا سے پھول ہوں پیدا بیاباں میں[3]

ملسیانی: کہ جس کے نقش پا سے پھول پیدا ہوں بیاباں میں

اقبال: خدا کا آخری پیغام ہے تو جاوداں تو ہے[4]

ملسیانی: خدا کا آخری پیغام تو ہے جاوداں تو ہے

اقبال: ایک ہی [illegible] کی [illegible][5]

: [illegible] ہنر نے اس کے گویا کار عالم ہے[6]

: پھر نہ کر سکتی حباب اپنا اگر پیدا ہوا[7]

ملسیانی: پھر حباب اپنا اگر پیدا نہ کر سکتی ہوا

اقبال: [illegible] ناکامی انساں کی ہے [illegible][8]

ملسیانی: [illegible] ناکامی انساں کی [illegible] ہے

اقبال: رہ رو کے [illegible][9] ملسیانی نے [illegible]

"[illegible]" کی [illegible] ملسیانی کی [illegible] "[illegible]" [illegible]

: آسماں بادل کا پہنے خرقۂ دیرینہ ہے[11]

: ڈالی گئی جو فصل خزاں میں شجر سے ٹوٹ[12]

معترض نے لکھا ہے کہ "تیسرے مصرعے میں 'پہنے' اور 'ہے' کے درمیان خرقۂ دیرینہ حائل ہوگیا۔ چوتھے میں ٹوٹ [illegible] کیا اور یہ دونوں ٹکڑے ہی کاٹ کر دور پھینک دیے"۔

جوش ملسیانی کا [illegible] اعتراض [illegible] ہے۔ "پھر نہ کر سکتی" کو "پھر حباب اپنا" سے [illegible] اعتراضات

ناقابل التفات ہیں۔ سراج لکھنوی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ "یہ [illegible] اعتراضات ہیں ان میں بیشتر سطحی اور معمولی ہیں"[13]

ملسیانی نے اقبال کا یہ مصرع نقل کیا ہے۔ "[illegible] آشنائی ہے عجب"[14] اس کی اصلاح یوں کی ہے "[illegible] آشنائی ہے عجب"۔ ملسیانی کی اصلاح نے مصرع کو مبتذل کر دیا ہے[15]

حوالے اور حواشی

۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی نمایاں، صفحات ۳۰ تا ۳۲

۲ تا ۸۔ بانگِ درا، صفحات (بالترتیب) ۱۰۸، ۲۰۲، ۲۰۶، ۱۵۵، ۱۲، ۲۱۰، ۱۱۱

۹ تا ۱۲۔ ایضاً، صفحات (بالترتیب) ۲۷۶، ۲۲، ۱۴۰، ۲۸۰

۱۳. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۵

۱۴. بانگِ درا، صفحہ ۲۹

۱۵. اقبال کی نظم کا عنوان ہے "تصویرِ درد"۔ اس کی آخری سطور میں سے ہے جو وطنی توصیف کے ساتھ ہندوستانی ادبی ... کی نہیں سکتا یہ "رنگی" کی تعلیم دی ہیں۔ "تصویرِ درد" کا ایک مصرع ہے: یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے ہنر تو نے۔

ج ۔ نادر الفاظ

اقبال کے مندرجہ اشعار ہیں :

ہاتھ آ اے مطلبی صہبا ہے ترا   ہائے کیا تیرے خطا ہے ترا

شور آواز ہائے بیدار ہیں   لب اظہار صدا ہے ترا [۱]

شمس بریلوی نے لکھا کہ "صہبائی صفائی دونوں غلط ہے ۔ شعر ثانی میں شور کو دست کا ساتھ سمجھ لیا ہے ۔ آخر شور دہ کو کہتے [illegible] ہیں گیا۔[۲] مہر سنگھ نے اس کا جواب دیا کہ "صفا" درست ہے اور اعتراض غلط ہے" اور سند میں ذوق کا یہ شعر پیش کیا :

دل ہے آئینہ صفا چاہیے رکھنا اس کا

زنگ سے بھرتا ہے کیوں اس میں تو کینہ بھر کے [۳]

اقبال نے بھی صفا کے استعمال کو درست قرار دیا اور سند میں اساتذہ کا کلام ۔ پیش کیا جن میں انیس کا یہ مصرع ۔ اہل ہے

ع بت توڑ کے کعبے کو صفا کر دیا کس نے

دوسرے شعر کے ضمن میں اقبال نے ۔ دوسرے اور مستقل بحث کی اس کا جواب مصرع ثانیہ ہے کہ لب اظہار میں اضافت [illegible] بھی غالب کا یہ شعر : کمال گرمئ سعی تلاش دید نہ پوچھ / بہ رنگ خار مرے آئینے سے جوہر کھینچ ۔ اصل نہیں نے لکھا کہ "صبر ۔ لب [illegible]" [illegible] ہے تو لب اظہار سے اظہار کی مراد ۔ جواب اقبال نے مزید لکھا کہ "شور کوں کے ساتھ اظہار میں مستعمل ہے جس میں محاورہ [illegible] ہے اور استعارہ نے تکلف عام معنی کی مرکب [illegible] ہے" [۴]

۲

کرنل غلام رسول نے اقبال کی ایک نظم "بہ سلسلہ اعتراض" کے حق میں زیر عنوان غلط الفاظ دری نے تعقیل کے ساتھ کی [۵] جو اعتراضات شمس الدین اعجاز کے ہیں اقبال کے مصرعے "میں نے دیں ۔ نبی کو تارا تو شیانے کے لیے" [۶] پر اعتراض کیا کہ "تارا کی اکائی پاہیے" تارا لوٹا کو کہتے ہیں ۔ خوش ملیانی نے اس شعر اعتراض کرتے ہوئے تارا "کو مبہم" ۔ دستانی "لکھا ہے" [۷] ملک علی اردو لغت میں تارا کا [illegible] تارا [illegible] ہے "ایک دو اسم آتی تیرے تماشا دن میں تھی" [۸] پر بھی یہ ہی شمس الدین نے اعتراض کیا اور "تماشا دوں" کو غلط ٹھہرایا [۹] اور اسم میں دین یہ معانی ۔ اسے دہرایا نہیں اعتراض کو سہا ۔ نجم قرار دیا [۱۰] اقبال کے مصرعے : "دل کی مٹی سے یہ صحیح اٹھا ٹکڑا" [۱۱] پر اعتراض کرتے ہوئے خواجہ شمس الدین نے لکھا کہ "ٹکڑا غلط ہے ۔ صرف بولنے کو ٹکڑ کہتے ہیں" [۱۲] درست مہر سنگھ ۔ علمی اردو لغت میں ٹکڑ اور ٹکڑا دونوں درج [illegible] کی حالت نے "ناقہ ادب" کے مری نام [illegible] ایک مضمون بعنوان "جوہر کامر کے شعراکی ہدایاں" لکھا جو "میر غلب ہی دیال" [illegible] پر اسی کا جواب کسی نے "شاعر مرد" کے فرضی نام سے لکھا [۱۳] "ناقد ادب" نے اقبال پر بھی نکتہ چینی کی ۔ اقبال کے مصرعے "دوئی چشم تو دیکھی" [۱۴] پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ۔ "دالصیری [illegible] محاورہ ہے [illegible] نے شعیری تو سنتے ہیں ..." [۱۵] یہ اعتراض معترض کی اس معمولی سوچ کا مظہر ہے کہ اقبال کو وہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں جو وہ سنتے رہتے ہیں ۔

[illegible] ... نے "نوادر الفاظ" ... اعتراضات ... صاحب لغت و اختلافِ الفاظ کے زیرِ عنوان ... اقبال کی "..."

میں ... [illegible] اعتراضات اٹھائے ہیں ... میں سے ... اعتراض درست ... [illegible] ۔

نظم "شکوہ" کے ایک مصرعے: "پھر یہ آزردگی ... " ... [illegible] ... لکھا ہے ...

موجود ... [illegible] ... کو ... لکھا ہے[۱۸]

[illegible] ... کے لیے استعمال کیا ... اور ... [illegible]

... [illegible] ... لسانی ... اعتراض پر ... مصرعہ ... ہے:

"... اعتراض ... اور ... ہے ۔ ... ساری مصرعہ کا ترجمہ ... آزردگی ... [illegible] ... اس اعتراض ... صاحب فرہنگ ... مرزا غالب کے قول ... [illegible] ... صاحب فرہنگ کی ... ہے ... کتاب کے ... [illegible] ... حسب ذیل عبارت لکھی ہے ۔ ... الفاظ ... استعمال ... ہیں ... کتابیں ... فرہنگ ... [illegible] ... ہے[۱۹]"

بانگ درا کی نظم "... " کا ایک مصرعہ ہے: "کیا جانتا ہے ... کا ... تو"

[illegible] ... لکھتے ہیں کہ ... [illegible][۱۹] ... اقبال ... مصرعے

... میں ... [illegible][۲۰] ... اعتراض ... [illegible] ... اقبال ... [illegible]

... ہے ... [illegible][۲۱] ... [illegible] ... اعتراضات ... ہیں[۲۲]

[illegible] ... کے لیے ... [illegible] ... ہیں ...

... [illegible][۲۳] ... [illegible] ... ہے ۔ ... کے

مطابق "... " (دال کی تشدید کے ساتھ) غلط العام ہے ۔

بانگِ درا کی نظم "جگنو/... کی شہزادی" کا ایک شعر ہے:

> ... کی ... اہلِ حرم کو
> ... ہے ... کے ... کو

[illegible] لکھا ہے کہ "... اہلِ ... ، اہلِ ... ، اہلِ علم ، اہلِ ... [illegible] ۱۲۵ ... اہلِ حرم ... [illegible]

... ہے[۲۴] ... [illegible] ... الفاظ ... میں ... [illegible]

... [illegible] ... اہلِ حرم ... [illegible] ... ہے ۔

اقبال کی نظم "... " کا مصرعہ ہے: "آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے"

جوش ملسیانی نے مرکب "مستورہ" کا ڈھابا [illegible] "سودہ" لکھا ہے[25] حالانکہ اردو میں "سودہ" ہی صحیح لفظ ہے اور لغات اور علمی اردو لغت میں سودہ ہی لکھا ہے۔ [illegible] مصرع [illegible] میں یہ لفظ "مستورہ" ہے

"پھول کا تحفہ عطا ہونے پر" کا پہلا شعر ہے:

وہ [illegible] میں بانکپن ہے — کلی کلی کی زباں سے دعا نکلتی ہے

ملسیانی نے مرکب "کلی کے لیے زباں" پر [illegible] کلی کا دہن ہوتا ہے اس واسطے لکھا جانا چاہیے "کلی کلی کے دہن سے دعا نکلتی ہے"[26] کلی کے لیے دہن سے زیادہ زباں کا لفظ معتبر ہے۔ سراج نے لکھا ہے کہ جس طرح کلی کے لیے دہن کا ہونا [illegible] ہے، اسی طرح زباں کا ہونا بھی مجاز ہے۔ مزید یہ کہ اور [illegible] نے بھی کلی کی زبان باندھی ہے[27]

[illegible] یا مصرعِ اول ہے، [illegible] قطرۂ [illegible] کو

ملسیانی کا اعتراض یہ ہے کہ "قطرہ" [illegible] کے ساتھ اس کی اضافت ثبوت طلب ہے[28] [illegible] قطرۂ [illegible] قابلِ فہم بات ہے [illegible] مگر اردو میں "قطرہ" کی [illegible] ہے[29] [illegible] اردو کے سراج کے جواب میں [illegible] درست ہے لیکن [illegible] قطرۂ کیا جائے [illegible] ہے۔

اقبال کی ایک غزل کا مطلع ہے:

[illegible] ہے دلِ شوریدہ [illegible] ابھی — [illegible] اور ذرا تھام ابھی[30]

جوش ملسیانی رقم طراز ہیں کہ "عشق [illegible] ہوتا ہے [illegible]"[31] سراج [illegible] کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور یہ تصرف [illegible] ہے[32] ایک اور معترض [illegible] شعر میں [illegible] موجود نہیں ہے۔ [illegible] سینے میں یہ ہوگی تو کہاں ہوگی"[33] اثر لکھنوی کا جواب [illegible] معقول اور [illegible] ہے۔

۴

علامہ اقبال کا شعر ہے:

[illegible] غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ قافلے میں نہیں [illegible] کے گرد![34]

سیماب اکبرآبادی نے اعتراض کیا کہ "گرد" [illegible] کی جگہ [illegible] مذکر [illegible] استعمال کیے گئے ہیں[35] اثر لکھنوی نے اس کے جواب میں [illegible] اردو [illegible] میں نے [illegible] گرد [illegible] ہے۔ اثر نے وزیر لکھنوی کا اردو کا ایک شعر بھی پیش کیا:

[illegible] مرے سینے میں [illegible] دل [illegible] ہمارے [illegible] تو کیا گرد آیا[36]

فضلی شیر نواز کا یہ مصرعہ ... سے ہر ... چلتا ہے ... مولوی ... اعتراض ... ہے۔ ایک مرکب ... [illegible]
بھائی محاورہ ہے۔[۲۴] ... مولوی کو غلط ... ہے ... [illegible] ... الاصل ... ہے۔ ایک ... [illegible]
سے اس کا اخراج ... اردو لغت میں بھی موجود ہے۔

۵

اقبال کے اشعار ہیں:

کہہ ... دربار ... [illegible] | ابھی ... سے ... ملا ... پیمانہ کر[۲۸]

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم | بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے[۲۹]

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے | بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے[۳۰]

ڈاکٹر علی حیدر ... لکھتے ہیں کہ ... "... " کا ... اور "... ہرجائی" کا استعمال غلط ہے۔[۳۱]
ان اعتراضات کا ... شعری روایات کے ساتھ ... [illegible] ... ہوگا ... [illegible]
سے کام لیتے ہوئے ایسے اعتراضات ... سے بچا جا سکتا ہے ... اقبال کی شاعری ... [illegible] ... اقبال کی
شاعری پر جس طرح اعتراضات کیے ... [illegible] ... اشعار کو ... اعتراض ... سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا ابوالحسن ندوی نے اقبال
کے ... اعتراضات کا ... کیا۔ ... ان اشعار کو ... اعتراض ... [illegible]
کیا جا سکتا ... [illegible] ... ہے کہ ... اور ... ایسا ہی کیا ہے۔
ڈاکٹر علی حیدر ... [illegible] ... کچھ اور اعتراضات بھی کیے ہیں جو قابل التفات نہیں ہیں۔

حوالے اور حواشی

۱. ابتدائی کلام اقبال، صفحات ۹۹، ۱۰۰

۲. اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۰۲-۲۰۳

۳-۴. اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۱۱۰، ۱۲۹-۱۳۰ اقبال کا عربی مضمون "اردو زبان پنجاب میں" مقالاتِ اقبال [illegible]
میں بھی شامل ہے۔

۵. تفصیل کے لیے دیکھیے، اوراقِ گم گشتہ مرتبہ رحیم بخش شاہین، صفحات ۴۰۰ تا ۴۲۹ — ڈاکٹر سلیم اختر نے "اقبالیات کے نقوش" میں
بھی شامل کیا ہے۔ (صفحات ۳-۷ تا ۱۵) مزید دیکھیے "مباحثہ" اور مجموعہ "مقالاتِ اقبال" [illegible]

۶. بانگِ درا، صفحہ ۱۰۲

۷. دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۳

۸. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۲۳

۹. بانگِ درا، صفحہ ۱۰۸

۱۰-۱۱. اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۲۳، ۲۲۹

۱۲. بانگِ درا، صفحہ ۱۲

۱۳. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۲

۱۴. تفصیل کے لیے دیکھیے، [illegible]

۱۵. بالِ جبریل، صفحہ ۱۹۰

۱۶. دیکھیے، اقبال کی خامیاں، صفحات ۶-۷، ۱۲ تا ۲۸

۱۷. ایضاً، صفحہ ۷

۱۸. اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۹

۱۹-۲۰. اقبال کی خامیاں، صفحات ۷، ۲۳

۲۱. بانگِ درا، صفحہ ۵

۲۲. لفظ "[illegible]" [illegible] (اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۲۳) [illegible]
[illegible] (اقبالِ کامل، صفحہ ۲۲۹)

۲۳. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۴۰

۲۴ ۲۶۳- صفحات (بالترتیب) ۲۰،۲۰، ۲۲

۲۷. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحبت زبان، صفحہ ۲۶۳

۲۸. اقبال کی نمایاں، صفحہ ۲۲

۲۹. دیکھیے، علمی اردو لغت

۳۰. بانگِ درا، صفحہ ۳۱۸

۳۱. اقبال کی نمایاں، صفحہ ۲۴

۳۲-۳۳. دیکھیے، اقبال کی صحبت زبان، صفحات ۲۲۴، ۲۹۰

۳۴. بالِ جبریل، صفحہ ۱۹

۳۵، ۳۶. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحبت زبان، صفحات ۲۹۸، ۲۸۹

۳۷. اقبال کا فن، صفحہ ۲۴۹

۳۸ تا ۴۰. کلیاتِ اقبال اردو، صفحات ۲۷۹، ۲۹۸، ۱۴۹

۴۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، "اقبال ... مکروش" مرتبہ سید ابو شمیر، صفحات ۱۳۷-۱۳۸

ط ۔ اغلاط تراکیب

بانگِ درا کی نظم "عبدالقادر کے نام" میں ایک شعر ہے:

مثلِ یوسف جو گم گشتہ دکھا کر ان کو
تپش آمادہ را خونِ زلیخا کر دیں

خواجہ شمس الدین [illegible] کا "اردو میں تپش آمادہ [illegible]" ۔ فارسی ترکیب معلوم ہوتی ہے[1] خواجہ [illegible] کا سوال ہے ۔ جوش ملسیانی نے "درستی تراکیب" کے زیرِ عنوان اقبال پر دو اعتراض کیے ہیں اور دونوں غلط ہیں ۔

بانگِ درا کی نظم "بلادِ اسلامیہ" کا شعر ہے:

[illegible] میں گم ہوا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی!

جوش ملسیانی کا اعتراض یہ ہے کہ "لفظ بیان [illegible] سے موسوم ہے مگر یہاں [illegible] کے مت مراد [illegible] کیونکہ [illegible] کثرت ہی [illegible] ہوا ہے ۔ اس بے جان چیز کے لیے اصولاً اور روزمرہ [illegible] کہا جانا چاہیے تھا"[2] سراج لکھنوی نے اس اعتراض پر [illegible] لکھا ہے کہ "اعتراض غلط ہے ۔ "تمام" جاندار اور غیر جاندار دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے" سراج نے [illegible] مصرع اور [illegible] لکھنوی ۔ [illegible] کے دو مصرعے بطور سند پیش کیے ہیں[3] ۔ اقبال کا ایک مصرع ہے: [illegible] سحاب بہار سے[4] ملسیانی نے [illegible] ابر بہار کی جگہ "سحابِ بہار" لکھنا درست نہیں[5] ۔ سحاب عربی کا لفظ ہے اور ابر فارسی کا ۔ "ابرِ بہار" اور "سحابِ بہار" دونوں درست ہیں ۔ [illegible] اردو میں [illegible] نہیں ہے[6] ۔ مرکب میں ایک عربی اور ایک دوسری لفظ پر اعتراض کیا جاتا ہے ۔ عربی یا فارسی لفظ کے ساتھ [illegible] کی ترکیب غلط قرار دی جاتی ہے ۔ اقبال نے اشعار میں [illegible] کی پابندی کی ہے البتہ "علیگڑھ کالج کے نام" جیسے عنوان گوارا کیا ہے ۔

"اغلاطِ لغت و اختلافِ الفاظ" کے زیرِ عنوان بھی ملسیانی نے اقبال کی استعمال کردہ متعدد تراکیب کو ہدفِ اعتراض بنایا ہے ۔ "شکوہ" کے مصرعے: چاہ کہتا تھا ہیں اہلِ [illegible] کے معنی میں آیا ہے ۔ "اہل جمع کے لیے آتا ہے اور جمع کے معنی ہی ادا کرتا ہے مگر واحد کے لیے آیا ہے ۔ یہ اصولاً اور روزمرہ درست نہیں ہے"[7] ۔ [illegible] اہل کو واحد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔ [illegible] اہل کے [illegible] شعر بھی درج ہے ۔ [illegible] اہلِ [illegible] اہلِ قلم، اہلِ [illegible] اور اہلِ [illegible] واحد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں ۔ مثلاً ۔ آج کل وہ بھی اہلِ [illegible] ہے / تو کیا [illegible] کا یہ جملہ "جوش ملسیانی اہلِ زبان ہے" غلط کہا جائے گا؟

بانگِ درا کی نظم "نالۂ فراق" کا مصرع ہے: [illegible] گھبراتا ہوں میں

اعتراض یہ ہے کہ "کشتہ [illegible] کشتۂ [illegible] ... کشتۂ [illegible] اور کشتۂ [illegible] درست ترکیبیں ہیں ۔ مراد ہے کہ [illegible] قسم کا کوئی وصف [illegible] تعلق رکھتا ہو ۔ اس لیے یہ ترکیب مہمل ہے"[9] ۔ سراج لکھنوی نے تصریح کی ہے کہ "کشتہ" کے معنی [illegible] ہیں اور "کشتۂ [illegible]" پر کوئی اعتراض مہمل ہے اور کسی توجیہ کی ضرورت نہیں[10]

"خضرِ راہ" کا مصرع ہے: ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

... یوں سے لکھا ہے کہ "زندگی کبھی جاں ہے اور کبھی تسلیمِ جاں۔ تسلیم جاں ایک بہت ہی غیر متعارف ترکیب ہے جس سے سارا مصرع مبہم ہو کر رہ گیا ہے"[11] "تسلیم جاں" کی ترکیب تین اشعار اور غبار دونوں میں۔ "تسلیمِ جاں ہے زندگی" میں ... کہ جاں ہارا ہے "مبہم شبیہ کیا ہے؟ ... و تاثیر ماورائی"[12] کا ... ہے ... کے ساتھ ایک مسئلہ یہ ہے کہ وہ مثال نہیں ہے اور ... ہے کہ اس کی سطر صرف الفاظ و تراکیب پر مبنی ہے۔ اسلام اور فکرِ اقبال، تینوں کے معیار کی تراکیب کی معنویت سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ... کے اس طرح کے مصرعے کلامِ اقبال میں بھی معدودے چند ہی شامل ہیں[13]

اقبال کا ایک شعر ہے:

خفتہ خاکِ پے سپر میں ہے شرار اپنا تو کیا؟
عارضی محمل ہے یہ مشتِ غبار اپنا تو کیا؟[14]

اعتراض یہ ہے کہ "خاکِ پے سپر" کی ساخت ترکیب ... مصرع کو مٹی میں ملا دیا۔ ... پھر تو عمروں کی تگ و دو کا کہنا ہے ... "مٹی میں ہے کلام اپنا تو کیا"[15] ... اعتراض ایک صریح شعر ہے اس ... کا کہ ... الفاظ کے چکر میں ... اور ... اور یہ اقبال کے معانی طالبوں کی دسترس میں رہیں ... اعتراض یہ ہے کہ "خاکِ پے سپر" ... ترکیب ہے اور اصلاح کرتے ہوئے "شرار" کی جگہ "کلام" کر دیا ہے اور اس طرح مصرعے کو مٹی میں ملا دیا ہے ... اس شعر کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی جو ... دل ہے۔

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں!
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو یہ وہ گوہر نہیں!

غلام رسول مہر نے ان دو اشعار کا جو مطلب لکھا ہے وہ یہ ہے کہ "اگر ہماری چنگاری پامال ہونے والی خاک میں سوئی ہوئی ہے تو کیا ہوا؟ اگر غبار کی یہ مٹھی ہمارا عارضی کجاوہ ہے تو کیا ہوا؟ خاکِ پے سپر سے مراد جسمِ خاکی اور شرار سے مراد روح ہے، عارضی محمل سے مراد عارضی ٹھکانا اور مشتِ غبار سے مراد جسمِ خاکی ہے۔ لیکن زندگی کی آگ کا انجام یہ نہیں کہ وہ راکھ ہو کر رہ جائے۔ یہ موتی ایسا نہیں کہ اس کی قسمت میں ٹوٹ جانا ہو"[16]

حوالے اور حواشی

۱۔ مرقع لکھنؤ، جولائی ۱۹۲۷ء، بحوالہ "اقبال کی صحت زبان"، صفحہ ۲۲۲

۲۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۱

۳۔ "اقبال کی شاعری پر حق و باطل نکتہ چینی یعنی کلام اقبال پر حسرت موہانی کا مل جواب" از سراج الحسن سراج لکھنوی سال ۱۹۷۲ء منقول "اکبر" منقولہ سالنامہ "سیرت" لاہور، جنوری ۱۹۳۱ء، صفحہ ۱۲۵۔ نیز دیکھیے، اقبال کی صحت زبان، صفحہ ۲۲۱۔ مرادوہ مصرعے موجود ہیں:

ع اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری

ع بتان دیر کی رگ رگ سے خون غم ٹپکتا ہے

ع اسی سے کیوں بتان آذری شرمائے جاتے ہیں

۴۔ بانگ درا، صفحہ ۲۸

۵۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۰

۶۔ لفظ "سماوات" کو [illegible] اور علمی اردو لغت میں درج کیا گیا ہے۔ [illegible] بھی دو لغات ہیں

۷۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۲۲

۸۔ مطالعۂ [illegible]، صفحہ ۵۳

۹۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۲۵

۱۰۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحت زبان، صفحات ۲۲۴-۲۲۵

۱۱۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۲۶

۱۲۔ بال جبریل، صفحہ ۲۱

۱۳۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ "اقبال کے شعروں میں بہتر اور خوب تر کی مثال دینی مناسب معلوم نہیں ہوتی کیونکہ تمام اشعار زیادہ سے زیادہ پاکیزہ اور پر معنی ہیں۔ لیکن یہ مصرع کہ ... [illegible] ... ایک خاص حیثیت رکھتا ہے ... [illegible] ... اس کی شرح و تفسیر ہے ... [illegible] ..."

[مطالب بانگ درا، صفحہ ۳۱۲]

۱۴۔ بانگ درا، صفحہ ۲۵۹

۱۵۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۲۷

۱۶۔ مطالب بانگ درا، صفحہ ۲۸۱

ی۔ حشو و زوائد

"بانگِ درا" کی نظم "عرفی" کا ایک شعر ہے:[1]

مرے دل نے یہ اک دن اس کی تربت سے شکایت کی
نہیں ہنگامۂ عالم میں اب سامانِ بیتابی

شعر پر کسی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن [illegible] ہر عیب و عرب اعتراضات کیے ہیں۔ اس کا مصرع [illegible] ہی بنایا۔ زیرِ نظر شعر میں "ہنگامہ" کو حشو قرار دیا۔ یہ نتیجہ [illegible] [illegible] کا اور [illegible] اسلوب کو [illegible] [illegible] ہنگامہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پر غور کرتے ہوئے [illegible] ہنگامہ موجود [illegible]
"[illegible]" [illegible] رونقِ ہنگامہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]:

ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سورج بھی تماشائی تارے بھی تماشائی![2]

اسی طرح [illegible] "ارمغانِ حجاز" کی [illegible] نظم "حضرتِ انسان" کا آخری شعر لائقِ توجہ ہے:

اگر مقصودِ کُل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟

۲

[illegible] "[illegible]" اور "[illegible]" کے زیرِ عنوان "بانگِ درا" پر بار اعتراض کیے ہیں۔ پہلا "شکوہ" کے اس شعر پر ہے:

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصۂ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

اعتراض یہ ہے کہ "[illegible]" [illegible] مصرع [illegible] ہو گیا ہے۔ [illegible] کے [illegible] [illegible][5] اعتراض درست
نہیں ہے مصرعے میں [illegible] کوئی [illegible] ضرورت ہے اور [illegible] مصرع [illegible] ہوا ہے"

نظم بعنوان "دردِ عشق" کا شعر ہے:

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ   جویا نہیں تری نگہِ نارسیدہ دیکھ

اعتراض یہ ہے کہ "دونوں مصرعوں میں [illegible] [illegible] اور [illegible] آئی ہے" یہ اعتراض بھی غلط ہے۔ "دیکھ" یہاں [illegible]
کرنے اور خبردار کرنے کے لیے ہے۔ [illegible] میں "دیکھ" کا یہ استعمال [illegible] اور حالی کے ان مصرعوں سے واضح کیا گیا ہے۔

ع غیرت دیتے ہیں جو مرے تو دے نہ اس کو زہر دیکھ

ع دیکھ اس خرابکار پہ اتنا نہ کر دماغ

اقبال کی غزل کے شعر ہیں:

گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ — ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

آیا ہے تو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ — دم دے نہ جائے ہستیٔ ناپائدار دیکھ [8]

طباطبائی لکھتے ہیں کہ "مطلع اوّل میں [illegible] کی [illegible] درست ہے [illegible] دوسرے شعر کے مصرعہ ثانی میں بھی چونکہ [illegible] کے [illegible] ہے اس لیے [illegible] ہے مگر مصرعہ اول میں [illegible] ہے" [9] [illegible] اعتراض [illegible] مطلب ہے اور اس [illegible] میں [illegible] واضح یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ "دیکھ" توجہ دلانے کے لیے ہے۔

"بانگِ درا" کی نظم "[illegible]" کا شعر ہے۔

[illegible] میں پا ہے — [illegible] مریض [illegible] میں پا ہے

اعتراض یہ ہے [illegible] دیکھنے کے لیے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] ہاتھوں [illegible] کام کے لیے استعمال ہوتی ہیں [illegible] کہاں [illegible] مریض [illegible] کہنے سے [illegible] ہوتا تھا اس لیے بہتر یہی ہے [10]

[illegible] طباطبائی نے نظم کے مفہوم اور اسلوب [illegible] کو نظر انداز کیا ہے [illegible] محمد علی کے قریب [illegible] میں [illegible] ہوا چاہتے تھے۔ اقبال کے [illegible] اثر [illegible] کا [illegible] تھا [illegible] کی [illegible] دیکھی جاتی ہے اور [illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible] "[illegible] قوم" [illegible] کے لیے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کو "[illegible] کو اپنے [illegible] کی طرف" اور "[illegible] مریض [illegible] میں پا ہے" جیسے [illegible] سے [illegible] کیا گیا ہے

[illegible] تو تمام کا سب "[illegible] ضرورت الفاظ اور [illegible]" کا [illegible] اعتراض یہ ہے کہ [illegible]

"بانگِ درا" جیسے [illegible] شعری مجموعے سے [illegible] کہ حسن کا [illegible] رموزِ [illegible] میں [illegible] ان اعتراضات کا [illegible] ظاہر کرتا ہے کہ اقبال [illegible] رموز [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] دوسرے [illegible] رموز [illegible] کی تلاش کی [illegible] کامیاب کم ہوئی" الوالحسن [illegible] کا اظہار کیا ہے کہ اقبال کا کلام [illegible] رموز [illegible] ہے [illegible] سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کا ذوق [illegible] اور [illegible] اعتراض تھا [illegible]" [13]

اقبال کم الفاظ میں کثیر معانی بیان کرتے ہیں [illegible] اقبال میں ایجاز کا وصف [illegible] ڈاکٹر [illegible] طرح کا اعتراض کیا ہے ان کا اعتراض یہ ہے کہ اقبال نے اپنے کثیر تعداد اشعار اور مصرعوں میں [illegible] سے کام لیا ہے [14] ڈاکٹر موصوف نے حسبِ ذیل شعر بطور مثال پیش کیا ہے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر!

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر! [15]

معترض کے مطابق "اس شعر [illegible] دوسرے مصرعہ [illegible] ہوا [illegible] ہوا جا [illegible]" [illegible] اقبال کے بعض اشعار [illegible] کے بغیر [illegible] کی حیثیت رکھتے ہیں [16]

حوالے اور حواشی

۱. تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۲ تا ۲۴

۲-۳. اسرار و رموز، صفحات ۳۵، ۵۱

۴. بالِ جبریل، صفحہ ۱۲۵

۵. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۳۴ [illegible] ۔ ملیانی نے مصرعِ ثانی کو بطورِ اصلاح [illegible] کیا ہے۔ [illegible]

[illegible] اقبال کا [illegible]

۶. [illegible]

[illegible]

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۲۲۵ - ۲۲۶)

۷. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۳۵

۸. بانگِ درا، صفحہ ۱۰۰

۹. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۳۵

۱۰. اقبال کی خامیاں، صفحہ ۳۵

۱۱. دیکھیے، مطالبِ بانگِ درا، غلام رسول مہر، صفحہ ۲۲۹

۱۲. [illegible]

[illegible]

میرے [لیے] نمایاں [illegible] نہیں ہے

نا رسا [تو] نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا

[illegible]

[illegible]

[illegible] (اقبال [illegible] ، صفحہ ۲۵)

میرا جنوں محشر میں [illegible]

ہے اور اعتراضات [illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

میں پیش کیا گیا ہے۔ (دیکھیے، صفحات ۱۸۰ تا ۱۸۸)

۱۳. نقوش اقبال، صفحہ ۱۹

۱۴. اقبال مجدد عصر، صفحہ ۳۳ مولوی اشرف ... صفحہ ۳۳ ... اقبال ... کے تحت شائع ہوا۔

۱۵. یہ شعر "بال جبریل" کی پیشانی پر ... کے تحت درج ہوا ہے۔

۱۶. مثال کے طور پر حسب ذیل اشعار دیکھیے:

تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی! (بال جبریل، صفحہ ۳۲)

عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام! (، ، صفحہ ۱۲۸)

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دلنواز
نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز
نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز (، ، صفحہ ۱۳۲)

ہر اک ... کا ... فکر و کردار کا (، ، صفحہ ۱۲۹)

یہ بڑی شاعری ہے، مگر ... دونوں کے ... ان میں ایجاز بھی ہے اور اعجاز بھی۔ کوئی ... استعمال ہوا اور اس کے وجود کوئی ... ہے۔ ... ہے کہ ... شعر ... کیا گیا ... نے لفظ "دونوں" کا بہت غلط ... ہے۔

ک ۔ تخالف زمانہ

بانگ درا کی نظم "موجِ دریا" کا شعر ہے:

> آب میں مثلِ ہوا جاتا ہے توسن میرا
> خارِ ماہی سے نہ اٹکا کبھی دامن میرا

[illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] ۱۹۰۴ء [illegible] اور جون ۱۹۱۳ء میں [illegible] شائع ہوئی [illegible] ۱۹۱۳ء میں [illegible] اعتراض کرتے ہوئے [illegible] کے دونوں مصرعوں میں زمانے کا تخالف [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] شعر [illegible] اعتراض [illegible]

"[illegible]" [illegible]

[illegible] شعر میں [illegible] زمانہ موجود ہے [illegible] شعر میں کوئی [illegible] تخالفِ زمانہ موجود ہے۔

۲

[illegible] کے [illegible] میں تین اشعار [illegible]:

> [illegible] ملک سے [illegible] کا اثر
> [illegible]
> [illegible] میں [illegible] اسیری

[illegible] اعتراض [illegible] مصرعے [illegible] جاتا ہے [illegible]

[illegible] مصرعہ [illegible]

[illegible] زمانہ کی [illegible] اقبال [illegible] اعتراض [illegible] ہے۔

۳

اقبال کی ایک بلند پایہ غزل کا خوبصورت شعر ہے:

> [illegible] شبنم کا موتی [illegible]
> اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

اس شعر پر اعتراض کرتے ہوئے [illegible] ہے، دو مختلف زمانے [illegible]

[illegible] اس اعتراض کا [illegible] اعتراضات [illegible] ہے۔ [illegible]

ایک ہی شعر میں دو مختلف رنگ لانے نظم جڑا ہوتی گئی ہیں، اور اقبال تو اتنا زبانی سے صورت میں اہتمام ہی نہیں کیا بلکہ حقیقت سے مطابق فرمایا کیونکہ ترجمہ گل پر قطرۂ شبنم کے ورود اور سورج کی کرن پڑنے میں یقیناً نامعلوم زمانی ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہر شبنم گل پر شبنم کا موتی آیا اور اس کو فوراً سورج کی کرن نے چمکایا، یہ صداقت تعریف کی مستحق ہے کہ اقبال کی زبان و بیان ادا ہوئے۔ ۹

حوالے اور حواشی

۱۔ ابتدائی کلامِ اقبال، صفحہ ۲۶۹

۲۔ اصل کے لیے دیکھیے "شبنم" کا مضمون "تصنیف معاد" مشمولہ "اقبالیات کے نقوش" مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، صفحات ۶۹۲-۶۹۳

۳ تا ۵۔ بانگِ درا، صفحات (بالترتیب) ۳۷، ۲۲۱، ۲۰۸

۶۔ اقبال کی خامیاں، صفحات ۳۵-۳۶

۷۔ بالِ جبریل، صفحہ ۴۸

۸-۹۔ دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۱۳

ل ۔ فارسیت

اقبال کے اردو کلام میں فارسیت کے عنصر کو بڑا [illegible] اعتراض [illegible] گیا ہے۔ معترضین میں [illegible] اقبال [illegible] زیادہ سخت [illegible] معترضین [illegible] کی [illegible] ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] ہوئے ہیں کہ صرف اقبال کی فارسی آمیز اردو کو [illegible] فارسی گوئی [illegible] تبصرہ کی [illegible] کا معاملہ [illegible] زیادہ [illegible] ہے۔ جوش ملسیانی [illegible] اقبال [illegible] فارسیت کی [illegible] اعتراض کیا ہے۔ ملسیانی کے اعتراضات مختصراً حسب ذیل ہیں:

(۱) "کلام اقبال میں اکثر [illegible] موجود ہیں۔ اور اگر [illegible] ہوئے تو [illegible] اس [illegible] کو اردو [illegible] [illegible] اردو زبان کا [illegible]"[۳]

(۲) "بعض [illegible] فارسیت [illegible] سے کم [illegible] ہوا [illegible] کی گئی"[۴]

(۳) "[illegible] [illegible] (اقبال کی) کوئی نظم [illegible] ہوگی جس میں یہ حرف [illegible] اقبال میں [illegible]"[۵]

(۴) "اسی ترکیب [illegible] فارسی زبان [illegible] اردو کے روزمرہ میں [illegible] ہیں"[۶]

(۵) "[illegible] ایک [illegible] لزوم [illegible] کے طور پر [illegible] ایک مصرع اردو کا [illegible] دوسرا فارسی کا"[۷]

(۶) (بانگ درا کی نظم [illegible]) "[illegible] فارسی کی [illegible] اردو کا [illegible] زبان ٹھہرا کر اس کی تقریر کو آدھا تیتر آدھا بٹیر بنا دیا جاتا ہے"[۸]

۲

جوش ملسیانی اپنی کتاب "[illegible] دیوان غالب" [illegible] کلام غالب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"[illegible] کے دیوان کا [illegible] حصہ [illegible] اردو زبان اور اردو [illegible] کا اطلاق [illegible] ہے۔ فارسیت کا [illegible] ہے کہ [illegible] فارسی [illegible] ایک ایک دو دو [illegible] [illegible] ہیں۔ اس کے علاوہ فارسی کے [illegible] فارسی کے [illegible] بکثرت استعمال کیے ہیں۔۔

اس کے علاوہ [illegible] ترکیب [illegible] فارسی [illegible] ہیں"[۹]

اس تبصرے سے ظاہر ہے کہ [illegible] کلام [illegible] غالب کے اس [illegible] سے زیادہ ہے [illegible] ملسیانی [illegible] کے [illegible] میں لکھا تھا کہ "فارسیت کا [illegible] معترضین اقبال کے کلام [illegible] کوئی [illegible] سے کہیں زیادہ غالب و [illegible] کے کلام میں موجود ہے [illegible] اقبال کے یہاں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں [illegible] کے کلام میں فارسی الفاظ کی بھرمار آج بھی نظر آتی ہے"[۱۰]

جوش ملسیانی [illegible] غالب کی شہرت و مقبولیت کا [illegible] اشعار کو قرار دیتے ہیں جو "زبان کی خوبی اور اردو [illegible] کی [illegible] کا یادگاری نمونہ ہیں"[۱۱] [illegible] کی صحت و صداقت [illegible] ہے[۱۲] تاہم کلام غالب سے جوش ملسیانی [illegible]

کی مثالیں جمع کی ہیں جن میں فارسیت کم ہے یا ان کی صورت نہیں ہے۔ یہ اشعار [illegible] غالب کی سی سلاست کو ظاہر کرتے ہیں۔ "بانگِ درا" سے ایسے اشعار کی مثالیں جمع کرنے کی [illegible] یہاں سے کوئی توضیح نہیں کی جگہ اقبال کے اردو کلام کا [illegible] زیادہ حصہ ایسا ہے جہاں فارسی املا و ترکیب کا استعمال [illegible] حدود کے اندر ہے۔

حوالے اور حواشی

۱. مثلاً خواجہ شمس الدین احمد [illegible] معروف عنوان "اقبال کی اردو" (مشمولہ "اقبال کی صد سالہ") میں فارسیت کے [illegible] استعمال پر مشرح [illegible] کیے ہیں۔ اس ضمن میں [illegible] بھی [illegible] باطل کا الزام عائد کیا ہے

۲. تفصیل کے لیے دیکھیے، دوسرا باب، عنوان "فارسی ترکیب" ۔

۳. "کلامِ اقبال میں اکثر جگہ ایسے اشعار ملتے ہیں [illegible] اس کی [illegible] بھی ہے

۴. غالب اور اقبال کے اسلوب پر [illegible] فارسی املا و ترکیب — ایک اہم مسئلہ [illegible] شامل ہیں

۵. اس رائے میں مبالغہ بہت زیادہ ہے۔

۶. اس ضمن میں غالب اور اقبال کے اردو [illegible] کی بہت واضح [illegible] کی

۷. [illegible] توایک [illegible] اور [illegible] کا الزام [illegible] کیا گیا [illegible]

۸. ان اعتراضات کے لیے دیکھیے، اقبال کی خامیاں، صفحات ۴۳ تا ۴۹

۹. شرح دیوانِ غالب، برق ملیانی، صفحہ ۲۰

۱۰. دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۳۶

۱۱. شرح دیوانِ غالب، برق ملیانی، صفحہ ۳۱

۱۲. "زبان کی ترقی اور اردو [illegible] کی [illegible] کا بادشاہی دور" غالب کا نہیں بلکہ ذوق کا کلام ہے اور ذوق کی شہرت و مقبولیت غالب کے مقابلے میں [illegible] زبان کا [illegible] استعمال کیا ہے اور کئی [illegible] کو [illegible] ان کی شہرت و مقبولیت کا اعتبار [illegible] ہے اس کا [illegible] ذکر شیخ [illegible] نے "[illegible]" میں کیا ہے۔

۱۳. "بانگِ درا" سے کچھ اشعار بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں:

دل کی [illegible] مست [illegible] ہے / [illegible] کے [illegible]	(بانگِ درا، صفحہ ۱۱)
اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے / عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے	(، صفحہ ۱۱۹)
شوق بے پروا گیا [illegible] / [illegible]	(، صفحہ ۲۰۵)
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو / تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟	(، صفحہ ۱۲۹)
سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا / لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا	(، صفحہ ۳۰۰)

۲- معنوی لغزشیں اور مہمل گوئی

"تنقیدِ ہمدرد" نے اقبال کے حسبِ ذیل شعر کو ہدفِ اعتراض بنایا:

ہاں تو جگنو کی چمک [illegible] جلوۂ بے پردہ دکھاتا ہے شوق؟

اعتراض یہ ہے کہ "جگنو کی چمک [illegible] اقبال کی مراد [illegible] جگنو کے [illegible] ایسے الفاظ سے کسی طرح ہر [illegible] معنی نکل سکتے" [illegible] اقبال کی مراد [illegible] "تنقیدِ ہمدرد" [illegible] کا اعتراض [illegible] تھا [illegible] نے جواب دیا تو "تنقیدِ ہمدرد" [illegible] خاموشی اختیار کر لی۔

میر [illegible] نے اس اعتراض کے جواب میں [illegible] جگنو کی چمک کو [illegible] قرار دیا [illegible] ہے۔ [illegible] طرح ہے "دریا کا پانی" وہ پانی ہے [illegible] ... جگنو کی چمک وہ چمک ہے جو جگنو [illegible] کا شعر ہے: جلوۂ بے پردہ تو ہوتا ہے [illegible] وہ [illegible] ہے جو جگنو کی چمک [illegible] ہے"[2]

۲

اقبال کی نظم "[illegible]" کا ایک مصرعہ

[illegible] کی [illegible] ہوں [illegible] کی تمنائی ہوں؟

"[illegible]" [illegible] کوئی معنی نہیں رکھتی"[5] "[illegible]" [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کلامی کا کرشمہ ہے"[1]

۳

جوش ملسیانی نے اپنی کتاب [illegible] "[illegible]" اور "معنوی لغزشیں" کے [illegible] اعتراضات [illegible] اور [illegible] اعتراضات ہیں [illegible] "[illegible]" کے [illegible] اشعار پر اعتراضات کیے ہیں۔ [illegible] "طلوعِ اسلام" [illegible] جوش ملسیانی [illegible] "طلوعِ اسلام" کی [illegible] کے لیے [illegible] اعتراض اسی نظم کے حسبِ ذیل شعر کا ہے

مکاں فانی مکیں آنی ازل تیرا ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو جاوداں تو ہے!

اعتراض یہ ہے کہ "مصرعہ اول مہمل اسالیب سے بالاتر ہے۔ مصرعہ ثانی میں تو اور تو کو لغویات میں شامل سمجھا جا سکتا ہے" "مصرعہ اول مہمل اسالیب سے بالاتر ہے [illegible] اس کا مفہوم [illegible] اس شعر سے پہلے اور [illegible] کے دو دو شعروں پر نظر ڈالی جائے تو مفہوم کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔[8] "مکاں فانی" کا مطلب ہے دنیا فانی ہے [illegible]

والے سب انسان آتے رہیں ان لمحے یا قوائی مؤثرہ کو کہتے ہیں۔ گویا دنیا کی سب اقوام بہاں طبیعی قوائی مؤثرہ کی مثال ہیں لیکن مسلمان کا حال ان سب سے مختلف ہے۔ صبحِ ازل (حضرت آدمؑ) سے مسلمان ایک پیغام کا حامل ہے۔ جو کہ آخری رسولؐ کے ہاتھوں کی وجہ سے مکمل ہو گیا تمام ہے، وہی پیغام کا حامل رہے گا۔ مسلمان کبھی مٹ نہیں سکتا۔ وہ جاوداں ہے۔

اقبال کی ایک غزل کا شعر ہے:

یاداں کوئی اے شمع! ڈھونڈنے کو یہاں   ہم کشتۂ تیغ تمنا کرتے ہیں؟

مدیاں کہتے ہیں کہ "یہی شعر بھی بعض اشعار کرتے ہیں کے حامل کا پتہ نہیں اور کشتۂ تیغ تمنا کو صاف کرتا ہے کی اور ترکیب کسی اثر بھری الفاظ کا مرہون ہو، ساری ترکیب کی طرح ہو کر مفہوم بھی کچھ نہیں۔"[۱۰۲]

تمنا کا مفہوم ہے مکمل شمع نہیں تمنا مؤثرہ۔ مرتی بنیں اس سے ہو رہا ہے سے پہلے بجھا دیا جاتا ہے۔ جہاں جانے والے لوگ ہیں لہٰذا اے شمع آؤ مل کر کوئی ساحل تلاش کریں۔ مل کر ایسے کہ شاعر روشنی کی بات کو ان پیرا ہیں۔

نظم "شکوہ" کا شعر ہے

کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو؟

جوش ملیح آبادی نے اس شعر پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ مضمون یہ تھا کہ مسلمانوں نے آتش پرستوں کو معدوم کیا اور خدائی کا دنیا میں پھیلائی۔ مگر لفظ یزداں (خدائی صفت) اہرمن (خدائی شر) کی ضد ہے اور یہ آتش پرستوں ہی کی اصطلاحی لفظ ہے۔ آتش پرستی مٹ گئی تو یزداں کا تذکرہ بھی ساتھ ہی مٹ گیا۔ وہ یزداں کی طرح پھرا۔ جب تک کہ مضمون میں زندہ ہو سکے لفظ یزداں کسی طرح پھر آنا چاہیے تھا اور یہ مضمون دال اسی لفظ کے استعمال سے بگڑ گیا ہے۔"[۱۰۳]

سراج لکھنوی نے قرآن کی طرح لکھ کر یزداں کو رحمٰن و رحیم کے مترادف اور بے معنی قرار دیا۔ جس نے "یزداں قاطع" کا مفہوم (شعرا درانے حق کو بھی) اور شعر کے لفظ کی اصطلاح دی یزداں سے مخصوص نہیں ہے۔ علاوہ ازیں خسرو اور جامی نے بار بار استعمال کیا۔

"بانگِ درا" کی نظم "عاشقِ ہرجائی" کا شعر ہے:

رہزنی الفت کی دو دو ماشقوں سے ہے مری   حسن کو آزاد و مستور ہونا کھٹکتا ہے میں

اعتراض یہ ہے کہ "الفت کی دو دو ماشقوں کو رہزنی کس بنا پر ہے۔ اس سے صرف ترغیب دینا ثابت ہوتی ہے بلکہ ہونا کے الفت کا شوق بھی ہوتا ہے ... پھر حسن کو مستور ہونا سے آزاد کیا۔ ہونا کے مستور ہو رہا تو ہوگی کے ضروری ٹھہرا۔ پس مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اول کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ وہ خود ہی کہاں رہا جو مستور ہونا سے آزاد ہو گیا۔"[۱۰۴]

معترض نے اگر نظم کے عنوان ہی پر غور کیا ہوتا تو اعتراض کرنے کی زحمت سے بچ جاتا۔ در حقیقت شعر کے تمام الفاظ اس کے معانی کو آئینہ کر دیتے ہیں۔ شاعر کی رہزنی الفت کی دو دو ماشقوں سے عبارت ہے۔ یہ الفت عاشق کسی "شرارِ حسن" سے ہی ہے۔ اس کی فطرتِ عشق کا تقاضا صرف کامل تجلی سے خاموش ہو سکتا ہے۔ وہ حسن سے پیمانِ وفا رکھتا ہے لیکن کسی ایک جبین سے نہیں۔[۱۰۵]

حوالے و حواشی

۱۔ یہ شعر اقبال کی نظم "شہابِ ثاقب سے استفسار" میں شامل تھا۔ بعد میں اقبال نے اسے مسترد کر دیا۔ (دیکھیے [illegible] اقبال: ۱۹۱۲)

۲۔۳۔ دیکھیے، اقبال کی صحتِ زبان، صفحات ۱۰۳، ۱۲۱

۴۔ دیکھیے، اقبال کا ابتدائی کلام، ص ۲۶۹ [illegible] اقبال نے "بانگِ درا" میں شامل کیا۔

۵۔۶۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، [illegible] کے مقدمے، صفحات ۱۹۳، ۱۹۴

۷۔ اقبال کی ما بعد، ص ۳۲ [illegible] "تو" کہا جائے [illegible] "تو ہے" کہا جائے اور سال [illegible] کوئی نحوی رکاوٹ ہی نہ تھی [illegible] تو ہے اور دل تو ہے [illegible] [illegible] کلامِ اقبال کی ما بعد [illegible] [illegible] اسکے باوجود "تو ہے، تو ہے" کو اصلاح تصور کیا ہے۔

۸۔ زیرِ بحث شعر کے آس پاس حسبِ ذیل اشعار درج ہیں:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے
پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے!

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے!
تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!

۹۔ بانگِ درا، ص ۱۲۸ [illegible]

۱۰۔ اقبال کی ما بعد، صفحہ [illegible] [illegible] [illegible] ہیں سمع کے بجائے ڈھونڈا جانا چاہیئے [illegible] [illegible] [illegible] پھر بھی تو کیا ہے؟ لیکن ایسا ہے نہیں۔

۱۱۔ ایضاً، صفحہ ۱۱

۱۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحبت میں، صفحہ ۲۴۲

۱۳۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۲

۱۴۔ جس شعر پر اعتراض کیا گیا ہے [illegible] اس غزل کے [illegible] اشعار کے ساتھ دیکھیے:

[illegible] دل [illegible] رکھتا ہوں میں

[illegible] مدعا رکھتا ہوں میں

[illegible] رکھتا ہوں میں

زندگی [illegible] عشق کو آرزو [illegible] رکھتا ہوں میں

[illegible] رکھتا ہوں میں

۳ ـ نئی اعتراضات پر ایک اور نظر

انیسویں صدی کے آخر میں لاہور میں بھی دہلوی لکھنوی چشمک موجود تھی۔ اقبال ۱۸۹۵ء میں لاہور آئے تھے۔ اسی سال لاہور میں
کے مشاعروں کا آغاز ہوا۔ مرزا ارشد گورگانی ان مشاعروں میں شرکت کے لیے [illegible] سے لاہور آیا کرتے تھے۔ ان کا تعلق دہلی
سے تھا۔ میر ناظر حسین ناظم لکھنوی دبستان کے نمائندہ تھے۔ دونوں صاحبان اپنے اپنے گروہوں کے ساتھ مشاعروں میں شرکت کرتے
تھے۔ اقبال نے بھی اپنا کلام سنانا شروع کیا۔ ان کی ایک غزل کا یہ مقطع لائق توجہ ہے:

اقبال لکھنؤ سے نہ دلی سے ہے غرض
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے [1]

کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۹۶ء میں لٹریری سوسائٹی کا احیا ہوا۔ اس کے احوال بیان کرتے ہوئے محمد عبداللہ قریشی لکھتے ہیں:

"لٹریری سوسائٹی کے یہ مشاعرے کچھ عرصہ تو اسی طرح جاری رہے لیکن شاعرانہ چشمک اور نوک جھونک کی بنا پر ان
میں ان کا رنگ اور وقار کم ہو گیا جس نے "معرکۂ شعری" کی صورت اختیار کر لی ... میر ناظر حسین ناظم لکھنوی
اس کے سرگرم تھے ... مشاعرہ انجمن میں مرزا ارشد گورگانی مرحوم کے شاگردوں اور مداحوں کا زور تھا۔ ان کی بھی
دو چار کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ ناظم صاحب کے ایک شاگرد غلام حسین تاب کا [illegible] ارشد اور ارشد گورگانی کے
کے ایک شاگرد منشی غلام قادر کا تخلص ناظم رکھا گیا۔" [2]

اقبال کا تعلق مشاعرہ انجمن سے رہا۔ تاہم وہ زلف کے اسیر تھے اور کمال ہی کی وجہ سے ہر جگہ معروف رہے۔

۲

یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ اعتراض کرنا اہلِ زبان کی عادت میں شامل تھا۔ آپس میں بھی دہلی والوں کی [illegible] لکھنؤ والے اور
تیر تھے۔ لکھنوی دبستان دہلوی دبستان کے مقابلے پر قائم ہوا تھا اور مقابلے ہی میں [illegible] شعر کی [illegible] ایک [illegible] رہا ہے
عروض کی ان روایات کے برعکس کیفیت [illegible] مرزا صاحب اپنے ایک شاگرد کو لکھتے ہیں کہ "تم اپنی تکمیل کی فکر کرو، دوسروں پر اعتراض
نہ کیا کرو۔" [3] اگرچہ خود مرزا غالب اعتراض کرتے رہے [illegible] اور ان کا نقصان بھی اٹھایا۔ غالب کے [illegible]
دو طرح ہوتی ہے۔ ایک رویہ دوسروں پر اعتراض کرنے کا ہے اور دوسرا رویہ اپنی تکمیل پر توجہ دینے کا ہے۔ پہلا رویہ منفی اور دوسرا
مثبت ہے۔ اقبال کی ذات پر اعتراض کرنے والے اکثر شاعر تھے [illegible] اقبال نے ہر جگہ اپنی تکمیل کی فکر کی اور
شاعر ہیں۔ انہوں نے مخالفوں اور حریفوں [illegible] اور کتابوں کے علاوہ اعتراضات سے بھی [illegible]
کی۔ اقبال کی یہ کوشش علمی اور پیشہ ورانہ مصروفیات کے باوجود جاری رہی۔ ایک زمانہ [illegible] حاصل ہو گئی اور ان کا فن نکھرا
گیا۔ اقبال کے فنی ارتقا اور ان کی شاعری کی تحسین کا اندازہ حسب ذیل آرا سے کیا جا سکتا ہے۔
ستر برس کے اقبال کی [illegible] علمی و ادبی تربیت کی [illegible] اقبال نے ان سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ اپنے استاد سے [illegible]

مطالعہ بھی کرتے تھے۔ اسی دوران [illegible] کی شاعری اور [illegible] اس پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ عبدالقادر نے لکھا ہے۔

"صاحب داغ پہلے شخص تھے جن سے [illegible] اور [illegible] کا یہ طالب علم کبھی کبھی غزل کہہ کر [illegible]۔ انہوں [illegible]

کہہ دیا کہ کلام میں اصلاح کی گنجائش بہت کم ہے۔۔۔ اقبال نے داغ کی زندگی ہی میں قبول عام کا وہ درجہ حاصل کر لیا تھا

کہ داغ مرحوم اس بات پر فخر کرتے تھے کہ اقبال بھی ان شاگردوں میں شامل ہے جن کے کلام کی انہوں نے اصلاح کی"[8]

لاہور آنے کے بعد [illegible] کی صاحبہ بھی کے دوران اقبال [illegible] مشاعروں میں شرکت کی۔ انہوں نے ۱۸۹۶ء کی [illegible]

میں جب یہ شعر [illegible] موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے / قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے [illegible] تو [illegible] اور شعر کو [illegible]

کی کہ اقبال عظیم شاعر بن گئے [illegible] اقبال [illegible] مرزا [illegible] کو [illegible] ہے

ایک نظم بعنوان "نالۂ یتیم" اقبال نے ۲۴ فروری ۱۹۰۰ء کو انجمن کے اجلاس میں پڑھی۔ [illegible] نے اس کی صدارت کی۔ انہوں

نے کہا کہ "میں نے [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] دل [illegible] نظم کی [illegible]"

فروری ۱۹۰۲ء میں "علی گڑھ منتھلی" میں حالی [illegible] مضمون بعنوان "اردو" [illegible] میں [illegible] شائع ہوا۔ اس [illegible]

نے لکھا کہ "اقبال کی شاعری میں [illegible] وہ [illegible] جن [illegible] کی [illegible] معقولیت کا پتہ چلتا ہے [illegible]

بلکہ مرزا غالب ہی [illegible] کے کلام کو [illegible] کلام اقبال پر ترجیح [illegible]"[8]

[illegible] کی ایک نظم [illegible] مئی ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی [illegible] میں انہوں نے لکھا کہ میرے خیال میں اقبال کی شاعری کا

[illegible] کی شہرت سے [illegible] نظم کے [illegible] شعر [illegible] درج کئے جاتے ہیں

ع شمع ہے تو شاعری کی انجمن کے واسطے

ع جست تیری ہم نشیں سب سے بڑا طرز بیاں

ع خطۂ ہندوستاں میں غالب ثانی ہے تو

ع چشمۂ کوثر میں دھوئی ہوگی تیری زباں

سہ یہ بھی روح القدس کی کارفرمائی نہ ہو

شعر کے پردے میں اعجاز مسیحائی نہ ہو[9]

نومبر ۱۹۰۲ء میں حسرت موہانی نے "تنقید غزل" کے عنوان سے "اردوئے معلٰی" میں ایک مضمون شائع کیا۔ اس میں لکھا کہ "اہل پنجاب میں جو

لوگ [illegible] مزاج ہیں اور [illegible] کے [illegible] شمار [illegible] اپنی [illegible] کو چھوڑتے جاتے ہیں اور [illegible] کی [illegible]

کرتے ہیں۔ مثلاً ہر دو میر اقبال صاحب۔۔۔ [illegible] اقبال کی [illegible] کے لحاظ سے صاف ہوتی جاتی ہیں"[10]

ساقی دہلوی کی ایک غزل فروری ۱۹۱۱ء میں "مخزن" میں شائع ہوئی [illegible] شعر حسب ذیل ہے:

ہے شوق دید حضرت اقبال کا ہمیں

کس دن ملیں گے دیکھیے جادو نوا سے ہم[11]

دسمبر ۱۹۱۱ء میں آل انڈیا [illegible] کانفرنس کا [illegible] کے اجلاس منعقدہ دہلی میں [illegible] اور سر [illegible] کی موجودگی میں
اقبال کو "ملک الشعراء" کا خطاب دیا گیا [illegible] دوسری قسم پر [illegible] کے گلے میں [illegible] کے ہار ڈالے[۱۳]
اگست ستمبر ۱۹۱۲ء کے [illegible] میں [illegible] کا ایک مضمون بعنوان "ڈاکٹر شیخ محمد اقبال [illegible]" شائع ہوا۔ اقبال کی زبان کے بارے انہوں نے حسب ذیل رائے کا اظہار کیا

"حیرت ہوتی ہے کہ [illegible] دہلی اور لکھنوی [illegible] یا [illegible] کہا جائے [illegible] اقبال [illegible]
محاورات اور مجبی ہوئی زبان کس طرح لکھتا ہے"[۱۴]

۴

اس [illegible] معترضین کی روش اس [illegible] اور کم علمی کا مظہر [illegible] "ترجیح [illegible]" [illegible]
ترکیب کو "ناروا ترکیب" کہہ کر مسترد کر دیا[۱۳] عرش ملسیانی [illegible] اقبال کے اس اصول [illegible] بلکہ [illegible]
عرش ملسیانی کا الزام [illegible] کی ترکیب پر اعتراض اپنی کم علمی کی وجہ [illegible] اکبر [illegible]
ہے: "[illegible] کی [illegible] شہر کی طرح [illegible]"[۱۴] [illegible]
زیادہ تر اعتراضات معقول [illegible] عرش ملسیانی اور [illegible] کا ہے [illegible] لکھنوی [illegible]
دائرہ [illegible] عرش ملسیانی [illegible] مضمون [illegible] سراج لکھنوی [illegible]

"[illegible] اور پھر اعتراض [illegible] پیش کیا [illegible]
کیا [illegible] کوئی شعر [illegible] اور [illegible] کی [illegible]
اور [illegible] مصرعے میں خیال [illegible] پیدا ہوتا ہے"[۱۵]

سراج لکھنوی کی رائے [illegible] اعتراض [illegible] یہ غلط ہے یا لغو ہے ---
[illegible] اہل زبان [illegible] کہتا ہے [illegible]
کے انوکھے ایک مضمون لکھا [illegible] کلام پر [illegible] اور اس کا [illegible] دیا[۱۶] اسی طرح [illegible] کے تحقیق کے لئے
ہم نے ایک مضمون بعنوان "[illegible]" [illegible] ستمبر ۱۹۰۲ء کے [illegible] اور حسرت کی [illegible]
بنایا اور اس کی مٹی پلید کر دی[۱۷]

حقیقت یہ ہے کہ [illegible] کے کلام میں [illegible] ہر [illegible] شاعر کے [illegible]
ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر اعتراضات [illegible] ہوتے ہیں۔ کلام اقبال پر جو اعتراضات کیے گئے ان میں سے [illegible]
اکے [illegible] کلام پر کیے گئے [illegible] اقبال کے [illegible] اعتراضات اس لیے [illegible]
[illegible] معترضین اعتراض کرنے کے [illegible] طرح [illegible] چنانچہ عرش ملسیانی [illegible]
اور مقام پر، سراج لکھنوی نے اپنی رائے ان الفاظ میں پیش کی ہے: "[illegible] کا یہ عالم ہے اور اعتراض کر [illegible]

سے تجاوز کیے ہوئے ہیں۔[۲۱]

۴

اگر معترضینِ اقبال، اعتراضات برائے اعتراض [illegible] جیساکہ مرزا غالب کے [illegible] کی تھی تو انکے حق میں بہتر ہوتا۔ زیادہ [illegible] عرش ملسیانی نے کیے ہیں جو [illegible] اقبال [illegible] پہنچتے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اپنے [illegible] نے کلامِ اقبال میں جو غلطیاں [illegible] خود ہی کیا ہے

اقبال کا شعر ہے:

کیا ہوں ابھی چمن سے میں [illegible] ہوا اور اسیرِ حلقۂ دام ہوا کو گمرہوا[۲۲]

اس شعر پر اعتراض کرتے ہوئے ملسیانی نے لکھا ہے کہ "مطلع میں ربطِ کلام پیدا کرنے کے لیے حرفِ عطف کی ضرورت پڑی ہے اس سے [illegible] محض طبیعت اور کیا ہوگا۔ اس سے تو یہ بہتر ہوتا کہ 'اور اسیر' کی جگہ 'اے سر' کہہ دیتے: ہائے سیرِ حلقۂ دام ہوا کو گمرہوا"[۲۳]

اقبال کا ایک اور شعر ہے:

ہے شکستِ انجام غنچے کا سبو گلزار میں

سبزہ و گل بھی ہیں مجبورِ نمو گلزار میں[۲۴]

عرش ملسیانی نے مذکورہ بالا اعتراض سے صرف ایک [illegible] اقبال کے اس شعر کی یوں اصلاح کی ہے۔

ہے شکستِ انجام غنچے کا سبو گلزار میں

اور خزاں ہے سبزہ و گل کی نمو گلزار میں

سراج لاہوری لکھتے ہیں کہ "محض حرفِ عطف پر اعتراض تھا اور خود صاحب نے بھی صرف مرمت کرا کے محض عیب کا ثبوت دیا ہے"[۲۵]

بشیر نکودری نے بھی اس پر حیرت انگیز تبصرہ کیا ہے[۲۶]

اقبال کے مصرعے [illegible] کے طائروں کو [illegible] کھلاتی ہوئی[۲۷] میں لفظ "کھلاتی" پر ملسیانی کا اعتراض ہے [illegible] "کھلاتی" کا [illegible] ہے[۲۸] اس "غلطی" کا انکشاف خود ہی کیا ہے اور مذکورہ اعتراض سے کچھ [illegible] نکلتا ہے: "طیوروں کو طرزِ خرام سکھلانے کے لیے کسی شمع کی ضرورت نہیں ہوتی"[۲۹]

"اقبال کی خامیاں" میں ملسیانی کی [illegible] نظر ڈالی جائے تو [illegible] خامیاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً اقبال کی [illegible] پر جہاں اعتراض کیا ہے وہاں خود "لزوم مالا یلزم" کے [illegible] استعمال کیے ہیں[۳۰] "[illegible]" پر [illegible] یہ سوال قائم کیا ہے [illegible] ضرورت [illegible] ظاہر ہے کہ "بے ضرورت [illegible]" لکھنے کے بعد "[illegible]" لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ حیرت ہے کہ عرش ملسیانی نے "کلامِ اقبال کی خامیاں" بیان کرنے کے لیے عنوان "اقبال کی خامیاں" قائم کیا ہے

"تنقیدِ [illegible]" اور [illegible] عبدالسلام ندوی اور [illegible] وغیرہ کی تحریریں بھی [illegible] سے پاک ہیں[۳۱] [illegible] میں معترضین کا فتوے جاری کرنے کا عمل شرمناک ہے۔

"اقبال کی [illegible]" کا آغاز کس طرح ہوا ہے:

"اقبال کی شاعرانہ [illegible] اور [illegible] سے کون انکار نہیں ہو سکتا۔ دنیائے شاعری میں ان کی شہرت لازوال ہے۔ اس کی [illegible] دریائے موّاج ہے جس کی بے قرار لہریں سر زمین پنجاب کے دریاؤں کو ہر شور ساگر [illegible] اور [illegible] ترقی کو دلِ بے تاب [illegible] رہی ہیں۔ کلام کی ہمہ گیری [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] ناظرہ کی بھی تصویر [illegible] لہجے [illegible] کی شہادت دیتی ہے ... مگر ان میں کا [illegible] خوش کلامی اور ادائے [illegible] کے [illegible] حاصل نہیں ہے۔ [illegible] تکمیل میں کا [illegible] مضطر، فوراً، پاس [illegible] وغیرہ کو حاصل ہے"۔[۲۲۳]

اس کی وجہ ناکامیابی کے سوا کیا [illegible] اقبال کے [illegible] کشمیری [illegible] ہیں [illegible] اور نہ ہی لکھنؤ کے ایک اہلِ زبان [illegible] حاصل [illegible] چنانچہ [illegible] کو تکمیل میں کا [illegible] کی وجہ [illegible] کی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اقبال کا تعلق پنجاب سے تھا اور پنجاب والوں کی [illegible] اہلِ زبان [illegible] نہ تھے [illegible] اقبال [illegible] زبان [illegible] کا [illegible] اہلِ زبان ہی [illegible] اقبال کی [illegible] کا [illegible] اہلِ زبان ہی [illegible] نہیں [illegible] اور اقبال کی زبان [illegible] معیاری زبان ہے [illegible] قواعد میں [illegible] ہوتی ہے [illegible] قواعد کی رو سے [illegible] زبان [illegible] ہوتی ہے۔ معیاری زبان کا [illegible] قواعد کا [illegible] خیال رکھتے ہوئے، زبان کے [illegible] استعمال ہوتے ہیں اور [illegible] اردو کا کوئی شاعر [illegible] اقبال کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ معیاری زبان ہی [illegible] ہوتی ہے [illegible] کا ایسا پیکر ہے کہ [illegible] معنی کو [illegible] کے رکھ دیا [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کلامِ اقبال میں [illegible] کی حدوں کو چھو رہے ہیں۔ ان کا [illegible] ہوا ہے۔ [illegible] رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"اقبال کی شاعری اور ان کے افکار [illegible] کے مطالعے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اقبال نے [illegible] کے رموز، زبان کی اہمیت اور شاعری میں فکر [illegible] اور تخیل کے مقامات پہچاننے میں کس قدر ریاض کیا تھا۔ [illegible] ہوتا ہے جیسے شاعری نے اقبال کو [illegible] بنانے میں اپنی ساری آزمائشیں ختم کر دی ہوں اور ان کے صلہ پر اپنی ساری [illegible] بھی تمام کر دی ہوں جیسے اردو شاعری کا [illegible] اقبال پر مکمل ہو گیا ہو"۔[۲۲۴]

حوالے اور حواشی

۱۔ ۲۔ دیکھیے حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں، مرتبہ محمد عبداللہ قریشی، صفحات ۱۵، ۸۵

۳۔ یہ خط لکھنے سے قبل غالب نے [illegible] کرا [illegible] جس سے ذیل رائے ظاہر کی:

"یورپ کے ملک میں [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] ہر ایک دوسرا [illegible] لیکن [illegible] کی موت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

"عودِ ہندی" مرتبہ سید مرتضیٰ حسین فاضل، صفحہ ۱۸۵

۴۔ مرزا اس مطلع "ہر غالب نے قافیہ" [illegible] اس کے [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] وقت برباد ہوا۔

۵۔ دیباچہ، بانگِ درا

۶۔ حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں، صفحہ ۵۳

۷۔ اعتراضی کلامِ اقبال، صفحات ۲۸، ۲۹

۸۔ "اقبال کی زبان پر ایک [illegible] [illegible]" [illegible] [illegible]، مشمولہ "[illegible]"۔ اکتوبر دسمبر ۱۹۹۴ء، ۷، ۲۹

۹ تا ۱۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحبتِ زباں، صفحات (الترتیب) ۸، ۹، ۱۹۰، ۱۰۰، ۱۴

۱۳۔ نقدِ اقبال حیاتِ اقبال میں، مرتبہ ڈاکٹر تحسین فراقی، صفحہ ۹۱

۱۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، اقبال کی صحتِ زباں، صفحہ ۲۴

۱۵۔ اقبال کی خامیاں، صفحہ ۱۴

۱۶۔ "قطرہ" [illegible] [illegible] [illegible] غلط قرار دیا (اقبال کی خامیاں، صفحہ ۲۲، ۲۳) [illegible] میں "قطرہ" [illegible] "قطرہ" [illegible] [illegible] غلط سے غلطی) لیکن [illegible] [illegible]۔ مرزا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غالب نے [illegible] [illegible] "[illegible] کی [illegible] ساکن ہے لیکن [illegible]" ([illegible] کے دیوان، جلد چہارم، مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم، ۱۲۳، ۸۴) "[illegible]" میں رے [illegible] ساکن پڑھی جاتی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے

۱۷ تا ۲۱۔ دیکھیے، اقبال کی صحبتِ زباں، صفحات (الترتیب) ۲۰، ۲۵۱، ۱۵۲ تا ۱۵۸، ۱۰۲ تا ۲۰۴، ۲۵۴

۲۲۔ بانگِ درا، صفحہ ۱۰۴

۲۳۔ اقبال کی خامیاں، صفحات ۹۰۔۹۱

۲۴۔ بانگِ درا، صفحہ ۲۵۳

۲۵۔ اقبال کی صحتِ زبان، صفحہ ۲۵۷

۳۶. جمیر تکوری لکھتے ہیں:

"تو اس شعر کے مصرعۂ ثانی میں [illegible] اور علامہ مرحوم [illegible]
[illegible]
[illegible] (اصول اقبال، ص ۳۹)

۳۷. بانگ درا، صفحہ ۱۸۰

۳۸ تا ۴۰. اقبال کی تابانیاں، صفحہ ۱۶۳ (بالترتیب [illegible])

۴۱. [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

قطرہ ہوا کے پیچھے وہ نالیاں بہانا (اقبال کی صحت زبان، صفحہ ۶۴)

ایسے قافیے اقبال کے ہوتے تو اردو برج "آسمان سر پر اٹھا لیتا۔

[illegible]
[illegible] (اصول کا حل، صفحہ ۱۵۰)

اس جملے میں "کیونکہ" غلط ہے۔ "چونکہ" ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر سہیل بخاری [illegible] (اقبال اور [illegible])
[illegible]

۴۲. اقبال کے مقالے پر جس تبصرہ [illegible] ہے۔

۴۳. اقبال، شخصیت اور شاعری، صفحہ ۱۱۹

ساتواں باب: ماحصل

اقبال کی مفکرانہ شاعری عالم اسلام کی ... تاریخ ... رہا ہے۔ اقبال نے انسانی مسائل پر گہری نظر ڈالی اور ان کا قابل عمل حل پیش کیا ہے۔ مگر اقبال عالم اسلام کے لیے خاص اور ہر اعتبار سے قابل ... ہیں کیونکہ ... ملت اسلامیہ کے ... کا خاتمہ اور استعمار کی جمہوری ... سے نجات چاہتی ہے اور عصر حاضر کی ... اسلامی معاشروں کے نظام ... کے لیے اقبال بہترین راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اقبال تصور پاکستان کے خالق ہیں اور مسلم ریاست کے حصول کے ... کو ... کرنے میں ان کا کردار ... ہے۔ پاکستان بلاشبہ علامہ اقبال کی فکری توانائی اور قائد اعظم کی ... سیاسی قیادت کا ثمر ہے۔ چنانچہ اقبال اور پاکستان کا رشتہ روح و جسم کا ہے ... گزشتہ نصف صدی کے ... علامہ اقبال اور قائد اعظم دونوں کی راہنمائی کو فراموش کیا گیا جس کے بھیانک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ پاکستان کے استحکام اور فلاحی ریاست ... ان اسلامی اصولوں کو اپنانے میں ہے جن کی بہترین تعبیر و تشریح اقبال نے کی ہے۔

اقبال نے حقیقی اسلام کی ترجمانی کی۔ وہ اسلام جو آفاقی ہے اور انسانی برادری کو مشترک نکات پر متحد کرنا چاہتا ہے۔ وہ اسلام جو ملوکیت کی چھاپ سے آزاد ہے اور ہر طرح کے ... کا مخالف ہے۔ وہ اسلام جو مرد مومن کو صفات الٰہی کا ... دیکھنا چاہتا ہے اور اسے بہترین صفات سے متصف کرتا ہے۔ وہ اسلام جو معاشرے کو حریت، مساوات اور اخوت کی اقدار عطا کرتا ہے اور استحصالی ... کا قلع قمع کرتا ہے۔ وہ اسلام جو روحانیت کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور نہ صرف معاشرے کی ... اور ... کے تقاضوں کو ... ہے بلکہ فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق کو ایک دوسرے کے ... ہے۔ ... اسلام کے اساسی ارکان ... اور رسالت ہیں۔ اقبال ... تصور کو رد کرتے ہیں ... سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ اسلام کا ... نظام ... حاکمیت کو ... اور اللہ کی حکمرانی قائم کرتا ہے تاکہ ظلم و جبر کے راستے مسدود ہوں اور عدل اجتماعی کو بروئے کار لایا جا سکے۔ ... نظام کی ... قوتیں بالادستی ... کے اندر بروئے کار نہیں آ سکتا۔ اسی بنیاد پر اقبال نے برصغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔ اقبال نے ... کی تعمیر نو، اتحاد اور ... سے ... کرانے کے لیے اسلام کی تعبیر و تفسیر موثر انداز سے کی اور اسلامی ریاست ... کو ... انسانی برادری کے لیے باعث فلاح تصور کیا۔ بعض ... نے ان کی فکری روش کو ... نظروں سے دیکھا ... بعض ... نے بھی اقبال کے فہم اسلام کو ... پاکر ان کی مخالفت کی ... ضرورت ... اقبال کے اسلامی تصور ... کو سمجھنے سے ...

یہ مسلم ... ہے کہ اقبال کے فہم اسلام کی قدر کرے اور ... کی ... پیش قدمی کرے ... مسلمانوں کے

[illegible] اقبال کی وفات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وحدت الوجود [illegible]

[illegible] وحدت الوجود [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اقبال [illegible] اور [illegible] تحریک ترک موالات [illegible] اقبال [illegible] کے علمبردار تھے۔ ان کے موقف کا ترجمان یہ شعر تھا:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

لیکن اقبال کو تحریک خلافت کے نمایاں ترین پہلو یعنی ہندو مسلم متحدہ قومیت سے اتفاق نہ تھا [illegible] اقبال [illegible] ترک موالات

[illegible]

میں بھی حصہ لیا جو خلافت کا مطالبہ تھا لیکن جس [illegible] اصل محرک گرامی جیسے گارنو [illegible] تھے۔ عبدالمجید سالک [illegible] قرار دیا

کے خلاف نظم لکھی جس کا ایک مصرع تھا [illegible] سرکار کی دلبر [illegible] اقبال [illegible] علامہ اقبال کا تعلق [illegible]

تھی اور امیر سے متعلق ایک سیاہ [illegible] کا کشمیری کو [illegible] اس بازار میں [illegible]

کے چہرے مہروں اور فرد مولانا ظفر علی نے اقبال [illegible] مقدمہ میں لکھے جس میں تاثر دیا کہ اقبال انگریز [illegible]

ہیں [illegible] چار مہروں میں ظفر علی کا نظریہ [illegible] جو کر [illegible] اقبال کی راہ [illegible]

دائرے سے ابھی پوری طرح نکل [illegible] کے [illegible] اللہ عبدالمجید سالک نے اقبال کی پیروی [illegible] مولانا الطاف

پر منزلوں کے اعتراضات کا تذکرہ [illegible] اقبال کی وفات سے [illegible] مولانا مہر [illegible] توقع

کی اطلاع تھی تو اقبال [illegible] اقبال کی وفات کے بعد مولانا [illegible] توقع [illegible]

کے دنوں سے شائع کیا [illegible] کا گمری [illegible] اور علامہ اقبال پر [illegible]

اعزاز حاصل کیا۔ دراصل یہ [illegible] کا [illegible] تھے [illegible] کے سفر کا [illegible] مولانا [illegible]

کی کوئی ضرورت کی [illegible] کانگریس کی حکومت نے دارالاسلام [illegible] کی جس نے مولانا مہر کو اعتراض کر دیا۔

اقبال کے مسلمان معترضین میں [illegible] اور مرزا [illegible] ہیں۔ اور [illegible] اسلام [illegible]

کی [illegible] کو وہ صرف ایمان سمجھتے ہیں۔ انہوں نے [illegible] کی مخالفت [illegible] کو معصوم قرار دیا [illegible]

مرتد پرست [illegible] اقبال کے خلاف فتویٰ [illegible] اقبال پر اعتراضات [illegible]

[illegible] کی قسمیں [illegible] اور دیوبندی علما کے [illegible] اقبال کو [illegible] فلسفی سے زیادہ حیثیت دیتے [illegible]

اس سے بھی [illegible] کرتے ہوئے اقبال کو ان شعرا [illegible] اقبال کی [illegible] نے [illegible] کی ہے [illegible] مولانا [illegible]

[illegible] ایک اعتقادی غلطی کو [illegible] عالم [illegible] آمادہ [illegible] چونکہ [illegible] کے [illegible]

اقبال کے پیچھے چلے ہیں [illegible] حضرات [illegible] ہیں۔ [illegible] مغربی تہذیب [illegible] نے بھی [illegible]

اعتراضات کیے ہیں۔ اقبال [illegible] بھی احترام [illegible] کی ہے۔

اقبال کے غیر مسلم معترضوں میں ہندو [illegible] اشتراکی اور قادیانی شامل ہیں۔ قادیانیوں کا بڑا اعتراض [illegible] اقبال

نے انہیں غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیوں کیا [illegible] ہیں انہوں نے قادیانی مرزے کی تعریف کی تھی اور [illegible] سے ان کا

گہرا تعلق رہا تھا۔ اقبال [illegible] (۱۹۱۱ء) میں [illegible] تعلیم کے [illegible] کا ذکر کرتے ہوئے اور

قادیانیوں کو مسلمانوں کا فرقہ تصور کرتے ہوئے ان کی تعریف کی تھی۔ قادیانیوں کو مسلمانوں کا فرقہ سمجھنے والے دوسرے

اکابر بھی تھے۔ رفتہ رفتہ امت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہو گیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ یہ دعویٰ کہ اقبال کا قادیانیت

سے گہرا تعلق رہا تھا درست نہیں ہے۔ اقبال نے [illegible] کے ہاتھ پر کبھی بیعت نہیں کی اور [illegible]

سے بھی دست بردار نہیں ہوئے۔

اشتراکیوں نے علامہ اقبال کو امرا و نوابوں کے خلاف [illegible] اور اسلامی نظام [illegible] اور اقبال کی
کی مہم بہت زور سے چلائی لیکن اس مہم میں ناکامی کے بعد اقبال کو اشتراکی یا اسلامی سوشلسٹ ثابت کرنے کی [illegible]
کامریڈ [illegible] نے اقبال کو دو حصوں [illegible] مشرقی [illegible] اور [illegible] میں تقسیم کر کے ان پر تضاد کا الزام لگایا [illegible]
سے اسلام کو بھی اپنے اشتراکی نقطۂ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی [illegible] اسلام اور اقبال کو ایک دوسرے کے حوالے سے [illegible]
سے بچ پایا لیکن اشتراکیت کو تقویت [illegible] کام لیا [illegible] اشتراکیوں کی [illegible]

مستشرقین نے [illegible] کے [illegible] ترجمے کر کے [illegible] اعتراضات کا آغاز کیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اقبال عالم اسلام کو [illegible]
خلاف [illegible] چاہتے ہیں [illegible] نے اقبال کو [illegible] قرار دیا۔ یہ [illegible] کا نتیجہ تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مستشرقین نے ایک طرف تصور خودی کو نٹشے اور [illegible] کا مرہون [illegible] اقبال
کی فکر [illegible] ادب [illegible] تلاش کی اور دوسری طرف کہ اقبال کے [illegible] ہونے کی [illegible]
اقبال کے [illegible] اقبال کی [illegible] مشرقی [illegible] اسلامی ہے۔ یہ [illegible] الزامات [illegible] کے [illegible]
رہا [illegible] ہیں [illegible] ان اعتراضات کی [illegible] اقبال نے [illegible] سے [illegible] کر دی تھی۔

اصل [illegible] سے [illegible] اعتراضات [illegible] کے ہیں [illegible] اقبال کی اسلامی [illegible] جمہوری [illegible]
[illegible] کر لینا اگر اقبال کا [illegible] اسلام [illegible] تھا۔ اقبال کی اسلامی قومیت اور اسلامی [illegible] تصور [illegible]
[illegible] سے [illegible] رکھتے تھے [illegible] اقبال نے [illegible] کا تصور [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہو [illegible] اور اقبال کو [illegible] کی طرح سے اقبال کی [illegible]
کا [illegible] آگئے جن کو [illegible] گروہ [illegible] موقف اختیار کر لیا کہ اقبال [illegible] اسلامی [illegible]
سے [illegible] تھے اور یہ کہ تصور پاکستان [illegible] نے [illegible] کیا۔ تصور پاکستان سے اقبال کے رشتہ کو منقطع کرنے کے لیے [illegible]
[illegible] کئے گئے [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] کی طرح [illegible] قوم پرست [illegible]
گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک گروہ اقبال کے اسلامی تصور قومیت پر [illegible] کرتا ہے اور [illegible] کو
[illegible] کو [illegible] اعتراض بنانا ہے اور [illegible] گروہ [illegible] ہے کہ اقبال کا رشتہ تصور پاکستان [illegible]
[illegible] گروہوں کی [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] اسلامی قومیت اور تصور پاکستان اشتراکیوں کے [illegible] ہے اور [illegible]
مستشرقین بھی ہندوؤں کے ساتھ کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

کتابیات

اردو کتب

۱. آزادیٔ ہند، ابوالکلام آزاد، ترجمہ رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی لاہور، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۵۹ء

۲. اشاریۂ کلامِ اقبال، ترتیب [illegible]، ڈاکٹر اقبال جعفر، شگفتہ پبلشنگ ہاؤس، کراچی، ۱۹۹۹ء

۳. ابوالکلام آزاد ایک تقابلی مطالعہ، قاسم سیتر، سیتر پبلشنگ کمپنی، دہلی، ۱۹۹۲ء

۴. ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت، مرتبہ رشید الدین خاں، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء

۵. اثبات ونفی، شمس [illegible]، دتی، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی، ۱۹۸۶ء

۶. احمدیت اقبال کی نظر میں، [illegible] (ربوہ)، طبع دوم، ۱۹۷۵ء

۷. احوال و آثارِ اقبال، مرتبہ ڈاکٹر محمد باقر، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۱ء

۸. ادبی تناظر، راج بہادر گوڑ، انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی، ۱۹۹۱ء

۹. اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، جلد ۱۲، طبع اول ۱۹۷۳ء

۱۰. اردو کا آخری معیار، کے کے کھلر، سماجیت پرکاش، نئی دہلی، ۱۹۸۲ء

۱۱. اردو کے ادبی معرکے، ڈاکٹر [illegible] عامر، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، دوسرا ایڈیشن، [illegible]ء

۱۲. ارمغانِ حجاز، اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع ہفتم، ۱۹۷۵ء

۱۳. اسرار و رموز، اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، بار دہم، ۱۹۷۵ء

۱۴. اسرارِ خودی، (مراوقی شدہ ایڈیشن) مرتبہ شائستہ خاں، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی، ۱۹۳[illegible]ء

۱۵. اسلام اور جدید معاشی نظریات، ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، اشاعت ہشتم، [illegible]ء

۱۶. اسلامی تصوف اور اقبال، ڈاکٹر ابوسعید نورالدین، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع ثالث ۱۹۸۵ء

۱۷. اظہارِ خیال، ڈاکٹر [illegible]، [illegible] پریس دہلی، ۱۹۹۰ء

۱۸. افکارِ اقبال، محمد ناصر، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۲ء

۱۹. افکارِ اقبال، محمد سراج الاسلام خاں، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، ۱۹۹۱ء

۲۰. افکارِ اقبال (تشریحاتِ جاوید) ڈاکٹر جاوید اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۴ء

۲۱. افکارِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ۱۹۹۰ء

۲۲۔ اقبال ایرانی نظر میں، مقبول محمد گورکھپوری، ایوانِ اشاعت گورکھپور، س ن

۲۳۔ اقبال اور مطالعہ [illegible]، مترجمہ ضیاء الدین احمد برنی، اقبال اکیڈمی کراچی، ۱۹۵۶ء

۲۴۔ اقبال اسلامی جمہوریہ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق، محمد حسن، مشرف آباد کراچی، ۱۹۸۵ء

۲۵۔ اقبال انسان ہے، [illegible]، پبلشر محمود [illegible]، کراچی، ۱۹۸۰ء

۲۶۔ اقبال اور [illegible]، مرتبہ شبیر احمد ڈار، آئینہ ادب لاہور، ۱۹۸۲ء

۲۷۔ اقبال اور احمدیت، شیخ محمد ناصر، ناشر چودھری ارشاد احمد [illegible]، لاہور، طبع ثانی، ۱۹۹۳ء

۲۸۔ اقبال اور اردو نظم، مرتبہ پروفیسر آل احمد سرور، اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر، ۱۹۸۶ء

۲۹۔ اقبال اور ان کا عہد، [illegible] آزاد، ادارہ [illegible] لاہور، ۱۹۷۷ء

۳۰۔ اقبال اور اسلامی روایت، [illegible] کمال، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۹۵ء

۳۱۔ اقبال اور احیائے اسلام، محمد حنیف شاہد، [illegible] لاہور، ۱۹۷۶ء

۳۲۔ اقبال اور ان کا زمانہ، [illegible]، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۹۱ء

۳۳۔ [illegible]، مرتبہ طاہر تونسوی، [illegible] لاہور، ۱۹۷۷ء

۳۴۔ [illegible]

۳۵۔ اقبال اور تصوف، مرتبہ آل احمد سرور، اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر، ۱۹۸[illegible]ء

۳۶۔ اقبال اور تصوف، پروفیسر محمد فرمان، بزمِ اقبال لاہور، طبع سوم، ۱۹۸۴ء

۳۷۔ اقبال اور جمالیات، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۱ء

۳۸۔ اقبال اور [illegible]، محمد حنیف رامے، البیان، لاہور، ۱۹۷۰ء

۳۹۔ اقبال اور [illegible]، جسٹس ایس اے رحمان، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۸ء

۴۰۔ اقبال اور سیاستِ ملی، رئیس احمد جعفری، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۸۱ء

۴۱۔ اقبال اور عالمی ادب، [illegible]، کریسنٹ پبلشرز، گیا (بھارت) ۱۹۸۲ء

۴۲۔ اقبال اور [illegible]، جعفر بلوچ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۸۵ء

۴۳۔ اقبال اور قادیانی، [illegible]، [illegible] اکادمی سیالکوٹ، [illegible]ء

۴۴۔ اقبال اور قائد اعظم، پروفیسر احمد سعید، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۹۸۱ء

۴۵۔ اقبال اور قرآن، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع ثانی ۱۹۸۸ء

۴۶۔ اقبال اور قومی یکجہتی، [illegible]، [illegible]، ۱۹۸۶ء

۴۷. اقبال اور انسانیت پیغام، حق نواز، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۸۳ء

۴۸. اقبال اور محبتِ رسول ﷺ، پروفیسر محمد طاہر فاروقی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع ثانی، ۱۹۸۸ء

۴۹. اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین، ڈاکٹر عشرت حسن انور، ترجمہ شبیہ الحیدر، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۸۹ء

۵۰. اقبال اور مغرب، مرتبہ آل احمد سرور، اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر، ۱۹۸۱ء

۵۱. اقبال اور مغربی استعمار، پروفیسر انور رومانی، بزمِ اقبال، لاہور، ۱۹۹۶ء

۵۲. اقبال اور مغربی فکر، پروفیسر وحید الدین، اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر، ۱۹۸۵ء

۵۳. اقبال اور مغربی مفکرین، جگن ناتھ آزاد، مکتبہ عالیہ، لاہور، پاکستانی اشاعت ۱۹۷۷ء

۵۴. اقبال اور مودودی کا تقابلی مطالعہ، مرتبہ حیات خان سیال، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، بار دوم ۱۹۹۲ء

۵۵. اقبال مدنی رسول، ڈاکٹر ملک حسن اختر، یونیورسل پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۸ء

۵۶. اقبال اور ہم، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۹۵ء

۵۷. اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ، سید معراج نیر، انٹرنیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، ۱۹۷۷ء

۵۸. اقبال ایک شاعر، سلیم احمد، قوسین، لاہور، بار دوم ۱۹۸۷ء

۵۹. اقبال ایک ہمہ جہتی مفکر، پروفیسر منیر الحق، مرتبہ ماہ طلعت زاہدی، لیتھو آرٹ پریس، نئی دہلی، ۱۹۹۶ء

۶۰. اقبال اہلِ ادب کی نظر میں، پروفیسر حق نواز، یونیورسل بکس، لاہور، ۱۹۸۸ء

۶۱. اقبال بحیثیت مفکرِ پاکستان، ڈاکٹر عبد المجید، اقبال اکادمی پاکستان، طبع ثانی، ۱۹۸۸ء

۶۲. اقبال تمام شد، مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۸۱ء

۶۳. اقبال ۸۵ء، مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء

۶۴. اقبال پر سہ لسانی مذاکرہ، جواہر لال نہرو یونیورسٹی و دلی یونیورسٹی، ... پبلشرز، دہلی، ۱۹۷۷ء

۶۵. اقبال جادوگرِ ہندی نژاد، عتیق صدیقی، مکتبہ جامعہ دہلی، ۱۹۸۰ء

۶۶. اقبال چند نئے مباحث، ڈاکٹر تحسین فراقی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۷ء

۶۷. اقبال ۸۶ء، مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء

۶۸. اقبال ۸۷ء، مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۰ء

۶۹. اقبال درونِ خانہ، خالد نظیر صوفی، بزمِ اقبال، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۳ء

۷۰. اقبال ذہنی ایک مطالعہ، پروفیسر یوسف جابر، ... پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۳ء

۷۱. اقبال سب کے لیے، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی، ۱۹۷۸ء

۷۲۔ اقبال سیّد سلیمان ندوی کی نظر میں، مرتبہ، اختر راہی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۷۸ء

۷۳۔ اقبال شاعر اور سیاستدان، ڈاکٹر رفیق زکریا، مترجم [illegible]، ترقی اردو [illegible]، نئی دہلی ۱۹۹۵ء

۷۴۔ اقبال شاعر اور فلسفی، سید وقار عظیم، اقبال اکادمی پاکستان، طبع [illegible] ۱۹۷۷ء

۷۵۔ اقبال شاعر و مفکر، [illegible]، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۹۱ء

۷۶۔ اقبال شخصیت اور شاعری، رشید احمد صدیقی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء

۷۷۔ اقبال شخصیت اور شاعری، [illegible]، بزمِ اقبال لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۳ء

۷۸۔ اقبال سیاسی، علمی، ادبی، [illegible] پبلشنگ ہاؤس، لاہور، [illegible] پاکستان ایڈیشن، ۱۹۷۷ء

۷۹۔ اقبال شناسی اور [illegible]، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، بزمِ اقبال لاہور، [illegible]

۸۰۔ اقبال شناسی اور نقوش، مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۸۹ء

۸۱۔ اقبال شناسی اور نیاز و نگار، مرتبہ طاہر تونسوی، [illegible] لاہور، ۱۹۹۸ء

۸۲۔ اقبال شناسی اور [illegible] خیال، ڈاکٹر طاہر تونسوی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۹۳ء

۸۳۔ اقبال شناسی کا [illegible]، طاہر حسین [illegible]، [illegible] لاہور، ۱۹۹۹ء

۸۴۔ اقبال شناسی کے زاویے، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۸۵ء

۸۵۔ اقبال عہد آفریں، اسلم [illegible]، کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۸۷ء

۸۶۔ اقبال [illegible] کی نظر میں، مرتبہ شمیم حیات سیال، [illegible]، مکتبہ [illegible]، لاہور (س ن)

۸۷۔ اقبال فکر و عمل، پروفیسر [illegible] ملک، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۸۵ء

۸۸۔ اقبال فکر و فلسفہ، احسان الٰہی، المسطر، [illegible]، ۱۹۹۰ء

۸۹۔ اقبال فکر و فن، از ڈاکٹر ناصر، مرتبہ افضل حق قرشی، یونیورسل بکس لاہور، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء

۹۰۔ اقبال فن اور شخصیت، ضیا [illegible]، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۹۱ء

۹۱۔ اقبال کا ادبی مقام، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، مکتبہ عالیہ لاہور، طبع دوم ۱۹۸۷ء

۹۲۔ اقبال کا حرفِ تمنا، شمیم حنفی، انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی، ۱۹۹۶ء

۹۳۔ اقبال کا ذہنی و فنی ارتقا، عبدالمغنی، انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی، ۱۹۹۱ء

۹۴۔ اقبال کا سیاسی سفر، محمد حمزہ فاروقی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۹۲ء

۹۵۔ اقبال کا سیاسی کارنامہ، محمد احمد خاں، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء

۹۶۔ اقبال کا شعور و فن، مرتبہ ڈاکٹر قمر رئیس، شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، ۱۹۷۹ء

[illegible] ۱۹۸۰ء

[illegible]

[illegible] ۱۹۷۷ء

[illegible] ۱۹۹۰ء

[illegible] ۱۹۸۱ء

[illegible] ۱۹۹۱ء

[illegible]

اقبال کا [illegible] ، ڈاکٹر [illegible] ، اقبال اکادمی [illegible] ۱۹۹۰ء

۱۰۵ اقبال کا [illegible] ، مکتبۂ [illegible] دہلی ، ۱۹۹۱ء

اقبال کا نفسیاتی مطالعہ ، [illegible] ، مکتبۂ [illegible] لاہور ۱۹۷۷ء

۱۰۷ اقبال کے [illegible] ، اقبال اکادمی پاکستان ، کراچی ۱۹۹۱ء

اقبال کے [illegible] ۱۹۶۵ء

اقبال کی [illegible] ، ڈاکٹر [illegible] ۱۹۸۱ء

[illegible] دہلی ، ۱۹۷۷ء

اقبال کی [illegible] ۱۹۵۰ء

اقبال کی [illegible] کا نفسیاتی جائزہ [illegible] ۱۹۹۱ء

اقبال کی [illegible] ۱۹۷۸ء

اقبال کی [illegible] ، لکھنؤ ۱۹۹۸ء

اقبال کی [illegible] ، ڈاکٹر [illegible] ، لاہور ، ۱۹۷۷ء

اقبال کی [illegible] ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ، طبع ثانی ۱۹۸۸ء

[illegible] ، دہلی ۱۹۹۲ء

اقبال [illegible] ، اقبال اکادمی [illegible]

[illegible]

[illegible] ، مترجمہ [illegible]

اقبال [illegible] ، مترجمہ پروفیسر [illegible] ۲۰۰۳ء

۱۲۲۔ اقبال [illegible] عالم، مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۷۹ء

۱۲۳۔ اقبال نامہ، مرتبہ چراغ حسن حسرت، تاج کمپنی کراچی، [illegible] ۱۳۳۲ [illegible] س ن

۱۲۴۔ اقبال نامہ حصہ اول، مرتبہ شیخ عطاء اللہ، شیخ محمد اشرف لاہور، ۱۹۴۴ء

۱۲۵۔ اقبال نامہ، حصہ دوم، مرتبہ شیخ عطاء اللہ، شیخ محمد اشرف لاہور، ۱۹۵۱ء

۱۲۶۔ اقبال [illegible]، عزیز احمد، [illegible] لاہور، ۱۹۶۸ء

۱۲۷۔ اقبالیات [illegible] مرتبہ [illegible] لاہور، ۱۹۸۹ء

۱۲۸۔ اقبالیات: [illegible] مرتبہ [illegible]، مکتبہ اسلامی، ۱۹۶۹ء

۱۲۹۔ اقبالیات [illegible] مرتبہ عبداللہ [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۳۰۔ اقبالیات کا تنقیدی جائزہ، قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، نقش ثانی، ۱۹۶۵ء

۱۳۱۔ اقبالیات کا مطالعہ، پروفیسر [illegible]، مرتبہ ڈاکٹر [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، طبع دوم، ۱۹۹۵ء

۱۳۲۔ اقبالیات کے نقوش، مرتبہ سلیم اختر، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء

۱۳۳۔ اقبالیات نقوش، مرتبہ تسلیم احمد تصور، بزم اقبال لاہور، ۱۹۹۳ء

۱۳۴۔ اقبالیاتی جائزے، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، [illegible]، لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۳۵۔ اقبال [illegible]، شورش کاشمیری، ادارہ مطبوعات چٹان لاہور، ۱۹۷۴ء

۱۳۶۔ اقبال یورپ میں، ڈاکٹر سعید اختر درانی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۵ء

۱۳۷۔ [illegible] تنقیدی جائزہ، ڈاکٹر [illegible]، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۶ء

۱۳۸۔ [illegible]، [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، طبع دوم، ۱۹۷۷ء

۱۳۹۔ ۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۷ء

۱۴۰۔ ۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۸۸ء

۱۴۱۔ [illegible]، مرتبہ رحیم بخش شاہین، [illegible] پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۵ء

۱۴۲۔ [illegible] اقبال، [illegible]، ۱۹۸۲ء

۱۴۳۔ انتخاب اقبال، مرتبہ [illegible]، [illegible] لاہور، بار دوم، ۱۹۷۸ء

۱۴۴۔ بال جبریل، اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع [illegible]، ۱۹۷۳ء

۱۴۵۔ بانگ درا، اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع [illegible]، ۱۹۶۶ء

۱۴۶۔ [illegible] لاہور، س ن

۱۴۷ پیامبرِ اقبال، ڈاکٹر ... ، مرکزِ اقبال لاہور، ۱۹۸۰ء

۱۴۸ بیانیہ مجلسِ اقبال، مرتبہ ... حسن خان، ... علامہ اقبال ... بھوپال، ۱۹۹۰ء

۱۴۹ پاکستان کے معرماں تقاضے، مرتبہ ... آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، لاہور، ۱۹۹۱ء

۱۵۰ پاکستان ... ، ... ، ۱۹۸۰ء

۱۵۰ پاکستان ... اقبال، ... پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، لاہور، ۱۹۹۳ء

۱۵۱ پاکستانی کلچر، جمیل جالبی، ... بک ڈپو، کراچی، ۱۹۶۴ء

۱۵۳ ... ، سید ... الاس، آزاد بک ڈپو، لاہور، ۱۹۶۶ء

۱۵۴ تاریخِ تصوف، مقالہ علامہ اقبال، مرتبہ پروفیسر صابر کلوروی، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، لاہور، ۱۹۸۵ء

۱۵۵ تجزیہ تشکیلِ الٰہیاتِ اقبال، یوسف ثانی، ... ، ۱۹۷۷ء

۱۵۶ تحریراتِ اقبال، سید ... نوق، مرتبہ ... قریشی، مرکزِ اقبال لاہور، ۱۹۸۸ء

۱۵۷ ترقی پسند ادب، سردار جعفری، مکتبہ پاکستان، لاہور، ۱۹۵۳ء

۱۵۸ ترقی پسند ادب، کاروانِ ادب، ملتان صدر، ۱۹۸۶ء

۱۵۹ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، ترجمہ سید نذیر نیازی، بزمِ اقبال، لاہور، طبع سوم، ۱۹۸۶ء

۱۶۰ تعلیماتِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۲ء

۱۶۱ تصوراتِ اقبال، مولانا صلاح الدین احمد، مرتبہ معز الدین احمد، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۴ء

۱۶۲ تصوراتِ عشق و خرد اقبال کی نظر میں، ڈاکٹر وزیر آغا، اقبال اکادمی لاہور، طبع ثانی، ۱۹۸۷ء

۱۶۳ تصورِ شعر اور اقبال کا مردِ کامل، ڈاکٹر حاتم ... ، بہار یونیورسٹی، مظفرپور، ۱۹۷۹ء

۱۶۴ تعصبات، شیخ محمد اکرام، مکتبہ فنون، لاہور، ۱۹۷۳ء

۱۶۵ تفہیم ... ، ... حمید خان، مکتبہ ایوانِ ادب، لاہور، ۱۹۵۹ء

۱۶۶ تفہیم القرآن، ابو الاعلیٰ مودودی، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، لاہور، جلد اول تا ششم

۱۶۷ تلاشِ انسان، ... ، ادارۂ شہادتِ حق، جامع مسجد دہلی، ۱۹۸۰ء

۱۶۸ تلاش و تعبیر، رشید حسن خان، ... پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۸ء

۱۷۰ تعبیراتِ ... افکارِ اقبال، ... خان، ... (۱۹۸۳ء)

۲۰۰ ... تنقید، سید احتشام حسین، لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ، ۱۹۵۲ء

۲۰۱ ... معاش، مرتبہ پروفیسر فضل الحق، شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی، ۱۹۹۲ء

۲۰۲ سرودِ انسان، ڈاکٹر [illegible]، مکتبہ [illegible]، [illegible]

۲۰۳ [illegible] [illegible]، [illegible]، طبع دوم، ۱۹۹۵ء

۲۰۴. تجلیاتِ [illegible]، [illegible]، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، اشاعت دوم، ۱۹۹۶ء

۲۰۵ [illegible] تحقیقی [illegible]، مرتبہ [illegible]، انجمن ترقی اردو [illegible] ۱۹۱۲ء

۲۰۶. [illegible]، ڈاکٹر [illegible]، بزمِ اقبال لاہور [illegible]

۲۰۷ [illegible]، مرتبہ قاضی [illegible]، [illegible] ۱۹۹۱ء

۲۰۸ [illegible]، [illegible]، انجمن ترقی اردو [illegible]

۲۰۹ [illegible] تحریک پاکستان، [illegible] ۱۹۹۵ء

۲۱۰ [illegible]، مرتبہ لطیف احمد [illegible]، [illegible] آباد

۲۱۱ [illegible]، [illegible] ۱۹۸۳ء

۲۱۲ [illegible] اقبال، [illegible] پاکستان اسلامک [illegible]، لاہور

[illegible] علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، [illegible] ۱۹۹۲ء

۲۱۳ حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، مرتبہ محمد حمزہ فاروقی، [illegible] لاہور، ۱۹۸۸ء

۲۱۴ [illegible]، [illegible] ۱۹۸۲ء

۲۱۵. حیاتِ جاوید، الطاف حسین حالی، [illegible] پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۶ء

۲۱۶ [illegible]، [illegible] اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء

۲۱۷ [illegible] انسان کے [illegible]، محمد سہیل عمر، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۹۶ء

۲۱۸ [illegible]، مرتبہ [illegible] احمد جعفری، [illegible] کراچی، ۱۹۵۰ء

۲۱۹ [illegible] اقبال، مرتبہ [illegible] ہاشمی، مکتبہ [illegible] لاہور، ۱۹۶۷ء

۲۲۰ [illegible]، [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، طبع ثانی، ۱۹۸۸ء

۲۲۱ [illegible] اقبال، [illegible]، [illegible] ۱۹۹۲ء

۲۲۲. دیوانِ غالب، تاج ایڈیشن، لاہور، ۱۹۳۸ء

۲۲۳ [illegible] اقبال، [illegible]، بزمِ اقبال لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۳ء

۲۲۴ [illegible]، مرتبہ [illegible] عروج، [illegible] کراچی، ۱۹۸۹ء

۲۲۵ [illegible]، مرتبہ محمد [illegible]، [illegible] اکیڈمی، کراچی، [illegible] ۱۹۰۰ء

۲۲۶ روحِ اقبال، مرتب عبدالرحمٰن، شعبۂ اردو، مکتبہ یونیورسٹی ۱۹۳۲ء

۲۲۷ [illegible] روایاتِ اقبال، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۷ء

۲۲۸ روحانیت اور معاشرت، سید احتشام حسین، لکھنؤ یونیورسٹی، ۱۹۶۶ء

۲۲۹ روزگارِ فقیر، جلد اوّل و دوم، فقیر سید وحیدالدین، مکتبہ فقیر [illegible] لاہور، ۱۹۸۷ء

۲۳۰ روحِ اقبال، [illegible]، مکتبہ [illegible] کراچی، [illegible]

۲۳۱ زبورِ عجم، جاویدِ اقبال، مرتب [illegible] لاہور [illegible] ۱۹۸۱، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۴ء

۲۳۲ سرِ تلوار اقبال، [illegible]، [illegible] ۱۹۷۴ء

۲۳۳ سرگذشت [illegible]، [illegible] لاہور، [illegible] ۱۹۶۶ء

۲۳۴ سرگذشتِ اقبال، [illegible] اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۷۷ء

۲۳۵ سیرتِ اقبال، [illegible]، [illegible] لاہور، ۱۹۷۹ء

۲۳۶ سیرتِ [illegible]، مرتبہ [illegible] لاہور، [illegible]

۲۳۷ سیرِ اقبال، [illegible] فاروقی، مکتبہ [illegible] کراچی طبع ثانی ۱۹۸۴ء

۲۳۸ شخصیت و فکرِ اقبال، مرتبہ ڈاکٹر جاوید اقبال، ترجمہ [illegible] صدیقی، [illegible] ترقی ادب، لاہور، طبع اوّل، ۱۹۸۳ء

۲۳۹ شعریاتِ اقبال، [illegible] ہاشمی، سفینۂ ادب لاہور، س ن

۲۴۰ صحیفۂ اقبال، مرتبہ [illegible] ماویر، بزمِ اقبال، لاہور، ۱۹۸۶ء

۲۴۱ صداتِ احتجاج، سید شمیم زیدی، [illegible] کراچی، ۱۹۹۰ء

۲۴۲ عرفانِ اقبال، مرتبہ [illegible]، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، طبع اوّل، ۱۹۶۳ء

۲۴۳ عروجِ اقبال، ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۸۷ء

۲۴۴ علامہ اقبال اور احمدیت، [illegible] کے آئینے میں، شیخ نور احمد منیر، ضیاء الاسلام پریس، ربوہ، س ن

۲۴۵ علامہ اقبال اور ان کے معروف الطاف رشید بیگم، [illegible] کراچی، ۱۹۹۹ء

۲۴۶ علامہ اقبال اور کی پہلی بیوی [illegible] آفتاب اقبال، سید [illegible] پبلشرز [illegible]
ناشر: بیگم آفتاب اقبال، کراچی، ۱۹۹۶ء

۲۴۷ علامہ اقبال درسِ پاکستان، [illegible]، [illegible] لاہور، ۱۹۹۷ء

۲۴۸ علامہ اقبال اور ہم، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۹۵ء

۲۴۹ علامہ اقبال کی کردار کشی، مرتبہ [illegible] ادارہ [illegible]، ملتان، ۱۹۸۹ء

۲۴۰. [illegible] ہمارے [illegible] ، مرتبہ [illegible] ، [illegible] ۱۹۹۳ء

۲۴۱. علم الاقتصاد، شیخ محمد اقبال، اقبال اکادمی، کراچی، س ن

۲۴۲. عمرانیات اسلام، [illegible] ، اقبال اکادمی پاکستان، [illegible] ۱۹۷۲ء

۲۴۳. فکر اقبال، خلیفہ عبدالحکیم، بزم اقبال، لاہور، طبع ششم ۱۹۹۹ء

۲۴۴. فکر اقبال: مقالات [illegible] ، مرتبہ [illegible] ، [illegible] ، اقبال [illegible] کمیٹی، [illegible] ۱۹۷۷ء

۲۴۵. فکر اقبال [illegible] ، [illegible] ، [illegible] ۱۹۹۱ء

۲۴۶. فکر اقبال کا [illegible] ، [illegible] ، [illegible] ۱۹۹۴ء

۲۴۷. فکر اقبال کے سرچشمے، ڈاکٹر آفاق صدیقی، [illegible] ۱۹۹۳ء

۲۴۸. فکر و فن [illegible] ، [illegible] ۱۹۹۵ء

۲۴۹. مطالعۂ اقبال، مرتبہ گوہر [illegible] ، لاہور، طبع دوم، ۱۹۹۳ء

۲۵۰. مطالعۂ اقبال [illegible] ، [illegible] ، [illegible] اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء

۲۵۱. مقدمۂ [illegible] ، مترجم [illegible] ، [illegible] ۱۹۹۱ء

۲۵۲. قرآن اور علم جدید، ڈاکٹر محمد رفیع الدین، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۵۲ء

۲۵۳. قرآن اور [illegible] ، ڈاکٹر [illegible] ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور — طبع دوم، ۱۹۹۱ء

۲۵۴. کلام اقبال کا [illegible] ، [illegible] ، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور، ۱۹۵۷ء

۲۵۵. کلام اقبال میں قرآنی آیات و احادیث [illegible] ، [illegible] ، [illegible] ، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء

۲۵۶. کلیات اقبال اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع پنجم، ۱۹۸۶ء

۲۵۷. کلیات اقبال فارسی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، اشاعت دوم، ۱۹۸۵ء

۲۵۸. کلیات مکاتیب اقبال، مرتبہ سید مظفر حسین برنی، اردو اکادمی دہلی، جلد اول ۱۹۹۲ء، [illegible] ۱۹۹۳ء، جلد سوم ۱۹۹۳ء، جلد چہارم ۱۹۹۸ء

۲۵۹. گفتار اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل، ادارہ تحقیقات پاکستان، [illegible] لاہور، ۱۹۶۹ء

۲۶۰. [illegible] ، [illegible] ، مجلس ترقی ادب، لاہور، [illegible] ۱۹۹۴ء

۲۶۱. مسئلہ قومیت اور اسلام، مولانا حسین احمد مدنی، مکتبہ محمودیہ، لاہور، اشاعت دوم، ۱۹۷۵ء

۲۶۲. متعلقات خطبات اقبال، مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء

۲۶۳. مثنوی [illegible] ، ڈاکٹر [illegible] ، [illegible] ۱۹۷۴ء

[illegible] ... ۱۹۸۳ء

۲۶۵۔ [illegible] ... ۱۹۸۰ء

۲۶۶۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۷۰۔ [illegible]

۲۷۱۔ مصوّر پاکستان، حقائق، چودھری محمد اشرف، جنرل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۶۷ء

۲۷۲۔ مضامین [illegible] حصہ دوم، مکتبہ جامعہ دہلی، ۱۹۴۰ء

۲۷۳۔ [illegible]

۲۷۴۔ مطالعہ پاکستان [illegible]

۲۷۵۔ [illegible] ... ۱۹۸۲ء

۲۷۶۔ مطالعہ اقبال [illegible] ... ۱۹۸۳ء

۲۷۷۔ [illegible]

۲۷۸۔ [illegible] ... ۱۹۸۹ء

۲۷۹۔ [illegible] ... ۱۹۸۹ء

۲۸۰۔ مقام اقبال، [illegible]، شیخ شوکت [illegible] کراچی، ۱۹۸۵ء

۲۸۱۔ مقالات اقبال کی [illegible]، محمد عبداللہ قریشی، [illegible] لاہور، ۱۹۷۷ء

۲۸۲۔ مقامات اقبال، ڈاکٹر سید عبداللہ، علمی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۸۱ء

۲۸۳۔ [illegible] اقبال، مرتبہ سید [illegible] ... ۱۹۸۸ء

۲۸۴۔ [illegible] (اقبالیات) مرتبہ شاہ حسین [illegible] ... ۱۹۹۱ء

۲۸۵۔ مقالات شریف، میاں محمد شریف، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۹۳ء

۲۸۶۔ [illegible] کراچی ۱۹۹۰ء

۲۸۷۔ [illegible]

۲۸۸۔ [illegible] ... ۱۹۹۲ء

۲۰۹. مکاتیب اقبال بنام گرامی، محمد عبداللہ قریشی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع دوم ۱۹۸۱ء

۲۱۰. مکتوبات شیخ الاسلام، مرتبہ نجم الدین اصلاحی، مجلس یادگار شیخ الاسلام، کراچی، ۱۹۹۴ء

۲۱۱. ملفوظات اقبال، مع حواشی و تعلیقات، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۷۷ء

۲۱۲. [illegible]، ڈاکٹر [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء

۲۱۳. مقالات اقبال، مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۳ء

۲۱۴. موج کوثر، شیخ محمد اکرام، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع ہشتم، ۱۹۷۴ء

۲۱۵. مئے لالہ فام، ڈاکٹر جاوید اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۱ء

۲۱۶. [illegible] اقبال، مرتبہ [illegible]، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۹ء

۲۱۷. مکتوب اقبال، [illegible]، ایجوکیشنل بک [illegible]، لاہور، (۱۹۵۷ء)

۲۱۸. نقش اقبال، [illegible] اکبر آبادی، آئینہ ادب، لاہور، بار سوم ۱۹۷۰ء

۲۱۹. نقد اقبال حیات اقبال میں، مرتبہ ڈاکٹر تحسین فراقی، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۹۲ء

۳۰۰. نقوش اقبال، سید ابوالحسن ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی، [illegible]، ۱۹۸۹ء

۳۰۱. نقوش [illegible]، [illegible]، المحمود اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۷ء

۳۰۱. ہم کہ ٹھہرے اجنبی، ڈاکٹر ایوب مرزا، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۱۹۹۶ء

۳۰۲. [illegible]، [illegible]، مکتبہ [illegible]، لاہور، [illegible] ۱۹۷۷ء

۳۰۴. یادوں کی برات، جوش ملیح آبادی، مکتبہ شعر و ادب، لاہور، ۱۹۷۵ء

۳۰۵. پیام اقبال [illegible]، [illegible] مسعود، انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی، ۱۹۹۱ء

اردو رسائل و اخبارات

۱. "آج کل"، دہلی — ۱۵ اپریل ۱۹۴۶ء، ۱۵ جون ۱۹۴۶ء، ۱۵ ستمبر ۱۹۴۶ء، جنوری ۱۹۵۴ء، ستمبر ۱۹۵۴ء

۲. آرزو، کراچی — اکتوبر ۱۹۵۱ء

۳. ادیب، علی گڑھ — دسمبر ۱۹۶۰ء

۴. اردو، کراچی، "[illegible] رموز اقبال"، ۱۹۷۷ء (طبع دوم [illegible] ۱۹۳۸ء)

۵. اردو ادب، نئی دہلی، اقبال نمبر ۱۹۷۹ء

۶. افکار، کراچی، نومبر ۱۹۷۸ء

۷. اقبال، مجلہ بزمِ اقبال لاہور — اکتوبر ۵۳ء، اپریل ۵۱ء، اپریل ۶۰ء، اکتوبر ۷۹ء
اکتوبر ۸۵ء، جنوری اپریل ۱۹۸۸ء، جولائی ۸۸ء، اپریل ۸۱ء، اپریل ۹۲ء

۸. اقبال ریویو، مجلہ اقبال اکادمی پاکستان لاہور — جولائی ۱۹۶۷ء، جنوری ۷۱ء، جنوری ۷۲ء
جولائی ۱۹۸۶ء

۹. اقبال ریویو، اقبال اکیڈمی، حیدرآباد — اپریل جون ۱۹۸۶ء، نومبر ۹۲ء، اپریل ۹۳ء، نومبر ۹۳ء
اپریل ۹۵ء، نومبر ۹۵ء، نومبر ۹۶ء، نومبر ۹۷ء

۱۰. اقبالیات، اقبال اکادمی پاکستان لاہور — جولائی ستمبر ۱۹۸۵ء، جنوری تا جون ۸۶ء، جولائی ستمبر ۱۹۸۶ء
جولائی ستمبر ۸۸ء، جنوری مارچ ۸۱ء، جولائی ۹۰ء۔ جنوری ۹۱ء، جنوری مارچ ۹۳ء
جولائی ستمبر ۹۳ء، جولائی ستمبر ۹۴ء، جولائی ستمبر ۹۵ء، جنوری مارچ ۹۶ء
جولائی ستمبر ۹۷ء، جنوری جولائی ۱۹۹۸ء

۱۱. اقبالیات، اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر — ستمبر ۱۹۸۱ء، اپریل ۸۶ء، اپریل ۱۹۸۹ء

۱۲. الترشیو، ساہیوال، ماہ اقبال نمبر ۱۹۷۸ء

۱۳. انشا، کلکتہ، ادیبوں کی حیاتِ معاشقہ نمبر

۱۴. تحریک، دہلی، جون ۱۹۷۲ء

۱۵. روزنامہ جنگ، لاہور — ۴ مارچ ۱۹۸۸ء، ۱۴ مارچ ۸۸ء، ۳۱ مارچ ۸۸ء

۱۶. خیابانِ اقبال، شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی، "خیابانِ دانائے راز" — ۱۹۷۷ء

۱۷. سب رس، ایوانِ اردو کراچی، فروری ۱۹۷۸ء، مارچ ۷۸ء،

۱۸. سروش، لاہور — جنوری ۱۹۳۱ء

۱۹. ستارہ، لاہور — اقبال نمبر مئی ۱۹۳۳ء، سالنامہ ۹۵ء،

۲۰. شاعر، بمبئی — اقبال نمبر ۱۹۸۸ء

۲۱. صبحِ امید، بمبئی — ستمبر اکتوبر ۱۹۹۸ء

۲۲. صحیفہ، مجلس ترقی ادب لاہور — اقبال نمبر حصہ دوم، جنوری ۱۹۷۳ء، اقبال نمبر اکتوبر دسمبر ۱۹۸۲ء،
اکتوبر دسمبر ۱۹۸۵ء، جنوری مارچ ۱۹۸۷ء

۲۳. عصری ادب، نئی دہلی، جولائی ۱۹۹۰ء

۲۴. علم کی دستک، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد — جولائی ستمبر ۱۹۸۷ء

۲۵. فکر ونظر، مجلہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد — نومبر دسمبر ۱۹۷۷ء

۲۶. فنون، لاہور — جنوری فروری ۱۹۶۳ء، جولائی اگست ۱۹۶۳ء، جنوری فروری ۱۹۶۴ء، اپریل مئی ۷۵ء، دسمبر ۷۶ء، دسمبر ۷۷ء، جولائی ۷۹ء، اگست ۸۰ء، سالنامہ جلد دوم ۱۹۸۱ء

۲۷. فیض الاسلام، راولپنڈی، اقبال نمبر، جنوری ۱۹۷۸ء

۲۸. قومی زبان، کراچی — اپریل ۱۹۶۳ء، اپریل ۱۹۶۴ء

۲۹. کتاب نما، دہلی — فروری ۱۹۹۶ء

۳۰. سبرنگ، کارڈف (انگلستان) جنوری ۱۹۹۸ء

۳۱. مرشد، دہلی — اپریل ۱۹۶۸ء

۳۲. فکر ونظر، علی گڑھ — اپریل اکتوبر ۱۹۷۹ء، جون دسمبر ۱۹۸۳ء، جون دسمبر ۸۴ء، جون دسمبر ۸۷ء، جون دسمبر ۸۸ء، جون دسمبر ۱۹۹۵ء

۳۳. نقوش، لاہور — فروری مارچ ۱۹۵۳ء، مارچ ۱۹۵۴ء، اقبال نمبر نومبر ۱۹۷۷ء

۳۴. روزنامہ نوائے وقت لاہور — ۲۴ دسمبر ۱۹۸۷ء، ۲۶ دسمبر ۸۷ء، ۱۹ دسمبر ۸۷ء، ۲۷ دسمبر ۸۷ء، ۲۸ دسمبر ۸۷ء، ۱۲ جنوری ۸۸ء، ۱۴ جنوری ۸۸ء، ۱۵ تا ۲۲ جنوری ۸۸ء، ۱۰ مارچ ۸۸ء، ۱۸ اگست ۸۸ء

۳۵. ہماری زبان، نئی دہلی — ۱۵ جولائی ۱۹۹۳ء، یکم اکتوبر ۱۹۹۶ء

ENGLISH BOOKS

1. A History of the Idea of Pakistan, K.K.Aziz, Vanguard books, Lahore. 1st, 2nd and 3rd Volumes, 1987.
2. A History of Urdu Literature, Dr. Muhammad Sadiq, Oxford University Press, Karachi. 2nd Edition, 1985.
3. Allama Iqbal on Islamic Thought, Prof. Rafi ullah Shehab, Mughal Academy, Lahore, 1990.
4. A Nation of Victims (The Decay of American Character), Charles, I. Sykes, St. Martin Press, New York, 1992.
5. A Voice from the East (The Poetry of Iqbal), Zulfiqar Ali Khan, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 2nd Impression, 1982.
6. Discourses of Iqbal, Compiled and Edited by Shahid Hussain Razzaqi Sh. Ghulam Ali and Sons, Lahore, 1979.
7. Encyclopedia Britannica
8. Evolution of Pakistan, Syed Sharif uddin Pirzada, Real Book Company, Karachi 2nd Edition, 1985.
9. Friends and Foes, K.L. Guaba, Peoples Publishing House, Lahore.
10. Gabriel's Wing, Dr. Annemarie Ischimmel, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 2nd Edition, 1989.
11. Introduction to the Thought of Iqbal, Luce Claude Maitre Iqbal Academy Pakistan, Lahore. 2nd Edition, 1981.
12. Iqbal as I Knew Him, Manzoor H. Khatana, Book Traders, Lahore, 1992.
13. Iqbal Centenary Papers, Compiled by Prof. Muhammad Munawwar Deptt. of Iqbal Studies, University of Punjab, Lahore, 1982.
14. Iqbal Essays and Studies, Edited by Asloob Ahmad Ansari, Ghalib Academy, New Delhi, 1987.
15. Iqbal: His Political Ideas at Crossroads, S. Hassan Ahmad, Printwood Publications, Aligarh, 1979.
16. Iqbal in Final Countdown, Tara Chand Rustogi, Omsons Publications, Guwati, New Delhi, 1991.
17. Iqbal Poet- Philosopher of Pakistan, Edited by Hafeez malik, Columbia University Press, New York and London, 1971.
18. Iqbal's Concept of God, M.S. Rashid, Kegan Paul International, London &Boston, 1981.
19. Iqbal's Concept of Separate North West Muslim State, Dr. Shafique Ali Khan, Markaz-e-Shaoor-o-Adab, Liaqatabad, Karachi, 1987.
20. Iqbal's Plagiarism, Syed Badshah Mian Hussaini, Taalimi Markaz, Karachi.
21. Iqbal Studies and the journal of Philosophical congress, Dr. Abdul Khaiq, Bazm-e-Iqbal, Lahore, 1993.
22. Iqbal the Poet and His Message, Sachidananda Sinha, Ram Narain Lal, Allahabad, 1947.
23. Iqbal the Universal Poet, Dr. M.D. Taseer, Edited by Fazal Haq Qureshi, Bazm-e-Iqbal, Lahore, 2nd Edition, 1992.
24. Islam, Alfred Guillaume, Penguin Books Ltd, Edinburgh, 1954.
25. Islam in Modern History, Wilfred Cantwell Smith, (A Mentor book), The New American Library, New York, 1959.
26. Islamic Modernism in India and Pakistan, 1857-1964, Aziz Ahmad, Oxford University Press, London, Bombay, Karachi, 1967.

27. Letters and Writings of Iqbal, Compiled and edited by B.A Dar, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 2nd Edition, 1981.
28. Letters of Iqbal, Bashir Ahmad Dar, Iqbal Academy of Pakistan, Lahore, 1987.
29. Living Traditions, Pyarelal Rattan, Raja Publications Khanna, 1983.
30. Modern Islam in India, Victor Gollangz Lts, London, 1946.
31. Modern Islam in India, W.C Smith, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1969.
32. Modernity and Iqbal, Edited by Prof. A.A. Suroor, Iqbal Institute, University of Kashmir, Srinagar, 1985.
33. Modern Trends in Islam, H.A.R. Gibbs, The University of Chicago Press, Schicago, 1945.
34. Mohammadanism, H.A.R. Gibbs, Oxford University Press, Butler & Tanner Ltd, London, 1953.
35. Pakistan, Past and Present. Stacey International, London. 1977.
36. Pakistan the Father of Pak Nation by Ch. Rehmat Ali.
37. Rehmat Ali, A Biography. K.K. Aziz. Vanguard, Lahore. 1987.
38. Speeches, Writings and Statements of Iqbal. Compiled and edited by Latif Ahmad Sherwani. Iqbal Academy Pakistan, Lahore. 4th Edition, 1995.
39. Stray Reflections, Allama Iqbal's note book. Iqbal Academy Pakistan, Lahore. 2nd Edition, 1992.
40. Studies in Iqbal's Thought and Art. Edited by M. Saeed Sheikh, Bazm-e-Iqbal, Lahore, 1987.
41. The Ardent Pilgrim. Iqbal Singh, Orient Longmans Ltd, Bombay, Calcutta, Madras, 1951. 1st Edition, 1951.
42. The Ardent Pilgrim. An Introduction to the Life and Work of Muhammad Iqbal. Iqbal Singh, Oxford University Press, Delhi. 2nd Edition,1997.
43. The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Allam Muhammad Iqbal. Edited and Annotated by M.Saeed Sheikh. Institute of Islamic Culture, Lahore, 1986.
44. The Emergence of Pakistan, Chaudhri Muhammad Ali. Research Society of Pakistan, University of Punjab, Lahore. 9th impression, 1996.
45. The Struggle for Pakistan, Ishtiaq Hussain Qureshi.
46. The Sword and the Sceptre. Collected and edited by Rifat Hussain, Iqbal Academy Pakistan, Lahore,1997.
47. Thoughts and Reflections of Iqbal. Edited by Syed Abdul Wahid, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1964.
48. Thus Spoke Firaq. Sumat Prakash Shanq, Allied Publishers Ltd, New Delhi, Bombay, Calcutta, Madras, Nagpur, Ahmadabad, Bangalore, Hyderabad, Lucknow.
49. Modern Influence in Iqbal. T.C Rastogi, Ashish Publishing House, New Delhi, 1987.
50. Whither Islam. H.A.R. Gibbs, Victor Gollancz Ltd, Convent Garden, 1932.

JOURNALS

1. Journal of Research Society of Pakistan, Lahore
Jan 1970, April 1979, April 1988.
2. Iqbal Review, Journal of Iqbal Academy of Pakistan, Lahore.
Oct 1962, April 1964, April 1972, Jan 1978, Oct 1982, Oct 1984, Winter 1987, Summer 1988, Winter 1988, April 1984, April 1995, Oct 1995.
3. Liberty. Editor: Anwar Shaikh. Cardiff, United Kingdom. Jan 1998.